فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون

فتاویٰ دیوبند پاکستان

المعروف بہ

فتاویٰ فریدیہ

جلد اول

از افادات

محدث کبیر فقیہ العصر مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد فرید مدظلہ مہتمم صدر دار العلوم حقانیہ

اکوڑہ خٹک

تخریج و ترتیب

مفتی محمد وہاب منگلوری مدرس دار العلوم صدیقیہ زروبی

اہتمام و اشاعت

مولانا حافظ حسین احمد صدیقی نقشبندی مہتمم دار العلوم صدیقیہ

زروبی ضلع صوابی

فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون ہ

فتاویٰ دیوبند پاکستان

المعروف بہ

فتاویٰ فریدیہ

(جلد اول)

افادات

محدث کبیر فقیہ العصر مفتی اعظم عارف باللہ مولانا مفتی محمد فرید دامت برکاتہم
جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

تخریج وترتیب

مفتی محمد وہاب منگلوری مدرس دار العلوم صدیقیہ زروبی

اہتمام واشاعت

مولانا حافظ حسین احمد صدیقی نقشبندی مہتمم دار العلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی

نام کتاب: ——— فتاویٰ دیوبند پاکستان المعروف بفتاویٰ فریدیہ (جلد اول)

افادات: ——— محدث کبیر فقیہ العصر مفتی اعظم عارف باللہ مولانا مفتی محمد فرید مجددی زروبوی
دامت برکاتہم شیخ الحدیث وصدر دار الافتاء جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ترتیب وتخریج: ——— مولانا مفتی محمد وہاب منگلوری نقشبندی دار الافتاء دار العلوم صدیقیہ

کمپوزنگ: ——— مولوی ولی الزمان صدیقی، حافظ ولی الرحمٰن صدیقی......(لوند خوڑ)

ضخامت: ——— ۶۱۶/صفحات

طبع بار سوم: ——— ستمبر ۲۰۰۵ء، رجب ۱۴۲۶ھ/ بار چہارم: اگست ۲۰۰۷ء رجب ۱۴۲۸ھ
بار پنجم: ۲۰۰۹ء ۱۴۳۰ھ

تعداد بار سوم: ——— بائیس سو (۲۲۰۰) بار چہارم: بائیس سو (۲۲۰۰) بار پنجم: بائیس سو (۲۲۰۰)

قیمت: ———

نگرانی: ——— مولانا مفتی سیف اللہ حقانی دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اہتمام واشاعت: ——— مولانا حافظ حسین احمد صدیقی نقشبندی مہتمم

دار العلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی (پاکستان)

فون وفیکس دار العلوم: 0938-480534 رہائش: 480156

موبائل:...... 0300- 5681986

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین جلد اوّل

مسائل شتّٰی

بسم اللّٰه الرحمن الرحیم

حرف آغاز

الحمد لله الذی أعلی معالم العلم و أعلامه و أظهر شعائر الشرع و أحکامه و بعث رسلا و أنبیاء صلوات الله علیهم أجمعین إلی سبیل الحق هادین و اخلفهم علماء إلیٰ سنن سننهم داعین یسلکون فیمالم یوثرعنهم مسلک الإجتهاد مسترشدین منه فی ذلک وهو ولی الإرشاد .

دارالعلوم حقانیہ کے وقیع شہرت عامہ کے ساتھ ساتھ دارالعلوم کے دارالافتاء کوبھی عالم اسلام میں سنداعتماد اور مقبولیت عامہ حاصل ہے۔دارالعلوم کے سن تاسیس ۱۳۶۶ھ سے افتاء کا سلسلہ جاری ہے۔انفرادی طور پر دارالعلوم کے مشائخ اوراساتذہ کرام لوگوں کے مسائل کا حل پیش فرماتے رہیں۔

۱۳۸۶ھ میں جب حضرت سیدی ووالدی وسندی شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب ادام اللّٰہ فیوضهم کی دارالعلوم آمد ہوئی۔تو دارالافتاء نے ایک منظم شعبہ کی شکل اختیار کی اور عملی انضباط کے ساتھ ایک ادارہ کام کرنے لگا۔فتاویٰ کا یہ عظیم ذخیرہ جوسامنے لایا جارہا ہے دارالعلوم حقانیہ کے اس زرین دور کی ایک عظیم ہستی کے علمی اور عملی زندگی کا ایک باب ہے۔اس لئے فتاویٰ کے ساتھ صاحب فتاویٰ کا کچھ تذکرہ ضروری ہے۔تاکہ صاحب فتاویٰ کی عظمت کی وجہ سے اس مجموعہ کی عظمت بھی دلوں میں جاگزیں ہو۔پس والدی المکرم شیخ الحدیث حضرت مفتی اعظم دامت برکاتہم تقویٰ وللّٰہیت،خاموش طبیعت،کم گوئی اور سادہ مزاج کی حامل شخصیت ہیں۔

بندہ کے تمام ایام طالب علمی والد صاحب کے ساتھ گزرے ہیں۔آپ کی علمی،عملی جلالت ورفعت اظہر من الشمس ہے۔ان کے سینکڑوں خوشہ چیں،تربیت یافتہ تلامذہ ملک و بیرون ملک بڑے بڑے مفتی،شیوخ الحدیث،شیوخ التفسیر،بلند پایہ فقہاء،ممتاز مصنفین،خطباءاور مهتممین دین کی خدمت میں مصروف ہیں۔

آپ کے مشہور شاگردوں میں قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب،حضرت مولانا حبیب اللّٰہ صاحب شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ پشتون آباد کوئٹہ (استاد امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد حفظه الله تعالیٰ)

سابق چیف جسٹس افغانستان مولانا نور محمد ثاقب صاحب، حضرت مولانا انوار الحق صاحب نائب مہتمم جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک، شیخ الحدیث مولانا گوہر شاہ صاحب، استاد الحدیث والتفسیر مولانا غلام محمد صادق صاحب دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ، الداعی الکبیر مولانا حبیب الحق صاحب شیوہ صوابی، استاد حدیث مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب مہتمم جامعہ عثمانیہ، مولانا مفتی بدر منیر صاحب مہتمم جامعہ مدنیہ بٹ خیلہ سوات، استاد الحدیث والتفسیر دارالعلوم حقانیہ مولانا مفتی سیف اللہ صاحب حقانی، استاد الحدیث مولانا نصیب خان صاحب دارالعلوم حقانیہ، مجاہد کبیر مولانا جلال الدین حقانی، مولانا سید عبدالباری آغا صاحب سابق سینئر وزیر حکومت بلوچستان، شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس صاحب تنگی چارسدہ، مولانا عبدالکبیر صاحب ننگرہار سابق گورنر جلال آباد، مولانا عبدالقیوم حقانی جامعہ ابوہریرہ نوشہرہ علامہ قاضی فضل اللہ صاحب (امیر جمعیت علماء امریکہ) مولانا مفتی رضاء الحق صاحب لینیشیا (مفتی افریقہ) شامل ہیں۔ مفتی صاحب کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے۔ اور ہزاروں علماء وطلباء اور مخلصین صوفیاء آپ کے دست حق پر بیعت ہیں اب تک خلفاء کی تعداد ساڑھے چھ سو تک پہنچ گئی ہے۔ جو ماشاء اللہ قرآن و حدیث اور علم دین کی خدمت میں شب و روز مصروف ہیں۔

حضرت مفتی صاحب مدظلہ کے اولین استاد و مربی ان کے والد بزرگوار ہیں۔ جن کی آغوش شفقت میں آپ نے قرآن مجید اور فارسی وعربی کی ابتدائی درسی کتابوں کے ساتھ ساتھ درس نظامی کی اکثر و بیشتر کتابیں پڑھیں۔ ۱۳۶۸ھ میں والد صاحب کی وفات کے بعد مفتی صاحب نے منطق و فلسفہ اور حکمت و ریاضی کی اکثر کتابیں استاذ العلماء رئیس الاتقیاء شیخ المعقول و المنقول حضرت العلامہ مولانا خان بہادر رحمۃ اللہ علیہ المعروف بہ مارتونگ مولانا صاحب اور حضرت العلامہ شیخ المعقولات و المنقولات مولانا محمد نذیر صاحب چکیسری رحمۃ اللہ علیہ سے سیدو شریف سوات میں پڑھیں۔ اور اسی طرح بعض اونچی کتابیں حضرت العلامہ رئیس الاذکیاء مولانا عبدالرزاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ (عرف شاہ منصور لالا) سے مردان میں پڑھیں یہ تمام شیوخ کرام اور اساطین علم و معرفت اپنے دور کے رازی و غزالی شمار ہوتے تھے۔ درس نظامی کے جملہ علوم اور درجہ تکمیل سے فراغت کے بعد موقوف علیہ اور صحاح ستہ پڑھنے کیلئے اسوۃ الفقہاء، زبدۃ الاتقیاء، زینۃ المحدثین حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی نور اللہ مرقدہ کے عظیم و مشہور درسگاہ حدیث شریف

میں شریک ہوئے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ کی جوہر شناس نگاہوں اور نورانی فراست نے اپنے ہزاروں تلامذہ میں سے تنہا حضرت مفتی صاحب مدظلہ کی علمی قابلیت، ذہانت وفطانت، ادب و احترام، زہدوتقویٰ کی تعریف فرمائی۔ پاک وہند کے عظیم محدث، شیخ اکبر، شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن کاملپوری۔(المتوفی ۱۳۸۵ھ) کی شفقتوں کا یہ عالم تھا کہ باوجود کامل متانت محدثانہ وقار اور کم گو ہونے کے، حضرت مفتی صاحب کے ساتھ آزادانہ گفتگو فرماتے تھے۔ عمدۃ العارفین حضرت مولانا خواجہ عبدالمالک صدیقی قدس سرہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ مفتی صاحب مراد ہےان کے کلام میں حددرجہ اثر ہے۔ اور پٹھانوں میں قوی نسبت والے ہیں۔

محدث کبیر حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ بانی ومہتمم جامعہ حقانیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مفتی صاحب جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے روح رواں ہیں۔ حضرت مفتی صاحب تین بارحج کیلئے حرمین شریفین تشریف لے گئے ہیں۔ آخری بار ضعف وکمزوری اور بیماری کے باجود حضرت امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد اور امارت اسلامیہ افغانستان کے امراء اور وزراء کی خواہش پر بعثة الحج الافغانية کی سرپرستی فرماتے ہوئے تشریف لے گئے تھے۔

سیاست کے میدان کارزار میں بھی مفتی صاحب ایک دوربین اور دوررس فکر ونظر اور پختہ نظرئے کے مالک ہیں۔ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی سرپرستوں میں سے ہیں۔ مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور اکابرین جمعیت علماء ہند کے نظریات پر کاربند ہیں۔ پاکستان بلکہ عالم اسلام کی سب سے بڑی سیاسی و مذہبی جماعت جمعیت علماء اسلام کے ضلعی، صوبائی اور مرکزی عمائدین اور قائدین میں سے کثیر تعداد حضرت مفتی صاحب کے شاگرد اور مرید ہیں۔ اسی طرح امارت اسلامیہ افغانستان کے اکثر وزراء اور مسئولین حضرت صاحب کے تلامذہ اور خلفاء یا مریدین ہیں۔

آپ کے دو صاحبزادے اور سات صاحبزادیاں ہیں۔ ان میں سب سے بڑے صاحبزادہ برادر مکرم مولانا حافظ مفتی رشید احمد حقانی ہیں۔ جو دارالعلوم حقانیہ میں بیس سال تک مدرس اور منصب افتاء پر فائز رہے۔ ہزاروں کی تعداد میں طالبان علوم نبویہ آپ سے مستفید ہوئے۔ آپ والد محترم کے دست حق پر سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت اور خلیفہ مجاز ہیں۔ دارالعلوم حقانیہ کے دارالافتاء سے آپ کے ہزاروں فتاوے شائع ہوئے ہیں۔ اور کئی تصنیفات بھی کی ہیں۔ آپ نے زندگی کا اکثر حصہ اعصابی عوارض، علالت اور ضعف ونقاہت میں گزارا۔ آپ ۲۱ مئی ۲۰۰۵ھ کو پچاس برس عمر پا کر عالم

شباب میں اس دنیا سے کوچ کر گئے۔(رحمه الله تعالیٰ رحمة واسعة وأسكنه فسيح جنانه وأمطره شآبيب غفرانه)۔راقم الحروف موصوف کا دوسرا فرزند ہے۔جو گھر پر والد صاحب کی خدمت اور ساتھ ساتھ دار العلوم صدیقیہ کی نگرانی واہتمام پر مامور ہے۔اور والد محترم کے دست حق پر سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت اور خلیفہ مجاز ہے۔دراصل تقریباً ڈیڑھ دوسو سال سے زروبی میں ہماری ایک قدیم آبائی درسگاہ قائم ہے۔اس درسگاہ کو ہمارے پردادا سیبویہ زمان حکیم حاذق مولانا امان اللہ صاحب فاضل مدرسہ عالیہ رامپور کی وجہ سے بہت شہرت ملی تھی۔اسکے بعد اسکی ذمہ داریاں ہمارے دادا حضرت العلامه جامع المعقول والمنقول استاد العلماء مولانا حبیب اللہ صاحب(المتوفی ۱۳۶۸ھ ۱۹۴۸ء)المعروف بہ صاحب الحق صاحب زروبی نے سنبھالیں۔ان کی وفات کے بعد اس درسگاہ کو ہمارے تایا جان حضرت مولانا محمد زاہد افغانی رحمۃ اللہ علیہ نے قائم و دائم رکھا۔یہ درسگاہ ایک مسجد میں قائم تھی۔بالآخر اس درسگاہ نے مفتی صاحب کی سرپرستی میں مستقل منظم مدرسہ اور دار العلوم کی شکل اختیار کی۔جبکہ راقم الحروف اس کے اہتمام ونگرانی پر مامور ہے۔اللہ تعالیٰ تا قیامت اس فیض کو جاری وساری رکھے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی صاحب کو تدریسی فرائض کی شہرہ آفاق مقبولیت کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کے ملکہ راسخہ سے بھی نوازا ہے۔چند کتب کا ذکر کیا جاتا ہے۔جس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

(۱) **منهاج السنن شرح جامع السنن للترمذي:** (عربی) یہ مختصر جامع شرح ہے جو پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔تمام اہم فقہی اور حدیثی مباحث پر حاوی ہے۔جس کو بیک وقت شرح حدیث اور فتاویٰ کی حیثیت حاصل ہے۔علماء اور طلباء میں یکساں مقبول ہے۔

(۲) **هداية القاری علی صحيح البخاری**:(عربی) جو بخاری شریف کے مطول اور ضخیم شروح کا ملخص ہے۔اور اکابر محدثین کے امالی کا نچوڑ ہے۔

(۳) **فتح المنعم شرح مقدمة المسلم**:(عربی) یہ صحیح مسلم کے مقدمہ کی محققانہ شرح ہے جو دس اہم مباحث پر مشتمل ہے۔طلبہ حدیث کیلئے مشعل راہ ہے۔

(۴) **البشریٰ لارباب الفتویٰ**:(عربی) یہ مختصر رسالہ افتاء کے اصول وضوابط پر مشتمل ہے۔دس فصلوں پر تقسیم ہے۔آخری فصل میں امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر سوانح حیات اور ان پر اعتراضات کے

جوابات بیان کئے گئے ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالے کی تقریظ میں فرمایا ہے.

" و فضيلة الشيخ محمد فريد المفتى بدار العلوم الحقانية قد افتىٰ طيلة قيامه فى الجامعة و قد الف كتابه الفريد البشرىٰ لارباب الفتوىٰ و انى طالعته من مواضع متعددة فوجدته نافعاً للعلماء والمفتين ." (یہ رسالہ فتاویٰ کی ابتداء میں بطور مقدمہ شامل کیا گیا ہے۔ اب اس رسالہ کو مفتی محمد وہاب منگلوری کے اردو ترجمہ کے ساتھ بھی شائع کیا گیا ہے۔)

(۵) **العقائد الاسلامية باللغة السليمانية:** (پشتو) یہ کتاب چالیس عقائد اور چالیس مہم احکام پر مشتمل ہے۔ موجودہ دور میں اس کی اشاعت اور تدریس نہایت ہی ضروری ہے۔ اب اس کو مفتی محمد وہاب منگلوری زید مجدہم کے اردو ترجمہ اور ساتھ ہی چہل حدیث شامل کر کے شائع کیا گیا ہے۔

(۶) **مقالات** : (پشتو) اس کتاب میں بعض اختلافی مسائل کے حل کے علاوہ مسئلہ توحید واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اور آخر میں حضرت مفتی صاحب کے ختم بخاری کی تقریر مسطور ہے۔ جس کو دارالعلوم حقانیہ اور متعدد مدارس میں ختم بخاری شریف کے اجتماعات میں بیان فرمایا ہے۔

(۷) **مسائل حج** : (پشتو) یہ رسالہ حج کے اہم مباحث اور مسائل و احکام پر مشتمل ہے۔

(۸) **رسالة التوسل** : (عربی) اس رسالہ میں مسئلہ توسل پر معتدل انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور توسل کی حقیقت اور اقسام پر سیر حاصل تبصرہ کیا گیا ہے۔

(۹) **سلسله مبارکه** : (اردو، پشتو، فارسی) اس میں تصوف کی تعریف غرض و غایہ اور سلسلہ نقشبندیہ کے اسباق کی تشریح کی گئی ہے۔

(۱۰) **رساله قبریه** : (پشتو) اس میں میت کے موت سے کفن دفن تک تمام مسائل جمع کئے گئے ہیں۔

(۱۱) **الفرائد البهية الى أحاديث خير البرية**: (عربی) یہ رسالہ اصول حدیث، اقسام، تعریفات، اور آداب علم حدیث پر مشتمل ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مفتی اعظم دامت فیوضہم کے فتوؤں کو کتاب وسنت اور فقہ کے اعتبار سے تمام عالم اسلام میں معتمد، قابل وثوق، مسلم اور مستند سمجھا جاتا ہے۔ جہاد افغانستان کے ابتدائی مراحل میں روسی استعمار کے خلاف جہاد کا

سب سے پہلا فتویٰ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم نے دیا تھا جس پر بجا طور پر فخر کیا جا سکتا ہے۔ اس پر حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء کرام نے دستخط فرمائے تھے آپ کی متابعت میں پھر دیگر مفتیان کرام نے بھی فتوے دیئے۔ اور یوں روسی استعمار اپنے انجام کو پہنچا۔ مفتی صاحب کا فتویٰ مختصر، مدلل جامع مانع ہوتا ہے۔ وہ اہل بلد کے عرف پر خاص نظر رکھتے ہیں۔ اور بے جا اور نامناسب تطویل سے اجتناب فرماتے ہیں۔ بے انتہا کمزوری، علالت طبع اور ضعف و پیرانہ سالی کے باوجود ابھی تک افتاء اور سلسلہ نقشبندیہ مبارکہ کی خدمت میں مصروف ہیں۔

دارالعلوم حقانیہ کے ۳۱ سالہ فتاویٰ کے ریکارڈ میں سے بندہ نے فوٹوسٹیٹ لیکر محفوظ کر لئے۔ محترم فاضل نوجوان مولانا مفتی محمد وہاب صاحب منگلوری سواتی فاضل و متخصص دارالعلوم حقانیہ، مفتی و مدرس بدارالعلوم صدیقیہ زروبی جو والد صاحب کے شاگرد رشید اور سلسلہ نقشبندیہ میں خلیفہ مجاز ہیں۔ قابل صد ستائش وسپاس ہیں۔ کہ انہوں نے اس بیش بہا، زرین تالیف "**فتاویٰ دیو بند پاکستان المعروف بفتاویٰ فریدیه**" کی تبویب و ترتیب، تدوین و تخریج آیات و احادیث خاصکر فقہی مراجع کے حوالہ جات میں کامل احتیاط و توثیق سے کام لیا ہے۔ جو نہایت ہی مشکل وطویل جہد و مشقت کا متقاضی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان بے لوث مخلصانہ مساعی جمیلہ کا صلہ دارین میں نصیب فرمائیں۔

آخر میں ہم دست بدعا ہیں کہ اللہ جل شانہ حضرت مفتی صاحب مدظلہ کا سایہ ہم پر برقرار رکھے اور ان کا علم سلف سے خلف تک منتقل فرمائے۔ مولانا حافظ ظہیر الدین مردان، مولوی عبدالجلیل قلعہ سیف اللہ اور دیگر جملہ معاونین کیلئے ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ان شاء اللہ فتاویٰ کا یہ مجموعہ نہ صرف عوام کیلئے بلکہ علماء فقہاء اور خواص اہل علم طبقہ کیلئے بھی نہایت مفید ثابت ہوگا۔

حضرت مولانا حافظ (حسین احمد عفی عنہ) صدیقی نقشبندی
ابن حضرت شیخ الحدیث مفتی اعظم مفتی محمد فرید صاحب دامت برکاتہم
مہتمم دارالعلوم صدیقیہ زروبی صوابی

بسم الله الرّحمن الرّحیم

صورة ما املاه

فضیلة الشیخ المحدث الکبیر العلامة المفتی الاعظم

العارف باللہ مو لانا مفتی محمد فرید دامت بر کاتہم

الحمد للّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ . اما بعد ! پس کہتا ہے بندہ فقیر الی اللہ محمد فرید مجددی کہ میں حضرت مولانا شیخ الحدیث نصیر الدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ کے اشارے پر اور حضرت مولانا محمد عبدالمالک صدیقی رحمہ اللہ کے امر سے دارالعلوم حقانیہ کو تدریس کیلئے گیا۔ اور استخارہ کے بعد میں نے نوم و یقظت (نیند و بیداری) کے درمیان دارالعلوم کی جنوبی طرف میں یہ آیت ''من دخلہ کان اٰمنا '' بھی دیکھ لیا۔ پس میں دارالعلوم حقانیہ میں دو سال تک مشکواۃ شریف جلد اول اور ترمذی شریف جلد ثانی کا درس دیتا رہا۔ تیسرے سال ابو داؤد شریف مکمل اور بخاری شریف جلد اول از کتاب الجہاد کا درس دیا اسی دوران چند بشارات سے بھی مستفید ہوتا رہا۔ اس کے بعد آئندہ سال بخاری شریف از کتاب البیوع اور پھر از کتاب الایمان میرے حوالے کی گئی ۔ اور ساتھ ہی ترمذی شریف بھی میرے حوالے کی گئی۔ اسی سال بخاری شریف (جلد اول) اور ترمذی شریف (جلد اول) زیر تدریس رہی۔ اس زمانہ میں ھدایۃ القاری شرح صحیح البخاری اور منہاج السنن شرح جامع السنن (پانچ جلدیں) لکھی گئیں۔ اور مقبول ہوئیں جس کے ابھی تک سات ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔

بعض مشائخ کو ان کی فرمائش پر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ (جن کی بات نرم اور فیصلے و ارادے پہاڑ کی طرح پختہ تھے) نے فرمایا کہ ''چونکہ میں بیمار اور کمزور ہوں اسلئے میں یہ خدمت مفتی صاحب کے حوالے کرتا ہوں اور چونکہ آپ بھی کمزور اور بیمار ہیں اور طلباء آپ سے اپنی کتب میں مطمئن ہیں۔ اسلئے اس پر صبر کریں۔''

اس کے بعد بعض مشائخ کی بیماری اور کمزوری کی بنا پر صحیح مسلم (مکمل) بھی مجھے حوالہ کی گئی۔ بالآخر تیس سالہ تدریس کے بعد مجھ پر فالج کا حملہ ہوا جس کی وجہ سے میں تدریس سے قاصر رہا۔ تا حال صرف افتاء اور سلسلہ نقشبندیہ کی خدمت کر رہا ہوں۔ و اللہ المستعانُ

حضرت مفتی اعظم شیخ الحدیث (محمد فرید عفی عنہ) دامت برکاتہم

۱۰/۱ اپریل ۲۰۰۲ء

بسم الله الرحمٰن الرحيم

البشریٰ لأرباب الفتویٰ

الحمدللّٰه رب العالمين. والصلوٰة والسلام

علیٰ سيد الأنبياء والمرسلين وعلیٰ اٰله وأصحابه وأتباعه أجمعين.

أما بعد: فيقول العبد الفقير إلی اللّٰه الغنی محمد فريد بن أستاذ العلمآء الشيخ مولانا حبيب اللّٰه الزروبوی. قد سألنی الفاضل القاری محمد عبداللّٰه الدَيروی (ڈی آئی خان) الديوبندی أن أؤلف رسالة وجيزة فی أحكام الفتيا، فأجبته سآئلاً من اللّٰه تعالیٰ أن يتم علیَّ هٰذه النعمة العظمیٰ. وسميتها بالبشریٰ لأرباب الفتویٰ. وأسأل اللّٰه تعالیٰ أن ينفع بها إيای وسآئر المسلمين. ولاحول ولاقوة إلا باللّٰه العلی العظيم.

إعلم! أن هٰذه الرسالة مشتملة علیٰ عشرة فصول.

الفصل الأول: فی بيان معنی الإفتآء وحقيقته وحكمه وحكمته.

والثانی: فی بيان فضله والترغيب فيه وفی بيان محل التحذير منه.

والثالث: فی بيان ألفاظ الفتویٰ.

والرابع: فی ضابطة ترجيح بعضها علی بعض.

والخامس: فی رسم المفتی.

والسادس: فی مواضع الإفتآء بالقول المرجوح وبمذهب سائر الأئمة.

والسابع: فی بيان طريق الإفتآء فی الحوادث الجديدة.

والثامن : فى أحكام المفتى وآدابه .

والتاسع: فى أحكام المستفتى وآدابه.

والعاشر: فى ترجمة رأس المفتيين،سراج الأمة وإمام أئمة الدين.

الفصل الأول

فى بيان معنى الإفتآء وحقيقته وحكمه وحكمته

معنىٰ الإفتآء:..........قال الإمام الراغب: الفتيا والفتوىٰ الجواب عمايشكل من الأحكام وقال الإمام الرازى: فى التفسير الكبير فى تفسير سورة النسآء: معنى الإفتآء إظهار المشكل وأصله من الفتىٰ وهو الشاب. فالمفتى كأنه يقوى ببيانه ماأشكل، ويصير قوياًفتياً، وقال أيضا: فتيا وفتوىٰ إسمان موضوعان موضع الإفتآء. وقال العلامة الشامى فى مقدمة ردالمحتار: عن ابن عبدالرزاق عن شرح المجمع للعينى. الفتوىٰ مشتقة من الفتى وهو الشاب القوى وسميت به لأن المفتى يقوى السآئل بجواب حادثته. إنتهىٰ.

وحقيقةالإفتآء:..........هو الإخبار عن حكم شرعى لاعلىٰ سبيل الإلزام بخلاف القضآء كمافى تصحيح الشيخ قاسم على القدورى. وكذاهو التوسط بين الله تعالىٰ وبين عباده كمافى شرح عقود رسم المفتى.

وحكم الإفتآء:..........مافى قضآء البحر: أنه إن لم يكن غيره تعين عليه، وإن كان غيره فهو فرض كفاية، ومع هذا لايحل التسارع إلىٰ مالايتحقق. وفى قضآء البحر عن شرح الروض: وينبغى للإمام أن يسئل أهل العلم المشهورين فى عصره عمن يصلح للفتوىٰ ليمنع من لايصلح ويتوعده بالعقوبة بالعود . وفى شرح التنوير مع ردالمحتار: بل يمنع مفت ما جن يعلم الحيل الباطلة كتعليم الردة وكالذى يفتى عن جهل. إنتهىٰ

وحكمة الإفتآء:..........رد التحير ورفع الإشكال و التهارج، ولذا قال فى الفتاوىٰ

السراجية : عالم ليس في البلدة أفقه منه ليس له أن يغزو لما يدخل عليهم الضياعة. إنتهىٰ

الفصل الثانی فی بیان فضله و الترغیب و فی بیان محل التحذ یر منه

لا شک فی فضل أمر الإفتآء، کیف وهو شأن من شئون الله تعالیٰ، قال الله تبارک وتعالیٰ: ﴿قل الله یفتیکم فیهن﴾ وقال تعالیٰ: ﴿قل الله یفتیکم فی الکلالة﴾ (سورة النسآء) وکذاهومنصب من مناصب النبوة، قال الله تعالیٰ: ﴿ویستفتونکَ فی النسآء﴾ .وقال تعالیٰ: ﴿یستفتونک﴾ (سورة النسآء) وکذاهونوع من أنواع التعلیم والتبلیغ وکذاکانت الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم یفتون فی حیات النبی علیه الصلوٰة والسلام وفی خلافة الصدیق الأکبروعمرالفاروق. کما فی طبقات بن سعد (۲:۱۰۹) أن عمرالفاروق وعثمان ذالنورین وعلی بن أبی طالب من المهاجرین وأبی بن کعب ومعاذبن جبل وزیدبن ثابت من الأنصار کانوا یفتون فی عهدالنبی ﷺ وفی عهدالصدیق الأکبروفی عهدالفاروق الأعظم إنتهیٰ ملخصاً. وتعاملت علیه الأمة سلفاً وخلفاً والضرورة داعیة إلیه ، قال الله تبارک وتعالیٰ: ﴿فسئلوا أهل الذکر إن کنتم لاتعلمون﴾ (النحل:۴۳)

وکذافیه منقبة وراثة الأنبیآء علیهم الصلوٰة والسلام. وأمامارواه الدارمی: عن ابن المنکدر موقوفاًعلیه أن العالم یدخل فی مابین الله وبین عباده. فلیطلب لنفسه المخرج ومارواه عن ابن مسعود رضی الله عنه: موقوفاًعلیه، أن الذی یفتی الناس فی کل مایستفتیٰ لمجنون ومارواه عن عبیدالله بن جعفر: مرفوعاً، أجرء کم علی الفتیا أجرء کم علی النارفمحمول علی التحذیرمن الإفتآء من غیرثبت وتحقیق. کمایدل علیه مارواه الدارمی: عن أبی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعاً: من أفتیٰ بفتیامن غیرثبت فإنماإثمه علی من أفتاه. وقال الإمام مالک رحمة الله علیه: من أجاب فی مسئلةٍ فینبغی قبل الجواب أن یعرض نفسه علی الجنة والنار وکیف خلاصه ثم یجیب کمافی شرح المهذب. وفیه أیضاًعن أبی حنیفة رحمة الله علیه، أنه قال: لولاالفرق أی الخوف من الله تعالیٰ أن یضیع العلم ماأفتیت یکون لهم ألهنآء وعلیَّ الوزر.

الفصل الثالث

فی بیان ألفاظ الفتوی

إعلم! أن ألفاظ الفتویٰ کثیرة مذکورة فی الفتاویٰ،

منها :...........مایشتمل علی اللفظ الذی فیه حروف الفتویٰ،مثل علیه الفتویٰ وبه یفتیٰ والفتویٰ علیه وغیرذٰلک.

ومنها:......مالا یکون کذٰلک.مثل به نأخذ،وعلیه الإعتماد، وعلیه عمل الیوم،وعلیه عمل الأمة، وهوالصحیح،وهوالمأخوذبه،وهوالإحتیاط،وبه جری العرف،وبه أخذعلمآء نا،وهوالمتعارف،وهوالأصح،وهوالأظهر،وهوالأشبه أی الأشبه بالنصوص روایة والراجح درایة،وهوالأوجه أی الأظهروجها،وهوالأحوط، وهوالأوفق،وهوالأولیٰ،وغیرذٰلک.کمافی شرح عقودرسم المفتی وردالمحتار.

الفصل الرابع

فی ضابطة ترجیح بعض هٰذه الألفاظ علیٰ بعض

إعلم! أن اللفظ الذی فیه حروف الفتویٰ الأصلیة وکذامایساویه مثل:وبه نأخذوعلیه العمل آکد من غیره کمافی شرح التنویرمع ردالمحتار،وفی رد المحتارمن فصل صفة الصلوٰة:لفظة الفتویٰ آکد من لفظة المختار،وفی شرح التنویر:ولفظ "وبه یفتیٰ" آکد من "الفتویٰ علیه" لأن الأول یفیدالحصر. قلت:لم أجدالتصریح علی کون وبه یفتیٰ آکدمن"وعلیه الفتویٰ" أوبالعکس إلا فی رسالة أحسن الأ قاویل فی ردالأباطیل حیث ذکرفیهاأن "وبه یفتیٰ" آکدمن "وعلیه الفتویٰ"لأن الأول یفیدالحصروالثانی یفیدالأصحیة دون الحصر. إنتهیٰ قلت:وفیه نظرظاهر،لأن الثانی أیضاًفیه تقدیم ماحقه التاخیرفیفید الحصر،فهمامتساویان فی إفادة الحصر کمافی شرح عقودرسم المفتی،وفی شرح التنویر:أن لفظ إسم التفضیل آکد من غیره

عندالرملی، وقیل:بالعکس وهو المنقول عن شرح المنية .

إعلم ! أن الفقهآء علىٰ سبع طبقات

(١)الأولىٰ:......طبقة المجتهدين بالإجتهادالمطلق كالأ ئمة الأربعة وفاقاً وأبی يوسف ومحمدعندأرباب التحقيق.

(٢)والثانية:......طبقة المجتهدين فی المذهب الذين يستخرجون الأحكام عن الأدلة حسب القواعدالتی قررهاالمجتهدالمطلق لا يخالفونه فی قواعدالأصول وإن خالفوه فی بعض الفروع .

(٣) والثالثة:......طبقة أكابر المتأخرين الذين يقدرون على الإجتهادفی المسآئل التی لارواية فيهاعن صاحب المذهب ولايقدرون على المخالفة له.

(٤)والرابعة:......طبقة المخرجين الذين يقدرون على تفصيل قول مجمل ذی وجهين وحكم مبهم محتمل لأمرين منقول عن المجتهد.

(٥)والخامسة:......طبقة المرجحين الذين يقدرون علىٰ ترجيح بعض الروايات على بعض آخر.

(٦)والسادسة:......طبقة المميزين الذين يقدرون على التميزبين الأقوىٰ والقوی والضعيف.

(٧)والسابعة:...... طبقة المقلدين الذين لايميزون بين الغث والسمين.نعم يميزون بين ماظهرعليه التعامل وهوالأرفق وماهوالمعروف وبين مالم يكن كذٰلک فعليهم إتباع مارجحه وصحّحه أهل الطبقات العالية.نعم قد يوجد أقوال بلا ترجيح:فيعمل بماوقع عليه التعامل وماهوالأرفق والمعروف،وقد يختلفون فی التصحيح فيعمل بقواعدهذاالفصل من ترجيح بعض الألفاظ علىٰ بعض آخر،وكذابماوقع عليه التعامل وبماهوالأرفق وبماهوالمعروف كما أشيرإليه فی شرح التنوير.

الفصل الخامس

فی رسم المفتی أی بيان العلامة تدل المفتی علىٰ مايفتىٰ به

إعلم ! أن المفتی هوالمخبرعن حكم شرعی لاعلى سبيل الإلزام بخلاف القاضی كمامر.

قال ابن الهمام فی فتح القدیر :وقداستقررأی الأصولیین علیٰ أن المفتی هو المجتهد وأماغیرالمجتهد ممن یحفظ أقوال المجتهدفلیس بمفت والواجب علیه إذاسئل أن یذکرقول المجتهدکالإمام علیٰ وجه الحکایة، فعرف أن مایکون فی زماننامن فتوی الموجودین لیس بفتویٰ بل هونقل کلام المفتی فیأخذبه المستفتی.وطریق نقله لذٰلک عن المجتهدأحدالأمرین إماأن یکون له سند فیه أویأخذه من کتاب معروف تداولته الأیدی نحوکتب محمدبن الحسن ونحوهالأنه بمنزلة الخبر المتواتروالمشهور .إنتهٰی قلت:وقداصطلح أهل الأعصار الحادثة علی أن المفتی هو الناقل لحکم شرعی ولامشاحة فی الإصطلا ح،

فرسم المفتی یؤخذ من الجمل الاٰتیة:

(۱)...... أن الحکم إن اتفق علیه أصحابنایفتیٰ به قطعاً.

(ب)......وإلافإماأن یصحح المشایخ أحدالقولین فیه أو کلاً منهماأو لاولا، ففی الثالث یعتبرالترتیب بأن یفتی بقول أبی حنیفة ثم بقول أبی یوسف ثم بقول محمدثم بقول زفرثم بقول الحسن بن زیادکذافی الفتاویٰ السراجیة وغیرها، وصحح الحاوی القدسی قوة الدلیل . قال العلامة الحلبی:والذی یظهرفی التوفیق أی بین مافی الحاوی ومافی السراجیة،أن من کان له قوة إدراک لقوة المدرک یفتیٰ بالقول القوی المدرک،وإلافبالترتیب.وفی ردالمحتارماملخصة:أن الفتویٰ علی قول الإمام الأعظم أبی حنیفة فی العبادات مطلقاً، سوآء انفرد وحده أم لا .وقیل:إذاکان أبوحنیفة فی جانب وصاحباه فی جانب فالمفتی بالخیار،والأول أصح إذالم یکن المفتی مجتهداً،کذافی الفتاویٰ السراجیة.وفی ردالمحتار:وهو(أی کون الفتویٰ علی قول الإمام الأعظم فی العبادات)الواقع بالإ ستقرآء مالم یکن عنه روایةکقول المخالف کمافی طهارة المآء المستعمل.وعلی قول أبی یوسف فی مایتعلق بالقضآء والشهادات.وعلی قول محمد فی جمیع مسآئل ذوی الأرحام.وعلی قول زفرفی سبعة عشرمسألة بل عشرین مسئلة مذکورة فی ردالمحتار من باب النفقة.

(ج)......إذاکان فی المسئلة قیاس وإستحسان،فالعمل علی الإستحسان إلا فی مسآئل معدودة

شهيرة، كذافي ردالمحتار.

(د)......وفي البحر من باب قضآء الفوآئت: المسئلة إذالم تذكرفي ظاهر الرواية وثبتت في رواية أخرىٰ تعين المصير إليها.

(ھ)......وفي الأول: أي إن صحح المشايخ أحدالقولين، إن كان التصحيح بأفعل التفضيل خير المفتي وإلا فلا، بل يفتي بالمصحح فقط.

(و)......وفي الثاني: أي إن صحح المشايخ كلاًمنهما إما أن يكون أحد هما بأفعل التفضيل أولا، ففي الأول قيل: يفتىٰ بالأصح وهو المنقول عن الخيرية. وقيل: بالصحيح وهو المنقول عن شرح المنية كمامر، وفي الثاني: يخير المفتي وهو المنقول عن وقف البحر والرسالة أفاده الحلبي.

(ز)......وفي البحر: الفتوىٰ إذااختلف كان الترجيح لظاهر الرواية، وفي الأشباه: يتعين الإفتآء في الوقف بالأ نفع له كما في شرح المجمع والحاوي القدسي.

إعلم! أن مسآئل مذهبناعلىٰ ثلاث طبقات.

الطبقة الأولىٰ:...... مسآئل الأصول: وهي مسآئل ظاهر الرواية، ويقال لها مسآئل ظاهر المذهب أيضاً. وهي مسآئل المبسوط لمُحَمَّد ومسآئل الجامع الصغيرومسآئل الجامع الكبيرومسآئل السير الصغيرومسآئل السير الكبيرومسآئل الزيادات.

والطبقةالثانية:......من مسآئل المذهب: هي غيرظاهر الرواية، وهي المسآئل التي رويت عن الأئمةلكن في غير الكتب المذكورة.

والطبقةالثالثة:......الفتاوىٰ وتسمىٰ الواقعات: وهي مسآئل استنبطهاالمتأخرون من أصحاب محمدوأصحاب أصحاب محمد، فمن بعدهم في الواقعات التي لم توجد فيهارواية عن الأئمةالثلاثة. ثم ذكر المتأخرون هٰذه المسآئل مختلطة غيرمتميزة كمافي فتاوىٰ قاضيخان، وذكرهابعضهم متميزة كمافي كتاب المحيط لرضي الدين السرخسي، إنه ذكرأولاًمسآئل الأصول ثم النوادرثم الفتاوىٰ ونعم مافعل.

(ح)......وفي تنقيح الفتاوىٰ الحامدية: وقالوا أيضاً: أن مافي المتون مقدم علىٰ مافي الشروح. ومافي

الشروح مقدم علیٰ مافی الفتاویٰ.إنتھیٰ

قالوا:المرادمن المتون لیس جمیع المتون،بل المرادالمختصرات التی ألفھاحذاق الأئمةکالطحاوی والکرخی والحاکم.وقالوا أیضاً:ھذاإذالم یوجدالتصحیح الصریحی فی الطبقةالتحتانیة،قال العلامةالشامی فی تنقیح الفتاویٰ فی باب الحجر:أن ماجری علیه أصحاب المتون من أنه لا یحجرعلی الحرتصحیح التزامی بمعنی أن أصحاب المتون التزمواذکرالصحیح وھم فی الغالب یمشون علی قول الإمام.وقدمشوافی ھٰذه المسئلة علی قوله،فھوتصحیح له التزاماً،ومامرعن الخانیة:من أن الفتویٰ علیٰ قولھما تصحیح صریح فیقدم علی الإلتزامی.

(ط)......وفی شرح التنویر:أمانحن أی طبقةالمقلدین الذین لا یقدرون علی التمیزفعلینااتباع مارجحوه وماصححوه کمالوأفتوافی حیاتھم.

(ی)......فی تنقیح الفتاویٰ:المرادمن قولھم"یدین دیانةلاقضآء"أنه إذااستفتی فقیھاًیجیبه علی وفق مانوی ولکن القاضی یحکم علیه بوفق کلامه لایلتفت إلیٰ نیته إذا کان فی مانوٰی تخفیف علیه.

(ک)......وفی القنیة:لیس للمفتی وللقاضی أن یحکماعلی ظاھر المذھب ویترکاالعرف،ونقله عنه فی خزانة الروایات.

وفی شرح عقودرسم المفتی ماملخصة:أن للمفتی اتباع العرف الحادث فی الألفاظ العرفیة.وکذافی الأحکام التی بناھاالمجتھدعلیٰ ماکان فی عرف زمانه وتغیرعرفه إلیٰ عرف اٰخر، لکن بعد أن یکون المفتی ممن له رأی ونظربقواعدالشرع،حتیٰ یمیزبین العرف الذی یجوزبنآء الأحکام علیه وبین غیره.وکذالابدله من معرفة عرف زمانه وأحوال أھله ومن التخرج فی ذٰلک علیٰ أستاذماھر.وقدقالوا:من جھل بأھل زمانه فھوجاھل،وقالوا:أن جمودالمفتی أوالقاضی علی ظاھرالمنقول مع ترک العرف والقرآئن الواضحة والجھل بأحوال الناس یلزم منه تضیع حقوق کثیرة وظلم خلق کثیرین.وبالجملة یلزم اتباع العرف وھٰذامالم یخالف الشریعةکالمکس والرباونحوذٰلک.ولایعتبرالعرف العام إذالزم منه ترک النص،ویعتبرإذالزم منه تخصیص النص

ویعتبر العرف الخاص فی حق أهله فقط إذالم یلزم منه ترک النص ولا تخصیصه. إنتهیٰ

(فائدة) ماقال المتأخرون: أن مفهوم المخالفة حجة فی الروایات وکلام الناس دون کلام الشارع فمبنی علی أنه المتعارف بینهم ویؤیده مافی شرح السیر الکبیر: أن الثابت بالعرف کالثابت بالنص.

الفصل السادس فی مواضع الإفتآء بالقول المرجوح وبمذهب سآئر الأئمة

إعلم! أنه لایجوز الحکم والإفتآء بالقول المرجوح وبمذهب سآئر الأئمة إلافی ثلاثة مواضع.

(الأول)...... عندالضرورة دون التشهی والتلهی، فإنه حرام کما حرّم الحکم الملفق الخارق للإجماع فی عمل واحد کالحکم بصحة وضوء من ترک الترتیب ومسح دون ربع الرأس. قال العلامة الشرنبلالی فی رسالته عقدالفرید فی جواز التقلید: مذهب الحنفیة: المنع عن المرجوح حتیٰ لنفسه لکون المرجوح صار منسوخاً. إنتهیٰ نعم، قیدالبیری بالعامی، وذکر عن خزانة الروایات أن العالم الذی یعرف معنی النصوص والإخبار وهو من أهل الدرایة یجوزله أن یعمل علیها وإن کان مخالفاًلمذهبه. إنتهیٰ وقال العلامة الشامی فی مقدمة ردالمحتار: هٰذافی غیر موضع الضرورة، وبمعناه فی شرح عقود رسم المفتی. وفی البزازیة: أنه روی عن أبی یوسف رحمه الله تعالیٰ: أنه صلی الجمعة مغتسلاًمن الحمام ثم أخبربفارة میتةفی بئر الحمام، فقال: نأخذبقول إخواننامن أهل المدینة إذابلغ الماء قلتین لم یحمل خبثاً. وفی ردالمحتار عن القهستانی: لوأفتی به (أی بمذهب مالک فی المفقود) لابأس به علیٰ ماأظن. إنتهیٰ. قال العلامةالشامی: ونظیرهٰذه المسئلة عدةممتدةالطهر التی بلغت برؤیةالدم ثلاثةأیام ثم امتدطهرهافإنهاتبقی فیٰ العدةإلیٰ أن تحیض ثلاث حیض، وعندمالک تنقضی عدتهابتسعةأشهر. وقال فی البزازیة: الفتویٰ فی زماننا علی قول مالک. وقال الزاهدی: کان بعض أصحابنایفتون به للضرورة. إنتهٰی وفی شرح التنویر فی باب الحظر والإباحة: لیس لذی الحق أن یأخذ غیر جنس حقه وجوزه الشافعی وهو الأوسع. إنتهیٰ وقال العلامةالشامی: قدمنافی باب الحجر: أن عدم الجواز کان فی زمانهم، أمااليوم فالفتویٰ علی الجواز. وفی شرح التنویر: کره صلوٰةمطلقاً مع شروق الشمس إلاالعوام فلایمنعون من فعلهالأنهم یترکونها، والأدآء الجائز عندالبعض أولیٰ من الترک کمافی القنیةوغیرها. وفی مختارات النوازل: ولوخرج منه شیء قلیل

ومسحه بخرقة حتیٰ لوترک یسیل لاینقض.قلت:وأصل هٰذه المسآئل قوله تعالیٰ:﴿إلامااضطررتم﴾ وقولهﷺ:"یسرواولاتعسروابشرواولاتنفروا".رواه البخاری ومسلم.

(فائدة)......لماکان الإفتآء علیه عندالضرورة من أصول الحنفیةکان الحکم المبنی علیه مذهب الحنفیة أیضاً لإبتنآء ه علی قواعد هم کما صرح به العلامة الشامی فی عقود رسم المفتی فیما إذا خالف فیه الأصحاب إمامهم الأعظم.

(والثانی)......أنه جازالإفتآء بالمرجوح وبمذهب سآئرالأئمة عندصحة الحدیث فیه،أی عندکون الحدیث المخالف ثابتاً سنداً ومتناًغیرمنسوخ و غیرمعلول وغیرمعارض بحدیث اٰخر. قال ابن الشحنة:إذاصح الحدیث وکان علیٰ خلاف المذهب عمل بالحدیث ویکون ذٰلک مذهبه ولایخرج مقلده عن کونه حنفیاًبالعمل به فقدصح عنه أنه قال:" إذاصح الحدیث فهومذهبی." وقدحکی ذٰلک ابن عبدالبرعن أبی حنیفة وغیره من الأئمة.إنتهیٰ وقال الإمام عبدالوهاب الشعرانی الشافعی فی المیزان الکبریٰ:قد روی الإمام أبوجعفرالشیزاماری بالسندالمتصل إلیٰ الإمام أبی حنیفة: کذب والله وافتریٰ علینامن یقول عناأننانقدم القیاس علی النص،وهل یحتاج بعدالنص إلی القیاس.وکان رضی الله عنه،یقول:"نحن لانقیس إلاعندالضرورةالشدیدة وذٰلک أنناننظرأولادلیل تلک المسئلة من الکتاب والسنة وأقضیةالصحابة فإن لم نجددلیلاً قسناحینئذٍ". وفی روایة أخریٰ کان یقول:"ماجآء عن رسول اللهﷺفعلی الرأس والعین بأبی هووأمی ولیس لنامخالفة، وماجآء ناعن أصحابه تخیرناوماجآء نا عن غیرهم فهم رجال ونحن رجال".إنتهیٰ قلت:ولم أجدفی صریح کلام الحنفیة مثالاً لهٰذاالنوع .ولایبعدأن یمثل له بماقاله الإمام أبوحنیفة:أن من حمل خمرالذمی یطیب له الأجرخلافاًلأبی یوسف ومحمدرحمهماالله تعالیٰ لصحة الحدیث:"لعن الله الخمروحاملهاوالمحمولة إلیه."رواه أبوداؤد.و بماقال: لاتعزیربأخذالمال،لصحة حدیث أبی داؤد:ومن منعهاأی الزکوٰة فإنااٰخذوهاوشطرماله غرمة من غرمات ربناعزوجل.ولصحة مصادرة عمرعماله بأخذشطرأموالهم، فقسمهابینهم وبین

المسلمين، كماأشيرإلى المثال الثانى فى معين الحكام.

(والثالث)......أنه أجازالإفتآء بالمرجوحوغيره عند تبدل العرف كمافى معين الحكام عن القرافى. أماالصحيح فى هٰذه الأحكام فى مذهب أبى حنيفة والشافعى وغيرهمارحمهم الله تعالىٰ،المرتبة على العوآئد،فهل إذاتغيرت تلك العوآئدوصارت تدل على ضدماكانت تدل عليه أولا،فهل تبطل هٰذه الفتاوىٰ فى الكتب،ويفتى بماتقتضيه العوآئدالمتجددة، أويقال:نحن مقلدون ومالناإحداث شرع لعدم أهليتناللإجتهاد فيفتىٰ بمافى الكتب المنقولة عن المجتهدين؟ والجواب:أن إجرآء هٰذه الأحكام التى مدركهاالعوآئد متىٰ تغيرت تلك العوآئدخلاف الإجماع جهالة فى الدين، بل كل ماهوفى الشريعة يتبع العوآئد يتغيرالحكم فيه عند تغير العادة إلىٰ ما تقتضيه العادةالجديدة. إنتهىٰ بحذف يسيرومثله فى شرح عقودرسم المفتى كمامرفى الفصل الخامس.

الفصل السابع

فى طريق الإفتآء فى الحوادث الجديدة

قال المحقق الشاطبى:الإجتهادعلىٰ ضربين .أحدهما:لايمكن أن ينقطع حتى ينقطع أصل التكليف.والثانى:يمكن أن ينقطع قبل فنآء الدنيا.فأما الأول:هوالإجتهادالمتعلق بتحقيق المناط.ومعناه أن يثبت الحكم بمدركه الشرعى لاكن يبقى النظرفى تعين محله. إنتهىٰ بحذف يسير.وملخصه:أنه تعرف العلة المنصوصة أوالمجمع عليهافى غيرالصورة المنصوصة،مثل تعرف وصف السرقة فى صورةالنباش، فجاز تخريج حكم الحوادث الجديدة بهٰذه السبيل،كيف، وقدتعاملت الأمة عليهاحيث خرجوا مثل هٰذه الأحكام من القرآن والأحاديث والأثار وعبارات المشايخ والنظآئر والشواهد إذالم يجدوها صريحة.وبالجملة:أن الأصل فى تشريعهاالتخريج من النصوص،ويكفى فى إباحتهاعدم تعارضهابالنصوص.وهٰذا التخريج لايتيسرإلالمن كان حافظاًبصيرًا عارفاً للمسآئل بشروطهاوقيودها ذا ذوق سليم وذامشورة بأهل العلم غيرجاهل بأهل زمانه ، فافهم

الفصل الثامن

فی أحکام المفتی وآدابه

إعلم! أن الفقهآء ذکروا له شرآئط وآداباً کثیرة مسطورة فی شرح المهذب للنواوی وقضآء البحر.

(۱) إحداها:...... أنه یشترط فیه أن یکون مسلماً عادلاً عاقلاًبالغاً، فلا یصح فتوی الکافر والفاسق والمجنون والصبی، کمافی البحروشرح المهذب للنواوی. ولایشترط فیه الإجتهادفی زماننالتعذره فی المفتی کالقاضی، نبه علیه العلامة الشامی فی قضآء ردالمحتار. ولذاشاع إطلاق المفتی علی الحاکی لأقوال الفقهآء إذاکان ذا بصیرة فی العصر الحادث.

(۲) الثانیة:...... أنه یشترط فیه، أن یکون متیقظاًیعلم حیل الناس ودسآئسهم لئلایکون معیناً علیٰ ضلالة وظلم کما فی ردالمحتاروشرح المهذب.

(۳) الثالثة:...... أنه یشترط، أن یحفظ مذهب إمامه ویعرف قواعده وأسالیبه، ولایشترط فی زماننا أن یعرف أقاویل العلمآء ولاأن یعرف من أین قالوا. کذافی البحر

(٤) الرابعة:...... أنه ینبغی، أن یکون ظاهرالورع مشهوراًبالدیانة الظاهرة والصیانة الباهرة، کذافی شرح المهذب، وقواعدنا لا تأباه. ولاینبغی، أن یکون جباراً، فظاً، غلیظاً، بل یکون متواضعاً کمافی لسان الحکام.

(٥) الخامسة:...... أنه یحرم علیه التساهل فی الفتویٰ بأن لایثبت فی الفتویٰ ویسرع فیها، ومن التساهل: أن تحمله الأغراض الفاسدة علیٰ تتبع الحیل المحرمة أوالمکروهة والتمسک بالشبه طلباً للترخیص لمن یروم نفعه، أو التغلیظ علیٰ من یریدضره. کذافی شرح المهذب والبحر.

(٦) السادسة:...... أن لایفتی فی حال تغیرخلقه وتشغل قلبه کغضب وجوع وعطش وحزن وفرح وغیرذٰلک، کمافی شرح المهذب والبحر

(۷) السابعة:...... أن یغلظ للزجرمتأولاً. کماإذا سأله من له عبدعن قتله، وخشی أن یقتله، جازله أن یقول له: "إن قتلته قتلناک" متأولاً لقوله ﷺ: من قتل عبده قتلناه، (۱) وهذا إذالم یترتب علیٰ

إطلاقه مفسدة . كذا فی البحر

(۸) الثامنة : أن يتبرع بالفتویٰ ولايأخذبه الأجرة. نعم، جازله قبول الهدية. ذكر العلامةالشامی فی قضآء ردالمحتارعن بعض الشافعية: ولا يلحق بالقاضی فی ماذكر المفتی والواعظ ومعلم القرآن والعلم،لأنهم ليس لهم أهلية الإلزام،والأولیٰ فی حقهم إن كانت الهديةلأجل مايحصل منهم من الإفتآء والوعظ والتعليم عدم القبول ليكون علمهم خالصاً لله تعالیٰ،إن اهدیٰ إليهم تحبباًوتودداًلعلمهم وصلاحهم فالأولیٰ القبول. وأما إذا أخذالمفتی الهدية ليرخص فيالفتویٰ فإن كان بوجه باطل فهورجل فاجر، يبدل أحكام الله تعالیٰ ويشتری به ثمناً قليلاً . وإن كا ن بوجه صحيح فهومكروه كراهة شديدة. إنتهیٰ كلامه وقواعدنالا تأباه. ولاحول ولاقوة إلابالله العلی العظيم وأماإذاأخذ،لاليرخص له،بل لبيان حكم شرعی فهذاما ذكره أولاً، وهذاإذالم يكن بطريق الأجرة،بل مجردهديةلأن أخذالأجرة علیٰ بيان الحكم الشرعی لايحل عندنا،وإنمايحل على الكتابةلأنهاغيرواجبة عليه، إنتهیٰ مافی ردالمحتار. وفی قضآء البحر: وعلى الإمام أن يفرض لمدرس ومفت كفاية. وفی لسان الحكام فی اداب القضآء: يجوزللقاضی أخذالأجرة علیٰ كتبه السجلات المحاضروغيرها من الوثآئق بمقدارأجرةالمثل وذلک لأن القاضی إنمايجب عليه القضآء. ولابأس للمفتی أن يأخذ شيئاًعلیٰ كتابةجواب الفتویٰ،وذلک لأن الواجب على المفتی الجواب باللسان دون الكتابة بالبنان. وفی تكملة ردالمحتارقبيل كتاب الشهادات: لايجب عليه دفع الرقعة ولاأن يفهمه مايشق عليه. وفيهاأيضاً: والحاصل أن على المفتی الجواب بأی طريق يتوصل به إليه،وكل مالايتوصل إلی الفرض إلابه فهوفرض. وحيث كان فی وسع المفتی الجواب بالكتابةلاباللسان وجب عليه الجواب بها،حيث تيسرت إليه بلامشقة عليه بأن أحضرهاله السآئل، ولايلزم للمفتی بذلهامن عنده له. وهذاكله إذا تعين عليه الإفتآء ولم يكن فی البلدة من يقوم مقامه فی ذلک. انتهیٰ وفی شرح التنويرفی مسآئل شتیٰ من كتاب الإجارة: ويستحق القاضی الأجرعلیٰ كتب الوثآئق والمحاضروالسجلات قدرمايجوزلغيره كالمفتی فإنه يستحق أجرالمثل على كتابةالفتویٰ لأن الواجب عليه الجواب باللسان دون الكتابة

بالـلسـان.انتهـى مـافـى شـرح التـنـويـر. وفى ردالمحتارعن جامع الفصولين:وإنماأجرمثله بقدرمشقته أوبـقدرعمله فى صنعته أيضاكحكاك (للأئمدوغيرها)وثقاب يستأجر باجر كثيرفى مشقة قليلة.إنتهى قـال بـعض الفضلاء. أفيهم ذلك جوازأخذالأجرةالزآئدة وإن كان العمل مشقته قليلة ونظرهم لمنفعة الـمكتوب لـه.إنتهـى قـلـت:ولايـخرج ذلک عن أجرة مثله فإن من تفرغ لهذا العمل كثقاب اللآلى مثلالايأخذالأجرعلـى قـدرمشـقته فإنه لايقوم بمؤنته ولوألزمناه ذلک لزم ضياع هذه الصنعة فكان ذلک أجرمثله. إنتهى مافى ردالمحتارهامش الدرالمختار.

(فـائـد ة) ولاضـمـان عـلـى الـمفتي إذاأخطأ.لمارواه أبوداودعن جابر:خرجنافى سفرفأصاب رجلامـنـاحـجـر فشـجـه في رأسه ثم احتلم فسأل أصحابه،فقال: هل تجدون لى رخصة فى التيمم، قـالـوا:مـانـجـدلک رخـصة وأنـت تـقـدرعـلـى الـمـآء فـاغتسـل،فـمـات فـلـمـا قدمناعلى الـنبـىﷺأخبـربـذلک فـقـال:قتـلـوه قتـلهم الله تعالىٰ ألاسئلوإإذلم يعلموا،قال العلى بن سلطان محمدالقارى فى المرقاة:أخذ منه أنه لاقود ولادية على المفتي وإن افتىٰ بغيرالحق. إنتهىٰ

(٩) التـاسـعة: أنـه لـكـل بـلـداصـطـلاح فى اللفظ فلايجوزأن يفتى أهل بلدبمايتعلق باللفظ من لايعرف اصطلاحهم كالأيمان والإقرارونحوهما،كمافى البحر وشرح المهذب.

(١٠) العاشرة:أنه ينبغى،أن يجزم بماهوالراجح، فإن لم يعرفه توقف كمافى شرح المهذب والبحر

(١١) الحادية عشرة: مـافى البحر:أفتاه ثم رجع قبل العمل كف عن.وكذا إذانكح إمرء قبفتواه ثم رجع، لزمه فراقهاوإن رجع بعدالعمل وقدخالف دليلاً قاطعاً نقضه وإلا فلا.وعلى المفتي إعلامه برجوعه قبل العمل وكـذابـعـده إن وجب النقض وإن أتلف بفتواه لايغرم ولوكان أهلا.إنتهى بحذفٍ يسير.وفى شرح المهذب عن الأستاذأبى إسحاق:أنه يضمن إن كان أهلا للفتوى ولايضمن إن لم يكن أهلاً لأن المستفتي قصر.

(١٢) الثانية عشرة: مـافـى شرح المهذب يلزم للمفتي أن يبين الجواب بيانايزيل الإشكال وإذا كانت فى الرقعة مسآئل فالأحسن ترتيب الجواب على ترتيب السؤال، ولوترک الترتيب فلابأس. وإن أرادجـواب ماليس فى الرقعة فليقل وإن كان الأمر كذاوكذا فجوابه كذا.واستحب العلمآء:أن

یزیدعلیٰ مافی الرقعة مالہ تعلق بھامما یحتاج إلیه السآئل لحدیث:ھو الطھور مآء ہ الحل میتته.وبمعناہ فی البحر

(۱۳) الثالثة عشرۃ:......أنه ینبغی أن یأخذالورقة بالحرمة ویقرء المسئلة بالبصیرۃ مرۃ بعد مرۃٍ حتیٰ یتضح له السؤال ثم یجیب.ویقدم السابق وان تساووا أوجھل السابق قدم بالقرعة،نعم یجب تقدیم نسآء ومسافرین تھیئوا أوتضرروابالتخلف إلاأن ظھرتضررغیرھم بکثرتھم .ولایمیل إلی الأغنیآء وأعوان السلطان والأمرآء.وینبغی أن یکتب فی أول الجواب ﴿ الحمد لله ﴾وعقیب جوابه ﴿والله أعلم﴾ أونحوہ وقیل فی العقآئد: یکتب ﴿ والله الموفق ﴾ ونحوہ.کما فی البحرولاینکرأن یذکرالمفتی فی فتواہ الحجة إذاکانت نصاًواضحاً مختصراً.قال الصمیری:لایذکرالحجة إن افتی عامیاً،ویذکرھاإن افتی فقیھاً کمافی شرح المھذب.وینبغی إذاضاق موضع الجواب أن لایکتبه فی رقعة أخری خوفاًمن التلبیس.کمافی شرح المھذب وبمعناہ فی البحر.ولیکتب بعد الفتویٰ ”کتبه:فلان أوفلان بن فلان“کمافی شرح المھذب.

(۱٤) الرابعة عشرۃ:......وفی البحر:لایجب الإفتآء فیمالایقع. إنتھیٰ لماروا ہ أبوداؤد وغیرہ فی باب اللعان:أن رسول الله ﷺ کرہ المسآئل وعابھاأی کرہ أن یسئل أمراً فیه فاحشة ولایکون إلیھا حاجة.کما فی شروح البخاری نعم، یجب الإفتآء فیما سیقع.لمارواہ الترمذی فی حدیث الدجال:قلنا:یارسول الله ﷺ مالبثه فی الأرض،قال:أربعون یوماً یوم کسنة ویوم کشھرویوم کجمعة وسآئرأیامه کأیامکم ، قلنا: یارسول الله ﷺ فذٰلک الیوم الذی کسنة أیکفینافیه صلوٰۃ یوم؟ قال :لا أقدروا له قدرہ.

(۱۵) الخامسة العشرۃ:......أنه ینبغی أن یحفظ فی دفتر دارالإفتآء مثل ماکتبه المستفتی وما أجابه بأعیانھما مرسوماً بالرقوم المنتظمة المرتبة ، أمناً من التغیر والتزویر، وذخرًا لأھل العلم، ثم یعید الأصل إلی المستفتی مرسوماً برقم الدفتر ومختوماً بختم دارالإفتآء.

(۱٦) السادسة عشر:......مافی البحر:أنه لایکتب خلف من لایصلح للإفتآء ولایفتی معه،بل له أن یضرب علیه بأمر صاحب الرقعة،ولولم یستأذنه فی ھٰذاالقدر،جازإن أمن الفتنة،ولیس له حبس

الرقعة.إنتهیٰ مع بعض التوضیح.

الفصل التاسع

فی أحکام المستفتی و آدابه

(١) إحداها: ......أنه یجب علیه أن یستفتی من عرف عمله و عدالته ولو بإخبار ثقة عارف أو بإستفاضة وإلا بحث عن ذٰلک، فلو خفیت عدالته الباطنة إکتفیٰ بالعدالة الظاهرة.

(٢) والثانیة: ......أنه جاز له أن یعمل بفتویٰ عالم مع وجود أعلم جهله. فإن اختلفا ولانص قدم الأعلم، وکذا إذا اعتقد أحدهما أعلم أو أورع، ویقدم الأعلم علی الأورع.

(٣) والثالثة: ......أنه لو أجیب فی واقعةٍ لاتتکرر، ثم حدثت لزم إعادة السؤال إن لم یعلم إستنادالجواب إلیٰ نص أو إجماع.

(٤) والرابعة: ......أنه إن لم تطمئن نفسه إلی جواب المفتی استحب سؤال غیره لایجب.

(٥) والخامسة: ......أنه یکفی المستفتی بعث رقعة أو رسول ثقة هٰذا کله مأخوذ من البحر

(٦) والسادسة: ......أنه یجب علیه الرحیل إلیٰ من یفتیه إن لم یجد ببلده من یستفتیه. وقد رحل خلآئق من السلف فی الحدیث الواحد والمسئلة الواحدة کمافی کتاب العلم من صحیح البخاری.

(٧) والسابعة: ......أنه لایسئل المفتی وهو قآئم أو مشغول بما یمنع تمام الفکر.

(٨) والثامنة: ......أن یتأدب مع المفتی و یبجله فی خطابه و جوابه، وأن لایقول إذا أجابه هٰکذاقلت أنا

(٩) والتاسعة: ......أنه لایطالبه بدلیل فإن أراده ففی وقت اٰخر.

(١٠) والعاشرة: ......أنه ینبغی أن یکون کاتب السؤال من أهل العلم ممن یحسن السؤال ویبین موضع السؤال ویتثبت فیه ویصلح لحناًفاحشاً ویشغل بیاضاًبخطه.

(١١) والحادیة عشرة: ......أن یشاور فیمایحسن إظهاره من حضر متأهلاً، هٰذا أیضاًمأخوذ من البحر، إلاأنی زدت علیه بعض الکلمات إیضاحاً.

الفصل العاشر

فى ترجمة رأس المفتيين الإمام أبى حنيفة رحمه الله

إعلم! أن إمام الأئمة وسراج الأمة: إسمه: النعمان بن ثابت بن زوطىٰ بن ماه. وزوطىٰ من أهل كابل، وقيل: من أهل الأنبار بلدة بعراق، كان مملوكاً لبنى تيم الله فاعتق. وقيل: أنه النعمان بن ثابت بن النعمان بن المرزبان من أبنآء فارس من الأحرار. وولدأبوه ثابت فى الإسلام، ووصل هو إلىٰ خدمة على المرتضى كرم الله وجهه وهو صغير فدعاله بالبركة فيه وفى ذريته، كذافى تهذيب الكمال. وذكر فيه: عن إسماعيل بن حماد بن أبى حنيفة رحمه الله تعالىٰ نحن من أبنآء فارس الأحرار ماوقع علينارق قط. ونقل فى مفتاح السعادة: أن ثابتاً توفى وتزوج أم الإمام أبى حنيفة الإمام جعفر الصادق وكان الإمام أبوحنيفة صغيراً. وتربى فى حجر الإمام جعفر الصادق وهذه منقبة عظيمة له. إنتهى ولم يكن له ولد إلاحماد، وسمى بأبى حنيفة لأنه أول من وضع أصول الإجتهاد، وربى الملة الحنفية البيضآء. وقيل: سمى به لأن الحنيفة فى لغة العراق الدواة، وكان الإمام يلازمهامعه. وقيل: فى وجه التسمية غير ذٰلک، وتمام الكلام فى خيرات الحسان للعلامة أحمدبن حجر المكى.

ولدبالكوفة: سنة ثمانين (۸۰ھ)، وتوفى ببغدادفى رجب سنة خمسين ومائة (۱۵۰ھ). قيل: مات فى السجن. وقيل: لم يمت فى السجن. وقيل: أنه دفع إليه قدح فيه سم فامتنع، وقال: لاأعين على قتل نفسى فصب فى فيه قهراً. غسله قاضى القضاة الحسن بن عمارة وصلى عليه. صلى عليه خمس مرات من كثرة الإزدحام. وحزّرمن صلى عليه مقدارخمسين ألفاً. وآخرهم صلى عليه حماد إبنه، وجآء الملک منصورفصلى علىٰ قبره وكان الناس يصلون على قبره إلى عشرين يوماً، كذافى مفتاح السعادة وتاريخ ابن خلكان، وتهذيب الكمال للمزى.

واختلف فى طبقته: فقيل: كان فى أيامه أربعة من الصحابة (رضى الله تعالىٰ عنهم) أنس بن مالک رضى الله عنه بالبصرة، وعبدالله بن أبى أوفى رضى الله عنه بالكوفة، وسهل بن

سعدالساعدی رضی الله عنه بالمدينة،وأبو الطفيل عامربن واصلة رضی الله عنه بمكة،ولكن لم يلق أحداً منهم ولاأخذ منهم، أی هومن أتباع التابعين،مال إليه صاحب المشكوٰة فی الإكمال والحافظ ابن حجرفی تقريب التهذيب وابن خلكان فی تاريخه.وقيل: أدرک بالسن الصحابة ، ورءیٰ أنس بن مالک غيرمرة لما قدم الكوفة، وهٰذا هوالصحيح الذی ليس ماسواه إلاغلط.وقدنص عليه الخطيب البغداديوالدارقطنی وابن الجوزی والنووی والذهبی والسيوطی وابن حجرالعسقلانی فی جواب سئل عنه كمافی مقدمة عمدة الرعاية،فهومن التابعين الذين ثبت لهم الرؤية دون الرواية والسماع.وقيل:أنه من التابعين الذين ثبت لهم الرؤية والرواية،جمع الحافظ ابومعشرعبدالكريم بن عبدالصمدالطبری رسالة ذكرفيهاالروايات التی سمعهاالإمام أبوحنيفة من الصحابة،منها:مانقل عنه السيوطی فی تبييض الصحيفة:أبوحنيفة عن أنس بن مالک،قال:سمعت النبیﷺيقول:طلب العلم فريضة علی كل مسلم، وصححه،والحافظ المزی حسنه لتعددالطرق.وأثبت العينی سماعه لجماعة من الصحابة ورده عليه صاحبه الشيخ قاسم الحنفی.وبالجملة أنه من التابعين الذين ثبت لهم رؤية الصحابة دون الرواية والسماع.ورواية الطبری محمولة علی الإرسال والإنقطاع علی أصل البخاری دون أصل مسلم، فافهم

وأمامشايخه فكثيرون:۔۔۔۔عدمنهم فی تهذيب الكمال أزيد من خمس وستين.منهم نافع مولیٰ ابن عمروموسیٰ بن أبی عآئشة وحمادبن أبی سليمان وابن شهاب الزهری وعكرمة مولیٰ ابن عباس،وقال الذهبی:عامربن شراحيل من أكبرشيوخ أبی حنيفة ،وذكر العلی بن سلطان محمدالقاری فی شرح مسندأبی حنفية:أن عددشيوخه أربعة الاف،وفی مفتاح السعادة : قدعد مشايخه فبلغ أربعة الاف شيخ.

وأماتلامذته فخلق كثير:۔۔۔۔منهم:زفروأبومطيع والحسن بن زيادومحمدبن الحسن وأبويوسف ووكيع بن الجراح وعبدالله بن المبارک ومكی بن ابراهيم وزيدبن هارون وعبدالرزاق بن همام ويحيیٰ بن سعيدالقطان.

وأما تاليفاته فكثيرة:.....كمايشيرإليه مارواه الحافظ الذهبي عن عبدالعزيز الدراوردي: كان مالك ينظرفي كتب أبي حنيفة وينتفع بهامنهاكتاب الأثار. قال السيوطي في تبييض الصحيفة: أنه أول كتاب دون على الأبواب الفقهية وهكذاذكرالموفق المكي في مناقب أبي حنيفة. وذكر أيضاً: انتخب أبوحنيفة الأثارمن أربعين ألف حديث. إنتهىٰ وله نسخ نسخة الإمام أبي يوسف ونسخة الإمام محمدونسخة الإمام زفر. وفي مقدمةعمدةالرعاية: وأماتصانيف أبي حنيفة فذكروامنها: الفقه الأكبروكتاب الوصية وكتاب العالم والمتعلم وغيرذلك. إنتهىٰ وأمامسندأبي حنيفة فليس من تاليفاته، بل هومروياته التي جمعها المحدثون مثل أبي نعيم الأصفهاني والحافظ ابن عساكروالحافظ ابن منده وغيرهم. بلغ عدده إلىٰ عشرين مسنداً، ثم جمع العلامة الخوارزمي كلهافي تاليف واحدسماه جامع مسانيدالإمام الأعظم.

وأمامناقبه فأكثرمن أن تحصىٰ:.....منها: ماأشيرإليه فيمارواه الشيخان: عن أبي هريرةرضي الله عنه: لوكان الإيمان عندالثريالتناوله رجال من أبنآء فارس. أي من العجم ولعل طريق التناول التلقف كماهومعروف عندأهل الرياضة. ومنها: أنه أول من دون الفقه ورتبه أبواباًوكتباً. كذا في الخيرات الحسان للعلامة ابن حجر. ومنها: اشتهارمذهبه في عامة بلادالمسلمين. ومنها: شيوع مذهبه على سبيل شيوع الإسلام رغمالأنوف الحساد. ومنها: مامرأنه تابعي. ومنها: حكم السلاطين السالغة بفقهه غالباًدون فقه غيره.

أمانقموا عليه

(١) فمنه:..... ماقال النسآئي في كتابه المسمىٰ بالضعفآء: نعمان بن ثابت أبوحنيفة ليس بالقوي في الحديث. قلنا: أولاً أن الأصل أن من كانت إمامته وعدالته متواترة فلايؤثرفيه جرح الآحاد، كماصرحوابه وإلافقدجرح يحيٰ بن معين الإمام الشافعي، والكرابيسي الإمام أحمد، والذهلي البخاري، والإمام أحمدالإمام الأوزاعي، وابن حزم الترمذي، وابن ماجة، ورمي النسآئي بالتشيع فيلزم أن يكونوا مجروحين. وثانياً: أن موثقوه أكثرمن جارحيه، وثقه شعبة ويحيٰ بن سعيد القطان

ويحيٰى بن معين وعلى بن المدينى وعبدالله بن المبارك ومكى بن إبراهيم وسفيان الثورى وسفيان بن عيينه ووكيع بن الجراح والإمام الشافعى وغيرهم ، وضعفه النسآئى والإمام البخارى والدارقطنى والحافظ بن عدى قبل التلمذعلى الطحاوى،فيختار التعديل على الجرح كماصرح به الخطيب فى الكفاية.وثالثاً:أن التعديل مقدم على الجرح الغيرالمفسر كمافى مقدمةابن الصلاح.فان قيل:ذكر الذهبى فى ميزان الإعتدال:أن النعمان بن ثابت إمام أهل الرأى،ضعفه النسآئى وابن عدى والدارقطنى واخرون.قلنا:ليست هٰذه العبارةعبارةالذهبى بل هوالحاق من البعض.يدل عليه أن الحافظ الذهبى صرّح فى مقدمةالميزان علىٰ أنه لايذكرفى هٰذا الكتاب الأئمة الأجلآء مثل الإمام أبى حنيفة،وصرح بإسمه رضى الله عنه، وألف لتذكرتهم تذكرة الحفاظ،ومدح فيه أباحنيفة وأثنىٰ عليه.ويدل عليه أن بعض النسخ لم يوجدفيهاهٰذه العبارة،كماصرح به الشيخ عبدالفتاح فى هامش الرفع والتكميل،ويدل عليه أيضاًأنه ألف كتاباًفى مناقب أبى حنيفة.

(٢)ومنه:..........ماقال الدارقطنى فى سننه فى نقدحديث:من كان له إمام فقرآءة الإمام له قرآءة. لم يسنده عن موسىٰ بن أبى عآئشة رضى الله عنهاغيرأبى حنيفة والحسين عمارة وهماضعيفان وقدمرجوابه.

(٣)ومنه:..........ماذكره الإمام البخارى فى التاريخ الصغير:عن نعيم بن حماد:أن سفيا ن الثورى لما بلغه موت أبى حنيفة،قال:الحمدلله كان ينقض الإسلام عروةًعروةً،ماولدفى الإسلام أشئم منه، قلنا:كان نعيم بن حمادمتعصباًفى حق أبى حنيفة،قال الحافظ ابن حجر:يروى حكايات فى ثلب أبى حنيفة كلهاكذب

(٤)ومنه:.....ماذكره الساجى من سفيان الثورى:أستتيب أبوحنيفة مرتين،لأنه قال:القرآن مخلوق. قلنااولاً:قال ابن عبدالبر:الساجى ممن كان ينافس أصحاب أبى حنيفة،وأمامحمدبن يونس،فان كان الكريمى البصرى،فقال الذهبى:أحد المتروكين.وقال ابن عدى:أتهم بالوضع.قلت:وإن كان غيره فالجواب عنه كالجواب عن النسآئى.و ثانياً:أنه روى البيهقى بإسناده:عن أبى يوسف كلمت أباحنفية سنة جردآء ، فى أن القرآن مخلوق أم لا ؟فاتفق رأيه ورأيى على أن من قال: القرآن مخلوق فهو كافر،قال البيهقى:رواته كلهم ثقات.

(٥)ومنه:.....مانقله ابن خلدون عن بعض الناس:أن أباحنيفةلم يحفظ إلاسبعة عشر حديثاً.قلنا:هٰذا إفتر آء بلا إمترآء ،كيف؟ وإنه مجتهد وفاقاً.وتلمذعلى أربعة آلاف شيوخ ، وألف كتاب الآثار وانتخبه من أربعين ألف حديث، وجمعت مرويا ته في المسانيد وتمسك بالأحاديث وأجاب عن أحاديث الخصم.فافهم وحقيقة الأمر:أنه كان الغالب عليه الإستنباط وفقه القرآن والحديث، ولايسرد الأحاديث كسرد أهل الحديث ، فلم يروعنه من كان طالب الألفاظ دون الفقه

(٦)ومنه:.....أنه رمي بالإرجآء،رماه به الشيخ عبدالقادرالجيلي وغيره قلنا:أصحاب أبي حنيفة كلهم على خلاف رأى الإرجآء،فلوكان أبوحنيفة مرجئا،لكان أصحابه على رأيه.وحقيقة الأمر:أن الإرجآء إرجاءان.أحدهما:الإرجآء بمعنى تاخيرالعمل وإخراجه عن الإعتداد، بحيث لايخرج تارك العمل عن الإيمان المنجي ولاعن الإيمان المعلي ولاشك في كون هٰذا الإرجآء بدعة سيئة.وثانيهما : الإرجآء بمعنى تاخيرالعمل وإخراجه عن حقيقة الإيمان وأجزآءه بحيث لايخرج تارك العمل عن الإيمان المنجي وإن كان يخرج عن الإيمان المعلي. ولاشك في كون هٰذاالإرجآء حقاً.كمالاشك في كون عدم الفارق بينهمامخطئاًأومبغضاً.

(٧)ومنه:.....أنه يقدم القياس على الحديث.قلنا: هٰذا إفترآء بلا إمترآء،كان يقدم الحديث وإن كان ضعيفاًعلى القياس،كمافي مسئلة نقض وضوء المصلي بالقهقهة،كمامرفي الفصل السادس:عن ابن عبدالبروأبي جعفرالشيزاماري.وحقيقةالأمر:أنه ماترك حديثاًإلالحديث معارض له.كمافي مسئلة رفع اليدين.وكان يرجح من الحديثين المتعارضين مايؤيده القياس كمافي مسئلةعدم صحة الصلوٰةعندالشروق دون الغرب.وكذا يرجح من معاني الحديث مايؤيده القياس كما في مسئلة نكاح المحرم بالحج أوالعمرة وكما في مسئلة نضح بول الصبي.من أراد الإطلاع على تفصيل هذه المسآئل فليراجع إلى منهاج السنن شرح الجامع السنن للترمذي.ولعمري ! أنه أحدث للدين ماهوخيروأسهل وأفيد للأمة ، ولم يحدث في الدين ماليس منه.هٰذاآخرماأردت إيراده،ولله الحمدأولاوآخرا.وصلى الله تعالى على سيدناخيرخلقه محمدوآله وأصحابه وأتباعه اجمعين.

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

فتاویٰ دیوبند پاکستان المعروف بفتاویٰ فریدیہ (جلد اول)

الحمد للّٰہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علیٰ سید الانبیاء و المرسلین و علیٰ آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین.

اسلام زندگی کے تمام گوشوں پر محیط ہر روز پیش آنے والے حوادث وواقعات سے متعلق رہنمائی فراہم کرتا ہے۔نصوص قرآن واحادیث محدود ہیں جبکہ مسائل وحوادث لامحدود ہیں۔حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔میں نے حضور ﷺ کوارشادفرماتے سنا۔ رب حامل فقه غير فقيه و رب حامل فقه الى هو افقه منه. (ترمذی) کئی ایسے ہیں جو حامل فقہ (راوی حدیث) تو ہیں لیکن وہ فقیہ نہیں اور کئی حاملین فقہ روایت اس کی طرف لے جاتے ہیں جوان سے زیادہ فقیہ ہو۔

پس ایسی صورت میں نصوص کی عبارت، اشارت، دلالت اور اقتضاء کو بنیاد بنا کر مسائل کا استنباط کیا جاتا ہے۔جس کیلئے دقیق نظر، وافر بصیرت اور ملکہ اجتہاد وفقاہت کی شدید ضرورت ہوتی ہے۔

الحمدللہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ علوم دینیہ میں اپنی عظمت وشرافت اور وقیع علمی مقام کی بنا پر چاردانگ عالم میں شہرت ومقبولیت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایات سے یہ بھی ہے کہ دارالعلوم کے دارالافتاء کو بھی فقہ وفتاوی میں قیادت کی حیثیت حاصل ہے جس طرح قضاء وافتاء ایک نازک ذمہ داری ہے اسی طرح اس کی شرائط وصفات بھی نازک وحساس ہیں جس کے لئے ایک ایسی شخصیت کی ضرورت ہوتی ہے جو نہ صرف جزئیات فقہ پر نظر غائر اور قرآن وسنت سے استخراج واستنباط پر کامل دسترس رکھتی ہو بلکہ جس کو تبحر علمی، دقت نظر، کتاب وسنت کے وسیع متون قدیم وجدید ذخیروں پر کامل عبور، وسعت مطالعہ اور شارع علیہ السلام کے کلام واحکام کے مزاج اور روح تک پہنچنے کا بھی ذوق وصلاحیت میسر ہو جو مکتب ومدرسہ کی رسمی تعلیم وتعلم سے زیادہ اولیاء اللہ کا فیضان نظر، قدرت کا عطیہ، اور پرواز واستعداد قلب وذہن کے طور پر حاصل ہو پس حقانیہ جیسے علمی مرکز کے دارالافتاء کیلئے بھی ایک ایسی شخصیت کی ضرورت

تھی جوان اوصاف مذکورہ کے ساتھ ساتھ اپنی ذات میں بھی مستقل ادارہ اور مرکزی حیثیت کی حامل ہو۔ چونکہ حضرت صاحب دامت برکاتہم دور طالب علمی میں بھی امین الله فی الارض حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ سے کئے گئے استفتاءات کے جوابات دیا کرتے تھے۔ پھر ۱۳۷۳ھ سے ۱۳۸۲ھ تک اکوڑہ خٹک کی معروف دینی درسگاہ جامعہ اسلامیہ میں نو سال تک بحیثیت مدرس اعلیٰ شیخ الحدیث اور مفتی کے خدمات انجام دیں۔ جامعہ میں ہر قسم کی کتب پڑھائیں۔ جن میں ترمذی شریف مکمل مع شمائل ترمذی، ابوداؤد شریف، مسلم شریف، موطائین، سنتین، مشکواۃ، جلالین، بیضاوی شریف، ہدایہ، مطول، قاضی، سلم، حمداللہ، صدرا اور شرح جامی قابل ذکر ہیں۔ پھر تین سال تک دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ میں صدر المدرسین شیخ الحدیث اور مفتی کے منصب پر فائز رہے۔ ۱۳۸۵ھ بمطابق ۱۹٦٦ء سے لیکر ۱۹۹۵ء تک پورے ۳۱ سال حضرت صاحب کی ذات بابرکات دارالعلوم حقانیہ کے لئے جاذبیت اور مقبولیت کی علامت بنی رہی۔ ملک و بیرون ملک میں عموماً اختلافی مسائل میں حضرت صاحب کے فتوی کو قول فیصل سمجھا جاتا ہے۔ سپریم کورٹ اور صوبائی ہائی کورٹوں میں حضرت صاحب کے فتوی کو قانونی حیثیت حاصل ہے۔ ایک بزرگ عالم دین نے فرمایا کہ افغان علاقوں میں سب سے پہلے حضرت صاحب نے فتوی کی داغ بیل ڈالی۔ علامہ قاضی فضل اللہ (مقیم امریکہ) اپنے ایک مکتوب میں رقم طراز ہیں "حضرت الاستاذ شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید صاحب اس دور میں یقیناً فرید العصر اور بخاری زمان ہیں۔ آج کے دور میں آپ سلف کی یادگار اور خلف کی حجت ہیں۔ مفتی صاحب حقیقتاً وارث الانبیاء ہیں۔ کہ رسول اکرم ﷺ کی تین اساسی ذمہ داریاں " **یتلوا علیهم ایاته و یعلمهم الکتاب والحکمة و یزکیهم** " یعنی (**یتلوا علیهم ایاته و یعلمهم الکتاب**) شریعت کی تعلیم (**والحکمة**) سیاست اور (**و یزکیهم**) تزکیہ نفوس یا طریقت۔ حضرت صاحب دامت برکاتہم بیک وقت ان ارکان ثلاثہ کو سینہ سے لگائے ہوئے نمونہ اسلاف بن چکے ہیں۔ ہم حضرت صاحب کی ذات کو آج کے دور میں نشان حق سمجھتے ہیں۔" بانی دارالعلوم حقانیہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ مفتی صاحب دارالعلوم حقانیہ کی روح رواں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ دامت برکاتہم بیک وقت دارالعلوم حقانیہ کے شیخ الحدیث، صدر المدرسین اور مفتی اعظم کے منصب پر فائز رہے۔ اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد دارالعلوم حقانیہ کے دورہ حدیث شریف کو مزید اتنی شہرت ملی کہ ملک بھر میں طلباء حدیث کے

سب سے زیادہ طلباء کا ورود دارالعلوم حقانیہ میں رہا۔ اور یوں طلباء کی تعداد سات سو تک پہنچ گئی تھی اور ساتھ ساتھ آپ کی تعلیم وتربیت اور فتاویٰ کی روشنی میں ایک کثیر جماعت کو مفتی بننے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔

دارالعلوم میں آپ کے دیئے ہوئے درج فتاویٰ کی تعداد پچاس ہزار تک بتائی جاتی ہے۔ اور اس اندازے کے مطابق غیر مندرج فتاویٰ کی تعداد بیس ہزار تک پہنچتی ہے جو حضرت صاحب گھر پر یا دوسرے مقامات پر تحریر فرماتے تھے۔ جن کے اندراج کا پورا اہتمام نہ ہوتا تھا۔ علاوہ ازیں جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک اور چارسدہ کے بارہ سال کے فتاوے بھی موجود ہیں۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق کل فتاویٰ کی تعداد کم وبیش ایک لاکھ تک ہے۔

دارالعلوم میں نقل فتاویٰ کی خدمت بعض اساتذہ کرام اور طلباء کرام کررہے تھے جس میں ہر فتوے کے ساتھ ناقل کا نام درج ہے۔ ناقلین میں اکثریت مولانا قاضی انوارالدین' مولانا مفتی غلام الرحمٰن' مولانا عبدالحلیم کلاچوی' حضرت کے فرزندان مولانا مفتی رشید احمد حقانی اور مولانا حسین احمد صدیقی مہتمم دارالعلوم صدیقیہ کی ہے۔ دارالعلوم حقانیہ سے جو رجسٹر میسر آئے مولانا حسین احمد صدیقی نے اس کے فوٹو کاپی لیکر محفوظ کر لئے۔ ۱۰/اپریل ۲۰۰۰ء میں اس کی تخریج وتحشیہ اور ترتیب وتبویب پر فقیر نے کام شروع کیا۔ اور تقریباً اپریل ۲۰۰۱ء تک ایک سال میں جلد اول مکمل ہوئی اور ترتیب وتخریج میں مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

(۱)...... مکررات حذف کر دئے گئے ہیں۔

(۲)...... حضرت صاحب کے جوابات من وعن نقل کئے گئے ہیں۔

(۳)...... استفتاء میں کسی واقعہ یا حادثہ کو بعینہ اسی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

(۴)...... ہر استفتاء کے ساتھ مستفتی کا نام، تاریخ اور مقام لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے تا کہ عرف و زمان اور علاقہ کی مناسبت سے فتویٰ کا حال معلوم ہو۔ اور ایک تاریخی دستاویز بھی مرتب ہو۔

(۵)...... تخریج و تحشیہ میں معروف اور متداول کتب کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے۔

(۶)...... بعض مقامات پر حضرت مفتی صاحب کے نقطۂ نظر کو مزید واضح کرنے کیلئے آپ کی اپنی تالیفات اور تصنیفات سے حوالہ جات نقل کئے گئے ہیں۔

(۷)...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے طرز پر پہلے وحی، کتاب الایمان، کتاب العلم سے شروع کیا

کیا ہے۔ پھر جدید فتاویٰ کے طرز پر ابواب الفقہ کے علاوہ ابواب کو جلد اول میں جمع کیا گیا ہے۔

(۸) ..... بعض ناقلین کی کوتاہی نیز فوٹو کاپی کی وجہ سے بعض فتاویٰ کی خط شکستہ تھی۔ اس لئے ہر باب اور کتاب تیار ہوتے ہی دار العلوم حقانیہ کے استاذ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی سیف اللہ حقانی مدظلہ العالی اس پر نظر ثانی فرماتے رہے۔

(۹) ..... جہاں کہیں بھی کچھ شک گزرتا۔ حضرت مفتی اعظم دامت برکاتہم سے رجوع کیا جاتا۔

(۱۰) ..... جلد اول مکمل کر کے حضرت مفتی اعظم دامت برکاتہم کو پیش کی گئی، آپ نے تمام پر نظر ڈال کر بعض مقامات کی تصحیح فرمائی۔

آخر میں عرض ہے کہ فقیر مرتب کی کم مائیگی اور علمی تہی دامنی کی بنا پر کہیں بھی لغزش اور کوتاہی یقینی ہے۔ اگرچہ محنت کی حد تک کوئی کوتاہی نہیں ہونے دی گئی اور دیگر یہ کہ فتویٰ کا مقصود اصلی بھی حکم بیان کرنا ہوتا ہے نہ کہ مضمون نگاری اور تصنع وتکلف سے گول اور پیچدار الفاظ کے پیچھے پڑ کر فصاحت وبلاغت کا اظہار، تاہم پھر بھی اگر کسی کو کہیں بھی کوئی غلطی نظر آئے تو پہلی فرصت میں مطلع کریں۔ تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کا ازالہ کیا جا سکے۔ پروردگار عالم سے ہم دست بدعا ہیں کہ جن ساتھیوں نے بالخصوص محترم جناب سعید الرحمن صاحب اور جناب سلطان فریدی صاحب جنہوں نے اردو گرائمر اور محاورہ کی تصحیح میں حتی الوسع کوشش کی ہے۔ محترم مولانا امداد اللہ حقانی، مولانا سعد الاحد حقانی، مولانا سید نواز حقانی، مولوی ولی الزمان صدیقی اور مولوی ولی الرحمن صدیقی جنہوں نے کمپوزنگ، پروف اور دیگر مراحل میں خدمات انجام دیں اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو شرف قبولیت بخشے۔ اور ہم سب کے علم وعمل میں برکت عطاء فرمائے۔ آمین

طالب دعا

محمد وہاب منگلوری عفی عنہ

فاضل ومتخصص دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

خادم افتاء وتدریس بدار العلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی


كتاب
الايمان والعقائد



اَلحمد للّٰه رب العٰلمين ٥
الرَّحمٰن الرَّحيم ٥ مٰالك يوم
الدين ٥ اياك نعبد و اياك
نستعين ط اهدنا الصراط
المستقيم ٥ صراط الذين
اَنعمتَ عليهم ٥ غير المغضوب
عَليهم وَلا الضَّآلين ٥

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الایمان و العقائد

باب بدء الوحی

ابتدائی وحی کی کیفیت

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ابتدائی وحی کی حالت کیا تھی؟ املاء کی شکل میں یا حضور ﷺ کے قلب مبارک پر الہام والقاء کے ذریعہ تیسری مرتبہ جو آیات کریمہ پڑھی گئی تھی حضور ﷺ نے کس طریقہ سے پڑھی؟

المستفتی: مولانا سعد الرشید زیارت کا کا صاحب نوشہرہ

الجواب : قرآن مجید کی وحی کی کیفیت یہ تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام پڑھتے اور حضور ﷺ سنتے تھے اور ابتدائی وحی سے مراد وہ وحی ہے جس کو تیسری دفعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اقرأ سے ما لم یعلم تک پڑھا اور آپ ﷺ نے سنا کما صرح به فی اول صحیح البخاری . ﴿۱﴾

وحی رحمانی بند اور شیطانی اغوا جاری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا وحی رحمانی بند ہوگئی ہے اور وحی شیطانی قیامت تک جاری رہے گی۔ کیا یہ ظلم نہیں؟ (نعوذ باللہ)

المستفتی: مولانا عبدالستار ٹاؤن شپ لاہور ...... یکم ذیقعدہ ۱۴۰۲ھ

﴿۱﴾ عن عائشة ام المؤمنين رضی الله عنها .... و هو فی غار حراء فجاء ه الملک فقال اقرأ فقال فقلت ما انا بقارئ قال فاخذنی فغطنی حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ فاخذنی فغطنی الثانية حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ قال فاخذنی فغطنی الثالثة ثم ارسلنی فقال اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ و ربک الاكرم .فرجع بها رسول الله ﷺ يرجف فؤاده فدخل علی خديجة بنت خويلد الخ الحديث .
(صحيح البخاری صفحه ۲ جلد ۱ باب كيف كان بدء الوحی الی رسول الله ﷺ)

الجواب: چونکہ وحی رحمانی تا قیامت ہر دور کے اصلاح کیلئے کافی ہے﴿۱﴾لہٰذا اس کے بند ہونے میں ظلم کے شائبہ تک کا نہ ہونا ثابت ہوگیا، جبکہ شیطان کو ہر دور اور زمانے کے اغواء کیلئے نئی نئی تدابیر کی ضرورت ہے۔﴿۲﴾

باب الایمان

عیسائی کا ایمان کی تعریف پر اعتراض کا جواب

سوال: ایک عیسائی نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اگر میں مولانا مفتی محمود صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں تو بریلویوں اور اہل حدیث کے نزدیک پھر بھی میں کافر ہوں کیونکہ اسلام کو عالمگیر مذہب ماننے والے لوگ مسلمان اور ایمان کی کوئی جامع تعریف نہیں کر سکے بعض کہتے ہیں کہ جو شخص اللہ، ملائکہ، انبیاء، کتب اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ مسلمان ہے بعض کہتے ہیں کہ شہادتین اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہو لہٰذا عرض یہ ہے کہ ایمان کی متفقہ تعریف کیا ہے؟

المستفتی: مجاہد امرتسری بازار گنج مغل پورہ لاہور

الجواب: واضح رہے کہ ایمان کی تعریف میں کوئی معنوی اور حقیقی اختلاف نہیں ہے وھو التصدیق بجمیع ماجاء به النبی ﷺ مما علم مجیئه به بالضرورة.﴿۳﴾ یعنی تمام ضروریات دین اور واضحات کو ماننا، بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ، ملائکہ، کتب سماویہ خصوصاً قرآن، رسل وغیرہ محمد رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے تشریحات کے موافق ماننا۔ اس تعریف میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ اور مؤمن مسلمان ہونے میں صرف دعویٰ ناکافی ہے کیونکہ ایمان اور اسلام ایک عملی معاہدہ ہے۔ نصاریٰ کیلئے ضروری ہے کہ وہ عیسائیت کی ایسی تعریف پیش

﴿۱﴾قال الله تعالیٰ اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتي و رضيت لكم الاسلام دينا ......الآية (پ :٦ سورة المائدة آيت: ٣)

﴿۲﴾قال الله تعالیٰ قال ربّ فانظرنيّ الیٰ يوم يبعثون oقال فانک من المنظرين oالیٰ يوم الوقت المعلوم oقال فبعزتک لاغوينهم اجمعين o الا عبادک منهم المخلصين o(پ:٢٣ سورة صٓ آيت: ٧٩ تا ٨٣ ع: ١٤)

﴿۳﴾ قال الحصكفي الايمان و هو تصديق محمد ﷺ في جميع ماجاء به عن الله تعالیٰ مما علم مجيئه ضرورة و قال ابن عابدين لما علم بالضرورة انه من دين محمد ﷺ بحيث تعلمه العامة من غير افتقار الیٰ نظر واستدلال كالواحدانية والنبوة والبعث والجزاء و وجوب الصلاة و الزكاة وحرمة الخمر ونحوها .انتهیٰ (الدر المختار مع رد المحتار صفحه ٣١٠ جلد ١ باب المرتد.)

کریں جو کہ ان کے تمام فرقوں کو شامل ہو۔ان میں کتنا عظیم اختلاف ہے۔ان میں ابھی تک انجیل کی تعین پر اتفاق نہیں ہے تو اس کی تشریحات پر کس طرح اتفاق واقع ہو سکے گا۔فقط

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر وناظر اور عالم الغیب جاننا

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر وناظر ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے یا نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم غیب جاننا کیسا ہے؟

المستفتی : ملک فضل الرحمٰن جہلم......۱۹۷۲ء/۷/۱۷

الجواب :حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر جگہ حاضر وناظر ہونا قرآن وحدیث اور فقہ سے متصادم ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع المغیبات کا عالم الغیب سمجھنا کفر ہے۔فقط ﴿۱﴾

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مختار کل اور اللہ کے نور سے نکلا ہوا حصہ ماننا شرک اور کفر ہے

سوال: ایک شخص اہل سنت والجماعۃ میں سے ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر وناظر،عالم الغیب اور مختار کل مانتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نور کے بنے ہوئے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے واحد نور خاص سے نور کا حصہ جدا ہو کر بنے ہوئے ہیں کیا یہ عقیدہ صحیح ہے؟

المستفتی :فضل کریم

الجواب : یہ شخص مشرک اور کافر ہے نیز نصاریٰ کی طرح ابن اللہ کا قائل ہے اہل اسلام اور اہل سنت والجماعۃ ان عقائد سے بے زار ہیں ﴿۲﴾ وهو الموفق

سب سے پہلے نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا ہونا اور اولیاء کے تصرف کا عقیدہ

سوال :(۱) اگر ایک شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ سب مخلوق سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا ہوا ہے اور اس نور سے عرش وکرسی وقلم پیدا ہوئے ہیں یہ عقیدہ رکھنا شرک ہے یا نہیں (۲) اور یہ عقیدہ کہ ولی کامل کا دست تصرف اپنے

﴿۱﴾ قال الله تعالیٰ قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا الله

(پارہ:۲۰ سورۃ النمل رکوع:۱ آیت:۲)

و قال الله تعالیٰ ما کان الله لیطلعکم علی الغیب ولکن الله یجتبی من رسله من یشاء .

(پارہ:۴ سورۃ ال عمران رکوع:۹ آیت:۱۷۹)

و فی فتاویٰ قاضیخان رجل تزوج امرأة بغیر شهود فقال الرجل (بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

مریدوں سے کوتاہ نہیں کیونکہ ولی کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے یہ عقیدہ شرک ہے یا صحیح ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: نامعلوم...... ۱۹۸۶ء/۳/۱۰

الجواب: (۱) چونکہ نور محمدی ﷺ کا یہ مسئلہ بعض ضعیف روایات سے ثابت ہے لہٰذا اس کے انکار اور اقرار یا تاویل سے کوئی بھی کفر یا شرک لازم نہیں آتا ہے۔

(۲) اگر تصرف سے مراد اصطلاحی تصرف ہو یعنی توجہ مراد ہو تو درست ہے ﴿۱﴾ یہ تو غائبانہ دعا ہے اور اگر تسلط غیبی مراد ہو تو شرک جلی ہے۔ وھو الموفق

مصیبت کے وقت کسی مردہ، استاد یا مرشد کے حضور اور امداد کا عقیدہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس شخص کے بارے میں جو یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ کسی مشکل یا مصیبت کے وقت

(بقیہ حاشیہ) والمرء خدائے راو پیغامبر مرا گواہ کردیم قالوا یکون کفرا لانہ اعتقدان رسول الله ﷺ یعلم الغیب و ھو ماکان یعلم الغیب حین کان فی الاحیاء فکیف بعد الموت (فتاویٰ قاضیخان علی الھندیہ ص ۵۷۶ ج ۳ باب مایکون کفرا من المسلم و ما لا یکون

﴿۲﴾ قال الله تعالیٰ و لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر و ما مسنی السوء (پ سورة اعراف آیت)
قال الله تعالیٰ یعلم ما بین ایدیھم و ما خلفھم و لا یحیطون بشئی من علمه الا بما شاء.
(پ : ۳ سورة البقره رکوع : ۲ آیت : ۲۵۵) قال الله تعالیٰ قل انما انا بشر مثلکم (سورة کھف)
قال الله تعالیٰ سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا (سورة الاسراء)
(حواشی صفحہ ہذا)

﴿۱﴾ قال الشیخ مفتی اعظم توجہ، تصرف اور تاثیر ایک شئے ہے توجہ ایک نفسانی کمال ہے نہ کرامت ہے اور نہ تصوف میں داخل ہے۔ یہ کافر اور فاسق بھی دے سکتا ہے توجہ اسلحہ کا حکم رکھتی ہے۔ جائز مقصد کیلئے جائز اور ناجائز مقصد کیلئے ناجائز ہے۔ توجہ کی حقیقت قوت ارادی سے ایک کام کرنا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں ان من عباد الله من لو اقسم علی الله لابره رواه البخاری یعنی اللہ تعالیٰ کے بعض بندے صاحب ہمت اور صاحب قوت ارادی ہیں اور حدیث قدسی میں ہے انا عند ظن عبدی بی رواه الشیخان یعنی جس کا اللہ تعالیٰ پر یہ حسن ظن ہو کہ میں جو ارادہ کروں تو اللہ وہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے نامراد نہیں کرتے۔

(سلسلہ مبارکہ خاندان نقشبندیہ مجددیہ عثمانیہ مالکیہ ص: ۱۷۴) وہاب

استاد یا مرشد اگر چہ مردہ ہو حاضر ہو کر امداد کرتے ہیں اور اپنے جسد عنصری کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں جب مرید یا شاگرد مطمئن ہو جاتا ہے تو وہ چلا جاتا ہے۔ایسے عقیدہ رکھنے والے شخص کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: عبدالہادی، ظہیر الحق گڑھی کپورہ مردان......۱۴۰۱ھ/۷/۵

الجواب: جزوی طور پر یہ حضور ممکن بلکہ واقع ہے ﴿۱﴾ لیکن کلی اور ضابطہ کے طور سے اس کے حاضری کا اعتقاد شرک جلی ہے ﴿۲﴾ اور خلاف واقع ہے اس میں غیر اللہ کیلئے علم غیب ثابت کرنا ہے اور کربلا کے مقام میں انصر اخاک ظالما او مظلوما سے اجتناب ہے۔﴿۳﴾ و هو الموفق

کلمہ طیبہ کا مقصد اور عقیدۂ جبریہ

سوال: تبلیغی حضرات کلمہ طیبہ کا مقصد خدا سے ہونے کا یقین اور مخلوق سے نہ ہونے کا یقین بتلاتے ہیں جبکہ بندہ کے خیال میں یہ جبریہ کا عقیدہ ہے اس کے متعلق وضاحت فرمائیں؟

المستفتی: فضل گل ملوزی صدہ کوہاٹ......۱۴/رجب ۱۴۰۴ھ

الجواب: توکل علی اللہ اور جبر میں فرق نہ کرنا غلط فہمی اور بدفہمی ہے۔تمام اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کے

﴿۱﴾ قال ابن عابدین و عبارة النسفي في عقائده و كرامات الاولياء حق فتظهر الكرامة على طريق نقض العادة للولي من قطع المسافة البعيدة في المدة القليلة و ظهور الطعام و الشراب و اللباس عندالحاجة والمشي على الماء والهواء و كلام الجماد والعجماء و اندفاع المتوجه من البلاء و كفاية المهم من العداء و غير ذالک من الاشياء اه

(رد المحتار ص ۲۸۴ ج ۲ مطلب في ثبوت كرامات الاولياء والاستخدامات)

قال الشاه غلام علی عبدالله المجددی میاں زلف شاہ کہ یکے از مخلصان حضرت ایشان (مرزا مظہر جان جانان) است گفت کہ من در اوائل حال کہ بخدمت حضرت ایشان مے آمدم در دشت راہ گم کردم ناگاہ بزرگے نمودہ شد مرا براہ راست آوردند گفتم کہ شما کیستید گفتند تو برائے بیعت پیش کسی کہ میروی من ہمانم دوبار مرا این واقعہ پیش آمد۔

(مقامات مظهريه للشاه غلام على عبدالله المجددى رحمهم الله تعالىٰ رحمة واسعة ص : ۱۲۱)

﴿۲﴾ يعلم ما بين ايديهم و ما خلفهم و لا يحيطون بشيء من علمه الا بما شاء (پ:۳ سورۃ: البقرہ ع:۱۲ ایت: ۲۵۵

﴿۳﴾ عن انس بن مالک قال قال رسول الله ﷺ انصر اخاک ظالما او مظلوما قال يا رسول الله هذا ننصره مظلوما فكيف ننصره ظالما قال تأخذفوق يديه.

(صحیح البخاری کتاب المظالم ص ۳۳۰ ج ۱ باب اعن اخاک ظالماً او مظلوماً)

اذن اور امر کے بغیر کوئی کام نہیں ہوسکتا ﴿۱﴾ اور اللہ تعالیٰ ہر کام کا خالق ہے کاسب نہیں ہے ﴿۲﴾ اور خلق اور کسب میں فرق کرنا چاہیئے۔لہٰذا اس جماعت پر اعتراض کرنا خود غلطی کر کے اہل حق کو غلطی کی نسبت کرنا ہے۔والی اللہ المشتکیٰ۔

نظم کے شاعر کو خالق نظم کہنا جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء حقہ اس مسئلہ کے بارے میں کہ یہ کہنا کہ ''اس نظم کا خالق کون ہے'' کہنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: مولانا روح الامین صوابی مردان......۱۹۸۷ء/۱۲/۱۳/۱۲

الجواب: ہر چیز کا خالق یعنی نیست سے ہست کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے شعر بنانے والا صانع اور منشد ہے ﴿۳﴾ مگر خالق نہیں قال اللہ تعالیٰ قل اللہ خالق کل شئی الآیۃ ﴿۴﴾ وھو الموفق

﴿۱﴾قال العلامہ علی القاری و لا یکون فی الدنیا و لا فی الاخرۃ شئی ای موجود حادث فی الاحوال جمیعاً الا بمشیئتہ ای مقروناً بارادتہ و علمہ و قضاءہ ای حکمہ و امرہ الخ (شرح فقہ الاکبر ص ۴۱ للہ تعالیٰ اوجد المخلوقات لامن شئی)

﴿۲﴾قال الملا علی قاری و جمیع افعال العباد من الحرکۃ والسکون ای علی ای وجہ یکون من الکفر والایمان والطاعۃ والعصیان کسبھم علی الحقیقۃ ای لا علی طریق المجاز فی النسبۃ و لا علی سبیل الاکراہ والغلبۃ بل باختیارھم فی فعلھم بحسب اختلاف اھوائھم و میل انفسھم فلھا ما کسبت و علیھا مااکتسبت لا کما زعمت المعتزلۃ ان العبد خالق لافعالہ الاختیاریۃ من الضرب والشتم وغیر ذالک ولاکما زعمت الجبریۃ القائلون بنفی الکسب والاختیار بالکلیۃ ففی قولہ تعالیٰ ایاک نعبد و ایاک نستعین رد علی الطائفتین فی ھذہ القضیۃ . والحاصل ان الفرق بین الکسب والخلق ھو ان الکسب امر لا یستقل بہ الکاسب والخلق امر مستقل بہ الخالق و قیل ما وقع بآلۃ فھو کسب و ما وقع لا بآلۃ فھو خلق ثم ما اوجدہ سبحانہ من غیر اقتران قدرۃ اللہ تعالیٰ بقدرۃ العبد و ارادتہ یکون صفۃلہ و لایکون فعلا لہ کحرکۃ المرتعش و ما اوجدہ مقارنا لا یجاد قدرتہ و اختیارہ فیوصف بکونہ صفۃ و فعلا و کسبا للعبد کالحرکات الاختیاریۃ . ثم المتولدات کالالم فی المضروب والانکسار فی الزجاج بخلق اللہ و عند المعتزلۃ بخلق العبد (واللہ تعالیٰ خالقھا) ای موجد افعال العباد وفق ما اراد لقولہ تعالیٰ اللہ خالق کل شئی الخ (شرح فقہ الاکبر لملا علی قاری ص ۴۹. ۵۰ افعال العباد کسبھم وخلق اللہ تعالیٰ)

﴿۳﴾قال الملا علی قاری واللہ تعالیٰ خالقھا ای موجد افعال العباد وفق ما اراد لقولہ تعالیٰ اللہ خالق کل شئ (شرح فقہ الاکبر لملا علی قاری ص ۵۰ الفرق بین الکسب والخلق)

﴿۴﴾(پ:۱۳ سورۃ الرعد رکوع :۸ آیت :۱۶)

غیر اللہ کے ندا کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ نداء یارسول اللہ ﷺ، یاغوث الاعظم یا پیر بابا کہنا جائز ہے یا نہیں۔اس کا عقیدہ شرک ہے یا نہیں۔نداء لغیر اللہ کا حکم واضح فرمائیں؟

المستفتی: عبدالمتین چمکنی پشاور.....۱۹۸۴ء/۶/۱۹

الجواب: غیر اللہ کو تسلط غیبی کے ارادہ سے ندا کرنا شرک جلی ہے اور دیگر ارادات سے کبھی موہم شرک اور کبھی جائز ہوتا ہے۔(والتفصیل فی الفتاویٰ الرشیدیه)

صحیح عقیدہ کے ساتھ ندا بیا محمد جائز ہے

سوال: اگر کسی شخص کا عقیدہ صحیح ہو اور انبیاء کرام اور اولیاء کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہ سمجھتا ہو تو کیا اس کیلئے ندا بیا محمد ﷺ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: نوراللہ ہرات افغانستان

الجواب: المحظور هو النداء بيا محمد على عقيدة علم الغيب واعتقاد التسلط الغيبى علما و قدرة لا محض النداء كما فى التشهد ﴿۱﴾ و كما فى حديث الطبرانى الصغير صفحه۱۰۳ فمن قال يا محمد انى اتوجه اليك فلا اثم فيه الا ان الاجتناب عنه احوط فى غير التشهدو الصلاة والسلام لكونه موهما ﴿۲﴾وهو الموفق

اولیاء اللہ سے مدد طلب کرنا اس عقیدہ سے کہ اس پر مقرر ہوا ہے شرک جلی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عالم زید کو سمجھا رہا تھا کہ اولیاء اللہ سے براہ راست کچھ طلب کرنا اور امداد مانگنا ناجائز ہے لیکن زید کہتا ہے کہ ولی مشکل کشا ہوتا ہے ولی سے بذات خود مانگنا جائز ہے اس میں کوئی قباحت نہیں۔وضاحت فرمائیں؟

المستفتی: محمد پیر سدو مردان.....۲۷/ستمبر ۱۹۸۶ء

﴿۱﴾السلام عليك ايها النبى ورحمة الله و بركاته كما فى التشهد الصلاة.

﴿۲﴾یہ نداء جب عقیدہ حاضر و ناظر سے نہ ہو پھر بھی اس خاص نداء یعنی باسمه المحض کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ آنجناب ﷺ کو ان کے اسم محض سے نداء کرنا ممنوع ہے البتہ یا رسول اللہ جیسے نداء کی گنجائش ہے جبکہ عقیدہ فاسدہ سے نہ ہو۔

الجواب: توسل بالاولیاء جائز ہے ﴿۱﴾ لیکن غیر اللہ سے اس اعتقاد سے مانگنا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قضاء حاجات ﴿۲﴾ کیلئے مقرر کیا ہے شرک جلی ہے۔ ﴿۳﴾ و هو الموفق

یا مصطفیٰ مشکل کشا کہنا

سوال: یا مصطفیٰ مشکل کشا کہنا شرک ہے یا نہیں ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: لطیف اللہ مدرسہ عربیہ شمس العلوم......۱۵؍شعبان ۱۴۱۰ھ

الجواب: ایں الفاظ بہ اعتقاد حاضر و ناظر عالم الغیب گفتن شرک جلی است و بطور عشق و محبت گفتن جائز است ﴿۴﴾ و پیغمبر ﷺ را مشکل کشا گفتن بایں معنی کہ از جانب خدا برائے حل مشکلات مقرر ست کذب و کفر است و بایں معنی کہ بتوسل و دعاء او مشکلات حل مے شوند صدق و جائز است۔ ﴿۵﴾

خواب کی تاویل اور "یا رسول اللہ مجھ پر رحم کر" کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) اگر ایک شخص اپنا خواب اس طرح بیان کرے کہ مجھے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور فرمایا کہ جو شخص مجھ پر بہت درود پڑھتا ہے تو ہم اس

﴿۱﴾ قال الله تعالیٰ و كانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا (پ : ۲ سورة البقرة ع: ۱۱ آیت: ۸۹)
قال الله تعالیٰ و ما كان الله ليعذبهم و انت فيهم و ما كان الله معذبهم و هم يستغفرون (پ : ۹ سورة الانفال ع: ۱۸ ایت: ۳۳)
و قال الله تعالیٰ و كان ابوهما صالحا (پ: ۱۶ سورة الكهف ع: ۱ ایت: ۸۲) و قال الله تعالیٰ و ابتغوا اليه الوسيلة (پ: ۶ سورة المائدة ركوع : ۱۰ آیت: ۳۵)
﴿۲﴾ قال الله تعالیٰ ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفیٰ. (پ: ۲۴ سورة زمر ركوع : ۱۵ آیت: ۳)
﴿۳﴾ (و تمامه فی رسالة مقالات ص ۵ و ص ۵۵ للشيخ محمد فريد دامت بركاتهم)
﴿۴﴾ قال الحصكفی كره قوله بحق رسلک و انبيائک و اوليائک او بحق البيت لانه لاحق للخلق على الخالق تعالیٰ و قال ابن عابدين قد يقال انه لا حق لهم و جوبا على الله تعالیٰ لكن الله تعالیٰ جعل لهم حقاً من فضله او يراد بالحق الحرمة و العظمة فيكون من باب الوسيلة و قد قال الله تعالیٰ و ابتغوا اليه الوسيلة و قد عدّ من اداب الدعاء التوسل على ما فی الحصن و جاء فی رواية اللهم انی اسألک بحق السائلين عليک و بحق ممشای اليک فانی لم اخرج اشرا و لا بطرا الحديث (الدر المختار مع رد المحتار ص ۲۸۱ ج۵ كتاب الحظر و الاباحة فصل فی البيع)
﴿۵﴾ قال العلامة ابن عابدين قوله لانه لا حق للخلق على الخالق قد يقال انه لا حق لهم و جوبا على الله تعالیٰ لكن الله سبحانه و تعالیٰ جعل لهم حقاًمن فضله او يراد بالحق الحرمة و العظمة فيكون من باب الوسيلة و قدقال الله تعالیٰ و ابتغوا اليه الوسيلة و قد عد من آداب الدعاء التوسل على ما جاء فی الحصن الخ
(رد المحتار ص ۲۸۱ ج۵ كتاب الحظر و الاباحة فصل فی البيع)

کے فریاد کو پہنچتے ہیں تو کیا قرآن وسنت کی رو سے غیر اللہ دستگیری اور فریاد رسی کر سکتے ہیں؟ (۲) اگر کوئی شخص کہہ دے کہ یا نبی اللہ مجھ پر رحم کر تو کیا غیر اللہ رحم کر سکتا ہے؟

المستفتی: شیر زمان ہولز مین کمپنی تبوک سعودی عرب......۲۲/صفر ۱۴۰۱ھ

الجواب: (۱) قرآن وسنت کی رو سے غائبانہ فریاد رس اور مشکل کشا صرف اللہ تعالیٰ ہے خواب میں حضور ﷺ سے سنا ہوا کلام حجت نہیں ہے خواب کا وقت غفلت کا وقت ہے پس جو کلام منامی قرآن وحدیث سے متعارض ہو وہ یا مؤول ہوگا اور یا غلط ہوگا۔ والتأويل المناسب في المنام المسطور ان الله تعالىٰ يغيث بجاهي و بكثرة صلاته على هذا الرجل .

(۲) حضور ﷺ رؤف ورحیم ہیں لیکن جو رحم علم غیب کا مقتضی ہو تو اس کا ثبوت صرف اللہ تعالیٰ کیلئے کیا جائے گا ﴿۱﴾

بندہ کا کسب میں با اختیار ہونا

سوال: ایک آدمی پتھر یا کوئی چیز پھینک دیتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ چیز میں نے پھینکی یا اللہ تعالیٰ نے۔ دلیل میں فمن شاء فليؤمن و من شاء فليكفر کہ ہمیں اختیار ہے اگر اختیار نہیں تو اس آیت پر عمل نہیں آتا؟ اس مسئلہ کی حقیقت واضح فرماویں؟ بينوا وتوجروا

المستفتی: مولوی محمد دین مسعود وزیرستان......۱۹۸۶ء/۴/۲

الجواب: یہ شخص جاہل ہے یہ توکل اور تعطل میں فرق نہیں کر سکتا اور خلق وکسب میں فرق نہیں کر سکتا۔ مخلوق سے نہ ہونے کا یقین اسباب پر عدم اعتماد کو کہا جاتا ہے۔ فافهم ﴿۲﴾ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال الله تعالىٰ (وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها الا هو) (پ :۷ سورة الانعام ركوع :۱۳ آيت: ۵۹) وقال الله تعالىٰ و لو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير .الآية(پ: ۹ سورة الاعراف ع:۱۳ آيت: ۱۸۸)

﴿۲﴾ قال الملا على القارى و جميع افعال العباد من الحركة والسكون اى على اى وجه يكون من الكفر والايمان والطاعة والعصيان كسبهم على الحقيقة . اى لا علىٰ طريق المجاز في النسبة و لا علىٰ سبيل الاكراه والغلبة بل باختيار هم في فعلهم بحسب اختلاف اهوائهم و ميل انفسهم فلها ما كسبت و عليها ما اكتسبت لا كما زعمت المعتزلة ان العبد خالق لافعاله الاختيارية من الضرب والشتم و غير ذالک و لا كما زعمت الجبرية القائلون بنفى الكسب والاختيار بالكلية الخ

(شرح فقه الا كبر لملا على قارى ص ۴۹ افعال العباد كسبهم و خلق الله تعالىٰ)

نوٹ: اور آیت مذکورہ کا مطلب یہ ہے کہ بندہ کسب میں مختار ہے مضطر نہیں۔

تقدیر ترک اسباب کا موجب نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ تقدیر کا فیصلہ اگر ازل میں ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ لوح محفوظ سے آدمی کے معاش کا فیصلہ فقر و غنی کی صورت میں کرتا ہے تو پھر ہم دنیا میں یہ تکالیف کیوں اٹھاتے ہیں؟ بلکہ جو کچھ ہمارے تقدیر میں ہو خود بخود پہنچ جائیگا۔ وضاحت فرما کر مطمئن کریں۔

المستفتی: حکم خان رسالپور نوشہرہ ۲۸/ذوالحجہ۱۴۰۴ھ

الجواب: اللہ تعالیٰ نے جو کہ حکیم مطلق ہے اور بندگان پر والدین سے بھی زیادہ مہربان ہے یہ فقر اور غنی ازل میں ہوا ہے۔ لیکن اس کو ہم سے پوشیدہ رکھے ہوئے ہیں اور ہم کو یہ حکم دیا ہے کہ تم ذرائع اور اسباب کو استعمال کرو تم کو وہ مقدور پہنچے گا اور ہمیں یہ اجازت نہیں دی کہ ہم ذرائع اور اسباب کے استعمال کو ترک کریں اور مقدر کے انتظار میں بیٹھیں۔

نوٹ: ایسے دقیق اور عام اذہان سے بالا مسائل میں سمعنا واطعنا کو معمول بنانا شان صحابہ ہے نہ کہ تحقیق کے پیچھے پڑنا ﴿۱﴾

تقدیر کیا ہے؟

سوال: تقدیر کی حقیقت کیا ہے اور کس طریقے سے تقدیر بدل سکتی ہے اور مقدر کی وجہ سے پھر ہم مکلّف کیوں ہیں وضاحت کی جائے؟

المستفتی: میاں محمد ملاکنڈ ایجنسی......۱۹۷۸ء/۷/۳

الجواب: تقدیر عبارت ہے ارادہ الٰہیہ سے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کا علم بکنہہ ہماری استعداد سے باہر ہے لہٰذا تقدیر کی حقیقت معلوم کرنے کے پیچھے پڑنا اضاعت وقت ہے۔ ایسے دقیق اور عام اذہان سے بالا مسائل میں سمعنا و اطعنا کہنا شان صحابہ ہے ﴿۲﴾ اور تقدیر مبرم نہیں بدلتی ہے اور تقدیر معلق بدل سکتی ہے. و هو الموفق

﴿۱﴾ ﴿۲﴾ عن عائشة رضی الله عنها قالت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من تکلم فی شیٔ من القدر سئل عنه یوم القیمة و من لم یتکلم فیه لم یسئل عنه رواه ابن ماجه.

(مشکواة المصابیح ص ۲۳ ج ۱ باب الایمان بالقدر الفصل الثالث)

''تقدیر اور اسباب و محنت'' میں منافات نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ کوئی طالب علم امتحان میں فیل ہو جاتا ہے کسی تاجر کو تجارت میں نقصان ہو جاتا ہے یا کوئی کسان کھیت میں کھاد نہیں ڈالتا اور حفاظت کا خیال نہیں رکھتا اور کھیت سے کم پیداوار حاصل ہو جائے تو یہ افراد کہتے ہیں کہ ہماری قسمت میں ایسا لکھا تھا ہم ہزار کوشش کرتے تقدیر کا لکھا کبھی نہیں مٹ سکتا خدا کو ایسا ہی منظور تھا اب سوال یہ ہے کیا خدا نے ان کی تقدیر میں ناکامی لکھی تھی؟ کیا ان ناکامیوں کا انحصار محنت نہ کرنے پر ہے یا مقدر یہی تھا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہم خود مجبور ہیں محنت کرے یا نہ کرے خدا جو کچھ کرے وہی ہوگا۔

(۲) خدا تعالیٰ احسن الرازقین ہے اس میں کوئی شبہ نہیں مگر انسان کو رزق حاصل کرنے کے ذرائع تلاش کرنا چاہیئے یا وہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ جائے اور کہے کہ میں کچھ نہیں کروں گا وہ رازق ہے وہ بغیر کسی تلاش و محنت کے مجھے ضرور روزی دیا کرے گا۔

(۳) اشیاء خوردنی کی قیمتیں اور ان میں اتار چڑھاؤ افراد معاشرہ پر منحصر ہے یا یہ قیمتیں روزانہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعہ زمین والوں کو پہنچاتا ہے اور مہنگائی ارزانی کا وہ خود اعلان فرماتا ہے۔

المستفتی: غلام نبی ہوتی مردان......۲۱ رمحرم الحرام ۱۳۹۲ھ

الجواب: (۱) اللہ تعالیٰ کو ازل میں معلوم تھا کہ یہ شخص محنت نہیں کرے گا تو اس کیلئے ناکامی اور نقصان مقدر کیا اور بسا اوقات بغیر محنت کے اس کے لئے کامیابی لکھتا ہے کیونکہ ازل میں اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ یہ شخص نقل یا سفارش وغیرہ سبب کو زیر عمل لائے گا ورنہ دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے ثابت ہے کہ انسان مجبور محض نہیں ہے۔

(۲) رازق کا یہ مقصد نہیں کہ انسان کوئی کسب نہ کرے جیسا کہ خالق کا یہ مطلب نہیں کہ انسان شادی نہ کرے اور اولاد مل جائے۔ (۳) گرانی اور ارزانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں بسا اوقات افراد معاشرہ کی خواہش کے خلاف اتار اور چڑھاؤ ہوتا جاتا ہے قال رسول اللہ ﷺ ان الله هو المسعر ﴿۱﴾ لیکن اس کا یہ مقصد نہیں کہ افراد معاشرہ کے بے اعتدالیوں کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے بلکہ ان کا دخل ضرور موجود ہے جیسا کہ صحت و مرض میں بے اعتدالیوں کا دخل موجود ہے۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ عن انس رضی الله عنه قال قال الناس یا رسول الله غلا السعر فسعر لنا فقال ان الله هو المسعر القابض الباسط الرزاق و انی لأرجوا ان القی الله و لیس احد منکم یطالبنی بمظلمة فی دم و لا مال و اسناده علی شرط مسلم و صححه ابن حبان والترمذی (رد المحتار ص ۲۸۳ ج۵ کتاب الحظر و الاباحة فصل فی البیع)

قاتل کے مقدر قتل پر سزا کیوں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ موت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ہوتی ہے تو اگر کوئی کسی کو قتل کرے تو قاتل کو اس کی سزا کیوں دی جاتی ہے؟

المستفتی: محمد قاسم متعلم دارالعلوم حقانیہ......۱۹ر رجب ۱۴۰۴ھ

الجواب: چونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ مقرر کیا ہے کہ یہ قاتل اس شخص کو دیدہ و دانستہ ارادتاً قتل کرے گا لہٰذا اس کو اس اختیار وارادہ کے اس فعل پر سزا دی جائیگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ممتحن (طالب علم) کے متعلق مقرر کیا ہو کہ یہ ارادتاً کوشش نہ کرے گا تو اس کو ممتحن فیل کرے گا یا جیسا کہ مستفتی کا جہل اور بے علمی کی وجہ سے استفتاء کرنا اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے اور مفتی بھی جواب دیتا ہے۔ و هو الموفق

رسالہ معدن السرور (از مولنا شمس الحق افغانی) بہاولپور کی تصدیق وتصویب

عرض: یہ رسالہ معدن السرور فتویٰ بہاولپور سے جو علامہ شمس الحق افغانی کا ہے مجلس اہل سنت والجماعت نے شائع کیا ہے اس لئے بندہ عالیخانہ میں عارض ہے کہ اس کی تصدیق وتصویب مع مہر کی جائے تو عین نوازش ہوگی۔

از: مجلس اہل سنت والجماعت پاکستان

الجواب: ان تمام جوابات سے ہمارا پورا اتفاق ہے حضرت مولانا شمس الحق افغانی کی رائے ہماری رائے ہے فرقہ نجدیہ اور فرقہ سلفیہ دلائل کی رو سے بدفہمی اور غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ فقط

از (حضرت مولانا مفتی) محمد فرید عفی عنہ (شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

کلمہ طیبہ میں زیادت اور شیعی عقیدہ

سوال: حضرات علماء کرام وزعماء ملت سے عرض ہے کہ نویں اور دسویں جماعت کے دینیات کے نصاب میں دو کلمے آئے ہیں (۱) لا اله الا الله محمد رسول الله ۔ رہنمائے اساتذہ ص ۱۲۷ اسلامیات جماعت نہم و دہم وزارت تعلیم حکومت پاکستان (۲) لا الـه الا الـلـه مـحـمد رسول الله علی ولی الله وصی رسول الله و خلیفة بلا فصل . ایضاً ص ۳۶ ہر ایک کو کلمہ اسلام قرار دیا ہے اس کا کیا حکم ہے وضاحت فرمائیں؟

المستفتی: محمد توصیف الرحمٰن عزیز اللہ جامع مسجد گنبد والی جہلم شہر......۱۵/۱۲/۱۹۷۶ء

الجواب: واضح رہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وصی ہونا یا خلیفہ بلافصل ہونا افتراء ہے اور شیعوں کا غیر

ثابت دعویٰ ہے البتہ کفر نہیں ہے فسق اور بدعت ہے ﴿۱﴾ پس جس طرح زنا اور سود کے ارتکاب سے کلمہ نمبر ا میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی البتہ وفاداری اور تابعداری میں نقصان آجاتا ہے تو اسی طرح اس مخصوص زیادتی سے بھی کلمہ نمبر ۲ میں یعنی ایمان میں خرابی لازم نہ ہوگی البتہ وفاداری اور تابعداری یعنی کمال ایمان میں نقصان حاصل ہوگا اور یہ شخص فاسق اور مبتدع ہوگا۔ پاک اور ناپاک کی ملاوٹ اور اتحاد سے پاک بھی ناپاک ہوجاتا ہے۔ وهو الموفق

اللہ تعالیٰ سے علم، حکمت اور قدرت کی نفی کفر ہے

سوال:(۱)لو قال احد لاحد من الذكر اوالمرء ة الله جل جلاله خلقك ذكرا بغير علم يعنى و لم يعلم والمناسب ان يخلقك امراء ة او قال خلقك امراء ة بغير علم والمناسب ان يخلقك ذكرا هذا مفهوم الكلام . ماالحكم لقائل هٰذا الكلام ؟

(۲)و لو قال احدا لدعاء الابلق شر من الله يعنى السحر والجادو اقوىٰ من الله ماالحكم لقائل هٰذا الكلام ؟

المستفتی: محمد صادق صابر ہزارہ.....۲۴/ جمادی الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: هٰذا الشخص يصير بهٰذه الالفاظ كافرا بالله لانه نفى عن الله تعالىٰ العلم ﴿۲﴾ وقال الله تعالىٰ ان الله بكل شئى عليم الاية﴿۳﴾. و لانه نفى عن الله تعالىٰ حكمة و هو عليم حكيم كما قال الله تعالىٰ انك انت العليم الحكيم الاية﴿۴﴾

﴿۱﴾قال ابن عابدين اقول نعم نقل فى البزازية عن الخلاصة ان الرافضى اذا كان يسب الشيخين و يلعنهما فهو كافر و ان كان يفضل علياً عليهما فهو مبتدع (رد المحتار ص ۳۲۱ ج۳ مطلب مهم فى حكم سب الشيخين)
و فى الهندية و ان كان يفضل عليا كرم الله تعالىٰ وجهه على ابى بكر رضى الله عنه لا يكون كافرا الا انه مبتدع والمعتزلى مبتدع الا اذا قال باستحالة الرؤية فحينئذ هو كافر . خلاصه (هنديه ص ۲٦۴ ج۲ منها ما يتعلق بالانبياء عليهم الصلاة والسلام)
﴿۲﴾و فى الهندية يكفر اذا وصف الله تعالىٰ بما لا يليق به ......او نسبه الى الجهل او العجز او النقص و يجوز ان يفعل الله تعالىٰ فعلا لا حكمة فيه الخ • (عالمگيرى ص۲۵۸ ج۲ فصل فى موجبات الكفر)
﴿۳﴾(پ:۱۰ سورة الانفال ركوع:٦ آيت: ۷۵)
﴿۴﴾(پ :۱ سورة البقرة ركوع: ۵ آيت: ۳۲)

(۲) ان الله خالق کل شئی من الخیر والشر و مرید کل شئی من الخیر والشر وو دع فی کل شئی خواص متفاوتةبعضها اقویٰ من بعض آخر فان کان قصد هذا القائل تفاوت التاثیر فلا حرج علیه وان کان قصده تنقیص کلام الله تعالیٰ فهو کافر ﴿۱﴾فقط

''اس اسلام سے کفر اچھا ہے'' کلمات کا حکم

سوال: ایک آدمی نے میاں بیوی کے درمیان اختلاف ڈالنے کی کوشش کی تھی تو بیوی نے اس کو بددعائیں شروع کیں تو شوہر نے کہا کہ بددعائیں نہیں دینا چاہیے۔ اس سے اسلام نے منع فرمایا ہے۔ بلکہ ہدایت کیلئے دعائیں کرنی چاہیئں۔ تو بیوی نے منہ سے یہ الفاظ نکالے کہ ''ایسے اسلام سے کفر اچھا ہے کفر اچھا ہے کفر اچھا ہے'' تو ان الفاظ سے بیوی کافر ہوئی یا نہیں اور نکاح باقی ہے یا نہیں؟

المستفتی: محبوب الرحمٰن......۱۸/۲/۱۹۷۴ء

الجواب: بظاہر بیوی کی مراد یہ ہے کہ ایسے اسلام سے جس میں ظالم کیلئے بددعا منع ہو کفر اچھا ہے لہٰذا یہ کلمہ اگرچہ غلط ہے لیکن کفریہ نہیں پس صورت مسئولہ میں تجدید نکاح احوط ہے ضروری اور فرض نہیں۔ ﴿۲﴾ وهو الموفق

قبر کو سجدۂ عبادت کرنا شرک ہے

﴿۱﴾ قال ابن عابدین و کذا لو اسنده الی امارة عادیة بجعل الله تعالیٰ .... والشمس والقمر بحسبان ای سیرهما بحسبان واستدلالی بسیر النجوم و حرکة الافلاک علی الحوادث بقضاء الله تعالیٰ و قدره و هو جائز کاستدلال الطبیب بالنبض علی الصحة والمرض و لو لم یعتقد بقضاء الله تعالیٰ او ادعی علم الغیب بنفسه یکفر.
(رد المحتار ص۳۲۵ ج۳ مطلب فی دعوی علم الغیب)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین انه لا یکفر بشتم دین مسلم ای لا یحکم بکفره لامکان التأویل .... اقول و علی هذا ینبغی ان یکفر من شتم دین مسلم و لکن یمکن التأویل بان مراده اخلاق الردیئة ومعاملة القبیحة لا حقیقیة دین الاسلام فینبغی ان لا یکفر حینئذ و اقره فی نور العین .... و اما امره بتجدید النکاح فهو لا شک فیه احتیاطا خصوصا فی حق الهمج الارذال الذین یشتمون بهٰذه الکلمة فانهم لا یخطر علی بالهم هذا المعنی الخ (رد المحتار ص۳۱۶ ج۳ مطلب فی حکم من شتم دین مسلم)

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ قبر کو یا قبر کے نزدیک سجدہ کرنا کیسا ہے۔ شرک ہے یا گناہ کبیرہ؟ قرآن وسنت کے رو سے جواب سے نوازیئے۔

المستفتی: مولوی نورالحق باڑہ بازار خیبرایجنسی......۱۶/ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ

الجواب: قبر کے نزدیک سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے﴿۱﴾اور قبر کو سجدہ عبادت کرنا شرک ہےاور قبر کو سجدہ تعظیمی کرنا حرام ہے۔

والفرق بینهما فی کون الساجد معتقدا لکون المسجود له مسلطا علی الساجد علما و قدرة او غیر معتقد لهٰذا . کما فی الهندیة ص۳۶۸ ج۵ من سجد للسلطان علی وجه التحیة او قبل الارض بین یدیه لا یکفر و لاکن یأثم و ارتکابه الکبیرة و هو المختار و قال الفقیه ابوجعفر رحمه الله و ان سجد للسلطان بنیة العبادة او لم تحضره النیة فقد کفر کذا فی جواهر الاخلاطی﴿۲﴾

''شریعت کو چھوڑ دو'' الفاظ کفریہ ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص سے اس کی ہمشیرہ نے لڑکی کا رشتہ مانگا تو اس شخص زید نے ان شرائط پر منظور کیا کہ شادی وغیرہ شرعی طریقہ پر ہوگی۔ گانا بجانا اور ڈھول وغیرہ اس میں نہ ہوگا تو زید کے بھائیوں اور ہمشیرہ نے کہا کہ شریعت کی بات چھوڑ دو۔ شادیوں میں رسم ورواج ہی ہوا کرتے ہیں۔ جب شرائط نہ مانے تو زید نے رشتہ دوسری جگہ کر دیا جنھوں نے ان شرائط کو منظور کیا اب زید کے بھائیوں اور ہمشیرہ نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں کہ ''شریعت کو چھوڑ و'' اس کا کیا حکم ہے اور ان کے نکاح کا کیا ہوگا؟

المستفتی: محمد اقبال مدرسہ کنزالعلوم گجرات مظفرگڑھ......۱۷/مئی ۱۹۸۳ء

﴿۱﴾قال العلامه ابن عابدین و تکره فی اماکن .... و مقبرة ...... لان اصل عبادة الاصنام اتخاذ قبور الصالحین مساجد و قیل لانه تشبه بالیهود و علیه مشی فی الخانیة و لابأس بالصلاة فیها اذا کان فیها موضع اعد للصلاة و لیس فیه قبر و لا نجاسة کما فی الخانیة و لا قبلته الی قبر حلیة.
(رد المحتار ص۳۷۹ ج۱ مطلب تکره الصلاة فی الکنیسة)

﴿۲﴾(هندیه ص۳۶۸ ج۵ الباب الثامن و العشرون فی ملاقات الملوک والتواضع لهم الخ)

الجواب : بشرط صدق وثبوت بالاتحریران اشخاص پر جنہوں نے شریعت کا رد کیا ہے تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہیں کلمات کفر بکنے سے نہ نکاح باقی رہتا ہے اور نہ حقوق۔ یدل علیہ ما فی الھندیۃ و اذا قال الرجل لغیرہ حکم الشرع فی ھذہ الحادثۃ کذا فقال ذالک الغیر (من برسم کار مے کنم نہ بشرع) یکفر عند بعض المشائخ (ھندیۃ ص ۲۹۹ جلد ۲) واللہ اعلم ﴿۱﴾

مسئلہ نور بشر، علم کلی، اختیار کل اور حاضر و ناظر کے عقائد والے کی وضاحت

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں (۱) کہ حضور ﷺ بشر بھی ہیں اور نور بھی مگر لباساً بشر اور حقیقۃً نور (۲) اس کیلئے ابتداء کائنات سے لے کر دخول نار اور دخول جنت تک کا علم کلی حاصل ہے اور وہ مختار کل اور حاضر و ناظر ہے اگر یہ عقائد غلط ہیں تو اس شخص کا کیا حکم ہے؟

المستفتی : حافظ محمد افسر گنڈی خانخیل لکی مروت......۱۰ر ستمبر ۱۹۹۰ء

الجواب : جو شخص پیغمبر ﷺ کو بشر اور سید البشر مانے اور پیغمبر ﷺ کیلئے ان تمام اشیاء کا علم مانے جو کہ شان نبی کے ساتھ مناسب ہوں وھو الاستغراق العرفی کما فی اٰتینٰہ من کل شیءٍ سبباً ﴿۲﴾ اوتیت من کل شیئٍ الایۃ ﴿۳﴾ اور مختار کل کا یہ معنی کرے جو عربی کا معنی ہے تمام مخلوقات میں برگزیدہ اور تمام امور کے مشاہدہ سے یہ مراد ہو کہ پیغمبر ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں فنا اور مستغرق ہیں اور باذنہ تعالیٰ بعض مناسب کائنات کی طرف بھی نظر کرتے ہیں ﴿۴﴾ تو یہ شخص مشرک نہیں ہے ورنہ بصورت دیگر مشرک ہوگا ﴿۵﴾

نوٹ : ان لوگوں (بریلویوں) کو عشق رسول ﷺ میں بے اعتدالیوں نے شرک میں مبتلاء کردیا ہے۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ عالمگیری ص ۲۷۲ جلد ۲ موجبات الکفر انواع)

﴿۲﴾ (پ:۱۶ سورۃ الکھف رکوع :۱ آیت: ۸۴)

﴿۳﴾ (پ:۱۹ سورۃ النمل رکوع :۱۷ آیت: ۲۳)

﴿۴﴾ قال اللہ تعالیٰ و لا یحیطون بشیءٍ من علمہ الا بما شاء......اھ(پ:۳ سورۃ البقرہ رکوع :۲ آیت: ۲۵۵)

﴿۵﴾ و عندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو و یعلم ما فی البر والبحر ط و ما تسقط من ورقۃ الا یعلمھا. الایۃ(پ :۷ سورۃ الانعام رکوع :۱۳ آیت: ۵۹)

''تیرے سبق پرآسمانی بجلی گرے'' الفاظ کفریہ نہیں ہیں

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کا دس سالہ بچہ قرآن مجید ناظرہ کے ساتھ پڑھتا ہے۔ زید کی بیوی ہندہ نے غصہ میں آکر بچے کو گالیوں کے ساتھ یہ الفاظ بھی استعمال کئے ہیں ''ستا پہ سبق دے تندر پریوزی'' یعنی تیرے سبق پرآسمانی بجلی گرے۔ تو ان الفاظ کے استعمال کرنے سے کیا فرق پڑتا ہے اور کفارہ کیا ہے اور نکاح پر کچھ اثر پڑا ہے یا نہیں؟

المستفتی: متعلم جامعہ حقانیہ......۴ر ستمبر ۱۹۸۶ء

الجواب : یہ جاہلانہ غصہ ہے اس میں کفریہ یا شرکیہ یا قسمیہ الفاظ نہیں ہیں لہٰذا کفارہ بھی لازم نہ ہوگا ﴿۱﴾

''قرآن سے جماع کیا ہوگا'' الفاظ کہنے سے لزوم کفر

سوال: ایک شخص نے یہ الفاظ بولے ہیں کہ ''اگر میں نے یہ برا کام کیا تو نعوذ باللہ قرآن کے ساتھ جماع کیا ہوگا'' پھر وہ کام صادر ہوا اب وہ آدمی روتا ہے کہ میں نے یہ کفریہ الفاظ نکالے ہیں اب مجھے کونسا عذاب دیا جائے گا اور توبہ تو کی ہے مگر اب یہ شخص کافر ہوگا یا نہ اور کفارہ دے گا یا نہیں؟

المستفتی: عبدالمالک نریاب کوہاٹ......۲۷ر شوال ۱۴۰۱ھ

الجواب : یہ معاملہ یمین ہے۔ مثلاً ان فعلت کذا فانا یهودی لکون جماع المصحف توهینا و کفرا ۔ پس جب اس شخص نے برا کام کیا تو حانث ہوا اور اگر اس شخص کا عقیدہ یہ تھا کہ ایسی صورت میں یہ برا کام کرنے والا کافر ہو جاتا ہے تو یہ شخص کافر بھی ہوا کما فی الهندية و غيرها ﴿۲﴾ ورنہ کافر نہ ہوگا پس بہر حال یہ شخص توبہ و استغفار کرے ایمان کی تجدید کرے اور احتیاطاً کفارہ بھی دیدے۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ و فی الهندية و ما كان خطأ من الالفاظ و لا يوجب الكفر فقائله مؤمن على حاله و لا يؤمر بتجديد النكاح والرجوع عن ذالک کذا فی المحيط (فتاویٰ ہندیہ ص ۲۸۳ ج۲ قبیل الباب العاشر فی البغاة)

﴿۲﴾ و لو قال ان فعل كذا فهو يهودی او نصرانی او مجوسی اوبریٔ من الاسلام او كافر او يعبد من دون الله او يعبد الصليب او نحو ذالک مما يكون اعتقاده كفرا فهو يمين استحسانا كذا فی البدائع حتى لو فعل ذالک الفعل يلزمه الكفارة و هل يصير كافرا اختلف المشائخ فيه قال شمس الائمة السرخسی رحمة الله عليه والمختار للفتویٰ انه ان كان عنده انه يكفر متى اتى بهٰذا الشرط و مع هٰذا اتى يصير كافرا لرضاه بالكفر ...... و ان كان عنده انه اذا اتى بهٰذا الشرط لا يصير كافرا لا يكفر الخ
(عالمگیری ص ۵۴ جلد ۲ الباب الثانی فیما یکون یمینا و ما لا یکون یمینا)

کافر کے خلود فی النار پر اعتراض کا جواب

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس کے بارے میں کہ دوزخ کیلئے فنا ہے یا نہیں ہے اگر کسی شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ ایک شخص نے تمام عمر مثلاً ۶۰ سال کفر کیا، اس کو کس طرح اللہ تعالیٰ دائمی عذاب دیتا ہے ۔ یہ تو ظلم ہے سزا مطابق جرم ہونی چاہیئے ۔ ایک عالم نے کہا ہے کہ آخر میں کافر بھی جنت کو جائیں گے کیا یہ عقائد اہل سنت والجماعت کے ہیں یا نہیں؟ بینوا و توجروا

المستفتی: مولانا قاری عبداللہ بنوں......۲۲ رصفر ۱۴۰۳ھ

الجواب: اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ دوزخ ہمیشہ کیلئے رہے گا اور کفار بھی اس میں ہمیشہ کیلئے رہیں گے اللہ تعالیٰ نے کفار کے متعلق خالدین فیھا ابدا ﴿۱﴾ کے الفاظ استعمال کئے ہیں جو کہ کفار کے متعلق دوزخ میں دائمی طور پر ہونے پر عبارۃً دال ہیں اور دوزخ کے دائمی ہونے پر اقتضاءً دال ہیں ۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فی العذاب ہم خالدون ﴿۲﴾ جو کہ دونوں مسائل پر مثل سابق کے دال ہیں اور یہ قول الٰہی کلما نضجت جلودھم. الآیہ ﴿۳﴾ اس مرام پر دال ہیں کہ یہ کفار نار سے عادی نہ ہوں گے بلکہ بے شمار سال عذاب بھگتنے کے بعد بھی ان کا حال دخول اول سا ہوگا و یدل علیہ ما اخرجہ الطبرانی و جعل لھم الابد و ما اخرجہ ایضا خلود بلا موت و ما اخرج الشیخان یا اھل النار لاموت و کذا حدیث ذبح الموت . و اما ما روی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ و ابن مسعود رضی اللہ عنہ و غیرھما " لیاتین علی جھنم زمان لیس فیھا احد فقال البغوی ان ثبت فمعناہ ان لا یبقی فیھا احد من اھل الایمان کذا فی التفسیر المظھری ص ۵۵ ج۵ سورۃ ھود ۔ پس یہ عقیدہ رکھنے والا عالم ضروریات دین سے منکر ہے ایسے عالم کو اہل کفر اور زیغ کا امام قرار دینا چاہیئے ۔ اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیت لو ردوا لعادوا الی ما نھوا. الآیہ ﴿۴﴾ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کفر پر خاتمہ اس شخص کا ہوتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے متعلق

﴿۱﴾ قال العلامہ محمد عبدالعزیز الفرھاری با قیتان لا تفنیان و لا یفنیٰ اھلھا ای دائمتان لا یطرء ای لا یعرض علیھما عدم مستمر لا دائماً و لا زمانا یعتد بہ لقولہ تعالیٰ فی حق الفریقین ای اھل الجنۃ والنار خالدین فیھا ابداً ای فی الجنۃ او فی النار الخ (النبراس شرح شرح العقائد ص ۲۲۲ الجنۃ حق والنار حق)

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

معلوم ہے کہ اگر وہ ابداً زندہ رہے تو ابداً کافر رہے گا پس کفر بھی ابدی ہے اور سزا بھی ابدی ہے نیز حکومت جب کسی جرم پر کوئی سزا متعین کرے تو اس جرم کا اقدام اسی سزا کا التزام ہے فافھم .وھو الموفق

یارسول اللہ، یا محمد، کہنا شرک ہے یا نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ'' یا رسول اللہ یا محمد '' کہنا شرک ہے یا نہیں ہے؟

المستفتی: سید ہارون علی شاہ تاروجبہ پشاور......۲؍رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ

الجواب: جو شخص پیغمبر ﷺ کو حاضر وناظر اور عالم الغیب مانتا ہو تو وہ قرآن واحادیث ،آثار اور عبارات فقہاء کی بناء پر کافر اور مشرک ہے البتہ محض نداء استلذاذا یا محبة کو کفر یا شرک کہنے والا جاہل یا متجاہل ہے نیز صلاۃ وسلام میں نداء جائز ہے جبکہ ملائکہ کے پہنچانے کے عقیدہ کی بنا پر ہو۔﴿۱﴾ و ھو الموفق

غیر ارادی طور پر ذہن میں ذات باری تعالیٰ کے وجود کے بارے میں خیالات کا آنا کفر نہیں

سوال: مجھے نماز میں خدا تعالیٰ کے وجود کے متعلق مختلف خیالات آتے ہیں بچپن میں کسی سے سنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نور ہے اس لئے اکثر خدا تعالیٰ کے وجود کے متعلق ایک نور سی بنی ہوئی لکیر جیسا تصور ذہن میں آجاتا ہے چند مہینے قبل آسمان پر سبز، سرخ زرد بادل جیسے لکیریں دیکھ لی تھیں اب نماز میں یہ چیز مجھے سامنے آتی ہے۔بعض اوقات کچھ تصاویر بھی ذہن میں آتی ہیں۔ براہ کرم اس بارے میں تشفی فرمائیں کہ کفر میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔

المستفتی: کفایت احمد سی ٹی ٹیچر نوشہرہ زیارت کاکا صاحب......۱۹۸۹ء؍۱۰؍۷

(بقیہ حاشیہ)﴿۲﴾(پ: ۷ سورۃالمائدہ آیت: ۸۰)﴿۳﴾ (پ: ۴ سورۃ النساء رکوع: ۵ آیت :۵۲)

﴿۴﴾(پ: ۷ سورۃ الانعام رکوع :۸ آیت:۲۸)

﴿۱﴾ قال العلامہ مفتی اعظم الشیخ محمد فرید دامت برکاتہم ،غیر اللہ کو غائبانہ ندا کرنا پانچ قسم پر ہے۔(۱) کہ پیغمبر وغیرہ کا کشف ہو جائے اور ندا کرے تو یہ جائز ہے (۲) اور اس عقیدے کے ساتھ کہ فرشتے اسے پہنچاتے ہیں صرف صلاۃ وسلام میں جائز ہے (۳) اور اس خیال کے ساتھ کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پہنچادیگا موہم شرک ہے (۴) اور عشق ومحبت کی وجہ سے حاضر اور مخاطب کی طرح ندا کرنا نہ شرک ہے اور نہ موہم شرک ہے بلکہ معمول اور معروف ہے (۵) اور اعتقاد علم غیب اور علم کلی کے ساتھ شرک جلی ہے اور اہل شرک اور اہل بدع کے شعار سے اجتناب ضروری ہے (مقالات ص ۲۰ الفقیہ العصر مولانا مفتی محمد فرید مجددی)

الجواب: یہ خیالات آنا نہ شرک ہیں اور نہ گناہ ﴿۱﴾ بلکہ جس طرح مادرزاد اندھا کسی شخص کے متعلق خیالات میں مبتلا ہو آپ بھی اس طرح مبتلا ہیں بہرحال آپ کے دماغ میں جو خیالات، تصاویر، انوار وغیرہ آتے ہیں آپ ان کے متعلق قلب میں یہ عقیدہ رکھیں کہ یہ خدا نہیں ہے۔ وھو الموفق

امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک کسی نبی یا ولی کو علم غیب کلی حاصل نہیں

سوال: امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کسی نبی یا ولی کیلئے علم غیب کلی ثابت ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد اکرم ہوتی مردان......۲۵/جولائی ۱۹۷۹ء

الجواب: تفسیر مدارک میں ﴿۲﴾ سورۃ لقمان کے آخر میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ان مفاتیح الغیب کا علم نہ نبی رسول کو دیا گیا ہے اور نہ ملک مقرب کو تو اولیاء کرام کو علم کلی کا حاصل ہونا کہاں ثابت ہو سکے گا۔

وحی یا کشف کے ذریعہ معلومات علم غیب نہیں ہے

سوال: کتاب الایمان الفصل الاول عن عمر بن الخطاب قال بینما نحن عند رسول اللہ ﷺ ذات یوم اذ طلع ......الخ ثم قرء ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ فکیف یخفی علیہ ذالک والاقطاب السبعۃ من امۃ الشریفۃ یعلمونھا و ھم دون الغوث فکیف بالغوث فکیف لسید الاولین والآخرین کلمۃ العلیاء (ابریز ص ۱۰۵ .علوم خمسہ) دوسری جگہ میں ہے کیف یخفی امر الخمس علیہ والواحد من اھل التصرف من امۃ الشریفۃ لا یمکنہ التصرف الا بمعرفۃ ھذہ الخمس (ابریز ص ۱۴۱ مطبوعہ مصر) مشکوٰۃ میں ہے کہ بدر میں حضرت ﷺ نے بتادیا کہ کل یہاں فلاں

﴿۱﴾ و فی الھندیۃ من خطر بقلبہ ما یوجب الکفر ان تکلم بہ و ھو کارہ لذالک فذالک محض الایمان (عالمگیری ص ۲۸۳ ج ۲ قبیل الباب العاشر فی البغاۃ)

وقال الحصکفی فلا تصح ردۃ مجنون و معتوہ و موسوس قال ابن عابدین و لکن موسوس لہ او الیہ ای تلقی الیہ الوسوسۃ و قال اللیث الوسوسۃ حدیث النفس (الدر المختار مع ردالمختار ص ۳۱۲ ج ۳ مطلب مایشک فی انہ ردۃ لا یحکم بھا)

﴿۲﴾ قال صاحب المدارک......... عن ابی حنیفۃ لا یعلم ھذہ العلوم الخمس الا اللہ (تفسیر مدارک پ: ۲۱ سورۃ لقمان آیت: ۳۴)

شخص مرے گا یہاں فلاں تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ کو معلوم تھا کہ کل کو کیا ہوگا۔ یعنی بای ارض تموت کا علم اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرمادیا تھا۔ اسی طرح مناقب اہل بیت میں تلد فاطمة ان شاء الله غلاماً اور عرائس البیان اور تاریخ الخلفاء میں صدیق اکبر کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کی بہن کی خبر دینا جو اپنی ماں کی پیٹ میں تھی وغیرہ تو کیا ان واقعات سے ان کیلئے علم غیب ثابت نہیں ہوتا؟ پس عرض یہ ہے کہ ان دلائل سے ہم کیا جواب دینگے؟ وضاحت سے مسئلہ بیان فرمائیں۔

المستفتی: مولانا غلام یحییٰ پنڈی گھیپ ......۲ر ستمبر ۱۹۷۵ء

الجواب: جب قرآن ﴿۱﴾ اور احادیث ﴿۲﴾ اور آثار اور عبارات متکلمین اور فقہاء ﴿۳﴾ سے یہ امر ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کا علم کسی کو نہیں دیا ہے تو صوفیاء وغیرہم کی کتب (جو کہ محفوظ نہیں ہیں ان کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ نہیں کیا ہے) میں عبارات یا مدسوس ہونگی اور یا غلط ہونگی البتہ جزئیات کا وحی یا کشف وغیرہ ﴿۴﴾ کے ذرائع سے اطلاع دینا روایات اور واقعات سے ثابت ہے کما اقره الخصم ایضا فقط.

﴿۱﴾ قال الله تعالیٰ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر الآیة
(پ:۹ سورة الاعراف آیت :۱۸۸)

﴿۲﴾ و عن ابن عمر رضی الله عنهما ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال مفاتیح الغیب خمس لا یعلمها الا الله و لا یعلم ما تغیض الارحام الا الله ما یعلم ما فی غدٍ الا الله و لا یعلم متی یأتی المطر الا الله و لا تدری نفس بای ارض تموت الا الله و لا یعلم متی تقوم الساعة الا انله (صحیح البخاری ص ۱۰۹۷ جلد ۲ کتاب الرد علی الجهمیه باب قول الله عالم الغیب)

﴿۳﴾ قال ابن عابدین و اما ما وقع لبعض الخواص کالانبیاء والاولیاء بالوحی اوا لالهام فهو باعلام من الله تعالیٰ فلیس مما نحن فیه .... و حاصله ان دعویٰ علم الغیب معارضة لنص القرآن فیکفر بها الا اذا اسند ذالک صریحا او دلالة الیٰ سبب من الله تعالیٰ کوحی او الهام و کذا لو اسنده الی امارة عادیة بجعل الله تعالیٰ الخ
(رد المحتار علی الدر المختار ص ۳۲۵ جلد ۳ مطلب فی دعویٰ علم الغیب)

﴿۴﴾ و فی الخانیة رجل تزوج امرءةً بغیر شهود فقال الرجل والمرأة خدائے راو یا پیغمبر مرا گواه کردیم قالوا یکون کفرا لانه اعتقد ان رسول الله ﷺ یعلم الغیب و هو ما کان یعلم الغیب حین کان فی الاحیاء فکیف بعد الموت (الفتاویٰ الخانیة علی هامش الهندیة ص ۵۷۶ ج۳ باب ما یکون کفرا من المسلم و ما لا یکون .

علم غیب لغوی انبیاء کو بقدر ضرورت دیا گیا تھا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ علم غیب رسول اللہ ﷺ کو حاصل تھا یا نہیں؟

المستفتی: سراج احمد پیر پیائی نوشہرہ

الجواب: علم غیب کے دو معنی ہیں۔ایک علم مافوق الاسباب اور یہ اصطلاحی اور شرعی معنی ہے دوسرا معنی علم ان چیزوں پر جو کہ حواس اور بداہۃ عقل سے بالاتر ہوں اور اس کو غیب لغوی کہا جاتا ہے۔علم غیب معنی اول کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے کیونکہ ممکن کے تمام امور ذات وصفات اللہ تعالیٰ کا عطاء ہے و مالکم من نعمة فمن الله ﴿۱﴾ اور قسم ثانی انبیاء علیہم السلام کو دیا گیا ہے لیکن بقدر ضرورت نہ کہ تمام اور کلی یدل علیہ القرآن والاحادیث قال اللہ تعالیٰ و لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر ﴿۲﴾ وقال الخضر علیہ السلام فی السفینة انی اعلم جمیع الخلق فی علم الخالق کالنقرة بالنسبة الی البحر و لفظ الحدیث مسطور فی البخاری فی قصة موسیٰ علیہ السلام ﴿۳﴾ فقط

جنگل میں پیدا شدہ انسان کا مکلّف بالایمان کا مسئلہ

سوال: ایک شخص جنگل میں پیدا ہوا اور وہاں پر ہی بڑا ہوا اور مر گیا۔رشد و ہدایت کا کوئی ذریعہ اس تک نہیں پہنچا جیسا کہ افریقہ اور چین کے بعض علاقوں کی حالت ہے تو کیا یہ آدمی شرعاً ایمان اور اسلام کا مکلّف ہے؟

المستفتی: پروین شاہ 1/F ABERTECO HONG KONG ۱۹۸۶ء/۱۰/۱۲

﴿۱﴾ (پ: ۱۴ سورۃ النحل رکوع: ۱۲ آیت: ۵۲)

﴿۲﴾ (پ: ۹ سورۃ الاعراف آیت: ۱۸۸) وایضاً قال اللہ تعالیٰ و عندہ مفاتیح الغیب لا یعلمها الا ھو.
(پ: ۷ سورۃ الانعام رکوع: ۱۳ آیت: ۵۹)

﴿۳﴾ حدثنا ابی بن کعب عن النبی ﷺ ...... فلما رکبا فی السفینة جاء عصفور فوقع علی حرف السفینة فنقر فی البحر نقرة او نقرتین قال له الخضر یا موسیٰ ما نقص علمی و علمک من علم اللہ الا مثل ما نقص ھذا العصفور بمنقارہ من البحر الخ (صحیح البخاری ص ۴۸۲ ج ۱ باب حدیث الخضر مع موسیٰ علیہ السلام)

الجواب: حضور ﷺ تا قیامت تمام نوع انسان کی طرف مبعوث ہیں و ما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا الایۃ ﴿۱﴾ سے یہ جنگلی لوگ تمسک اور احتجاج نہیں کر سکتے باقی رہا اس رسول ﷺ کی تعلیمات کا پہنچنا تو ان لوگوں کو علماء وغیرہ کی وساطت سے (تعلیمات کا علم) ہوا ہے اور اگر بالفرض یہ تسلیم کیا جائے کہ بعض کو یہ تعلیمات نہیں پہنچی ہیں تو ان کو صرف ان احکام کا مکلّف کیا جائے گا جو قائم مقام رسول ﷺ (عقل) سے معلوم ہو سکتے ہوں ﴿۲﴾ مثلاً اللہ تعالیٰ کا وجود وغیرہ۔ و ھو الموفق

حالت نزع کا ایمان

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ حالت نزع میں مسلم کافر اور کافر مسلم ہو سکتا ہے؟ مفصل تشریح کی جائے۔

المستفتی: سیف الرحمٰن ایم ،اے، بی ایڈ بونیر......۱۹۷۷ء/۱۰/۹

الجواب: نزع کے وقت ایمان لانا نامنظور ہے (رد المحتار ص ۲۸۹ ج ۳) ﴿۳﴾ و قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ یقبل توبۃ العبد ما لم یغر غر ﴿۴﴾ اور اس وقت کفر اور انکار غیر متصور ہے لانہ یشاھد ما کان یومن بہ بالغیب۔ اور ظاہراً اگر کچھ کلمات اس سے صادر ہوں تو غلبہ حال کی وجہ سے عفو ہوں گے۔ فقط

﴿۱﴾ (پ:۱۵ سورۃ بنی اسرائیل رکوع:۲ آیت: ۱۵)

﴿۲﴾ قال العلامہ ملا علی قاری و الصحیح ما علیہ عامۃ اھل العلم فان الایمان ھو التصدیق مطلقا فمن اخبر بخبر فصدقہ صح ان یقال آمن بہ و آمن لہ و لان الصحابۃ کانوا یقبلون ایمان عوام الامصار التی فتحوھا من العجم تحت السیف او الموافقۃ بعضھم بعضا و تجویز حملھم ایاھم علی الاستدلال لا سیما فی بعض الاحوال و ھذا الخلاف فیمن نشأ شا ھق الجبل ولم یتفکر فی العالم ولا فی الصانع عزوجل اصلاً فاما من نشاء فی بلاد المسلمین و سبح اللہ تعالیٰ عند رویۃ صنائعہ فھو خارج عن حد التقلید فقد قیل لاعرابی بم عرفت اللہ ؟ فقال البعرۃ تدل علی البعیر واثار الاقدام تدل علی المسیر فھذا الایوان العلوی والمرکزی السفلی الا یدلان علی الصانع الخبیر الخ (شرح فقہ الاکبر لملا علی قاری ص ۱۴۵ ایمان المقلد جائز)

﴿۳﴾ قال ابن عابدین و اما ایمان الیاس فذھب اھل الحق انہ لا ینفع عند الغرغرۃ و لا عند معاینۃ عذاب الاستصال لقولہ تعالیٰ فلم یک ینفعھم ایمانھم لما رأو باسنا و لذا اجمعوا علی کفر فرعون الخ (رد المحتار ھامش الدرر المختار ص ۳۱۷ ج ۳ مطلب توبۃ الیاس و ایمان الیاس)

﴿۴﴾ و عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ یقبل توبہ العبد مالم یغر غر رواہ الترمذی و ابن ماجہ (مشکواۃ المصابیح ص ۲۰۴ ج ۱ باب الاستغفار والتوبۃ الفصل الثانی)

المهند علی المفند کے مسائل اور اہل سنت والجماعت سے خروج

سوال: الحمد لولیه والصلاۃ علی نبیه اما بعد فانا اصدق و اشهد ان المسائل التی اشتمل علیها المهند علی المفند هی المسائل الصحیحة والعقائد الحقة التی اجمعت علیها الامة المسلمة فی القرون السابقة واتفقت علیها العلماء الدیوبندیة و جمیع اهل السنة والجماعة والذی ینکر هٰذه المسائل و یخالفها لا سیما مسئلة حیوٰة النبی ﷺ فهو مبتدع و خارج عن مسلک الدیوبندیة و عن مذهب اهل السنة والجماعة والاقتداء به لیس بصحیح اعاذنا الله منه و سائر المسلمین کافة وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین (محمد رمضان عفی عنه)

یا معشر العلماء والفضلاء للعلوم الدینیة ما قولکم فی ما قال الشیخ محمد رمضان نعمانی فی حق المهند علی المفند هل هو صحیح و موافق للکتاب والسنة النبویة و اسلاف العلماء الدیوبندیة والذی قال الفاضل المحقق النعمانی فی مسئلة حیاة النبی ﷺ هل هو ایضا صحیح ام لا ؟

المستفتی: قاری غلام قادر احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور ...... ۲۹ ر جمادی الثانی ۱۴۰۴ھ

الجواب: المسائل التی اشتمل علی المهند هی المسائل الصحیحة لکن من اعتقد ان النبی ﷺ حی فی قبره بالحیاة الجسمانیة والروحانیة فلا نخرجه من زمرة اهل السنة والجماعة باختلافه فیما هو من النظریات و ان کان الحق هو مالم یقل به من الحیاة الدنیویة بعد الموت الموعود. و هو الموفق

شرک سے بچنے کیلئے عوام پر اعتقادات کا جاننا فرض عین ہے

سوال: شرک وہ گناہ ہے کہ رب کریم اسے نہیں بخشتا۔ اب جبکہ ہم ان پڑھ لوگوں سے شرک سرزد ہو جائے تو اس کا کیا حکم بنے گا جب کہ دل سے ہم مسلمان ہوں؟ بینوا و توجروا

المستفتی: بابر حسین العین ابوظبی یو، اے، ای ۱۴۰۱ھ/۷/۲

الجواب: عوام پر اعتقادات کا جاننا فرض عین ہے ﴿۱﴾ تا کہ شرک اور کفر سے بچیں۔ اعتقادات میں جاہل اور غیر جاہل کا حکم یکساں ہے۔ ﴿۲﴾ و هو الموفق

حاشیہ اگلے صفحہ پر ....

شاہ اسماعیل شہید کی کتاب ''صراط مستقیم'' کی عبارت کی تأویل

سوال: محترم جناب حضرت مفتی صاحب! شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ''صراط مستقیم'' کے صفحہ ۱۳۶ پر یہ الفاظ درج ہیں (۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نماز میں سامان لشکر کی تدبیر کیا کرتے تھے۔ سو اس قصہ سے مغرور ہوکر اپنی نماز کو تباہ نہیں کرنا چاہیئے''

(۲)''زنا کے وسوسہ سے اپنی بی بی کی مجامعت کا خیال نماز میں بہتر ہے اور شیخ یا اس جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالتمآب ﷺ ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے بڑا ہے'' وضاحت کی جائے۔

المستفتی: نذیر میڈیکل ہال بغدادہ مردان......۳۰ رشعبان ۱۳۹۹ھ

الجواب: محترم ایسے دقیق اور باریک مسائل پر بجز اہل اللہ کے دیگر لوگوں کا سمجھنا بہت مشکل ہے۔ ایسے مسائل اوساط الناس کیلئے متشابہات سے کم نہیں اور خواص الناس جن پر توحید اور غیرت کا غلبہ ہو ان کے مراد سے بے خبر نہیں۔﴿۱﴾ هو الموفق

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ)﴿۱﴾ قال الملا علی قاری (وما يصح الاعتقاد عليه يجب) ای يفرض فرضا عينيا بعد مايحصل علما يقينيا (شرح فقه الاكبر ص ۱۱ لملا علی قاری)

و قال ابن عابدين قوله (واعلم ان تعلم العلم الخ) ای العلم الموصل الی الآخرة والاعم منه قال العلامی فی فصوله من فرائض الاسلام تعلم ما يحتاج اليه العبد فی اقامة دينه و اخلاص عمله لله تعالیٰ (فرض عين) رد المحتار فی صدر درالمختار ص ۳۱ ج ۱ مقدمه)

﴿۲﴾ قال الملا علی قاری اما اذا تكلم بكلمة و لم يدر انها كلمة كفر ففی فتاویٰ قاضيخان حكاية خلاف من غير ترجيح حيث قال قيل لا يكفر لعذره بالجهل وقيل يكفر ولا يعذر با لجهل. اقول والاظهر الاول الا اذا كان من قبيل ما يعلم من الدين بالضرورة فانه حينئذ يكفر و لا يعذر بالجهل (شرح فقه الاكبر لملا علی قاری ۱۶۵ مطلب يجب معرفة المكفرات لاجتنابها)

(حاشیہ صفحہ ہذا)﴿۱﴾ قال ابن عابدين و للمحقق ابن كمال باشا فتویٰ قال فيها بعد ما ابدع فی مدحه و له مصنفات كثيرة منها فصوص حكمية و فتوحات مكيه (للعربی) بعض مسائلها مفهوم النص والمعنی و موافق للامر الالٰهی والشرع النبوی و بعضها خفی عن ادراک اهل الظاهر دون اهل الكشف و الباطن و من لم يطلع علی المعنی المرام يجب عليه السكوت فی هذا المقام لقوله تعالیٰ و لا تقف ما ليس لک به علم ان السمع والبصر والفواد كل اولئک كان عنه مسئولا (رد المحتار هامش الدر المختار ص ۳۲۲ ج۳ مطلب فی حال الشيخ اكبر ابن عربی)

نماز میں حضور ﷺ کا خیال رکھنا اور صراط مستقیم کی عبارت

سوال: کیا صراط مستقیم میں یہ عبارت موجود ہے کہ جس آدمی کو دوران نماز حضور ﷺ خیال میں آتا ہے وہ ایسا ہے کہ کسی حیوان کو خیال میں لایا ہو''۔

المستفتی: حافظ عبدالرشید بغدادہ مردان......۱۸ر رجب ۱۳۹۹ھ

الجواب: یہ عبارت صراط مستقیم میں نہیں پائی گئی۔ البتہ نماز میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں حضوری کا تصور اور خیال کیا جائے گا نہ کہ اغیار کا۔ کیونکہ اطراء کی وجہ سے پیغمبر ﷺ کے متعلق اعتقاد الوہیت کا خطرہ مظنون ہوتا ہے اور دیگراں کا موہوم ہوتا ہے۔ و ھو الموفق

کوئی نبی، ولی، شہید اور پیر حاضر و ناظر اور عالم الغیب نہیں ہے

سوال: جو شخص کسی نبی، ولی، شہید یا پیر کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے کہ وہ ہر جگہ دیکھتے ہیں اور سنتے ہیں حاضر و ناظر ہیں جب ان کو پکاریں تو ہماری پکار سنتے ہیں عالم الغیب اور مشکل کشا ہیں تو ایسے عقیدے والا آدمی بدعتی اور مشرک ہے یا صحیح عاشق رسول اور اہل سنت والجماعت میں سے ہے۔ بیان فرمائیں؟

المستفتی: قائم دین ڈھوک زمان میانوالی......۲۳/۷/۸

الجواب: غیر اللہ کو حاضر و ناظر ماننا اور تمام مغیبات سے مطلع ماننا کفر اور شرک ہے ﴿۱﴾ و ھو الموفق

مسلک اکابرین دیوبند افراط و تفریط سے پاک ہے

سوال: ان پڑھ مولوی صاحبان جو اپنی خواہشات کے مطابق ناجائز رسومات اور بدعات کی تعلیم دیتے ہیں فساق و فجار لوگوں کی امامت کرتے ہیں۔ لوگوں کو برے اعمال سے بچنے کی تبلیغ نہیں کرتے یہ مولوی صاحبان سنت رسول کو نیا دین کہتے ہیں اگر ہم صحیح مسلک بتائیں تو ہم پر بے دین اور وہابیوں کا فتویٰ لگاتے ہیں اور جاہل لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکاتے ہیں اگرچہ ہم صرف صحیح مسلک اکابرین دیوبند کے پابند ہیں کسی افراط و تفریط کے قائل

﴿۱﴾ قال اللہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ الایۃ

(پ: ۲۰ سورۃ النحل رکوع: ۱ آیت: ۶)

نہیں یہ ہمارا ایمان ہے اس بارے میں ہمیں جواب دیکر تشفی فرمائیں۔

المستفتی: الحاج محمد رسول، محمد رحیم بازار درہ آدم خیل ضلع کوہاٹ...... ۱۹۶۹ء/۱/۸

الجواب: ہمارا مسلک نہ نجدیوں کی طرح افراط کا ہے اور نہ مبتدعین کی طرح تفریط کا ہے بلکہ ہم اعتدال پر چلتے ہیں۔ جب عوام قرآن وحدیث کی تعلیم اور اہل حق کے رسائل وغیرہ کے مطالعہ میں مشغول ہوں تو ان لوگوں سے خود منحرف ہو جائیں گے اور جب عوام منحرف ہوں تو یہ ائمۃ المساجد بھی منحرف ہوں گے کیونکہ ان کا مسلک وہ ہے جس پر عوام خوش ہوں۔ فقط

قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے

سوال: کیا قیامت کے ثبوت کیلئے کسی خاص صدی کا تعین کیا گیا ہے یا نہیں۔ جبکہ بعض جہلاء کہہ رہے ہیں کہ چودھویں صدی میں قیامت برپا ہوگی۔ بینوا وتوجروا.

المستفتی: مثل خان خلیل تہکال پشاور...... ۱۳۹۰/۷/۷ھ

الجواب: قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ اللہ کے سوا یہ علم کسی نبی، رسول اور کسی فرشتے کو نہیں دیا گیا ہے۔ ﴿۱﴾

تقدیر کے مسئلے میں سکوت بہتر ہے

سوال: جب اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کے تقدیر میں یہ لکھا ہے۔ کہ وہ فلاں کو قتل کریگا۔ تو پھر وہ انسان اس پر کیوں گنہگار ہو جاتا ہے۔ اور اسے سزا کیوں دی جاتی ہے؟

المستفتی: عزیز الرحمٰن صوابی...... ۲۵/فروری ۱۹۷۵ء

الجواب: محترم سلام کے بعد واضح رہے کہ بے علم اور کم علم اشخاص کیلئے ایسے باریک مسائل

﴿۱﴾ قال الله تعالى يسئلونك عن الساعة ايان مرسٰها . فيم انت من ذكراها . الى ربك منتهٰها .

(پ: ۳۰ سورة النّٰزعٰت رکوع: ۴ آیت: ۴۲، ۴۳، ۴۴)

میں پڑنا بہت خطرناک ہے۔آپ کے اطمینان کیلئے اتنا کافی ہے۔کہ اللہ تعالیٰ نے جس شخص کیلئے یہ لکھا ہے۔ کہ وہ اپنے اختیار اور ارادہ سے یہ گناہ وغیرہ کرے گا۔تو اس کو عذاب دیگا۔اور جس کیلئے یہ لکھا ہے کہ وہ غیر ارادی اور مجبوری سے گناہ کریگا تو اس کو عذاب نہ دیگا۔مزید اطمینان حاصل کرنے کیلئے آپ بالمشافہ گفتگو کرسکتے ہیں۔ وھو الموفق

حضور ﷺ کو مختار کل، حاضر وناظر اور عالم الغیب ماننا

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کو ہر چیز کا اختیار دیا گیا ہے۔اور ہر مقام میں آپ حاضر وناظر ہیں۔اور عالم الغیب ہیں۔تو جو شخص اس قسم کا عقیدہ رکھتا ہو۔تو اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: مصباح اللہ مردان......۲۱رجنوری ۱۹۷۵ء

الجواب: یہ شخص مشرک اور کافر ہے۔ قال اللہ تعالی لیس لک من الامر شئی .﴿۱﴾ وفی البزازیہ من قال ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم یکفر (مجموعةالفتاوی ص ۳۵ جلد ۱ وفی فتاوی قاضی خان و ھو ما کان یعلم الغیب حین کان فی الاحیاء فکیف بعد الموت (علی ھامش الھندیہ ص ۲۲۸ جلد ۳) والمسئلة من الواضحات فلا حاجةالی تو ضیح الواضحات .وھوالموفق

اللہ تعالیٰ خالق اور مخلوق کاسب ہے

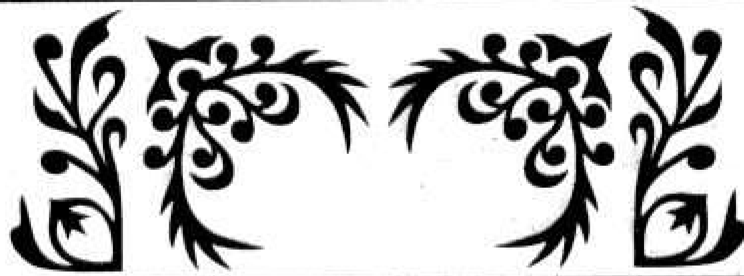
سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کہتا ہے کہ والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ . اور اللہ خود محی اور ممیت ہے۔لہٰذا قاتل کو مقتول کا قصاص نہیں دینا چاہئے۔ کیونکہ یہ قتل اور مقتول کا موت تو اللہ تعالیٰ واقع کرتا ہے نیز قاتل کیلئے قیامت میں سزا بھی نہیں مانتے۔اس مسئلہ کی وضاحت فرماویں۔

المستفتی: زاہد حسین نور کلاتھ ہاوس بٹ خیلہ ملاکنڈ ایجنسی

﴿۱﴾(پ :۴ سورةآل عمران رکوع : ۳ آیت : ۱۲۸)

الجواب: خلق اور کسب میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ جو کتب کلام میں مسطور ہے۔ ﴿۱﴾ بہرحال موت کا خلق اور ایجاد اللہ کرتا ہے اور کسب ومباشرت اسباب قاتل کرتا ہے خلاف قانون زنجیر کھینچنے والے کو حکومت سزا دیتی ہے۔ اگرچہ ریل کو کھڑا کرنے والی حکومت خود ہے۔ و هو الموفق

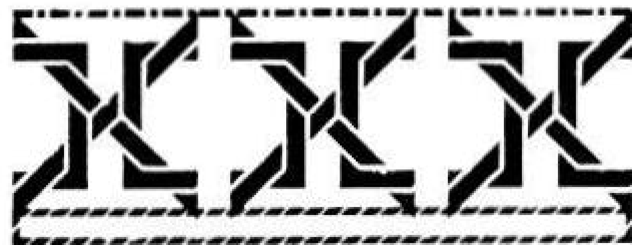
﴿۱﴾ قال الملا علی قاری (و جمیع افعال العباد من الحرکة و السکون) ای علی ای وجه یکون من الکفر والایمان والطاعة والعصیان (کسبهم علی الحقیقة) ای لا علی طریق المجاز فی النسبة .... (والله تعالیٰ خالقها) والحاصل ان الفرق بین الکسب والخلق هو ان الکسب امر لا یستقل به الکاسب والخلق امر مستقل به الخالق .... والله خلقکم و ما تعملون ای وعملکم او معمو لکم الخ (شرح الاکبر للقاری ص ۴۹ ، ۵۰ افعال العباد کسبهم و خلق الله تعالیٰ)





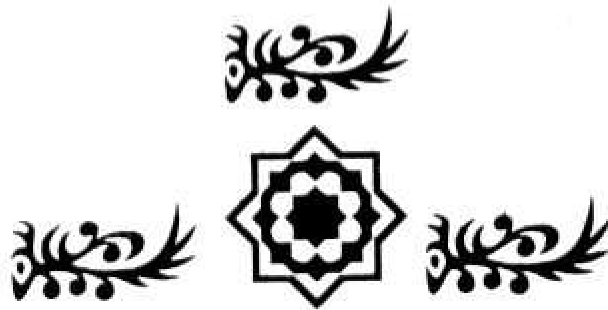
و زهق الباطل ط

ان الباطل کان زھوقاً ہ



فصل

فی کلمات الکفر



فصل فی کلمات الکفر

''سارے پیر کافر ومشرک ہیں'' کے الفاظ کا حکم

سوال: ایک شخص نے بہت سے لوگوں کے سامنے یہ الفاظ کہے کہ سارے پیر کافر ومشرک ہیں حالانکہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ مبدأ ومعاد میں لکھتے ہیں انعامات اللہ جل شانہ اور احسانات رسول علیہ ﷺ کے بعد حق پیر ومرشد کا ہے تو ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے کہ وہ خود کافر ہوا ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: حاجی فقیر گل چارسدہ پشاور......۵/اکتوبر ۱۹۸۶ء

الجواب: شاید اس شخص کا مراد استغراق عرفی ہو۔ اور یا رسمی پیر مراد ہوں لہٰذا ایسے بے باک شخص کو کافر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ﴿۱﴾

پیغمبر علیہ السلام کی توہین اور ایذاء پر راضی ہونا کفر ہے

سوال: ایک شخص اپنے گدھے کے پیچھے غصے کی حالت میں ہاتھ میں لاٹھی لئے ہوئے باہر نکل آیا گدھا آگے بھاگتا تھا کسی نے اسے روک کر کہا کہ بے زبانوں کو نہ مارو اس نے کہا کہ اگر یہ پیغمبر بھی ہو نہ چھوڑوں گا اور اس کو مارنے لگا پھر اس شخص کو سمجھایا گیا کہ آپ کے زبان سے خطرناک الفاظ نکلے ہوئے ہیں توبہ کرو اور کسی عالم سے پوچھ لیں مگر اب تک اس نے کسی سے نہیں پوچھا ہے تو ایسے شخص کا شرعاً کیا حکم ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: مطیع الحق لوند خوڑ مردان......۱۳/صفر ۱۴۰۱ھ

الجواب: پیغمبر کی توہین اور ایذاء پر راضی ہونا کفر ہے جیسا کہ توہین اور ایذا کفر ہے پس اس شخص پر تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے اور اس شخص کیلئے توبہ کرنا چاہیئے۔ ﴿۲﴾ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال الحصکفی و فی الدرر وغیرھا اذا کان فی المسئلة وجوہ توجب الکفر وواحد یمنعه فعلی المفتی المیل لما یمنعه. (الدرالمختار ص ۳۱۶ جلد ۳ قبیل توبة الیأس)

﴿۲﴾ قال الحصکفی والکافر بسب نبی من الانبیاء ......لکن صرح فی آخر الشفاء بان حکمه کالمرتد و مفاده قبول التوبة......و لفظ النتف من سب الرسول ﷺ فانه مرتد و حکمه حکم المرتد و یفعل به ما یفعل بالمرتد انتھی. (الدرالمختار ص ۳۱۷، ۳۱۹ جلد ۳ مطلب مھم فی حکم سباب الانبیاء)

کلمہ پڑھتا ہوں لیکن اکثر اعمال پرعمل نہیں کروں گا کلمہ کفر نہیں

سوال: اگر کوئی شخص کہہ دے کہ میں کلمہ توحید اور رسالت لا الـه الا اللـه محمد رسول اللـه پڑھتا ہوں مگر بغیر کسی مجبوری کے اکثر اعمال پرعمل نہیں کروں گا تو ایسا شخص مسلمان ہوسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد نذیر پنڈی گھیپ اٹک ...... یکم ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: یہ ایک جاہلانہ اور فاسقانہ کلام ہے اور اس سے یہ شخص کافر نہیں ہوتا ہے لعدم انکاره عن ضروریات الدین ولعدم الاستحلال والاستخفاف. ﴿۱﴾ وهو الموفق

محتمل کلام پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا

سوال: زید کی اہلیہ کے اہل خاندان زید کے گھر آ گئے جو بے ریش اور داڑھی منڈھے تھے زید کے والدان سے بے حد گستاخانہ طور سے پیش آئے اور وجوہ بتائے کہ یہ لوگ داڑھی منڈھے اور شریعت کے مطابق نہیں۔ اس پر زید کی اہلیہ نے کہا۔ کہ اب زمانہ بدل گیا ہے جو باتیں بیس برس پہلے تھیں اب نہیں رہیں۔ اس سے مفہوم ہوا۔ کہ اہلیہ کے نزدیک شرعی احکام اب معطل ہو گئے ہیں۔ داڑھی منڈوانا بے پردہ پھرنا وغیرہ ناجائز افعال نہیں رہے تو اب احکام الٰہی کا استہزاء بے ادبی، مذاق، نفرت اور بے قدری کیسا ہے۔ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب ۲۶۶ جلد اول میں ہے۔ کہ جو کوئی فعل حرام کو اچھا تصور کریں۔ وہ اہل اسلام کے زمرہ سے خارج ہو جاتے ہیں اور مرتد ہو جاتے ہیں۔ بینوا وتوجروا

المستفتی: ایم صدیق ایف، پی، ٹی کالونی لاہور

الجواب: چونکہ زید کے اہلیہ کے ہر دو الفاظ دو مطلب کے محتمل ہیں۔ اول یہ کہ شرعی احکام نا قابل عمل، ناحق اور خلاف مصلحت ہیں دوم یہ کہ احکام شرعی باوجود حق ہونے کے متروک العمل ہیں ﴿۲﴾ تو اس احتمال کے

﴿۱﴾ قال فی الهندية و قول الرجل لا اصلی يتحمل اربعة اوجه احدها لا اصلی لانی صليت والثانی لا اصلی با مرک فقد امرنی بها من هو خير منک و الثالث لا اصلی فسقا مجانة فهذه الثلاثة ليست بكفر والرابع لا اصلی اذ ليس يجب علی الصلاة و لم او مر بها يكفر. و لو اطلق وقال لا اصلی لا يكفر لاحتمال هذه الوجوه. (فتاوی ہندیہ ص ۲۶۸ جلد ۲ مطلب موجبات الكفر منها ما يتعلق بالصلوة والصوم)

﴿۲﴾ وفی الهندية سئل الحاكم عبدالرحمن عمن قال برسم كار كم بحكم نی هل هو كفر قال ان كان (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

باوجودکفر کافتویٰ دینا کسی کا مذھب نہیں ہے قال العلامہ ابن عابدین وفی التتارخانیہ لا یکفر بالمحتمل لان الکفر نھا یۃ فی العقوبۃ فیستدعی نھایۃ فی الجنایۃومع الاحتمال لا نھایۃ انتھی ﴿۱﴾ (ردالمحتار صفحہ ۲۸۵ جلد ۳)

''توحید باری مذاق ہے شریعت، نماز، روزہ کوئی چیز نہیں'' کلمات کفریہ ہیں

سوال: اگر ایک شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ توحید باری تعالیٰ (معاذ اللہ) ایک مذاق ہے اور شریعت سرمایہ دارانہ اور جاگیردارانہ نظام کی حامی ہے نماز روزہ کوئی چیز نہیں میرا ایک مستقل دین ہے جس کے قبول کرنے میں لوگوں کا مفاد ہے کیا یہ شخص کافر ہے یا نہیں؟

المستفتی: مولوی رحمان الدین مسجد شاہنگل ۱۹۷۸/۱۰/۹ء

الجواب: بشرط صدق وثبوت یہ شخص مرتد اور کافر ہے ﴿۲﴾ اور با اثر اہل اسلام کیلئے ضروری ہے کہ تائب نہ ہونے کی صورت میں اس کو مرتد کی سزا دیویں یا دلوالیں اور تمام اہل اسلام اس سے بائیکاٹ کریں۔

(بقیہ حاشیہ) مرادہ فساد الخلق و ترک الشرع واتباع الرسم لا ردالحکم لا یکفر کذا فی المحیط .(ھندیہ ص ۲۵۸ جلد ۲ الباب التاسع فی احکام المرتدین)

﴿۱﴾ (ردالمحتار علی الدرالمختار ص ۳۱۲ جلد ۳ مطلب ما یشک فی انہ ردۃ لا یحکم بھا)

﴿۲﴾ و فی الھندیۃ المرتد عرفا ھو الراجع عن دین الاسلام کذا فی النھر الفائق ورکن الردۃ اجراء کلمۃ الکفر علی اللسان بعد وجود الایمان .

(ھندیہ ص ۲۵۳ جلد ۲ الباب التاسع فی احکام المرتدین)

قال ابن عابدین و رکنھا اجراء کلمۃ الکفر علی اللسان ھذا با لنسبۃ الی الظاھر الذی یحکم بہ الحاکم و الا فقد تکون بدونہ کما لو عرض لہ اعتقاد با طل او نوی ان یکفر بعد حین افادۃ.

(ردالمحتار ص ۳۱۰ جلد ۳ باب المرتد)

و فی الھندیۃ سئل عن امرأۃ قیل لھا توحید میدانی فقالت لا ان ارادت انھا لا تحفظ التوحید الذی یقولہ الصبیان فی المکتب لا یضرھا و ان ارادت انھا لا تعرف وحدانیۃ اللہ تعالی فلیست بمؤمنۃ ولا یصح نکاحھا .(ھندیہ ص ۲۵۷ جلد ۲ منھا ما یتعلق با لایمان و الاسلام)

کسی مسلمان کے دین ومذہب کو گالیاں دینا

سوال: چه فرمایند علماء دین دریں مسئله که یک مرد دیگر مرد مسلمان را دشنام و شتم دین میکند مثلا (ستا دین اوغیم ،ستا مذهب اوغیم)وعادت ا و ا یں باشد در ا سلام و کفر ا و چه حکم ا ست. بینو ا وتوجرو ا

المستفتی: امین جان کوچی بخشی پل پشاور......۱۹۶۹ء/۱/۱۵

الجواب: کافر نہیں ہے اور خطرہ موجود ہے لہٰذا توبہ واستغفار کیا کرے قال العلامہ الشامی ج۳ص ۳۹۹ ثم ان مقتضی کلامهم ایضا انه لایکفر بشتم دین مسلم ای لایحکم بکفره.﴿۱﴾ فقط

صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس شخص کے بارے میں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ننگی گالی دے وہ مسلمان رہ سکتا ہے یا نہ اگر توبہ نہ کرے تو اس کے ساتھ مسلمانوں کا کیا رویہ ہونا چاہئے؟

المستفتی: صلاح الدین ناظم شبان اسلام ٹیکسلا اٹک......۱۹۷۵ء/۱۰/۱۲

الجواب: چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینا حرام ہے لہٰذا یہ شخص باغی اور فاسق ہے مردود الشھادۃ ہے۔ کما فی رد المحتار ص ۲۹۳ ج ۳ اس کو باغی جیسے توبہ پر مجبور کیا جائے گا اگر توبہ نہ کرے تو کم از کم اسکے ساتھ معاشرتی بائیکاٹ کیا جائیگا۔﴿۲﴾ وھو الموفق

﴿۱﴾ (ردالمحتار ص ۳۱۲ جلد ۳ مطلب فی حکم من شتم دین مسلم) و قال ابن عابدین اقول و علی هذا ینبغی ان یکفر من شتم دین مسلم و لکن یمکن التأویل بان مراده اخلاق الردیئة ومعاملة القبیحة لا حقیقه دین الاسلام فینبغی ان لا یکفر حینئذٍ. (ایضاً)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین ذکر فی شرحه علی الملتقی ایضاًانه لو علی وجه المزاح یعزر فلو بطریق الحقارة کفر لان اهانة اهل العلم کفر علی المختار فتاوی بدیعیة لکنه یشکل بما فی الخلاصة ان سب الختنین لیس بکفر اه والمراد با لختنین عثمان و علی رضی الله تعالی عنهما.(ردالمحتار ص ۲۰۳ جلد ۳ قبیل مطلب فیما لو شتم رجلاً با لفاظ متعددة)وایضاً فی ردالمحتار وسب احد من الصحابة و بغضه لا یکون کفراً لکن یضلل...... وقال ابن ملک فی شرح المجمع و ترد شهادة من یظهر سب السلف لانه یکون ظاهر الفسق...... وقال الزیلعی او یظهر سب السلف یعنی الصالحین منهم و هم الصحابة و التابعون الخ (ردالمحتار ص ۳۲۱ جلد ۳ مطلب مهم فی سب الشیخین)

احادیث کوجعلی داستانیں کہنے والا ملحد وزندیق ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماءدین اس شخص کے بارے میں جواحادیث پرتنقید کرتا ہےاورصحاح ستہ کوفرضی اور جعلی داستانیں کہتا ہے ترمذی شریف کوگند بلا کہتا ہےمشکواۃ کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ احادیث کی کتاب نہیں اور کہتا ہے کہ اسلام اپنی اصلی شکل میں بنوامیہ کے دورتک رہااب اس میں تحریف ہوچکی ہے سوائے قرآن کے کوئی چیز اصلی شکل پرنہیں حسنین کے صحابیت کا قائل نہیں کہتا ہے کہ اسلام میں اختلاف حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ڈالا ہے مذکورہ شخص کا کیاحکم ہےسزا کیا ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: عبداللہ نعمانی مدرسہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور......۱۵؍رمضان ۱۴۱۰ھ

الجواب: بشرط صدق وثبوت تحریر بالا یہ شخص ملحداورزندیق ہے یہ منکرحدیث ہےاس کاہرقسم اعزازاورتکریم توہین دین اورکفرپروری ہےاوراس زنادقہ کےدورمیں کون سزادے گاصرف بائیکاٹ کومعمول کرنا کافی ہے۔﴿۱﴾

کسی نے قرآن پرحلف اٹھایا دوسرے نے کہا"میں قرآن کونہیں مانتا ہوں"تیسرے نے یہ کہا کہ"میں ایسے اسلام پرجس میں حق پوشی ضروری ہوجوتا مارتا ہوں"توکیایہ کلمات کلمات کفرہیں؟

سوال: کیافرماتے ہیں علماءدین کہ زید حافظ قرآن امام مسجد ہےاپنی ماں کے ساتھ اختلاف ہوگیاوالدہ نے قرآن اٹھاکرقسم کھائی کہ میں سچی ہوں مگرزید نے کہا کہ میں قرآن نہیں مانتا سابقہ امام عمرو نے والدہ کے ساتھ اختلاف اوریہ الفاظ کہ میں قرآن نہیں مانتالوگوں میں مشہورکیالوگوں نے عمروکوکہا کہ یہ آپس کا جھگڑا ہےاسے چھوڑ دومگرعمرو نے کہا کہ"میں ایسے اسلام پرجس میں حق پوشی ضروری ہوجوتا مارتا ہوں"اب زیداورعمروکی ان الفاظ کا کیا

﴿۱﴾ قال ابن عابدین المراد با لتکذیب عدم التصدیق الذی مرای عدم الا ذعان والقبول لما علم مجیئه به ﷺ ضرورۃ ای علماضرور یا لایتوقف علی نظر و استدلال ولیس المراد التصریح با نه کاذب فی کذا لان مجرد نسبة الکذب الیه ﷺ کفر و ظاهر کلا مه تخصیص الکفر یجحد الضروری فقط مع ان الشرط عندنا ثبوته علی وجه القطع وان لم یکن ضرور یا بل قدیکون بما یکون استخفا فامن قول او فعل کما مر.
(ردالمحتار ص ۳۱۱ جلد ۳ مطلب فی منکر الاجماع)

وفی الهندیة قال رضی الله عنه سألت صدر الاسلام جمال الدین عمن قرء حدیثا من احادیث النبی ﷺ فقال رجل همه روز خلشها خواند قال ان اضاف ذلک الی القاری لا الی النبی ﷺ ینظر ان کان حدیثا یتعلق با لدین واحکام الشرع یکفر وان کان حدیثا لا یتعلق به لا یکفر.
(هندیه ص ۲۶۲ جلد ۲ احکام المرتدین منها ما یتعلق با لانبیاء)

حکم ہے آیا اس سے کافر ہوئے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: اہالیان ڈوک فیض بخش......۳، ۱۹۷۳ء/ ۱۹/۷

الجواب: واضح رہے کہ حافظ زید نے والدہ کی قسم پر اعتماد کرنے سے انکار کیا ہے نہ کہ قرآن کے کلام اللہ ہونے وغیرہ سے انکار کیا ہے لہٰذا حافظ زید کافر نہیں ہے البتہ عقوق والدین گناہ کبیرہ ہے جبکہ والدین ناجائز پر قائم نہ ہوں لحدیث لا طاعة للمخلوق فی معصیة الخالق. ﴿۱﴾ اور عمرو حق فروشی اور حق پوشی سے بیزاری کرتا ہے نہ کہ اسلام سے لہٰذا یہ بھی کافر نہیں ہے جانبین کے کفر وغیرہ کے فتوے دینا غلط چیز ہے. ﴿۲﴾ وھو الموفق

مسئلہ دینیہ کے اہانت کرنے والے پر کفر کا شدید خطرہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ سود کے متعلق ایک مسئلہ جس پر چند علماء کرام کے مہر و دستخط ثبت ہیں جس میں آیات و احادیث کے حوالہ سے سود لینا، دینا، تحریر کرنا ایک جیسا جرم قرار دیا گیا ہے چند لوگوں کے موجودگی میں زید کو یہ فتویٰ پڑھنے کیلئے دیا گیا زید نے فتویٰ پڑھا اور پڑھنے کے بعد کہنے لگا کہ میں اس فتوی پر پیشاب کرتا ہوں اور فتوی پیش کرنے والے پر لاٹھی لیکر حملہ آور ہوا گالی گلوچ اور بدکلامی کی قرآن و حدیث کے نزدیک ایسے فرد کے متعلق حتمی فیصلہ صادر فرمایا جاوے۔

المستفتی: محمد اکرم قریشی واہ کینٹ......شوال ۱۳۸۹ھ

الجواب: اس شخص پر اہانت دین کی وجہ سے کفر کا شدید خطرہ ہے۔ ﴿۳﴾ تائب نہ ہونے کی صورت میں اس کے ساتھ سلام و کلام چھوڑنا ضروری ہے۔ فقط

﴿۱﴾ عن النواس بن سمعان قال قال رسول الله ﷺ لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق رواہ فی شرح السنة. (مشکواة المصابیح ص ۳۲۱ جلد ۲ کتاب الامارة الفصل الثانی)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین و علی ھذا ینبغی ان یکفر من شتم دین مسلم و لکن یمکن التأویل بان مرادہ اخلاق الردیئة و معاملة القبیحة لا حقیقة دین الاسلام فینبغی ان لا یکفر حینئذ. (ردالمحتار ص ۳۱۶ جلد ۳ مطلب فی حکم من شتم دین مسلم)

﴿۳﴾ قال العلامہ حصکفی و فی الفتح من ھزل بلفظ کفر ارتد و ان لم یعتقدہ للاستخفاف فھو ککفر العناد. قال ابن عابدین ثم قال و الاعتبار التعظیم المنافی للاستخفاف کفر الحنفیة با لفاظ کثیرة و افعال تصدر من المتھتکین لدلا لتھا علی الاستخفاف با لدین الخ. (الدر المختار مع ردالمحتار ص ۳۱۰ جلد ۳ باب المرتد) و فی الھندیة رجل عرض علیہ خصمہ فتوی الائمة فردھا وقال چہ با رنامہ فتوی آوردہ قیل یکفر لانہ رد حکم الشرع و کذا لو لم یقل شیئاً لکن القی الفتوی علی الارض و قال این چہ شرع است کفر. اذا جاء احد الخصمین الی صاحبہ بفتوی الائمة فقال صاحبہ لیس کما أفتوا او قال لا نعمل بھذا کان علیہ التعزیر. (ھندیہ ص ۲۷۴ جلد ۲ منھا ما یعلق با لعلم و العلماء)

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف گستاخانہ اور ناشائستہ الفاظ کا استعمال

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس شخص کے بارے میں جو یہ الفاظ کہے: سارے کے سارے مسلمان اور علماء کرام بناوٹی اور مصنوعی مسلمان ہیں اور ان میں کوئی بھی صحیح اور عملی مسلمان نہیں اہل مجلس نے جواب دیا کہ ہم مسلمان ہیں کم از کم ظاہری طور پر سر اور داڑھیاں سنت اور شریعت کے مطابق رکھی ہوئی ہیں باوضو اور ابھی نماز عشاء سے فارغ ہوئے ہیں تو اس نے جواب میں مسخرانہ قہقہہ لگایا اور کہا کہ اسلام اور مسلمانی سر اور داڑھی میں نہیں۔سکھوں کی داڑھیاں سب سے بڑی ہوتی ہیں۔پھر ایک شادی میں ڈھول کے خلاف امام صاحب نے ایکشن لیا، تو اس نے کہا کہ ملا نے ان کے خلاف کمکور چلایا۔یہ ایک گستاخانہ اور حقارت آمیز ناشائستہ لفظ ہے۔جس کا معنی چمچہ، بکھیڑہ اور دھندہ ہے، شریعت میں ایسے آدمی کا کیا حکم ہے۔مسلمان رہ سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد گل تاج عباسی مری راولپنڈی......۱۹۶۹ء/۶/۲۵

الجواب: چونکہ اس شخص کے کلام میں تأویل کا احتمال موجود ہے یعنی استغراق سے مراد استغراق عرفی ہے نہ حقیقی۔اور داڑھی نہ رکھنے سے مسلمان اسلام سے خارج نہیں ہوتا ہے اور کسی کا یہ کہنا کہ داڑھی تو سکھ لوگوں کی بھی ہوتی ہے اس پر کفر کا حکم ہم نہیں کر سکتے ہیں۔لیکن اس پر خوف کفر موجود ہے اور ایسے مشتبہ کلام سے اس پر توبہ ضروری ہے اور ترک موالات بھی اس کے ساتھ کرنا چاہیے جب تک تائب نہ ہو جائے۔فی الدر المختار لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن وفی الدرر وغیره اذا کان فی المسئلة وجوه توجب الکفر وواحد یمنعه فعل المفتی المیل لما یمنعه فقط. ﴿۱﴾

''اگرچہ حضور ﷺ کا فرمان ہو لیکن ۲۹ شعبان کا روزہ نہیں توڑونگا'' کے الفاظ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ اگرچہ حضور ﷺ کا فرمان ہو کہ انتیس شعبان کو روزہ نہ رکھو میں اگر کافر بھی ہو جاؤں تب بھی روزہ نہیں توڑونگا۔اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد زاہد مہتمم تعلیم القرآن بکوٹ شریف ہزارہ

الجواب: اگر یہ شخص مغلوب الحال نہ ہوا ہو تو اس پر ضروری ہے کہ ایمان اور نکاح کو تازہ کرے۔لان

﴿۱﴾ (الدر المختار ص ۳۱۶ جلد ۳ قبیل مطلب توبة الیاس مقبولة دون ایمان الیأس)

الرضاء بالکفر کفر ﴿۱﴾وھو الموفق

''ان کے ہاتھوں ملک میں آیا ہوا اسلامی قانون ہم نہیں مانینگے'' کے الفاظ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دو آدمی بکر اور عمؓرو عالم ہیں۔ تیسرا آدمی زید کہتا ہے کہ یہ دونوں کافر ہیں اور کہتے ہیں کہ ان آدمیوں کے ہاتھوں جو اسلامی قانون ملک میں آئیگا ہم نہیں مانینگے۔ اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ یہ دونوں دجال کے پیرو ہوں گے اب زید کافر ہے یا مسلمان۔ اس کیلئے کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد نور ولد محمد امین......مورخہ ۶/۴/۱۹۷۲ء

الجواب: اگر یہ توہین ذاتیات پر مبنی نہ ہوں ﴿۲﴾ تو یہ شخص زید کافر ہے۔ ﴿۳﴾ فقط

''پیغمبر علیہ السلام بھی شرکت کی دعوت دیدے تب بھی شریک نہ ہونگا'' جاہلانہ کلام ہے

سوال: اگر ایک آدمی کو کسی اجلاس میں شرکت کی دعوت دی گئی ہو اور اس نے محض عناد کی وجہ سے یہاں تک کہہ دیا کہ پیغمبروں کا آنا بند ہو گیا ہے اگر مجھے پیغمبر بھی آ کر دعوت دیدے کہ فلاں مجلس میں شریک ہو جاؤ تو بھی شریک نہ ہونگا عندالشرع اس شخص کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: نامعلوم

﴿۱﴾وفی الهندیه و من یرضی بکفر نفسه فقد کفر ومن یرضی بکفر غیره فقد اختلف فیه المشائخ رحمهم الله تعالی فی کتاب التخیر فی کلمات الکفر ...... و ان رضی بکفره لیقول فی الله ما لا یلیق بصفاته یکفر و علیه الفتوی کذا فی التتار خانیه .(هندیه ص ۲۵۷ جلد ۲ الباب التاسع فی احکام المرتدین) و فی الهندیة رجل اراد ان یضرب عبده فقال له رجل لا تضربه فقال اگر محمد مصطفی گوید مزن نهلم او قال اگراز اسمان با نگ آید که مزن هم بزنم یلزمه الکفر .(هندیه ص ۲۶۶ جلد ۲ احکام المرتدین منها ما یتعلق با لانبیاء)

﴿۲﴾قال ابن عابدین ینبغی ان یکفر من شتم دین مسلم ولکن یکمن التأویل بان مراده اخلاقه الردیئة ومعاملة القبیحة لا حقیقة دین الاسلام فینبغی ان لا یکفر حینئذٍ .(ردالمحتار ص ۳۱۶ جلد ۳ قبیل طلب توبة الیاس)

﴿۳﴾و فی الهندیه و یخاف علیه الکفر اذا شتم عالماً او فقیهاً من غیر سبب و یکفر بقوله لعالم ذکر الحمار فی است علمک یرید علم الدین کذا فی البحر .(هندیه ص ۲۷۰ جلد ۲ منها ما یتعلق با لعلم و العلماء)

الجواب: چونکہ دعوت صرف آرڈر اور حکم کو نہیں کہا جاتا مشورہ اور خورد ونوش کیلئے بلانے کو بھی کہا جاتا ہے لہٰذا ایسے جاہلانہ کلام سے کفر یا فسق کا فتویٰ دینا خلاف قاعدہ ہے ﴿۱﴾ فافهم فی حدیث بریرة ﴿۲﴾ وغیرہ. وهو الموفق

بت فروشی رضاء بالکفر میں داخل نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بتوں کو تلاش کرنا اور پھر ان کو فروخت کرنا کیا اس وعید میں داخل ہے یا نہ "من رضیٰ بکفر الغیر یصیر کافراً قاضیخان" یا یہ امارہ تکذیب ہے یا نہ اور اگر کوئی اس صورت میں کفر کا فتویٰ دیدے تو کیا یہ جائز ہے؟

المستفتی: عطاء اللہ متعلم دار العلوم حقانیہ...... مورخہ ۱/۶/۱۴۰۱ھ

الجواب: بت فروشی نہ بت پرستی ہے اور نہ التزام بت پرستی ہے اور نہ اس سے بت پرستی لازم ہے (نہ لزوم بین) پس اس کو رضاء کفر قرار دینا غلط فہمی یا بدفہمی ہے ومثله اذا آجر بیتاً للمعاصی وغیرها ﴿۳﴾ فقط

بینڈ باجہ کی وجہ سے تلاوت کو بند کرانا

سوال: ہمارے مسجد میں قبل از جمعہ تلاوت قرآن مجید کی کیسٹ لگی ہوئی تھی اس گلی میں شادی تھی جب ان کے بینڈ باجے والے آئے تو ان کے ایک آدمی نے مسجد میں گھس کر زبردستی تلاوت بند کرادی۔ اور اس کو شیطانیت سے تعبیر کیا اس شخص کے متعلق شرعی حکم کیا ہے کہ یہ کافر ہو گیا ہے یا نہیں؟

المستفتی: مولوی محمد سلیم جامع مسجد بلال نیشنل ٹاؤن راولپنڈی...... مورخہ ۱۴/۹/۱۹۸۶ء

﴿۱﴾ قال الحصكفی و فی الدرر وغیرها اذا كان فی المسئلة وجوه توجب الكفر وواحد یمنعه فعلی المفتی المیل لما یمنعه .(الدر المختار ص ۳۱۶ جلد۳ قبیل توبة الیأس)

﴿۲﴾ عن ابن عباس ان زوج بریرة كان عبداً یقال له مغیث كانی انظر الیه یطوف خلفها یبكی و دموعه تسیل علی لحیته فقال النبی ﷺ لعباس یا عباس الا تعجب من حب مغیث بریرة و من بغض بریرة مغیثا فقال النبی ﷺ لو راجعته قالت یا رسول الله ﷺ تامرنی قال انما اشفع قالت فلا حاجة لی فیه .

(صحیح البخاری ص ۷۹۵ جلد۲ باب شفاعة النبی ﷺ فی زوج بریرة)

﴿۳﴾ قال العلامه حصكفی و جاز اجارة بیت بسو اد الكوفة ای قراها لا بغیر ها علی الاصح ...... لیتخذ بیت نار او كنیسة او بیعة او یباع فیه الخمر و قال لا ینبغی ذلک لانه اعانة علی المعصیة و به قالت الثلاثة زیلعی و قال ابن عابدین هذا عنده ایضاً لان الا جارة علی منفعة...... (بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

الجواب : شاید اس شخص نے گناہ میں تخفیف کے ارادہ سے یہ اقدام کیا ہے بہر حال اس کے اس جاہلانہ کردار اور گفتار کی وجہ سے اس کو کافر قرار نہیں دیا جائے گا۔ ﴿۱﴾ واللّٰہ علم

فرشتہ کو گالی دینا کفر ہے

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک شخص کسی کو غصہ کی حالت میں یوں کہلائے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے فلاں شخص کی ماں سے شب باشی کی ہے اور یہ اس سے پیدا ہوا ہے اب وہ شخص اپنے اس بات پر مقر ہے۔ شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی : سائیں محمد عباس راولپنڈی......۲۲ر رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: یہ جاہلانہ بلکہ کافرانہ کلام ہے فرشتہ کو زنا اور اولاد کی نسبت سب ہے ﴿۲﴾ اس شخص پر ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور نکاح کو تازہ کرے۔ فقط

حفاظ قرآن کی توہین کنندہ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص یہ الفاظ استعمال کرے کہ حفاظ کرام سب کے سب ''کونی'' ہیں۔ اس وجہ سے میں اپنے بچوں پر حفظ قرآن نہیں کرنا چاہتا۔ تاکہ ''کونی'' نہ ہو جائے اس شخص کا شرعاً کیا حکم ہے کیا حفاظ کرام کے توہین سے یہ شخص کافر نہیں ہو جاتا ہے؟

المستفتی : مولوی فتح محمد خان......۱۹۸۶ء/۷/۲

(بقیہ حاشیہ)البیت ولھذا یجب الا جر بمجرد التسلیم ولا معصیة فیه وانما المعصیة بفعل المستأجر وهو مختار فینقطع نسبته عنه فصار کبیع الجاریة ممن لا یستبرئها او یاتیها من دبر و بیع الغلام من لوطی و الدلیل علیه انه لو آجره للسکنی جاز و هو لا بد له من عبادته فیه .اه

(الدر المختار مع ردالمحتار ص۲۷۷ جلد۵ کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع)

﴿۱﴾ قال العلامه حصکفی لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن وفی الدرر وغیر ھااذا کان فی المسئلة وجوه توجب الکفر وواحد یمنعه فعلی المفتی المیل لما یمنعه . (الدر المختار ص ۳۱۶ جلد ۳ قبیل مطلب توبة الیاس)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین هو مصرح به عندنا فقالوا اذا شتم احدا من الانبیاء او الملائکة کفر وقد علمت ان الکفر بشتم الانبیاء کفر ردة فکذا لملائکة فان تاب فبها و الا قتل .

(ردالمحتار ص ۳۲۰ جلد ۳ قبیل مطلب مهم فی حکم سب الشیخین)

الجواب: اگراس شخص کا مراد استغراق حقیقی ہوتو یہ کفریہ کلام ہے﴿۱﴾اور اگر استغراق حسب العلم مراد ہو تو یہ حفظ قرآن کی توہین نہیں ہے اور جاہلانہ کلام ہے۔ فقط

رقص وغنا حلال سمجھنا کفر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس شخص کے بارے میں جو رقص وسرود اور غناء کو حلال سمجھتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: غلام حیدر کیمل پور

الجواب: مستحل رقص وغنا کافر ہے کما فی شرح التنویر ومن یستحل الرقص قال [illegible] بہامش ردالمحتار ص ۴۲۵ جلد ۳.﴿۲﴾وھو الموفق

ذاتی عداوت کی وجہ سے امام اور قرآن کی توہین کرنے کا حکم

سوال: ایک امام مسجد تلاوت قرآن کر رہا تھا کہ ایک شخص نے کسی ذاتی عداوت کے مدنظر مولوی صاحب کی داڑھی پکڑ کر گھسیٹا اور قرآن مجید کو چاک کر کے ورقہ ورقہ کر دیا اور مار پیٹ کی حالت میں آواز کی بلندی سے دو شخصوں نے آکر اس کو چھڑا دیا ایسے شخص کیلئے شریعت محمدی ﷺ میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: مولوی محمد سلیمان کوہالہ کوہ مری ......۲ر رجب ۱۳۸۹ھ

الجواب: نادم نہ ہونے کی صورت میں یہ شخص فاسق یقینی طور سے ہے اور اہانت قرآن کی وجہ سے کفر کا خطرہ اس پر موجود ہے﴿۳﴾قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل المسلم علی المسلم حرام دمه وماله وعرضه وقال علیه الصلوة والسلام المسلم اخو المسلم لا یظلمه ولا یخذله ولا یحقره انتهی ﴿۴﴾رواہ مسلم. وھو الموفق

﴿۱﴾ قال ابن عابدین ثم قال و لاعتبار التعظیم المنافی للاستخفاف کفر الحنفیه با لفاظ کثیره و افعال تصدر من المتهتکین لد لا لتها علی الاستخفاف با لدین [illegible] او استقبا حها کمن استقبح من آخر جعل بعض العمامة تحت حلقه او احفاء شاربه قلت و نظیر من هذا ان ما کان دلیل الاستخفاف یکفر به وان لم یقصد الاستخفاف لانه لو توقف علی قصده لما احتاج الی زیادة عدم الاخلال بما مر لان قصد الاستخفاف منافٍ للتصدیق.
(ردالمحتار ص ۳۱۱ جلد ۳ مطلب فی منکر الاجماع) قال العلامه ابن البزاز الکردری لان حفظ القرآن فرض کفایة و تعلم ما لا بد من الفقه فرض عین (فتاوی بزازیه موضوع علی الهندیه ص۳۷۷ جلد ۶ کتاب الاستحسان)

﴿۲﴾ (الدر المختار ص ۳۳۰ جلد ۳ مطلب فی مستحل الرقص قبیل باب البغاة)

﴿۳﴾ قال ابن عابدین فی تحقیق الایمان امور الاخلال بها اخلال بالا یمان اتفاقاً کترک السجود لصنم وقتل نبی والاستخفاف به وبالمصحف والکعبة الخ (رد المحتار ص ۳۱۰ جلد ۳ قبیل مطلب فی منکر الاجماع)

﴿۴﴾ (مشکوٰة المصابیح ص ۴۲۲ جلد ۲ باب الشفقة والرحمة علی الخلق)

”علماء سکھ جیسے نظر آتے ہیں“ اور دوسرے گستاخانہ الفاظ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء اہل سنت والجماعت ایسے شخص کے بارے میں جو علماء دین کے شان میں گستاخانہ الفاظ کے علاوہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ مجھ کو سکھ جیسے نظر آتے ہے اس شخص کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

المستفتی :............نا معلوم

الجواب: اگر یہ گستاخی بعض علماء کے ساتھ ہو اور ذاتیات کی وجہ سے ہو تو یہ فسق ہے اور اگر عام علماء کے حق میں ہو تو اس میں خوف کفر ہے﴿۱﴾. فی شرح فقه الاکبر عن الخلاصة من ابغض عالماً بغیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر ﴿۲﴾انتهیٰ.

عالم کا امر بالمعروف میں طاقت کا استعمال اور عالم کی بے حرمتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ عالم من حیث انه عالم کو گالی دینا کیسا ہے اور عالم امر بالمعروف میں طاقت کا استعمال کرسکتا ہے یا نہیں۔ اور عالم کو گالی دینے سے کفر لازم ہوتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالرحمٰن مال روڈ پشاور......۱۹۷۷ء/۱۰/۳۰

الجواب: گالی جب عالم کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وجہ سے ہو اور دنیوی سبب کی وجہ سے نہ ہو تو قواعد شرعیہ کی رو سے یہ شخص کافر ہوا ہے﴿۳﴾ عالم کو امر بالمعروف زبان سے کرنا چاہیے﴿۴﴾ماً خوذ از فتاویٰ ہندیہ وہدایہ۔فقط

تمام علماء کو فتنہ باز قرار دینا کفر ہے

﴿۱﴾ قال ابن نجیم و یخاف علیه الکفر اذا شتم عالما او فقیها من غیر سبب .(بحر الرائق ص ۱۲۳ جلد ۵ باب احکام المرتدین)

﴿۲﴾(شرح فقه الاکبر لملا علی قاری ص ۱۷۳ فصل فی العلم والعلماء)

﴿۳﴾ و فی الهندیة و یخاف علیه الکفر اذا شتم عالما او فقیها من غیر سبب و یکفر بقوله لعالم ذکر الحمار فی است علمک یرید علم الدین .کذا فی البحر الرائق .(هندیه ص ۲۷۰ جلد ۲ منها ما یتعلق با لعلم و العلماء)و فی الخانیه رجلان بینهما خصومة فقال احدهما للاخر بیا تا بعلم رویم فقال الاخر من علم چه دانم قال ابو بکر القاضی یکفر المجیب لانه استخف با لعلم .(فتاوی تتار خانیه مو ضوع علی هامش الهندیه ص ۵۷۵ جلد ۳ باب ما یکون کفرا من المسلم و ما لا یکون)

﴿۴﴾فی الهندیه ولو علم باکبر رأیه انه لو امرهم بذلک قذفوه و شتموه فترکه افضل و کذلک لو علم انهم یضربونه ولا یصبر علی ذلک ویقع بینهم عداوة ویهیج منه القتال فترکه افضل ویقال الامر بالمعروف بالید علی الامراء وباللسان علی العلماء وبالقلب لعوام الناس وهو اختیار الزندویستی کذافی الظهیریة .(هندیه ص ۳۵۳ جلد ۵ الباب السابع عشر فی الغناء والامر بالمعروف کتاب الکراهیة)

سوال: اگر ایک آدمی یہ کہا کرتا ہے کہ جتنے علماء ہیں سب فتنہ اور فساد بناتے ہیں ایسے الفاظ استعمال کرنے والے کیلئے اسلام کا کیا حکم ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: نامعلوم...... ۱۸/۹/۱۹۷۷ء

الجواب: تمام علماء کو فتنہ باز قرار دینا کفر ہے ﴿۱﴾ لانہ یستلزم بغض العلم واستخفاف العلم لزوماً بیناً وھو کفر کما فی شرح الفقہ الاکبر لملا علی القاری ص ۱۴۰ وفی الخلاصۃ من ابغض عالماً من غیر سبب ظاھر خیف علیہ الکفر قلت الظاھر انہ یکفر لا نہ اذا ابغض العالم من غیر سبب دنیوی اور اخروی فیکون بغضہ العلم الشریعۃ ولا شک فی کفر من انکرہ فضلا عمن ابغضہ انتہیٰ قلت وھذا اظھر جداً عند بغض الجمیع فافھم وفیہ ایضاً ص ۱۴۱ من قال لعالم عویلم اولعلوی علیوی ای بصیغۃ التصغیر فیھما للتحقیر کما قیدہ بقولہ قاصداً بہ الاستخفاف کفر انتہیٰ. ﴿۲﴾

داڑھی والے کو سکھ کہکر پکارنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ایک شخص دوسرے متشرع داڑھی والے مسلمان کو جب بلاتا ہے تو سکھ سے خطاب کرتا ہے اور مذکورہ شخص داڑھی والا اس کا دوست ہے تو شریعت محمدی ﷺ میں اس کا کیا فیصلہ ہے؟

المستفتی: فیض محمد راولپنڈی

الجواب: اگر سکھ وغیرہ القاب سے بلانا اہانت داڑھی کے وجہ سے ہو تو یہ بلانے والا کافر ہے اور اگر خوش طبعی اور تشبیہ کے طور پر ہو تو فاسق ہے۔ یدل علیہ ما فی ردالمحتار ﴿۳﴾ ص ۲۹۳ جلد ۳ ان ما کان دلیل الاستخفاف یکفر بہ وان لم یقصد الاستخفاف فافھم. فقط

﴿۱﴾ وفی الھندیہ یخاف علیہ الکفر اذا شتم عالماً او فقیھاً من غیر سبب ویکفر بقولہ لعالم ذکر الحمار فی است علمک یرید علم الدین کذا فی البحر الرائق.
(ھندیہ ص ۲۷۰ جلد ۲ منھا ما یتعلق با لعلم و العلماء)

﴿۲﴾ (شرح فقہ الاکبر لملا علی القاری ص ۱۷۳، ۱۷۴ فصل فی العلم و العلماء)

﴿۳﴾ (ردالمحتار ص ۳۱۱ جلد ۳ قبیل مطلب فی منکر الاجماع)

''داڑھی والوں میں زیادہ شیطانیت ہے'' الفاظ کا حکم

سوال : کیافرماتے ہیں علماءدین کہ نکاح کےتقریب میں نکاح خواں مولوی صاحب نے دلہن کے پاس گواہ بھیجنے کو کہاایک شخص نے کہا کہ وہ گواہ بھیجے جائیں جودستخط کرسکیں انگوٹھےلگانے کاوقت اب نہیں رہا ہےمولوی صاحب نے کہا کہ اسلامی نقطہ نگاہ سے شرعی گواہوں کوبھیجونگااس شخص نے کہا کہ داڑھی والوں میں زیادہ شیطانیت ہےداڑھی والوں سے غیر داڑھی والےزیادہ پڑھے لکھےاوراچھے ہوتے ہیں اب شریعت مصطفیٰ ﷺ میں ایسے آدمی کا کیاحکم ہے۔بینو اوتو جروا

المستفتی :عبدالقدوس کوہ مری راولپنڈی

الجواب: چونکہ اس شخص نے داڑھی کی براہ راست اہانت نہیں کی ہے بلکہ بعض داڑھی رکھنے والوں کی (شیطانیت کی وجہ سے) اہانت کی ہے لہذا یہ آدمی کافرنہیں ہوا ہے ﴿۱﴾ لیکن اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دل میں داڑھی کاوقارنہیں ہے اسی وجہ سے اس کے ایمان کوخطرہ ضرور ہے۔ ﴿۲﴾ فقط

شرعی فیصلہ سے انکارکرنا کفر ہے

سوال :اگرکسی فیصلہ میں ایک شخص شرعی فیصلہ سے انکارکرے تو کیا یہ کفرنہیں ہے وضاحت کریں؟

المستفتی :سعیداللہ مولوی صوابی......۱۴/ذی قعدہ ۱۳۹۶ھ

الجواب :شرعی فیصلہ سے انکارکرنا کفر ہےالبتہ قاضی اورمحکم کی جہالت یاجور کی وجہ سے اباءکرنا کفرنہیں ہے﴿۳﴾ کما فی شرح الفقه الاكبر من قال لاخر اذهب معى الى الشرع فقال الآخر لا اذهب حتى تاتى بالبيد ق اى المحضر كفر لانه عاند الشرع . ﴿۴﴾ فقط

﴿۱﴾ قال ابن عابدين ينبغي ان يكفر من شتم دين مسلم و لكن يمكن التأويل بان مراده اخلاقه الرديئة ومعاملته القبيحة لاحقيقه دين الاسلام فينبغي ان لايكفر حينئذٍ.(ردالمحتار ص ۳۱۲ جلد ۳ قبيل مطلب توبة اليأس)

﴿۲﴾ قال ابن عابدين ان ما كان دليل الاستخفاف يكفر به وان لم يقصد الاستخفاف .
(ردالمحتار ص ۳۱۱ جلد ۳ مطلب فی منكر الاجماع)

﴿۳﴾ فی الهنديه ولو قال آن وقت كه سيم ستدی شريعت وقاضی كجا بود يكفر ايضا ومن المتأخرين من قال ان عنى به قاضی البلدةلا يكفر . (هنديه ص ۲۷۲ جلد ۲ منها ما يتعلق با لعلم والعلماء)

﴿۴﴾ (شرح فقه الاكبر لملا علی قاری ص ۱۷۵ فصل فی العلم والعلماء)

شریعت پر فیصلہ کیلئے تیار نہ ہونے والے کا حکم

سوال: دوآدمیوں کا آپس میں اختلاف پیدا ہو گیا ایک نے تحریری طور پر بھی اور مسجد میں بھاری اجتماع کے سامنے بھی یہ کہا کہ متنازع فیہ مسئلہ شریعت پر فیصلہ کرلو مگر مخالف شریعت پر فیصلہ کیلئے تیار نہیں اب اس کی شریعت سے فرار کے نتیجہ میں کیا پوزیشن رہ جاتی ہے کیا وہ کسی مسجد کا امام اور خطیب بن سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: اہالیان مسجد اشرفیہ اسلام آباد......۱۳/ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: جو شخص شرعی فیصلہ کرنے کو تیار نہیں ہوتا تو وہ اس جاہلانہ اور منافقانہ رویہ کی وجہ سے منصب شرعی (امامت وخطابت) پر فائز کرنے کا اہل نہیں ہے۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ واذا قیل لهم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا علیه آباء نا (الآیة سورة مائده)﴿۱﴾وقال فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیماً. النساء ﴿۲﴾. وفی الهندیه ص۲۹۸، ۲۹۹ جلد ۲ رجل قال لخصمه اذهب معی الی الشرع او قال بالفارسیه با من بشرع برو وقال خصمه بیاده بیارتا بروم بے جبر نروم یکفر لانه عاند الشرع وقال بعد اسطرمن بر سم کار کنم نه بشرع یکفر ﴿۳﴾. وفی ردالمحتار ص۲۹۲ جلد۳ وبالجمله فقد ضم الی التصدیق بالقلب اوبالقلب واللسان فی تحقیق ایمان امور الا خلال بها اخلال بالایمان اتفاقاً کترک السجود للصنم ...... وکذا مخالفة او انکار ما اجمع علیه الخ ﴿۴﴾ان آیات اور عبارات سے معلوم ہوا کہ فیصلہ شرعی کو تیار نہ ہونے والا اور اس کے علاوہ رسم، قانون وغیرہ کو میلان کرنے والا کافر ہے جبکہ شرع کو نامکمل یا غیر مفید سمجھ رہا ہو۔ وھو الموفق

﴿۱﴾(پ: ۷ سورة مائده رکوع: ۴ آیت: ۱۰۴)
﴿۲﴾(پ: ۵ سورة النساء رکوع: ۶ آیت: ۶۴)
﴿۳﴾(هندیه ص ۲۷۱، ۲۷۲ منها ما یتعلق بالعلم والعلماء)
﴿۴﴾(ردالمحتار ص ۳۱۰ جلد ۳ قبیل مطلب فی منکر الاجماع)

خدا کو گالیاں دینے والے کے طرفداری کرنے والے بھی کافر ہیں

سوال: مسمی زید نے خدا کو گالیاں دیں اس پر اس کے بہنوئی نے اس کو پیٹا اس کے بعد اس کا دوسرا بہنوئی آیا اس نے اس پیٹنے والے کو پیٹا اور کہا کہ تو نے کیوں زید کو پیٹا ہے ایسے گالیاں تو خدا کو ہر شخص دیتا ہے اس نے ایسے الفاظ استعمال کئے تھے اللہ مجھے بھوکا رکھتا ہے اس کی ایسی تیسی۔ اب شریعت میں ان کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: شمس الدین ملتان شہر......۲۰ر جولائی ۱۹۷۹ء

الجواب: مسمی زید اور اس کی طرفداری کرنے والے تمام کے تمام کافر ہیں ان کے نکاحیں ختم ہوئی ہیں ان پر تجدید اسلام کے بعد تجدید نکاح ضروری ہے۔ **لانهم صرحوا بكفر من سب الله تعالىٰ﴿۱﴾ كما في شرح الفقه الاكبر ولانه اعترض على الله تعالىٰ لفوات المأكل كما ان الشيطان اعترض على الله تعالىٰ لفوات الجاه والخلافة.﴿۲﴾فقط**

''خدا اور رسول کو گالیاں دینے والے کا توبہ اور تجدید ایمان قبول ہے''

سوال: زید نے گھریلو تنازعہ میں جذبات میں آکر اچانک منہ سے خدا اور رسول خدا کے نسبت ایسے نازیبا الفاظ استعمال کئے جس کا **میں لکھنا مناسب نہیں سمجھتا مگر** زید نے فوراً بعد مسجد میں جا کر دو رکعت نفل پڑھکر تجدید ایمان کر دیا اور گڑگڑا کر معافی مانگی مقامی لوگوں نے خدا کے نسبت کہے ہوئے الفاظ سے توبہ قبول ہونے کی توثیق کر دی مگر رسول خدا کے متعلق توبہ نہ قبول ہونے سے انکار کر دیا اور زوجہ کو مطلقہ قرار دیا ہے آپ شرعی حیثیت واضح فرمادیں۔ مہربانی ہوگی۔

المستفتی: مولوی عبدالمتین ڈاگئی مردان......۱۹ر شوال ۱۴۰۵ھ

﴿۱﴾قال الملا علی قاری ان الرضا بكفر غيره انما يكون كفراً اذا كان يستجيزه ويستحسنه .... وقد عثرنا على رواية ابي حنيفه رحمه الله ان الرضاء بكفر الغير كفر من غير تفصيل.
(شرح فقه الاكبر لملا علی قاری ص ۱۸۰ فصل فی الكفر صريحاً وكنايةً)

﴿۲﴾وفي الهندية: قال ابو حفص رحمه الله تعالى من نسب الله تعالى الى الجور فقد كفر و بعد اسطر رجل قال ياخداى روزى بر من فراخ كن يا با زر كانى من رونده كن يا بر من جور مكن قال ابو نصر الدبوسى رحمه الله تعالى يصير كافراً بالله كذا فى فتاوى قاضيخان.
(هنديه ص ۲۵۹، ۲۶۰ جلد۲ منها ما يتعلق بذات الله تعالى و صفاته)

الجواب : اللہ تعالیٰ یا رسول خدا ﷺ کو سب کرنا (گالیاں دینا) کفر اور ارتداد ہے تاہم عند اہل تحقیق اس کا توبہ بھی قبول ہے۔ کمافی الدر المختار ﴿۱﴾ . پس اس سابی پر ضروری ہے کہ توبہ کرے اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرے اس میں حلالہ وغیرہ نہیں ہوتا ہے۔ واللہ علم

مرتد اور کافر میں فرق اور دونوں کا توبہ واستغفار

سوال : مرتد اور کافر میں کیا فرق ہے اگر یہ ہر دو صدق دل سے توبہ واستغفار کریں تو کیا یہ آدمی دائرہ اسلام میں شامل ہوکر مسلمان ہو سکتے ہیں؟

المستفتی : روشن گل صوابی مردان......۱۹۶۹ء/۱/۱۱

الجواب: مرتد اس شخص کو کہا جاتا ہے جو مذہب اسلام کو ترک کرے اور کافر وہ شخص ہے جو کہ ضروریات دین سے منکر ہو۔ ﴿۲﴾ لہٰذا ہر مرتد کافر ہوتا ہے اور ہر کافر مرتد نہیں ہوتا اور توبہ واستغفار دونوں کیلئے کافی ہیں۔ ﴿۳﴾ فقط

کافر کے موت پر کلمہ استرجاع کہنا

سوال: کیا کافر کی موت کے وقت انالله و انا الیه راجعون پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی : ایک بندہ خدا......۱۲/ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ

الجواب: چونکہ کافر رشتہ دار کی موت بھی مصیبت ہے لہٰذا اس پر استرجاع مشروع ہے۔ ﴿۴﴾

﴿۱﴾ قال الحصکفی والکافر بسب نبی من الانبیاء فانه یقتل حدا ولا تقبل توبته مطلقا ولو سب الله تعالی قبلت .... لکن صرح فی آخر الشفاء بان حکمه کالمرتد و مفاده قبول التوبة.
(الدر المختار ص ۳۱۷، ۳۱۹ جلد ۳ مطلب مهم فی حکم ساب الانبیاء)

﴿۲﴾ قال الحصکفی باب المرتد هوالراجع عن دین الاسلام ورکنها اجراء الکفر علی اللسان .... والکفر شرعاً تکذیبه ﷺ فی شئی مما جاء به من الدین ضرورة . (الدرالمختار ص ۳۰۹، ۳۱۱ جلد ۳ باب المرتد)

﴿۳﴾ قال الحصکفی وکل مسلم ارتد فتوبته مقبولة و بعد اسطر ومفاده قبول التوبة کما لا یخفی.
(الدر المختار ص ۳۱۷، ۳۱۹ جلد ۳ مطلب مهم فی حکم سباب الانبیاء)

﴿۴﴾ عن ام سلمة قالت قال رسول الله ﷺ اذا اصابت احدکم مصیبة فلیقل انا لله و انا الیه راجعون اللهم عندک احتسب مصیبتی فاجرنی فیها و ابدل بها خیراً منها. (ابو داؤد ص ۸۹ جلد ۲ باب فی الاسترجاع)

جو شخص معراج کا انکار کر بیٹھے تو انکا کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس شخص کے بارے میں جو داڑھی رکھنے والوں کو منافق کہتا ہے اور اس کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کو معراج خواب میں ہوئی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کرنا سنت ابوجہل ہے حضرت اویس قرنی جاہل تھے حضور ﷺ کو آسمان پر بلانے کی کیا ضرورت تھی خدا ہر جگہ موجود ہے نماز پڑھانے والے کانوں سے بہرے ہیں وغیرہ وغیرہ ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: عبداللہ صدر کیمل پور

الجواب: بشرط صدق مستفتی یہ شخص کافر ہے فی الھندیہ ومن انکر المعراج ینظر ان انکر الاسراء من مکة الیٰ بیت المقدس فھو کافر وان انکر المعراج من بیت المقدس لایکفر ﴿۱﴾ ص ۸۸ جلد ۱ والبحر ص ۳۴۹ جلد ۱ ﴿۲﴾ فقط (یعنی ہندیہ میں ہے کہ منکر معراج کے بارے میں دیکھا جائیگا اگر وہ اسراء من مکہ الی البیت المقدس کا انکار کر رہا تھا تو کافر ہوگا اور اگر بیت المقدس سے آسمانوں تک جانے سے انکار کر رہا تھا، تو کافر نہ ہوگا)

دہری کا عذاب قبر پر اعتراض

سوال: یہاں ہمارے علاقے میں ایک دہری کمیونسٹ ذیل قسم کے خرافات پھیلا رہا ہے۔

(۱) کہ مسلمان موت ایک دفعہ مانتے ہیں یا دو دفعہ؟ اگر ایک دفعہ مانتے ہیں تو ایک موت تو عالم دنیا میں ہے اور آپ کے نظریئے کے مطابق تو قبر میں سوال جواب ہے تو وہ حیات کیسی ہے۔ روح کا عود ہے یا نہیں۔ حیات مکمل ہے یا نہیں اگر جواب نفی میں ہے تو سوال کرنا کیسے درست ہوا اور اگر حیات مکمل ہے۔ تو پھر مرنا دو دفعہ ہوا اگر پھر موت نہیں تو زندہ قبر میں بیٹھا ہوگا وغیرہ وغیرہ اور یہ کہتا ہے کہ اگر مجرم میت کو عذاب ہو رہا ہے تو دو ڈھائی گز قبر میں یہ بڑے بڑے گرز وغیرہ کیسے سما سکتے ہیں؟

﴿۱﴾ ھندیه ص ۸۴ جلد ۱ (الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغیره)
﴿۲﴾ (بحر الرائق ص ۳۴۹ جلد ۱ باب الامامة)

المستفتی: حاجی غلام محمد تورورسک بونیر سوات......۲۹رشوال ۱۴۰۴ھ

الجواب: واضح رہے کہ موت دنیوی کے بعد عام مردہ گان کے ارواح زندہ ہوتے ہیں اور اجساد میں ایک نوع حیات رکھی جاتی ہے۔﴿۱﴾ پس روح یا جسم کوثواب یا عذاب کا مسئلہ نیز دیگر مسائل خود بخود حل ہوئے اور چونکہ قبر سے مراد عالم برزخ ہے، نیز قبر کی کیفیات کے ادراک سے بندہ عاجز ہے،اور یہ مارنے اور بٹھانے وغیرہ تعبیرات افہام وتفہیم کے واسطے ہیں لہٰذا ان کو اجمالاً ماننا اور تفصیل کا علم اللہ تعالیٰ کو سپرد کرنا ضروری ہے۔فقط

حجیت حدیث کا منکر کافر ہے

سوال: منکر حدیث کا کیا حکم ہے وضاحت فرمائیے؟

المستفتی: عبدالرحیم طوروی مردان

الجواب: حجیت حدیث کا منکر کافر ہے﴿۲﴾ البتہ کسی حدیث کو اصول مسلمہ کے ماتحت ترک کرنا معروف اور متعامل ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سنت ثابتہ کو مٹانے والا اور بدعت سیئہ کو جاری کرنے والا مبتدع اور ملحد ہے۔

کفریہ عقائد رکھنے والے، اس کے معاون اور کتب ضبطگی کا حکم

سوال: ایک شخص اعلانیہ وتحریری طور پر مندرجہ ذیل عقائد رکھتا ہے(۱) کہ حضور ﷺ کا جسمانی معراج ایک تاریخی افسانہ ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ اٹھائے جانے کے نمونہ پر تراشا گیا ہے حضرت جبریل علیہ السلام کا کوئی وجود نہیں قرآن مجید اللہ تعالیٰ اور نبی اکرم ﷺ کی ملی جلی زبان میں ہے جس کے اصول اور ضوابط دائمی وابدی نہیں وحی کا انداز شاعرانہ تخیل ہے حضور ﷺ اگر گھوم پھر کر تاریخی واقعات معلوم نہ کرتے تو قرآنی واقعات کو قطعاً نہ

﴿۱﴾ قال العلامہ قاری و اعلم ان اهل الحق اتفقوا علی ان الله تعا لی یخلق فی المیت نوع حیاۃ فی القبر قدر ما یتألم او یتلذذ ، و لکن اختلفوا فی انه اهل یعاد الروح الیه؟ والمنقول عن ابی حنیفه رحمه الله التوقف الا ان کلامه هنا یدل علی اعادۃ الروح اذ جواب الملکین فعل اختیاری فلا یتصور بدون الروح وقیل قدیتصور الا تری ان النائم یخرج روحه ویکون روحه متصلاً بجسده حتی یتألم فی المنام ویتنعم ؟ وقد روی عنه علیه الصلواۃ والسلام انه سئل کیف یوجع اللحم فی القبور ولم یکن فیه الروح فقال ﷺ کما یوجع سنک و لیس فیه الروح الخ(شرح فقه الاکبر لملا علی قاری ص ۱۰۱ ضغطۃالقبر وعذابه حق)

﴿۲﴾ قال الله تعالی و ما ینطق عن الهوی .ان هو الا وحی یوحی .الایة .وفی الهندیه من قرأ حدیثا من احادیث النبی ﷺ فقال رجل همه روز خلشها خواند قال ان اضاف ذلک الی القاری لا الی النبی ﷺ ینظر ان کان حدیثا یتعلق با لدین واحکام الشرع یکفر . (هندیه ص ۲۶۲ جلد ۲ منها ما یتعلق بالانبیاء علیهم الصلاۃو السلام)

سمجھ سکتے حضورﷺ کا اسم مبارک لکھتے وقت احترام ضروری نہیں انگریزی میں سینکڑوں مرتبہ اسم گرامی ذکر کرے مگر ایک بار بھی (the holy) یا بعد از نام پاک (peace be upon him) لکھنے کی تکلیف نہ اٹھائے منکرین ختم نبوت کے مسلمان ہونے کا سرکاری طور پر اعلان کیا جائے۔

(۲) ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے۔ جو ایسے افراد کو قومی خزانہ سے بہت مالی امداد دے کر ناپاک عقائد کی فروغ واشاعت کیلئے با قاعدہ ایک منظم ادارہ بنادے جس سے عملی معاونت ثابت ہو اور اس کی خرافات یعنی مطبوعات کی ضبطگی سے گریز کرے منکرین ختم نبوت کی پشت پناہی کرے اور عقائد مرزائیت کی تشہیر کیلئے قومی بجٹ سے لاکھوں روپیہ زرمبادلہ عطاء کرے عائلی قوانین اور خاندانی منصوبہ بندی کے ذریعہ فحاشی وبداخلاقی کے فروغ کا سامان مہیا کرے۔

(۳) عقائد مذکورہ کی تشہیر وفروغ کیلئے اگر کوئی کتاب کسی زبان میں شائع کی گئی ہو تو اس کے بارے میں دین پاک کا فیصلہ کیا ہے؟ اس بارے میں فتویٰ صادر فرماویں۔

المستفتی: رانا ظفر اللہ ڈاکخانہ الجامہ ضلع ساہیوال......۹/۱/۱۹۶۹ء

الجواب: (۱) چونکہ یہ شخص ضروریات دین سے منکر ہے ﴿۱﴾ لہٰذا یہ شخص بلاشک وشبہ کافر ہے۔ (۲) ایسے فرد اور افراد مداہن یا منافق یا زندیق ہیں۔ (۳) ایسی کتاب کو ضبط نہ کرنا کفر پروری ہے۔ فقط

داڑھی کی توہین کرنے والا کافر ہے

سوال: داڑھی کی توہین اور بے عزتی کرنے والے کا کیا حکم ہے؟ اور گالی گلوچ کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟

المستفتی: سید محمد پنڈ بیگوال اسلام آباد......۲۳/شوال ۱۴۰۱ھ

الجواب: داڑھی کی توہین اور بے عزتی کرنے والا کافر ہے سنت انبیاء سے استہزاء نیز استقباح سنت کی وجہ سے آدمی کافر بن جاتا ہے لما فی ردالمحتار ص ۳۹۲ جلد ۳ او استقباحها کمن استقبح من آخر ......الی ان قال ان ما کان دلیل الاستخفاف یکفر به وان لم یقصد الاستخفاف ﴿۲﴾ اور گالی گلوچ کرنے والا فاسق وفاجر ہے لحدیث سباب المسلم فسوق ﴿۳﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ قال الحصکفی والکفر شرعاً تکذیبه ﷺ فی شئی مما جاء به من الدین ضرورة.
(الدرالمختار ص ۳۱۱ جلد ۳ باب المرتد)
﴿۲﴾ (ردالمحتار ص ۳۱۱ جلد ۳ مطلب فی منکر الاجماع)
﴿۳﴾ عن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله ﷺ سباب المسلم فسوق وقتاله کفر متفق علیه.
(مشکوٰة المصابیح ص ۴۱۱ جلد ۲ باب حفظ اللسان والغیبة والشتم الفصل الاول)

اذان اور مؤذن کی توہین کا حکم

سوال: ایک آدمی مسجد میں اذان پڑھ رہا تھا تو ایک عورت نے کہا کہ بکرا بول رہا ہے لہٰذا اس کیلئے شرعی حکم صادر فرمائیں۔

المستفتی: خلیل الرحمٰن ہزارہ

الجواب: اذان شعائر دین سے ہے اس سے استہزا کفر ہے﴿۱﴾ جب کہ غیر شعائر سے استہزاء کفر نہیں ہے مقصود قباحت آواز ہو تو فسق ہے﴿۲﴾ یدل علی الاول مافی ردالمحتار ص ۲۸۴ جلد ۳ او استقباحها کمن استقبح من آخر جعل بعض العمامة تحت حلقه او احفاء شاربه﴿۳﴾ اه وما الثانی فلقوله تعالیٰ لایسخر قوم من قوم الآیه.﴿۴﴾

منکر فقہ اور منکر اجتہاد کا حکم

سوال: منکر فقہ کا کیا حکم ہے؟ بعض حضرات اس کو کافر اور مرتد اور بعض مسلمان کہتے ہیں لہٰذا ان کے بارے میں وضاحت کے ساتھ شرعی حکم واضح کریں تا کہ لوگ حقیقت پر واقف ہو جائیں۔

المستفتی: مراد الحق ناصر پورہ پشاور......۱۳/رجب ۱۴۰۱ھ

الجواب: منکر فقہ سے مراد اگر غیر مقلد ہو تو یہ انکار کفر نہیں ہے البتہ اہل تقلید کی امامت کا اہل نہیں ہے اور اگر اس سے مراد منکر اجتہاد اور ائمہ کرام کا توہین کنندہ ہو تو بظاہر اس کو مسلمان کہنا درست اور زیبا نہیں ہے۔﴿۵﴾

اذان کی دعا میں ''وارزقنا شفاعته'' نہ کہنے والا کافر نہیں ہے

سوال: بعض لوگ اذان کے بعد والی دعا میں "وارزقنا شفاعته" کو بدعت حسنہ تصور کر کے یہ کہتے ہیں کہ ان

﴿۱﴾ و فی الهندیه فی التخیر موذن اذن فقال رجل این بانگ غوغا است یکفر ان قال علی وجه الانکار. (هندیه ص ۲۶۹ جلد ۲ منها ما یتعلق با لصلواة والصوم)

﴿۲﴾ قال ابن نجیم و یکفر بالاستهزاء با لاذان لابالموذن. (بحرالرائق ص ۱۲۲ جلد ۵ احکام المرتدین)

﴿۳﴾ ردالمحتار ص ۳۱۱ جلد ۳ باب المرتد قبیل مطلب فی منکر الاجماع)

﴿۴﴾ قال الله تعالی لا یسخر قوم من قوم.(پ: ۲۶ سورة الحجرات رکوع: ۱۳ آیت: ۱۱)

﴿۵﴾ وفی الهندیه رجل قال قیاس ابی حنیفة رحمه الله تعالی حق نیسبت یکفر کذافی التتارخانیه. (عالمگیری ص ۲۷۱ جلد ۲ موجبات الکفر منها ما یتعلق بالعلم والعلماء)

الفاظ کودعا سے کاٹنے والا حضورﷺ کی درجات اور شفاعت کا منکر ہوتا ہے لہٰذا اس سے آدمی کافر ہو جاتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟
المستفتی: فضل واحد سالارزی باجوڑ......۲۳ ر رمضان ۱۴۱۰ھ

الجواب: یہ جاہلانہ کلام ہے۔ ﴿۱﴾ فقط

ختم قرآن پر مولویوں کو کچھ دیکر ان کو کافر کہنے والے پر خود کفر کا خطرہ ہے

سوال: (۱) ہمارے گاؤں میں ایک آدمی نے قبر پختہ کر کے ختم قرآن کیلئے مولوی صاحبان کو بلوایا اور بعد از ختم ان کو کچھ رقم دے دی کیا یہ اجرت لینا جائز ہے؟
(۲) میں نے ان مولویوں کو کہا کہ تم نے حرام کھایا یہ ناجائز ہے جواباً ایک مولوی صاحب نے کہا کہ یہ حلال ہے ہم کھائیں گے تم کوئی ملا نہیں۔ میں نے جواباً کہا کہ حرام کو حلال کہنا کفر ہے آپ لوگوں پر بیویاں طلاق ہو گئی ہیں کیا یہ مولوی صاحبان اس حکم میں آ گئے یا نہیں۔
(۳) میں نے ان مولوی صاحبان کو کہا کہ تمھارے پیچھے نماز نہیں ہوتی. بینوا اتوجروا
المستفتی: محمد یونس خٹک ضلع وتحصیل مردان ساولڈھیر......۲۶ رشوال ۱۴۰۵ھ

الجواب: (۱) اس نوعیت کے ختم پر اجرت لینا دینا مختلف فیہ ہے اور فتاویٰ ہندیہ میں جواز کو اصح قرار دیا گیا ہے حیث ذکر فیها واختلفوا فی الاستیجار علی قراءة القرآن علی القبر مدة معلومة قال بعضهم لا یجوز وقال بعضهم یجوز وهو المختار وکذا فی السراج الوهاج ﴿۲﴾ الهندیه ص ۴۶۱ جلد ۴) البتہ ہمارے اکابر محرم کو ترجیح دیتے ہیں۔
(۲) یہ طعام یا روپے اولاً ہدیہ ہیں اور حلال ہیں اور اگر ان کا اجرت لینا ناجائز تسلیم کیا جائے تو یہ حرام قطعی نہیں ہے کہ اس کا مستحل کافر ہو جائے ﴿۳﴾ ایسے بے علم آدمی پر ایسے فتویٰ دینے میں خود کافر ہونے کا خطرہ ہے۔
(۳) اس امام کے پیچھے نماز درست ہے یہ شخص بدعتی نہیں ہے البتہ سلفیہ لوگ مبتدعین ہیں۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ یہ الفاظ دعا سے کاٹنے پر کچھ نہیں ہوتا ہے۔ اور نہ یہ الفاظ دعا میں شامل کرنے سے کوئی قباحت لازم آتی ہے۔ یہ شریعت سے متصادم نہیں ہیں۔ اور نہ ان الفاظ کو کاٹنے والے پر شفاعت کے منکر کا فتویٰ دیا جا سکتا ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص ویسے ہی شفاعت کا انکار کرے۔ تو وہ کافر ہے۔ لما قال العلامه ابن نجیم ولا تجوز الصلاة خلف من ینکر شفاعة النبی ﷺ او ینکر الکرام الکاتبین او ینکر الرؤیة لانه کافر. (بحر الرائق ص ۳۴۹ جلد ۱ باب الامامة.) (از مرتب)
﴿۲﴾ فتاوی هندیه ص ۴۴۹ جلد مطلب الاستئجار علی الطاعات)
﴿۳﴾ قال ابن عابدین تنبیه، فی البحر والاصل من اعتقد الحرام حلالا فان کان حراما لغیره کمال الغیر لا یکفر وان کان لعینه فان کان دلیله قطعیا کفر والا فلا. (ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۳۱۱ جلد ۳ مطلب فی منکر الاجماع باب المرتد)

بزرگوں کے باتوں میں غلو کرنا

سوال : جناب مفتی صاحب! بعض لوگ بزرگوں کی باتوں میں غلو کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر کہ اللہ اللہ گوید اللہ شود تعالیٰ اللہ۔ اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: رحمٰن الدین عفی عنہ ہائی سکول شیرینگل دیر بالا......۲۳/ ذی قعدہ ۱۳۹۶ھ

الجواب : اس شخص کا یہ کلام جاہلانہ اور مشرکانہ کلام ہے اس کیلئے ضروری ہے کہ اس کلام سے واپس ہو جائے اور اصرار نہ کرے اور مقابل کیلئے چاہیے کہ افہام وتفہیم کرے۔ وھو الموفق

یا محمد لکھنا نہ مطلوب شرعی ہے نہ ممنوع شرعی

سوال : یا اللہ کے ساتھ یا محمد لکھنے کے متعلق کیا حکم ہے کیا ''یا'' حرف ندا حاضر وناظر کیلئے ہے کہ محمد ﷺ کے ساتھ لکھنا ممنوع ہے اس لکھنے کی وضاحت کی جائے۔؟

المستفتی: ہدایت خان بٹ خیلہ ملاکنڈ ایجنسی......۱۱/ نومبر ۱۹۷۴ء

الجواب : یا اللہ کے ساتھ یا محمد لکھنا نہ مطلوب شرعی ہے اور نہ ممنوع شرعی البتہ غیر اللہ کو حاضر وناظر ماننا یا عالم الغیب جاننا کفر جلی ہے اور اس لحاظ سے موہم الفاظ سے اجتناب مطلوب شرعی ہے۔ ﴿۱﴾ وھو الموفق

نداء لغیر اللہ ''یاحق چاریار''

سوال : ماقولکم اهل العلم رحمکم الله تبارک وتعالیٰ فی رجل اصابته مصیبة فاستغاث من الخلفاء الراشدین وناداهم حیث قال ''یا حق چاریار'' فهل تجوزهذه الاستغاثة والنداء علی عقیدة انهم من عبادالله الافضلین ویعلمهم الله تعالیٰ رجلا مصابانادیاثم ینصرونه بامداد الله تبارک وتعالیٰ ایاهم فی ازالة النوائب ودفع المصائب لان التاثیر لله العزیز الغالب وما هٰؤلآء اولو االکراما ة الا کامل الا وسائل المواهب حل المتاعب وسائر

﴿۱﴾ قال الشیخ محمد فرید مفتی اعظم پاکستان: غیر اللہ کو غائبانہ ندا کرنا پانچ قسم پر ہیں۔ (۱) کہ نبی وغیرہ کا کشف ہو جائے اور ندا کرے یہ جائز ہے۔ (۲) اس عقیدے کے ساتھ کہ فرشتے اس کو پہنچاتے ہیں صرف صلاۃ وسلام میں جائز ہے۔ (۳) اور اس خیال کے ساتھ کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پہنچا دیں موہم شرک ہے۔ (۴) عشق ومحبت کی وجہ سے حاضر اور مخاطب کی طرح نہ شرک ہے اور نہ موہم شرک۔ بلکہ معمول اور معروف ہے۔ (۵) اعتقاد علم غیب اور علم کلی کے ساتھ شرک جلی ہے۔ اور شعار اہل شرک اور اہل بدع سے اجتناب ضروری ہے۔ (مقالات ص ۲۰ غیر اللہ کو غائبانہ ندا کرنا) (از مرتب)

المشاکل کما ورد الشرع بالنداء لاولی الکرامات فی الفلاۃ حین اصابته نائبة من النائباۃ عباد اللہ اعینونی ام لا بل انما ھذا اشراک باللہ وما ورد من النداء فی الصلاۃ امر منصوصی فی مورد خاص للرجال الاقارب بالغیب اوالملئکة فلا سبیل للقیاس فلا یتعدی غیرہ من حادثات الناس فلیفد ناسائر الکرام نظرھم اللہ العلام کما نصرو االلہ تعالیٰ بالرد علی الواقعین فی ورطاۃ البدعاۃ والضلالاۃ والاثام مستدلین بما رأو فی الاجواف للوصول الی الاھداف مؤولین لصحاح الاحادیث ونصوص مجید الکتاب بالجواب الصریح الصواب وحرررد الجواب تحت الاسطار لیکون داعیا لدعاء برکاتھم فی حیاتھم ومما تھم مرور الدھور والاعصار والسلام علیکم وعلی من لدیکم یا ھُوَ لآءِ الاحرار.

المستفتی: مولوی خلیل اللہ باغ کیمپ نمبر۴ تحصیل مسلم باغ ضلع ژوب......۱۹۸۶ء/۹/۷

الجواب:النداء الی غیر اللہ اذا کان علی وجه اعتقاد انه یعلم الغیب ویقدر علی النفع والا ضرار فشرک جلی .بخلاف نداء التشھد علی اعتقاد ان الملائکة یبلغون الصلاۃ والسلام وبخلاف عباداللہ اعینونی فانه لم یثبت عند اھل الفن وعلی تقدیر الثبوت ارید منھم الکاتبون دون الارواح ودون الجن ودون رجال الغیب فان الاخیر من الاوھام والاولین من المحتملات لکن الاحتمال لا یدفع الشرک کما عند النکاح باشھاد اللہ ورسوله﴿۱﴾ فافھم. وللبسط موضع آخر .وھوالموفق

پنجتن پاک کا پانچ بتوں سے تشبیہ دینا

سوال:ایک خطیب نے اپنے تقریر کے دوران پنج تن پاک جن سے مراد حضور ﷺ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ، اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہیں کی پانچ بتوں سے تشبیہ دی جن کے نام انگلیوں پر شمار کئے کہ وداً، سواعا، یغوث، یعوق، نسراً۔ کیا ان کلمات سے یہ خطیب مرتد نہیں بن گیا ہے؟ کیا ایسا شخص امامت کا اہل ہے؟ جواب سے نوازا جائے۔

﴿۱﴾رجل تزوج امرأ ۃبشھادۃ اللہ ورسوله کان باطلاً لقوله ﷺ لا نکاح الا بشھود وکل نکاح یکون بشھادۃ اللہ وبعضھم جعلوا ذلک کفراً لانه یعتقد ان الرسول ﷺ یعلم الغیب وھو کفر. (فتاویٰ تتار خانیه موضوع علی الھندیه ص ۳۳۴جلد ۱ فصل فی شرائط النکاح)

المستفتی: محمد اصغر خان صاحب......۲/۹/۱۹۷۲ء

الجواب: اگر اس خطیب صاحب نے یہ کہا ہو۔ کہ شیعہ لوگوں نے ان پنجتن پاک کو معبود بنایا ہے جیسا کہ قوم نوح علیہ السلام نے ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر جو کہ صالحین تھے۔ (رواہ البخاری) اور یا انبیاء تھے۔ (رواہ ابن کثیر فی تفسیرہ) کو معبود بنایا تھا تو اس میں کوئی نفاق یا ارتداد یا بطلان عمل نہیں ہے۔ ﴿۱﴾ وھو الموفق

زلیخا کے بارے میں توہین آمیز کلمات کے استعمال کا حکم

سوال: اگر کوئی شخص زلیخا کے بارے میں یہ الفاظ استعمال کرے کہ وہ زانیہ اور فاحشہ عورت تھی تو اس شخص کا کیا حکم ہے کیا ان الفاظ سے وہ کافر نہیں بن جاتا ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: قاری بشیر احمد واپڈا اکیڈمی تربیلہ پروجیکٹ ہزارہ......۱۹ رمضان ۱۴۰۲ھ

الجواب: چونکہ قرآن و حدیث میں امرءۃ العزیز کے متعلق نہ یہ بیان موجود ہے کہ اس کا نام زلیخا تھا اور نہ یہ ذکر موجود ہے کہ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی نکاح میں آئی تھی لہٰذا محض اسرائیلیات کی وجہ سے ایسے بے دین اور فحاش شخص کو ہم اسلام سے خارج نہیں کہہ سکتے ہیں۔ ﴿۲﴾ خصوصاً جبکہ غلبہ حال کی وجہ سے حلت و حرمت سے ذہن خالی ہو گیا ہو۔ وھو الموفق

کسی غیر نبی پر نبوت، رسالت، ظل نبوت، بروزی نبوت غیر تشریعی اور مجازی نبوت کا اطلاق کرنا

سوال: لفظ نبوت یا نبی کسی غیر نبی پر استعمال کرنا شرعاً کیسا ہے اور ظل نبوت، بروزی نبوت، غیر تشریعی نبوت، مجازی نبوت وغیرہ اصطلاحات کو غیر میں استعمال کرنا کیسا ہے؟

المستفتی: صوفی انور خالد جھنگ......رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

الجواب: یہ اطلاقات ناجائز ہیں البتہ رسالت اور رسول کے متعلق کچھ توسع وارد ہے لیکن سد باب فتنہ کیلئے تضیق ضروری ہے۔ ﴿۳﴾ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامه حصکفی واعلم انه لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسنٍ. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ص ۳۱۶ جلد ۳ قبیل مطلب توبةالیاس باب المرتد)

﴿۲﴾ قال العلامه حصکفی واعلم انه لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن او کان فی کفره خلاف و لو کان ذلک روایة ضعیفة. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ص ۳۱۶ جلد ۳ قبیل مطلب توبةالیاس باب المرتد)

﴿۳﴾ قال العلامه سید احمد الطحطاوی فی هذا لمقام ان تقول امنت باللّٰه و بجمیع ما جاء من عند الله علی ما اراد الله تعالی به و بجمیع الانبیاء والرسل حتی لا یعتقد نبیه من لیس نبیا او عکسه. (الطحطاوی علی المراقی ص ۶ خطبه)

کسی عالم کے بارے میں کہنا ''کہ شیطان بھی عالم تھا''

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس شخص کے بارے میں جو کسی عالم کے بارے میں کہے کہ شیطان بھی عالم تھا اس نے بھی علم کیا ہے۔ کیا یہ کہنا درست ہے دوسرا یہ کہ کیا شیطان فرشتوں کا استاد تھا۔ وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: قاضی حبیب السلام پیر سباق نوشہرہ......۴/ذی قعدہ ۱۴۰۵ھ

الجواب: شیطان عارف تھا عابد تھا طاؤس الملائکہ تھا لیکن فرشتوں کا استاد نہ تھا ﴿۱﴾ کتب معتبرہ میں یہ نہیں پایا گیا ہے پس جو عالم یا عارف بےعمل ہو متکبر ہو اس کے متعلق یہ نسبت قابل اعتراض نہیں ہے ورنہ قابل اعتراض ہوگا۔ وھو الموفق

مہدیت کا دعویٰ کرنے والے شخص کا حکم

سوال: ایک شخص قوم آرائیں نے آج کل امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ کھلم کھلا شارع عام وغیرہ پر اعلان کرتا ہے میرے روبرو بھی یہی دعویٰ کیا ہے ایسے شخص کا شریعت محمدی ﷺ میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: مولوی تاج محمود ضلع مظفر گڑھ لیہ کروڑ......۱۹۷۲ء/۷/۳۰

الجواب: احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ امام مہدی کا نام محمد ہوگا اور والد کا نام عبداللہ ہوگا اور سید آل رسول ہوگا۔ اور بادشاہ ہوگا۔ (ھذہ الروایات فی الترمذی وابی داؤد) ﴿۲﴾ اور شائد کہ اس شخص میں ان علامات سے ایک بھی موجود نہ ہو۔ لہٰذا ایسے پاگل شخص سے اغماض کرنا چاہیے تاوقتیکہ فتنہ تک نوبت نہ پہنچی ہو۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامہ عمادالدین ابن کثیر کان من اشد ھم ای اشد الملائکۃ اجتھادًا و اکثر ھم علماً، کان من اشراف الملائکۃ من ذوالاجنحۃ الاربعۃ کان من اشرف الملائکۃ و اکرمھم قبیلۃً و کان خازنا علی الجنان کان لہ سلطان السماء الدنیا و کان لہ سلطان الارض و کان یسوس ما بین السماء والارض فعصی فمسخہ اللہ شیطاناً رجیما کان ابلیس رئیس ملائکۃ سماء الدنیا. (تفسیر ابن کثیر ص ۷۵ جلد ۱ سجود الملائکۃ لادم)

﴿۲﴾ عن عبداللہ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تذھب الدنیا حتی یملک العرب رجل من اھل بیتی یواطئی اسمہ اسمی. (جامع الترمذی ص ۴۶ جلد ۲ باب ما جاء فی المھدی ابواب الفتن) عن عبداللہ عن النبی ﷺ قال لولم یبق من الدنیا الا یوم قال زائدۃ لطوّل اللہ ذالک الیوم حتی یبعث رجلا منی او من اھل بیتی یواطئی اسمہ اسمی و اسم ابیہ اسم ابی زاد فی حدیث فطر یملأ الارض قسطًا و عدلاً کما ملئت ظلماً وجورًا وقال فی حدیث سفیان لا تذھب اولا تنقضی الدنیا حتی یملک العرب رجل من اھل بیتی یواطئی اسمہ اسمی قال ابوداؤد لفظ عمر و ابی بکر بمعنی سفیان. (سنن ابی داؤد ص ۲۳۹ جلد ۲ باب فی ذکر المھدی کتاب الفتن)

پیغمبران بیایئندھم (شفاعت) تسلیم نه کنم"کلمات کا حکم

سوال: چه فرمائند علماء دین دریں مسئله که سه چار نفر سفید ریش ویک عالم بطور جرگه پیش شخصے از جانب آخر که درمیان هر دو قدرے رنجش بود آمده بودند.برائے عذرومعذرت که اورامعاف کن مابطور جرگه نزد تو آمدیم .او در جواب گفت که شما تو شما هستید اگر پیغمبران علیهم السلام بیائند هم تسلم نه کنم (العیاذ بالله)پس اززروئے شرع شریف آں شخصے بایں لفظ بے ادبی گفتن مسلمان مانده یانه .واز اسلام بیرون شده است یا نه .ویا کدام تعزیر برائے او لازم است .بینواوتوجروا

المستفتی :عبداللہ نادان شہید نوشہرہ پشاور......۱۹۶۹ء/۹/۸

الجواب:عدم تسلیم مشورت وشفاعت پیغمبر علیه الصلاة والسلام نه کفر ست ونه گناه ست بلکه جائز است بدلیل حدیث صحیح رواه البخاری قال النبی ﷺ(بریره رضی الله عنها)لوراجعتیه فقالت یا رسول الله تامرنی قال انما اشفع قالت لا حاجة لی فیه﴿۱﴾.(بحواله مشکواة باب خیار الامة)فقط

نوٹ:ایں حکم دروقت اراده عدم اهانت ست ورنه تجدید ایمان ونکاح بعد از توبه لازم است .

عیسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھنا ارتداداورسنت رسول کی توہین کفر ہے

سوال:ایک شخص نے گواہاں کے روبروکہا(۱) کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھتا ہے۔(۲)انبیاءعلیہم السلام تمام گندے نطفے سے ہیں۔(نعوذباللہ)(۳)مسلمان جوختنہ کراتے ہیں وہ امریکہ اور برطانیہ کے ڈاکٹروں کے خیال میں صحیح نہیں اس لئے یہ نہیں ہونی چاہئے کیونکہ اس سے پیشاب کے جراثیم جاتے ہیں۔بیماری

﴿۱﴾ عن ابن عباس ان زوجَ بریرة کان عبداً یقال له مغیث کانی انظر الیه یطوف خلفها یبکی ودموعه تسیل علی لحیته فقال النبی ﷺ لعباس یا عباس الا تعجب من حب مغیثٍ بریرة و من بغض بریرة مغیثافقال النبی ﷺ لو راجعتیه قالت یا رسول الله ﷺ تأمرنی قال انما اشفع قالت فلا حاجةلی فیه.
(صحیح البخاری ص ۷۹۵ جلد۲ باب خیار الامة تحت العبد کتاب الطلاق)

پھیلتی ہے اور اسی وجہ سے مسلمان بیمار ہوتے ہیں کیا یہ سنت رسول کی توہین نہیں ہے؟

المستفتی: مولوی عزیز الرحمٰن صاحب خطیب پنڈی ...... ۲۹ ذی قعدہ ۱۴۰۴ھ

الجواب: یہ شخص مرتد اور سابی ہے اصرار کی صورت میں حکومت اس کو سزائے موت دے گا کیونکہ عرف عام کے بنا پر کسی پیغمبر کا کلمہ پڑھنا اس کی ملت کو اپنانے کا اعلان ہے اور مذہب اسلام کو چھوڑ کر نصاریٰ کا مذہب مختار کرنا ارتداد ہے نیز بعض حقائق بلاشک وشبہ استخفاف ہوتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کا استخفاف کفر ہے مثلاً اگر جج یا بڑے افسر وغیرہ کو کوئی کہے کہ تیرے والد نے اپنا آلہ تناسل تیری والدہ کی فلاں جگہ ...... ﴿۱﴾ نیز جب غیر مشہور سنت کی تخفیف کفر ہے تو ختنہ جیسی سنت جو کہ شعائر دین سے ہے کس طرح کفر نہ ہوگا۔ کما فی العالمگیری ص ۲۶۵ جلد ۲ (منها ما یتعلق بالانبیاء علیهم الصلاة والسلام) ولو قال این چه رسم است سبلت بست کردن ودستار بزیر کلو اور دن (ترجمه بالعربیه: ما هذه العادة تقصیر الشارب وارخاء الطیلسان تحت الرقبة) فان قال ذلک علی سبیل الطعن فی سنة رسول الله ﷺ فقد کفر کذا فی المحیط.

سوشلسٹ آدمی سے ترک موالات ضروری ہے

سوال: جو شخص سوشلزم کا حامی ہو تو اس کے ساتھ ترک موالات جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: نامعلوم

الجواب: واضح رہے کہ سوشلزم معیشت اسلامی سے متصادم ہے ان میں عملی طور سے توافق ناممکن ہے پس جو شخص سوشلزم پر یقین رکھتا ہو تو وہ درحقیقت اسلامی نظام کے موجب ترقی ہونے پر یقین نہیں رکھتا ہے ایسے شخص کے ساتھ ترک موالات جائز بلکہ عندالقدرت ضروری ہے۔ ﴿۲﴾ وهو الموفق

﴿۱﴾ فی الهندیه من لم یقر ببعض الانبیاء علیهم الصلاة والسلام او لم یرض بسنة من سنن المرسلین فقد کفر .... سئل عمن ینسب الی الانبیاء الفواحش کعزمهم علی الزنی و نحوه الذی یقوله الحشویة فی یوسف علیه السلام قال یکفر لانه شتم لهم واستخفاف بهم.

(هندیه ص ۲۶۳ جلد ۲ منها ما یتعلق با لانبیاء علیهم الصلاة والسلام)

﴿۲﴾ عن ابی امامه قال قال رسول الله ﷺ من احب لله و ابغض لله و اعطی لله و منع لله فقد استکمل الایمان رواه ابوداؤد و الترمذی. (مشکواة المصابیح ص ۱۴ جلد ۱ کتاب الایمان)

نظام اسلام کو فرسودہ کہنے کا حکم اور بے دین آدمی سے سیاسی جوڑتوڑ

سوال: اگر کوئی مسلمان اور صاحب عقل وہوش آدمی اعلان کرے کہ اسلامی نظام فرسودہ ہے تو اسلامی شریعت کی رو سے اس پر کونسی حد لگ سکتی ہے۔ نیز بے دین سیاسی پارٹی یا ایسے آدمی سے سیاسی تعاون اور سیاسی جوڑتوڑ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: ڈاکٹر عبدالمنان ایم بی بی ایس جنرل ہسپتال سمندری......۱۶/۱۱/۱۹۷۲ء

الجواب: اللہ تعالیٰ نے اسلامی نظام کو رحمت، نعمت اور موجب فلاح وترقی قرار دیا ہے للہٰذا اس کو فرسودہ نظام اور موجب تنزل کہنا کذب اور استخفاف ہے اور یہ قائل مرتد واجب القتل ہے اور سیاسی جوڑتوڑ جب حقیقی حربیوں کے ساتھ جائز ہے تو حکمی حربیوں کے ساتھ بطریق اولیٰ جائز ہوگا ﴿۱﴾. یدل علی کونه مرتداً ما فی ردالمحتار ماکان دلیل الاستخفاف یکفر به وان لم یقصد الاستخفاف ﴿۲﴾. وهو الموفق

روسی ایجنٹ اور دہری قسم کے لوگوں کا حکم

سوال: ہمارے علاقے میں بعض دھری قسم کے لوگ روس کے ایجنٹ اور تنخواہ دار ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ ان کے ساتھ بائیکاٹ جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ ہم نے ان کو سمجھانے کی بہت کوشش کی ہے۔

المستفتی: صوفی اسماعیل وزیرستان......۳/۵/۱۴۰۴ھ

الجواب: بشرط صدق وثبوت ان لوگوں سے روسیوں جیسا سلوک، مقاتلہ اور ترک موالات ضروری ہیں.

قال الله تعالیٰ ومن یتولهم منکم فانه منهم (سورة مائده) ﴿۳﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ قال ابن عابدین (قوله و مفاده جواز الاستعانة با لکافر عند الحاجة) ذکر فی الفتح ان فی سنده ضعفا وان جماعةقالوا لا یجوز لحدیث مسلم انه علیه السلام خرج الی بدر فلحقه رجل مشرک فقال ارجع فلن استعین بمشرک الحدیث وروی رجلان ثم قال وقال الشافعی رده علیه الصلاة والسلام المشرک والمشرکین کان فی غزوة بدر ثم انه علیه الصلاة والسلام استعان فی غزوة خیبر بیهود من بنی قینقاع و فی غزوة حنین بصفوان بن امیه و هو مشرک فا لردان کان لاجل مخبرًا بین الاستعانة وعدمها الخ
(ردالمحتار علی الدرالمختار ص ۲۵۷ جلد ۳ مطلب فی الاستعانة بمشرک)

﴿۲﴾ ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۳۱۱ جلد ۳ قبیل مطلب فی منکر الاجماع)

﴿۳﴾ (پ: ۶ سورة مائده ع: ۱۲ آیت: ۵۰)

سوشلزم کے معتقد کا حکم

سوال: سوشلزم کا معتقد کیا حکم رکھتا ہے؟

المستفتی: احسان الدین مظہر شمسی خان ضلع دیر ملاکنڈ ڈویژن

الجواب: جس شخص کے نزدیک سوشلزم موجب ترقی اور نظام اسلام موجب تنزل ہو فرسودہ نظام ہو تو اس شخص نے اپنے آپ کو خود اسلام سے خارج کیا ہے علماء اس کو کس طرح مسلمان کہیں گے۔ ﴿۱﴾ البتہ جس شخص نے خوف طمع قومیت کی وجہ سے معاونت کی ہے تو وہ منافق ہے کافر نہیں ہے۔ وھو الموفق

سوشلزم کے بارے میں ۱۱۵ علماء کا فتویٰ

سوال: بخدمت جناب شیخ الحدیث مولانا صاحب اور جناب مفتی صاحب دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک عرض یہ ہے کہ ہم نے جنگ اخبار کراچی میں سوشلزم کے خلاف ایک سو پندرہ (۱۱۵) علمائے کرام کا فتویٰ دیکھا۔ جس میں سوشلزم اور اس کے حامیوں کو کافر قرار دیا گیا ہے ان کے ساتھ تعاون اور چندہ دینا ہدم اسلام کے مترادف قرار دیا ہے لہٰذا عرض یہ ہے کہ اس فتویٰ کے متعلق آپ صاحبان کی رائے کیا ہے۔ بینوا و توجروا

المستفتی: محمد نذیر خان کھنہ ڈیرہ دیر ملاکنڈ ڈویژن......۱۳۸۹ھ

الجواب: سوشلزم کفر ہے اور کفار کا ایجاد شدہ ہے البتہ اگر کوئی شخص اس کی ایسی تشریح کرے جو کہ اصول اسلام سے متصادم نہ ہو تو اس کو کفر نہ کہا جائے گا۔ ﴿۲﴾ فقط

﴿۱﴾ قال العلامه علی قاری و کذا لو قال هذا زمان الکفر لا زمان کسب الاسلام ای کفر ان اراد انه ینبغی فی هذا ازمان کسب الکفر لا کسب الاسلام . بخلاف ما اذا اراد ان هذا زمان غلبة اهل الکفر و الجهل و ضعف کسب الاسلام و العلم .(شرح فقه الاکبر لملا علی قاری ص ۱۸۱ فصل فی الکفر صریحا و کناية)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین الکفر شئی عظیم فلا اجعل المومن کافرا متی وجدت روایة انه لا یکفر و فی الخلاصة وغیرها اذا کان فی المسئلة وجوه تو جب التکفیر ووجه واحد یمنعه فعلی المفتی ان یمیل الی الوجه الذی یمنع التکفیر تحسبنا للظن با لمسلم زاد فی البزازیة الا اذا صرح بارادة موجب الکفر فلا ینفعه التاویل وفی التتارخانیه لا یکفر بالمحتمل لان الکفر نهایة فی العقوبة فیستدعی نهایة فی الجنایة و مع الاحتمال لا نهایةو الذی تحرر انه لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن او کان فی کفره اختلاف ولو روایة ضعیفة فعلی هذا فا کثر الفاظ التکفیر المذ کورة لایفتی با لتکفیر فیها ولقد الزمت نفسی ان لا افتی بشئی منها . کلام البحر با ختصار . (ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۳۱۲ جلد ۳ مطلب ما یشک فی انه ردة لا یحکم بها)

اصول اسلام سے غیر متصادم مشرح سوشلزم کو کفر نہ کہا جائیگا

سوال: سوشلزم کے بارے میں ۱۱۳ علماء کرام نے جو کفر کا فتویٰ دیا ہے جناب مولانا مفتی محمود صاحب اکثر اپنے تقاریر میں فرماتے ہیں کہ فتویٰ دینے والوں میں سے ۱۱۰ کو تو ہم عالم ہی تسلیم نہیں کرتے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ تین کو تسلیم کرتے ہیں تو پھر ہم کس قول پر عمل کریں اور کس پر نہ کریں؟

المستفتی: طارق محمود مشن ہسپتال ٹیکسلا...... ۷ر جون ۱۹۷۰ء

الجواب: سوشلزم کفار کا ایجاد کردہ نظام ہے لہٰذا اس کا خلاف اسلام ہونا اور کفر ہونا ایک واضح حقیقت ہے لیکن اگر کوئی شخص سوشلزم کی ایسی تشریح کرے جو کہ اصول اسلام سے متصادم نہ ہو تو اس کو کفر نہ کہا جائے گا۔ ﴿۱﴾ فقط

اسلام اور سوشلزم متضاد نظام ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اسلام اور سوشلزم کے درمیان تضاد ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو توافق کی کوئی صورت نکل سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: سیف الرحمٰن پشاور یونیورسٹی...... ۱۹۶۹ء/۲/۹

الجواب: جو علماء صاحب بصیرت ہیں ان کے نزدیک اسلام اور سوشلزم میں ایسا تضاد ہے۔ ﴿۲﴾ جس کا رفع کرنا عملی طور سے ناممکن ہے اگرچہ زبانی طور سے آسان ہے۔ **وھو الموفق**

﴿۱﴾ قال العلامہ حصکفی واعلم انه لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن او کان فی کفره خلاف ولو کان ذلک روایة ضعیفة کما حرره فی البحر و عزاه فی الاشباه الی الصغری وفی الدرر وغیرها اذا کان فی المسئلة وجوه تو جب الکفر وواحد یمنعه فعلی المفتی المیل لما یمنعه ثم لو نیته ذلک فمسلم و الا لم ینفعه حمل المفتی علی خلافه .(الدر المختار علی هامش ردالمحتار ص ۳۱۲ جلد ۳ باب المرتد قبیل مطلب توبة الیأس مقبوله)

﴿۲﴾ (۱) اسلام اور سوشلزم کے تضاد کا مختصر خاکہ

اشتراکیت اور سوشلزم کا تصور بنیادی طور پر مادہ پرستانہ تصور ہے۔ اسکے مقابلے میں اسلام کا تصور مادہ پرستی سے بغاوت اور طریقہ الہامی اپناتا ہے (۲) اشتراکیت مادہ کی قدامت وانکار باری تعالیٰ پر مبنی ہے جبکہ اسلام وجود باری تعالیٰ قدامت باری تعالیٰ اور توحید باری تعالیٰ پر مبنی ہے۔ (۳) اشتراکیت کوئی مستقل اصول یا اقدار واخلاق نہیں رکھتا۔ بلکہ یہ بھی طبقاتی پیداوار ہے۔ اسکے مقابلے میں اسلام اخلاقی نقطہ نظر پر نظر کرتا ہے۔ (۴) اشتراکیت اچھے بھلے کی تمیز کیلئے عقل معیار بناتی ہے۔ اور اسلام اچھے برے کی تمیز کیلئے شریعت کو معیار بناتا ہے۔ کیونکہ عقل بہر حال ماحول واحوال سے متاثر ہوتی ہے۔ (۵) اشتراکیت نے فرد کو اجتماع ومعاشرے کا ایسا جزو بنایا۔ کہ اسکی انفرادی حیثیت ختم ہوگئی۔ اور اسلام انفرادی اور اجتماعی دونوں کی فکری تبدیلی سے اجتماعی تبدیلی لاتا ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

سوشلزم زندہ باداور شریعت مردہ باد کے نعرے کا حکم

سوال: سوشلزم زندہ باد کے نعرے لگانے والوں اور علماء پر سب وشتم کرنے والوں نیز شریعت مردہ باد کے نعرے لگانے والوں کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: ثناء اللہ جان کتوزئی پشاور

الجواب: جن سے شریعت مردہ باد کا نعرہ ثابت ہو نیز جن کے نزدیک شریعت فرسودہ اور نا قابل ترقی نظام ہو تو وہ بلاشک وشبہ خارج از اسلام ہیں توہین شریعت کفر ہے۔﴿۱﴾وھو الموفق

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ)(۶)اشتراکیت جبر وقوت اور خون ریز انقلاب پر یقین رکھتی ہے۔اور کہتے ہیں۔کہ اجتماع کی تبدیلی سے فرد خود بخود بدل جاتا ہے۔اور اسلام انسان کی اصلاح کیلئے ابتداء عمل وعقیدہ کی درستگی ضروری قرار دیتا ہے۔اور افراد کی فکری تبدیلی سے اجتماعی تبدیلی لاتا ہے۔(۷)اشتراکیت ریاست وقانون کو آلہ ظلم واستحصال کہتے ہیں ۔جبکہ اسلام اجتماعی زندگی کیلئے ریاست وقانون کو ضروری مانتا ہے۔اور دونوں کو اسلام کے تابع کرتا ہے۔(۸)اشتراکیت میں نہ معاشرتی مساوات ہے۔اور نہ معاشرتی جمہوریت اسکے مقابلے میں اسلام حقیقی و معاشرتی مساوات وحقوق کی حفاظت ،فرائض کی ادائیگی کا درس دیتا ہے۔(۹)اشتراکیت میں طبقاتی تصادم ایک اہم حقیقت ہے۔جبکہ اسلام مؤدت ،محبت ،اخوت ، مساوات ،عفت وعصمت ،تعاون باہمی ،اجتماعی تحفظ اور اجتماعی تکافل وتضامن کا درس دیتا ہے۔جو کہ بناء ہوامر بالمعروف ونہی عن المنکر پر۔(۱۰)اشتراکیت وسائل پیداوار کو ریاست کی تحویل میں لیتی ہے۔اس میں جبر کا تصور ہے۔ایک طبقے کا مکمل استحصال ہے۔اور حکمران طبقہ اس کی آمریت واستحصال کا بدترین نمونہ ہوتا ہے ۔جبکہ اسلام انفرادی ملکیت کا حق دیتا ہے۔آزادی کی جدوجہد وصرف وخرچ کی اجازت دیتا ہے۔لیکن شریعت کے حدود میں تاکہ اس سے حقوق اللہ اور حقوق العباد پائمال نہ ہوں۔(۱۱)اشتراکیت اختلاف درجات سے انکار کرتی ہے۔اور اسی بنیاد پر انسان جہد وعمل کا وہ محرک جو معاشرے کی ارتقاء کا ذریعہ ہوتا ہے۔اس پر جمود وتعطل طاری کرتا ہے۔جبکہ اسلام حق معیشت علی السویہ سب کو دیتا ہے۔لیکن اختلاف مدارج کے ہوتے ہوئے احتکار واکتناز سے انکار کرتا ہے۔یہ چند ظاہری تضادات جواحقر کا حاصل مطالعہ ہیں۔اس پر اکابرین نے پرمغز کتابیں لکھی ہیں۔ان کو مطالعہ کیا جائے۔خلاصہ یہ کہ

آن خدا نانے دھد جانے دھد............این خدا نانے دھد جانے برد (ازمرتب محمد وہاب منگلوری)

﴿۱﴾ قال ابن عابدین ان ما کان دلیل الاستخفاف یکفر بہ وان لم یقصد الاستخفاف لانہ لو توقف علی قصدہ لما احتاج الی زیادۃ عدم الاخلال بما مر لان قصد الاستخفاف مناف للتصدیق .(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ص ۲۱۱ جلد ۳ قبیل مطلب فی منکر الاجماع)

سوشلزم کے حامیوں سے معاشرتی مقاطعہ ضروری ہے

سوال: اگر ایک شخص پیپلز پارٹی میں ہو۔اور اس کا عقیدہ یہ ہو کہ اسلام دین حق ہے اور قانون اسلامی سے بھی منکر نہ ہو لیکن پارٹی کے وجہ سے بھٹو کے ساتھ ہو۔اور سوشلزم کو اچھا بھی نہیں مانتا ہو۔تو کیا یہ شخص کافر ہے یا مسلمان، اور ایسے شخص کیساتھ تعلقات رکھنا کیسا ہے؟ جواب سے نوازیں۔

المستفتی: محمد رکازالدین دیر...... ۱۹۷۷ء/۹/۵

الجواب: واضح رہے۔ کہ سوشلزم کافرانہ اور اسلام کے معاشی نظام سے متصادم نظام ہے پس اس کو موجب ترقی ماننے والا اور اسلام کو ناسازگار زمانہ ماننے والا کافر ہے۔﴿۱﴾ اور جس شخص کا یہ عقیدہ نہ ہو۔اور اس پارٹی میں داخل ہو تو یہ شخص اہل باطل کی معاونت اور اہل حق کی مخالفت کی وجہ سے منافق ہے کافر نہیں ہے اور اہل اسلام پر ضروری ہے کہ دونوں قسم کے لوگوں سے معاشرتی بائیکاٹ کریں۔**وھو الموفق**

خط وکتابت کے ذریعہ مرزائیت کا ثبوت

سوال: زید کافی عرصہ ربوہ میں رہ کر مرزائیوں سے تعلقات قائم کئے ہوئے ہیں ملازمت بھی کی ہے اور مرزائیوں کے ساتھ خط وکتابت میں یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ مرزائی ہے مثلاً اس نے اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے خط میں یہ کہا ہے کہ اگر میں مر جاؤں تو میری قبر ربوہ میں ہوگی۔اور مرزائیوں کی طرف سے تصدیق بھی ہو چکی ہے۔کہ تمھارے بھائی کی رکنیت فارم موصول ہو چکی ہے اور خوشی کا اظہار کیا ہے اور ساتھ ہی دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس علاقہ کو احمدیت سے منور فرماویں اور وہ تأویل کرتا ہے کہ ان خطوط میں احمدیت سے مراد محمدیت ہے تو ان حالات اور تأویل کے پیش نظر کیا اس شخص کی احمدیت میں کوئی شک باقی رہ سکتا ہے؟

المستفتی: ڈاکٹر عبدالجلیل کرم ایجنسی...... ۲۰/جنوری ۱۹۷۵ء

﴿۱﴾ قال العلامه علی قاری و کذا لو قال هذا زمان الکفر لا زمان کسب الاسلام ای کفر ان اراد انه ینبغی فی هذا الزمان کسب الکفر لا کسب الاسلام . بخلاف ما اذ اراد ان هذا زمان غلبة اهل الکفر و الجهل و ضعف کسب الاسلام و العلم .
(شرح فقه الاکبر للقاری ص ۱۸۱ فصل فی الکفر صریحاً و کنایة)

الجواب: اگراس شخص نے توبہ نہ کی ہوتو اس کو احمدی اور مرزائی کہا جائیگا۔ البتہ توبہ اور برأت کے بعد اس کو مرزائی کہنا ناجائز اور حرام ہوگا۔ فقط

رفع عیسیٰ الی السماء کا منکر کافر ہے

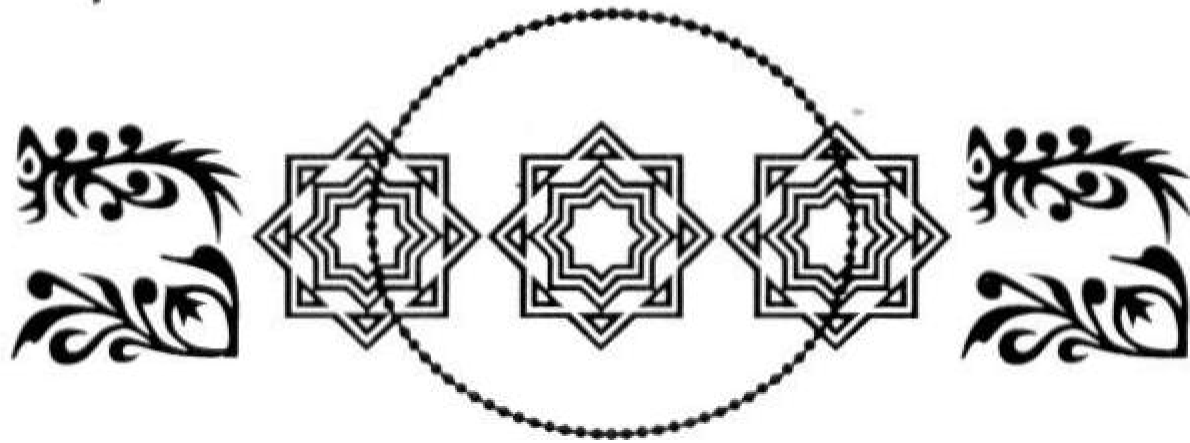
سوال: جو شخص یہ کہتا ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اب دوبارہ دنیا میں نہیں آئینگے۔ اور بل رفعه الله کا یہ معنیٰ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے درجات بلند کئے ہیں تو ایسے شخص کی امامت جائز ہے؟

المستفتی: عبدالحکیم راہی راولپنڈی......۱۵ر رمضان ۱۴۰۴ھ

الجواب: یہ شخص مرتد اور کافر ہے۔ اس کے پیچھے اقتداء باطل ہے۔ ﴿۱﴾ و هو الموفق

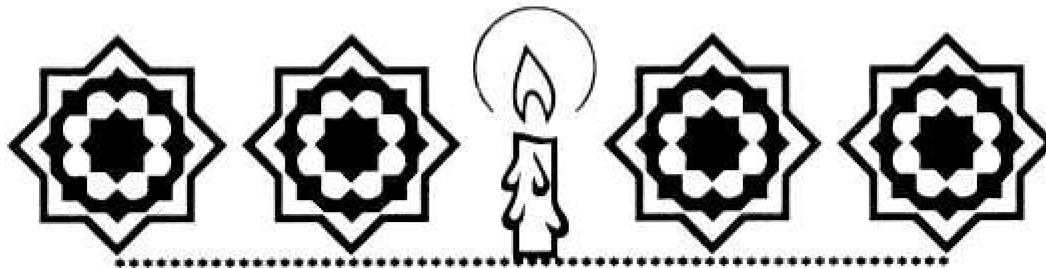
﴿۱﴾ قال العلامه ملاعلی قاری و خروج الدجال و یأجوج و مأجوج و طلوع الشمس من مغربها و نزول عیسیٰ علیه السلام من السماء کما قال الله تعالیٰ و انه ای عیسیٰ لعلم للساعة ای علامة القیامة و قال الله تعالیٰ و ان من اهل الکتب الا لیؤ منن به قبل موته ای قبل موت عیسیٰ علیه السلام بعد نزوله عند قیام الساعة .... حق کائن ای ثابت و امر قویم .

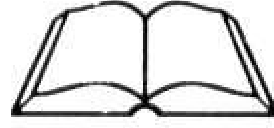
(شرح فقه الاکبر ص ۱۱۳ خروج الدجال و سائر اشراط الساعة حق)



اَلآ ان حزب اللّٰه

هم المفلحون ہ





کتاب الفرق

باب

فی الفرق الباطله





کتاب الفرق

باب فی الفرق الباطله

موجودہ دور کے عیسائی اہل کتاب نہیں ہیں

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جولائی ۱۹۷۹ءکوایک عیسائی رسالہ'' کلام حق'' گجرانوالہ سے شائع ہواتھا۔ کہ خداوندمسیح پرکلام کے نزول کا مسئلہ مسیحیوں کے ایمان میں شامل نہیں ہے۔ مسیحی ہرگزنہیں مانتے کہ آپ پرکوئی انجیل یا کلام نازل ہوا تھا۔ نیزاکہ مسیحیوں کا دعویٰ یہ ہرگزنہیں ہے۔ کہ خداوند مسیح پرانجیل ارامی، یونانی یاکسی زبان میں نازل ہوئی ۔ہے یہ سوال غلط ہے۔ وکلف اے سنگھ بحوالہ کلام حق جولائی ۱۹۷۹ء ص ۱۲۔ سوال یہ ہے کہ کیاموجودہ دور کے عیسائی اہل کتاب ہونگے یانہیں؟

المستفتی :اسلامی مشن سنت نگرلاہور......یکم رجمادی الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب :یہ عیسائی اہل کتاب نہیں ہیں بلکہ موجودہ زمانے کے اکثر عیسائی اہل کتاب نہیں ہیں کیونکہ پیغمبرعلیہ الصلاۃ والتسلیم کے زمانے میں ان کے جوغلط عقائد تھے یہ موجودہ عیسائی ان سے بھی منحرف ہیں اوراپنی طرف سے جب وہ کتاب کے سرے سے منکر ہیں تو اہل کتاب کس طرح ہوسکتے ہیں۔فقط

ذکری فرقہ کی خودساختہ خانہ کعبہ کاانہدام ضروری ہے

سوال: غیرمسلم فرقہ ذکریوں نے توہین وانکاررسالت ختم الانبیاءعلیہ السلام، انکارصلاۃ خمسہ کے علاوہ کوہ مراد پرایک مصنوعی کعبہ اورحوض کوثر کااختراع کیاہےاس مصنوعی کعبہ کاگرانا حکومت پاکستان یامسلمانوں پرفرض عین ہے یافرض کفایہ؟اگرچہ حکومت یہ کام نہیں کرتی۔ وضاحت فرمائیے؟

المستفتی :عبدالرحمٰن دارالعلوم ٹنڈوالہ یارحیدرآباد سندھ......۲رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

الجواب:مسلمانوں کی یہ پاکستانی حکومت یہ مستحسن اقدام نہیں کرتی ہے۔اوراگراہل اسلام ان کے

انہدام کاارادہ کریں۔تو مسلمانوں کی حکومت مرتدین اور کفار کے ساتھ ہوجاتی ہے۔اللہ تعالیٰ اسلامی حکومت قائم کریں۔کہ کعبہ یمانیہ کی طرح اس کعبہ کومنہدم کرے اور یاانہدام کنندہ گان کی اعانت کرے۔

موجودہ دور کے شیعہ کافر ہیں

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان شرع اس بارے میں کہ وہ کونسے عقائد ہیں۔جنکی وجہ سے شیعہ کی تکفیر کی جاتی ہےاور کیا جملہ شیعہ کافر ہیں یاجن کے عقائد کفریہ ہوں۔اور جوشیعہ تقیہ کے بناپرعقائد کفریہ سے منکر ہوں۔ ان کے ساتھ مجالست ومناکحت وغیرہ کا کیاحکم ہے؟

المستفتی: مزمل حسین تحصیل وضلع خوشاب......۱۹۹۰ء/۱۲/۲

الجواب: چونکہ موجودہ دور کے شیعہ صدیق اکبررضی اللہ عنہ کی صحبت اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی براءۃ سے منکر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بداءاور قرآن پاک میں کمی بیشی اور امامت کی نبوت پرفضیلت کلاً یابعضاً کے قائل ہیں لہٰذاان کے کافر ہونے میں شک نہیں ہے ﴿۱﴾ اور جولوگ ضروریات دین سے منکر نہ ہوں تو کافر نہیں ہوتے۔ایسے شیعوں کیساتھ نکاح حرام ہے۔ واللہ اعلم.

اہل تشیع کافر ہیں یامسلمان؟اور شیعی عورت سے نکاح

سوال: کیافرماتے ہیں علماءدین اس مسئلہ میں کہ شیعہ قوم کافر ہیں یامسلمان؟اور کیاسنی مسلمان کاشیعی عورت یاشیعی کاسنی عورت سے نکاح جائز ہے؟

المستفتی: جہاں دوران کرک کوہاٹ......۲۱رشوال۱۴۰۲ھ

الجواب: پاکستانی شیعہ اکثری طور سے کافر ہیں کیونکہ یہ ضروریات دین مثلاً نبوت محمدﷺ،صحبت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، براءۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے انکاری ہیں اور چونکہ یہ لوگ باوجوددعویٰ اسلام کےان ضروریات سے منکر ہیں لہٰذااس کفر کی وجہ سےان سے مسلمان عورت کا نکاح ناجائز ہے۔البتہ چونکہ یہ لوگ اہل کتاب سے اہون ہیں۔

﴿۱﴾ قال ابن عابدین نعم لا شک فی تکفیر من قذف السیدة عائشه رضی الله عنها او انکر صحبة الصدیق او اعتقد الالوهیة فی علی او ان جبریل غلط فی الوحی او نحو ذلک من الکفر ا لصریح المخالف للقرآن . (ردالمحتار ص ۳۲۱ جلد ۳ مطلب فی حکم سب الشیخین)

لہٰذا شیعہ عورت سے مسلمان کا نکاح ظاہراً جائز ہے۔﴿۱﴾ فلیراجع الی رد المحتار ص ۳۹۸ جلد ۳ . فقط

شیعوں کا حکم اور بہتر (۷۲) فرقے

سوال: (۱) شیعوں کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۲) بہتر فرقوں سے کیا مراد ہے؟ بینواوتوجروا۔

المستفتی: عبدالخالق امان کوٹ منگورہ سوات

الجواب: (۱) کفر کا دارومدار ضروریات دین سے انکار پر ہے۔ پس جو شیعہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو الٰہ یا پیغمبر مانتے ہوں یا عائشہ رضی اللہ عنہا کے قاذف ہوں یا کسی امام کیلئے علم کلی ثابت کرتے ہوں۔ تو وہ کافر ہیں۔ ورنہ مبتدع اور فاسق ہیں۔﴿۲﴾ (۲) بہتر فرقوں کے متعلق واضح رہے کہ یہ فرقے مدعی اسلام لوگوں میں بنیں گے﴿۳﴾ اور بنے ہیں اور بظاہر یہ عدد مستقبل قریب میں مراد ہے اگر چہ مطلق بھی درست ہے کیونکہ یہ فرق باعتبار عقائد کے ہیں بعض دیگر بعض سے عقائد میں جدا نہیں ہیں۔ فافهم . وهو الموفق

فرقہ اثنا عشریہ اور انکار ختم نبوت

سوال: شیعہ حضرات کا مشہور فرقہ جو ائمہ اثنا عشریہ کو آنحضرت ﷺ کی طرح مأمور من اللہ، مفترض الطاعۃ اور معصوم مانتے ہیں اور اسے اپنا بنیادی عقیدہ سمجھتے ہیں اور اصول دین کہتے ہیں۔ تو کیا اس عقیدہ کی وجہ سے جعفری اثنا عشریہ حضرات ختم نبوت کے منکر ہیں یا نہیں اس سلسلے میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی المسوی شرح موطاء

﴿۱﴾ قال ابن عابدين على انهم ليسوا بادنى حالاً من اهل الكتٰب بل هم مقرون با شرف الكتب الخ
(ردالمحتار ص ۳۱۴ جلد ۲ فصل فى المحرکات مطلب مهم فى وطءِ السرارى اللاتى ......)

﴿۲﴾ قال ابن عابدين و بهذا ظهر ان الرافضى ان كان ممن يعتقد الالوهية فى على او ان جبريل غلط فى الوحى او كان ينكر صحبة الصديق او يقذف السيدة الصديقه فهو كافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدين با لضرورة بخلاف ما اذا كان يفضل عليا او يسب الصحابه فانه مبتدع لا كافر الخ
(ردالمحتار ص ۳۱۴ جلد ۲ فصل فى المحرمات مطلب مهم فى وطءِ السرارى اللاتى ......)

﴿۳﴾ عن عبدالله بن عمرو قال قال رسول الله ﷺ ليأتين على امتى كما اتى على بنى اسرائيل حذو النعل بالنعل حتى ان كان منهم من اتى امه علانيه لكان فى امتى من يصنع ذلک و ان بنى اسرائيل تفرقت على ثنتين و سبعين ملة و تفترق امتى على ثلث و سبعين ملة كلهم فى النار الا ملة واحدة قالوا من هى يا رسول الله ﷺ قال ماانا عليه و اصحابى رواه الترمذى و فى رواية احمد و ابى داؤد عن معاوية ثنتان و سبعون فى النار وواحدة فى الجنة وهى الجماعة وانه سيخرج فى امتى اقوام تتجارىٰ بهم تلک الا هواء كما يتجارىٰ الكلب لصاحبه لا يبقىٰ منه عرق و لا مفصل الا دخله .
(مشكواة المصابيح ص ۳۰ جلد ۱ باب الاعتصام بالكتب والسنة)

مطبوعہ دہلی جلد دوم ص۱۱۰ بھی پیش نظر رہے " من قال ان النبی ﷺ خاتم النبوۃ ولکن معنی ھذا الکلام انہ لا یجوز ان یسمی بعدہ احد بالنبی واما معنی النبوۃ وھو کون الانسان مبعوثا من اللہ تعالیٰ الی الخلق مفترض الطاعۃ معصوماً من الذنوب فیما یری فھو موجود فی الا ئمہ بعدہ فذالک ھو الزندیق وقد اتفق جماھیر المتأ خرین من الحنفیۃ والشافعیۃ علی قتل من یجری ھذہ االمجری .

المستفتی: امیر زادہ خان سواتی جامعہ انوار القرآن آدم ٹاون نارتھ کراچی......۱۸ رمئی ۱۹۸۳ء

الجواب: یہ فرقہ اپنے کفر اور انکار ختم نبوت کو تاویلات بعیدہ سے چھپاتے ہیں یہ زنادقہ ہیں۔ والزندیق ھو ھذا عند اھل التحقیق. کما فی ردالمحتار ص ۴۱۰ جلد ۳ . ﴿۱﴾

کتاب "استخلاف یزید" کا مصنف شیعہ پرور ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس شخص کے بارے میں جس نے اپنے کتاب میں یہ باتیں لکھی ہوں (۱) رحمت خداوندی نے دستگیری کی۔امت صدیق اکبر کی بیعت پر متفق ہوگئی۔اگر بالفرض ان پر امت متفق نہ ہوتی۔اور بیعت خلافت کیلئے وہ تلوار اٹھاتے تو وہ بھی یقیناً ملوکیت ہوتی۔(استخلاف یزید ص ۵۳۴) (۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں "اگر بالفرض ایسا ہوتا۔یعنی شیعان علی ان کی نافرمانیاں کرتے۔تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شان میں کوئی کمی نہ ہوتی۔اور قوم کی شقاوت اور بدنصیبی ہوتی۔کہ اس نے امام برحق خلیفہ راشد کے اطاعت سے سرتابی کی ہے۔حضرت موسیٰ کلیم اللہ اگر قوم کی بدعنوانیوں سے تنگ آکر پکار اٹھتے ہیں کہ ربی انی لا املک الا نفسی و اخی تو بتایئے کہ ان کے نبوت میں کونسا فرق آیا. (استخلاف یزید ص ۵۲۹) (۳) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں "دوسری چیز جس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کو خلافت کے بانچ سے ہٹادیا ہے وہ بیت المال ہے......حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ

﴿۱﴾ قال ابن عابدین الذندیق فی لسان العرب یطلق علی من ینفی الباری ...... واما فی اصطلاح الشرع فالفرق اظھر لاعتبار ھم فیہ ابطان الکفر والا عتراف بنبوۃ نبینا ﷺ علی مافی شرح المقاصد لکن القیدالثانی فی الزندیق الاسلامی بخلاف غیرہ الخ

(ردالمحتار ص ۳۲۴ جلد ۳ کتاب المرتد مطلب الفرق بین الزندیق والمنافق والدھری)

میں یعنی عہد حکومت میں بیت المال خلفائے راشدین کے طریقہ پر نہ تھا'' (حوالہ بالا ص ۲۳۴)
(۴) ''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکام میں اکل اموال اور قتل نفس کی ایسی نا گوار صورتیں بھی ہیں جنہیں عبدالرحمٰن بن عبدرب الکعبہ باطل اور ناحق قرار دیتے ہیں'' ص ۲۳۷۔ (۵) محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں پورے ذخیرہ حدیث میں ایک روایت بھی صحیح نہیں ہے۔ ص ۱۱۸۔ کیا اس طرح کا شخص اہلسنۃ ہوسکتا ہے اور اہلسنت کے امامت کا حقدار ہے؟

المستفتی: مولانا عبدالسلام جامعہ اشاعۃ القرآن حضرو اٹک......۲۳ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

الجواب: یہ مؤلف شیعہ پرور معلوم ہوتا ہے اس نے غیر مستند تاریخی روایات کی وجہ سے مسلمہ اصول عدالت صحابہ رضی اللہ عنہم ﴿۱﴾ کو نظر انداز کیا ہے اور مستند روایات حدیثیہ کو اتباع ہوئی کی وجہ سے خود ساختہ قرار دیا ہے پس ایسا نیم شیعہ یا شیعہ پرور شخص اہلسنۃ والجماعت کی امامت اور خطابت کا اہل نہیں ہے. وھو الموفق

شیعہ لوگوں کے اموال چوری کرنا

سوال: یہاں بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اموال اہل تشیع بسرقۃ لینا جائز ہے اور کہتے ہیں کہ ہم نے یہ فتویٰ دار العلوم حقانیہ سے لیا ہے لیکن ان کے ساتھ کوئی تحریری ثبوت نہیں ہے اور شیعہ کہتے ہیں کہ یہ نا جائز ہے درمیان ہم اور آپ لوگوں کے معاہدہ ہے برائے مہربانی مسئلہ کی وضاحت فرمائیں؟

المستفتی: نا معلوم

الجواب: چونکہ شیعہ لوگ بعض اسلام میں داخل ہیں اور بعض اسلام سے خارج ہیں لیکن حربی نہیں ہیں لہٰذا ان کا مال لینا نا جائز ہے قال رسول اللہ ﷺ **لا یحل مال امرءٍ مسلم الاعن طیب قلبه** ﴿۲﴾ انتھی ۔ اور ذمی اور مصالح اور مستأمن کے مال کو غصباً لینا غدر اور حرام ہے۔ بے شک اگر حربی محض ہوں۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ﴿۳﴾ فقط

﴿۱﴾ قال ابن عابدين و سب احد من الصحابة وبغضه لا يكون كفراً لكن يضلل ...... و قال ابن ملک فی شرح المجمع و تردشهادة من يظهر سب السلف لانه يكون ظاهر الفسق ...... وقال الزيلعي او يظهر سب السلف يعنى الصالحين منهم و هم الصحابة والتابعون الخ (ردالمحتار ص ۳۲۱ جلد ۳ مطلب مهم فی حکم سب الشيخين)

﴿۲﴾ (مشکواة المصابيح ص ۲۵۵ جلد ۱ باب الغصب والعارية)

﴿۳﴾ قال ابن عابدين والغصب فی دارالحرب سبب يفيد الملک لانه استيلاء على مال مباحٍ غير معصومٍ فصار کالا دانة . (ردالمحتار ص ۲۷۱ جلد ۳ باب المستأمن)

ایک شیعی کے چند سوالات کے جوابات

سوال: میرے ایک شیعی دوست نے مجھ سے چند سوالات کئے ہیں اس کے جوابات اگر دئے جائیں۔ تو مطمئن ہونیکے ساتھ ساتھ مشکور رہونگا۔ سوالات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے دوسرے صاحبان اپنے آپ کو کس طرح خلیفہ قرار پائے؟

(۲) مشاورت میں علی رضی اللہ عنہ کے مقابل کس طرح دوسرے صاحبان اپنے آپ کو علی رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے خلافت کے اہل سمجھتے تھے؟ (۳) غدیر خم کے خطبہ میں رسالتمآب ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شان میں یہ فرمایا۔ کہ علی رضی اللہ عنہ کو مجھ سے ایسی محبت ہے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو ہارون علیہ السلام سے تھی فرق صرف یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں'' اس کے باوجود علی رضی اللہ عنہ دوسروں کے ہم پلہ قرار دئے جارہے ہیں۔ (۴) علی رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے ادنیٰ روایات کو کیوں لیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے طریقہ عبادت ہر دو فرقوں میں مختلف ہے یہاں جب میں نے ادنیٰ واعلیٰ کی تشریح چاہی تو ہمارے دوست نے کہا۔ کہ حدیث کے معاملے میں غلام پر کیوں اعتماد کیا جائے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد وغیرہ سے کیوں نہ پوچھا جائے؟

المستفتی: نصیر احمد صدیقی جدہ سعودی عرب......۱۹۸۵ء/۶/۳۰

الجواب: (۱)(۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جن کا اعتماد ہو۔ وہ یہ سوال غلط اور بے فائدہ قرار دیتے ہیں۔ خصوصاً جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نہ انتخاب لڑنے کیلئے کھڑے تھے۔ اور نہ کسی اکثریت نے ان کو نامزد کیا تھا۔ (۳) غدیر خم کے موقع پر حضور ﷺ نے فرمایا اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ رواہ احمد ۔﴿۱﴾ اور لفظ ''مولی'' کے متعدد معانی ہیں و منہا المحبوب و ھو المراد ھھنا دون الامامة والا لاشار الانصار الی امامتہ دون کون الامام منھم ولصار علی امیراً فی حیاتہ لعدم التقیید بما بعد الموت ولما امر رسول اللہ ﷺ با لکتاب حیث قال رسول اللہ ﷺ فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا ولا ویأبی اللہ والمومنون الا ابا بکر (رواہ مسلم)﴿۲﴾ وحدیث الاترضی ان تکون منی بمنزلة ھارون من موسی﴿۳﴾ معناہ التسلیہ عند التخلف من تبوک.

﴿۱﴾ (مشکواۃ المصابیح ص ۵۶۴ جلد ۲ باب مناقب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ)
﴿۲﴾ (مشکواۃ المصابیح ص ۵۵۵ جلد ۲ باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ)
﴿۳﴾ مشکواۃ المصابیح ص ۵۶۳ جلد ۲ باب مناقب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ)

(۴) دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دلیل کو ادنیٰ قرار دینا ﴿۱﴾ جہالت اور الحاد ہے۔

نوٹ: ان سوالات کے متعلق اردو اور عربی میں بہت سے تالیفات موجود ہیں ان کو اہل تشیع سے مناظرے کرنے والوں سے طلب کریں۔

فرقہ آغاخانیہ بلاشک وشبہ کافر اور خارج از اسلام ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ آغاخانی فرقہ آغاخان فاؤنڈیشن تنظیم کے نام سے تعمیر کے نام پر مختلف مقامات میں کثیر رقوم خرچ کر رہی ہے جس کے وجہ سے ضعیف مسلمانوں کے عقائد خراب اور آغاخانیت سے متاثر ہو رہے ہیں تو کیا مسلمانوں کیلئے اس میں شمولیت، ملازمت اور مالی فوائد حاصل کرنا جائز ہیں اس تنظیم کا مقصد مسلمانوں کے خلاف سیاسی ومذہبی برتری حاصل کرنا اور آغاخانیت کی پرچار کرنا ہے تفصیلی جواب سے نوازا جائے؟

المستفتی: قاری سعید الرحمٰن گلگت......۱۹ راکتوبر ۱۹۸۳ء

الجواب: فرقہ آغاخانیہ ضروریات دین سے انکار کی وجہ سے بلاشک وشبہ کافر اور خارج از اسلام ہیں ﴿۲﴾ ان سے موالات (دوستانہ تعلقات) حرام منصوصی ہے۔ لقوله تعالیٰ لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذلک فلیس من الله فی شئ الا ان تتقوا منهم تقاة. الآیه ﴿۳﴾ یہ فرقے اقلیت ہونے کی وجہ سے اور مذہبی دلائل سے محروم ہونے کی وجہ سے نہ سیاسی تحریک کی ہمت رکھتے تھے۔ اور نہ اپنی کفریات کی دعوت دینے کا ارادہ رکھتے تھے۔ موجودہ دور میں یہ فرقے اپنی کثرت زر کو دیکھ کر تنظیموں کے داموں میں بے علم اور کم علم لوگوں کو پھنسانا چاہتے ہیں اور اسی مکر وفریب سے سیاسی عروج اور دعوت میں کامیابی کا ارادہ رکھتے ہیں پس اسی بنا پر ان کے تنظیموں میں کوئی حصہ لینا اسلام دشمنی اور مداہنت ہے۔ ﴿۴﴾ وهو الموفق

﴿۱﴾ (عن عمر بن الخطاب قال سمعت رسول الله ﷺ یقول سألت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی، فاوحیٰ الی یامحمد ان اصحابک عندی بمنزلة النجوم فی السماء بعضها اقوی من بعض ولکل نور فمن اخذ بشئ مما هم علیه من اختلافهم فهو عندی علی هدی قال وقال رسول الله ﷺ اصحابی کالنجوم فبایهم اقتدیتم اهتدیتم . رواه رزین . (مشکوٰة المصابیح ص ۵۵۴ جلد ۲ باب مناقب الصحابة)

﴿۲﴾ قال العلامه ابن نجیم والکفر شرعاً تکذیب محمد صلی الله علیه وسلم فی شئ مما یثبت عنه ادعاؤه ضرورة. (البحر الرائق ص ۱۱۹، ج۵، باب احکام المرتدین)

﴿۳﴾ (پ:۳ سوره آل عمران ع:۱۱ آیت :۲۸)

﴿۴﴾ قال الله تعالی یا ایهاالذین آمنو لا تتخذوا عدوی و عدوکم اولیاء تلقون الیهم بالمودة وقد کفروا بما جاء کم من الحق.الایه (پ:۲۸ سورة الممتحنة ع:۱ آیت: ۱)

فرقہ اسماعیلیہ آغاخانیہ کے کفریات

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں ایک فرقہ ہے جسے اسماعیلیہ کہا جاتا ہے جو کہ پرنس کریم آغا خان کے متبعین ہیں یہ لوگ مسلمان ہونے کے دعویدار ہیں باوجود اس کے کہ ان کے عقائد مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اہل سنت کی مخالفت کرتے ہوئے مسجد کی جگہ (جماعت خانہ) کے نام پر معبد بنائے رکھے ہیں جہاں اپنی وضع کردہ مخصوص عبادات کرتے ہیں۔

(۲) عام مسلمانوں کی طرح نماز نہیں پڑھتے اور جو بھی پڑھتے ہیں وہ صبح وعصر ومغرب تک محدود رہتی ہیں۔

(۳) ابھی تک ان میں سے کسی ایک کا بھی حج بیت اللہ کرنا ثابت نہیں۔

(۴) زکواۃ اسلامی اصولوں کے مطابق ادا نہیں کرتے بلکہ ہر مہینہ امیر وغریب سے زکاتی کے نام چندہ جمع کر کے کسی خاص وقت پر بمبئی جو کہ آغا خان کا آبائی شہر ہے بھیجتے ہیں۔

(۵) روزہ کے پابند نہیں یعنی نہیں رکھتے، براہ کرم ان سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

المستفتی: (مولانا) عبیداللہ چترالی (شہید) متعلم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک......۸/۶/۲/۱۹۷۲ء

الجواب: فرقہ آغاخانیہ میں بہت سے کفریات موجود ہیں مثلاً آغا خان کی تصویر کی پرستش کرنا اور آغا خان میں خدائی کا حلول ماننا وغیرہ جو کہ مستفتی نے ذکر نہیں کئے ہیں لہذا ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا سلوک نہیں کیا جائے گا۔ ﴿۱﴾ مزید وضاحت کیلئے بوادر النوادر ص ۷۳۷ تا ۷۴۱ جلد ۲ کا مطالعہ کیا جائے۔ فقط

﴿۱﴾ قال الحصكفي و ينبغي ان يلازم الصغار فيما يكون بينه و بين المسلم في كل شئي و عليه فيمنع من القعود حال قيام المسلم عنده بحرويحرم تعظيمه و تكره مصافحته و لا يبدأ بسلام الا لحاجة و لا يزاد في الجواب على و عليك و يضيق عليه في المرو ر ويجعل على داره علامة وقال ابن عابدين و ان تعظيماً له فإن كان يميل قلبه الى الاسلام فلا بأس به .

(الدرالمختار مع ردالمحتار ص ۳۰۰ جلد ۳ مطلب في تميز اهل الذمة في الملبس)

آغاخان فاؤنڈیشن سے مالی تعاون لینا حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ہمارے علاقہ چترال میں اسماعیلیہ لوگ رہتے ہیں جو نماز، روزہ، زکواۃ اور حج کے منکر ہیں آغاخان کو پیش نما سمجھتے ہیں آج کل انہوں نے ایک فاؤنڈیشن قائم کر رکھا ہے جو پلوں، سڑکوں، راستوں اور پانی ٹیوب ویل وغیرہ کی تعمیر کرتے ہیں کیا ان سے یہ رقم لینا جائز ہے؟

المستفتی: قاضی عبدالرؤف، مولانا عبدالحلیم وغیرہ باشندگان چترال......۱۹۸۶/۲/۱۸ء

الجواب: واضح رہے کہ آغاخانیوں وغیرہ سے یہ تعاون حاصل کرنا حرام ہے یہ عوام کے تاثر، مداھنت اور طرفداری کا کامیاب حربہ ہے۔﴿۱﴾

لاہوری جماعت کفر واسلام کے درمیان معلق نہیں کافر ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ مرزائیوں کی لاہوری جماعت کفر واسلام کے درمیان معلق ہے یہ نہ ایک مدعی نبوت سے بالکل برأت ہی ظاہر کرتی ہے کہ اس کے افراد کو مسلمان قرار دیا جاسکے۔ نہ اس کی نبوت کا صاف اقرار ہی کرتے ہیں کہ اس کی تکفیر کی جاسکے ایسے شخص کے متعلق شریعت کی رو سے کیا فیصلہ ہے؟

المستفتی: عبدالکریم پتافی ڈیرہ اسماعیل خان......۲ر رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ

الجواب: چونکہ تمام لاہوری جماعت کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام یوسف نجار کا بیٹا ہے اور بغیر باپ کے پیدا نہیں ہوا ہے (**صرح به محمد علی لاهوری فی تفسیر بیان القرآن ص ۳۱۳ جلد ۱**) یہ ایک متواتر، قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ حقیقت ﴿۲﴾ سے انکار ہے جو کہ بلاشک وشبہ کفر ہے ﴿۳﴾ **فی الدر المختار ص ۶۸۴ جلد ۳ المراد بالتکذیب عدم التصدیق الذی مر انتهی** پس ان کو کفر اور اسلام

﴿۱﴾ قال الله تعالیٰ لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذلک فلیس من الله فی شئی الا ان تتقوا منهم تقاه . الایة

﴿۲﴾ قال الله تعالیٰ قالت ربی انی یکون لی ولد و لم یمسسنی بشر ۰ قال کذلک الله یخلق ما یشاء .الایه (پ: ۳ سورة ال عمران: ع: ۱۳ آیت: ۴۷)

﴿۳﴾ قال الحصکفی (الکفر) شرعاً تکذیبه ﷺ فی شئی مما جاء به من الدین ضرورة قال ابن عابدین قوله تکذیبه ﷺ الخ المراد بالتکذیب عدم التصدیق الذی مر ای عدم الاذعان والقبول لما علم مجیٔه به ﷺ ضرورة ای علماً ضرور یا لا یتوقف علی نظر و استدلال . (الدرالمختار مع ردالمحتار ص ۳۱۱ جلد ۳ باب المرتد مطلب فی منکر الاجماع)

کے درمیان معلق سمجھنا بلا شک وشبہ اعتزال ہے بلکہ اس شخص پرخوف کفر موجود ہے کیونکہ ضروریات دین سے منکر کا کفر امر اجماعی ہے اور یہ شخص اور جماعت اس سے منکر کو کافر نہیں سمجھتا ہے اور اجماع سے مخالفت کرتا ہے ولنعم ماقال العلامة الخيالى ان التأويل فى ماثبت بالضرورة لا يدفع الكفرا و كما قال فليراجع اور جن اکابر نے لاہوری جماعت کو کافر نہیں کہا ہے اور ان کو کافر نہ کہنے والے کو مسلمان کہا ہے تو شاید اس وقت ان کو لاہوری جماعت کے متعلق یہ تحقیق نہ پہنچی تھی۔ کہ یہ جماعت عیسیٰ علیہ السلام کے باپ پر قائل ہیں ورنہ یہ اکابر ضرور اس حکم سے رجوع کرتے۔ فقط

فقیہ النفس مفتی اعظم (محمد فرید عفی عنہ) شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ

مرزا قادیانی کو کافرانہ عقائد کے باوجود کافر نہ سمجھنے والے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ مرزا غلام احمد قادیانی جو بوجہ دعویٰ نبوت حقیقی وغیرہ پوری ملت اسلامیہ کے نزدیک کافر اور مرتد ہے اگر کوئی شخص یا جماعت غلام احمد قادیانی کو کافر نہ سمجھے بلکہ مسیح موعود، مہدی معہود، مامور من اللہ، ملہم، مجدد، محدث، امام زمان، ظل بروزی طور پر جزوی نبی مانتا ہو اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کا قائل نہ ہو بلکہ وفات مسیح کا قائل ہو جیسا کہ لاہوری پارٹی کا عقیدہ ہے تو اس شخص یا جماعت کا کیا حکم ہے، اگر مندرجہ بالا عقائد کے بناپر اگر وہ شخص یا جماعت کافر اور خارج از اسلام ہے۔ تو اگر کوئی شخص یا جماعت مندرجہ بالا عقائد رکھنے والے شخص یا جماعت کو کافر نہ سمجھے، تو اسی بناپر کافر کو کافر نہ کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: پیر مبارک شاہ ناظم جمعیۃ العلماء اسلام مردان ۱۹۶۹ء/۹/۷

الجواب: کافر کو مجدد ماننا اور اس کے کفریات کو تجدید دین ماننا بلا شک وشبہ کفر ہے۔ لہٰذا لاہوری پارٹی کے کافر ہونے میں کسی مسلمان کو تردد نہ کرنا چاہیئے۔ لاہوری پارٹی حیات عیسیٰ علیہ السلام سے منکر ہیں۔ اور تمام معجزات میں تحریفات کرتے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا مانتے ہیں۔

ملاحظہ ہو بیان القران مصنفہ محمد علی لاہوری۔ ﴿۱﴾ تو باوجود اس کے جو شخص یا جماعت ان کو کافر نہ مانیں تو

﴿۱﴾ (تفسیر بیان القران لمحمد علی لاهوری ص ۳۱۳ جلد ۱)

وہ اسلام سے خارج ہیں۔ ﴿۱﴾ اس کے پیچھے اقتداء کرنا، اس کے ساتھ نکاح کرنا، اس پر جنازہ پڑھنا غیر مشروع ہیں۔ والدليل على مامر انهم انكروا مما ثبت با لضرورة وبالاجماع و هو كفر و عدم تكفير الكافر يستلزم استحسان كفره لزوماً بيناً وهوا يضاً كفر . فقط

مرزا قادیانی کے ساتھ "علیہ اللعنت" کہنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ "بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ کسی کا نام لیکر کافر کہنا یا لعنت بھیجنا بڑا گناہ ہے۔ ہاں جن کا نام لیکر اللہ جل شانہ اور رسول اکرم ﷺ نے لعنت کی ہے یا ان کے کافر ہونیکی خبر دی ہے ان کو کافر ملعون کہنا گناہ نہیں۔ اس عبارت کے پیش نظر مرزا قادیانی کو کافر ملعون وعلیہ اللعنت کہنا جائز ہے؟

المستفتی: شاہ گئی نہاک درہ ضلع دیر......۲۳ رجولائی ۱۹۷۳ء

الجواب: محترم المقام السلام علیکم کے بعد عرض ہے کہ لعنت سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہمیشہ کیلئے دور ہونا ہوتا ہے جس کا لازمی معنیٰ خلود فی النار ہے اور اس سزا کا مستحق وہ شخص ہوتا ہے جس کا خاتمہ کفر پر ہوا ہو اور ہم ماسوائے ان اشخاص کے جن کے متعلق اللہ اور رسول ﷺ نے کافر ہونے کی خبر دی ہو جیسے ابلیس فرعون ابولہب وغیرہ اور کسی کے متعلق یہ فیصلہ نہیں کر سکتے ﴿۲﴾ کہ ان کا خاتمہ کفر پر ہوا ہے یا نہیں مختصر یہ کہ ہم منصوص کفار کے متعلق یہ فیصلہ کر سکتے ہیں جو کہ عند اللہ کافر ہیں اور اصولی کافر کے متعلق یہ فیصلہ نہیں کر سکتے جو کہ عند الشرع کافر ہیں بسا اوقات ایک شخص عند الشرع کافر ہوتا ہے لیکن عند اللہ وہ تائب ہو کر مرا ہوتا ہے۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق ملعون عند الشرع اور کافر عند الشرع کا اعتقاد رکھیں گے لیکن کافر اور ملعون عند اللہ کا فیصلہ نہ کرینگے۔

﴿۱﴾ قال العلامه ابن البزاز الكردري ان شاتمه كافر و حكمه القتل و من شك فى عذابه و كفره كفر قال الله تعالىٰ فيه ملعو نين اينما ثقفوا اخذوا و قتلوا تقتيلا سنة الله . الايه.
(الفتاوىٰ البزازيه ص ۳۲۲ جلد ۲ موضوع على هامش الهنديه الثانى فيما يكون كفراً من المسلم)

﴿۲﴾ قال ابن البزاز الكردرى اللعن على الشخص وان كان فاسقا لا يجوز بخلاف اللعن على الجنس كقوله تعالىٰ ان لعنة الله على الظالمين و قوله عليه السلام لعن الله فى الخمر عشرة الخ
(فتاوىٰ بزازيه على هامش الهنديه ص ۳۴۴ جلد ۲ الحادى عشر فيما يكون خطاء)

مرزائی لوگ اہل کتاب نہیں مرتد ہیں

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین کہ مرزائی اہل کتاب کہلا سکتے ہیں اور مرزائی عورت ایک عیسائی عورت کی سی حیثیت رکھتی ہیں؟ پھر جب کہ ایک مرزائی عورت گونگی ہے۔ اوراس صورت میں وہ مذہبی عقائد کو سمجھ بھی نہیں سکتی۔ اس صورت میں نکاح ہوسکتا ہے؟

المستفتی: نامعلوم......۱۹۹۸ء/۲۲/۸

الجواب: مرزائی لوگ مرتد ہیں، نہ اہل کتاب ہیں اور نہ اہل اسلام ہیں مرتد کے ساتھ نکاح درست نہیں ہے خواہ مرد ہو یا عورت۔ ﴿۱﴾ اور گونگی سے بذریعہ اشارات کے معلومات ہوسکتی ہیں اور اگر اشارات سے معلومات نہ ہوسکتی ہوں۔ تو اس کو مرزائی کہنا غلط ہے۔ صرف نسب کی وجہ سے مذہب متعین نہیں ہوسکتا ہے۔ والمسئلة من الواضحات فلا حاجة الى نقل العبارات . وهو الموفق

غلط فہمی کی وجہ سے قادیانی کو مسلمان کہنے والے کا حکم

سوال: ایک شخص اگر غلط فہمی کی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کو اعلیٰ مسلمان کہا کرے۔ اور کہدے کہ اس پر کفر کا فتویٰ غلط ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔ من صلیٰ صلواتنا و استقبل قبلتنا الخ پھر اس سے سوشل وسماجی بائیکاٹ کیا گیا اور عقیدہ بالا سے رجوع کر لیا تو کیا یہ تجدید نکاح کرے گا یا نہ؟ اور یہ اعلان کرے گا یا نہ؟

المستفتی: قاری یوسف ڈھانال سنگھ شیخوپورہ

الجواب: چونکہ یہ شخص غلط فہمی کی وجہ سے مرزا کو مسلمان قرار دینے والا تھا لہٰذا اس پر تجدید نکاح ضروری نہیں ہے اگر چہ بہتر اور احوط ہے۔ ﴿۲﴾ البتہ اگر اس نے اس عقیدہ کا اظہار علی الاعلان کیا ہو۔ تو براءت بھی علی الاعلان کرے گا. ان سر فسراً وان جهر فجهراً . وهو الموفق

مرزائیوں سے تعلقات رکھنا ممنوع ہیں

﴿۱﴾ قال العلامه ابن نجيم ولا ينكح مرتد او مرتدة احداً ...... ولامرتده لا يتزوج المرتدة مسلم ولا كافر ولا مرتد . (بحرالرائق ص ۲۰۹ جلد ۳ باب نكاح الكافر)

﴿۲﴾ قال العلامه ابن البزاز الكردرى وما كان فى كونه كفراً اختلاف يؤمر قائله بتجديد النكاح والتوبة احتياطا وما كان خطاء لايؤمر الا بالاستغفار والرجوع عنه .

(فتاوىٰ بزازيه ص ۳۲۲ جلد ۶ موضوع على هامش الهنديه مقدمه فيما يكون كفراً من المسلم و مالا)

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ فرقہ مرزائیت کا کفروارتداد عقلاً ونقلاً نیمروز کی طرح روشن اورواضح ہو چکا ہے تو اس صورت میں اہل اسلام کے فرقے مرزائیت کے ساتھ حدود شرعیہ میں رہتے ہوئے کس حدتک ان کے ساتھ معاملات و برتاؤ کر سکتے ہیں مرزائیوں کی دعوتیں ان کے ساتھ کھانا پینا، کاروبار، لین دین حتیٰ کہ ان کیساتھ نشست وبرخاست وغیرہ مسائل پر روشنی ڈال کرحوصلہ افزائی فرمائیں۔

المستفتی: محمد عبدالعزیز علوی ملتان......۲۲/۷/۱۹۷۸ء

الجواب: چونکہ مرزائی لوگ صاحب منعہ ہیں پاکستان کی فوج اور پولیس ان کی مدافعت کیلئے ہروقت تیار رہتے ہیں لہٰذا ان لوگوں پر مستأمن یا ذمی کے احکام جاری ہونگے یعنی ان سے نکاح اور مدارات کے متعلق اور ان کے ساتھ تعلقات قائم رکھنا اگر چہ بذات خود ممنوع نہیں ہیں لیکن عوارض خارجہ کی وجہ سے ممنوع ہیں۔﴿۱﴾ یہ لوگ اہل اسلام کے اکھاڑنے کے مواقع کو تلاش کررہے ہیں۔و هو الموفق

مرزائیوں کے قادیانی اورلاہوری دونوں گروپ کافر ہیں

سوال: (۱) ایک شخص مرزائیوں کو کافر نہیں کہتا۔اس کی یا اس کی ہمنواؤں کی حمایت یا انکی اقتداء میں نماز کا کیاحکم ہے؟ (۲) ایک شخص مرزائیوں کے قادیانی گروہ کو کافر کہتا ہے مگر لاہوری گروہ کو کافر نہیں کہتا۔اسکی اقتداء میں نماز کا کیاحکم ہے۔اوران کے ساتھ سیاسی اتحاد کرنے والوں کے بارے میں کیاحکم ہے؟

المستفتی: محمد حمزہ پرنس گارڈن کراچی نمبرا

الجواب: (۱) اس شخص پر کفر کا شدید خطرہ ہے﴿۲﴾ اس کے پیچھے اقتداء نہ کرنا ضروری ہے (۲) اس پر بھی کفر کا شدید خطرہ ہے ایسا سیاسی اتحاد کرنا جس میں مرزائیوں کو اکثریت میں داخل کرنے کا حیلہ موجود ہو الحاد اور زندقہ ہے۔﴿۳﴾ فقط

﴿۱﴾ قال الحصکفی و ینبغی ان یلازم الصغار فیما یکون بینه وبین المسلم فی کل شئی و علیه فیمنع من القعود حال قیام المسلم عنده بحر و یحرم تعظیمه و تکره مصافحته و لا یبدأ بسلام الا لحاجة ولا یزاد فی الجواب علی و علیک و یضیق علیه فی المرور و یجعل علی داره علامة وقال ابن عابدین وان تعظیما له فان کان لیمیل قلبه الی الاسلام فلابأس به . (الدرالمختار مع ردالمحتار ص ۳۰۰ جلد ۳ مطلب فی تمیز اهل الذمة فی الملبس)

﴿۲﴾ قال العلامه ابن البزاز الکردری الجاهل اذا تکلم بکلمة ولم یدرک انها کفر قال بعضهم یکفر و قیل لا الیٰ ان قال الا رتداد لانه معنی یتفرد المرتد ...... ان شاتمه کافر و حکمه القتل ومن شک فی عذابه و کفره کفر قال الله تعالیٰ فیه ملعو نین اینما ثقفوا اخذوا و قتلوا تقتیلا سنة الله . الایة (فتاویٰ بزازیه علی هامش الهندیه ص ۳۲۱ ، ۳۲۲ جلد ۶ فیما یکون کفراً من المسلم وما لایکون) .

﴿۳﴾ (یدل علیه ما فی رد المختار ص ۳۲۴ مطلب فی الفرق بین الذ ندیق و المنافق والدهری و الملحد)

مرزاغلام احمد قادیانی کافر ہے

سوال: مسٹر غلام احمد قادیانی کافر ہے یا نہ۔ نیز اگر کافر ہے تو کس بنا پر۔ اگر کوئی اس زمانے میں مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد یا مسلمان مانے۔ تو وہ کافر ہے یا نہ؟ مرزا کو کافر نہ ماننے والے کی جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہ؟ عام مسلمانوں کے مقبرہ میں ایسے شخص کا دفن کرنا جائز ہے یا نہ؟ اور تعزیت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: ملک نعمت اللہ خان سکنہ کمر کلہ بنوں......۱۸ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ

الجواب: مرزا غلام احمد آنجہانی دعویٰ نبوت وغیرہ کی وجہ سے کافر ہے مرزا غلام احمد کے مکتوبات پر نظر ڈالنے کے بعد یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اس نے بہت سے ضروریات دین سے انکار اور دین میں تحریف کی ہے۔ لہٰذا اس کو مسلمان یا مجدد اعتقاد کرنا (باوجود اس کے کفریات پر عمل کے) کفر ہے۔ ﴿۱﴾ اور اس پر جنازہ نہ پڑھنا ضروری ہے۔ ﴿۲﴾ اور اس کے مسلمان رشتہ دار کے پاس تعزیت کیلئے جانا جائز ہے ﴿۳﴾ اور اس کو مقابر مسلمین میں دفن نہ کرنا ضروری ہے ﴿۴﴾ یدل علیه ما فی الهندیة ص ۱۷۷ جلد ۱ و فی تعزیة الکافر با لمسلم احسن الله عزاک و غفر لمیتک و فی تعزیة الکافر بالکافر اخلف الله علیک و فی شرح الکبیر ص ۵۰۲ مات للمسم قریب کافر لیس له ولی من الکفار یغسله غسل الثوب النجس و یلفه فی خرقة ویحفر له حفر ة و یلقیه فیها من غیر مراعاة السنة ....هذا کله اذا لم یکن کفره بالا ارتداد اما لو کان مرتداًیلقیه فی حفرة کا لکلب دفعاً لا ذی جیفته عن الناس من غیر غسلٍ ولا تکفین ولا یدفعه الی اهل الدین الذی انتقل الیه .﴿۵﴾ فقط

﴿۱﴾ قال ابن عابدین قوله و تمامه فی الدرر حیث قال نقلاً عن البزاز یه وقال ابن سحنون المالکی اجمع المسلمون ان شاتمه کافر و حکمه القتل ومن شک فی عذابه و کفره کفر ..... المراد بها ما قبل التوبة . (ردالمحتار ص ۳۱۷ جلد۳ مطلب فی حکم ساب الانبیاء)

﴿۲﴾ فی الهندیه الصلوة علی الجنازة ..... و شر طها اسلام المیت و طها رته. (هندیه ص ۱۶۲ جلد ۱ الفصل الخامس فی الصلوة علی المیت)

﴿۳﴾ (هندیه ص ۱۶۷ جلد ۱ قبیل الفصل السابع فی الشهید)

﴿۴﴾ ویکره ان یدخل الکافر فی قبر قرابته المسلم لید فنه(بحرالرائق ص ۱۹۱ جلد۲ فصل السلطان احق بصلاته)

﴿۵﴾(غنیة المستملی ص ۵۵۵مسائل متفرقه)

قادیانی پر لعنت بھیجنا

سوال: کسی مجلس میں مرزا غلام احمد قادیانی پر لعنت بھیجنا کیسا ہے؟

المستفتی: فقیر محمد خان ...... یو، کے لندن

الجواب: چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی عند اہل الشرع یعنی قانونی اور اصولی کافر ہے منصوصی کافر نہیں۔ لہٰذا منصوصی کفار جیسا لعنت اس پر نہ کہا جائیگا۔ البتہ بطور تنفیر اور تذلیل لعنت بھیجنا منع نہ ہوگا۔ ﴿۱﴾ فقط

قادیانیت کے خلاف قومی اسمبلی کے متفقہ فیصلہ کے بارے میں ماہنامہ الحق کا سوالنامہ

سوال نامہ: (۱) آئینی فیصلہ کے بارے میں آپ کے تاثرات کیا ہیں؟

(۲) کیا اس فیصلہ کے بعد ہماری ذمہ داری ختم ہوگئی ہے؟

(۳) ملک و بیرون ملک قادیانی فتنہ کے سیاسی اور دینی اثرات کیا ہیں؟

(۴) ایسے مہلک اثرات کے تعاقب کا طریقہ کار اور لائحہ عمل کیا ہوسکتا ہے؟

المستفتی: .... ایڈیٹر ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

الجواب: (۱) قومی اسمبلی کے قادیانی فیصلہ سے ان کا خارج از اسلام ہونا تمام عوام اور تعلیم یافتہ طبقہ پر روز روشن کی طرح واضح ہوگیا اس سے ان کے حوصلے پست ہو گئے اور مجبوراً وہ اب اپنے ارادوں میں

﴿۱﴾ قال العلامه محمد عبدالعزیز الفرهاری ان اللعن ثلثة اقسام احدها اللعن با لوصف العام الوارد فی الشرع نحو لعن الله الكفار و اليهود و هذا جائز حتى انه قد صح فى بعض الصغائر كقوله عليه الصلواة والسلام لعن الله الواشمات والمستوشمات .... ثانيها اللعن على الشخص المعين الذى صح موته على الكفر باخبار الشارع كفرعون و ابى جهل و ابليس و هو جائز ثالثها على شخص لم يعلم موته على الكفر و هو لا يجوز سواء كان حيا او ميتا و كان بحسب الظاهر مؤمنا او كافرالجواز ان يوفق الله سبحانه الكافر للاسلام الخ

(النبراس شرح شرح العقائد ص ۳۳۲ اللعن على يزيد خلاف التحقيق)

ترمیم کریں گے، اس فیصلہ سے ان کی تبلیغ واشاعت اور عوام کو پھسلانے کے ہتھکنڈے کافی حد تک بیکار اور ختم ہو جائیں گے۔

(۲) یہ مسئلہ اگر چہ کاغذی طور پر تو حل ہو گیا ہے لیکن عملی طور پر ابھی تک حل طلب ہے۔ کیونکہ قادیانیوں نے ابھی تک اسے تسلیم نہیں کیا۔ تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ حکومت سے اس فیصلے کو عملاً نافذ کرائیں ورنہ دنیا اور آخرت میں انتقام کے خطرات درپیش ہیں۔

(۳) (۴) قادیانیوں کے اثرات ختم کرنے کیلئے مناسب یہ ہے کہ اس فیصلہ کی ہر زبان اور ہر حکومت میں اشاعت کی جائے، اور ہر مسلمان حکومت ان کو قانونی طور پر غیر مسلم قرار دے اور اسلامی ممالک کے مشترکہ وفود غیر مسلم حکومتوں کو خبردار کریں اور انہیں مسلمانوں سے جداگانہ حقوق دینے کا مطالبہ کریں۔ وهو الموفق

قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم او صیکم بتقوی اللّٰہ
والسمع والطاعة وان كان عبداً حبشياً
فانه من يعش منكم بعدى فسيرىٰ
اختلافاً كثيرا فعليكم بسنتى و سنة
الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها
و عضوا عليها بالنواجذ و اياكم و
محدثات الامور فان كل محدثة بدعة
وكل بدعة ضلالة ۔ ﴿الحديث﴾


باب
فی الفرق الاسلامیه

باب فی الفرق الاسلامیه

حزب اللہ پارٹی کے دونوں بھائی ملحد ہیں

سوال: ایک شخص ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی اپنے کتاب ''توحید خالص'' پہلی قسط میں لکھتے ہیں۔ ''پھر یہ حلول کا عقیدہ ابن سبا کے ماننے والوں نصریہ کیسانیہ قرامطہ اور باطنیہ سے ہوتا ہوا صوفیا کے اندر داخل ہوگیا۔ اور یہاں پہنچ کر وہ اصلی برگ لایا الخ ص ۳۴۔ اور اس کتاب کے ص ۸۵ پر لکھا ہے۔ کہ دوسری صدی سے لیکر چودھویں صدی تک صوفیاء کرام نے لکھ کر کہا ہے۔ کہ '' یہ سارے حضرات جن کا ذکر کیا گیا۔ دین الحاد کے علمبر دار تھے۔ اور آج جو دین اسلام کے نام سے اس دنیا میں پایا جاتا ہے۔ وہ انہی حضرات کا ایجاد کردہ دین ہے۔'' پھر ص ۱۱۲ پر لکھتا ہے۔ کہ '' آج تک کوئی صوفی ایسا نہیں گزرا۔ جو الحادی نہ ہو۔'' تو اسطرح باتیں لکھنے اور کہنے والے کا کیا حکم ہے۔ اور ان کی پارٹی حزب اللہ میں شمولیت وغیرہ کیسی ہے؟

المستفتی: مولوی عبد المقدس جلبئی صوابی......۵ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

الجواب: حزب اللہ پارٹی کے دونوں سربراہ ڈاکٹر عثمانی اور پروفیسر کمال ملحد ہیں۔ ﴿۱﴾ عوام اور نیم علم لوگوں کو علماء راسخین سے بدظن کرنا ان لوگوں کا شیوہ ہے۔ نیز دینی مرکز پر حملے بھی کررہے ہیں۔ ان کے اس رویہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ کمیونسٹوں اور دہریوں کے ایجنٹ ہیں۔ تمام اہل اسلام پر ضروری ہے۔ کہ ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ نے قرآن وحدیث کی جو تشریحات کی ہیں۔ اس کو ان ملحدین کی تشریح کی وجہ سے متروک نہ کریں ﴿۲﴾ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

﴿۱﴾ قال ابن عابدین والملحد و هو من مال عن الشرع القویم الیٰ جهة من جهات الکفر من الحد فی الدین حاد و عدل الخ (رد المختار ص ۳۲۴ جلد ۳ مطلب الفرق بین الزندیق و المنافق والدهری و الملحد)

﴿۲﴾ عن عمران بن حصین قال قال رسول الله ﷺ خیر امتی قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم ان بعدهم قوماً یشهدون ولا یستشهدون و یخونون ولا یؤتمنون و ینذرون ولا یفون و یظهر فیهم السمن و فی روایة و یحلفون ولا یستحلفون متفق علیه و فی روایة لمسلم عن ابی هریرة ثم یخلف قوم یحبون السمانة . (مشکواة المصابیح ص ۵۵۴ جلد ۲ باب مناقب الصحابة الفصل الاول)

حزب اللہ ایک گمراہ پارٹی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ آجکل ایک خاص گروہ حزب اللہ نامی علماء دیوبند اور بڑے بڑے اکابر علماء کو کافر اور مشرک کہنے سے دریغ نہیں کرتے۔ان لوگوں کے متعلق آپ صاحبان کا کیا خیال ہے ؟

المستفتی: دین محمد نیو سلطان روڈ آدم جی نگر کراچی......۲۸ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ

الجواب: حزب اللہ پارٹی ایک گمراہ پارٹی ہے۔﴿۱﴾ یہ لوگ چاہتے ہیں۔کہ خیر القرون ﴿۲﴾ کے ائمہ اربعہ نے وحی کی جو تشریح کی ہے۔اس کو چھوڑ کر شر القرون کے ایک ڈاکٹر اور پروفیسر کی تشریح کو اپنائیں۔جبکہ یہ بے دینی اور بد دینی ہے۔فقط

اس دور کے اہل حدیث اہل بخاری ہیں اہل حدیث نہیں

سوال: ہمارے علاقہ بالاکوٹ میں جماعت اہل حدیث والوں نے ایک مسجد تعمیر کرائی ہے۔اب اختلافی چیزیں سامنے آ گئی ہیں۔مثلاً رفع الیدین امین بالجهر فاتحه خلف الامام وغیرہ۔اہل حدیث لوگ بخاری شریف اور مسلم شریف کے احادیث اور حوالے دیتے ہیں۔جبکہ ہمارے مقامی علماء کوئی حدیث پیش کرنے کے پوزیشن میں نہیں ہیں۔لہٰذا آپ صاحبان احادیث اور کتابوں کے حوالے لکھ کر روانہ کریں۔تا کہ انکا جواب ہو سکے۔

المستفتی: عبد الغفور کاغان روڈ بالاکوٹ......۹/۸/۱۹۷۸ء

الجواب: محترم المقام۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد واضح رہے۔کہ رفع الیدین وغیرہ مسائل فیصلہ شدہ مسائل ہیں۔آپ علم دین حاصل کر کے ان مخالفین کو رام کریں۔یا کسی مناظر کو پنڈی یا گوجرانوالہ سے بلا

﴿۱﴾ قال ابن عابدين و قال ابن ملک فی شرح المجمع و ترد شهادة من يظهر سب السلف لانه يكون ظاهر الفسق وقال الزيلعي او يظهر سب السلف يعني الصالحين منهم و هم الصحابة والتابعون لان هذه الاشياء تدل على قصور عقله و قلة مروأته ومن لم يمتنع عن مثلها الخ (رد المختار ص ۳۲۱ جلد ۲ مطلب مهم فی حكم سب الشيخين)

﴿۲﴾ عن عمر قال قال رسول الله ﷺ اكرموا اصحابي فانهم خياركم ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يظهر الكذب حتى ان الرجل الخ الحديث (مشكواة المصابيح ص ۵۵۴ جلد ۲ باب مناقب الصحابة الفصل الثانی)

کرانہیں خاموش کریں۔صرف فتاویٰ اور رسالوں سے مقابلہ کرنا ایک دشوار کام ہے۔موجودہ زمانہ کے اہل حدیث اہل حدیث نہیں ہیں۔اہل بخاری ہیں۔ان کا رام کرنا معمولی کام ہے۔﴿۱﴾ وھو الموفق

مسلک اہل حدیث اختیار کرنا اور اہل حدیث کی اقتداء

سوال : ایک حنفی کیلئے جو نہ علم قرآن رکھتا ہے۔اور نہ علم حدیث بلا دلیل حنفیت چھوڑنا اور مسلک اہل حدیث اختیار کرنا کیا حکم رکھتا ہے۔(۲) ایسے اہل حدیث جو مسلک حنفی پر جرح قدح کرتے ہیں۔کیا ان کے پیچھے حنفی کی اقتداء درست ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: محمد اقبال ڈینٹل ٹیکنیشن تربت...... ۲۷ رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب :(۱) ائمہ اربعہ جو خیر القرون کے لوگ تھے۔﴿۲﴾ قرآن اور حدیث کی وضاحت اور تشریح کرنے والے ہیں۔تو ان کی وضاحت اور تشریح چھوڑنے والا اور شوکانی وغیرہ کی تشریح قبول کرنے والا یا اہل ہوی ہے۔اور یا بہت بڑا جج ہے۔(۲) جو اہل حدیث (جو درحقیقت اہل ہوی یا اہل بخاری ہیں۔) ائمہ اربعہ میں سے کسی کو گالیاں دیتے ہوں۔تو ان کے پیچھے اقتداء نہ کرنا چاہیئے۔﴿۳﴾

﴿۱﴾ قال الشیخ العلامه مفتی اعظم محمد فرید دامت بر کاتهم . ناواقف لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔کہ اہل حدیث قال اللہ اور قال الرسول پر عمل کرتے ہیں اور مقلدین قال ابوحنیفہ اور قال الشافعی پر عمل کرتے ہیں لیکن یہ خیال غلط ہے ہر امام نے یہ تصریح کی ہے کہ حجت قرآن اور حدیث ہے۔اور قرآن و حدیث کے مقابلے میں رائے لینے کا شدید رد کیا ہے۔یہ ائمہ وحی کے باعتبار عبارت، اشارت، دلالت اور اقتضاء کے شارحین ہیں شارعین نہیں ہیں یہ ہمارے اساتذہ ہیں ارباب نہیں ہیں۔مشترک اور مجمل کا مراد ظاہر کرتے ہیں تعارض دفع کرتے ہیں اور جو حکم ظاہراً وحی میں موجود نہ ہو تو اس کا استنباط کرتے ہیں اور ان امور کو اہل حدیث بھی محتاج ہیں...... مناسب یہ ہے کہ یہ لوگ ایک مثال پیش کریں جس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے رائے کی وجہ سے حدیث کو ترک کیا ہو بعض لوگوں کے دماغ میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے احادیث بخاری و مسلم میں نہیں ہیں۔اور اہل حدیث کے احادیث مسلم و بخاری میں ہیں جو اصح الکتب ہیں اور پھر بخاری شریف اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔لیکن یہ خیال اصول کے خلاف ہے کیونکہ حجت حدیث ثابتہ ہے۔نہ صرف بخاری شریف۔ہم اہل حدیث ہیں نہ اہل بخاری بے شک امام بخاری بڑا امام ہے امیر المؤمنین فی الحدیث ہے۔اور صحیح بخاری اصح الکتب بعد کتاب ہے۔لیکن یہ بات نہ قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں۔اور نہ خیر القرون میں کسی نے کہا ہے بلکہ شر القرون کے بعض ائمہ نے کہا ہے تو اہل حدیث سے تعجب ہے کہ اس مقولہ پر اعتماد کرتے ہیں یہ اہل حدیث کے ساتھ مناسب نہیں۔ہمارے مقلدین کے ساتھ مناسب ہے (و تمامه فی المقالات ص ۱۳۳ تتمه لمفتی اعظم شیخ الحدیث مفتی محمد فرید دامت بر کاتهم) (از مرتب)

﴿۲﴾ عن عبد الله ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی ﷺ قال: خیر الناس قرنی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بریلوی کافر ہے یا نہیں

سوال: بریلوی فرقہ کا کیا حکم ہے۔کافر ہے یا نہیں؟

المستفتی: جاوید احمد چوک یادگار پشاور

الجواب: یہ بریلوی فرقہ کافر نہیں ہے۔البتہ جو شخص انبیاء علیہم السلام کی بشریت سے منکر ہو۔﴿۱﴾ یا غیر اللہ کیلئے تسلط غیبی اور علم کلی مانتا ہو۔﴿۲﴾ تو وہ کافر ہے۔وھو الموفق

فرقہ مودودیہ اور پنجپیریہ میں فرق اور امامت

سوال: ما الفرق بین الفرقة المودودية والپنجپيرية في الاعتقادات والاعمال . هل یجوز الاقتداء خلفهم وترويج عقائدهم ؟

المستفتی: عبداللہ متعلم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ۱۹۸۵ء/۳/۴

الجواب: الفرقة المودوديةمتهمون بانكار عصمة الانبياء وعدالة الصحابة والتقليد الشخصي والتصوف المعروف.﴿۳﴾ بخلاف الفرقة السلفيه فافهم فانهم ينكرون التوسل بالصالحين

(بقیہ حاشیہ) ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم اقوام ...سبق شهادة احدهم يمينه و يمينه شهادته. (مختصر صحيح البخاری ص ۲۵۹ جلد۲ کتاب الشهادات باب لا يشهد على شهادة جور اذا اشهد)

﴿۳﴾ قال العلامه ابن عابدين و مما يزيد ذلک وضوحا ما صرحوا به فی كتبهم متونا و شروحا من قولهم ولا تقبل شهادة من يظهر سب السلف...... وقال ابن ملک فی شرح المجمع وترد شهادة من يظهر سب السلف لانه يكون ظاهر الفسق...... وقال الزيلعی او يظهر سب السلف يعنی الصالحين منهم و هم الصحابة والتابعون لان هذه الاشياء تدل على قصور عقله و قلة مروأته الخ (ردالمختار ص ۳۲۱ جلد ۳ مطلب مهم فی حكم سب الشيخين)

﴿۱﴾ قال العلامه الوسی فلو قال شخص أومن برسالة محمد ﷺ الىٰ جميع الخلق لكن لا ادری هل هو من البشر اومن الملائكة او من الجن اولا ادری هل هو من العرب او العجم فلا شک فی كفره لتكذيبه القران و جحده ما تلقته قرون الاسلام خلفا عن سلف و صار معلوما بالضرورة عند الخاص والعام ولا اعلم فی ذلک خلافا...... فان جحده بعد ذلک حكمناه بكفره انتهىٰ. (روح المعانی ص ۱۷۸ جلد ۳ سورة آل عمران آیت: ۱۶۴)

﴿۲﴾ قال ابن عابدين والذی يدعی ان له صاحبا من الجن يخبره عما سيكون والكل مذموم شرعاً محكوم عليهم و على مصدقهم بالكفر و فی البزازيه يكفر بادعاء علم الغيب...... و فی التتار خانيه يكفر لقوله انا اعلم المسروقات او انا اخبر عن اخبار الجن اياى...... واما ما وقع لبعض الخواص كالانبياء والاولياء بالوحی او الالهام فهو باعلام من الله تعالىٰ فليس مما نحن فيه...... وحاصله ان دعوى علم الغيب معارضة لنص القران فيكفر بها الا اذا اسند ذلک صريحا او دلالة الىٰ سبب من الله تعالىٰ كوحی او الهام. (ردالمختار ص ۳۲۵ جلد ۳ مطلب فی دعوىٰ علم الغيب) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

وغیر ذالک .فمن وجداماماً صحیح الا عتقا دغیر ملحد فلیقتد به والا فالا قتداء با هل البد ع الغیر المکفر ة یصح ﴿۱﴾ولا ینبغی ان یجعلو هم ائمة المسا جد ، و هو المو فق

فرقہ پنجپیر یہ کےعقائدفرقہ سلفیہ نجدیہ کےعقائد ہیں

سوال :جناب مفتی صاحب بعض علماءاپنے آپ کوحقانیہ اور دیوبند کےطرف نسبت کر کے حقانی اور دیوبندی کہتے ہیں۔اور پھر وہابی اور پنجپیری عقائد کےسخت پابند ہوتے ہیں۔سوات،دیراورکوہستان میں ایسے افراد بہت ہیں۔ان لوگوں کےمتعلق ہمیں فتویٰ دیجئے۔کہ پنجپیری لوگ کیسے ہیں؟

المستفتی :عبدالرحیم طوروی یارحسین مردان......یکم رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ

الجواب:فرقہ پنجپیر یہ کےعقائدفرقہ سلفیہ نجدیہ کےعقائد ہیں۔اورمزید برین آنکہ اپنے مزعومات کےاثبات کیلئےقرآن اوراحادیث میں تاویلات بعیدہ کرتے ہیں۔جن کومن وجہ تحریف سے مسمّٰی کرنا بلاشک غلط نہیں ہے۔فقط

پنجپیری لوگ سلفی اورمتشدد ہیں

سوال:آج کل ایک فرقہ ہے۔جسے پنجپیری کہتے ہیں۔شریعت کےروسے یہ لوگ کیسے ہیں؟

المستفتی :ارشدعلی پڑانگ چارسدہ......۱۹۹۰ء/۳/۱۵

(بقیہ حاشیہ)﴿۳﴾اس پراکابرعلماءامت نےمختلف کتابیں لکھی ہیں. فلیراجع الیها .

(۱)فتنہ مودودیت للشیخ محمدذکریامہاجرمدنی (۲)صراط مستقیم للشیخ لدھیانوی

(۳)مودودی خمینی بھائی بھائی۔ (۴)علماءحق کی مودودی سےناراضگی کےاسباب۔للشیخ احمدعلی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔

(۵)صراط مستقیم ،سبیل المؤمنین للشیخ عبدالسلام نوشہروی۔(۶) مودودی مذہب للقاضی مظہرحسین چکوال

(۷) مودودی عقائداوردستور للشیخ حسین احمدمدنی شیخ الحدیث بدارالعلوم دیوبند

(۸)حضرت امیرمعاویہ اورتاریخی حقائق بجواب خلافت ملوکیت (محمدتقی عثمانی)

﴿۱﴾ قال الحصكفی و یکفر ه تنزیها امامة عبد .... و مبتد ع ای صاحب بدعة و هی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعا ندة بل بنو ع شبهة .

(رد المختار ص ۴۱۴ جلد ۱ مطلب البدعة خمسة اقسام باب الامامة)

الجواب: یہ سلفی لوگ فروعی مسائل ﴿۱﴾ کی وجہ سے اہل اسلام کی تکفیر کرتے ہیں۔ان کی متشددانہ رویہ سے اجتناب ضروری ہے۔

پنجپیری لوگوں سے ترجمہ پڑھنا کیسا ہے

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک حاجی صاحب نے اپنے گاؤں کے ایک عالم سے لفظاً قرآن مجید اول سے آخر تک پڑھا ہے۔بعدازاں حضرت مولانا شیخ التفسیر والحدیث مولانا عبدالہادی صاحب شاہ منصوری کیساتھ ترجمہ قرآن مجید کیا ہے۔اور کچھ کتابیں بھی دارالعلوم سے پڑھی ہیں بعدازاں اس نے پنجپیر میں ترجمہ قرآن مجید کیا۔اب صرف پنجپیر کا معتقد ہے۔اوراپنے گاؤں کے قرآنی استاذ اور حضرت مولانا شیخ التفسیر والحدیث جناب عبدالہادی صاحب اوراسی طرح دارالعلوم حقانیہ کے استاذوں اور مدرسین کا نہایت بے ادب وعیب گویا وبدگویا ہے۔تو علماءحق کا ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے۔اور مسجد میں اپنے قرآنی استاذ کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا ہے۔اور اسے بدعتی کہتا ہے۔دوسرے طرف اکیلے نماز پڑھتا ہے۔

(۲) پنجپیر کے معتقدین اور متعلقین سے ترجمہ کرنا اور سیکھنا سننا کیسا ہے۔

المستفتی: جملہ ساکنان اضاخیل بالانوشہرہ......۱۹۶۹ء/۲/۶

الجواب: یہ شخص فرقہ سلفیہ نجدیہ کا عقیدہ رکھتا ہے۔اوراپنے مخصوص شیخ کی طرح عقوق کے جرم میں مبتلا ہے۔اور جماعت ترک کرنا فسق اور نفاق ہے۔﴿۲﴾ (۲) چونکہ یہ لوگ اپنے نجدیت کے اثبات کیلئے بعید بعید معنی کلام الٰہی کے کرتے ہیں۔جو کہ من وجہ تحریف ہے۔لہٰذا ان سے قرآن نہیں پڑھنا چاہیئے۔

ور ہما از جہان شود معدوم۔کس نہ آید بزیر سایہ بوم۔فقط

﴿۱﴾ کالدعاء بعد السنة والدعاء بعد الجنازة وحيلة الاسقاط ، والتوسل با الذوات الفاضله والاعمال الصالحه و زيارةالقبور ، والاجرة على ختم القران وطعام اهل الميت وغيرها كما يفهم من كتبهم .

﴿۲﴾ قال ابن عابدين قوله نظام الالفة بتحصيل التعاهد با للقاء في اوقات الصلوات بين الجيران الى ان قال قوله قال الزاهدى ارادوا با لتاكيد (الجماعة)الوجوب اخذاً من استدلالهم با لاخبار الواردة بالوعيد الشديد بترك الجماعة و في النهر عن المفيد الجماعة واجبة وسنة لوجوبها با لسنة .

(ردالمحتار ص ۴۰۸ جلد ۱ مطلب في تكرار الجماعة في المسجد باب الامامة)

ایک وہابی مولانا کے تقریر کی وضاحت

سوال : آپ صاحبان کو معلوم ہے کہ آجکل وہابیوں کی ناگفتہ بہ الفاظ لاؤڈ سپیکروں پر نشر ہو رہے ہیں جن کی وجہ سے ہمارا علاقہ نہایت پریشان ہے ہمارے ہاں مولانا کے تقریر کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں۔
(۱) حضور ﷺ لوگوں کو گالیاں دیتے تھے۔ العیاذ باللہ یعنی حضور ﷺ کو گالی کی نسبت کی ہے۔ (۲) وظللنا علیکم الغمام و انزلنا علیکم المن و السلوی کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ "جتنے تفاسیر نے تیار بٹیروں یعنی بھنے ہوئے کا ترجمہ کیا ہے وہ سب غلط ہے جھوٹ بولتے ہیں خدا اتنا فارغ نہیں کہ وہ لوگوں کو تیار کھانا دیں نہ وہ فارغ تھا۔" (۳) جمعہ کی رات سورۃ ملک پڑھنا عمل صالح نہیں ہے۔ اور وہ اسماعیل یقینی طور دوزخ جائیگا۔ (۴) اپنے آپ کو وہابیوں اور اصحاب کا نسبت کرتے ہیں اور غیر وہابیوں کو مشرک کہتے ہیں۔ (۵) ہر وہ نیک عمل جس کو رسول اللہ ﷺ نے پاس نہیں کیا ہو اس کا بدلہ نہیں ملے گا۔ آیا ایسا شخص اسلام سے خارج تصور نہ کیا جائے؟ اگر جواب نفی میں ہو تو کیا اس کے پیچھے نماز درست ہے؟

المستفتی: اہالیان تہکال پشاور

الجواب : (۱) پیغمبر علیہ السلام نے مسلمانوں کو گالیاں دینے سے منع فرمایا ہے۔ حیث قال سباب المسلم فسوق۔ ﴿۱﴾ اور کافر کا سب غرض صحیح کے بناء پر جائز ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لاتطع کل حلاف مهين هماز مشآء بنميم مناع للخير معتد اثيم۔ ﴿۲﴾ (۲) بھنے ہوئے بٹیر کا نازل ہونا غیر تحقیقی بات ہے لھذا اس سے انکار کرنے والا شخص مسلمان ہے۔ (۳) اس کی یہ بات کہ یقیناً دوزخ جائے گا۔ یقیناً غلط ہے۔ خاص شخص کے متعلق ہو یا عام ہو۔ اور سورۃ الملک کا لیلۃ الجمعۃ سے تخصیص کرنا فقہاء کے اصول سے مخالف ہے۔ ﴿۳﴾ (۴) یہ غلو ہے جو حرام اور بدعت ہے۔ ﴿۴﴾ (۵) ٹھیک اور درست ہے۔ ﴿۵﴾ اور ہر وہ عمل جس کو وہابیوں اور نجدیوں نے پاس نہ کیا ہو گا ثواب نہ ملے گا غلط ہے۔ فقط جو اہل حدیث اس معہود شخص جیسے غالی ہیں تو ان کے پیچھے اقتداء مکروہ ہے۔

﴿۱﴾ (مشکواۃ المصابیح ص ۴۱۱ جلد ۲ باب حفظ اللسان والغیبة والشتم)
﴿۲﴾ (پ: ۲۹ سورۃ قلم رکوع: ۱ آیت: ۱۰، ۱۱، ۱۲)
﴿۳﴾ قال ابن نجیم ولان ذکر اللہ تعالی اذا قصد به التخصیص بوقت دون وقت او بشئ دون شئ لم یکن مشروعاً حیث لم یرد الشرع به (بحر الرائق ص ۱۵۹ جلد ۲ باب العدین)
﴿۴﴾ عن ابی ذر انه سمع النبی ﷺ یقول لایرمی رجل رجلاً بالفسوق ولا یرمیه بالکفر الا ارتدت علیه ان لم یکن صاحبه کذالک (صحیح البخاری ص ۸۹۳ جلد ۲ باب ماینهیٰ من السباب واللعن)
﴿۵﴾ عن عائشة رضی اللہ عنها قالت قال رسول اللہ ﷺ من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهورد۔ متفق علیه (مشکواۃ المصابیح ص ۲۷ جلد ۱ باب الاعتصام بالکتاب والسنة)

ایرانی شیعہ اور نجدی لوگ

سوال: ہمارے ہاں ایک پاکستانی ہے۔ جن کا تعلق پنج پیری گروہ سے ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تمام ایرانی مشرک اور کافر ہیں کیا ہم انہیں مشرک اور کافر کہہ سکتے ہیں؟

المستفتی: ضیاء الرحمٰن اصفہان جمہوری اسلامی ایران ۲۶/جون ۱۹۸۴ء

الجواب: نہ تمام ایرانی لوگ شیعہ ہیں اور نہ تمام مشرک۔ اور نہ تمام شیعہ کفار اور مشرکین ہیں۔ ﴿۱﴾ البتہ نجدی لوگ تمام کے تمام متشدد ہیں۔ وهو الموفق

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق وضاحت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کہتا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی حنبلی مذہب والے تھے اور وہ پکے مسلمان تھے ہاں اس کے مزاج میں جلال ضرور تھا جبکہ بکر کہتا ہے کہ وہ ضال اور گمراہ تھا تو اس کے متعلق وضاحت چاہیے کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کیسے شخص تھے؟

المستفتی: شاہ محمد مدرسہ فیض العلوم ضلع پشین بلوچستان......۲۲/جولائی ۱۹۸۴ء

الجواب: محمد بن عبدالوہاب اور اس کے اتباع مسلمان ہیں ضروریات دین سے منکر نہیں ہیں۔ البتہ اشداء علی الابرار والرحماء بالکفار کی رویہ سے خوارج سے شمار کئے گئے ہیں۔ اور یہ لوگ بعض اصول اور فروع میں متفرد ہیں حنابلہ سے بھی مخالف ہیں ﴿۲﴾ کمایدل علیه کلام الذهبی فی حق اما مهم ابن تیمیه. ﴿۳﴾ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال ابن عابدين ان الرافضي ان كان ممن يعتقد الالوهية في علي او ان جبريل غلط في الوحي او كان ينكر صحبة الصديق او يقذف السيدة الصديقة فهو كافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدين بالضرورة بخلاف ما اذا كان يفضل عليا او يسب الصحابة فانه مبتدع لا كافر. الخ (رد المحتار ص ۳۱۴ جلد ۲ فصل فی المحرمات مطلب مهم فی وطء السراری اللاتی ....)

﴿۲﴾ قال ابن عابدين الظاهر من كلام الاختيار وغيره ان البغاة اعم فا المراد بالبغاةما يشمل الفريقين و لذا فسر في البدائع البغاة بالخوارج لبيان انهم منهم وان كان البغاة اعم وهذا الىٰ ان قال ابن عابدين في زماننا في اتباع عبد الوهاب الذين خرجوا من نجدوتغلبوا على الحرمين و كانوا ينتحلون مذهب الحنابله لكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشركون و استباحوا بذلك قتل اهل السنة و قتل علمائهم حتىٰ كسر الله تعالىٰ شوكتهم وخرب بلادهم و ظفر بهم عساكر المسلمين عام ثلاث وثلاثين و مأتين و الف. (ردالمحتار ص ۳۳۹ جلد ۳ مطلب فی اتباع عبدالوهاب الخوارج فی زماننا باب البغاة)

﴿۳﴾ (والتفصيل فی التذكرة للذهبی)

وہابیوں کا مذہب وغیرہ اور مذاہب حقہ کی تعداد

سوال: آیا بر وہابیان اطلاق کفر مے شود یانہ؟ (۲) ایں چنیست کہ وہابی کدام مالی را کہ برائے مردم مے دہد از خاطر از ینکہ قلادحنفیہ راازگردن مردم بکشد آیا خوردن ایں مال حلال است یانہ؟ (۳) عبدالوہاب نجدی مقلد کدام مذہب باشد (۴) مذاہب حق کل ہم چنیدن است ایا غیر ازیں مذاہب اربعہ کدام مذہب غیر است کہ تقلید آں واجب باشد یانہ؟

المستفتی: مجاہد عبدالرحمٰن حنفی افغانستان......۵ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ

الجواب :(۱) وہابی بےادب باایمان است کافر نیست (۲) اخذ ایں مال خلاف غیرت است حرام نیست (۳) محمد بن عبدالوہاب نجدی مدعی مذہب امام احمد بن حنبل است۔ لیکن در بعض اصول وفروع متفرد است ﴿۱﴾ (۴) اہل سنت والجماعت پانچ فرقہا اند متبعین ائمہ اربعہ واہل حدیث غیر غالی. وهو الموفق

وہابی لوگ بےادب باایمان ہیں

سوال: وہابیوں کا کیا عقیدہ ہے۔ اور کس کے مقلد ہیں ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: فصیح الرحمٰن پبی پشاور......۹ راکتوبر ۱۹۸۷ء

الجواب :وہابی محمد بن عبدالوہاب نجدی، ابن قیم، ابن تیمیہ وغیرہ کے اتباع (متبعین) کو کہا جاتا ہے یہ لوگ توسل شرعی، زیارۃ القبور کیلئے سفر، کرامت بعد الممات وغیرہ حقائق سے منکر ہیں یہ لوگ بےادب باایمان ہیں ان کے پیچھے بلاضرورت اقتداء کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ ﴿۲﴾ و الله اعلم با لصواب

﴿۱﴾ قال ابن عابدين في زماننا فى اتبا ع عبدالوهاب الذين خرجوا من نجد و تغلبوا على الحرمين و كانوا ينتحلون مذهب الحنابله لكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون و ان من خالف اعتقادهم مشركون و استباحوا بذلك قتل اهل السنة و قتل علمائهم الخ

(ردالمحتار ص ۳۳۹ جلد ۳ باب البغاة مطلب اتباع عبد الوهاب الخوارج)

﴿۲﴾ قال الحصكفي و يكره امامة عبد ...... واعرابى ...... و فاسق و اعمىٰ ...... و مبتدع ...... و كل من كان من قبلتنا لا يكفر بها حتى الخوارج قال ابن عابدين اراد بهم من خرج عن معتقد اهل الحق .

(الدر المختار وردالمحتار ص ۴۱۴ ، ۴۱۵ جلد ۱ مطلب البدعة خمسة اقسام باب الامامة)

نجدی اور بریلوی افراط وتفریط میں مبتلاء ہیں

نوٹ: ایک مفصل استفتاء جس میں نجدیوں اور بریلویوں کے افراط وتفریط کا ذکر تھا کہیں گم ہو کر تلاش کے باوجود نہیں ملا جس کے جواب میں حضرت مفتی اعظم مرشد عالم نے یہ چند سطور جواب لکھا تھا۔

الجواب: ہم نہ بریلویت کے حامی ہیں اور نہ نجدیت کے داعی ہیں افراط وتفریط دونوں سے بیزار ہیں ﴿۱﴾ آپ ان قصص معجزہ اور کرامت وغیرہ کو روانہ کریں تاکہ ہم فتویٰ دینے پر مقتدر رہوں۔ فقط

وہابیوں اور سلفیوں کے انسداد کا فیصلہ درست اور مشروع ہے

سوال: ہمارے علاقہ شمالی وزیرستان کے تمام کے تمام لوگ حنفی اور دیوبندی مسلک رکھتے ہیں اب بعض عربی ممالک سے بذریعہ بعض مہاجرین کنڑ افغانستان بہت بڑی رقم وصول کی جاتی ہے۔ اور اس رقم سے وہابیت اور سلفیت کی اشاعت کی جاتی ہے۔ حالاً خیموں اور شامیانوں میں مدارس بنائے جارہے ہیں اور آئندہ کیلئے ترقی کا ارادہ رکھتے ہیں تو مقامی علماء نے فیصلہ کیا ہے کہ اس فتنہ کا بروقت انسداد کیا جائے تاکہ عوام فساد اور خانہ جنگی سے محفوظ رہیں تو کیا یہ فیصلہ اور اقدام درست اور مشروع ہے یا نہیں؟

المستفتی: مولانا حاجی محمد صاحب وعلماء شمالی وزیرستان...... ۱۹۸۶/۱۱/۱۶

الجواب: الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ اما بعد! پس آپ کی یہ پیش بندی اور حفظ ماتقدم درست بلکہ قابل صد آفرین ہے۔ کیونکہ یہ فرقہ سلفیہ وہابیہ خیر القرون کے کسی امام پر اعتماد نہیں کرتا۔ اور ائمہ نے قرآن وحدیث کی جو تشریح کی ہے یہ فرقہ ناواقف لوگوں کو اس تشریح پر بدظن کرتا ہے اور اپنی تشریح کی طرف دعوت دیتا ہے یہ فرقہ تقلید شخصی کو شرک کہتا ہے اور ائمہ دین کو ارباب من دون اللہ کہتے ہیں اور ناواقف لوگوں کا یہ ذہن بناتے ہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ رائے کو حدیث پر مقدم رکھتے تھے حالانکہ تقلید شخصی کی مشروعیت قرآن و حدیث اور تعامل خیر القرون سے ثابت ہے۔ اور ہر دور کے خواص کا سواد اعظم مفسرین، محدثین، شارحین

﴿۱﴾ عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ الامر ثلثة امر بین رشده فا تبعه و امر بین غیه فا جتنبه و امر اختلف فیه فکله الی الله عزوجل رواه احمد.
(مشکواة المصابیح ص ۳۱ جلد ۱ باب الاعتصام بالکتاب و السنة الفصل الثانی)

حدیث ،فقہاء ارباب تصوف تقلید شخصی کے پابند رہے ہیں۔اوران میں سے بالخصوص احناف تمام ائمہ مجتہدین کو برحق مانتے ہیں اور دیگر ائمہ کے مقلدین کو اپنی طرح مسلمان سمجھتے ہیں اور کسی امام کی توہین اور شتم کو جائز نہیں سمجھتے اور جن مسائل میں صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم مختلف رہے ہیں مثلاً قراءۃ خلف الامام ، رفع الیدین ، جھراً آمین وغیرہ۔تو ان میں جانبین کے دلائل کو ذکر کر کے بعد میں قول راجح کو دلائل سے متعین کرتے ہیں اور قول مرجوح کے قائلین پر نہ طنز کرتے ہیں اور نہ ان کو اپنی رائے کی طرف دعوت دیتے ہیں بہ خلاف طائفہ سلفیہ کے رویہ کے۔

تو جن بلاد کی اکثریت یا تمام باشندہ گان احناف ہوں۔اور غیرت و مذہبی حمیت سے بھرپور ہوں۔تو ایسے بلاد میں اس طائفہ سلفیہ وہابیہ کی پشت پناہی کرنا اور ان کو مدارس وغیرہ کیلئے جگہ دینا ائمہ دین کی توہین میں ناجائز تعاون اور عوام کی تباہی اور بدخواہی ہے۔کیونکہ تجربہ سے ثابت ہے کہ فرقہ سلفیہ وہابیہ سب وشتم اور تشدد سے منع نہیں ہوتے۔ تو لازمی طور پر مشت وگریباں ہونے تک نوبت پہنچے گی۔اور کمیونزم کے محاربہ کی جگہ اہل اسلام کے درمیان محاربہ برپا ہوگا اور چونکہ طائفہ سلفیہ وہابیہ چند مسائل کے علاوہ مزید علم سے عاری ہیں تو لازماً عام لوگ اسلام پر بدظن ہونگے اور کہینگے کہ اسلام کسطرح مکمل ضابطہ حیات ہے اس میں تو ہمارے تمام مسائل کا حل نہیں ہے۔

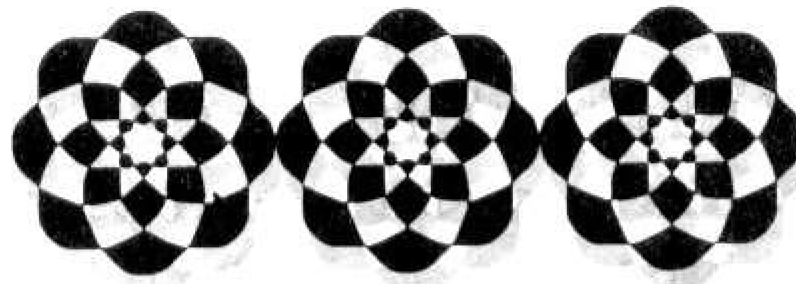
تو ان مفاسد کی بنا پر اس طائفہ سلفیہ وہابیہ کوٹھکانہ دینا حرام ہے کیونکہ مفاسد کا ذریعہ خراب ہوتا ہے۔تمام بااثر مسلمانوں پر لازم ہے۔کہ اس فتنہ کا بروقت انسداد کریں اور قابل صد افسوس بات یہ ہے۔کہ بعض عرب ممالک نے تبلیغی جماعت کو اس مصلحت کے بناء پر خلاف قانون قرار دیا ہے چونکہ تبلیغی جماعت میں وقت لگانے سے لوگوں میں دینی شعور پیدا ہوتا ہے۔اور بے دینی وفسق وفجور کا مقابلہ شروع ہوتا ہے۔تو ایسا نہ ہو کہ ارباب اقتدار اس سے متاثر ہوں۔تو مذہب حنفیہ احناف کے نزدیک بہت اہم اور واجب الحفظ ہے۔تو وہ کس طرح اس طائفہ کے مفاسد کو نظرانداز کرینگے. وھو الموفق



فصل

فی ما یتعلق

با لجماعت التبلیغیة



ولتكن منكم امة يدعون الى
الخير يأمرون بالمعروف
وينهون عن المنكر ط
واولئك هم المفلحون ه



فصل ما یتعلق بالجماعة التبلیغیه

تبلیغی جماعت اور عام آدمی کی تبلیغ کا حکم اور تبلیغی جماعت کی مخالفت

سوال:(۱) تبلیغی جماعت کا کیا حکم ہے؟ (۲) عام امی آدمی تبلیغ کرسکتا ہے یا نہیں؟ (۳) تبلیغی جماعت کی مخالفت کس طرح ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: مولوی خیر گل ارباب گڑھی چارسدہ.....۲ر ربیع الاول ۱۴۰۲ ہجری

الجواب:(۱) تبلیغی جماعت ایک نیک، باا ثر اور فعال جماعت ہے اور اسلام کی خدمت میں سارے لوگوں سے پیش پیش ہیں نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی تبلیغی محنت کا عکس ان لوگوں میں نمایاں ہے۔ (۲) عام امی شخص تبلیغ کا اہل نہیں ہے۔ ﴿۱﴾ مگر اصلاحی پروگرام میں حصہ لینے کا نہایت محتاج ہے۔ (۳) یہ مخالفت دین دشمنی ہے البتہ جو غلو میں مبتلا ہیں ان کی اصلاح ضروری ہے۔ ﴿۲﴾

تبلیغی جماعت دیوبندی مسلک رکھتی ہے

سوال:(۱) بعض لوگ کہتے ہیں کہ تبلیغی جماعت میں وہابی اور پنجپیری لوگ بہت ہیں لہٰذا ان کے ساتھ نہ نکلا کرو کیا یہ کہنے والا گنہگار ہے یا نہیں؟ (۲) بعض لوگ کہتے ہیں کہ بے علم آدمی کے بیان سے وہ خود اور سننے والا سب کافر ہو جاتے ہیں کیا یہ درست ہے؟ (۳) بعض لوگ کہتے ہیں کہ تبلیغ میں ایک روپیہ کا ثواب سات لاکھ اور ایک نماز کا ثواب انچاس کروڑ بالکل بے سند ہے اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: فضل واحد سالارزئی باجوڑ.....۲۳ر رمضان ۱۴۱۰ھ

﴿۱﴾ وفی الھندیہ الامر بالمعروف یحتاج الی خمسة اشیاء اولھاالعلم لان الجاھل لا یحسن الامر بالمعروف الخ (فتاویٰ الھندیہ ص ۳۵۳ جلد ۵ کتاب الکراھیہ الباب السابع عشر)

﴿۲﴾ عن جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ قال بایعت رسول اللہ ﷺ علی اقام الصلاۃ وایتاء الزکاۃ والنصح لکل مسلم .(صحیح البخاری ص ۱۳ جلد ۱ کتاب الایمان باب قول النبی ﷺ الدین النصیحة)

الجواب :(۱)چونکہ رائے ونڈ میں دعا بعد السنن اور حیلہ اسقاط معمول نہیں ہے لہٰذا عوام اس پر بدگمانی کرتے ہیں ورنہ یہ جماعت دیوبندی مسلک رکھتا ہے۔(۲) یہ کذب افتراء اور جاہلانہ کلام ہے۔(۳) یہ ثواب دو حدیث کے ملانے کی رو سے مجاہدین، حجاج، متعلمین، مبلغین تمام کیلئے ثابت ہے۔ ﴿۱﴾ اس ثواب کا کسی گروہ کے ساتھ خاص کرنا تحریف معنوی ہے۔ وھو الموفق

رائے ونڈ اور تبلیغی جماعت کے اکابرین پر اعتراض کرنا

سوال : کیا رائے ونڈ جانا جائز ہے اور تبلیغی جماعت کے علماء پر اعتراض کرنے کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: ہدایت خان ملاکنڈ ایجنسی......۱۴/صفر ۱۴۰۵ھ

الجواب : رائے ونڈ جانا جائز ہے اور تبلیغی جماعت کے اکابر اولیاء اللہ ہیں ان پر اعتراض برائے اعتراض، اعتراض کنندہ گان کیلئے زیبا نہیں ہے۔

تبلیغ دین فرض ہے یا مستحب اور فضیلت وثواب کی تخصیص

سوال :(۱) مروجہ تبلیغی سلسلہ محمد الیاس صاحب کے بارے میں کیا حکم ہے کہ تبلیغ دین فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب۔ اگر مستحب ہو تو جو اصحاب فرض، واجب، سنت کا عقیدہ رکھتے ہیں تو ان کا شرعی حکم کیا ہے؟ (۲) اگر مستحب ہو تو اتنا اہتمام کہ غریب مسلمانوں کا اجتماع رائے ونڈ مقام کی حاضری کعبہ شریفہ کی حاضری سے بہتر درجہ دینا شریعت میں کیا حکم رکھتا ہے؟ (۳) تبلیغ میں ایک نماز ادا کرنا کروڑوں نمازوں کی ادائیگی سے بہتر ہے نیز تبلیغ میں جانے پر ایک درہم خرچ کرنا لاکھوں روپوں کی خیرات کرنے سے بہتر سمجھنا کیا حکم رکھتا ہے؟

بینوا وتوجروا و ھو المصوب

المستفتی: مولوی امیر حکم شاہ بنوں......۲۳/جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ

الجواب:(۱) واضح رہے کہ تبلیغ دین فرض کفایہ ہے اور اصلاح نفس (فضائل سے تحلیہ اور رزائل

﴿۱﴾ (اماالاول رواہ ابن ماجہ ص ۱۹۸ باب من جھز غازیا والثانی رواہ ابوداؤد ص ۳۳۸ جلد ۲ فی باب تضعیف الذکر فی سبیل اللہ)

سے تخلیہ) فرض ہے (کما اشیر الیه فی رد المحتار ص ۴۰ ج ۱) ﴿۱﴾ اور بظاہر اس جماعت کا مقصود اصلی امر ثانی معلوم ہوتا ہے البتہ اس مقصود کیلئے غربت اور سفر اختیار کرنا مستحب ہے۔ لان قطع العلائق و ترک المالوفات یمدان فی حصول تلک المقصود۔

(۲) فرق مراتب ضروری ہے قال القاضی الپانی پتی گر فرق مراتب نکنی زندیقی۔

(۳) چونکہ فی سبیل اللہ کا لفظ ان کیلئے بھی شامل ہے لہٰذا ان مزایدت میں کوئی استبعاد نہیں ہے البتہ اس کی تخصیص اسی جماعت سے کرنا کما هو زعم عوامهم غلط فہمی یا بدفہمی ہے۔ فقط

تبلیغی جماعت کا شب جمعہ کی تخصیص اور رائے ونڈ کو حج پر فوقیت دینا

سوال: (۱) تبلیغی جماعت کا کیا حکم ہے اور کیا انچاس کروڑ والی حدیث ہے یا نہیں ہے؟

(۲) شب جمعہ منعقد کرنا وغیرہ کا کیا حکم ہے جبکہ حدیث میں آیا ہے لا تختصوا لیلة الجمعة لصیام الخ

(۳) بعض تبلیغی رائے ونڈ جانے کو حج پر فوقیت دیتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

المستفتی: مولوی غلام محمد کوہستانی ضلع دیر...... یکم ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: (۱) تبلیغی جماعت ایک نیک فعال اور باا‌ثر جماعت ہے اور فی سبیل اللہ والوں کے حق میں یہ ثواب مختلف احادیث سے ثابت ہے ہاں ان فضائل کا صرف اسی جماعت کے ساتھ خاص کرنا درست نہیں ہے۔

(۲) یہ مکانی یا زمانی تعین اگر بطور تخویل ہو تو جائز ہے ورنہ بصورت دیگر بدعت ہوگا و الاصل فیه ما رواه البخاری عن ابن مسعود رضی الله عنه. ﴿۲﴾

﴿۱﴾ قال ابن عابدین قوله وعلم القلب ای علم الاخلاق وهو علم یعرف به انواع الفضائل و کیفیة اکتسابها وانواع الرزائل و کیفیة اجتنابها اه ح وهو معطوف علی الفقه لاعلی التبحر لما علمت من ان علم الاخلاص والعجب والحسد والریاء فرض عین ومثلها غیرها من افات النفوس کالکبر والشّح والحقد والغش والغضب والعداوة والبغضاء الخ. (ردالمحتار ص ۳۲ جلد ۱ مطلب فرض العین افضل من فرض الکفایة مقدمه)

﴿۲﴾ عن ابن مسعود قال کان النبی ﷺ یتخولنا بالموعظة فی الایام کراهة السامة علینا.
(صحیح البخاری ص ۱۶ جلد ۱ ماکان النبی ﷺ یتخولهم بالموعظة والعلم. کتاب العلم)
وفی تحقیق تجرید البخاری یتخولنا ای یتعهدنا والمعنی انه کان یراعی الاوقات فی تذکیرنا ولایفعل ذلک کل یوم لئلانمل (التجرید الصریح لاحادیث الجامع الصحیح ص ۳۹ جلد ۱ رقم حدیث: ۶۲) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۳) رائے ونڈ جانے کو حج وغیرہ پر مزیت دینا غلطی ہے یہ تبلیغی جماعت کی نہیں بلکہ بعض بے علم افراد کی بے اعتدالیاں ہیں کیونکہ حاجی، معتمر، مجاہد، معلم، متعلم وغیرہ بھی فی سبیل اللہ میں خارج ہوئے ہیں۔ (یعنی نکلے ہوئے ہیں)

الغرض یہ جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دینی دعوت چلانے والے ہیں اور اس میں وقت لگانا بہتر کام ہے کیونکہ بعض افراد کی بے اعتدالیوں کی وجہ سے تمام جماعت کو غلط قرار دینا غلطی ہے۔ وھو الموفق

تبلیغی جماعت کی تنظیمی ہیئت اور فضائل وغیرہ کو اس جماعت میں منحصر کرنا

سوال: (۱) بعض تبلیغی حضرات سے سنا گیا ہے کہ بستر ے لیکر چلے لگانا یہ ترتیب حضور ﷺ کی ہے اور اس ترتیب کے علاوہ لوگوں کو دین پر لانا مشکل ہے کیا یہ درست ہے اور بدعت تو نہیں ہے؟

(۲) آیات جہاد وفضائل جہاد کو تبلیغ کیلئے استعمال کرنا کیسا ہے؟

(۳) انچاس کروڑ ثواب اللہ کے راستے میں نکلنے والے کیلئے کیا حکم رکھتا ہے؟

المستفتی: مولوی عبدالرشید اورکزئی ایجنسی کوہاٹ ...... ۷ر ذی قعدہ ۱۴۰۴ھ

الجواب: (۱) اگر یہ ہیئت خیر القرون میں ہوتی تو حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کو اس جماعت کا بانی کہنا غلط ہوتا درحقیقت یہ تنظیمی ہیئت خیر القرون سے بذاتہ ثابت نہیں لیکن باصلہ و بدلیلہ ثابت ہے بدعت سیئہ نہیں ہے۔ ﴿۱﴾ (۲) ان آیات کا تبلیغی جماعت میں منحصر کرنا تحریف معنوی ہے البتہ ان میں اس جماعت کا مندرج کرنا درست ہے۔ (۳) یہ ثواب ہر اس شخص کیلئے جو اللہ جل جلالہ کے راستہ میں نکلے خواہ مجاہد ہو یا حاجی،

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) وعن عکرمة ان ابن عباس قال حدّث الناس کل جمعة مرة فان ابیت فمرتین فان اکثرت فثلث مرات ولا تمل الناس هذالقرآن الخ الحدیث (مشکواة المصابیح ص ۳۶ جلد ۱ کتاب العلم) وعن شقیق کان عبدالله ابن مسعود یذکر الناس فی کل خمیس فقال له رجل یا اباعبد الرحمن لوددت انک ذکرتنا فی کل یوم قال اما انه یمنعنی من ذلک انی اکره ان املکم وانی اتخولکم بالموعظة کما کان رسول الله ﷺ یتخولنا بها مخافة السامة علینا متفق علیه. (مشکواة المصابیح ص ۳۳ جلد ۱ کتاب العلم)

﴿۱﴾ قال ابن عابدین بدعة محرمة والاّ فقد تکون واجبة کنصب الادلة للرد علی اهل الفرق الضالة وتعلم النحو المفهم للکتاب والسنة ومندوبة کاحداث نحو رباط ومدرسة وکل احسان لم یکن فی الصدر الاول .الخ

(ردالمحتار ص ۴۱۴ جلد ۱ مطلب البدعة خمسة اقسام باب الامامة)

طالب علم ہو یا مبلغ وغیر ذالک .و ھو الموفق

تبلیغی جماعت کے عقائد کے متعلق ایک دوورقہ پمفلٹ کا جواب

سوال : ''موجودہ تبلیغی جماعت کے غلط عقیدوں کا بیان'' کے عنوان سے ایک دوورقہ مضمون پمفلٹ کی شکل میں جاری ہوا ہے جس میں تبلیغی جماعت کو جبریہ وغیرہ ثابت کیا ہے جس کو ایک پیر صاحب نے شائع کیا ہے اور تبلیغی جماعت کو بے دین اور گمراہ کہا ہے۔ مضمون ساتھ ہے اس کے متعلق وضاحت فرمائیے۔

المستفتی : نامعلوم...... یکم رذی الحجہ۱۴۰۲ھ

الجواب: تبلیغی جماعت ، جماعت صالحہ ناجیہ ہے نہ کہ جبریہ۔ یہ معترض الله خالق کل شئی ﴿۱﴾ و ما تشاء ون الا ان یشآء الله ﴿۲﴾ نصوص میں غور نہیں کرتا اس نے غلط فہمی یا بدفہمی کی وجہ سے ''مخلوق سے توڑ اور اللہ سے جوڑ'' کو جبر قرار دیا ہے موجودہ دور کے رسمی مدعی پیروں کے خانقاہوں کی بہ نسبت اس جماعت میں وقت دینے سے زودتر اصلاح ہوتی ہے اس جماعت میں وقت دینے سے نماز کی صحت کی نعمت حاصل ہوتی ہے اور ضحک وقہقہہ سے فساد نماز کی لعنت وذلت سے وقایت (حفاظت) حاصل ہوتی ہے۔ وھو الموفق

تبلیغی جماعت میں وقت دینے والوں کیلئے شرائط وآداب

پس تبلیغی جماعت میں وقت دینے والوں کیلئے ان امور مندرجہ ذیل کی رعایت ضروری ہے تا کہ اعتراضات کا خاتمہ ہوجائے۔

(۱)...... عالم مدرس دوران تعلیم میں زیادہ وقت نہ دیوے۔

(۲)...... متعلم دوران تعلیم میں وقت نہ دیوے۔

(۳)...... مفلس عیالدار جس نے عیال کے نفقہ کا با قاعدہ انتظام نہ کیا ہو وقت نہ دیوے۔

(۴)...... متأہل (شادی شدہ) اہلیہ کی اجازت کے بغیر چار ماہ یا زیادہ وقت نہ دیوے۔

﴿۱﴾(پارہ : ۲۴ سورة الزمر آیت : ۶۲)

﴿۲﴾(پارہ : ۲۹ سورة الدھر آیت : ۳۰)

(۵)......جن کے والدین محتاج ہوں وقت نہ دیویں البتہ ان مذکورہ بالا حضرات کیلئے شب جمعہ وغیرہ، مختصر پروگراموں پراکتفاء کرنا چاہیئے۔

(۶)......ان چلوں وغیرہ کومسنون اورمشروع نہ مانے اوراس خاص نظام کومعمول صحابہ نہ مانے۔

(۷)......فی سبیل اللہ کے احکام اورفضائل کوتبلیغ میں منحصر نہ سمجھے جہاد، حج،تعلیم ،سیاست کوبھی اس میں داخل سمجھے۔

(۸)......تبلیغ ،سیاست ،تدریس ،خطابت ،مناظرہ وغیرہ خدمات کوتقسیم کارسمجھ کرکسی ایک سے بےاعتنائی نہ کرے۔

(۹)......جماعت کے مخیّر حضرات صرف وقت دینے پراکتفاء نہ کریں بلکہ ہرمناسب جگہ مقامی اہل اسلام کیلئے منظم طورسے درس وتدریس کاانتظام کریں۔

(۱۰)......ترہیب وترغیب کے علاوہ جن امورکاعلم فرض عین ہویعنی (۱)......وہ تمام اعتقادات جوکہ داروِمدار ایمان ہیں (۲)......وہ عبادات جوکہ فرض عین ہوں مثلا نماز روزہ اورغنی کیلئے زکواۃ ، حج (۳)......وہ معاملہ جس کو ذریعہ معاش بنایا ہو۔(۴)......اورتمام نیک اور بداخلاق اوران کے علامات اورتحصیل وازالہ کے معالجات۔ جماعت میں ان کانہایت اہتمام رکھاجائے۔و لاحول ولا قوۃ الا باللہ

مرشد عالم فقیہ العصر حضرت مفتی اعظم مولانا (مفتی محمد فرید عفی عنہ) دامت برکاتہم

شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

حضرت مفتی اعظم صاحب کے مضمون ہدایات پرعلامہ شمس الحق افغانی کی تقریظ

الجواب: بعدازسلام مسنون آنکہ میں مریض اورصاحب فراش ہوں۔تبلیغی جماعت اپنے نیک اوردینی آثار کے اعتبار سے بہترین جماعت ہے اوراصلاح کیلئے موثر ترین ذریعہ ہے اوراصل تبلیغ عوام ایسا فریضہ ہے جوقدیم دورصحابہ سے چلاآیاہے باقی انتظامی اموراایسے ہیں کہ اصل تبلیغ کے حق میں موجب قدح نہیں۔ سلف کے زمانہ میں دینی تعلیم مساجد میں جاری رہی نہ مدارس کھلے ،نہ رجسٹر حاضری تھانہ امتحان داخلہ نہ امتحان سہ ماہی ،شش ماہی ،سالانہ لیکن اس کے بعد مدارس قائم ہوئے نصاب مرتب ہوئے ،رجسٹر حاضری طلبہ اورامتحانات کا

سلسلہ جاری ہوا کسی عالم ربانی نے اس پر اعتراض نہیں کیا اس دور الحاد اور بے دینی میں تبلیغی جماعت کی کوشش چراغ ہدایت ہے البتہ آپ نے جو دس تجاویز پیش کئے ہیں اکابرین تبلیغ کو چاہیئے کہ ان کوملحوظ رکھیں تا کہ کل اسلامی شعبے حقوق تعلیم اسلامی کیلئے جو بنیاد تبلیغ ہے وقت مل سکے اور ارباب تبلیغ انحصار کے فتنہ سے بچ جائیں۔ وہ یہ نہ سمجھیں کہ سارا دین صرف تبلیغی فضائل میں منحصر ہے عقائد، اخلاق، احکام فقہیہ، معاملات اور احکام معاشرہ سب کا علم حاصل کر کے اس کی بھی تبلیغ کی جائے لیکن ان خامیوں کی وجہ سے جاری کردہ تبلیغ کا سلسلہ بند کرنا اور اس پر اعتراضات کا نتیجہ اس آخری دینی مشعل کو بجھانا ہے اور ظلمت دینی کو تقویت پہنچانا ہے۔ تبلیغ میں شامل ہو کر ان خامیوں کی اصلاح کی جائے۔

فقط والسلام

حضرت العلامہ مولانا (شمس الحق افغانی) صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۸ر محرم الحرام ۱۳۹۶ھ

انچاس کروڑ کی ضرب، مروجہ طریقہ تبلیغ اور جہاد و تعلیم کا حکم

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان دین متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱)...... تبلیغی جماعت والے اللہ کی راہ (تبلیغ) میں نکل کر ایک نماز کی ادائیگی کا اجر وثواب انچاس کروڑ بتلاتے ہیں کیا قرآن وحدیث سے یہ بات ثابت ہے براہ کرم تعین حدیث فرمادیجئے یہ سنا ہے کہ بعض احادیث کی ضرب سے یہ تعداد حاصل ہوتی ہے کیا یہ ضرب دینا درست ہے؟

(۲)...... اگر ضرب دینا درست ہو جائے تو پھر اگر ایک شخص مسواک استعمال کر کے گھر کے بجائے مسجد میں نماز با جماعت ادا کرے تو مسواک سے ستر گنا اجر بڑھ گیا اور مسجد میں جماعت کے ساتھ ادائیگی کا ۲۵ گنا اجر بڑھ گیا تو ۷۰×۲۵ ہوا جس کا حاصل تقریباً سترہ لاکھ پچاس ہزار بنتا ہے اور اگر رمضان میں ادا کرے تو ایک فرض ادا کرنا ستر فرض کی ادائیگی کے برابر ہے تو حاصل ضرب ایک کروڑ بائیس لاکھ پچاس ہزار بنے تو اب اگر یہ شخص یہ تعبیر ادا

کرے کہ رمضان کے مہینہ میں مسواک استعمال کر کے جماعت کے ساتھ نماز کی ادائیگی پر ایک کروڑ بائیس لاکھ پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملے گا نیز مذکورہ بالا قیودات کو سامنے رکھ کر نماز بیت اللہ میں ادا کرے تو اور بڑھے گا۔ تو کیا اسی طرح کے ضرب وغیرہ کا سلسلہ درست ہوگا؟

(۳)......مروجہ مخصوص کیفیت والی خروج فی سبیل اللہ کہاں تک درست ہے مدارس کے طلباء فی سبیل اللہ کے زمرے میں داخل ہیں یا نہیں۔

(۴)...... جہاد افغانستان کا کیا حکم ہے۔ افغانستان اور کشمیر کے جہاد عملی میں شرکت اور خروج فی سبیل اللہ مروجہ میں افضل کونسا ہے؟

(۵)......نیز یہ لوگ چلّہ کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ قرآنی چلّہ و واعدنا موسیٰ ثلاثین لیلة و اتممنا ھا بعشرة فتم میقات ربه اربعین لیلة سے مراد اعتکاف اور بوریہ بستر لیکر چلنے کا نام چلہ ہے......۔ اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: حافظ غنی الرحمٰن جامعة العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر۵......۱۹۹۰ء/۲۲/۱۱

الجواب: نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد پس اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نمازی ہونے والے شخص کے متعلق ایک نماز کا ثواب انچاس کروڑ ہونا حدیث سے ثابت ہے قال رسول الله ﷺ و من غزا بنفسه فی سبیل الله و انفق فی وجهه ذالک فله بکل درهم سبعمائة دراهم رواه ابن ماجه ﴿۱﴾ و قال رسول الله ﷺ ان الصلاة والصیام والذکر یضاعف علی النفقة فی سبیل الله عزو جل بسبعمائة ضعف رواه ابو داؤد فی باب تضعیف الذکر فی سبیل الله. ﴿۲﴾

(۷۰۰×۷۰۰۰۰۰=۴۹۰۰۰۰۰۰۰)

اس حدیث کی عبارت میں اگرچہ نمازی کا ذکر ہوا ہے لیکن حدیث کی دلالت سے یہ ثواب ہر اس شخص کیلئے ثابت ہے جو کہ اعلاء کلمۃ اللہ اور اشاعت دین کرے مثلاً معلم، متعلم، مجاہد، مبلغ وغیرہ

(۲)......اور جب مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ گنا ہے تو جب یہ نماز با جماعت ہو اور اس کے وضوء

﴿۱﴾(سنن ابن ماجه ص ۱۹۸ باب من جهز غازیاً)
﴿۲﴾(سنن ابی داؤد ص ۳۴۳ جلد ۱ کتاب الجهاد باب تضعیف الذکر فی سبیل اللّه)

میں مسواک استعمال کیا گیا ہوتو اس نماز کے ثواب کا ستر ہ کروڑ پچاس گنا ہونے میں کیا استبعاد ہے و هكذا
(١٠٠٠٠٠ × ٢٥ = ٢٥٠٠٠٠٠ × ٧٠ = ١٧٥٠٠٠٠٠٠)

(٣)...... تعلیم اور تبلیغ بذات خود فرائض منصوصہ ہیں اوران کا ان مدارس کی شکل میں اور مراکز اور جماعات کی شکل میں کرنا بدعات مستحدثہ مستحسنہ ہیں ﴿١﴾ اور مصالح وقت ہیں اور خروج فی سبیل اللہ دونوں کو شامل ہیں۔اور خروج فی سبیل اللہ کو کسی ایک کے ساتھ مخصوص کرنا تحریف اور جہالت ہے۔

(٤)...... افغانستان کا جہاد جہاد شرعی ہے لیکن علم بنسبت جہاد کے زیادہ اہم ہے اسی وجہ سے فقہاء فرماتے ہیں کہ فقیہ مفتی وغیرہ جہاد کیلئے نہیں جائیں گے ﴿٢﴾ اور عمل اور اصلاحی پروگرام بہ نسبت علم کے مفضول ہیں و لهذا قالوا العلم قبل العمل اور اسی وجہ سے ان مصلحین کا استثنا نہیں کیا گیا ہے ۔

(٥)...... یہ چلّے وغیرہ اصلاحی پروگرام ہیں معالجات ہیں ان میں ضروری ہے کہ نصوص سے متصادم نہ ہوں۔
كما اشير اليه فى حديث مسلم اعرضوا على رقاكم الحديث ﴿٣﴾ وهو الموفق

تبلیغی جماعت میں جان و مال لگانا اور اس کو برا کہنے والے کا حکم

سوال :موجودہ دور میں تبلیغ کے نام سے جو اصلاح نفس و امت کا کام ہو رہا ہے جس کا مرکز مدرسہ عربیہ رائے ونڈ پاکستان میں ہے اور وہاں سے اندرون و بیرون ملک جماعتیں جاتی ہیں اس کام میں مال اور جان لگانا کیسا ہے نیز اس کو برا کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: ڈاکٹر مہربان شاہ پبی نوشہرہ پشاور......٢٠ رشوال ١٤٠٣ھ

﴿١﴾قال ابن عابدين بدعة محرمة والا فقد تكون واجبة كنصب الادلة للرد على اهل الفرق الضالة وتعلم النحو المفهم للكتاب والسنة ومندوبة كا حداث نحو رباط ومدرسة وكل احسان لم يكن فى الصدر الاول الخ(ردالمحتار ص ٤١٤ جلد١ مطلب البدعة خمسة اقسام باب الامامة)

﴿٢﴾قال الحصكفى وعالم ليس فى البلدة افقه منه فليس له الغزو خوف ضياعهم سراجيه .
(الدرالمختار ص ٢٤٢ جلد٣ كتاب الجهاد)

﴿٣﴾(مشكواة المصابيح ص ٣٨٨ جلد٢ كتاب الطب والرقى)

الجواب: موجودہ زمانے میں تبلیغی جماعت موثر کام کررہی ہے ایک نیک اور باا ثر جماعت ہے اس میں مال و جان لگانا عبادت ہے اس کو برا کہنے والا ناواقف معلوم ہوتا ہے البتہ بعض افراد کی خامیوں پر انکار کرنا شان مسلم ہے ﴿۱﴾ وھو الموفق

تبلیغی جماعت کی مخالفت کرنا دین دشمنی ہے

سوال: تبلیغی جماعت والوں کی اور تبلیغ کرنیوالوں کی مخالفت کیسی ہے جبکہ تبلیغ ایک نیک کام ہے جس میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہوتا ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: محمد مسکین کیملپور اٹک

الجواب: تبلیغی جماعت ایک نیک، باا ثر اور فعال جماعت ہے اور زندقہ کے دور میں اس جماعت کی مخالفت کرنا اسلام دشمنی ہے اور تمام مسلمانوں کیلئے اس میں تعاون کرنا چاہئے البتہ بعض افراد کی خامیوں پر انکار کرنا شان مسلم ہے۔ ﴿۲﴾ و ھو الموفق

تبلیغی نصاب کا دیوبندی اور بریلوی اختلافی مسائل سے کوئی تعلق نہیں ہے

سوال: تبلیغی نصاب کا مسجد بلال میں روزانہ درس ہوتا ہے امام مسجد اور دیگر چند آدمیوں نے اس کو بند کردیا امام مسجد کا بیان ہے کہ اس کتاب کا لکھنے والا اور پڑھنے والا دونوں میرے عقیدے کے مطابق گستاخان رسول ﷺ ہیں اس لئے اس کتاب کا مسجد میں رکھنا ناجائز ہے چونکہ مسجد ہذا میں بریلوی مکتب فکر کے نمازی کثیر تعداد میں ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی شک ہوتو کسی مفتی دین سے رجوع کریں۔

﴿۱﴾ عن جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ قال انی اتیت رسول اللہ ﷺ قلت ابایعک علی الاسلام فشرط علیّ والنصح لکل مسلم فبایعتہ علی ھذا. (صحیح البخاری کتاب الایمان ص ۱۳ جلد ۱ باب قول النبی ﷺ الدین النصیحہ)

﴿۲﴾ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ انصر اخاک ظالماً اومظلوماً قال یارسول اللہ ﷺ ھذا ننصرہ مظلوماً فکیف ننصرہ ظالماً؟ قال تأخذ فوق یدیہ.

(صحیح البخاری (تجرید) کتاب المظالم ص ۲۴۴ جلد ۱ باب اعن اخاک ظالماا ومظلوماً)

المستفتی: علم دین، محمد صدیق وغیرہ بلال مسجد کمال آباد راولپنڈی......۱۹۷۵ء/۱۰/۱۴

الجواب: اس کتاب (تبلیغی نصاب) کا مصنف عالم باعمل اہل سنت والجماعت سے ہے اس کتاب کا بریلوی اور دیوبندی افکار (اختلافی مسائل) سے کوئی تعلق نہیں ہے اس میں متفقہ مسائل ہیں لہٰذا اس کتاب کے درس سے منع کرنے والا مناع للخیر ہے خطیب صاحب کیلئے ضروری ہے کہ اس متعصّبانہ فیصلہ سے واپس ہوجائے۔ وھو الموفق

تبلیغی جماعت کے بعض لوگوں کی سیاست وغیرہ سے لاتعلقی جماعتی ہدایات سے مخالفت ہے

سوال: تبلیغی جماعت کا کیا حکم ہے بعض چیزیں ان کی خلاف شرع معلوم ہوتی ہیں مثلاً نفل اور مستحب عمل کو فرائض کا درجہ دینا جوان کے ساتھ کام نہ کرے ان سے خوب نفرت، سیاست سے خوب لاتعلقی وغیرہ وغیرہ۔

المستفتی: عبداللہ دکی لورالائی بلوچستان......۱۲/ رمضان ۱۳۹۵ھ

الجواب تبلیغی جماعت بذات خود نیک اور باثر جماعت ہے ان کا نصب العین اصلاحی اور تعمیری ہے البتہ اس جماعت میں ایسے افراد بھی ہیں جو جہل کی وجہ سے امور مندرجہ سوال کے مرتکب ہیں جو کہ جماعت کی ہدایات سے سراسر مخالف ہیں پس اگر آپ ان کی اصلاح چاہتے ہیں تو ان کے اکابر اور سربراہوں کو مطلع کریں جماعت پر اعتراض نہ کریں اس زندقہ اور الحاد کے دور میں ایسے لوگ غنیمت ہیں۔ و ھو الموفق

تقسیم کار کے طور سے خدمت دین کرنا غنیمت ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ امام مسجد عشاء کے بعد سیرت رسول ﷺ اور فضائل بیان کررہا ہے لیکن امام صاحب کی تبلیغی جماعت سے نفرت ہے جس کی چند مجبوریاں اور وجوہات ہیں اور تبلیغی جماعت کا ایک شخص امام صاحب کا مخالف ہے اور اتنا عناد رکھتا ہے کہ مولوی صاحب کی زبانی اللہ اور رسول کی تعریف بھی نہیں سننا چاہتا اور سامعین کی توجہ اپنی طرف مبذول کر کے گاندھی اور نہرو کا تذکرہ چھیڑتا ہے عام رواج کے مطابق یہ شخص

نیک اور پکا مسلمان ہے شریعت کی رو سے اس شخص پر کیا جرم عائد ہوتا ہے؟

المستفتی: عبدالرحمن راولپنڈی

الجواب: پیغمبر علیہ السلام کی وفات کے بعد جب تقسیم کار کے طور سے خدمت دین کیا جائے تو غنیمت ہے لہٰذا تبلیغ دین کرنے والوں کیلئے ضروری ہے کہ مدرسین واعظین، مناظرین وغیرہ پر اعتراض نہ کریں اور مدرسین وغیرہ کیلئے ضروری ہے کہ تبلیغی جماعت پر اعتراض نہ کریں بشرطیکہ اعتدال کے اندر اندر ہوں ورنہ اگر کوئی شخص اس رویہ سے واپس نہ ہو تو وہی شخص مناع للخیر ہے۔ وھو الموفق

اصلاح ظاہر و باطن بذریعہ بیعت صالحین و تبلیغی جماعت کا درجہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل تبلیغی جماعت کے نام سے کچھ اصولوں پر بعض مسلمان گھر گھر جا کر مسلمانوں سے ملتے ہیں اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور حضور ﷺ کے طریقے ہمارے اندر بھی آجائیں اور ساری دنیا کے مسلمانوں کے اندر آجائیں کیا اس کی کوئی اہمیت ہے؟

المستفتی: محمد اسماعیل کمال خیل کوہاٹ.....۱۵ر جمادی الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: باقاعدہ علم دین کے حاصل کرنے کا درجہ بہت بلند ہے ﴿۱﴾ اس درجہ کے بعد اصلاح ظاہر و باطن بذریعہ بیعت صالحین اور بذریعہ شرکت جماعت تبلیغی کا درجہ ہے اور یہ نہایت فعال اور با اثر جماعت ہے۔ و ھو الموفق

موجودہ تبلیغ کا درجہ اور بغیر اجازت والدین اور مقروض کا تبلیغ کیلئے جانا

﴿۱﴾ قال الحصکفی واعلم ان تعلم العلم یکون فرض عین وھو بقدر ما یحتاج لدینہ .قال ابن عابدین وفی تبیین المحارم لاشک فی فرضیۃ علم الفرائض الخمس وعلم الاخلاص لان صحۃ العمل موقوفۃ علیہ الخ

(الدر المختار مع ردالمحتار ص ۴۲ جلد ۱ مطلب فی فرض الکفایۃ وفرض عین مقدمہ) قال ابن عابدین وفی البزازیہ طلب العلم والفقہ اذا صحت النیۃ افضل من جمیع اعمال البر و کذا الاشتغال بزیادۃ العلم اذا صحت النیۃ لانہ اعم نفعا الخ

(ردالمحتار ص ۲۸۹ جلد۵ فصل فی البیع کتاب الحظر والاباحۃ)

سوال:(۱) آج کل تبلیغ فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟ وغیرہ
(۲)......کیا مروجہ تبلیغ بغیر اجازت والدین درست ہے یا نہیں؟
(۳)......مقروض کو پہلے قرض ادا کرنا چاہیئے یا تبلیغ کیلئے جانا چاہیئے؟
المستفتی: مولانا محمد زرین ٹل ضلع کوہاٹ......۱۹۸۶ء/۲/۹

الجواب:(۱)......حقیقی تبلیغ غالباً فرض کفایہ ہوتا ہے اور بعض اوقات میں فرض عین ہو جاتا ہے اور یہ عوامی تبلیغ جو درحقیقت ایک اصلاحی پروگرام ہے بدعت حسنہ﴿۱﴾ اور مستحب ہے مثل ترتیب التعلیم فی المدارس الاسلامیة و مثل التزکیة فی خانقاهات الصوفیة .
(۲)......اگر والدین اس بیٹے کی خدمت یا کمائی کے محتاج نہ ہوں تو والدین کی اجازت کے بغیر بھی اس جماعت میں وقت دینا جائز ہے الا اذا کان امرد صبیح الوجه و نظیره الخروج لحصول العلم صرح به محمد فی سیر الکبیر .﴿۲﴾
(۳)......قرض خواہ سے اجازت طلب کرنے کے بعد جاسکتا ہے۔﴿۳﴾

نوجوان لڑکوں کا تبلیغی جماعت میں بغیر والدین کے جانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نوجوان بے ریش لڑکوں کا تبلیغی

﴿۱﴾ قال ابن عابدین صاحب بدعة ای محرمة والافقد تکون واجبة کنصب الادلة للرد علی اهل الفرق الضالة وتعلم النحو المفهم للکتاب والسنة ومندوبة کاحداث نحو رباط ومدرسة وکل احسان لم یکن فی الصدر الاول ومکروهة کزخرفة المساجد الخ(ردالمحتار ص۴۱۴ جلد۱ مطلب البدعة خمسة اقسام باب الامامة)
﴿۲﴾ فی الهندیه رجل خرج فی طلب العلم بغیر اذن والدیه فلا بأس به ولم یکن هذا عقوقاً قیل هذا اذا کان ملتحیاً فان کان امرد صبیح الوجه فلابیه ان یمنعه من ذلک الخروج .وایضاً فی الهندیه قال محمد رحمة الله علیه فی السیر الکبیر اذا ارادالرجل ان یسافر الی غیر الجهاد لتجارة اوحج او عمرة وکره ذلک ابواه فان کان یخاف الضیعة علیهما بان کانا معسرین ونفقتهما علیه وما له لا یفی بالزاد والراحلة ونفقتهما فانه لایخرج بغیر اذنهما الخ(هندیه ص۳۶۵ جلد ۵ کتاب الکراهیه الباب السادس والعشرون)
﴿۳﴾وفی البزازیة وان علیه دین لایخرج الی الغزو بلاادائه وان لم یکن له مال لایخرج الاباذن الدائن .
(فتاویٰ بزازیه موضوع علی الهندیه ص۳۱۰ جلد۶ الحظر والاباحة)

جماعت میں والدین کے بغیر جانا کیسا ہے؟

المستفتی: شاہ جہان کالوخان صوابی......۱۹۸۸ء/۶/۲۸

الجواب: جبکہ لڑکا بے ریش اور مشتہی ہو تو تبلیغی جماعت میں بغیر والدین کے جانا جائز نہیں ہے اور جب مشتہی نہ ہو اور والدین اس کے نفقہ اور خدمت کیلئے محتاج نہ ہوں تو جائز ہے و نظیرہ فی الهندیه عن السير الكبير ﴿۱﴾ فقط

بچوں وغیرہ کو بلا نفقہ چھوڑ کر تبلیغ میں جانا

سوال: بندہ بال بچہ دار ہے کئی بچے زیر تعلیم بھی ہیں میں اپنے وطن بلوچستان چند دنوں کیلئے گیا تو تبلیغ والوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ چلہ کیلئے چلو کیا تبلیغ والوں کا یہ کہنا درست ہے؟ ایک مولوی صاحب نے کہا کہ تبلیغ والوں کے چکر میں مت پڑو دوسرے نے کہا کہ ان کے ساتھ وقت لگایا کرو۔ آپ حضرات اس مسئلہ کو حل فرمائیں؟

المستفتی: وزیر محمد شیر شاہ کراچی......۲۳/ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

الجواب: تبلیغی جماعت نیک اور فعال جماعت ہے عوام کی اصلاح کیلئے بہت مفید ہے ہاں چونکہ آپ کے اولاد وغیرہ کا نفقہ آپ پر لازم ہے تو آپ مقامی مختصر اجتماعات، شب جمعہ وغیرہ میں حصہ لیا کریں۔ آپ کیلئے ان بچوں وغیرہ کو بلا نفقہ چھوڑ کر وقت دینا ناجائز اور حرام ہے ﴿۲﴾ یہ توکل نہیں بلکہ دین سے ناواقفیت ہے۔ فقط

﴿۱﴾ قال فی الهنديه وقال محمد رحمه الله تعالیٰ فی السير الكبير اذاارادالرجل ان يسافر الی غير الجهاد لتجارة او حج اوعمرة وكره ذلك ابواه فان كان يخاف الضيعة عليهما بان كانا معسرين ونفقتهما عليه وماله لايفی بالزادوالراحلة ونفقتهما فانه لايخرج بغير اذنهما الخ......رجل خرج فی طلب العلم بغير اذن والديه فلابأس به ولم يكن هذا عقوقا قيل هذا اذا كان ملتحيا فان كان امردصبيح الوجه فلا بيه ان يمنعه من ذلك الخروج .
(هنديه ص ۳۶۵،۳۶۶ جلد۵ كتاب الكراهيه الباب السادس والعشرون)

﴿۲﴾ لما فی الهنديه قال محمدؒ فی اليسر الكبير اذااراد الرجل ان يسافر الی غير الجها دلتجارة او حج اوعمرة وكره ذلك ابواه فان كان يخاف الضيعه عليهما بان كانا معسرين نفقتهما عليه وما له لايفی الخ
(هنديه ص ۳۶۵ جلد ۵ كتاب الكراهية الباب السادس والعشرون)

علماءاورصوفیاءکواپنے کام سے فارغ کرکے تبلیغ میں لے جاناخروج ازاعتدال ہے

سوال: آج کل ایک جماعت نکل آئی ہے جسے تبلیغی جماعت کہتے ہیں یہ لوگ صوفیاءاورعلماءکرام کو بھی دعوت دیتے ہیں حالانکہ علماءاورصوفیاءہزاروں لوگوں کیلئے باعث علم ورشد بنتے ہیں تو علماءاورصوفیاءکواپنے ان عظیم خدمات سے فارغ اورچھٹی کرکے تبلیغ میں لے جانا کیساہے؟بینوا و توجروا. جواب فارسی میں دیاجائے۔

المستفتی: نامعلوم افغانی افغانستان......۱۸رشوال ۱۴۱۰ھ

الجواب: اصلاح نفس بغیرازعلم وبغیرازصحبت صالحین حاصل نمے شود﴿۱﴾ وبہ ہرحال وقت دادن درتبلیغی جماعت برائے حصول قوت عملی نسخہ موثرہ است۔لیکن ازوجہ کم علمی وحرمان صحبت صالحین درتحریف وخروج از اعتدال قریب الوقوع اند. و هو الموفق

تبلیغی جماعت اورجہاداکبر

سوال:(۱)تبلیغ والے کہتے ہیں کہ ایک روپے کااجرسات لاکھ اورایک نمازانچاس کروڑپرتبلیغی جماعت کے ساتھ چلنے پراجرملتاہےاورحوالہ حدیث ابن ماجه اورابو داؤد شریف کادیتے ہیں۔(۲)اوربعض علماءکہتے ہیں کہ سات سوکااجر مجاهد بالمال کیلئے ہےاورسات لاکھ انچاس کروڑکااجر مجاهد بالنفس کے ساتھ مختص ہے یہ باتیں کیسی ہیں؟

المستفتی: مولوی عبدالقادرخاں ضلع دیر......۱۵ررمضان المبارک ۱۴۰۸ھ

الجواب: فی سبیل الله حج،تعلیم،تبلیغ تمام کوشامل ہےاورچونکہ جهاد بالاسنان جهاد مع النفس کا فرع ہےلہٰذااس کوجہاداکبرکہاجاتاہے کہ وہ ناقابل انقطاع ہے۔تبلیغی اورصوفی حضرات پرضروری ہے کہ اولاً جهاد اصغر قتال مع الکفار کریں اوراس سے فراغت کے بعد جہاداکبر(تبلیغ،ذکر)میں مصروف ہوں

﴿۱﴾قال ابن عابدین الطریقة هی السیرة المختصة بالسالکین الی الله تعالیٰ من قطع المنازل والترقی فی المقامات ......والعلم هو الاعتقاد الجازم المطابق للواقع ومنه فعلي وهو مالا یؤخذ من الغیر وانفعالی ما اخذ من الغیر .(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۳۲۲ جلد۳ مطلب فی حال الشیخ الاکبر)

عملا بهٰذه المقاله (نوٹ) هٰذه المقاله قال العسقلانی انها من کلام ابراهیم بن عبله و قال العراقی رواه البیهقی عن جابر مرفوعا باسناد ضعیف کما فی موضوعات کبیر. ﴿۱﴾ و هو الموفق

تبلیغی جماعت کے نام لکھوانے کا نیا طریقہ مصلحت وقتی ہے

سوال :تبلیغی جماعت ایک نیا طریقہ اختیار کر چکے ہیں اور وہ یہ کہ لوگوں کو بعد از وعظ نام لکھوانے پر مجبور کرتے ہیں لہٰذا اس کا شرعی حکم کیا ہے اور ان کے اس طریق دعوت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی :عبدالستار عیدک وزیرستان...... ۷/ رجب ۱۴۰۲ ہجری

الجواب :اس طریقہ خاصہ سے دعوت دینا نہ مطلوب شرعی ہے اور نہ ممنوع شرعی ہے البتہ مصلحت وقتی ہے اور ایک اصلاحی پروگرام ہے ﴿۲﴾ جو کہ برائے خواص وعوام مفید ہے۔ و هو الموفق

مسجد حرام میں نماز کا ثواب تبلیغ کے ثواب کے لاکھ گنا ہے

سوال :(۱)......بعض تبلیغی جماعت والے کہتے ہیں کہ تبلیغ میں نماز کا ثواب بیت اللہ میں نماز پڑھنے سے زیادہ ہے۔(۲)......اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک تبلیغی کا درجہ پچاس صحابہ سے افضل ہے۔

المستفتی :نامعلوم

الجواب:(۱)......تبلیغ میں جو ثواب نماز ہے مسجد حرام میں اس کا لاکھ گنا ثواب ہے کیونکہ حاجی اور معتمر فی سبیل اللہ بھی ہوتا ہے اور اس پر مستزاد بیت اللہ شریف کا ثواب بھی ہے۔

(۲)......ایسے افراد کی وجہ سے جماعت بدنام ہے ان کے متعلق اکابرین تبلیغ کو مطلع کریں۔ و هو الموفق

﴿۱﴾حدیث :رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر قالوا وما الجهاد الاکبر ؟ قال جهاد القلب .قال العسقلانی فی تسدید القوس هو مشهور علی الالسنة وهو من کلام ابراهیم بن عبله فی ,,الکنی ،،للنسائی قلت ذکر الحدیث فی الاحیاء ونسبه العراقی الی البیهقی من جابروقال هذا اسناد فیه ضعف.وروی الخطیب..........قالوا وما الجهاد الاکبر ؟قال مجاهدة العبد هواه .

(الموضوعات الکبیر للسیوطی ص۱۲۷ حرف الراء رقم حدیث: ۴۸۰)

﴿۲﴾قال ابن عابدین ومندوبة کاحداث نحو رباط ومدرسة و کل احسان لم یکن فی الصدرالاول .

(ردالمحتار ص۴۱۴جلد ۱ مطلب البدعة خمسة اقسام باب الامامة)

مستورات کا محارم کے ساتھ تبلیغ کیلئے گھروں سے نکلنا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ شریعت میں عورتوں کیلئے تبلیغ میں گھر سے نکلنا جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: محمد انور شاہ گدا خیل کوہاٹ......۱۹۸۹ء/۱۱/۲۷

الجواب: چونکہ موجودہ زمانہ میں عوام بلکہ خواص کے گھروں میں اصلاحی نظام کالعدم ہے لہٰذا اس زمانہ میں اصلاح اور حصول علم دین کیلئے عورتوں کا گھروں سے نکلنا جو باشرائط اور باقاعدہ ہو قابل تحسین امر ہے یدل علیہ ما رواہ الامام البخاری فی صحیحہ ص ۲۰ ج ۱ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال النساء للنبی ﷺ غلبنا علیک الرجال فاجعل لنا یوما من نفسک فوعدھن یوما لقیھن فیہ فوعظھن و امرھن الحدیث ﴿۱﴾ پس جب ان کو بیان کنندہ بھی عورت ہو تو بطریق اولیٰ قابل تحسین ہوگا البتہ جب فتنہ کا خوف ہو تو خاوند یا محرم کی موجودگی ضروری ہوگی کما عند السفر الشرعی لحدیث ورد بذالک رواہ البخاری وغیرہ ﴿۲﴾

نوٹ:۔ عورتوں کا مردوں کی مجالس میں حاضر ہونا حسب تصریح فقہاء ممنوع ہے ﴿۳﴾ واللہ اعلم بالصواب.

عورتوں کا تبلیغ میں جانے کی بجائے گھروں پر اصلاح کا کام احوط ہے

سوال: اس زمانے میں تبلیغ کیلئے عورتوں کا اپنے گھروں سے دوسرے گھروں کو تبلیغ کے واسطے جانے کی اجازت ہے یا نہیں؟ صحابہ کے زمانہ میں اس طرح کا کام ہوا ہے یا نہیں اور ایسا فعل کہ خواتین شوہروں کے

﴿۱﴾ (صحیح البخاری ص ۲۰ جلد ۱ کتاب العلم باب ھل یجعل للنساء یوم علی حدة فی العلم)

﴿۲﴾ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ وقد غزا مع النبی ﷺ ثنتی عشرة غزوة قال اربع سمعتھن من رسول اللہ ﷺ فاعجبتنی وانقننی ان لاتسافر امرأة مسیرة یومین لیس معھا زوجھا او ذو محرم الخ. الحدیث (صحیح البخاری ص ۲۵۰ جلد ۱ ابواب العمرة باب حج النساء)

﴿۳﴾ قال الحصکفی ویکرہ حضور ھن الجماعة ولو لجمعة وعید ووعظ مطلقا ولو عجوزاً لیلاً علی المذھب المفتیٰ بہ لفساد الزمان.

(الدرالمختار ص ۴۱۸ جلد ۱ قبیل مطلب ھل الاساءة دون الکراھة اوافحش منھا باب الامامة)

ساتھ دوسرے شہروں کو تبلیغی اجتماع کیلئے تین دنوں کیلئے جاویں اور وہاں تین دن اجتماع میں گذارتے ہیں اور اسے یہ ذریعہ فلاح کہتے ہیں لہٰذا شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: حافظ شیر دار علی شاہ چوک بازار بنوں......۱۴۰۱/۶/۲۶ھ

الجواب: عورتوں کے واسطے خاوندوں یا محارم کے ساتھ تبلیغ میں وقت دینا نہ مطلوب اور نہ ممنوع ہے البتہ احوط یہ ہے کہ یہ ازواج اور محارم ان عورتوں کی اصلاح کا انتظام گھروں پر ہی کریں تا کہ حقوق الازواج کی پائمالی کی دقت نہ آنے دیویں جیسا کہ حقوق الزوجات کی پائمالی کا جریمہ دین کی صورت میں رائج اور شائع ہے۔ و هو الموفق

بے دین ماحول والی عورتوں کیلئے رفاقت محرم میں تبلیغ کے ساتھ جانا ضروری ہے

سوال: کیا شریعت میں تبلیغ کیلئے مستورات کی جماعت نکالنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: ماسٹر رضاء اللہ ضلع مردان......۱۷/شعبان ۱۴۱۰ھ

الجواب: جن گھروں میں بے دینی کا ماحول ہو تو ان گھروں کی مستورات کیلئے ضروری ہے کہ خاوند یا محرم کی رفاقت میں باقاعدہ اور باشرائط ﴿۱﴾ ایسے اصلاحی مجالس کو حاضر ہوں۔

نماز کے فوراً بعد تبلیغی نصاب پڑھنے سے لوگوں کی پابندی لازم نہیں آتی

سوال: ہماری مسجد کا امام تبلیغی جماعت سے تعلق رکھتا ہے وہ نماز عصر کے بعد نماز جماعت کے بعد فوراً تبلیغی نصاب بیان کرتا ہے اور لوگ پابند ہو کر دعا مانگنے کی خاطر اپنے ضروری کاموں کو نظر انداز کر کے مجبور ہو کر بیٹھے رہتے ہیں کوئی دوکاندار ہوتا ہے کوئی بیمار اور مریض تو کیا امام کا یہ فعل ممنوع نہیں ہے؟

﴿۱﴾قال الشیخ الفهامه فرید العلماء محمد فرید دامت فیوضهم هل یجوز خروجهن فی الجماعة التبلیغیةاختلف فیه العلماء قال بعضهم لا یجوز لهن الخروج کما لم یجز لهن الخروج الی المساجد سواء اذن لهن الا زواج اولم یاذنوا .لعدم رعایتهن الشرائط من الاجتناب عن التعطر ولباس الزینة.والا جتناب عن اختلاط الرجال عند الدخول والخروج وهو واضح وعلیه الفتویٰ .والامر ان صلاة الجماعة اهم من التبلیغ المروج المستحدثة فی عهدنا وقال بعضهم یجوزلهن الخروج اذاکان باذن الزوج تفلات مجتنبات عن لباس الزینة والتعطر واختلاط الرجال فما دامت النساء راعت هذه الشرائط فلاضیر فیه لانه خروج للعلم باذن الزوج وهو جائز کما فی الخانیة وقال علیه الصلاةوالسلام طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمةرواه ابو حنیفة رحمة الله علیهقلت وفی عهدنا کثر الفساد والجهل عن الدین (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

المستفتی: حاجی سید اسماعیل اٹک ۱۹۸۳ء/۸/۱۷

الجواب: دعا کرنا اور تبلیغی نصاب سننا بہتر امور ہیں مگر امور واجبہ نہیں ہیں پس جن لوگوں کو ضرورت ہو وہ دعا کر کے چلے جائیں بغیر دعا کے بھی چل سکتے ہیں دو تین آدمیوں کی وجہ سے تمام لوگوں کو کار خیر سے محروم کرنا اچھا نہیں ہے۔ فقط

حضور ﷺ کی وفات کے بعد تبلیغ کا فریضہ امت پر عائد ہوا

سوال: ہمارے علاقے میں تبلیغی جماعت والے آتے جاتے ہیں تو ان کے مخالف ایک شخص نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے تو تبلیغ کا کام بھی ختم ہو گیا کیونکہ **الیوم اکملت لکم دینکم** الآیۃ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے البتہ صرف تذکیر باقی ہے جو علماء کا کام ہے اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیے؟

المستفتی: عبدالاحد افغانستان ......۱۵/ شعبان ۱۴۰۵ھ

الجواب: حضور ﷺ کی وفات کے بعد امت پر تبلیغ کا فریضہ عائد ہوا ہے ﴿۱﴾ **الیوم اکملت لکم دینکم** الآیۃ ﴿۲﴾ میں اتمام دین کا تذکرہ ہے یہ تذکرہ نہیں کہ تمام امت کو مکمل دین کا علم حاصل ہوا ہے اور کوئی فرد جاہل نہیں رہا ہے۔ فافھم

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) فی العوام وفی نساء الخواص فاذا انسد ابواب الفساد برعایة الشرائط المارة فای شئی یمنع من الخروج فیها. والحال ان هذالخروج خروج للعلم والزوج جاهل او لایهتم لتعلم نساء ه. قال قاضی خان فی فصل حقوق الزوجیة واذا ارادت المرأة ان تخرج الی مجلس العلم بغیراذن الزوج لم یکن لها ذلک فان وقعت لها نازلة فسألت زوجها وهو عالم فاخبرها بذلک لیس لها ان تخرج بغیر اذنه وان کان الزوج جاهلاوسأل عالما عن ذلک فکذلک وان امتنع الزوج عن السوال کان لها ان تخرج بغیر اذنه لان طلب العلم فی مایحتاج الیه فرض علی مسلم ومسلمة فیقدم علی حق الزوج وان لم یقع لهانازلة وارادت ان تخرج الی مجلس العلم لتتعلم مسائل الصلواة والوضوء فان کان الزوج یحفظ تلک المسائل ویذکرلها ذلک لیس لها ان تخرج بغیر اذنه فان کان الزوج لایحفظ المسائل فالاولیٰ له ان یأذن لها بالخروج فان لم یأذن فلاشئ علیه ولا یسع لها ان تخرج بغیر اذنه مالم یقع لها نازلة انتهیٰ ما فی قاضی خان وبالجملة ان الخروج لطلب العلم جائز باذن الزوج لاسیما اذاکان بمرافقته والخروج عند النازلة حائز بلا اذن الزوج.
(منهاج السنن شرح جامع السنن للترمذی ص ۱۷۰ جلد۵ باب ما جاء فی خروج النساء فی الحرب)

﴿۱﴾قال الله تعالیٰ والتکن منکم امة یدعون الی الخیر. (پارہ:۴ سورة ال عمران رکوع :۲ آیت: ۱۰۴)
وقال الله تعالی کنتم خیر امة اخرجت للناس (پارہ: ۴ سورة ال عمران رکوع :۳ آیت: ۱۱۰)

﴿۲﴾ (پارہ: ۶ سورة المائدة رکوع :۵ آیت:۳)

قال رسول الله ﷺ ان الشيطان ذئب الانسان كذئب الغنم يأخذ الشاذة والقاصية والناحية واياكم والشعاب وعليكم بالجماعة والعامة - (الحديث)

فصل
فی ما يتعلق
با لفرقة المودودية




فصل ما يتعلق با لفر قة المودودية

مودودی کتابوں کا مطالعہ دل کوظلمت سے بھرتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں (۱) کہ جماعت اسلامی جومودودی صاحب کی جماعت ہے ان کی کتابوں کو پڑھنا چاہیئے یانہیں؟ اوران پرعمل کرنا چاہیے یانہیں؟ بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ جماعت دیوبندیوں کے خلاف ہے تو وہ باتیں کونسی ہیں جو ہمارے خلاف ہیں؟

(۲) مودودی صاحب کا مسلک کیا ہے وہ عالم ہے یا مقلد یا غیر مقلد۔ ان کی کتابوں کا مطالعہ کیسا ہے جائز ہے یا نا جائز؟ مودودی مسلک اور عقیدہ والوں کے پیچھے نماز ہوتی ہے یانہیں؟ **بینوا و توجروا**

المستفتی: حافظ سید احمد شاہ پار ہوتی مردان......۱۶؍جون ۱۹۷۰ء

الجواب: مودودی صاحب نے دیو بندیوں بلکہ تمام اہل سنت والجماعت کے مسلک سے مخالفت کی ہے۔ مثلاً تارک الحج کوخوارج کی طرح کافر بولنا۔ ایمان اور کفر کے درمیان معتزلہ کی طرح واسطہ پر قائل ہونا۔ ضروریات دین سے منکرین پر کفر کے اطلاق سے گریز کرنا۔ خوارج کی طرح شان صحابہ میں لطیف گستاخیاں کرنا۔ انبیاء علیہم السلام کے متعلق زبان درازی کرنا۔ گندہ معاشرے میں شرعی سزا (حدود) کوظلم کہنا۔ تقلید شخصی کو گناہ سمجھنا۔ جبکہ خیر القرون کے ائمہ کیلئے ہو۔ ورنہ اپنے لئے مقتداء ہونا حال اور زبان قال سے درست سمجھتا ہے۔ تمام یا اکثر علماء دین پر تنقید کرنا۔ وغیرہ وغیرہ

(۲) مودودی صاحب شر القرون کا برخود غلط غیر مقلد ہے۔ اس کے کتابوں کا مطالعہ دل کوظلمت سے بھرتا ہے۔ مودودی صاحب کافر نہیں ہے لیکن اس پر کفر کا خطرہ ہے اور اہل ہویٰ اور مبتدع ضرور ہے۔ لہٰذا اس کے اور اس کے ہم خیال افراد کے پیچھے اقتداء نہ کرنا ضروری ہے اس کے بجائے کسی صحیح العقیدہ کے پیچھے اقتداء کرنا ضروری ہے۔ [۱] فقط

[۱] نوٹ: اکابر علماء امت نے مودودی صاحب کے اکثر لغزشات پر گرفت کی ہے اور مستقل رسالوں اور کتابوں کے ذریعے اس فتنے کا سد باب کیا ہے۔ ملاحظہ ہو چند مندرجہ ذیل کتابیں۔ (۱) مودودی عقائد اور دستور۔ مولانا حسین احمد مدنی (۲) فتنہ مودودیت۔ مولانا الحاج محمد ذکریا مہاجر مدنی کاندھلوی (۳) حق پرست علماء کے مودودی سے ناراضگی کے اسباب۔ علامہ شیخ التفسیر احمد علی لاہوری (۴) حضرت امیر معاویہ اور تاریخی حقائق بجواب خلافت وملوکیت۔ مولانا مفتی تقی عثمانی (۵) مودودیت، رافضیت وغیرھم

خلافت وملوکیت اور اسلام سے انحراف کا جذبہ

سوال :السلام علیکم :مودودی صاحب نے اپنی کتاب خلافت وملوکیت میں لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے افریقہ کے غنیمت میں سے ۵ لاکھ روپے مروان کو دیدئے ص ۱۰۶ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خروج علی الخلیفہ اجتہادی غلطی نہیں تھی ۔ بلکہ بالعمد کیا تھا۔ اس کو اجتہادی غلطی نہیں کہا جا سکتا ہے ص ۳۴۳ سستا ایڈیشن ص ۴ ۔ دور ملوکیت (بعد امیر معاویہ) کے تمام مسلمان بادشاہ حلال وحرام کا امتیاز نہیں کرتے تھے ۔ ص ۱۷۳ ۔ ان عبارات نے ہمارے اندر اسلام سے انحراف کا جذبہ پیدا کر دیا ہے نعوذ باللہ کیا ایسا فی الواقع ہوتا رہا ہے براہ کرم ان شکوک ووساوس کی مدافعت کی جائے تا کہ ہم دوسرے لوگوں کو بھی تسلی دے سکیں ۔

المستفتی :محمد عظیم چلاس گلگت ایجنسی ...... ۲۶ /ربیع الاول ۱۳۹۰ھ

الجواب : خلافت وملوکیت کے پڑھنے سے صحابہ رضی اللہ عنہم پر بدظنی پیدا ہونا لازم وغیر منفک ہے ۔ یعنی بے علم اور ناواقف اشخاص کیلئے ۔ لہذا اس کے مطالعہ سے اجتناب ضروری ہے ۔ اور اس میں جو خرافات مودودی صاحب نے لکھی ہیں ان کا جواب تفصیلی البلاغ میں مطالعہ کریں ۔ ﴿۱﴾ فقط

مودودی صاحب کا منشور اور حدود کے بارے میں جسارت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہمارے ملک پاکستان میں جماعت اسلامی قانون اسلام جاری کرنے کی دعویدار ہے ۔ لیکن اس جماعت کے سربراہ ابوالاعلیٰ مودودی کے نظریات تفہیمات ص ۲۸۰ ،۲۸۱ جلد ۲ سے واضح ہوتے ہیں کہ جس علاقے میں فحاشی عریانی معاشی ناہمواریاں عام ہوں وہاں حد زنا ، حد سرقہ ، حد قذف وغیرہ جاری کرنا ظلم ہے ۔ ان کے منشور میں بھی کہیں قرآنی سزاؤں کے جاری کرنے کا ذکر نہیں ۔ البتہ منشور ص ۱۵ قانونی اصلاحات کے عنوان کے تحت دفعہ ٦ میں یہ تحریر ہے ۔ کہ زنا ، شراب ، عریانی ، فحاشی وغیرہ کو روکنے

﴿۱﴾ خلافت وملوکیت کے جواب میں ان مضامین کا ایک مستقل کتاب اب شائع ہو چکا ہے اس کو مطالعہ کر کے خود بخود فتنہ مودودیت آشکارا ہو جائیگا ۔ ملاحظہ ہو ۔

حضرت امیر معاویہ اور تاریخی حقائق بجواب خلافت وملوکیت تالیف جسٹس شریعت کورٹ مفتی محمد تقی عثمانی کراچی ۔ (وہاب)

کیلئے بلا تاخیر قوانین بنائے جائینگے۔ گویا یہ جماعت قرآنی حدود کو تعزیرات کی صف میں لاکر قرآنی سزاؤں میں اصلاح وترمیم کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس جماعت میں شرکت اسکی امداد وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: سید حامد علی لیاقت پور رحیم یار خان ۱۹۷۰ء/۴/۸

الجواب: اس میں کوئی شک نہیں کہ حکومت کی طرف سے بے حیائی پر پابندی نہیں ہے۔ بلکہ اس کی قدرت کرتی ہے لیکن حکومت کسی کو بے حیائی پر مجبور نہیں کرتی ہے۔ ہر شخص اپنے اختیار اور مرضی سے بے حیائی کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان پیدا کیا ہے۔ اور اسکو اغواء کی قدرت دی ہے لیکن وہ کسی کو مجبور نہیں کر سکتا ہے۔ ہر شخص اپنے اختیار اور مرضی سے اس کے دام میں آتا ہے۔ تو جس طرح اللہ تعالیٰ کا گمراہوں کو دنیا یا آخرت میں عذاب دینا عدل ہے ظلم نہیں ہے۔ باوجود اس کے کہ گمراہی کے اسباب کا پیدا کرنے والا اللہ ہے تو بعینہٖ اسی طرح حکومت کا حدود جاری کرنا عدل وانصاف ہوگا۔ کیونکہ حکومت کسی کو مجبور نہیں کرتی ہے کہ تم بے حیائی کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ مودودی صاحب احبار (یہود کے علماء) کی طرح حدود کو منسوخ کرنا چاہتے ہیں۔ بعض مصالح وقت کی وجہ سے اور وہ اپنے زعم فاسد میں اسلام کے ساتھ شفقت اور ہمدردی کرتے ہیں۔ لیکن اس کی مثال اس بڑھیا جیسی ہے۔ جس نے شاہی باز کو اپنے غلط شفقت کی وجہ سے بے کار کیا تھا۔ لہٰذا مودودی صاحب اور اس کے ہم خیالوں پر کفر کا شدید خطرہ ہے۔ ان کے ساتھ شرکت اور تعاون سے روکنا ہر مسلمان کیلئے از حد ضروری ہے۔ ﴿۱﴾

مولانا مودودی صاحب کا آئین اور قادیانیوں کیلئے عقیدہ ختم نبوت میں نقب

سوال: محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتکم۔ سلام مسنون کے بعد عرض یہ ہے۔ کہ حال ہی میں جماعت اسلامی کا ترمیمی آئین شائع کیا ہوا نظر سے گزرا۔ اس کے شق نمبر ۱۱ کی عبارت کہ ''جو لوگ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی اور کو نبی مانتے ہیں اور اسکی نبوت پر ایمان نہ لانے والوں کو کافر قرار دیتے ہیں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ کیونکہ ان کو مسلمان تسلیم کرنے کے معنی یہ ہیں۔ کہ پاکستان کے غیر مسلم اکثریت میں ہیں۔'' ظاہر ہے کہ سخن کلام مرزائی فرقہ کی طرف ہے اور اس عبارت کا صریح مطلب یہ ہے کہ

﴿۱﴾ قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (پ: ۶ سورۃ المائدہ رکوع: ۱ آیت: ۲)

مرزائی اس وجہ سے کافر ہے کہ وہ غلام احمد قادیانی پر ایمان نہ لانے والوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔اور اگر قادیانی کو نبی نہ ماننے والوں کو کافر کہنا ترک کردیں۔تو نہ ان کو کافر و مرتد کہا جا سکتا ہے۔اور نہ ان کو اقلیت قرار دئے جانے کی ضرورت ہے۔یہ ایک نیا فتنہ اور نئے عقیدہ کی ایجاد نظر آتی ہے۔جو پہلی بار اخبارات کے ذریعہ عام مسلمانوں کے ذہنوں میں ڈالی گئی ہے۔کہ عام مسلمانوں کے عقیدہ ختم نبوت کی ہمت گر جائے۔اس لئے چند امور غور طلب ہیں۔(۱) کیا اسلام کے دائرے میں رہنے کیلئے ہر مسلمان کیلئے یہ ضروری نہیں کہ اس کا ایمان اور عقیدہ ہو۔کہ حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا اور اس کو نبی ماننے والا غیر مشروط طور پر کافر ہیں۔

(۲) اگر ایک آدمی ایسا عقیدہ رکھتا ہو کہ نبی ﷺ کے بعد کسی اور کو نبی ماننے والے کافر نہیں تو جب تک وہ اپنے نبی پر ایمان نہ لانے والوں کو کافر نہ سمجھیں۔تو ایسا آدمی خود حضور ﷺ کے نبوت پر ایمان رکھتا ہے یا نہیں؟

(۳) ایک فریق دوسرے فریق کو کافر کہہ دیں تو کیا دوسرے فریق کو یہ حق حاصل ہے۔کہ وہ پہلے فریق کو کافر کہے۔اسی بناء پر کہ پہلے فریق نے اس کو کافر کہا ہے؟

المستفتی: عبدالحیٔ لیفٹ بینک بیراج کالونی حیدرآباد سندھ......۲۲/ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ

الجواب: مودودی صاحب نے لاہوریوں کے متعلق صراحتاً لکھا تھا۔کہ یہ فرقہ کافر نہیں ہے اور ابھی قادیانیوں کے متعلق اشارہ واضح کرتا ہے کہ یہ فرقہ کافر نہیں ہے تو مودودی صاحب پر تعجب ہے۔کہ ضروریات اور قطعیات سے انکار کرنے والے اس کے نزدیک کافر نہیں۔حقیقت یہ ہے کہ مودودی صاحب کفر کے مفہوم اور مطلب کو نہیں جانتے۔ورنہ یہ غلط اور غیر محتاط اقدامات نہ کرتے۔بلا شک وشبہ خاتم النبین کے بعد نئے نبی کا ماننے والا غیر مشروط طور سے کافر ہے۔(۲) ایسا شخص عنقریب کافر ہونے والا ہے۔اس پر کفر کا شدید خطرہ ہے۔(۳) ضروریات دین سے انکار کرنے والوں کو کافر کہا جائیگا۔﴿۱﴾ خواہ اس نے کسی کی تکفیر کی ہو یا نہ کی ہو۔فقط

شیخ الحدیث مفتی اعظم فقیہ العصر (محمد فرید عفی عنہ) دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مودودی صاحب اجماع امت سے اعراض کرنے والے ہیں

﴿۱﴾ قال العلامه ابن نجیم و الکفر شرعاً تکذیب محمد ﷺ فی شئی مما ثبت عنه ادعاء ه ضرورة

(البحر الرائق ص ۱۱۹ جلد ۵ باب احکام المرتدین)

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مودودی صاحب کے بارے میں کہ ان کے متعلق ۱۱۳ علماء کا فتویٰ موضع پکھلی کے خطیب صاحب نے پڑھایا۔ علاوہ ازیں مولانا نصیرالدین غورغشتوی صاحب کا فتویٰ محرف قرآن ارشادات نصیری کے نام سے بازار میں موجود ہے۔ تو اتنے بڑے اکابر علماء کے فتووں کی روشنی میں آپ صاحبان کی کیا رائے ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: عبدالرحیم طوروی صوابی مردان......رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ

الجواب: مودودی صاحب پر کفر کا شدید ترین خطرہ ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے توالد کا دلیل قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ ہے قال اللہ تعالیٰ لم یمسسنی بشر ولم اک بغیا .الایة ﴿۱﴾ اور تمام کے تمام لاہوریوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوسف نجار کا بیٹا ہے۔(صرح بہ محمد علی لاہوری فی تفسیر بیان القران ص ۳۱۳ جلد ۱) اور فرقہ لاہوری مودودی صاحب کے نزدیک کافر نہیں ہے۔ تو جب ایک قطعی امر سے منکر مودودی صاحب کے نزدیک کافر نہیں ہے۔ تو مودودی صاحب اجماع امت سے اعراض کرنے والے ہیں اور ضروریات دین سے اعراض کرنے والے ہیں کیونکہ جس طرح توحید اور رسالت ضروریات دین سے ہیں اسی طرح ضروریات سے منکر کا کفر اور کافر ہونا بھی ضروریات دین سے ہے۔ (وما نقل عن بعض الاکابر فمحمول علی انه لم یبلغه تفصیل عقائد هم) فقط

فقیہ النفس مفتی اعظم (محمد فرید عفی عنہ) شیخ الحدیث وشیخ طریقت دارالعلوم حقانیہ

مودودی صاحب کے متعلق فتویٰ پر دوبارہ استفسار

سوال: محترمی ومکرمی حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! میں آپ کا ایک دیرینہ عقیدتمند ہوں اعلاء کلمۃ الحق اور اشاعت دین کیلئے آپ کی مساعی قابل تعریف ہیں اس پرفتن دور میں آپ کی خاموشی اور مبنی براحتیاط پالیسی بھی آپ کی عظمت پر دلیل ہے۔ مگر ایک بات جوان سطور کے لکھنے کی باعث بنی ہے وہ دارالعلوم حقانیہ کے صدر مرکزی دارالافتاء کا ایک غیرمحتاط فتویٰ ہے جوکل رات ہی میری نظر سے گزرا۔ مفتی صاحب نے فرمایا ہے کہ مودودی صاحب پر کفر کا شدید خطرہ ہے اور وجہ یہ بتائی ہے۔ کہ وہ لاہوری فرقہ کو کافر تسلیم

﴿۱﴾(پ: ۱۶ سورۃ المریم رکوع: ۴ آیت :۱۹)

نہیں کرتے اور اسی طرح وہ ضروریات دین اور اجماع امت سے اعراض کر رہے ہیں ملاحظہ ہو فتویٰ نمبر ۴۸۸۳ مفتیؔ صاحب کو مولانا مودودی صاحب کی جس عبارت سے یہ علم ہوا ہے کہ وہ لاہوریوں کو کافر نہیں کہتے تو وہاں بصراحت یہ بھی انہوں نے لکھا ہے کہ وہ انہیں مسلمان بھی نہیں سمجھتے۔ بلکہ وہ کفر اور اسلام کے درمیان معلق ہیں۔ پھر نہ معلوم مفتی صاحب کی نگاہ خط کے اس حصہ پر کیوں نہ پڑی۔ کہ لاہوری فرقہ مولانا مودودی صاحب کے نزدیک مسلمان بھی نہیں ہیں شاید اس وجہ سے کہ پھر مفتی صاحب کو جولانی قلم کا موقع ہاتھ نہ لگتا۔ اور نہ عوام کو ان کے خلاف مشتعل کیا جاسکتا تھا زیادہ سے زیادہ ان کی عبارت پر جو علمی اعتراض کیا جا سکتا تھا تو یہی کہ مودودی صاحب کفر اور اسلام کے درمیان واسطے کے قائل ہیں۔ مگر مفتی صاحب نے یہ کہہ کر کہ وہ لاہوریوں کو کافر نہیں سمجھتے۔ یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ لاہوری فرقہ کو مودودی صاحب مسلمان سمجھتا ہے حالانکہ یہ تو جیہ القائل بما لا یرضیٰ قائله کے علاوہ افتراء اور بہتان کے ضمن میں آتا ہے۔ اس سلسلے میں میں نے مودودی صاحب کو ایک خط لکھا تھا جس کا جواب بھی انہوں نے دیا ہے جو ارسال خدمت ہے۔ جس سے بھی جناب مفتی صاحب کے غیر محتاط روش پر روشنی پڑتی ہے بہر حال آئندہ کیلئے اس طرح غیر محتاط فتوے سے گریز کرنا چاہیئے۔ جواب کیلئے منتظر ہوں۔

نیاز مند: عبدالعزیز مظاہری محلّہ پیر مبارک شاہ کوہاٹ شہر

مودودی صاحب کے خط کا متن

محترمی ومکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کا خط ملا۔ لاہوری مرزائیوں کی تکفیر کے معاملے میں ہم اسی اصول کے قائل ہیں جسے علماء کرام زبان سے تو بہت کہتے ہیں مگر اس پر عمل نہیں کرتے یعنی اگر سو میں ننانوے دلائل کسی کی تکفیر کی ہوں اور ایک دلیل ایسی ہو جن کی بناء پر تکفیر سے اجتناب کیا جا سکے تو اس سے اجتناب کرنا چاہیئے لاہوری اپنا عقیدہ خود جو بیان کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ مرزا غلام محمد نے سرے سے نبوت کا دعویٰ ہی نہیں کیا تھا کوئی شک نہیں کہ ہمارے نزدیک مرزا کا دعویٰ نبوت ثابت ہے لیکن ہمیں یا کسی کو بھی یہ کہنے کا کیا حق ہے کہ لاہوریوں کا عقیدہ وہ نہیں ہے جو کہتے ہیں بلکہ وہ ہے جو ہم ان کا عقیدہ قرار دیں جب وہ اسے مدعی نبوت قرار نہیں دیتے تو اسے مجدد یا مہدی کہنے کی بناء پر ہم ان کی تکفیر نہیں کر سکتے۔ البتہ ہم ان کو منافق کہتے ہیں کیونکہ جس شخص کا دعوائے

نبوت صریح تحریری خط میں موجود ہے اور اس کے ماننے والے اٹھانوے فیصد آدمی اس کی تقریروں سے یہی سمجھتے ہیں۔ وہ مدعی نبوت تھا اور عام قارئین بھی ان تحریروں کے یہی معنی سمجھتے ہیں اس کے متعلق ان کا یہ کہنا کہ وہ مدعی نبوت تھا اور پھر اسے مجدد اور مہدی قرار دے کر اس کی تصدیق کرنا ان کی اس قول کی صداقت کو اس حد تک مشتبہ بنا دیتا ہے کہ ہم ان کے متعلق یہ رائے قائم کرنے میں حق بجانب ہیں کہ وہ اس کے دعوائے نبوت کا انکار کرنے میں منافقت برت رہے ہیں تاہم منافق اور کافر میں جو اصولی فرق ہے اسے ہم ساقط نہیں کر سکتے۔ جو شخص کسی موجب کفر قول سے برأت ظاہر کریں اسکی تکفیر بھی نہیں کی جاسکتی اور اگر قرائن یہ بتا رہے ہوں۔ کہ اس کا یہ اظہار برأت دراصل احتیالی ہے تو اسے مومن بھی نہیں کہا جاسکتا۔ یہی منافق کا مقام ہے قرآن میں منافق انہی لوگوں کو کہا گیا ہے۔ جس کے اندر ایمان نہ ہو مگر اظہار سے اپنے کفر کو چھپاتے ہوں۔

(یہ جواب میری ہدایات کے مطابق ہے) دستخط: غلام علی

دستخط: ابوالاعلیٰ فقط معاون خصوصی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی

حضرت مفتی صاحب کی جانب سے تفصیلی جواب

الجواب محترم المقام: السلام علیکم۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب (مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے آپ کا شکایت نامہ جواب دینے کیلئے دیدیا۔ آپ نے مودودی صاحب کے بارے میں میرے فتویٰ کو غیر محتاط قرار دیا ہے اس لئے آپ اور دوسرے ایسے حضرات کے اطمینان کیلئے جو مودودی صاحب سے متاثر ہیں اور ان کو زبان حال سے ہر غلطی سے معصوم سمجھتے ہیں یہ چند سطور لکھتا ہوں کہ آپ اس پر نظر انصاف سے غور فرما دینگے اس میں شک نہیں کہ مودودی صاحب ایک صاحب قلم شخص ہیں بظاہر ان کے سینہ میں اسلام کا درد محسوس ہوتا ہے مگر صرف اتنی بات کو اقتداء اور حقانیت کا معیار سمجھنا سطحیت ہے۔ اور ارشاد نبوی ﷺ ان اللہ لیؤید ھذا الدین با لرجل الفاجر۔ ﴿۱﴾ کو نظر انداز کرنا ہے ایک ایسا شخص جو احکام و مسائل میں جمہور سلف کی رائے چھوڑ کر شاذ اور مرجوح اقوال کو مذہب بناتا ہو اور ان تحریرات سے سلف صالحین سے بدظنی اور علماء حق پر بے اعتمادی پیدا ہوتی

﴿۱﴾ (صحیح البخاری ص ۶۰۴ جلد ۲ کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر)

ہو دینی مسائل اور معتقدات میں مقتداء بنانے کا مستحق نہیں اور اس کی دینی جہت اور اسلامی درد کی مثال اس بڑھیا جیسی ہے جس نے شاہی باز کو از راہ محبت بے دست و پا بنا دیا تھا۔

مرزائیوں کے متعلق علماء کا فتویٰ:۔ آپ کو یہ حقیقت معلوم ہوگی کہ تمام محقق اور محتاط علماء کا یہ حتمی فیصلہ ہے۔ کہ مرزائی فرقہ خواہ مرزا علیہ ما علیہ کو نبی مانے یا مجدد، تمام کے تمام کافر اور خارج از اسلام ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ قطعیات بلکہ ضروریات دین سے انکار کرتے ہیں اور ضروریات دین سے انکار کرنے والا کافر ہوتا ہے اگر چہ اس کے پاس کوئی تأویل ہو. يدل عليه كلام الخيالی فی مسئلة استحلال المعصية . ﴿۱﴾

فقہاء و متکلمین کے عبارات:۔ مزید اطمینان کیلئے فقہاء و متکلمین کے بعض عبارات اہل علم کیلئے درج کرتا ہوں۔

(۱) اعلم ان اصل الكفر هو التكذيب المعتمد لشئی من كتب الله المعلومة ولا حد من رسله عليهم الصلوٰة والسلام او لشئی مما جاء به اذا كان ذلک الامر المكذب به معلوماً بالضرورة من الدين ولا خلاف ان هذا القدر كفر و من صدر عنه فهو كافر .

(اكفار الملحدين للعلامة انور شاه الكشميری ص ۶۵)

ترجمہ: کفر کی حقیقت یہ ہے کہ جان بوجھ کر اللہ کے کتابوں یا اس کے کسی رسول یا ان کے لائے ہوئے دین کے کسی حصہ کو جھٹلایا جائے جبکہ اس چیز کا ضروریات دین میں سے ہونا معلوم اور ثابت ہو۔ اور اس میں اختلاف نہیں۔ کہ اتنی بات کفر ہے۔ اور جس سے صادر ہو جائے تو وہ کافر ہے۔

(۲) والكفر فی الشرع انكار ماعلم با لضرورة مجئی الرسول به . (تفسير بيضاوی للقاضی)

ترجمہ: کفر اصطلاح شرع میں کسی ایسی چیز سے انکار کرنا ہے جس کا بیان کرنا یقینی طور پر پیغمبر ﷺ سے ثابت ہو چکا ہو۔

(۳) المراد بالتكذيب عدم التصديق الذی مر . (ردالمحتار ص ۲۹۲ جلد ۳)

ترجمہ: تکذیب کا مطلب کسی چیز کی تصدیق نہ کرنا ہے۔

﴿۱﴾ قال العلامه خيالی قوله لما اجمع عليه السلف لا يقال لا اجماع مع مخالفة الحسن لانا نقول النفاق كفر مضمر .قال العلامه عبد الحكيم السيالكوتی فی حاشية فا ن النفاق كفر مضمر داخل فی مطلق الكفر فيكون نفی المنزلة بين الكفر مطلق والايمان مجمعاً عليه . (الخيالی علی شرح العقائد النسفيه مطبع مجتبائی دهلی ص ۱۲۳)

(۴) الكفر لغة الستر و شرعاً تكذيب محمد ﷺ فی شئی مما يثبت عنه ادعاء ه ضرورة .
(بحرالرائق ص ۱۱۹ جلد ۵)
ترجمہ: کفر کا لغوی معنی چھپانا اور شرعی معنی یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا کسی چیز میں تکذیب کرنا جس کا بیان کرنا حتمی طور پر حضور ﷺ سے ثابت ہو چکا ہو۔

(۵)قال العلامه آلوسی واما ساداتنا الحنفية رضی الله عنهم فلم يشتر طوا فی الاكفار سوی القطع بثبوت ذلک الامر الذی تعلق به الانكار لابلوغ العلم حد الضرورة .
(تفسير روح المعانی ص ۱۲۷ جلد ۱)

(۲) و فی المسامرة واما ما ثبت قطعاً ولم يبلغ حد الضرورة فظاهر كلام الحنفية الاكفار بجحده لانهم لم يشترطوا فی الاكفار سوی القطع لابلوغ العلم به حدالضرورة انتهیٰ مختصراً . (مسامره ص ۳۶۰)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ قطعیات خصوصاً ضروریات سے انکار کرنے والا کافر اور خارج از اسلام ہے۔

لاہوری مرزائیوں کا ضروریات دین سے انکار :۔ لاہوری فرقہ اگر چہ مرزا قادیانی کو پیغمبر نہیں مانتا ہے۔ لیکن جس طرح ختم نبوت ضروریات دین سے ہے اور امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے۔اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بغیر باپ کے ولادت اور انبیاء علیہم السلام سے خوارق کا صدور قطعیات اور ضروریات سے ہے۔اور امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے اور سلفاً خلفاً منقول ہوتا رہا ہے۔اور یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بغیر باپ کے ولادت سے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوسف نجار کا بیٹا ہے جو کہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ان کے زعم فاسد میں) کا خاوند ہے۔محمد علی لاہوری جو کہ اس فرقے کا مقتداء ہے۔اس نے اپنے تفسیر بیان القرآن ص ۳۱۳،۳۱۴،۳۱۵ جلد ۱ میں اس کی تصریح کی ہے۔اور اس تمام فرقے کا بھی یہی عقیدہ ہے۔اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں انی يكون لی غلام ولم يمسسنی بشر و لم اک بغيا . الاية ﴿۱﴾ اور اس کلام

﴿۱﴾(پ:۱۶ سورةالمريم رکوع: ۴ آیت :۱۹)

الٰہی میں جو کہ متواتر ہے اور قطعی الثبوت ہے۔ اور قطعی طور سے بغیر جماع کے ولادت پر دلالت کرتا ہے تو ایسے حکم سے انکار کرنے والا کس طرح کافر نہ ہوگا۔ نیز اس مرزائی مقتداء نے جہاں خوارق کا ذکر آیا ہے تو اس نے تحریفات اور تأویلات کر کے انکو عادیات میں داخل کرنے کے ملحدانہ کوشش کر کے قرآن اور لغت عربی سے تلاعب کیا ہے۔ مثلاً اضرب بعصاک الحجر. ﴿۱﴾ کا مطلب یہ لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیتا ہے کہ تم اپنے جماعت کو یہاں سے ایک خاص پہاڑ کو منتقل کرو۔ تو وہاں موسیٰ علیہ السلام نے بارہ چشمے پائے۔ اور تمام قبائل وہاں خیمہ زن ہوئے۔ (تفسیر بیان القرآن ص ۶۰ جلد ۱)

نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بچپن میں کلام کرنے کا تجربہ اور عادت کی بناء پر تردید کی ہے۔ (ایضاً ص ۱۲۱۳ جلد ۲) و ص ۳۱۳ جلد ۱ "مادلھم علی موته الا دابة الارض" میں دابة الارض سے سلیمان علیہ السلام کا بیٹا مراد لیا ہے۔ اور جنات سے مراد بعض اجنبی قبائل ہیں۔ ص ۱۵۳۶ جلد ۳۔ اور "منطق الطیر" سے مراد طیور کے ذریعہ سے خبر رسانی ہے۔ ص ۱۴۰۹ جلد ۳۔ اور اسی طرح بے شمار تحریفات کئے ہیں تو باوجود اس کے ضروریات اور قطعیات سے انکار کے ان لوگوں کے کافر ہونے میں توقف کرنا کس طرح درست ہوگا۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ حضور ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کی تکفیر بھی امت کا اجماعی عقیدہ ہے۔

<u>مودودی صاحب کے نزدیک کفر اور اسلام کا مدار</u>۔ جبکہ مودودی صاحب فرقہ مرزائی کو مجدد مانتی ہے۔ یہ بھی اعتراف کیا ہے۔ کہ متواترات اور اجماعیات سے انکار کرنے والا کافر اور خارج از اسلام ہے۔ مودودی صاحب ترجمان القرآن جلد: ۵۶ عدد: ۶ منصب رسالت ص ۱۲۲، ۱۲۳ میں "ایمان اور کفر کا مدار" عنوان کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ "احادیث کے موجودہ مجموعوں سے جن سنتوں کی شواہد ملتی ہیں ان کی دو بڑی قسمیں ہیں ایک قسم کی سنتیں وہ ہیں۔ جن کی سنت ہونے پر امت شروع سے آج تک متفق رہی ہے۔ بالفاظ دیگر وہ متواتر سنتیں ہیں اور امت کا ان پر اجماع ہے۔ ان میں سے کسی کو ماننے سے جو شخص بھی انکار کرے گا وہ اسی طرح دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا جس طرح قرآن کی کسی آیت سے انکار کرے وہ کافر خارج از اسلام ہوگا" اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مودودی صاحب کے نزدیک کفر اور اسلام کا دارومدار اجماعیات اور متواترات کے انکار اور عدم

﴿۱﴾ (پ: ۱ سورة البقرہ رکوع: ۷ آیت: ۶۰)

انکار پر ہے پس جو شخص اجماعیات اور متواترات سے انکار کرے وہ کافر اور خارج اسلام ہوگا۔ کیونکہ مودودی صاحب کے نزدیک یہ اسلام وکفر کا مدار ہے نہ کہ اسلام اور خروج از اسلام کا۔ لہذا کفر اور خروج از اسلام مودودی صاحب کے نزدیک متلازم ہونگے۔ نیز مودودی صاحب نے تصریح کی ہے کہ اجماعیات اور متواترات سے انکار کرنے والوں کا اور قرآن سے انکار کرنے والوں کا حکم یکساں ہے۔ تو جس طرح قرآن سے منکر کافر خارج از اسلام ہے تو اسی طرح متواترات اور اجماعیات سے انکار کرنے والا بھی خارج از اسلام ہوگا۔

<u>مودودی صاحب کا عجیب مذہب</u>:۔ لیکن مودودی صاحب پر تعجب ہے کہ وہ اس فرقہ کو کفر اور اسلام کے درمیان معلق سمجھتے ہیں اور کفر اور ایمان کے درمیان واسطہ کے قائل ہو جاتے ہیں جو کہ معتزلہ کا مذہب ہے اور کبھی اس نرمی کے مقابلہ میں اس لئے سخت ہو جاتے ہیں کہ مرتکب الکبیرہ تارک الحج کو کافر سمجھتے ہیں جو کہ خوارج کا مذہب ہے حیرت ہوتی ہے کہ مودودی صاحب کا یہ تذبذب مذاہب سے بے خبری کی وجہ سے ہے یا کسی سیاسی مصلحت کی وجہ سے ہے اور یا مودودی صاحب ان مبتدعین کے ہم مشرب ہیں اس وجہ سے اہل السنۃ والجماعت کے مذہب کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ یا ان سے لاعلمی کی وجہ سے غلطی ہو جاتی ہے۔

<u>مودودی صاحب کا عذر گناہ</u>:۔ مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ لاہوری مرزائیوں کی تکفیر کے مقابلے میں ہم اسی اصول کے قائل ہیں جسے علماء کرام زبان سے تو بہت کہتے ہیں مگر اس پر عمل نہیں کرتے۔ یعنی اگر سو میں سے ننانوے دلائل کسی کی تکفیر کے ہوں اور ایک ہی دلیل ایسی ہو جس کے بنا پر تکفیر سے اجتناب کیا جائے۔ تو اس سے اجتناب کرنا چاہیئے تو اس اعتذار کے متعلق عرض ہے کہ مودودی صاحب کے نزدیک علماء کیلئے فقہاء کی تقلید یعنی ان پر اعتماد بدترین گناہ ہے۔ تو خود کیوں تحقیق کو چھوڑ کر تقلید کے گناہ میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

<u>لطیفہ</u>:۔ اہل زیغ وغیرہ کا اولین دام تزویر یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو اعتماد یافتہ علماء اور ائمہ پر بے اعتماد کرتے ہیں اور ان کی کوشش ہوتی ہے کہ لوگوں کو ان کی تقلید سے متنفر کردیں کیونکہ جب تک ان ائمہ کے ساتھ اعتماد اور تقلید کا تعلق ہوگا۔ تو اہل زیغ ان کے ورغلانے سے مایوس ہوتے ہیں۔ اور ان اہل زیغ کی یہ انتہائی کوشش ہوتی ہے کہ تمام لوگ ان پر اعتماد کریں اور ان کے مقلد بن جائیں۔ اب تقلید اور اعتماد نہ شرک ہوتا ہے اور نہ بدعت وگناہ۔ **فاعتبروا یااهل الابصار**

احتمالات کفر وایمان میں فقہاء کے کلام کا مطلب :۔ نیز عرض ہے کہ مودودی صاحب نے احتمالات کے بارے میں جولکھا ہے تو انہوں نے یہ مسئلہ نہیں سمجھا ہے فقہاء کرام نے یہ مسئلہ لکھا ہے۔
اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر وواحد یمنعہ فعلی المفتی المیل لمایمنعہ . قال العلامہ ابن عابدین الشامی قولہ ای احتمالات لما مر فی عبارۃ البحر عن التتارخانیہ انہ لایکفر بالمحتمل . ﴿۱﴾ (ردالمحتار ص ۳۹۹ جلد ۳) قال ایضاً زاد فی البزازیۃ الا اذا صرح بارادۃ موجب الکفر . ﴿۲﴾ (ص ۳۹۳ جلد ۳) و ھکذا فی الھندیہ ص ۳۰۹ جلد ۲ ﴿۳﴾ جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک محتمل کلام جس میں ۱۹۹ احتمالات کفر کے ہوں اور ایک احتمال اسلام کا ہو تو اس احتمال کی وجہ سے کفر کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا۔ کیونکہ اس شخص کا احتمال (ممکن ہے) یہی مراد ہو۔ مگر جب یہ شخص موجب کفر کے مراد ہونے پر تصریح کرے۔ تو بے شک اس وقت کفر کا فتویٰ دیا جائیگا۔ اور اس میں شک نہیں کہ لاہوری مرزائی کفریات کے مراد ہونے پر اصرار کرتے ہیں۔ اور اس کی اشاعت بھی کرتے ہیں تو مودودی صاحب کا اعتذار ایک بارد اعتذار ہے جو کہ ثقہ عالم کے نزدیک قابل سماعت نہیں۔

مودودی صاحب کے حیلہ کی حقیقت :۔ مودودی صاحب لاہوری مرزائیوں کو منافق کہتے ہیں۔ تو ہم مودودی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ آپ کا منافق سے منافق عملی مراد ہے یا منافق اعتقادی۔ اگر آپ کا مراد منافق عملی ہو تو آپ کا فتویٰ کہ لاہوری اسلام سے خارج ہیں غلط ہوا۔ کیونکہ منافق عملی تو اس شخص کو کہا جاتا ہے کہ اس کا عقیدہ تو درست ہو لیکن اس میں منافق جیسے اعمال اور اخلاق پائے جاتے ہوں۔ اگر آپ کا مراد منافق اعتقادی ہو۔ تو یہ دو وجوہات کی بنا پر غلط ہے اول یہ کہ منافق اعتقادی تو بلا شک وشبہ کافر اور اشد کافر ہے تو آپ لاہوریوں پر کفر کے فتویٰ سے کیوں اجتناب کرتے ہیں۔ دوم یہ کہ منافق اعتقادی تو اس شخص کو کہا جاتا ہے کہ اندرون سے کافر ہوتا ہے لیکن ظاہر میں اسلام کے معتقدات اور نظریات کا اقرار اور تسلیم کرتا ہے اور لاہوریوں کا یہ رویہ نہیں ہے بلکہ وہ اپنے کفری

﴿۱﴾ (الدر المختار مع رد المحتار ص ۳۱۶ جلد ۳ قبیل مطلب توبۃ الیأس باب المرتد)
﴿۲﴾ (ردالمحتار ص ۳۱۲ جلد ۳ قبیل مطلب فی ان الکفار خمسۃ اصناف وما یشترط فی اسلامھم باب المرتد)
﴿۳﴾ (فی الھندیہ اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر ووجہ واحد یمنع فعلی المفتی ان یمیل الی ذلک الوجہ کذا فی الخلاصہ فی البزازیہ الا اذا صرح بارادۃ توجب الکفر فلا ینفعہ التاویل حینئذٍ . (فتاویٰ عالمگیریہ ص ۲۸۳ جلد ۲ قبیل الباب العاشر فی البغاۃ)

عقائد کو مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوسف نجار کے بیٹے ہونے کو علانیہ اشاعت کرتے ہیں یہ لوگ اپنے کفریات کو پوشیدہ نہیں رکھتے ہیں اور اگر آپکا کفر کے فتویٰ سے اجتناب اس وجہ سے ہو کہ یہ لوگ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں تو کیا آپ کو مرزا کو نبی ماننے والوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی یا الٰہ ماننے والوں کے کفر میں بھی کوئی توقف ہوگا خلاصہ یہ کہ آپ کا یہ حیلہ اہل تحقیق کے نزدیک نا قابل التفات ہے۔

<u>مودودی صاحب کی بے احتیاطی اور ہماری احتیاط</u>:۔ اس سے معلوم ہوا کہ مودودی صاحب نے فتویٰ دینے میں بہت بے احتیاطی کی ہے اس سے تمام علماء پر بے اعتمادی اور بے احتیاطی کا تو ہم پیدا ہوتا ہے جس دیوار آہنی سے انہوں نے ان یاجوج و ماجوج کو مسدد کیا تھا اسکے ہدم کرنے اور اس میں سوراخ کرنے کیلئے وہ ساعی ہے۔ برخلاف اس کے کہ ہمارے فتویٰ میں بہت احتیاط موجود ہے کیونکہ میں نے یہ لکھا ہے کہ ضروریات سے انکار کرنا کفر ہے۔ اور جس طرح توحید، رسالت، حشر وغیرہ ضروریات دین سے ہیں اس طرح ضروریات دین سے انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے اور اس کا کافر سمجھنا ضروریات دین سے ہے۔ اس پر تمام امت مسلمہ کا اجماع اور تعامل رہا ہے لیکن مودودی صاحب نے اس اجماعی اور متواتر اور واضح حقیقت سے کھلم کھلا مخالفت کی ہے۔ اور اس قبیح مخالفت کے دو وجوہات ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ مودودی صاحب کو یہ معلوم نہ ہو۔ کہ لاہوری گروپ ضروریات دین سے انکار کرتے ہیں دوم یہ کہ مودودی صاحب کے نزدیک ضروریات دین سے انکار کرنے والا کافر نہیں ہو جاتا ہے۔ تو وجہ اول کے احتمال کی وجہ سے ہم نے کفر کا فتویٰ نہ دیا۔ اور چونکہ وجہ ثانی کے مراد ہونے کا خطرہ اور خوف مودودی صاحب کے عادت سے بعید نہیں۔ لہٰذا ہم نے احتیاط کی وجہ سے خوف کفر کا فتویٰ دیا۔ اور کفر کے فتویٰ سے اجتناب کیا۔ اور اپنے اکابر مثلاً مفتی عزیز الرحمٰن صاحب سے مخالفت نہ کی جن کے نزدیک لاہوری کافر اور خارج از اسلام ہیں۔ لیکن ان کو کافر نہ کہنے والے کو اس تأویل اور شبہ کی وجہ سے حتمی طور سے کافر نہیں کہتے ہیں۔

<u>مودودی صاحب سے متأثرہ لوگوں کی مداہنت</u>:۔ آپ لوگوں کا عجیب رویہ ہے کہ مودودی صاحب کے تفردات اور لغزشات پر کوئی مؤاخذہ اور انکار نہیں کر سکتے ہیں بلکہ تعصب میں آ کر مودودی صاحب کے متعلق مداہنت کرتے ہیں اور اگر کوئی اہل حق مودودی صاحب کی گرفت کرے۔ تو خاموشی کی جگہ آپ جانب مقابل بن جاتے ہیں وھم لھم جند محضرون کا مصداق بن جاتے ہیں۔ اور زبان سے یہ کہتے ہیں کہ ہم مودودی صاحب کے ساتھ

صرف سیاسی مسائل میں شریک ہیں۔آپ لوگوں کیلئے ضروری ہے کہ مودودی صاحب کے ہر بات کو مستحسن نہ سمجھیں۔اور مودودی صاحب کیلئے ضروری ہے کہ وہ اس غلط فتویٰ سے رجوع کریں ورنہ اس پر کفر کا خطرہ موجود ہے۔
پیر طریقت فقیہ النفس مفتی اعظم مولانا (محمد فرید عفی عنہ) شیخ الحدیث دار العلوم حقانیہ......۱۸ر ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ

مودودی اور اسکے اتباع کافر نہیں البتہ الحاد میں مبتلا ہیں

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین (۱) بعض لوگ مودودی کو کافر، مرتد اور زندیق کہتے ہیں تو براہ کرم ایک آدمی پر کفر کا فتویٰ چسپاں کرنا کہاں تک درست ہے مفسرین اور محدثین نے تو کفر ہونے میں بہت احتیاط کیا ہے؟ (۲) بعض لوگ کہتے ہیں کہ جماعت اسلامی والوں کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز ہے ان کے ساتھ غمی وشادی، قربانی وغیرہ کرنا حرام اور مکروہ ہے۔ یہ کہاں تک درست ہیں؟ وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: محبوب علی صوابی......۱۶ر ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ

الجواب:(۱) کفر کا دارومدار ضروریات دین سے انکار کرنے پر ہے اور چونکہ مودودی صاحب ضروریات دین سے منکر نہیں ہیں لہٰذا وہ کافر نہیں ہے۔البتہ بعض بے احتیاطیوں اور گستاخیوں کیوجہ سے ان پر کفر کا خطرہ موجود ہے۔ (۲) مودودی صاحب اور اس کے ہم خیال لوگوں کے پیچھے اقتداء نہ کرنا چاہئے کسی صحیح العقیدہ امام کے پیچھے اقتداء کرنا چاہیے کیونکہ یہ لوگ اگرچہ کفر میں داخل نہیں ہوئے ہیں لیکن الحاد میں ضرور مبتلا ہیں۔

مودودی لغزشات اور انکا اقتداء

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ مودودی نے خلافت وملوکیت میں جو کچھ تحریر کیا ہے کیا وہ صحیح ہے یا محض الزامات ہیں؟ اور نیز صحابہ، انبیاء، تابعین، صالحین حتیٰ کہ اکابرین دیوبند تک کے لوگوں کے بارے میں جو کچھ کہا ہے کیا وہ صحیح ہیں یا الزامات؟ اگر یہ باتیں واقعی مودودی صاحب نے لکھی ہوں تو پھر ان لوگوں کے ساتھ تعلقات رکھنا، نکاح اور ان کے پیچھے نماز وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: عتیق الرحمٰن پشاوری......۱۹۷۰ء/۴/۱۱

الجواب :مودودی صاحب کے زعمی تحقیقات تمام کے تمام لغزشات ہیں جو کہ اکابر علماء نے تحریر اور تقریر کے

ذریعے واضح کی ہیں۔مودودی صاحب کی یہ عادت ہے۔کہ شاہراہ کو چھوڑ کر شواذ کو مذہب بناتا ہے۔مودودی صاحب اپنے لئے زبان حال سے عصمت ثابت کرتا ہے۔لیکن معصومین پر طعن کو جائز رکھتا ہے مودودی صاحب کے مصنفات کا تاثر سلف پر بے اعتمادی اور صرف اس پر اعتماد ہے خلافت وملوکیت کا تاثر بعض صحابہ رضی اللہ عنہم پر بدظن ہونا ہے۔جس سے وہ خود بھی تباہ ہو گیا۔اور دوسروں کو بھی تباہ کرتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ مودودی صاحب پر کفر کا خطرہ ہے اور بلاشک ضال اور مضل ہے اس کے پیچھے اور اس کے ہم خیال لوگوں کے پیچھے اقتداء نہ کرنا چاہیئے۔فقط

مودودی لغزشات افتراء نہیں کتابوں میں موجود ہیں

سوال : جماعت اسلامی کے بانی مولانا مودودی صاحب پر جو الزامات لگائے جاتے ہیں کیا وہ باحوالہ اور صحیح ہیں اور اس جماعت کی رکنیت کیسی ہے؟

المستفتی :مولانا نور الرحمٰن لانڈھی کراچی نمبر ۲۲

الجواب :مودودی صاحب کے تصنیفات کی طرف مراجعت کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ الزامات صحیح ہیں۔ان میں کوئی افتراء نہیں ہے۔بے شک بلاحوالہ الزامات نا قابل تسلیم ہیں۔اور چونکہ مودودی صاحب کا عقیدہ اہل سنت والجماعت کے عقائد سے منحرف ہے لہٰذا اتباع مودودی صاحب اور مداہنت وغیرہا شنائع رکن ہونے کے لازم وملازم ہیں۔لہٰذا اس سے احتراز ضروری ہے۔

نوٹ: آپ جس الزام وغیرہ کے متعلق وضاحت چاہتے ہیں تو تعین کے بعد تعمیل حکم کیا جائیگا۔﴿۱﴾

مودودیت اور ان کے کتابوں کا مطالعہ

سوال: کیا مودودی کافر ہے اور مودودی کے بعض متبعین جو عقیدہ مودودیت نہیں رکھتے مگر ان کیلئے اشاعت اور کوشش کرتے ہوں تو ایسے آدمیوں کا کیا حکم ہے؟ اور مودودی کتابوں کا مطالعہ ہمارے لئے کیسا ہے؟

المستفتی :محمد اسلم چمن بلوچستان

﴿۱﴾نوٹ :اب مودودی جماعت جو کتابیں شائع کرتی ہیں تو یا تو بعض کتابوں سے وہ قابل اعتراض باتیں نکالی ہیں۔اور یا جدید ایڈیشنوں میں صفحات میں ردوبدل کیا ہے۔لہٰذا جن علماء نے مودودی لغزشات پر گرفت کی ہے اور صفحات وغیرہ ذکر کئے ہیں تو جدید ایڈیشنوں کی وجہ سے عام قاری کو اس کا ملنا مشکل ہے۔لہٰذا یا تو پرانے ایڈیشنز ملاحظہ کئے جائیں۔اور یا کسی صحیح اپریشن کرنے والے عالم سے رجوع کیا جائے۔تاکہ حوالہ پانے میں آسانی ہو۔(از مرتب)

الجواب: مودودی صاحب اہل ہوئ ہے لیکن کافرنہیں ہے کیونکہ ضروریات دین سے منکرنہیں ہے۔ لیکن تکثیر سواداور جدید تعلیم یافتہ طبقے پر قبضہ کرنے کیلئے دین میں تجدیداور تحریف کا شکار ہوا ہے۔اوران کے متبعین جو یہ عقائدنہیں رکھتے ہوں۔اہل ہوئ تونہیں لیکن مداہن ضرور ہیں۔کیونکہ یہ لوگ مودودی صاحب کے تفردات پر نہ خود گرفت کر سکتے ہیں اور نہ دوسروں کے گرفت کو برداشت کر سکتے ہیں بلکہ الٹا مقابل بن جاتے ہیں۔اور دین سے ناواقف اور غیر راسخ مسلمان اشخاص کیلئے مودودی صاحب کے کتب کا مطالعہ مضر ہے۔فقط

مودودی کے خلاف فتوے اصولی ہیں جذباتی نہیں

سوال: بعض لوگ یہ افواہ پھیلا رہے ہیں۔کہ مولانا احمد علی لاہوری کا مودودی صاحب کے خلاف فتوئ تحقیق پرمبنی نہ تھا اور مولانا شیخ الحدیث عبدالحق صاحب اپنے فتوے سے دستبردار ہو چکے ہیں۔تو علماء دیوبند نے مودودی کے خلاف جوفتوے دئے تھے تو کیا یہ فتوے وقتی تھے یا شریعت کے روشنی میں اصولی تھے؟

المستفتی: مولانا عزیز الرحمٰن فاضل دیوبند ڈھکی چارسدہ......۲۸رشعبان۱۴۰۲ھ

الجواب: یہ افواہ غلط ہے۔ان اکابر کے فتوے اصولی تھے وقتی اور جذباتی نہیں تھے ہم مودودی صاحب اوران کے تفردات سے بیزار ہیں۔﴿۱﴾

مودودی صاحب کی تقلیداوراجتہاد کی وضاحت

سوال: محترم فخر الاماثل والاقران قدوة السالكين والعارفين شيخ الحديث صاحب مدظله در عهد حاضره بعض مودودی را مجتهد گويند ! سوال آنكه مودودی واقعةً مجتهد است و در عهد حاضره قابل صحيح اجتهاد سلف موزون فرمايد يا نه ؟ مودودی مقلد است يا غير مقلد ؟

المستفتی: رحمٰن الدین تالاش ضلع دیر

الجواب: مولانا مودودی نہ ائمہ اربعہ کا مقلد ہےاور نہ اہل حدیث کے مسلک کے ساتھ موافق ہے۔ بلکہ وہ ایک چھٹے مذہب کا مالک ہے۔اور مودودی صاحب ممیّزین کے رتبہ کونہیں پہنچا ہے۔تو مجتہد کس طرح ہوجائیگا۔فقط

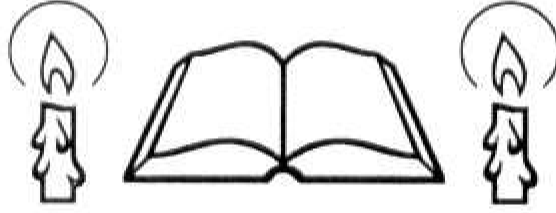
﴿۱﴾ مودودی صاحب کے تفردات ان کے کتابوں میں موجود ہیں اور جن اکابر نے ان کے لغزشات پر گرفت کی ہے۔ آخری دم تک اس پر قائم رہے جبکہ مودودی صاحب بھی آخری دم تک ان پر قائم تھے اور جماعت مودودی بھی ابھی تک اسی پر قائم ہے۔لہٰذا ان کے ضال اور مضل ہونے میں کوئی شک نہیں۔(از مرتب)

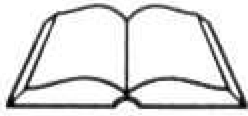
قال الله تعالیٰ

يرفع الله الذين آمنوا منكم والذين اوتوا العلم درجات ط

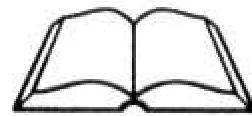
الاية

قرآن کریم





کتاب العلم





کتاب العلم

عورتوں کو کتابت سکھانا اور حدیث نہی بالکتابت کی تشریح

سوال: ہمارے گاؤں میں پرائمری گرلز سکول قائم ہوئی ہے۔ جسکی مخالفت میں ایک مولوی صاحب نے ایک میت کے تدفین کے بعد حسب معمول قبرستان میں تقریر کرتے ہوئے ایک حدیث (بلا حوالہ کتاب و راوی) سنائی۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیحت فرمائی۔ کہ عورتوں کو فلاں فلاں ہنر سکھلاؤ۔ مگر کتابت مت سکھلاؤ۔ و لا تعلموھن الکتابۃ آیا یہ حدیث موجود ہے؟ علاوہ ازیں عورتوں کو کتابت سکھلانا کیسا ہے؟

المستفتی: فضل اکبر جلسیٔ صوابی مردان......۱۳/۲/۱۹۶۹ء

الجواب: حدیث لا تعلمو ھن الکتابۃ کو ابن مردویہ اور بیہقی نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور جس حدیث میں اجازت مذکور ہے۔ یعنی علمی حفصة رقیة النملة کما علمتها الکتابة اخرجه ابو داؤد والحاکم یہ ابو داؤد وغیرہ میں منقول ہے۔ چونکہ یہ حدیثین بظاہر متعارض ہیں۔ اسی وجہ سے بعض علماء کراہیت کو ترجیح دیتے ہیں۔ لانہ محرم اور حدیث اجازت کو نساء سلف یا امہات المومنین کے ساتھ مخصوص ہونے پر محمول کرتے ہیں۔ جیسا کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے مرقاۃ میں یہ توجیہات نقل کئے ہیں [1] لیکن مولانا عبدالحئی صاحب نے جواز کی طرف میلان کیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ نہی کی حدیث ضعیف ہے۔ اور دیگر محدثین نے اس کے رواۃ میں ضعفاء اور وضاعین رواۃ ظاہر کئے ہیں۔ [2] لہٰذا اجازت کی حدیث

---

[1] قال العلامه علی بن سلطان محمد القاری (الا تعلمین هذه رقية النملة لما علميتها الكتابه) قال الخطابی فيه دليل على انه تعلم النساء الكتابة غير مكروه قلت يحتمل ان يكون جائزًا للسلف دون الخلف لفساد النسوان فی هذا الزمان . (مرقاة المفاتيح شرح مشكواة ص ۳۶۴ جلد ۸ باب الطب و الرقیٰ)

[2] لا تعلموهن الكتابة قال ابن الجوزی هذا الحديث لا يصح عن رسول الله ﷺ و قد ذكره ابو عبدالله النيشابوری فی صحيحه و العجب كيف خفی عليه امره . قال ابو حاكم ابن حبان كان محمد ابراهيم الشامی (راوی الحديث) يضع الحديث على الشاميين لا يحل الرواية عند الا عند الاعتبار احاديث لا اصول لها من كلام رسول الله ﷺ لا يحل الا احتجاج به (الموضوعات لابن الجوزی ص ۲۶۹ جلد ۲ باب تعليم النساء)

معمول ہوگی۔اور نہی کی حدیث معمول نہ ہوگی۔علاوہ یہ کہ بہت سی عورتیں جو کہ اکابر فقہاء کی بیویاں تھیں۔ان سے کتابت ثابت ہے۔مزید تفصیل کیلئے مجموعۃ الفتاوی صفحہ(۱۰۷تا۱۱۴) تک ملاحظہ کریں۔لہٰذا تعلیم کتابت جائز ہے۔بشرطیکہ مفاسد پر مشتمل نہ ہو مثلاً بے پردگی' بے حیائی' ورنہ احتراز ضروری ہے۔

فقہی مسائل میں شامی (ردالمحتار) کا مقام

سوال: شامی ردالمحتار کی پوزیشن کیا ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: جاوید احمد چوک یادگار پشاور

الجواب: شامی (ردالمحتار) فقہی مسائل میں نہایت معتمد کتاب ہے۔اسکا نہ ماننے والا جاہل یا متجاہل ہے۔اور مطلق فقہ نہ ماننے والا کافر ہے۔﴿۱﴾ وھو الموفق

فرض عین علم حاصل کرنے کے بعد والدین کی خدمت کرے

سوال: جس آدمی نے فرض علم حاصل نہیں کیا ہے۔مگر علم حاصل کرنے لگ گیا ہے۔اور والدین اسکے ضعیف ہوں۔اور ان کی خدمت کیلئے کوئی نہ ہو۔اور یہ آدمی نفس وخواہش پر بھی کنٹرول نہیں رکھتا،تو یہ شخص کیا کرے؟

المستفتی: عبدالرحمان جامع مسجد مکیہ فقیر آباد پشاور......۱۹/ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: ایسا طالب علم مقدار فرض عین علم حاصل کرے۔﴿۲﴾ اور اسکے بعد خدمت والدین اور انتظام شادی کرے(ماخوز از ھندیه صفحه ۱۰۴ جلد۵). وھو الموفق

موجودہ دور میں تعلیم نسواں کا حکم

سوال: موجودہ زمانے میں تعلیم نسواں کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ قرآن اور حدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

المستفتی: مولوی سیال محمد صاحب تھانہ ملاکنڈ ایجنسی......۱۹۷۸ء/۷/۳۰

﴿۱﴾ فی الھندیه رجل قال قیاس ابی حنیفة رحمه الله تعالیٰ حق نیست یکفر کذافی التتار خانیه. (عالمگیری صفحه ۲۷۱ جلد۲ موجبات الکفر منها ما یتعلق بالعلم والعلماء)

﴿۲﴾ وفی الھندیه ولو خرج الی التعلم ان کان قدر علی التعلم وحفظ العیال فالجمع بینهما افضل ولو حصل مقدار مالا بدمنه مال الی القیام بامر العیال ولا یخرج الی التعلم ان خاف علی ولده کذافی التتار خانیه ناقلا عن الینابیع.(فتاویٰ عالمگیری صفحه ۳۶۶ جلد ۵ الباب السادس والعشرون کتاب الکراھیة)

الجواب: تعلیم نسواں بذات خود جائز ہے۔البتہ اگر مفاسد کے تحقق متعین یا مظنون ہوں تو ناجائز ہوگی۔ کماھو الاصل فی کل مباح.﴿۱﴾وھو الموفق

لڑکیوں کیلئے سکول و کالج میں تعلیم ممنوعات و مفاسد کے لزوم کی وجہ سے ممنوع ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ موجودہ وقت میں لڑکیوں کی تعلیم حاصل کرنا شرعی لحاظ سے جائز ہے یا ناجائز؟ ایک شخص کہتا ہے، کہ لڑکیوں کیلئے تعلیم حاصل کرنا حرام ہے۔اس بارے میں ہمیں جواب سے نوازیں؟

المستفتی: نور محمد مدینہ کلاتھ ہاؤس لنڈی کوتل......۱۳رذی قعدہ۱۴۰۴ھ

الجواب: لڑکیوں کیلئے سکول اور کالج میں تعلیم حاصل کرنا بذات خود ممنوع نہیں ہے۔ بذات خود ممنوع بے پردگی، اختلاط اور آزادی جیسے امور ہیں۔ نیز اصول شرعیہ کے بناء پر وہ امر بھی ممنوع شمار ہوتا ہے۔ جو کہ دیگر ممنوعات کا ذریعہ ہو۔﴿۲﴾وھو الموفق

عورتوں کیلئے مفاسد خارجیہ کی وجہ سے خط و کتابت سیکھنا ناجائز ہے

سوال: جناب مفتی صاحب کیا عورتوں کو خط و کتابت سکھانا اور ان کی لکھائی جائز ہے یا ناجائز؟ جواب سے نوازیں۔

المستفتی: گل محمد خان کوٹ ادو مظفر گڑھ......۱۵راگست۱۹۸۴ء

الجواب: عورتوں کیلئے خط و کتابت سیکھنا جائز ہے۔ لان حدیث الا باحة صحیح وحدیث النهی لا یقاومه۔البتہ بسااوقات ایک مباح چیز مفاسد خارجیہ کی وجہ سے حرام ہوجاتی ہے۔﴿۳﴾وھو الموفق

﴿۱﴾وفی الخانیه والاصل فی الاشیاء الاباحة وان علم انه مغصوب بعینه لا یحل ان یا کل لانه علم بالحرمة.
(فتاویٰ تتارخانیه، موضوع علی هامش الهندیه صفحه ۴۰۰جلد۳ کتاب الحظر والاباحة)

﴿۲﴾وفی الهندیه ان کان الاصل الا باحة ینظر الی العارض فان غلب علی الظن وجود المحرم فالکراهة للتحریم والاّ فالکراهة للتنزیه و نظیره سور البقرة الجلاله و سباع الطیر هکذا فی خزانة الفتاوی.
(عالمگیری صفحه ۳۰۸ جلد۵ کتاب الکراهیة)

﴿۳﴾وفی الهندیه وان کان الاصل الاباحة ینظر الی العارض فان غلب علی الظن وجود المحرم فالکراهة للتحریم والا فالکراهة للتنزیه.
(عالمگیری صفحه۳۰۸ جلد ۵ کتاب الکراهیة)

دینی تعلیم کیلئے بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ تعلیم دین کیلئے کوئی عورت بغیر محرم اور خاوند کے دور دراز مقامات پر اقامت کر سکتی ہے جبکہ ایک محفوظ مقام ہو، مگر اس وجہ سے اس کو دور دراز سفر میں بغیر محرم کے آنا جانا پڑتا ہے۔ کیا وہ اس صورت کے باعث دینی تعلیم کو موقوف کر دیں، یا کہ دینی تعلیم حاصل کرے؟

المستفتی: احسان الٰہی ریٹائرڈ ایڈ یٹر دہلی گیٹ ملتان شہر......۲۲/۳/۱۹۷۶ء

الجواب: صورت مسؤلہ میں انسب اور احوط یہ ہے کہ آپ بیوی اور بچی کو اپنے پاس رکھ کر بہشتی زیور اور تعلیم الاسلام پڑھائیں، تاکہ بغیر محرم اور خاوند کے ممنوع سفر سے رہائی حاصل ہو۔ باقی یہ بھی جائز ہے کہ یہ دونوں ماں بیٹی ایک محفوظ مکان میں ہوں اور آپ ان کے پاس کبھی کبھی آتے جاتے ہوں۔ اور یہ اکیلے سفر نہ کرتے ہوں۔ ﴿۱﴾ فقط

دینی اور دنیوی تعلیم میں بے علم والدین کا حکم نہ ماننے کا حکم

سوال: محترم مفتی صاحب! میں درجہ دوم درس نظامی کا طالب علم ہوں۔ والد کا اصرار ہے کہ میں ڈسپنسر کورس (طب) کا پیشہ اختیار کروں۔ اور خارجی طور پر دینی کتب کا مطالعہ جاری رکھوں۔ اور حال یہ ہے کہ طب کے اس ٹریننگ کے دوران میرے ساتھ خواتین (نرس) بھی بیٹھی ہوں گی۔ آیا میں والد کا حکم مانوں یا اپنا علم دین جاری رکھوں؟

المستفتی: ضیاء الاسلام متعلم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک......۱۶/۱۰/اکتوبر ۱۹۸۳ء

﴿۱﴾ وفی المنهاج السنن والروايات الحديثية تدل ان جواز خروجهن مشروط بشرائط منها كونها تفلات كما فی رواية ابی داؤد ومنها عدم الاختلاط بالرجال عند الدخول والخروج لحديث لو تركنا هذا الباب للنساء .رواه ابوداؤد ولحديث كان رسول الله ﷺ اذا سلم مكث قليلا وكانوا يرون ان ذلک كما ينفذ النساء قبل الرجال......... واشارت عائشة الى المنع عند عدم مراعاتهن الشرائط .فی حديث ابی داؤد عنها لو ادرک رسول الله ﷺ مااحدث النساء لمنعهن المسجد ولذا كلما زادت تها ونهن فی مراعاة هذه الشرائط شددالعلماء فی امر حضورهذا المساجد حتى افتوا بعدم خروجهن بالليل ولا بالنهار سواء كن شواب او عجائز لان لكل ساقطة لاقطة.

(منهاج السنن شرح جامع السنن ص ۱۰۲، ۱۰۳ جلد۳ باب فی خروج النساء الیٰ المساجد)

الجواب: غیر دیندار بے علم والد کا ماننا زیرغور ہوتا ہے۔ بہر حال اس والد کا حکم مسطور نہ ماننا مستقبل قریب اور بعید دونوں کیلئے بے حد مفید ہے۔ ﴿۱﴾ فقط

سوال نامہ برائے لازمی دینی علوم

سوال : (۱) انفرادی زندگی کے متعلق علم دین کا فرض حصہ کیا ہے؟ ''الف'' عقائد'' ب'' عبادات ''ج'' حقوق العباد'' د'' شعائر آداب اسلامی'' ہ'' تربیت اخلاق وتزکیہ نفس۔

(۲) اجتماعی زندگی سے متعلق علم دین کا فرض حصہ کیا ہے؟

''الف'' تنظیم معاشرہ'' ب'' تنظیم معیشت'' ج'' تنظیم اور ریاست۔

(۳) بین الاقوامی زندگی سے متعلق علم دین کا فرض حصہ کیا ہے؟

''الف'' داعیانہ تقاضے (**ولتكن منكم امة يدعون الى الخير**) ''ب'' غلبہ دین (**ليظهره على الدين كله**)

(۴) کیا مختلف اسلامی فرقوں کے درمیان مذکورہ بالا امور میں اتفاق ہے؟

(۵) ''الف'' کیا تدریس کتب کا طریقہ ہی ضروری ہے یا وعظ وتلقین بھی کفایت کر سکتے ہیں؟ ''ب'' کیا عربی زبان کی واقفیت ضروری ہے؟ ''ج'' تربیت اخلاق اور تزکیہ نفس کیلئے موجودہ دور میں آپ کیا طریقہ تجویز فرماتے ہیں؟ مطلوبہ امور کی وضاحت فرما کر ہماری رہنمائی فرماویں۔

المستفتی: پروفیسر سید محمد سلیم مہتمم شاہ ولی اللہ کالج منصورہ لاہور......۱۸/۳/۱۹۷۲ء

الجواب: (۱) ''الف'' اہل سنت والجماعت کے تمام اعتقادات کا علم فرض عین ہے۔

''ب'' طہارت، نماز اور روزہ کا علم فرض عین ہے۔ اور زکواۃ، حج کا علم صاحب استطاعت پر فرض عین ہے۔

''ج'' جس معاملہ میں (مثلاً تزوج، تجارت، زراعت، ملازمت وغیرہ) داخل ہونے کا ارادہ ہو، تو اس کا علم فرض عین ہے ''د'' بقدر ضرورت ان کا علم فرض عین ہے۔ ''ہ'' اخلاص، ریا، حسد، عجب وغیرہ آفات نفسانی کی پہچان اور ان کے

﴿۱﴾ في الهنديه رجل خرج في طلب العلم بغير اذن والديه فلا بأس به ولم يكن هذا عقوقاً .
(فتاویٰ عالمگیری ص ۳۶۶ جلد ۵ کتاب الكراهية الباب السادس والعشرون)

اسباب اور معالجات کا علم فرض عین ہے اور اسی طرح اخلاق کا حکم ہے۔ بے شک اس میں تبحر مندوب ہے۔ ﴿۱﴾
(۲)،(۳) اجتماعی زندگی کے متعلق سوالات کا جواب یہ ہے کہ ان کا علم فرض کفایہ ہے۔ اور یہی جواب بین الاقوامی زندگی کے متعلق سوالات کا بھی ہے۔ ﴿۲﴾
(۴) ہاں لیکن بعض فرقوں کا اختلاف بھی ہے۔
(۵) علم ضروری ہے خواہ تدریس کے طریقے سے ہو یا وعظ و تلقین کی شکل میں ہو۔
''ب'' فرض کفایہ ہے۔ ﴿۳﴾ ''ج'' قرآن اور حدیث کا علم حاصل کیا جائے اور اس پر یقین حاصل کیا جائے۔ اعتماد سے یا استدلال سے۔ اور اس یقین کے ذریعہ خوف خدا حاصل کیا جائے۔ تو اس کے بعد ہر قسم تخلیہ اور تحلیہ آسان ہوگا۔ خصوصاً جبکہ تعلیم دہندگان حامل شریعت اور عامل شریعت ہوں۔ ﴿۴﴾ فقط

﴿۱﴾ قال ابن عابدين واعلم ان تعلم العلم الخ اى العلم الموصل الى الاخرة اوالا عم منه قال العلامى فى فصوله من فرائض الاسلام تعلم ما يحتاج اليه العبد فى اقامه دينه واخلاص عمله لله تعالىٰ ومعاشرة عباده وفرض على كل مكلف ومكلفة بعد تعلمه علم الدين والهداية تعلم علم الوضؤ والغسل والصلاة والصوم وعلم الذكواة لمن له نصاب والحج لمن وجب عليه والبيوع على التجار ليحترزوا عن الشبهات والمكروهات فى سائر المعاملات وكذا اهل الحرف وكل من اشتغل بشئ يفرض عليه علمه وحكمه ليمتنع عن الحرام فيه اه. وفى تبيين المحارم لاشک فى فرضية علم الفرائض الخمس وعلم الاخلاص لان صحة العمل موقوفة عليه وعلم الحلال والحرام وعلم الريا لان العابد محروم من ثواب عمله بالرياء وعلم الحسد والعجب اذهما ياكلان العمل كما تأكل النار الحطب وعلم ....قوله وهو التبحر فى الفقه (مندوب) اى التوسع فيه والا طلاع على غوامضه وكذا غيره من العلوم الشرعية والاتها .
(رد المحتار على الدرالمختار ص ۳۱،۳۲ جلد ۱ مقدمه)

﴿۲﴾ قال ابن عابدين قوله وفرض كفاية ......والعلم باعمارهم واصول الصناعات والفلاحة كالحياكة والسياسة والحجامة . (رد المحتار على الدرالمختار ص ۳۲ جلد ۱ مقدمه)

﴿۳﴾ قال ابن عابدين قال فى تبيين المحارم واما فرض الكفاية من العلم فهو كل علم لا يستغنى عنه قوام امور الدنيا كالطب والحساب والنحو واللغة والكلام ....والمعانى والبديع والبيان ....وكل هذه الة لعلم التفسير والحديث.
(ردالمحتار على الدرالمختار ص ۳۲ جلد ۱ مقدمه)

﴿۴﴾ قال ابن عابدين وعلم القلب اى علم الاخلاق وهو علم يعرف به انواع الفضائل وكيفية اكتسابها وانواع الرذائل وكيفية اجتنابها وهو معطوف على الفقه لا على التبحر لما علمت من ان علم الاخلاص والعجب والحسد والرياء فرض عين ومثلها غيرها من افات النفوس كالكبر والشح والحقد الخ.
(رد المحتار على الدرالمختار ص ۳۲جلد ۱ مقدمه)

دینی تعلیم ،تبلیغ ، جہاداوراذن والدین

سوال: میں نے آٹھویں جماعت کاامتحان اس سال دیا ہے، میں جہاد بھی کرتا ہوں،لیکن والدین منع کرتے ہیں ۔اب سکول کے داخلے شروع ہیں والدین کہتے ہیں کہ سکول پڑھو،اور افسر بن جاؤ۔ میں کہتا ہوں کہ میں دینی تعلیم حاصل کرتا ہوں ۔ کہ عالم بن جاؤں ۔ نیز میں تبلیغ میں بھی وقت لگانا چاہتا ہوں ،لیکن والدین اجازت نہیں دیتے اب میں حیران ہوں، کہ والدین کی بات مانوں یا نہ مانوں؟ براہ مہربانی اولین فرصت میں جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی :احمد زمان دتہ خیل ضلع بنوں......۱۹۹۰ء/۳/۹

الجواب: آپ سکول میں داخلہ لیویں اور مناسب تعلیم کے بعد جائز ملازمت کی کوشش کریں ۔اور فارغ اوقات میں علماء سے فقہ،قرآن ،حدیث پڑھا کریں ۔اور ایام تعطیل میں جہاد اور تبلیغ کیلئے جایا کریں۔ ﴿۱﴾ وھو الموفق

لڑکیوں کواعلیٰ درجہ کی تعلیم دلوانا عوارض خارجیہ کی بناپر حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ لڑکیوں کو اعلیٰ درجہ کا تعلیم دلوانا کیسا ہے۔آیا شریعت میں لڑکیوں کو اعلیٰ تعلیم دینا جائز ہے یا ناجائز؟

المستفتی :حکیم عبدالرزاق نعمانی دواخانہ اٹک شہر......۱۹۸۹ء/۶/۵

الجواب: لڑکیوں کو اعلیٰ دنیوی تعلیم دینا بذات خود نہ مطلوب ہے اور نہ ممنوع ہے۔البتہ عوارض خارجیہ (اختلاط) بے پردگی وغیرہ کے بنا پر حرام ہے۔ ﴿۲﴾ وھو الموفق

﴿۱﴾ وفی الهنديه ولو خرج الى التعلم ان كان قدر على التعليم وحفظ العيال فالجمع بينهما افضل ولو حصل مقدار مالا بد منه مال الى القيام بامر العيال ولا يخرج الى التعلم ان خاف على ولده كذا فى التتار خانيه ناقلاً عن الينا بيع .
(هنديه ص ۳۶۶ جلد۵ الباب السادس والعشرون كتاب الكراهية)

﴿۲﴾ وفی الهنديه ان كان الاصل الاباحة ينظر الى العارض فان غلب على الظن وجود المحرم فالكراهة للتحريم والا فالكراهة للتنزيه.
(عالمگيرى ص ۳۰۸ جلد۵ كتاب الكراهية)

لڑکیوں کوانگریزی یااردو تعلیم غیر اسلامی تہذیب سے مہذب ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے

سوال: کیالڑکیوں کوانگریزی یااردو تعلیم دلوانا جائز ہے یانہیں؟

المستفتی: مولوی عمر حیات دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازارراولپنڈی......۲۵/رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: کسی زبان کی تعلیم بذات خود ممنوع نہیں ہے۔﴿۱﴾ البتہ عوارض خارجیہ یعنی بے پردگی اورغیر اسلامی تہذیب سے مہذب ہونے کی وجہ سے ممنوع ہوگی۔﴿۲﴾ وھو الموفق

علم نجوم حرام اور جواز کے دلائل بے اصل ہیں

سوال: کیافرماتے ہیں علماءدین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایسا آدمی جو کتاب دیکھ کرلوگوں کے احوال خواہ ماضی ہو یامستقبل ہو بتلاتے ہیں۔اورعلم غیب کی باتیں کرتا ہے۔اور جواز کیلئے یہ دلیل بیان کرتا ہے۔کہ یہ علم نجوم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایجاد ہے۔تو کیا یہ علم جائز ہےاوراس شخص کی امامت جائز ہے؟

المستفتی: ثمر خان کوہاٹ......۱۹۷۲ء/۶/۲۷

الجواب: اگر یہ شخص غیب دانی کا مدعی ہو،تو کافر ہے۔﴿۳﴾ ورنہ فاسق ہےاورعلم نجوم وغیرہ کی تعلیم وتعلم حرام ہے.فی الدرالمختار ص ۴۱، ۴۰ جلد ۱ وحراماً وھو علم الفلسفة والشعبذة والتنجیم والرمل الخ .﴿۴﴾وھوالموفق

﴿۱﴾وفی الھندیه ان کان الاصل الاباحة ینظر الی العارض فان غلب علی الظن وجود المحرم فالکراھة للتحریم والا فالکراھة للتنزیه .

(ھندیه ص۳۰۸ جلد۵ کتاب الکراھیة)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین وفی فتاویٰ ابن حجر ماکان منه علی طریق الفلاسفة حرام لانه یؤدی الی مفاسد کاعتقاد قدم العالم ونحوہ وحرمته مشابھة لحرمة التنجیم من حیث افضاء کل الی المفسدة .

(رد المحتار علی الدر المختار ص۳۳جلد ۱ مقدمه)

﴿۳﴾قال الامام فخر الدین حسن ابن منصور المشھور بقاضی خان ومن ادعی علم الغیب کان کافراً .

(فتاویٰ قاضی خان موضوع علی ھامش الھندیه ص۵۷۶ جلد۳ باب ما یکون کفراً من المسلم ومالایکون)

﴿۴﴾ (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار ص۳۲ جلد ۱ مقدمه)

لفظ ''ملا'' کی تحقیق اور حکم

سوال: عام لوگ علماء کرام کو بدون ادب لفظ ''ملا'' سے پکارتے ہیں۔ لفظ ''ملا'' کی تشریح اور معنی کیا ہے۔ بے ادبی اور تحقیر کے طور پر یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: نامعلوم

الجواب: لفظ ''ملا'' عزت اور احترام کا لفظ ہے۔ اس کا معنی عمدہ دانشمند اور عمدہ لکھنے والا ہے۔ ﴿۱﴾ یہ لفظ جب تحقیر کے طور سے نہ ہو تو جائز ہے ﴿۲﴾ ورنہ ناجائز۔ فقط

علم نجوم حرام اور بغیر وحی کے اس پر عمل کرنا توہم پرستی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ علم نجوم کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ اس کا حاصل کرنا اور اشتغال کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اگر جائز تو کن شرائط کے ساتھ جائز ہے؟

المستفتی: نامعلوم......۱۹۷۸ء/۷/۲۷

الجواب: علم تنجیم حرام ہے، کما فی شرح التنویر وحراماً وھو علم الفلسفة والشعبذة والتنجیم. (ھامش رد المحتار ص ۴۰ جلد ۱ ﴿۳﴾) بغیر وحی کے اس پر عمل کرنا توہم پرستی ہے۔ ﴿۴﴾ وھو الموفق

﴿۱﴾ لفظ ملا من الملأ ای اشراف القوم ومنه الملأ الاعلیٰ ای العالم الارواح ومن الاملأ ای الکتابة النفیسة .ومن الملأ ای مملوء من العلم .ومن ملاء ه علی الامر ای نصره علی الامر ھکذا فی کتب اللغات (والمنجد عربی اردو) .

﴿۲﴾ وفی الھندیه اذا قال لفقیه ای دانشمندک او قال ای علویک لا یکفر ان لم یکن قصده الاستخفاف بالدین .
(ھندیه ص ۲۷۱ جلد ۲ ما یتعلق بالعلم والعلماء الباب التاسع فی احکام المرتدین)

﴿۳﴾ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ص ۳۲ جلد ۱ مطلب فی التنجیم والرمل مقدمه)

﴿۴﴾ قال ابن عابدین ان علم النجوم فی نفسه حسن غیر مذموم اذ ھو قسمان حسابی و انه حق و قد نطق به الکتاب قال الله تعالیٰ الشمس و القمر بحسبان ای سیرھا بحساب و استدلالی بسیر النجوم و حرکة الافلاک علی الحوادث بقضاء الله تعالیٰ و قدره و ھو جائز کاستدلال الطبیب بالنبض من الصحة و المرض و لو لم یعتقد بقضاء الله او ادعی الغیب بنفسه یکفر ثم تعلم مقدار ما یعرف به مواقیت الصلاة والقبلة لا بأس به ،تعلموا من النجوم ما تھتدوا به فی البر والبحر ثم امسکوا وانما زجر عنه من ثلاثة اوجه احدھا انه مضر باکثر الخلق فانه اذا القی الیھم ان ھذه الآثار تحدث عقیب سیر الکواکب وقع فی نفوسھم انھا المؤثرة الخ .(ردالمحتار ص ۳۳ جلد ۱ مطلب فی التنجیم والرمل مقدمه ردالمحتار)

بے پردگی، اختلاط مردان اور پارٹیوں میں شرکت کی وجہ سے زنانہ تعلیم جائز نہیں

سوال: ہمارے علاقے میں گورنمنٹ نے ایک زنانہ پرائمری سکول کی منظوری دی ہے۔ چند علماء نے اختلاف کیا۔ کہ زنانہ سکول فحاشی اور بے دینی کا ذریعہ ہے۔ دوسرے طرف چند علماء کرام اس کے خلاف کہتے ہیں کہ زنانہ تعلیم ضروری ہے۔ ملک کے اکثر بڑے جامعات میں مدارس البنات قائم ہیں۔ براہ کرم شرعی حکم سے روشناس فرمائیں، کیونکہ آپ صاحبان کا فیصلہ یہاں معتبر مانا جاتا ہے۔

المستفتی: عزیز الرحمٰن پی، پی، ایم، بی، او۔ ناور خیل لکی مروت بنوں......۲۹ر شوال ۱۴۰۶ھ

الجواب: جب بے پردگی اور اختلاط مردان اور پارٹیوں میں شرکت وغیرہ مفاسد کی انسداد ہو جائے۔ تو قابل اعتراض نہیں ہے ﴿۱﴾ (ورنہ ناجائز ہے) ﴿۲﴾ وھو الموفق

لفظ خدا کہنے پر جو قرآن میں نہیں ہے دس نیکیاں نہیں ملتیں

سوال: لفظ خدا جو قرآن مجید میں مذکور نہیں ہے۔ تو کیا اس کے کہنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں یا نہیں یا صرف اللہ کہنے پر نیکیاں ملتی ہیں؟

المستفتی: مہران سائیکل سٹور محراب پور......۱۳ر رمضان ۱۴۰۲ھ

الجواب: تلاوت کرنے کے وقت قرآن کے حرف پر بنا بر حدیث دس نیکیاں ملتی ہیں۔ ﴿۳﴾ اگرچہ فرعون اور ابلیس کے حروف ہوں، اور جو لفظ قرآن میں نہ ہو، تو اس پر نیکیاں کس طرح مل سکیں گی۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ وفی المنهاج السنن والروايات الحديثية تدل ان جواز خروجهن مشروط بشرائط منها كونها تفلات كما في رواية ابي داؤد ومنها عدم الاختلاط بالرجال عند الدخول والخروج لحديث لو تركنا هذا الباب للنساء رواه ابو داؤد ولحديث كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سلم مكث قليلاً وكانوا يرون ان ذلك كيما ينفذ النساء قبل الرجال ..... واشارات عائشة الى المنع عند عدم مراعاتهن الشرائط الخ. (منهاج السنن شرح جامع السنن ص ۱۰۲ جلد۳ باب في خروج النساء الى المساجد)

﴿۲﴾ وفی الهنديه وان كان الاصل الاباحة ينظر الى العارض فان غلب على الظن وجود المحرم فالكراهة للتحريم والا فالكراهة للتنزيه. (عالمگیری ص ۳۰۸ جلد۵ كتاب الكراهية)

﴿۳﴾ عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قرأ حرفاً من كتاب الله فله به حسنة والحسنة بعشر امثالها لا اقول الٓمٓ حرف الف حرف ولام حرف وميم حرف. رواه الترمذی والدارمی وقال الترمذی هذا حديث حسن صحيح غريب اسناداً. (مشكوٰة المصابيح ص ۱۸۶ جلد۱ كتاب فضائل القرآن)

لفظ "خدا" کا اللہ تعالیٰ کیلئے استعمال کرنا: لفظ خدا فارسی زبان کا لفظ ہے اس کا اصل مادہ خود آی ہے یعنی موجود بذاته غير المحتاج في الوجود الىٰ غيره۔ علم النحو کے مشہور رسالہ ہاشمیہ میں ہے و خدا علم لذاته تعالىٰ با لفارسية جائز الاطلاق عليه تعالىٰ باجماع العلماء رحمهم الله تعالىٰ بحيث لا يجوز اطلاقه على غيره تعالىٰ باى وجه كان اى لا بالاضافة و لا بلونها۔ اور نبراس شرح عقائد میں ہے و اذا اورد الشرع با طلاق اسم بلغة اخرىٰ كاسم خدا بالفارسية (النبراس ص ۱۲۲ صفات الله تعالىٰ) (مرتب)

جادو کے ذریعہ تخریب کار لائق تعزیر ہے

سوال: جادو کے ذریعہ کسی کو پاگل بنانے، میاں بیوی کے درمیان اختلاف واقع کرا کر طلاق کرنے، رشتوں کو توڑنے والے کاروباروں کو جادو کے ذریعے ختم کرنے والے کا کیا حکم ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: نور زمان شاہ تلہ گنگ پنجاب......۱۴۰۱/۵/۱۳ھ

الجواب: اگر کسی شخص کے متعلق ان تخریبی امور کا ارتکاب ثبوت شرعی سے ثابت ہو تو ایسا شخص لائق تعزیر ہے۔ حکومت اس کو مار پیٹ سے لیکر قتل تک تعزیر دے سکتا ہے۔ (ماخوذ از شامی) ﴿۱﴾ وھو الموفق

جمع عظیم سے صاحب ہدایہ کا مراد

سوال: صاحب ہدایہ کے جمع عظیم کے متعلق مجھے اطمینان نہیں ہو رہا ہے۔ اس کی وضاحت فرماویں۔

المستفتی: مولوی عبدالمجید جنگل خیل کوہاٹ

الجواب: مراد صاحب الهدایه جمع عظیم یقع العلم الشرعی بخبرهم وهو مفوض الی رأی الامام من غیر تقدیر ﴿۲﴾ کما صرح به فی سائر المعتبرات فلا حاجة الی تضعیف کلام الهدایة. وهو الموفق

جادو کرنے والے کیلئے شرعی حکم

سوال: ہمارے علاقے میں ایک آدمی نے جادو کے ذریعہ سارے گاؤں کو پریشان کر دیا ہے۔ اور ہر آدمی جادو سے خوفزدہ ہے۔ وہ لوگوں کو دھمکیاں بھی دیتے ہیں۔ اور شہادت بھی موجود ہے۔ شریعت میں ایسے آدمی کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد اشرف گلند کوٹ راولپنڈی......۲۶/رجب ۱۳۹۰ھ

﴿۱﴾ قال ابن عابدین ان الذی یقطع ید الرجل اویدخل السکین فی جوفه ان کان سحرا قتل والا عوقب...... وحرام لیفرق به بین المرأة وزوجها .... فاذا ثبت اضراره بسحره ولو بغیر مکفر یقتل دفعاً لشره کالخناق وقطاع الطریق.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص۳۳،۳۴ جلد ۱ مقدمه)

﴿۲﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ص ۱۰۰ جلد ۲ کتاب الصوم)

الجواب: اگر یہ آدمی جادو کے ذریعہ سے لوگوں کو ضرر پہنچاتا ہو۔اور اعتراف یا شہادت سے یہ حقیقت واضح ہوچکی ہو،تو (حکومت وقت کیلئے) اس کا قتل کرنا جائز ہے۔فی الدر المختار والکافر بسبب اعتقاد السحر لا توبة له ولو امرأة فی الاصح لسعیها فی الارض بالفساد ذکره الزیلعی. ﴿۱﴾ (باب المرتد) فقط

فالنامہ،علم نجوم،علم جفر کا حکم

سوال: (۱) فالنامہ دیکھنا،دکھانا اور آئندہ حالات معلوم کرنا کرانا اس پر عمل کرنا کیسا ہے؟

(۲) علم نجوم کے ذریعے ہندسوں میں جو ابجد وغیرہ کے حساب سے مریض کا نام حاصل کر کے ضرب،تفریق وغیرہ سے مرض وغیرہ کا معلوم کرنا وغیرہ کیسا ہے؟

المستفتی:مولوی گل نور شاہ کلکوٹ دیر کوہستان......۲۵/شعبان ۱۳۹۵ھ

الجواب: (۱) یہ مروجہ فال نکالنا اور نکلوانا حرام ہیں. کما فسربه ان تستقسموا بالازلام. ﴿۲﴾

(۲) علم نجوم اور علم جفر دونوں حرام ہیں۔کما فی الدر المختار والتنجیم والرمل وفی هذا القسم علم الحرف (مقدمه شامی). ﴿۳﴾ فقط

مسئلہ توسل پر مباہلہ

سوال: مباہلہ کے شروط کیا ہیں اور کن صورتوں میں مباہلہ جائز ہے۔کیا مسئلہ توسل پر مباہلہ جائز ہے؟

المستفتی:نامعلوم......۱۱/۱۰/۱۹۷۵ء

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ص ۳۲۳ جلد ۳ مطلب فی الساحر والزندیق باب المرتد)

﴿۲﴾ قال العلامه آلوسی ان الاستقسام الذی کان یفعله اهل الجاهلیه حرام بلا شبهة کما هو نص الکتاب وان حرمته ناشئة من سوء الاعتقاد وانه لا یخلو عن تشاؤم ولیس بتفاول محض .وان مثل ذلک لیس من الدخول فی علم الغیب اصلا بل هو من باب الدخول فی الظن الخ.

(تفسیر روح المعانی ص ۸۸ جلد ۴ سورة المائدة آیت :۳)

﴿۳﴾ قال الحصکفی وحراماً ....والتنجیم والرمل قال ابن عابدین هو علم بضروب اشکال من الخطوط النقط بقواعد معلومة تخرج حروفا تجمع ویستخرج جمله داله علی عواقب الامور وقد علمت انه حرام قطعاً.

(الدر المختار مع رد المحتار ص ۴۳ جلد ۱ مقدمه)

الجواب: جومسائل مجتہدین کے درمیان مختلف فیہ ہیں۔ان میں مباہلہ نہیں کرنا چاہئے۔ان میں حق عنداللہ ہمیں نامعلوم ہے۔ہرایک کے حق عنداللہ ہونے کا احتمال موجود ہے۔اور چونکہ توسل بالصالحین میں اہل سنت والجماعت کا کوئی اختلاف نہ تھا۔اس اختلاف کا سنگ بنیاد فرقہ سلفیہ (ابن تیمیہ وغیرہ) نے رکھا ہے۔لہٰذا اس میں مباہلہ کرنا خلاف قاعدہ نہ ہوگا۔﴿۱﴾ البتہ اہل باطل کے ساتھ مباہلہ کرنے کے وقت حق وباطل کی معرفت کا دارومدار دلائل پر ہوگا نہ کہ ہلاکت وعدم ہلاکت پر .وھو الموفق

"مسئلة البير جحط" کی وضاحت اور کنز الدقائق سے کوئی مسئلہ

سوال: کنز الدقائق سے کوئی مسئلہ لکھدیں، نیز "مسئلة البير جحط" کا مطلب اور وضاحت فرماویں۔

المستفتی: نامعلوم......۱۹۷۸ء/۹/۱

الجواب: کنز الدقائق میں لکھا ہے، کہ جولڑکا مادر زاد مختون ہو۔تو اس کا ختنہ نہ کیا جائے گا۔اور مسئلة البير جحط کا مطلب یہ ہے کہ جوجنب ڈھول نکالنے کیلئے کنویں میں غوطہ لگائے ،تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آدمی اور کنواں دونوں ناپاک ہیں۔اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں برحال خود ہیں،اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں پاک ہیں۔﴿۲﴾ فقط

﴿۱﴾ قال العلامه آلوسی وذهب النواصب الی ان المباهلة جائزة لاظهار الحق الی اليوم الاانه يمنع فيها ان يحضر الاولاد والنساء ،وزعموا رفعهم الله تعالىٰ لاقدراً ،وحطهم ولاحط عنهم وزراً ان ماوقع منه ﷺ كان لمجرد الزام الخصم وتبكيته ،وانه لايدل على فضل اولئك الكرام على نبينا وعليهم افضل الصلاة واكمل السلام. وانت تعلم ان هذا الزعم ضرب من الهزيان واثر من مس الشيطان .

وليس يصح فی الاذهان شئ   اذا احتاج النهار الی دليل

(تفسير روح المعانی ص۳۰۳ جلد۳ سورة ال عمران آيت: ۶۱)

﴿۲﴾ قال العلامه ابن نجيم ومسئلة البئر جحط ای ضابط حكم مسئلة البئر جحط وصورتها جنب انغمس فی البئر للدلو او للتبرد ولانجاسة على بدنه فعند ابی حنيفة الرجل والماء نجسان وعند ابی يوسف الرجل جنب على حاله والماء مطهر على حاله وعند محمد الرجل طاهر والماء طاهر طهور .فالجيم من النجس ......والحاء من الحال ......والطاء من الطاهر .

(البحر الرائق ص۹۷ جلد۱ كتاب الطهارة)

سحر یا جنات کا اثر معلوم کرنے کیلئے عامل کے پاس جانا موجب کفر نہیں

سوال: زید،عمر کے متعلق یہ کہتا ہے۔کہ چھ ماہ پہلے تیرا یہ عقیدہ تھا،کہ عامل یعنی کاہن غیب دان ہے۔اب عام مجالس اور جلسوں میں یہی کہتا ہے کہ عمر کا غیب دانی کا عقیدہ تھا۔ایسے شخص کا شریعت میں کیا حکم ہے۔کہ مسلمان رہا یانہیں اور نکاح باقی ہے یانہیں؟ایک شخص فریب ودغابازی کرکے فتویٰ حاصل کرتا ہے،کہ فلاں شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ کاہن یعنی عامل غیب دان ہوتے ہیں۔اوران سے تعویذات وغیرہ لئے ہیں۔تو ایسے فتویٰ کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟اوراگر وہ(عمر)واقعی عامل کے ہاں گیا ہو،اور مریض کا وجہ مرض معلوم کیا ہو۔تو پھر کیا بنے گا؟

المستفتی: نامعلوم......۱۹۷۱ء/۱۲/۲۰

الجواب: چونکہ علیم بذات الصدور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔لہٰذا کسی کے متعلق یہ جزم کرنا کہ اس کا یہ عقیدہ ہے،غیب دانی کا دعویٰ ہے۔البتہ اقوال وغیرہا ذرائع سے کسی کا عقیدہ متعین کرنا درست ہے۔اور چونکہ صورت متنازع فیہا میں ایک شخص عامل کے پاس حاضر ہوا ہے۔تاکہ امارات کے ذریعہ سے معلوم کرے کہ اس بیمار پر سحر ہوا ہے،یا جن کا اثر ہے،یا اورکوئی مرض ہے۔لہٰذا اس شخص پر کفر کا فتویٰ دینا بے اصل اور غلط ہے۔حالانکہ یہ شخص غیب دانی کے عقیدہ سے بے زاری ظاہر کرتا ہے۔نیز غیب دانی کا عقیدہ اگر ثابت ہو جائے تو اس کا نکاح ابتداء امر سے غیر صحیح ہوگا۔تو نکاح کا ختم ہونا بے معنی ہوگا۔پس خلاصہ یہ ہے کہ ایسے محتمل ﴿۱﴾ اور مبہم امر کی وجہ سے کفر کا فتویٰ درست نہیں ہے۔فقط

عورتوں کے مدارس میں درس دینا

سوال: عورتوں کے مدرسوں میں درس دینا کیسا ہے؟وضاحت فرمائیے۔

المستفتی: حافظ نوراحمدالدین مردان......۱۹۸۶ء/۱/۲۸

الجواب: اس نازک دور میں اس صنف نازک کو درس دینا فتنہ سے خالی نہیں۔الا ماشذوندر۔وھو الموفق

﴿۱﴾ قال الحصکفی اذا کان فی المسئلة وجوہ توجب الکفر وواحد یمنعه فعلی المفتی المیل لما یمنعه .(الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ص ۳۱۶ جلد۳ باب المرتد)

کشف القبور کا علم غیر اختیاری امر ہے

سوال: کشف القبور کونسا علم ہے۔اور کیا یہ سیکھا، یا سکھایا جاتا ہے۔اگر جواب ہاں میں ہوتو کہاں اور کس سے سیکھا جائے گا۔اگر اس کا سیکھنا سکھانا جائز ہے،تو کیا یہ علم غیب کے مترادف نہیں ہے؟ جبکہ علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔پس قرآن وحدیث کی روشنی میں تسلی بخش جواب دیکر ذہنی پریشانی سے نجات دلاکر ثواب دارین حاصل کریں۔

المستفتی: نامعلوم

الجواب: کشف القبور حق ہے۔﴿۱﴾ احادیث اور آثار اور علم الکلام میں اس کا تذکرہ ہوا ہے۔ البتہ یہ ایک غیر اختیاری امر ہے۔اس وجہ سے اس میں تعلیم جاری نہیں ہوتی ہے۔نیز یہ ظنی امر ہے۔اس کو علم الغیب بولنا غلط فہمی اور ناواقفی ہے۔وھو الموفق

تبلیغ دین کی نیت سے انگریزی سکولوں میں بچوں کو پڑھانا اپنے آپ کو دھوکہ دینا ہے

سوال: انگلش میڈیم سکول (جو اکثر انگریزوں کی مشنری ادارے ہیں) جس میں انگریزی سیکھنے کا بہتر انتظام کے ساتھ ساتھ گرمیوں میں نیکر جو گھٹنوں سے چار انگلی اوپر،سردیوں میں کوٹ پتلون،ٹائی اور ننگے سر جانا بچوں پر لازم ہے۔دوپہر کی روٹی بچوں پر سکول میں مخصوص طریقے سے کھلانا وغیرہ ہوتا ہے۔ایسے سکولوں میں اپنا بچہ نیک نیت سے داخل کرنا تاکہ بچہ انگریزی اچھی طرح سیکھ کر انگریزی میں انگریزوں کو تبلیغ دین کر سکے۔اور یہ اور بات ہے۔کہ بچہ بڑا ہو جائے اور قابو سے نکل کر انگریزی طبعیت پر زندگی گزارنا شروع کرے،تو اس نیک نیت سے یہ کام کرنا کیسا ہے؟بینوا و توجروا

المستفتی: گل احمد،سید احمد بٹ خیلہ ملاکنڈ ایجنسی......۱۹۶۹ء

الجواب: اسلام کا تبلیغ وہ شخص کر سکتا ہے۔جس کو اسلام کے متعلق کافی معلومات ہوں۔اوران پر

قال الملا علی قاری و ھذا الحدیث مثل قولہ علیہ الصلواۃ والسلام لو علمتم ما اعلم بضحکتم و لبکیتم کثیرا .و فیہ ان الکشف بحسب الطاقۃ ومن کو شف بمالا یسعہ یطیح و یھلک (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکواۃ ص ٣٤٦ جلد ١ کتاب الایمان)

اس شخص کا یقین محکم ہو، اور اس کے مخالف کیلئے قلب میں کافی نفرت موجود ہو، اور تجربہ سے یہ ثابت ہے، کہ جب ایک بچہ ایسے ماحول میں تربیت حاصل کرے، تو نہ اس کے پاس اسلامی معلومات ہوتے ہیں، اور نہ وہ یقین کا مالک ہوتا ہے۔ اور نہ اس کے دل میں انگریزوں سے نفرت ہوتی ہے۔ بلکہ ان سے متأثر ہوتا ہے۔ تو اس پر خود انگریز اور کافر بننے کا خطرہ ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ یہ اسلام کا مبلغ بنے۔ اس ارادہ سے بچوں کو داخل کرنے والا اپنے فسق وفجور پر پردہ ڈالتا ہے۔ ورنہ وہ داخلہ اس ارادہ سے کرتا ہے کہ عمدہ ملازمت ملے۔

(اللهم اعذنا من تسويدات الشياطين) وهو الموفق

سکول کے ریاضی میں سود کے سوالات پڑھانا

سوال: سکولوں میں ریاضی کے نصاب میں سود کے سوالات بھی شامل ہیں۔ جو طلباء کو سکھانا پڑتا ہے۔ تو کیا اس کا پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالحمید ایس، وی چودھواں، ڈیرہ اسماعیل خان...... دسمبر ۱۹۶۹ء

الجواب: اگر نوکری کی بقا اس پر موقوف نہ ہو، تو نہ سکھائے۔ ورنہ سکھلا کر یہ روزمرہ کہہ دیا کرے کہ اس حساب سے سود میں کام لینا جائز نہیں۔ ہاں اگر کوئی قرض ادا کرتے وقت جس جگہ کہ اس کی شرط یا عرف نہ ہو، خوشی سے کہدے کہ میں تمہارے احسان کے عوض احسان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ فیصدی اس قدر کے حساب سے تم کو ہدیہ کردوں، اس کو اس سے کام لینا جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۶۶ جلد ۴) وھو الموفق

عالم کیلئے ضروری کتب خانہ

سوال: ایک عالم دین کیلئے کم از کم حدیث فقہ اور فتویٰ میں کونسی کتابیں ضروری ہیں، کہ اس کے ساتھ ہوں؟

المستفتی: مثل زادہ ترلاندی ضلع مردان...... ۲۴ رصفر ۱۳۸۹ء

الجواب: کم از کم مشکواۃ شریف، جلالین شریف، ﴿۱﴾ ہدایہ اور سراجی۔

﴿۱﴾ قال الامام ولى الله الدهلوى بل يكفى من علم الكتاب ان يكون قد ضبط تفسير المدارك او الجلالين اوغيرهما .... ومن السنة ان يكون قدضبط وحقق مثل كتاب المصابيح وعرف معانيه وشرح غريبه واعراب مشكله وتأويل معضله على راى الفقهاء .
(القول الجميل للامام ولى الله الدهلوى ص ۲۰)

لڑکیوں کی تعلیم پر استدلال حدیث اور موجودہ تعلیمی ادارے

سوال: موجودہ زمانے میں گرلز سکولوں اور کالجوں میں غیر مخلوط جو تعلیم دی جاتی ہے۔ کیا یہ جائز ہے؟ بعض خواص اس تعلیم کے قائل اور عامل بھی ہیں۔ اور ابوداؤد شریف کے ایک حدیث سے استدلال کررہے ہیں۔ غالباً اس کے الفاظ کچھ یوں ہوں گے، الفلانية علمت عائشة رضى الله عنها۔ آپ کی نظروں سے یہ روایت مخفی نہ ہوگی فی الحال مجھے مستحضر نہیں ہے۔ تو کیا اس روایت سے استدلال موجودہ تعلیم نسواں پر درست ہے؟ امید ہے کہ تعلیم نسواں کے موجودہ طریق کار اور اس کے مالها وماعليها آثار وسنن کی روشنی میں جواب سے مطمئن فرمائیں گے۔

المستفتی: میاں خلیل گل فاضل خیر المدارس، زیارت کا کا صاحب ......۲۴ر جولائی ۱۹۷۳ء

الجواب: واضح رہے کہ حدیث علمى حفصة رقية النملة كما علمتها الكتاب (رواه ابوداؤد والحاكم صححه) بظاهر حديث لا تعلموهن الكتابة (رواه البيهقى فى شعب الايمان) سے معارض ہے۔ فقال بعض الناس ان الحكم هى الحرمة والجواز مخصوص بالازواج المطهرات وقيل ان المحرم ضعيف ضعفه السيوطى والجواز غير مخصوص بالازواج المطهرات لان الخصائص لايثبت بالاحتمال وهو المختار عند العلامة اللكهنوى ويؤيده على ورود الا نكار على من كن تعلمنها كما لا يخفىٰ على من راجع الى مجموعة الفتاوىٰ ص ۱۱۰، ۱۱۱ جلد ۱ فالراجح هو جواز تعلم الكتابة والاصل ان كل مباح يتدرع به الى الحرام جزما او حزمًا فيكون حراماً .والتجربة شاهدة على فساد دينهن فى تلك المجامع الا ما شذ وندر وبالجمله ان تعلم الكتابة وغيرها للنساء جائز لكن لا فى تلك المجامع الجامعة للفسادات المشاهدة. ﴿۱﴾ فقط

﴿۱﴾ ترجمہ ...... تو بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس کا حکم حرمت کا ہے۔ اور جواز ازواج مطہرات سے مخصوص ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ منع والی حدیث ضعیف ہے جس کو علامہ سیوطی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور جواز کا حکم ازواج مطہرات سے مخصوص نہیں ہے۔ کیونکہ خصوصیات احتمال سے ثابت نہیں ہوتے۔ اور علامہ عبدالحیٔ لکھنوی کے نزدیک یہی مختار ہے۔ پس تعلیم کتابت کا جواز راجح ہے اور اس میں اصل یہ ہے کہ ہر مباح جو حرام کو جزماً یا حزماً کرتا ہو تو وہ حرام ہوتا ہے۔ اور موجودہ کالجوں اور سکولوں میں ان کی دین کے فساد پر تجربہ شاہد ہے، الا ماشذ وندر۔ پس خلاصہ یہ کہ کتابت وغیرہ کی تعلیم عورتوں کیلئے جائز ہے لیکن موجودہ تعلیمی اداروں میں فسادات کے مشاہدہ کی وجہ سے جائز نہیں۔ (وہاب)

شاگرد کو قرآن سنانے سے شاگرد استاد نہیں بن سکتا

سوال: ایک استاد حافظ قرآن اپنے شاگرد کو بوجہ اپنے شک نکالنے کے قرآن پاک سناتا ہے۔ کیا اس استاد پر اس شاگرد کے حقوق وغیرہ مثل استاد کے لازم ہوتے ہیں، یا نہیں؟ نیز اگر استاد اس شاگرد کے ادب کا لحاظ کرے۔ تو اس کی تعلیمی حالت خراب ہو جاتی ہے، تو اس صورت کا حل کیا ہے؟

المستفتی: قاری محمد خان اچھڑیاں......۱۰/دسمبر ۱۹۷۴ء

الجواب: اس نوعیت کے سنانے سے استادی شاگردی ثابت نہیں ہوتی ہے۔ کما فی مراجعة جبرئیل علیہ السلام مع النبی ﷺ فی رمضان.

لڑکیوں کی تعلیم کا مسئلہ

سوال: (۱) اگر زنانہ سکولوں میں اس لئے تعلیم حاصل کریں تاکہ ڈاکٹر یا نرس بن جائیں، کیونکہ عورتوں کی معالجہ میں ان کی خدمت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ تو کیا یہ جائز ہے؟

(۲) اگر عورت اسلئے تعلیم حاصل کریں، تاکہ گھر کا ماحول درست رکھا کریں۔ اور زیادہ سے زیادہ مڈل یا میٹرک کرے، مگر تعلیم کو ذریعہ معاش نہ بنائے۔ تو ایسا کرنا کسطرح ہے؟

(۳) سکول کو جو لڑکیاں آتی جاتی ہیں، اور اسلام پردے کا حکم دیتا ہے۔ تو اس صورت کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟

(۴) اگر ایک شخص اپنے گھر میں بہن بیٹیوں کو پڑھایا کریں، جسمیں دینیات، جغرافیہ، حساب، انگریزی، تاریخ وغیرہ ہوں، تو کیا اسلام میں اس کی ممانعت ہوگی؟ (۵) ہماری ایک لڑکی نے سکول میں مڈل پاس کیا ہے، اب گھر میں، بخاری، مسلم، قرآن مجید مترجم کا شوق سے مطالعہ کر رہی ہے۔ اور دیگران کو بھی تعلیم دیتی ہے اور گھر کا کام کاج بھی کرتی ہے۔ تو ایسی تعلیم جس میں انگریزی کا بھی دخل ہو، کیسا ہے؟ (۶) اگر کوئی لڑکی دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ انگریزی تعلیم بھی جاری رکھے۔ تو کیا یہ جائز ہے؟ (۷) ہمیں دراصل انگریزوں سے نفرت ہے، یا انگریزی سے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی :توکل خان پاڑہ چنار......۱۹۷۵ء۱۱/۳۰

الجواب: محترم السلام علیکم کے بعد واضح رہے کہ عورتوں کیلئے تعلیم حاصل کرنا یا ڈاکٹر بننا وغیرہ بذات خود نا جائز نہیں ہے۔البتہ ان میں بے پردگی ، بے باکی ، بے دینی وغیرہ مفاسد کی وجہ سے ان کو ممنوع قرار دیا جاتا ہے۔پس اگر گھر وغیرہ میں انگریزی وغیرہ کے پڑھائی کا انتظام ہو سکے۔تو اس میں کوئی حرج نہ ہوگا۔اور جولڑکی سکول میں تعلیم انگریزی وغیرہ کی حاصل کرے۔اوران مذکورہ بالا مفاسد سے بچے ،تو جزوی طور سے اسکو جائز کہا جائے گا۔درحقیقت اسلام کفار کی تہذیب اپنانے کا مخالف ہے۔تعلیم وتعلم سے مخالف نہیں ہے۔

تبلیغ تاروز قیامت کیا جائے گا

سوال: زید کہتا ہے۔کہ تبلیغ ہر مسلمان پراور بالخصوص اوامرونواہی میں ضروری ہے۔اور بکر کہتا ہے کہ اب تبلیغ کا فریضہ ساقط ہے۔کیونکہ یہ پیغمبر علیہ السلام کی خصوصیت تھی۔امت پر یہ ذمہ داری نہیں ہے۔تو اس میں کس کا قول صحیح ہے؟

المستفتی :محمد عبداللہ مہمند ایجنسی......۳رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: بلغوا عنی ولو آیة ﴿۱﴾ وغیرہ نصوص کے بنا پر تبلیغ تاروز قیامت باقی ہے۔فقط

وہابیت،پنج پیریت اورمودودیت کے حامل شخص کو استاد بنانا

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ وہابی، پنج پیری اور مودودی عقائد رکھنے والے شخص کو استاد بنانا کیسا ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی :عبداللہ مدرسہ منبع العلوم میرانشاہ......۱۶/صفر ۱۴۰۹ھ

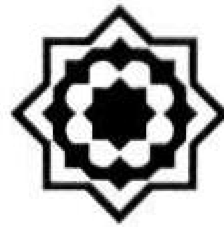
الجواب: ان سے دنیاوی تعلق رکھنا ممنوع نہیں ہے۔البتہ انکو استاد بنانا فتنہ سے خالی نہیں ہیں۔﴿۲﴾ و هو الموفق

﴿۱﴾ (رواه البخاری(مشکواة المصابیح ص ۳۲ جلد ۱ کتاب العلم)

﴿۲﴾ قال الامام شاه ولی الله الدهلوی : . ان لا یصحب جهال الصوفیة ولا جهال (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

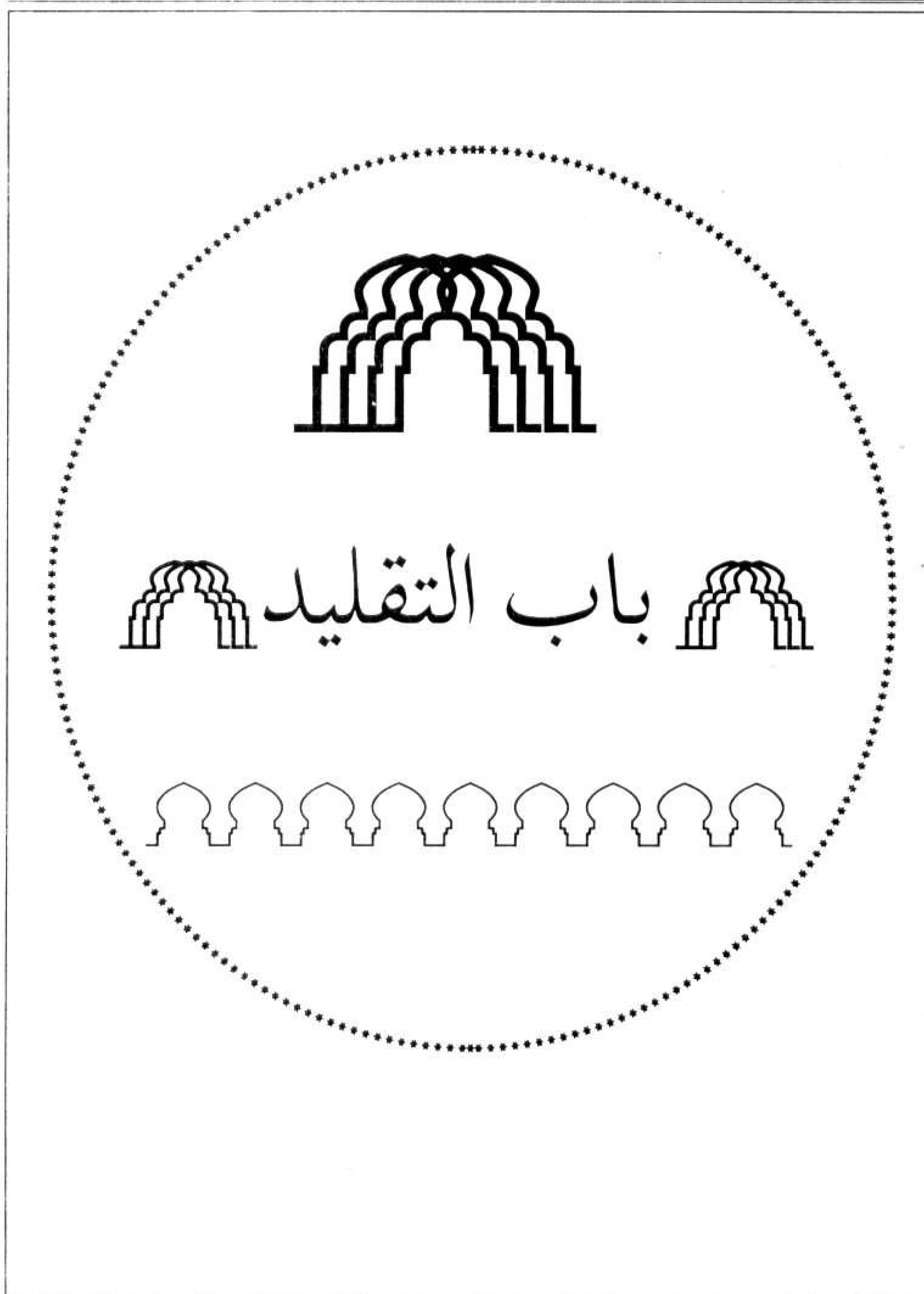
(بقیه حاشیه گزشته صفحه)المتعبدين ولا المتقشفة من الفقهاء ولا الظاهرية من المحدثين ولا الغلاة من اصحاب المعقول والكلام بل يكون عالماً صوفيا زاهداً في الدنيا دائم التوجه الى الله منصبغاً بالاحوال العلية راغبافي السنة متتبعاً لحديث رسول الله ﷺ واثار الصحابة طالباً لشرحها و بيانها من كلام الفقهاء المحققين المآئلين الى الحديث عن النظر و اصحاب العقائد الماخوذة من السنة الناظرين في الدليل العقلي تبرعاً .الخ

(القول الجميل ص ۱۵۸ اداب العالم الرباني)


قال اللّٰه تعالیٰ

ولو ردوه الی الرسول والیٰ اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم ط الایة


باب التقليد

باب التقلید

عقیدہ اہلسنت والجماعت کا رکھنا ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عقیدہ اہلسنت والجماعت کے موافق رکھنا ضروری ہے کہ نہیں؟ یا کہ عقیدہ جو بھی ہو جواب سے نوازیں؟

المستفتی: قائم دین ڈھوک زمان میانوالی......۱۹۷۸ء/۷/۲۳

الجواب: عقیدہ اہلسنت والجماعت کا رکھنا ضروری ہے ﴿۱﴾ البتہ فرقہ سلفیہ کی تشددات سے بچنا بھی ضروری ہے۔ ابن تیمیہ، ابن قیم، محمد بن عبدالوہاب جو کہ فرقہ سلفیہ کے سربراہ ہیں کے تفردات سے اہل سنت والجماعت نفرت کرتے ہیں۔

صرف اہل سنت والجماعت کا مذہب حق ہے

سوال: کیا دنیا میں صرف اہل سنت والجماعت کا مذہب اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ہاں قابل قبول ہے یا اور کوئی مذہب بھی ہے۔ وہابی مذہب اور حنفی مذہب کی پوری طور پر وضاحت فرما کر مشکور فرماویں۔

المستفتی:......نامعلوم

الجواب: حق صرف یہ ایک مذہب ہے۔ یعنی اہل سنت والجماعت و ھم متبعوا الائمة الاربعة و اھل الحدیث الغیر الغلاة. اور وہ وہابی لوگ جو محمد بن عبدالوہاب کے پیرو ہیں خوارج میں داخل ہیں اور مبتدع ہیں ﴿۲﴾ (شامی ص ۳۳۹ جلد ۳ باب البغاة) اور جو اہل حدیث غلاة ہیں تقلید کو شرک اور حرام کہتے ہیں۔ ائمہ کو اصنام اور ارباب کہتے ہیں تو وہ بھی مبتدع ہیں۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ عن العرباض بن ساریه قال صلے بنا رسول الله ﷺ......فقال......فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور......الخ الحدیث .وعن عبدالله بن عمر قال قال رسول الله ﷺ......وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملة کلھم فی النار الاملة واحدة قالوا من ھی یارسول الله قال ما انا علیه واصحابی .وفی روایة احمد وابی داؤد عن معاویة ثنتان وسبعون فی النار وواحدة فی الجنة وھی الجماعة وانه سیخرج فی امتے اقواماً تتجاری بھم تلک الاھواء کما یتجاری الکلب بصاحبه لایبقی منه عرق ولا مفصل الادخله (مشکواة المصابیح ص ۳۰ جلد ۱ باب الاعتصام بالکتاب والسنة)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین اتباع عبدالوھاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین و (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مقلد کا دوسرے امام کی رائے پر چلنا

سوال: اگر کوئی شخص کسی ایک امام کی تقلید کرے تو اس کیلئے دوسرے امام کی رائے پر چلنے کا جواز ہے یا نہیں؟
المستفتی: سیف الرحمٰن پشاور یونیورسٹی......۱۹۶۹ء ۹/۲/

الجواب: فقہائے کرام نے لکھا ہے۔ کہ جو شخص مقلد شخصی نہ ہو۔ اور مقلدین اور ائمہ کو برا نہ کہتا ہو تو یہ غیر مقلد غیر غالی اہل سنت والجماعت میں داخل ہے اور یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اتباع ہوئی کی وجہ سے دوسرے امام کا متبع ہونا ناجائز ہے۔ اور آسان حکم کے اتباع کے بنا پر مختلف فیہ ہے۔ اور اہل (اہل اجتہاد) کیلئے قوت دلیل نیز ضرورت کے وقت بلا تقلید جائز ہے۔ ﴿۱﴾ وهو الموفق

تقلید واجب لغیرہ ہے

سوال: (۱) فخر لاماثل والاقران قدوة السالكين والعارفين جناب شيخ الحديث صاحب مد ظلـــه چہ میفر مایند آن حضرات در بارہ شخصے کہ از مذاہب اربعہ ہر یکے کہ بطبعیت او موافق باشد معمول گرداند

(بقيه حاشيه) كانوا ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشركون واستباحوا بذلك قتل اهل السنة وقتل علمائهم حتى كسر الله تعالىٰ شوكتهم وخرب بلادهم وظفر بهم عساكر المسلمين.......وحكم الخوارج عند جمهور الفقهاء والمحدثين حكم البغاة وذهب بعض المحدثين الىٰ كفرهم قال ابن المنذر ولااعلم احداً وافق اهل الحديث على تكفيرهم ......ذكر في المحيط ان بعض الفقهاء لا يكفر احداً من اهل البدع الخ
(ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۳۳۹ جلد ۳ مطلب في اتباع عبدالوهاب الخوارج في زماننا باب المرتد)

﴿۱﴾ قال ابن عابدين ولو ان رجلاً برئ من مذهبه باجتهاد وضح له كان محموداً ما جوراً اما انتقال غيره من غير دليل بل لما يرغب من غرض الدنيا وشهوتها فهو المذموم والا ثم المستوجب للتاديب والتعزير لارتكابه المنكر في الدين واستخفافه بدينه ومذهبه .... وفي اخر التحرير للمحقق ابن الهمام مسئلة لا يرجع فيما قلد فيه اى عمل به اتفاقا وهل يقلد غيره في غير المختار نعم للقطع بانهم كانوا يستفتون مرة واحدة و مرةً غيره غير ملتزمين مفتيا واحداً فلو التزم مذهبا معينا كابي حنيفة والشافعي فقيل يلزم لاوقيل مثل من لم يلتزم وهو الغالب على الظن لعدم مايوجبه شرعاً .... ليس للعامي ان يتحول من مذهب الى مذهب ويستوى فيه الحنفي والشافعي.
(ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۲۰۹ جلد ۳ مطلب في ما اذاارتحل الى غير مذهبه)

وازعلوم وفنون کلیۃً ماہر نبود یا بود؟ (۲) آنحضرت دربارہ تقلید دلائل از کتاب اللہ وسنت رسول اللہ مستحکم تحریر فرمائے کہ تقلید را درجہ وجوب است یا سنت یا استحباب یا نہ برائے شخص خواہ عالم باشد یا جاہل؟ بینوا و توجروا

المستفتی: مولوی رحمان الدین شمسی خان تالاش دیر پائیں

الجواب:(۱) برائے اہل (اہل اجتہاد) جائز است ورنہ در اتباع ہوی داخل است۔ ﴿۱﴾

(۲) قال الله تعالیٰ فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون . ﴿۲﴾ و اطلاق الكتاب يشمل السوال عن الواحد في الكل كما لا يا بى عن شمول السوال عن الغير المعين و يدل على الجواز وقوع ذلک في خير القرون من غير نكير ثم هو واجب لغيره و ان كان مستحباً في نفسه . ﴿۳﴾

ضرورت کے وقت غیر مذہب ومسلک پرفتویٰ دینا

سوال: الى حضرت العالية المحترم شيخ الحديث مفتى صاحب دامت بر كاتهم .

اما بعد هل يجوز لنا ان نفتي على مذهب غير امامنا ابا حنيفة ام لا ؟ و ان جاز ففي اي موضع يجوز و في اي موضع لا يجوز ؟ فقط والسلام

المستفتی: سید صفوۃ اللہ بلوچستانی متعلم حقانیہ اکوڑہ خٹک

﴿۱﴾ قال ابن عابدين ولو كان رجلاً برئ من مذهبه باجتهاد وضح له كان محموداً ماجوراً اما انتقال غيره من غير دليل بل لما يرغب من عرض الدنيا و شهو تها فهوا لمذموم الا ثم المستوجب للتا ديب والتعزير لارتكابه المنكر في الدين و استخفافه بدينه و مذهبه الخ (ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۲۰۹ جلد ۳ قبيل مطلب العامى لامذهب له)

﴿۲﴾ (پ: ۱۴ سورة النحل ركوع : ۱۲ آيت : ۴۳)

﴿۳﴾ قال ابن عابدين عن الفتاوىٰ النسفية الثبات على مذهب ابى حنيفه خيرواولىٰ قال وهذه الكلمة اقرب الى الالفة قال شارحه المحقق ابن اميرحاج بل الدليل الشرعى اقتضى العمل بقول المجتهد وتقليده فيه فيما احتاج اليه وهو فاسئلوا اهل الذكر والسوال انما يتحقق عند طلب حكم الحادثة المعنية فاذاثبت عنده قول المجتهد وجب عمله به واما التزامه فلم يثبت من السمع اعتباره ملزماالخ (ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۲۰۹ جلد ۳ مطلب فيما اذا ارتحل الى غير مذهبه باب التعزير)

الجواب: قلت بتو فيقه نعم جاز الافتاء والقضاء بمذهب الغير عند الضرورة ﴿۱﴾ قال العلامة الشامي في ردالمحتار ص ۲۳۹ جلد ۴ و في جامع الفصولين قد اضطرب آراءهم و بيانهم في مسائل الحكم للغائب و عليه و لم يصف و لم ينقل عنهم اصل قوى ظاهر يبنى عليه الفروع بلا اضطراب ولا اشكال فا لظاهر عندى ان يتأمل في الوقائع و يحتاط ويلاحظ الحرج والضرورات فيفتى بحسبها جوازاً و فسادا (الى ان قال) دفعا للحرج والضرورات و صيانة للحقوق عن الضياع مع انه مجتهد فيه ذهب اليه الائمة الثلثة الخ و في المجلد الثالث ص ۴۵۲ ﴿۲﴾ عن القهستاني لو افتىٰ به (مذهب احمد) و في موضع الضرورة لا بأس به على ما اظن . فقط

مذاہب اربعہ کا حصر امر تکوینی ہے تشریعی نہیں

سوال: نرجوا منكم ان ترسلوا الينا دليل حصر المذاهب الاربعة و اثبات الطرق الاربعة و تقليدها وغيرها رداعلى غير المقلدين و سائر فرق الضالين و المضلين .

المستفتی: مولوی عماد الدین حرکت انقلاب اسلامی افغانستان ..... ۷ ربیع الاول ۱۴۰۲ ھ

الجواب: الحصر في المذاهب الاربعة امر تكويني .ليس امراً شرعياً حتىٰ تقيم عليه الدلائل . نعم تعامل خواص الامة وقع على التقليد الشخصي لا سيما على تقليد الائمة

﴿۱﴾ قال في البشرىٰ لارباب الفتوىٰ اعلم انه لايجوز الحكم والافتاء بالقول المرجوح و بمذهب سائر الائمة الا في ثلاثة مواضع الاول عند الضرورة دون التشهي والتلهي فانه حرام كما حرم الحكم الملفق الخارق للاجماع في عمل واحد كالحكم بصحة وضوء من ترك الترتيب ..... والثاني انه جاز الافتاء بالمرجوح و بمذهب سائر الائمة عند صحة الحديث فيه اى عند كون الحديث المخالف ثابتاً سنداً و متناً غير منسوخ و غير معلول و غير معارض بحديث آخر ..... والثالث انه جاز الافتاء بالمرجوح و غيره عند تبدل العرف كما في معين الحكام عن القرافي الخ (البشرىٰ لارباب الفتوىٰ ص ۱۵ ، ۱۶ ، ۱۷ ، الفصل السادس) (و هكذا في شرح عقود رسم المفتي لابن عابدين الشامي)

﴿۲﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۳۷۷ جلد ۴ مطلب المسائل التي يكون القضاء فيها على الحاضر الخ)

الاربعة واما للطرق فلا ينحصر فی الاربعة لا شرعاً ولا تكوينا ولا تعاملاً .وهو الموفق﴿۱﴾

اس دور میں کسی کو مذہب سے رجوع جائز نہیں

سوال: رجوع از مذہب احناف چہ حکم دارد؟

المستفتی: قاری حافظ شریف احمد حنفی مہاجر پشاور......۱۹۸۹ء/۹/۲۳

الجواب: شخصے کہ مقلد یکے از ائمہ اربعہ باشد و رجوع بعدم تقلید کند لائق تعذیر است۔ البتہ شخص محقق کہ اهل فهم و نقد (صاحب اجتہاد) باشد رجوع بہ مذہب امام کردہ مے شود﴿۲﴾لیکن این نوع مثل عنقا مفقود ست ۔

غیر مجتہد کا تقلید سے انکار جہل مرکب ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس شخص کے بارے میں جو مسالک اربعہ کو حق جانتا ہو۔ اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتا ہو کہ ان میں سے کسی کی بھی تقلید ضروری نہیں بلکہ جو کچھ قرآن وحدیث میں سامنے آجائے اس پر عمل کرنا چاہیے۔ ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: زاہد قادر متعلم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک......۱۹۹۰ء/۵/۱۵

﴿۱﴾قال الشيخ مفتی اعظم محمد فريد دامت بركاتهم : تقلید شخصی خیر القرون میں بلانکیر موجود تھا۔ ائمہ اربعہ کی زندگی میں ان کی تقلید کی جاتی تھی۔ تو یہ منکر نہیں ہوگا۔ اور تقلید شخصی پر سلفاً خلفاً تعامل رہا ہے ۔ تو یہ حسن ہوگا۔ لحديث ما راه المؤمنون حسناً فهو عند الله حسن .رواه المحدثون موقوفاً على ابن مسعود وجعله الامام محمد مرفوعاً فی بلاغاته ۔ اور پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں .اتبعو االسواد الاعظم (رواه ابن ماجة) اور سواد اعظم خواص امت مثلاً محدثین، مفسرین، فقہاء، شارحین احادیث اور مصلحین، مقلدین تھے تقلید شخصی کے ساتھ۔

(مقالات ص ۳۰ تتمه مسئله تقليد)

﴿۲﴾قال ابن عابدين ولو ان رجلاً برئ من مذهبه باجتهاد وضح له كان محموداً ماجوراً اما انتقال غيره من غير دليل بل لما يرغب من غرض الدنيا و شهوتها فهو المذموم الآثم المستوجب للتاديب و التعزير لارتكابه فی الدين و استخفافه بدينه و مذهبه .

(ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۲۰۹ جلد ۳ مطلب فيما اذا ارتحل الىٰ غير مذهبه)

الجواب: یہ شخص اگر درجہ اجتہاد کو نہ پہنچا ہو۔ تو جاہل مرکب ہے۔ ﴿۱﴾ وھو الموفق

موجودہ دور کے غیر مقلدین کو مسجد و مدرسہ کیلئے جگہ دینا ائمہ دین کے سب وشتم کا اڈہ بنانا ہے

سوال: ہمارے علاقے میں چند سالوں سے دو آدمی غیر مقلد ہو چکے ہیں یہ لوگ عام لوگوں کے دلوں میں شکوک وشبہات ڈالتے ہیں تقلید کی مذمت اور شر وفساد پھیلاتے ہیں اب یہی لوگ احناف کی اس بستی میں ایک الگ مسجد کی بنیاد رکھنا چاہتے ہیں تو حنفیت کو چھوڑ کر غیر مقلد بننا از روئے شریعت کیسا ہے۔ اور مقلدین کی بستی میں غیر مقلدین کا مسجد و مدرسہ بنانا کیا حکم رکھتا ہے؟

المستفتی: مولانا عبدالوہاب گندف صوابی مردان ڈویژن......۲۲/ذی قعدہ ۱۴۰۸ھ

الجواب: یہ لوگ اہل حدیث نہیں ہیں یہ شر القرون کے بے لگام لوگوں کے مقلدین ہیں اور بدتر مقلدین ہیں۔ یہ لوگ سواد اعظم سے خارج ہونے کے باوجود سواد اعظم کو ملامت کرتے ہیں بہر حال ان کو مسجد یا مدرسہ کیلئے جگہ دینا سواد اعظم اور ائمہ دین کے سب وشتم کا اڈہ بنانا ہے۔ ﴿۲﴾ و ھو الموفق

بغیر کسی وجہ مذہب احناف ترک کرنا لائق تعذیر ہے

سوال: یک مسلمان وحنفی مذہب کہ بتوسط دینار و درہم مذہب خود را ترک میکند از خطر خود راو ہابی جور میکند۔ آں شخص چہ حکم دارند۔ آن واقعہ در کیمپ ہائے مہاجرین افغانستان اکنون واقع است۔ چہ حکم دارند؟ بینوا و توجروا

﴿۱﴾ قال ابن عابدين قلت و ايضاً قالوا العامي لا مذهب له بل مذهبه مذهب مفتيه وعلله في شرح التحرير بان المذهب انما يكون لمن له نوع و نظر و استدلال و بصر بالمذاهب على حسبه اولمن قرأ كتابا في فروع ذلك المذهب و عرف فتاوىٰ امامه واقواله واما غيره ممن قال انا حنفي لم يصر كذلك بمجرد القول كقوله انا فقيه او نحوي ...... يدل لذلك ما في القنيه رامز البعض كتب المذهب ليس للعامي ان يتحول من ذهب الىٰ مذهب و يستوي فيه الحنفي والشافعي . (ردالمحتار ص ۲۰۹ باب التعزير مطلب العامي لامذهب له)

﴿۲﴾ قال ابن عابدين قوله ارتحل الى مذهب الشافعي يعزر اى اذا كان ارتحا له لا لغرض محمود شرعاً لما في التاتر خانيه حكى ان رجل من اصحاب ابى حنيفة خطب الى رجل من اصحاب الحديث ابنته في عهد ابى بكر الجوز جاني فابى الا ان يترك مذهبه فيقرأ خلف الامام ويرفع يديه عند الانحطاط ونحو ذلك فاجابه فزوجه فقال الشيخ بعد ما سئل من هذه واطرق رأسه النكاح جائز ولكن اخاف عليه ان يذهب ايمانه وقت النزع لانه استخف بمذهبه الذى هو حق عنده وتركه لاجل جيفة منتنة ولو ان رجلاً برئ من مذهبه باجتهاد وضح له كان محموداً ماجوراً اما انتقال غيره من غير دليل بل لمايرغب من عرض الدنيا وشهوتها فهو المذموم الا ثم المستوجب للتاديب التعذير لارتكابه المنكر في الدين واستخفافه بدينه ومذهبه...... قلت وايضاً قالوا العامي لامذهب له بل مذهبه مذهب مفتيه، وعلله في شرح التحرير بان المذهب انما يكون لمن له نوع نظر واستدلال وبصر بالمذاهب، على حسبه الخ (ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۲۰۹ جلد ۳ باب التعزير)

المستفتی: باز محمد مہاجر افغانستان ۱۹۸۶/۱۲/۲۴

الجواب: شخصے کہ مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ترک کند لائق تعزیر است۔ خصوصا کہ برائے حصول مال باشد۔ کما فی شرح تنویر مع ردالمحتار ص ۲۶۳ جلد ۳ ارتحل الیٰ مذهب الشافعی یعزر ای اذا کان ارتحاله لالغرض محمود شرعاً لما فی التاتر خانیه حکی ان رجلاً من اصحاب ابی حنیفة خطب الیٰ رجل من اصحاب الحدیث ابنته فی عهد ابی بکر الجوز جانی فابی الاان یترک مذهبه فیقرأ خلف الامام ویرفع یدیه عند الانحطاط و نحو ذلک فاجابه فزوجه فقال الشیخ بعد ماسئل عن هذه واطرق رأسه النکاح جائز ولکن اخاف علیه ان یذهب ایمانه وقت النزع لانه استخف بمذهبه الذی هو حق عنده و ترکه لاجل جیفة منتنة ۔ ﴿۱﴾ و هو الموفق

تقلید واجب لغیرہ ہے امام ابوحنیفہ محدث کبیر تھے

سوال: (۱) مسئلہ تقلید ثابت است یانہ (۲) اقرار شدند امام اعظم ستر ہ (۱۷) احایث یادداشتہ است ایں موضوع حقیقت دارد یانہ؟

المستفتی: محمد ولی ترکستانی افغانستان ۱۹۸۵/۱۰/۱۳

الجواب: تقلید شخصی خصوصاً برائے عوام لازم وواجب لغیرہ است ﴿۲﴾ وامام ابوحنیفہ محدث کبیر بود استدلال از حدیث وجواب احادیث خصم بغیر از محدث کبیر کردہ نے شود ﴿۳﴾ وهو الموفق

﴿۱﴾ (ردالمحتار ص ۲۰۸ جلد ۳ مطلب فی ما اذا ارتحل الی غیر مذهبه باب التعزیر)

﴿۲﴾ قال الله تعالیٰ ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر منهم لعلمه الذین یستبطونه منهم. (النساء) تقلید شخصی خیر القرون میں موجود تھا بلانکیر۔ اس پر سلفا خلفا تعامل رہا ہے۔ تو یہ حسن ہوگا۔ لحدیث مارأه المنومنون حسنا فهو عند الله حسن. رواه المحدثون موقوفا علی ابن مسعود وجعله الامام محمد مرفوعا فی بلاغاته۔ حجت قرآن وحدیث ہیں۔ اور ائمہ وحی کی عبارت، اشارت، دلالت، اقتضاء اور اعتبار کے شارحین ہیں شارعین نہیں۔ اساتذہ ہیں ارباب نہیں. والتفصیل فی المقالات للشیخ محمد فرید دامت برکاتهم.

﴿۳﴾ امام ابوحنیفہ حدیث کو حدیث کی وجہ سے چھوڑتے ہیں نہ رائے کی وجہ سے ایسی کوئی مثال بھی کوئی نہیں پیش کرسکتا۔ جس میں امام صاحب نے رائے کی وجہ سے حدیث چھوڑ دیا ہو. والدلیل علی کونه محدثا کبیراً المسند للامام اعظم، واما یقولون المخالفین ان الاحادیث الامام الاعظم لیس بموجود فی البخاری والمسلم. فنقول ان الحجة حدیث ثابت لاالبخاری والمسلم فهم لیس باهل الحدیث بل هم اهل البخاری. واماالمقولةبان الصحیح البخاری اصح الکتب بعد کتاب الله. فهذه المقولة [illegible] القرآن ولافی الحدیث ولا فی خیر القرون لکن قالها احد فی شر القرون.
(والتفصیل فی المقالات للشیخ محمد فرید دامت برکاتهم)(از مرتب)

چار مذاہب میں حصر تکوینی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقے میں ایسے لوگ موجود ہیں جو بالکل چار مذاہب سے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ مذاہب کہاں سے آئے ہیں۔ اب آپ کے خدمت میں عرض ہے کہ ان چار مذاہب کا ثبوت بیان کر کے مشکور فرماویں؟

المستفتی: مولانا سراج الدین مدین سوات ...... ۸ر فروری ۱۹۷۵ء

الجواب: قرآن وحدیث میں تمام احکام عبارۃً اور صراحۃً مذکور ہیں بعض کو حکیم مطلق نے اشارۃً وغیرہا ذکر کئے ہیں تاکہ اعتبار اور رائے کی گنجائش رہے۔ اور ورثۃ الانبیاء کو جہد و اجتہاد کا موقع ملے۔ اور امت کو مشقت سے چھٹکارا ملے۔ بہر حال صحابہ رضی اللہ عنہم نے مقام رائے میں اپنے آراء کا اظہار کیا۔ اور ان آراء میں سے ائمہ مجتہدین نے انتخاب کیا۔ تکوینی طور پر ان میں سے چار کے آراء عالمگیر ہوئے اور باقی یا ختم ہوئے یا ان کے پیرو بہت کم رہ گئے۔ خلاصہ یہ کہ ان چار مذاہب میں انحصار ایک تکوینی امر ہے۔ اور ممکن ہے کہ تعامل امت اور خواص کے استحسان کی وجہ سے تشریعی امر ہو۔ و هو الموفق

اکابرین دیوبند کے درمیان اختلاف ترجیح یا توجیہ میں ہوتا ہے اصول میں نہیں

سوال: علماء دیوبند جن کو علماء حق کہا جاتا ہے باوجود ایک مسلک پر متفق ہونے کے پھر بھی بعض بعض سے اختلاف رکھتے ہیں مثلاً حیات وغیرہ میں۔ تو یہ اختلاف کیوں ہے اور ان میں ہم کس کا مانیں؟ بینوا وتوجروا

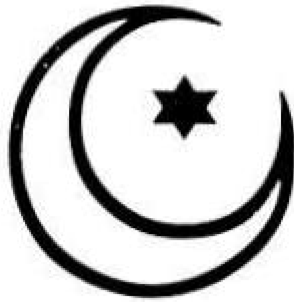
المستفتی: صوفی لعل خان...... ۱۹۷۰ء/۵/۲

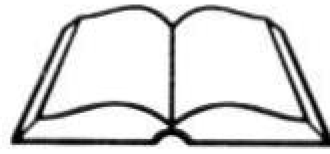
الجواب :واضح رہے کہ تمام اکابرین دیوبند کا مسلک ایک ہے۔ وھو مسلک اھل السنة والجماعة. البتہ بعض ایسے مسائل جو کہ قدیم سے مختلف فیہ ہیں مثل سماع موتیٰ اور یا بالکل جدید مسائل ہیں مثل مسئلہ صلاۃ بآلہ مکبر الصوت (لاؤڈ سپیکر) ورد السلام عند الاستبراء۔ تو ایسے مسائل میں اختلاف درحقیقت ترجیح اور توجیہ میں اختلاف ہے جو کہ بہر حال مسلک اہل السنّت والجماعت سے متصادم نہیں۔

اور چونکہ مسلک حیات جسمانی کا مسئلہ دونوں کے نزدیک ثابت ہے ﴿۱﴾ و ھی من الضروریات۔لہٰذا اس کی کیفیت میں اختلاف نہیں ہے۔لانھا من النظریات و اکثر الاکابر قائلون بالاولی و ھو المؤید بروایات اوردھا البیھقی فی رسالته فلیراجع . وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامه محمد قاسم النانوتوی۔ بالفعل گوش نہادن یہ بات ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً سرور انبیاء ﷺ کے خصائص میں غور و تامل کیجئے۔تو ارباب اذہان متوسط کو بھی نسبت بقاء حیات خصائص و خواص مذکور کے باعث انشراح خاطر ہوتا ہے اس معمہ کی شرح یہ ہے۔کہ جیسے اختلاف اوضاع .... ایسی ہی سلامت اجساد انبیاء علیہم السلام علی الدوام اور حرمت ابدی نکاح ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہم اجمعین اور عدم توریث انبیاء علیہم السلام سے ذہن ارباب حدس اول تو اس جانب منتقل ہوتا ہے کہ یہ احکام مذکورہ احکام وثمرات حیات ہیں اور بعد بیان اس بات کے کہ یہ امور ثلاثہ ثمرات حیات ہیں الخ

(آب حیات ص ۲۲ للحجة الاسلام آية من آيات اللّٰه حضرت قاسم نانوتوی رحمة الله علیه)

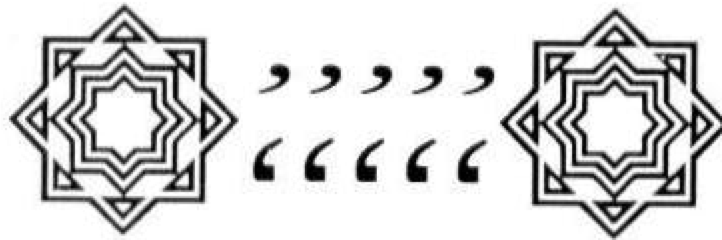








با لقرآن والتفسیر



قال اللّٰہ تعالیٰ

وھذا ذکر مبارک

انزلنٰہ أ فانتم لہ

منکرون ہ

صدق اللّٰہ العظیم

کتاب مایتعلق بالقرآن و التفسیر

قرآن مجید میں تکلیف بمالا یطاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ قرآن مجید میں کہیں اسی طرف اشارہ ملتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کی طاقت سے بالاتر بھی کوئی حکم نازل فرمایا ہے؟ وضاحت فرمائیے۔

المستفتی: حنیف اللہ ڈی آئی خان فاضل بنوری ٹاؤن کراچی

الجواب: جلالین شریف میں مسطور ہے۔ ولا تحمل علینا اصراً کما حملته علی الذین من قبلنا من قتل النفس فی التوبة واخراج ربع المال وقرص موضع النجاسة انتھٰی بحذف یسیر. اور یہ عسیر ہے۔ ﴿۱﴾ طاقت سے بالا نہیں ہے۔ ﴿۲﴾ فافهم

قرآن کو نظم کہنا

سوال: ہمارے علاقہ میں بعض شعراء کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید بھی نظم ہے۔ جیسا کہ ایک کتاب میں لکھا ہے ''نام ځکر خون'' ایوب صابر کی تصنیف ہے۔ قرآن کے متعلق ان کے الفاظ ذیل ہیں۔

ځه ازاد نظم دغزل نه زیات گران شے گنړم ۔غزل ماته داسے یو صندوق بنکاری ۔چه په جومو جا رو

﴿۱﴾(جلالین پاره: ۳ سورة البقره رکوع: ۸ آیت: ۲۸۶)

﴿۲﴾ قال الملاعلی قاری ومنها ان تکلیف مالا یطاق غیر جائز خلافا للاشعری لقوله تعالیٰ ''لا یکلف الله نفسا الا وسعها'' ای طاقتها. واختلف اصحابه فی وقوعه والا صح عدم الوقوع ثم تکلیف مالا یطاق، هو التکلیف بما هو خارج عن مقدور البشر کتکلیف الاعمی بالابصار والزمن بالمشی بحیث لو اتی به یثاب ولو ترکه یعاقب......... واما قوله تعالیٰ ''ربنا ولا تحملنا مالا طاقة لنا به'' فاستعاذه عن تحمیل مالا یطاق لاعن تکلیفه اذ عندنا یجوز ان یحمله جبلا لا یطیقه بان یلقی علیه فیموت ولا یجوز ان یکلفه بحمل جبل، بحیث لو فعل یثاب ولو امتنع یعاقب الخ.

(شرح الفقه الاکبر لملا علی قاری ص ۱۴۱ تکلیف مالا یطاق غیر جائز)

تختو کی میخونه ټاټ وهلونه پس تیارولے شي.......... او په دی کی ماته ازاد نظم له ټولو نه خه کتاب دالله یعنی قرآن ښکاری۔دازاد نظم دالهام سره براه راست تعلق دے۔

جوآدمی قرآن کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ مجھے سب سے زیادہ اچھا آزاد نظم قرآن یعنی کتاب اللہ نظر آتا ہے۔اورآزاد نظم کا الہام سے براہ راست تعلق ہے۔تو اس شخص کے متعلق کیا حکم ہے؟

المستفتی: بادشاہ گل لاچی کوہاٹ......۱۹۸۶ء/۲/۱۷

الجواب: السلام علیکم کے بعد واضح رہے کہ شاید اس مولف کا نظم سے مراد مقفی کلام ہو۔﴿۱﴾ نہ کہ شعر عربی پس ایسے محتملات سے کفر یا زندقہ کا فتویٰ دینا غیر مناسب ہے۔وھو الموفق

''ختم اللّٰہ علی قلوبھم'' پراشکال کا جواب

سوال: ہم اس وقت ایک غیرآباد جنگل میں بغرض فوجی ملازمت مصروف ہیں۔ہمارے ہاں ایک درمیانہ درجے کا امام ہے۔یہاں کوئی عالم نہیں ہے۔ہم نے اس امام سے تفسیر شروع کی ہے۔جب ہم اس آیت ''ختم اللہ علی قلوبھم'' پر پہنچے تو ہمارے ساتھیوں میں سے ایک نے کہا۔کہ جب ان کافروں کی دلوں پر مہریں لگی ہیں۔تو پھران کی کیا غلطی ہے۔جن کو عذاب مل رہا ہے۔وضاحت سے مسئلہ لکھ کر مشکور فرمائیں۔

المستفتی: حولدار رشید خان انچارج ۲۵ بلوچ رجمنٹ سی،اے،پی،او ہیڈکوارٹر کمپنی......۲۴رشعبان ۱۴۰۳ھ

الجواب: یہ ایک باریک مسئلہ ہے۔اس کو سمجھنے کیلئے اس مثال پر آپ نظر ڈالدیں۔کہ ایک شخص چرس پینے لگا تو عادت کے پختہ عادی ہونے سے قبل اس سے توبہ اور واپسی کی امید ہو سکتی ہے اور جب پختہ عادی ہو جائے۔تو اس کو دل وغیرہ پر مہر لگانا کہا جاتا ہے۔﴿۲﴾ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامہ آلوسی ،انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب ،لانا لانسلم انه شعر فقد عرفوه بانه الکلام المقفی الموزون علی سبیل القصد وھذا مما اتفق له علیه الصلاۃ والسلام من غیر قصد لوزنه ومثله یقع کثیراً فی الکلام المنثور ولا یسمی شعرا ولاقائله شاعرا۔ (تفسیر روح المعانی ص ۱۷ جلد ۱۳ سورۃ یٰس : ۲۹)

﴿۲﴾ قال العلامہ الوسی ثم ان اسناد الختم الیه عز وجل با عتبار الخلق والذم والتشنیع الذی تشیر الیه الآیۃ باعتبار کون ذلک مسببا عما کسبه الکفار من المعاصی کما یدل علیه قوله تعالیٰ بل طبع اللہ علیھا بکفرھم ...... اقول ان ماھیات الممکنات معلومة له سبحانه ازلاً فھی متمیزۃ فی انفسھا تمیزًا ذاتیاً غیر مجعول لتوقف العلم بھا علی ذلک التمیز وان لھا استعدادات ذاتیه غیر مجعولة ایضا مختلفة الاقتضاء ات .(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

شیعہ سنی مشترکہ ترجمہ کی مخالفت ہر سنی پر ضروری ہے

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ حکومت پاکستان کی وزارت تعلیم کی طرف سے مشترکہ ترجمہ قرآن مجید (شیعہ سنی) برائے اتحاد امت کیا جا رہا ہے۔ چونکہ شیعہ قرآن کو محرف گردانتے ہیں۔ کیا ان کے ساتھ ترجمۃ القرآن جائز ہوسکتا ہے. بینوا وتوجروا

المستفتی : حفیظ الرحمٰن شارع عثمان، علی سٹریٹ چوہڑ پڑیاں راولپنڈی...... ۹/۱۲/۱۹۸۷ء

الجواب : تحریف قرآن کا عقیدہ اہل تشیع کے ہاں مسلمات اور متواترات سے ہے۔ ان کی مشہور کتاب تفسیر صافی میں لکھا ہے. المستفاد من مجموع هذه الاخبار وغيره من الروايات من طريق اهل البيت عليهم السلام ان القرآن الذى بين اظهر ناليس بتمامه كما انزل على محمد ﷺ بل منه ما هو خلاف ما انزل الله ومنه ماهو مغير ومحرف وانه قدحذف منه اشياء كثيرة منها اسم على فى كثير من المواضع ومنها غير ذلك . بلکہ یہاں تک لکھتے ہیں۔ کہ قرآن پاک میں سترہ ہزار آیات ہیں۔ کما فی اصول الكافی ص ۶۷۱ عن ابی عبد الله قال ان القرآن جاء به جبرئيل الى محمد سبعة عشر الف آية ۔ اگر کہیں شیعوں نے تحریف قرآن کا انکار کیا ہے تو وہ بھی تقیہ پر مبنی ہے۔ اور تقیہ ان کے ہاں اس قدر مؤکد ہے کہ اس کے بغیر کسی کو مسلمان نہیں کہتے ہیں۔ لادین لمن لاتقية له ولا ايمان لمن لاتقية له .(اصول کافی ص ۴۱۴) پس یہ مشترکہ ترجمہ شیعہ کی کفریات اور تحریفات کے قابل اعتناء ہونے کا کامیاب ذریعہ بنے گا۔ ہر سنی پر اس کی مخالفت ضروری ہے۔ ﴿۱﴾ وهو الموفق

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) والعلم الالهى متعلق بها كاشف لها على ما هى عليه فى انفسها من اختلاف استعدادا تها التى هى من مفاتيح الغيب التى لا يعلمها الا هو .واختلاف مقتضيات تلك الاستعدادات فاذا تعلق العلم الالهى بها على ما هى عليه مما يقتضيه استعدادها من اختيار احد الطرفين الخير والشر تعلقت الارادة الالهية بهذالذى اختاره العبد بمقتضىٰ استعداده الخ .(تفسير روح المعانى ص ۲۱۷ جلد ۱ آیت:۲:۱۰ سورة البقره)

وقال الملا على قارى واما التكليف بما هو ممتنع لغيره كا يمان من علم الله انه لا يؤمن مثل فرعون وابى جهل وابى لهب وسائر الكفار الذين ماتوا على الكفر فقدا تفق الكل على جوازه ووقوعه شرعاً . (شرح فقه الاكبر ص ۱۴۱ جلد ۱ لملا على قارى تكليف مالا يطاق)

﴿۱﴾ عن ابن عباس رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من قال فى القرآن برأيه فليتبؤأ مقعده من النار وفى روايه من قال فى القرآن بغير علم فليتبؤا مقعده من النار رواه الترمذى .

(مشكواة المصابيح ص ۳۵ جلد ۱ كتاب العلم)

آیت ''ویعلم مافی الارحام'' اور مشین کے ذریعے بچے کا نر و مادہ معلوم ہونا

سوال: ایسی مشین ایجاد ہوئی ہے جو رحم کے اندر بچے کے نر اور مادہ ہونے کا پتہ دیتا ہے تقریباً یقینی طور پر ہمیں اس آلے کے متعلق معلومات ہوئے ہیں۔ تو پھر کلام الٰہی ''ویعلم ما فی الارحام'' کا کیا مطلب ہوگا؟

المستفتی: ارشد علی پڑانگ چارسدہ......۱۹۹۰ء/۱۰/۲

الجواب: واضح رہے کہ جو معلومات مشینوں کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہیں۔ ان کو شریعت میں ظن کہا جاتا ہے نہ کہ علم اور یقین۔ اور چونکہ ہر مشین میں یہ احتمال موجود ہوتا ہے کہ خراب نہ ہو۔ لہٰذا اس احتمال کی وجہ سے اس کو یقین نہیں کہا جا سکتا ہے۔ (۱) وھو الموفق

شیعہ سنی مشترکہ ترجمہ قرآن کی گنجائش نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ حکومت پاکستان کی وزارت تعلیم کی طرف سے مشترکہ ترجمہ قرآن مجید (شیعہ سنی) برائے اتحاد امت لکھا جا رہا ہے۔ اور غالباً کچھ حصہ ہو بھی چکا ہے۔ اب عرض یہ ہے کہ شیعہ قرآن کے تحریف کے قائل ہیں۔ اور موجودہ قرآن کو ماننے کا اقرار صرف تقیہ (جھوٹ) ہے۔ ایسے لوگوں کے ساتھ ملکر مشترکہ ترجمہ جو کیا جائے گا۔ تو کیا اس سے شیعوں کی تائید منجانب اہل سنت نہ ہوگی؟ کیا شیعہ بھی قرآن کے قائل اور مفسر و مترجم ہیں۔ اسی طرح اہلسنت علماء (اراکین کمیٹی) کی طرف سے شیعوں کی تائید نہ ہوگی؟ سوال یہ ہے کہ کیا اس کمیٹی کا رکن بننا اور ایسا ترجمہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا وتوجروا

المستفتی: حفیظ الرحمٰن شارع عثمان علی سٹریٹ چوہڑ پڑیاں راولپنڈی......۱۹۸۷ء/۱۱/۲۴

---

(۱) قال العلامه الوسی وانه یجوزان یطلع الله تعالیٰ بعض اصفیائه علی احدی هذه الخمس ویرزقه عزوجل العلم بذلک فی الجمله وعلمها الخاص به جل وعلا ماکان علی وجه الاحاطة والشمول لاحوال کل منها وتفصیله علی الوجه الاتم ...قال علی القاری فی شرح الشفاء الاولیاء وان کان قد ینکشف لهم بعض الاشیاء لکن علمهم لا یکون یقیناً والهامهم لا یفید الا امراً ظنیا ومثل هذا عندی بل هو دونه بمراحل علم النجومی ونحوه بواسطة امارات عنده بنزول الغیث وذکورة الحمل اوانوثته او نحو ذلک ولا اری کفر من یدعی مثل هذاالعلم فانه ظن عن امرعادی ... واما ظن الغیب فقد یجوز من المنجم وغیره اذاکان عن امرعادی ولیس ذلک بعلم الخ .(تفسیر روح المعانی ص۱۲۸، ۱۲۹ جلد۱۲ سورة لقمان : ۳۳، ۳۴)

الجواب: اہل اسلام کا اہل تشیع کے ساتھ مشترکہ ترجمہ اور تفسیر کرنا شرعاً، عرفاً، اور سیاستاً قبیح اور ممنوع ہے۔ شرعاً اس وجہ سے کہ یہ اقدام ان کی کفریات پر پردہ ڈالنا ﴿۱﴾ اور ان کی تکفیر سے زبان بندی ہے۔ حالانکہ پاکستانی اور ایرانی شیعوں میں مسلمان مفقود ہیں۔ اور عرفاً اس وجہ سے کہ عوام سے بغض فی اللہ ختم ہو جائے گا۔ ﴿۲﴾ اور اہل تشیع کے ایجنٹوں سے اور متاثر ہوں گے۔ اور سیاستاً اس وجہ سے کہ اب کلیدی اور بڑے بڑے عہدے تناسب سے زائد ان کے پاس ہیں۔ اور اس اقدام سے اکثر بلکہ تمام عہدوں پر یہ لوگ قابض ہو جائینگے۔ ﴿۳﴾ حکومت نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار کر کے کونسا تناسب قائم کیا ہے۔ فافهم۔ وهو الموفق

سورج کا چشمہ میں ڈوب جانا اور سائنسی تحقیقات

سوال: سورج کے بارے میں قرآن پاک میں سولہویں پارے میں ذوالقرنین کے متعلق جو بیان ہے۔ اس میں سورج کے متعلق صاف کہا گیا ہے کہ سورج غروب ہوتا ہے۔ مگر اب جب کہ دنیائے عالم میں سائنس نے بہت زیادہ ترقی کی ہے۔ اس کے بارے میں وضاحت کے ساتھ یہ پتہ چل گیا ہے کہ سورج چاند غروب نہیں ہوتے اور اپنی جگہ پر مقیم رہتے ہیں۔ کیونکہ ایک جگہ جب رات ہوتی ہے۔ تو دنیا کے کسی نہ کسی حصے پر سورج ضرور چمکتا رہتا ہے۔ تو اس آیت اور موجودہ مشاہدہ میں تطبیق و وضاحت کر کے ذہنی پریشانی دور فرمائیں۔

المستفتی: محمد اشرف، ایم، او، ڈی، سی، کینٹین، ایچ ڈی، ایس، ایس ڈی پشاور.....۱۹۶۹ء

الجواب: سورة کهف کے تفسیر میں مفسرین نے تصریح کیا ہے کہ سورج کا چشمہ اور سمندر میں غروب بادی (ظاہری) اور سرسری نظر میں ہے۔ ورنہ حقیقت میں معاملہ ایسا نہیں ہے۔ اور اس تعبیر میں حکمت یہ ہے۔ کہ عوام اس حقیقت پر مشکل سے سمجھتے ہیں۔ ﴿۴﴾ لہٰذا بے کار مسائل میں (مذہبی حیثیت سے) پڑنے کی بجائے

﴿۱﴾ قال الملا علی قاری وذلک لانه رضی بالکفر والرضی بالکفر کفر سواء کان بکفر نفسه اوبکفر غیره. (شرح فقه الاکبر لملا علی قاری ص ۱۵۴ منها استحلال المعصیة الخ)

﴿۲﴾ عن ابی امامه قال قال رسول الله ﷺ من احب لله وابغض لله واعطی لله ومنع لله فقد استکمل الایمان. (مشکواة المصابیح ص ۱۴ جلد ۱ کتاب الایمان الفصل الثانی)

﴿۳﴾ قال ابن عابدین حاصله انهم لما کانوا مخالطین اهل الاسلام فلا بدمن تمیزهم عنا کی لا یعامل معاملة المسلم من التوقیر والاجلال وذلک لایجوز. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۲۹۹ جلد ۳ مطلب فی تمیز اهل الذمة فی الملبس فصل فی الجزیة)

﴿۴﴾ قال العلامه الوسی بان المراد وجدها فی نظر العین کذلک اذلم یرهناک الا الماء لا انها کذلک حقیقة، وهذا کما ان راکب البحر یراها کانها تطلع من البحر وتغیب فیه اذالم یرالشط والذی (بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

ظاہراور مسلّم پر اکتفا کیا گیا ہے۔تا کہ فتنہ کے بغیر مقصود تک رسائی حاصل ہو۔فقط

قرآن کے مفرد صیغوں کے بجائے بطور اقتباس جمع کے صیغے استعمال کرنا جائز ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین آیت ذیل کے بارے میں۔فاطر السمٰوٰت والارض انت ولیی فی الدنیا والآخرة توفنی مسلماً والحقنی بالصّٰلحین ۔اگر اس آیت کو کوئی دعا کی جگہ میں جمع کے صیغوں سے پڑھے۔یعنی توفنا مسلماً والحقنا بالصالحین ۔تو کیا اس سے کوئی گناہ ہوتا ہے۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ جمع کا صیغہ استعمال کرنا کفریہ کلمات بن جاتے ہیں۔تو حکم شرع کو تحریر فرما کر مشکور وممنون فرماویں۔

المستفتی: قائم شاہ نوتھین ضلع کیمل پور اٹک......۱۹۶۹ء/۱۱/۲۷

الجواب: یہ اقتباس کا ایک قسم ہے جو کہ اجماعاً جائز ہے۔قال فی خزانة الادب ثم اعلم انه یجوز ان یغیر لفظ المقتبس منه بزیادة ونقصان اوتقدیم او تاخیر او ابدال الظاهر من المضمر او غیر ذلک .(هکذا فی هوامش عقود الدرر ص ۴۵۰) فقط

سورۃ البقرہ میں بقرہ سے مراد گائے ہے یا بیل

سوال: قرآن مجید میں سورۃ البقرہ جو ہے۔تو اس میں بقرہ سے مراد گائے (مونث) ہے یا بیل (مذکر) ہے۔کیونکہ اکثر مفسرین بھی اس میں مختلف ہیں۔کسی نے گائے کی اور کسی نے بیل کی تفسیر کی ہے۔لہٰذا تعین کر کے وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: نامعلوم............۱۹۶۹ء

الجواب: ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔کہ یہ مذکر ہے اور تا وحدت کیلئے ہے اور اکثر مفسرین کے نزدیک تا تانیث کیلئے ہے۔دونوں کی قرائن موجود ہیں ﴿۱﴾ کسی ایک کو غلط نہ سمجھا جائے گا۔فقط

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) فی ارض ملساء واسعة یراها ایضا کانها تطلع من الارض وتغیب فیها ولا یرد علی هذا انه عبر بوجد والوجدان یدل علی الوجود لما ان وجد یکون بمعنی رای کما ذکره الراغب فلیکن هنا بهذاالمعنی ،ثم المراد بالعین الحمئة اما عین فی البحر اوالبحر نفسه وتسمیته عینا مما لابأس به خصوصاً وهو بالنسبة لعظمة الله تعالیٰ کقطرة وان عظم عندنا .(تفسیر روح المعانی ص۴۲ جلد ۹ سورة الکهف :۸۶)

﴿۱﴾ قال العلامه الوسی "و قرأ یحی" و عکرمه . والباقران الباقر .و هو اسم لجماعة البقر 'والبقر اسم جنس جمعی یفرق بینه و بین واحده با لتاء و مثله یجوز تذکیره' و تانیثه ' کنخل منقعر و النخل با سقات و جمعه اباقرو یقال فیه بیقور و جمعه بواقر و فی البحر انما سمی هذا الحیوان بذالک لانه یبقر الارض ای یشقها للحرث .(تفسیر روح المعانی ص ۲۵۷ جلد ۱ سورة البقره آیت : ۷۰)

نیکر پہنے ہوئے اور نیم برہنہ لوگوں کے سامنے تلاوت قرآن

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) سامعین تلاوت قرآن قاری اور معلم کے سامنے نیکر پہنے ہوئے ہوتے ہیں جس سے گھٹنے معہ آدھے ران ننگے ہوتے ہیں۔کیا یہ آداب تلاوت قرآن کے خلاف نہیں۔کیا قاری اس صورت میں قرآن پڑھ سکتا ہے؟ (۲) کیا ان کے سامنے مفہوم اور ترجمہ قرآن بیان کیا جاسکتا ہے؟ (۳) اس حالت میں قاری کے ساتھ ساتھ یہ لوگ بسم اللہ پڑھ سکتے ہیں یا قاری ان سے پڑھوا سکتا ہے؟ جبکہ یہ تمام صورتیں قصداً واہتماماً ہوں جیسا کہ بعض اداروں میں صبح پی،ٹی کی حالت میں ان صورتوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

المستفتی: شاپور محمد خطیب......۱۹۔ایف،ایف رجمنٹ ملیر کینٹ کراچی

الجواب: ایسی حالت میں قرآن پڑھنا اور پڑھانا بے ادبی ہے۔البتہ بے دینی کے ماحول میں بطور تبلیغ یا بر تقدیر توقع اصلاح بے ادبی نہیں ہے۔﴿۱﴾ فقط

توحید کی آیتوں کی موجودگی میں دوسرے آیتوں میں تکلفات کی ضرورت نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے مسجد میں ایک حافظ صاحب درس توحید دیا کرتے ہیں جب وہ اس آیت پر پہنچے ''ان الذین کفروا ینادون لمقت الله اکبر من مقتکم انفسکم اذ تدعون الی الایمان فتکفرون''الآیۃ. اور یہ ترجمہ کیا کہ جو لوگ منکر ہوئے ان کو پکارا جاوے گا۔کہ جیسے تم کو اپنے سے نفرت ہے۔اس سے کہیں بڑھ کر خدا سے نفرت تھی۔جب تم کو ایمان کی طرف یعنی توحید کی طرف بلایا جاتا تھا۔تو تم مانا نہیں کرتے تھے۔تو ایک سول ٹیچر عربی سے ناواقف حافظ صاحب سے کہنے لگا۔کہ جھوٹ بکتے ہو۔اور غلط ترجمہ سنا کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہو۔تو اس شخص کی بے ہودگی کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

﴿۱﴾ وفی الھندیه الکلام منه ما یوجب اجراً کا لتسبیح والتحمید وقرأة القرآن والاحادیث النبویه وعلم الفقه وقد یأثم به اذا فعله فی مجلس الفسق وھو یعلمه لما فیه من الاستھزاء والمخالفة لموجبه وان سبح فیه للاعتبار والانکار ویشتغلوا عما ھم فیه من الفسق فحسن وکذا من سبح فی السوق بنیة ان الناس غافلون مشتغلون بامور الدنیا وھو مشتغل بالتسبیح وھو افضل من تسبیحه وحده فی غیر السوق کذافی الاختیار شرح المختار. (فتاویٰ ھندیه ص ۳۱۵ جلد۵ الباب الرابع کتاب الکراھیة)

المستفتی: حافظ محمد طیب اتحاد بکڈپو کہوٹہ ضلع راولپنڈی......۱۹۶۹ء۴/۱۷

الجواب: مقت بغض کو کہا جاتا ہے۔اور نفرت بھی اس سے مناسبت رکھتا ہے۔لیکن یہ ترجمہ کہ ''اس سے کہیں بڑھ کر خدا سے نفرت تھی'' اگر کسی معتمد شخص سے منقول نہ ہو۔تو قابل گرفت ہے ﴿۱﴾ توحید کے متعلق قرآن میں بہت سی آیتیں ہیں۔اس تکلف کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔باقی رہا فاسد العقیدہ شخص کی اصلاح کا طریقہ تو اس کو صحیح العقیدہ علماء سے مراجعت اور ان کے تصنیفات کے مطالعہ کی ترغیب کامیاب طریقہ ہے۔فقط

''اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض'' کی تفسیر

سوال: قرآن پاک کے اس ارشاد کے متعلق وضاحت فرمائیے۔کہ اللہ نو ر السمٰوٰت والارض۔جبکہ خداوند تعالیٰ خود نور تو نہیں ہے۔بلکہ نور کا خالق ہے اور نور اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔تو عرض یہ ہے۔کہ آیا اللہ تعالیٰ نور ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد جاوید

الجواب: اللہ تعالیٰ کا ایک اسم النور بھی ہے ﴿۲﴾ (ترمذی) اور اللہ تعالیٰ دیگر اسباب نور کا خالق بھی ہے۔ کما فی قولہ تعالیٰ وجعل الظلمات والنور۔﴿۳﴾ اللہ نور السّمٰوٰت والارض ﴿۴﴾ الآیۃ

﴿۱﴾ قال الالوسی ینادون :وھم فی النار وقد مقتوا انفسھم الامارۃ بالسوء التی وقعوا فیما وقعوا باتباع ھواھا حتی اکلوا انا ملھم من المقت کما اخرج ذلک عبد بن حمید عن الحسن وفی بعض الاثار انھم یمقتون انفسھم حین یقول لھم الشیطان فلا تلومونی ولوموا انفسکم ......لمقت اللہ اکبر من مقتکم انفسکم ......معمول لقول مقدر بفاء التفسیر ای ینادون فیقال لھم لمقت الخ...... ای لمقت اللہ ایاکم اوانفسکم اکبر من مقتکم انفسکم واللام للابتداء او للقسم ،والمقت اشدالبغض ......لمقت اللہ تعالیٰ انفسکم اکبر من مقتکم ایاھا لانکم دعیتم مرۃ بعد مرۃ الی الایمان فتکرر منکم الکفر ......والمعنی لمقت اللہ تعالیٰ انفسکم فی الدنیا اذ تدعون الی الایمان فتکفرون اشد من مقتکم ایاھا الیوم الخ.
(تفسیر روح المعانی ص۷۶ جلد ۱۳ سورۃ المؤمن : ۱۰)

﴿۲﴾ عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان للہ تعالیٰ تسعۃ وتسعین اسماً......النور الھادی البدیع الباقی الوارث الرشید الصبور رواہ الترمذی والبیھقی فی الدعوات الکبیر وقال الترمذی ھذا حدیث غریب .(مشکواۃ المصابیح ص ۱۹۹ جلد ۱ کتاب اسماء اللہ تعالیٰ الفصل الثانی)

﴿۳﴾(پارہ : ۷ سورۃ انعام رکوع : ۷ آیت : ۱)

﴿۴﴾(پارہ : ۱۸ سورۃ النور رکوع : ۱۱ آیت : ۳۵)

ولادت عیسیٰ علیہ السلام کا مثل ولادت آدم علیہ السلام کی تفسیر

سوال :(۱) علماء کرام کی ہدایت کے مطابق سورۃ آل عمران، مریم، انبیاء، تحریم، چاروں سورتوں کو دیکھا ہے۔ کہیں بھی آدم علیہ السلام کو بے پدر بلا اب و بلا باپ یا بلا والدہ والدین نہیں فرمایا ہے۔ تو پھر عیسیٰ علیہ السلام ان کی مثل ہو کر کیسے بلا باپ ٹھہرے۔ آدم علیہ السلام کو اسلئے بلا ماں اور بلا باپ تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ اول انسان تھے۔ اولیت میں ماں باپ مانع ہیں۔ پس عیسیٰ علیہ السلام ولادت میں مثل نہیں۔ کیونکہ آدم علیہ السلام مولود نہیں۔ البتہ اس میں عیسیٰ علیہ السلام مثل ہے۔ کہ خلقه من تراب ثم قال له كن فيكون (ال عمران) تو اس مثلیت کی پوری وضاحت کی جائے۔

(۲) اگر کسی عورت کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی۔ اور وہ حاملہ پائی جائے یا بچہ جنے۔ تو اس کی بابت صریح لفظوں میں شریعت اسلام کا کیا فیصلہ ہے؟

المستفتی: حافظ مومن صفدر جنگ گورنمنٹ نارمل سکول شاہ پور شہر......۱۳؍رجب ۱۳۹۳ھ

الجواب :(۱) قرآن کا طرز بیان بطور دلالت اور بطور اقتضاء اسی حقیقت پر ناطق ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام بغیر والدین کے پیدا ہو گئے ہیں۔ اور اسی معنی کو سلف صالحین نے مراد لیا ہے۔ استاذ اول نے اولین تلامذہ کو یہی سکھایا ہے۔ ﴿۱﴾ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہی تقریر خداوندی کافی ہے۔ لم یمسسی بشر ولم اک بغیا. ﴿۲﴾ اس میں جائز اور ناجائز دونوں قسم جماع کے نفی کے باوجود ولادت کی پیشکش موجود ہے۔

(۲) جب دلائل خارجیہ سے کسی محتمل اور مشتبہ امر کا تعین اور ترجیح ثابت ہو جائے۔ تو شریعت مقدسہ اس سے انکار نہیں کرتی۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال الآلوسی المثل هنا ليس هو المثل المستعمل فی التشبيه والكاف زائدة بل بمعنى الحال والصفة العجيبة ای ان صفة عيسیٰ عند الله ای فی تقدیر ہ وحكمه ...... كمثل آدم ای كصفته وحاله العجيبة التی لا يرتاب فيها مرتاب ...... وفی الآية دلالة علی صحة النظر والاستدلال لانه سبحانه احتج علی النصاریٰ واثبت جواز خلق عيسیٰ عليه السلام من غير اب بخلق آدم عليه السلام من غير اب ولاام الخ.
(تفسیر روح المعانی ص۲۹۷، ۲۹۸ جلد ۳ سورۃ آل عمران: ۵۹)

﴿۲﴾ (پارہ: ۱۶ سورۃ مریم رکوع: ۵ آیت: ۲۰)

معمول واحد پر عاملین کے آنے اور بعض جمع کے صیغوں کے ساتھ الف کے نہ ہونے کا اشکال

سوال: جناب مفتی صاحب: مندرجہ ذیل آیات ملاحظہ کریں۔ کہ ایک فعل پر دو حروف عامل داخل ہیں۔ تو اس میں پہلے حرف نے عمل کیا ہے یا دوسرے نے مثلاً، ان لن نجمع عظامة (قیامة) ان لن نقدر (انبیاء) فان لم تفعلوا ولن تفعلوا (البقرہ) وغیرہ۔ (۲) قرآن مجید میں باءو (بقرہ) ۲، ۶۱ (ال عمران) ۳، ۱۱۲ افان فاء و (بقرہ) ۲، ۲۲۷ جاؤ (النمل) ۲۷، ۸۴ (نور) ۲۴، ۱۱ (فرقان) ۲۵، ۴ کے آخر میں جمع کا الف کیوں نہیں لکھا گیا ہے۔ جواب سے مستفید فرمائیں۔

المستفتی: حافظ مومن صفدر جنگ گورنمنٹ نارمل سکول شاہ پور شہر......۱۳/رجب ۱۳۹۳ھ

الجواب: (۱) ان کلمات میں دو عامل ایک معمول پر داخل نہیں ہیں۔ بلکہ ہر ایک کا معمول جدا جدا ہے۔ والتقدیر ان الشان لن نجمع .انه لن نقدر وان شرطیه مجموعه لم تفعلوا وغیرہ پر داخل ہے ﴿۱﴾ (۲) قرآن مجید کا رسم الخط خلاف القیاس ہے۔ اس میں امام الصحائف صحیفہ عثمان رضی اللہ عنہ کا اتباع کیا جائیگا۔ یہی سلفاً خلفاً متعامل ہے۔ کما صرح به الاتقان ص ۱۲۷ جلد۲۔ ﴿۲﴾ وهو الموفق

قرآن مجید میں بذریعہ وحی نسخ واقع ہوئی ہے

سوال: میرا ایک دوست ہے مجھے اس بات کو تسلیم کرنے اور جزو ایمان بنانے پر مصر ہے۔ کہ قرآن مجید میں کچھ آیات ایسی تھیں جو نازل ہوئے۔ لیکن بعد میں بذریعہ وحی ہی منسوخ التلاوت ہوئیں۔ اور وہ آیات موجودہ قرآن مجید میں شامل نہیں ہیں۔ ان کا کہنا ہے۔ کہ یہ بات حدیثوں سے ثابت ہے۔ لیکن حدیث کا مکمل حوالہ نہیں دے سکتے۔ تو کیا اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ کوئی مصنف یا شاعر ہے کہ اپنے کلام میں تنسیخ یا ترمیم کرتا ہے۔ ازراہ کرم جواب سے مطلع فرماویں۔

﴿۱﴾ قال العلامه الوسى ان مخففة من الثقيلة واسمها ضمير الشان محذوف اى ايحسب ان الشان لن نجمع بعد التفرق عظامه . (روح المعانی ص ۲۳۶ جلد ۱۶ سورة القيامة آيت : ۳)

﴿۲﴾ قال العلامه سيوطى فى الاتقان سئل مالك عن الحروف فى القرآن مثل الواو والالف اترى ان يغير من المصحف اذا وجد فيه كذلك قال لا قال ابو عمرو ويعنى الواو والالف لمزيد تين فى الرسم المعدومتين فى اللفظ نحو اولوا وقال الامام احمد يحرم مخالفة خط مصحف عثمان فى واو او ياء او الف او غير ذلك الخ. (الاتقان فى علوم القرآن ص ۱۶۷ جلد۲ نوع فى مرسوم الخط واداب كتابته)

المستفتی: محمد مسعود صدیقی شاہین کالونی مردان......۱۹ر محرم ۱۳۹۲ھ

الجواب: واضح رہے کہ کتب الٰہیہ میں نسخ یقیناً واقع ہوئی ہے۔ اور اس میں کوئی استبعاد نہیں ہے۔ کیونکہ احکام الٰہیہ اصلاح نفس کی دوائیاں ہیں۔ تو جس طرح ایک حکیم حاذق مرض، موسم اور مزاج کی وجہ سے دوائی بدلاتا ہے۔ تو اسی طرح حکیم مطلق جل جلالہ نوع انسانی کے دوائی میں تبدیل مزاج اور زمان کی وجہ سے تبدیلی کرتا ہے۔ ﴿۱﴾ جس کا نہ کرنا خلاف مصلحت ہوتا ہے۔ اور رجم کے متعلق واضح رہے کہ یہ حکم قرآن میں موجود تھا اس کے بعد منسوخ التلاوت ہوا۔ ﴿۲﴾ (رواہ البخاری ومسلم والترمذی وابن ماجه وابو داؤد ومالک) اور پیغمبر علیہ السلام اور خلفائے راشدین نے باقاعدہ حد رجم جاری کیا ہے۔ فقط

هو الذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستة ایام وکان عرشه علی الماء، الآیة. کی تفسیر

سوال: پیش عالم کے بارے میں میرے پاس ایک تفسیر ہے۔ جس میں بارہویں پارے کے آیت: ۲ وهو الذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستة ایام وکان عرشه علی الماء الخ، الآیة۔ حاشیہ میں اس کے ساتھ لکھا ہے ''بخاری شریف میں ہے کہ پہلے پہل سوائے باری تعالیٰ کے پانی یا عرش کچھ بھی نہ تھا۔ پہلے اللہ نے پانی پیدا کیا پھر عرش، پھر قلم پھر لوح محفوظ۔ برائے کرم اس حدیث کی عربی لکھ کر ممنون فرمائیں، اور کیا واقعی یہ حدیث اس آیت کی تفسیر ہے؟

المستفتی: مبعوث الوارث اسسٹنٹ پروفیسر کالج تھانہ ملاکنڈ ایجنسی......۶ر اگست ۱۹۸۳ء

الجواب: بخاری شریف کی حدیث صرف اتنی ہے، کان الله ولم یکن شیئٌ وکان عرشه علی

﴿۱﴾ قال العلامه الوسی والآیات انما نزلت لمصالح العباد وتکمیل نفوسهم فضلامنه تعالیٰ ورحمة وذلک یختلف باختلاف الاعصار والاشخاص کا لدواء الذی تعالج به الا دواء فان النافع فی عصر قد یضر فی غیره والمزیل علة شخص قد یزیل علة سواه، فاذن قد یکون عدم الحکم او الاثقل اصلح فی انتظام المعاش وانظم فی اصلاح المعاد والله تعالیٰ لطیف حکیم الخ. (تفسیر روح المعانی ص ۵۵۶ جلد ۱ سورة البقرة: ۱۰۶)

﴿۲﴾ عن عمر قال ان الله بعث محمداً بالحق انزل علیه الکتاب فکان مما انزل الله تعالیٰ اية الرجم رجم رسول الله ﷺ ورجمنا بعده والرجم فی کتاب الله حق علی من زنی اذا احصن من الرجال والنساء اذا قامت البینة او کان الحبل او الاعتراف. متفق علیه. (مشکواة المصابیح ص ۳۰۹ جلد ۲ کتاب الحدود)

الماء. ﴿۱﴾ زائد مضمون دیگر کتب کے احادیث سے ثابت ہے۔ ﴿۲﴾ وھو الموفق

قرآن مجید کا رسم الخط عام رسم الخط سے جداگانہ ہے

سوال: قرآن مجید میں جہاں جمع کا صیغہ ہے۔ مثلاً، جاءو، وہاں الف نہیں لکھا ہوتا ہے۔ حالانکہ صرف ونحو کے قواعد کے لیحاظ سے الف لکھنا چاہیئے کیونکہ جمع کی علامت الف ہے۔ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: ابوسلمان ابوظبی (U'A'E)......۱۹۹۰ء/۸/۱۸

الجواب: قرآن مجید کا رسم خط معروف رسم خط سے جداگانہ ہے۔ ﴿۳﴾ کبھی واوجمع کے بعد الف نہیں لکھا جاتا ہے۔ کما فی جاءو۔ اور کبھی مفرد کے ساتھ الف لکھا جاتا ہے۔ کما فی یدعوا ،ادعوا فلیراجع الی المصحف .وھو الموفق

''قل العفو'' الآیۃ کی تفسیر

سوال: ارشاد خداوندی ''قل العفو'' رسول اللہ ﷺ کی ساری زندگی اس حکم کے مطابق گزری۔ اور قرآن کے احکامات پر عمل اس وقت صحیح ہوسکتا ہے۔ جب کہ حضور ﷺ کے زندگی پر عمل ہو جائے۔ اور بیشتر وہ زمین جن کو مالک خود کاشت نہیں کر سکتے تھے۔ تو ان لوگوں کے دے دی گئی۔ جو ان کے حق دار تھے تو اس کے باوجود کلمہ ''قل العفو'' کا صاف حکم وجوبی قرار نہ دینے کی کیا وجہ ہے اور اس کو استحبابی احکام میں داخل کرنے کے کیا دلائل ہیں؟

المستفتی: محمد ظہیر محلّہ گوجر شینکے تحصیل وضلع اٹک......۱۴۰۱۱ھ/۷/۱۰

﴿۱﴾ عن عمران بن حصين قال انى عند النبى ﷺ اذجاء ه قوم من بنى تميم فقال اقبلوا البشرىٰ يابنى تميم قالوا بشرتنا فاعطنا فدخل ناس من اهل اليمن فقال اقبلوا البشرىٰ...... ونسألک عن اول هذا الامر ماكان قال كان الله ولم يكن شئ قبله وكان عرشه على الماء ثم خلق السمٰوات والارض وكتب فى الذكر كل شئ الخ .(صحيح البخارى ص ۱۱۰۳ جلد ۲ باب قوله وكان عرشه على الماء كتاب الرد على الجهميه)

﴿۲﴾ عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله ﷺ ان اول ما خلق الله القلم .(مشكواة المصابيح ص ۲۱ جلد ۱ باب الايمان بالقدر) اول ماخلق الله العقل ،ذكره فى الاحياء قال العراقى اخرجه الطبرانى. والاوسط وابو نعيم باسنادين ضعيفين .(الموضوعات الكبرى ص ۷۵ رقم :۲۶۷)

﴿۳﴾ قال العلامه سيوطى فى الاتقان قد خالفها فى بعض الحروف خط المصحف الامام وقال اشهب سئل مالک هل يكتب المصحف على ما احدثه الناس من الهجاء فقال لا الا على الكتبة الاولىٰ.......... سئل مالک عن الحروف فى القرآن مثل الواو والالف اترى ان يغير من المصحف اذا وجدفيه كذلک قال لا قال ابو عمر و يعنى الواو والالف المزيدتين فى الرسم المعدومتين فى اللفظ نحو اولو ا وقال الامام احمد يحرم مخالفة خط مصحف عثمان فى واو او ياء او الف او غير ذلک .(الاتقان فى علوم القرآن ص ۱۶۶، ۱۶۷ جلد ۲ النوع فى مرسوم الخط واداب كتابته)

الجواب: اگر قل العفو سے معلوم شدہ حکم وجوبی ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ زکاۃ فرض نہ کرتا۔ یہ ایک غیر معقول کام ہے کہ مکلّف پر چالیسواں دینا بھی فرض ہے۔ اور حاجت سے زائد اموال کا دینا بھی فرض ہے۔ نیز تعامل سلف صالحین سے مخالف ہے۔ پس بہرحال یا یہ امر استحباب کیلئے ہے۔ یا منسوخ ہے۔ یہ صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ﴿۱﴾
نوٹ: امر استحبابی ہونے کے تقریر پر حکم قرآن انفاق العفو ہے نہ کہ مصادرۃ العفو۔ فافهم. وهو الموفق

قرآن مجید (کلام لفظی) پر قسم کرنا جائز ہے

سوال: قرآن مجید مخلوق ہے یا غیر مخلوق اور اس پر قسم کھانا کس طرح ہے؟ بینوا و توجروا
المستفتی: فضل رحیم مینگورہ سوات......۲۸/شعبان۱۴۰۲ھ

الجواب: چونکہ یہ کلام لفظی کلام نفسی پر دال ہے۔ جو کہ صفت واحدہ شخصیہ اور غیر مخلوق ہے۔ لہٰذا متأخرین ارباب فتویٰ نے اس کلام لفظی پر قسم کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔ ﴿۲﴾ وهو الموفق

قرآنی آیات کا بائیں طرف سے الٹا لکھنا جائز نہیں ہے

سوال من کتب اٰیة القرآن مقلوباً من الجانب الایسر ای هکذ. (بسم اللہ الرحمن الرحیم
فما حکمه الجواز او المنع ۔ بینوا وتوجروا
المستفتی: نامعلوم......۲۹/۵/۱۴۰۱ھ

الجواب: لاتجوز قرأة القرآن مغايرة عن رسم خط المصحف العثماني كما في

﴿۱﴾ قال العلامه ابن كثير اى ذلک الا يجهد مالک ثم تقعد تسأل الناس . و يدل على ذلک ما رواه ابن جرير ...... عن ابى هريرة قال قال رجل يا رسول الله عندى دينار قال انفقه على نفسک قال عندى آخر قال انفقه على اهلک قال عندى آخر قال انفقه على ولدک قال عندى آخر قال فانت ابصر وقد رواه مسلم و ايضاً عن جابر ان رسول الله ﷺ قال لرجل ابدأ بنفسک فتصدق عليها فان فضل شئ لاهلک فان فضل شئ عن اهلک فلذى قرابتک فان فضل عن ذى قرابتک شئ فهكذا و هكذا الخ (تفسير ابن كثير ص ۳۳۴ جلد ۱ پ : ۲ سورۃ البقرة آيت : ۲۱۹)
﴿۲﴾ قال العلامه ابن عابدين (قال الكمال الخ) مبنئ على ان القرآن بمعنى كلام الله فيكون من صفاته تعالىٰ كما يفيده كلام الهداية حيث قال ومن حلف بغير الله تعالىٰ لم يكن حالفاً كالنبى والكعبة لقوله عليه الصلاة والسلام من كان منكم حالفا فليحلف بالله اوليذر وكذا اذا حلف بالقرآن لانه غير متعارف فقوله و كذا يفيد انه ليس من قسم الحلف بغير الله تعالىٰ بل هو من قسم الصفات ولذا علله بانه غير متعارف...... وتعليل عدم كونه يمينا بانه غيره تعالىٰ لانه مخلوق لانه حروف وغير المخلوق هو الكلام النفسى منع بان القرآن كلام الله منزل غير مخلوق ولا يخفىٰ ان المنزل فى الحقيقة ليس الا الحرف المنقضية المنعدمة وما ثبت قدمه استحال عدمه غير انهم او جبوا ذلک لان العوام اذا قيل لهم ان القرآن مخلوق تعدوا الى الكلام مطلقاً الخ.(ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۵۶ جلد ۳ مطلب فى القرآن كتاب الايمان)

الاتقان وقال اشهب سئل مالک هل يكتب المصحف على ما احدثه الناس من الهجاء فقال لا الا على الكتبة الاولىٰ رواه الداني في المقنع ثم قال ولا مخالف له من علماء الامة وقال الامام احمد يحرم مخالفة خط مصحف عثمان في واو او يا او الف او غير ذلک ﴿۱﴾ قلت القرآن عربي لفظاً وكتبا وهذ المقلوب لايسمى عربيا. فافهم۔ وهو الموفق

تفسیر کو بلا وضوء مس کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ تفسیر یا دیگر اسلامی کتب جن میں قرآنی آیات ہوتی ہیں ان کا بلا وضوء مس کرنا کیسا ہے۔ وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: حبیب اللہ فقیر آباد پشاور...... ۱۹/ ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

الجواب: جب آیات سے دیگر مکتوبات زیادہ ہوں۔ تو بلا وضوء مس کرنا ناجائز نہیں۔ ﴿۲﴾ وهو الموفق

قرآن مجید کے منکوس چھاپنے میں کوئی مصلحت نہیں

سوال: جناب مفتی صاحب! حمید بک ڈپو نے قرآن پاک کو مصحف عثمانی کے خلاف چھپوایا ہے۔ یعنی سورۃ الناس سے شروع کر کے سورۃ بقرہ پر ختم کیا ہے۔ شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: قاری عبدالجلیل مدرسۃ تعلیم القرآن جامع مسجد سریکوٹ ہری پور...... ۹/ رمضان ۱۴۰۲ھ

الجواب: قرآن مجید کا منکوس پڑھنا بعض مصالح کی وجہ سے جائز ہے۔ کما في ردالمحتار (ص ۵۴۶ جلد ۱) ﴿۳﴾ قوله وان يقرأ منكوساً وانما جوز للصغار تسهيلاً لضرورة التعليم.

﴿۱﴾ (الاتقان في علوم القرآن للعلامه سيوطي ص۱۶۷ جلد۲ النوع في مرسوم الخط واداب كتابته)

﴿۲﴾ قال ابن عابدين ويكره مس المحدث المصحف كما يكره للجنب وكذا كتب الاحاديث والفقه عندهما والاصح انه لا يكره عنده ...... فتلخص في المسئلة ثلاثة اقوال ...... بهذاالتفصيل بان يقال ان كان التفسير اكثر لا يكره وان كان القرآن اكثر يكره والاولىٰ الحاق المساواة بالثاني وهذاالتفصيل ربما يشير اليه ماذكرناه عن النهروبه يحصل التوفيق بين القولين. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۱۳۰ جلد ۱ قبيل باب المياه)

﴿۳﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۴۰۴ جلد ۱ قبيل باب الامامة)

لیکن منکوس لکھنے میں کوئی مصلحت نہیں ہے۔ بلکہ اس میں مفسدت ہے۔ وھو ان یعسر علیه القرأة مرتبا فی الصلاة .وھو الموفق

ملازمت کے دوران تلاوت کرنے کا حکم

سوال: میں گورنمنٹ کا ملازم ہوں۔ ڈیوٹی کبھی دن کو ہوتی ہے کبھی رات کو۔ کیا ڈیوٹی کے دوران قرآن پاک کی تلاوت جائز ہے۔ اور اس تلاوت پر ثواب ملے گا؟ میں تلاوت اس وقت کرتا ہوں کہ کبھی کوئی کام نہیں ہوتا ہے۔ اور میں فارغ ہوتا ہوں۔ بینوا و توجروا

المستفتی: محمد حنیف محکمہ موسمیات خیبر روڈ پشاور......۱۹۸۴ء/۶/۹

الجواب: اگر گورنمنٹ کے نزدیک یہ تلاوت قابل اعتراض ہو تو یاد سے تلاوت کرنا چاہیئے۔ ﴿۱﴾ فافهم وھو الموفق

آخری پارہ کی برائے آسانی تعلیم معکوس چھپائی

سوال: آج کل اکثر مدارس میں تجوید القرآن کے شعبوں میں بچوں کے تدریس کیلئے خصوصاً آخری پارہ ''عم یتساء لون'' کی چھپائی اسی طرح ہو رہی ہے۔ کہ اس کی ابتداء سورۃ فاتحہ سے ہوتی ہے۔ اور ,,ولا الضآلین،، کے بعد سورۃ الناس اور اس کے بعد سورۃ الفلق الیٰ آخرہ خلاف ترتیب پہلی سورۃ نبأ تک پارہ مکمل کرلیا گیا ہے۔ تو کیا اسی مذکورہ ترتیب سے پارہ عم کی چھپائی عندالشرع جائز ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: قاری فیاض الاسلام مردان......۱۹۸۴ء/۶/۱۱

الجواب: یہ ترک ترتیب صغار کیلئے جائز ہے۔ کمافی ردالمحتار ص۳۶۷ جلد ۱ قوله ولا یقرأ منکوساً وانما جوز للصغار تسهیلاً لضرورة التعلیم انتهیٰ. ﴿۲﴾ لیکن ایسے تالیف کو آخری پارہ کہنا

﴿۱﴾ قال ابن عابدین ولیس للاجیر الخاص ان یعمل لغیره بل ولا ان یصلی النافلة قال فی التتار خانیه وفی فتاوی الفضلی واذا ستأجر رجلاً یوما یعمل کذا فعلیه ان یعمل ذلک العمل الی تمام المدة ولایشتغل بشیء آخر سوی المکتوبة وفی فتاویٰ سمرقند وقدقال بعض مشائخنا له ان یؤدی السنةایضاً واتفقوا انه لا یؤدی نفلا وعلیه الفتویٰ. (ردالمحتار هامش الدر المختار ص۴۸ جلد۵ باب ضمان الاجیر)

﴿۲﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ص۴۰۴ جلد ۱ قبیل باب الامامة)

تالیف عثمانی سے بین مخالف ہے۔ ﴿۱﴾ بخلاف القرأة .فافهم. وهو الموفق

معراج نبوی کے متعلق ادارہ فروغ اردو لاہور کے ''رسول نمبر'' کی جسارت

سوال: ادارہ فروغ اردو لاہور ایک رسالہ نکالتا ہے۔ گذشتہ سال اس رسالہ کا ''رسول نمبر'' شائع کیا گیا۔ حکومت نے ان کو لاکھوں روپے کا انعام دیا۔ اخبارات، ریڈیو، ٹی وی پر اس نمبر کا بہت چرچا ہوا۔ رسالہ کے ''رسول نمبر'' جلد دوم شمارہ نمبر ۱۳۰، دسمبر ۱۹۸۲ء کے باب اول ص ۶۰ کی پیرا نمبر ۱۲۲ پر ڈاکٹر حمید اللہ تحریر کرتے ہیں۔ ''آپ نے رات اپنے مرحوم چچا کے ہاں بسر کی۔ وہاں انہوں نے ایک متبرک خواب دیکھا۔ آگے ڈاکٹر صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ پیرا نمبر ۱۲۴ ''خدا چونکہ ہر جگہ موجود ہے۔ لہٰذا کسی مادی فاصلے کو طے کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ قرآن پاک نے معراج کیلئے لفظ رؤیا استعمال کیا ہے۔ خود رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں معراج کے وقت میں نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ ایک روحانی سفر اور خواب تھا'' اس مضمون کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: چوہدری سردار محمد لیہ پنجاب......۱۸/شعبان ۱۴۰۳ھ

الجواب: یہ مضمون قرآن اور احادیث صحیحہ سے متصادم ہے۔ ﴿۲﴾ حکومت ہمیشہ کیلئے اہل زیغ اور اہل الحاد کی آفرین میں مبتلا رہتی ہے۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال السيوطى واما ترتيب السور فهل هو توقيفى ايضا او هو باجتهاد من الصحابة خلاف فجمهور العلماء على الثانى .... ويوقف جبريل النبى ﷺ على موضع الآية و السورة فاتساق السور كاتساق الآيات والحروف كله عن النبى ﷺ فمن قدم سورة او اخرها فقد افسد نظم القرآن الخ. (الاتقان فى علوم القرآن ص ۶۲ جلد ۱ فصل فى ترتيب السور)

﴿۲﴾ قال العلامه الوسى وذهب الجمهور الىٰ انه فى اليقظة ببدنه وروحه ﷺ والرؤيا تكون بمعنى الرؤية فى اليقظة كما فى قول .... وقال الواحدى انها رؤية اليقظة ليلا فقط وخبر شريک لا يعول عليه على ما نقل عن عبد الحق وقال النووى واما ما وقع فى رواية عن شريک وهو نائم وفى اخرىٰ عنه بينا انا عند البيت بين النائم واليقظان فقد يحتج به من يجعلها رؤيا نوم ولا حجة فيه اذ قد يكون ذلک اول وصول الملک اليه وليس فى الحديث ما يدل على كونه ﷺ نائما فى القصة كلها واحتج الجمهور لذلک بانه لو كان مناماماتعجب منه قريش ولا استحالوه لان النائم قد يرى نفسه فى السماء ويذهب من المشرق الى المغرب ولايستبعده احد .وايضا العبد ظاهر فى الروح والبدن وذهبت طائفة منهم .الخ (تفسير روح المعانى ص ۱۱ جلد ۹ سورة الاسراء : ۱)

قرآنی آیات میں اپنے طرف سے کسی قوم کی تخصیص تحریف معنوی ہے

سوال: ایک ماہنامہ رسالہ Muslim News ماہ فروری ۱۹۷۰ء کے ص ۲۷ پر ایک مضمون Juler Halima and the Quran Inans tnook javruay چھپا ہے۔ جس میں پارہ: ۲۷ سورۃ رحمٰن کی آیت: ۳۳، ۳۵ میں لفظ سلطان کا غلط ترجمہ اور اسی طرح سورۃ نحل کی آیت: ۸۱ میں لفظ سرابیل کا غلط ترجمہ کر کے یہ بتانے کی جسارت کی ہے۔ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے امریکی لوگوں کے چاند پر جانے کی پیشگوئی آج سے چودہ (۱۴) سو سال پہلے کر دی ہے۔ اور ایک جگہ پارہ: ۳۰ سورۃ نمبر: ۹۱ آیت: ۲ میں کہ لفظ طلحہ سے یہ مطلب ہے۔ کہ وہاں دو پارٹیاں ایک محفوظ کھیل کھیلیں گی۔ اور وہ دونوں پارٹیاں روس اور امریکہ ہیں۔ بہر حال اس مضمون میں روس اور امریکہ کی برتری کی آڑ لی گئی ہے۔ اور ان مادہ پرست قوموں کو افضل بتایا گیا ہے۔ میں نے مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب، مولانا عبید اللہ انور صاحب اور مولانا محمد ادریس صاحب سے بھی رابطہ کیا ہے۔ لیکن انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ہاں مولانا مودودی صاحب نے صرف اتنا لکھا ہے۔ کہ ایسی تحریریں گمراہ کن ہوتی ہیں۔ لہٰذا عرض یہ ہے۔ کہ آپ صاحبان اس مضمون نگار کے مضمون کا پورا رد لکھ کر شائع کریں۔ اور مجھے بھی مطمئن کرنے کیلئے جواب لکھ دیں۔

المستفتی: تاج محمد اکونٹنٹ پائینڈ کارپوریشن شاہراہ قائداعظم لاہور...... ۶/۴/۱۹۷۰ء

الجواب: ہمارے پاس یہ رسالہ موجود نہیں ہے۔ لہٰذا ہم اس کے تفصیلی رد سے معذور ہیں۔ البتہ اتنا ضرور کہیں گے۔ کہ اس شخص نے تحریف معنوی کی ہے۔ بشرطیکہ اس نے امریکہ وغیرہ کی تخصیص کی ہو۔ وهو الموفق

عربیت سے ناواقف لڑکوں اور لاؤڈ سپیکروں کے ذریعہ ترجمہ قرآن کرنا

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک مولوی صاحب نے لاؤڈ سپیکر میں چند لڑکوں کو ترجمہ قرآن کریم شروع کیا ہے وہ لڑکے عربیت سے بالکل ناواقف ہیں جو ترجمہ تو درکنار قرآن مجید کی صحیح تلفظ بھی نہیں کر سکتے۔ اس لئے لوگ دو فرقے بن گئے ایک فرقہ کہتا ہے کہ یہ ترجمہ بند کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ لڑکے عربی سے بھی ناواقف ہیں خلاصہ اور منیہ تک

بھی نہیں آتا ہےاور دوسری وجہ یہ کہ لوگ استماع نہیں کرتے جس کی وجہ سے سب لوگ گناہ گار ہوجاتے ہیں دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ ہم لاؤڈ سپیکر پر ترجمہ کرینگے۔ کیونکہ دعوت بالجہر آیا ہے۔ تو کیا یہ ترجمہ کرنا بہتر ہے یا نہ کرنا بہتر ہے؟

المستفتی: احمد شاہ زنڈ وبانڈہ......۱۵/دسمبر ۱۹۷۴ء

الجواب: بہتر یہ ہے کہ ایسے لڑکوں کو عربیت وغیرہا سے خبردار کیا جائے۔ لیکن ناخبر ہونے کی صورت میں ان کا ترجمہ کرنا گناہ نہ ہوگا۔ نیز مناسب یہ ہے کہ بلاضرورت لاؤڈ سپیکر میں ترجمہ نہ کیا جائے۔ لیکن کسی کے استماع نہ کرنے سے جہر کنندہ گنہگار نہ ہوگا۔ اور تصادم اصوات کی صورت میں لاؤڈ سپیکر استعمال نہ کیا جائے گا۔ فقط

"الیوم ننجیک ببدنک" الایۃ کی تشریح

سوال: قرآن کریم میں پارہ ۱۱ سورۃ یونس میں فرعون کے بارے میں جو آیات کریمہ ہے کہ اے فرعون ہم تیری لاش کو محفوظ رکھے ہوئے ہیں اور آخری زمانہ میں تیری لاش کو ظاہر کر دینگے۔ براہ کرم اس آیت کے متعلق اردو میں ہمیں تفصیل سے جواب دیدیں۔

المستفتی: اہلیان درہ آدم خیل......۱۹۷۸ء/۲۲/۸

الجواب: " الیوم ننجیک ببدنک "﴿۱﴾ الایۃ سو بجائے نجات مطلوبہ کے آج ہم تیری لاش کو پانی میں تہہ نشین ہونے سے نجات دینگے۔ تاکہ تو ان کیلئے موجب عبرت ہو۔ جو تیرے بعد موجود ہیں۔ کہ تیری حالی اور تباہی دیکھ کر مخالفت احکام الٰہیہ سے ڈریں۔ (بیان القرآن ص ۳۰ جلد ۵) ﴿۲﴾ و هو الموفق

﴿۱﴾ (پ: ۱۱ سورۃ یونس رکوع: ۱۴ آیت: ۹۱)

﴿۲﴾ مصر کے عجائب خانہ میں جو لاش رکھی گئی ہے جس کو لوگ فرعون معہود کا گمان کرتے ہیں اور آیت سورۃ یونس کا سہارا لیتے ہیں لیکن یہ تحقیق کے خلاف ہے۔ علامہ شبیر احمد عثمانی فوائد عثمانیہ تفسیر عثمانی میں لکھتے ہیں " جدید تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ فرعون کی لاش آج تک محفوظ چلی آئی ہے لیکن الفاظ قرآنی کی صحت اس کے ثبوت پر موقوف نہیں " بہر حال ۱۹۲۶ء میں مصریوں کو جو حنوط شدہ لاشیں ملی ہیں۔ ابھی تک یہ بات پایۂ ثبوت تک نہیں پہنچی کہ واقعی یہ اسی معہود فرعون کی لاش ہے۔ یا فراعنہ مصر میں سے کسی دوسرے کی۔ اور آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ فرعون کی لاش قیامت تک محفوظ رہے گی۔ (از مرتب)

ختم قرآن کے بعد فاتحہ اور پانچ آیات سورۃ بقرہ کا پڑھنا مستحب ہے

سوال: اگر کوئی شخص مجموعی طور پر قرآن کریم ختم کرے۔ یعنی الحمد سے و الناس تک۔ تو اس کو ختم کے وقت صرف و الناس تک پڑھنا ہوگا۔ یا اور بھی پہلے سے کچھ پڑھنا چاہیے۔ یعنی الحمد للہ سے وضاحت فرماویں۔

المستفتی: رسول خان لیب ٹیکنیشن کمبائنڈ ملٹری ہسپتال...... ۱۹۶۹ء/۷/۳۱

الجواب: ختم قرآن کے بعد مستحب ہے۔ کہ فاتحہ اور پانچ آیات سورۃ بقرہ کے پڑھے جائیں۔ کما فی شرح الاحیاء والاتقان بروایة الدارمی بسند حسن عن ابن عباس عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہما ان النبی ﷺ اذا قرء قل اعوذ برب الناس افتتح من الحمد ثم قرء البقرہ الی اولٰئک هم المفلحون و فی مجمع البحار قراء مکه اذا ختموا القرآن ابتدوا و قرء و الفاتحة و خمس آیات من اول البقرة الی المفلحون. ﴿۱﴾ و هو الموفق

ختم القرآن کے موقع پر اجتماع اور دعا کی شرعی حیثیت: سنن دارمی کی جلد دوم کے آخر (باب فی ختم القرآن) میں ابوقلابہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ کہ جو شخص ختم قرآن کی مجلس میں حاضر ہو جائے فکانما شهدا الغنائم حین یقسم۔ حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ ایک شخص مسجد نبوی میں قرآن پڑھتا تھا۔ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کے ختم کے انتظار میں رہتے اور جب ختم کا وقت آتا تو اٹھ کر اس شخص کے پاس چلے جاتے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ جب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ختم کرتے تو تمام اولاد اور اہل بیت کو جمع کر لیتے اور ان کے لئے دعا کرتے۔ حکم سے مروی ہے کہ مجاہد نے مجھے دعوت دی اور فرمایا کہ ہمارا ختم کرنے کا ارادہ ہے۔ اس میں شرکت کیلئے آپ کو دعوت دی ہے یہ روایات سنن دارمی میں باسند مروی ہیں۔ اور فتاویٰ ہندیہ جلد ۵ میں محیط سے اس دعا اور اجتماع کی کراہت مروی ہے۔ کہ اس پر تعامل وارد نہیں ہے۔ یہ خیر القرون میں معمول نہ تھا لیکن دیگر فقہاء سے روایت کیا ہے۔ کہ اس عدم جواز میں فتویٰ نہ دیا جائیگا۔ اور ان آثار کی بنا پر یہ آخری قول قوی ہے۔ نیز کسی حکم کے جواز اور استحباب کیلئے صحابی کا قول کافی ہوتا ہے اگر چہ اس پر تعامل وارد نہ ہو۔ (ملفوظات حضرت مفتی اعظم) (از مرتب)

﴿۱﴾ (الاتقان فی علوم القرآن ص ۱۱۱ جلد ۱ قبیل فی الاقتباس و ما جریٰ مجراہ)

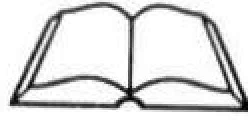
خطاطی کے ذریعے جاندار اشیاء کی صورت میں قرآنی آیات لکھنا

سوال: بعض خوشنویس وخطاط قرآنی آیات کو جاندار اشیاء کی صورت میں بناتے ہیں۔ جودیکھ کر حیوان شکل نظر آتا ہے۔ اس کی شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: میاں محمد شاہ ڈائریکٹر ادارہ تعلیم وتحقیق پشاور یونیورسٹی......۱۹۷۰ء/۱۲/۱۶

الجواب: مبارک کلمات کو جاندار کی شکل میں لکھنا ممنوع ہے۔ عرف میں ایسے مکتوب کو تصویر کہا جاتا ہے نہ کہ خط۔ سونے کے بنائے ہوئے انسان کو بت کہا جاتا ہے کہ سونا۔ بہرحال جب غیر مبارک نقطوں اور خطوط سے حیوانی تصویر بنائی جائے۔ اور وہ کسی کے نزدیک جائز نہیں ہوتی۔ تو مبارک نقطوں اور خطوط سے حاصل شدہ تصویر بطریق اولیٰ حرام ہوگی۔ و ھو الموفق





كتاب ما يتعلق بالحديث والسنة



قال اللّٰه تعالیٰ

وما ینطق عن الھویٰ ٥

ان ھو الا وحی یوحٰی ٥

قرآن کریم

کتاب ما یتعلق با لحدیث و السّنة

''لافتیٰ الا علی'' حدیث نہیں ہے

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ اکثر حضرات فرماتے ہیں کہ'' لافتی الا علی '' یہ حدیث ہے اگر واقعی حدیث ہے تو اس کی شرعی حیثیت کیا ہے اور کس موقع پر حضورﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔وضاحت فرمائیں؟

المستفتی: میاں محمد صدیق مغل دہلی کالونی کراچی نمبر ۶......۵ر شعبان ۱۴۰۸ھ

الجواب: ان حضرات کے لئے ضروری ہے کہ اس حدیث کی سند ذکر کریں اور یا کتب حدیث سے متعلقہ کتاب کا حوالہ بتادیں۔فقط ﴿۱﴾

درس حدیث کے وقت سوال میں ذکر کردہ کیفیات وواردات شریعت سے متصادم نہیں

سوال: خط کشیدہ جملوں کے متعلق شریعت مطہرہ کیا فیصلہ دیتی ہے'' اسی طرح درس حدیث کے وقت قرن اول کے محدثوں کا گمان ہوتا تھا کہ آسمان سے وحی اتر رہی ہے۔اسی طرح درس حدیث کے وقت دلوں پر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ مجلس میں تشریف فرماہیں اور قال الرسول ﷺ کا بازار گرم ہے۔ دور حاضر کے کسی عالم کے متعلق ایسا کہنا کیسا ہے؟

المستفتی: مولانا عزیز الرحمٰن جامعہ رحیمیہ ڈھکی چارسدہ امیر جمعیت علماء اسلام چارسدہ......۲۶ر رجب ۱۴۰۸ھ

﴿۱﴾قال الملا علی قاری حدیث لا فتی الا علی ولا سیف الا ذوالفقار .لا اصل له مما یتعمد علیه نعم یروی فی اثر واه عن الحسن بن عرفة العبدی من حدیث ابی جعفر محمد بن علی الباقر قال :نادی ملک من السماء یوم بدر یقال له رضوان ,,لا سیف الا ذوالفقار لا فتی الاعلی وذکره کذا فی الریاض النضرة .... اقول مما یدل علی بطلانه انه لو نودی بهذا من السماء فی بدر لسمعه الصحابة الکرام ونقل عنهم الائمة الفخام وهذا شبیه ما ینقل من ضرب النقارة حوالی بدر وینسبونه الی الملائکة علی وجه الاستمرار من زمنه علیه السلام الی یومنا هذا وهو باطل عقلاً ونقلاً ....من مفتریات الشیعة الشنیعه الخ

(الموضوعات الکبریٰ للقاری ص ۲۶۵ رقم حدیث :۱۰۲۰)

الجواب:ایسےواردات اور کیفیات کاقرآن وحدیث سےکوئی تصادم نہیں ہے و لہ نظائر منها قال الصحابه رضی الله عنهم عند ما قرء ه الصدیق الاکبر رضی الله عنه عند وفاة النبی ﷺ. ﴿۱﴾و هو الموفق

پیغمبر علیہ السلام کے عمر مبارک کے روایات مختلفہ میں تطبیق

سوال :ان آیات کے بارے میں وضاحت فرمائیں کہ تمام انبیاءعلیہم السلام پر صحیفے ان کے ساتھ نازل کئے گئے ہیں نیز جواحادیث حضور ﷺ کے بابت ذکر ہیں ان میں تینوں اقوال مختلف ہیں۔ان کے بارے میں وضاحت فرمائیں۔کیونکہ یہ تینوں احادیث صحیح ہیں ان میں تطبیق کی صورت کیا ہوگی؟آیات یہ ہیں۔واتبعوا النور الذی الخ الایة سورة اعراف پ: ۹ آیت ۱۵۷ . فبعث الله النبین .الایة . سورة البقره آیت : ۲۱۳ .

اوراحادیث یہ ہیں(۱)فهاجر عشر سنین و مات و هو ابن ثلاث و ستین سنة متفق علیه (۲) قال اقام رسول الله ﷺ بمكة خمس عشرة سنة ...... وتوفی وهو ابن خمس و ستین سنة متفق علیه (۳) و عن انس رضی الله عنه قال تو فا الله علی رأس ستین سنةمتفق علیه.

(مشکواةالمصابیح باب المبعث وبدء الو حی الفصل الا و ل ص ۲۵۷،۲۵۸ جلد ۲)

تو ان احادیث میں تطبیق کیا ہوگی۔اورآیات میں کہا گیا ہے۔کہ تمام انبیاء کے ساتھ ہی صحیفے نازل کئے گئے ہیں۔

المستفتی :محمد صدیق آدم جی ایسوسی ایشن راولپنڈی......۱۰رشعبان۱۴۰۳ھ

الجواب : آیت واضح المراد ہیں۔اوراحادیث کی تطبیق یہ ہے۔کہ پیغمبر علیہ السلام کے سال ولادت اور سال وفات جو کہ نامکمل ہیں۔اگرمکمل شمار کئے جائیں۔تو پینسٹھ سال کی روایت درست ہوگی۔

اوراگرکسر(تین سال) کوساقط کیا جائے۔تو ساٹھ سال کی روایت درست ہوگی۔(لمعات وشرح شمائل)

نوٹ:یہ اختلاف یا مکی زندگی کے مقدار میں اختلاف پرمبنی ہے۔یہ مقداربعض کے نزدیک پندرہ سال بعض کے

﴿۱﴾قال الحافظ عماالدین ابن کثیر :وقال الزهری حدثنی ابو سلمة عن ابن عباس ان ابابکر خرج وعمر یحدث الناس فقال اجلس یاعمر فابی عمر ان یجلس فاقبل الناس الیه وترکوا عمر ،فقال ابوبکر اما بعد من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کان یعبدالله فان الله حی لایموت قال الله تعالیٰ وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل الی قوله وسیجزی الله الشاکرین .قال فوالله لکان الناس لم یعلموا ان الله انزل هذه الایة حتی تلاها علیهم ابوبکر فتلقا هامنه الناس کلهم فما سمعها بشر من الناس الا تلاها واخبرنی سعید بن المسیب ان عمر قال والله ماهو الا ان سمعت ابابکر تلاها فعقرت حتیٰ ما تقلنی رجلای وحتی هویت الی الارض .(تفسیر ابن کثیر ص۵۳۳جلد ۱ سورة ال عمران ایت :۱۴۴)

نزدیک تیرہ سال اور بعض کے نزدیک دس سال ہے۔ ﴿۱﴾ (لمعات)

مسلم شریف میں بنی اسرائیلی قاتل کی معافی والی حدیث کی وضاحت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص حدیث نبوی کا صریحاً انکار کرتا ہے۔ حدیث مسلم شریف ص ۳۵۹ جلد۲ پر درج ہے۔ بنی اسرائیل کے ایک شخص کے توبہ کے بارے میں جس نے ۹۹ قتل کئے تھے۔ اور بعد میں ایک اور قتل کر کے ۱۰۰ پورے کر دیئے۔ پھر توبہ کی غرض سے کسی اللہ والے کے پاس جا رہا تھا۔ کہ راستہ میں اس کا انتقال ہوگیا۔ فرشتوں کے تکرار کے باعث بحکم الٰہی زمین کی پیمائش کی گئی۔ اور فیصلہ اس کے حق میں ہوگیا وہ شخص جنتی ہوگیا۔ اس مسئلہ کی وضاحت فرماویں۔ کہ جو شخص اس حدیث کا انکار کردے اسکے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: حافظ محمد افراز عباس مقام باسیان بیروٹ مری ...... ۱۵ر جمادی الثانی ۱۴۰۸ھ

الجواب: یہ حدیث صحیح ہے۔ ﴿۲﴾ یہ اصول دین سے متصادم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ جب قاتل کو معاف کرتا ہے۔ تو اس سے قبل مقتول کو راضی کرتا ہے۔ وھو الموفق

امت محمدیہ کا ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہونا اور صلوٰۃ وتر کی احادیث موجود ہیں

سوال: بارہا سن چکا ہوں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری امت ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ کیا یہ حدیث درست ہے۔ نیز صلوۃ وتر کے بارے میں احادیث وارد ہیں یا نہیں؟ بینوا تو جروا

﴿۱﴾ قال الحافظ ابن حجر عسقلانی قوله لبث بمكة عشر سنين الخ . هذا يخالف المروى عن عائشة عقبه انه عاش ثلاثا و ستين الا ان يحمل على الغاء الكسر كما قيل مثله فى حديث انس ...... و اكثر ماقيل فى عمره انه خمس و ستون سنة اخرجه مسلم ...... لان مقتضاه ان يكون عاش ستين الا ان يحمل على انه مكث بمكة ثلاث عشر و مات ابن ثلاث و ستين وفى رواية هشام ...... لبث بمكة ثلاث عشرة و بعث لاربعين ومات و هو ابن ثلاث و ستين و هذا موافق لقول الجمهور ...... والحاصل ان كل من روى عنه من الصحابة مايخالف المشهور و هو ثلاث و ستون جاء عنه المشهور ...... وقد جمع بعضهم بين الروايات المشهورة بان من قال خمس و ستون جبرا لكسر وفيه نظر لانه يخرج منه اربع و ستون فقط ...... الخ

(فتح البارى شرح صحيح البخارى ص ٧٩٩ جلد ٩ كتاب المغازى باب وفات النبى ﷺ)

﴿۲﴾ عن ابى سعيد ن الخدرى قال قال رسول الله ﷺ كان فى بنى اسرائيل رجل قتل تسعة وتسعين انسانا ثم خرج يسأل فاتى راهبا فسأله فقال اله توبة قال لا فقتله وجعل يسأل فقال له رجل ائت قرية كذا وكذا فادركه الموت فنآء بصدره نحوها فاختصمت فيه ملائكة الرحمة وملائكة العذاب فاوحى الله الى هذه ان تقربى والى هذه ان تباعدى فقال قيسوا ما بينهما فوجد الى هذه اقرب بشبر فغفرله متفق عليه .

(مشكواة المصابيح ص ٢٠٣ جلد ١ باب الاستغفار الفصل الاول)

المستفتی: افضل قریشی پوسٹل کلرک مانسرکیمپ اٹک......۲۴رشوال۱۴۰۴ھ

الجواب: آپ مشکواۃ شریف باب الوتر ص۱۲۰ ﴿۱﴾ اور باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ص۳۱ ملاحظہ کریں۔ ﴿۲﴾ یہ احادیث ان ابواب میں مسطور ہیں۔ وهو الموفق

حدیث" لولاک لو لاک لما خلقت الافلاک" کے الفاظ موضوع اور مضمون ثابت ہے

سوال: "لو لاک لو لاک لما خلقت الا فلاک" الحدیث کے سند کا کیا حکم ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد مسلم کوہاٹ......۵رشعبان۱۴۰۵ھ

الجواب: اکثر علماء فرماتے ہے کہ یہ الفاظ موضوع ہیں۔ لیکن یہ مضمون دیگر روایات سے ثابت ہے۔ ﴿۳﴾ واما قوله تعالى و ما خلقت الجن والانس الاليعبدون ﴿۴﴾ فذكر فيه الغاية دون الباعث . فقط

حدیث "فی الفاتحة اسماء من اسماء الشيطن" کی وضاحت اور ابوللیث سمرقندی کا مقام

سوال: فصل في اسماء الشيطن روى عن شيخ امام ابو لليث سمر قندى رحمة الله عليه عن ابى سعيد ن الخدرى رضى الله عنه رسول الله ﷺ ان فى سو رة الفا تحة ثما نية اسمـا ء من اسماء الشيطن الا ول دلل والثانى هر ب والثالث كيو م والرابع كنع والخامس

﴿۱﴾ عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ الوتر ركعة من اخر اليل رواه مسلم .وكل احاديث الوتر فى هذالباب فليراجع (مشكواة المصابيح ص ۱۱۱ جلد ۱ باب الوتر)

﴿۲﴾ عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله ﷺ لياتين على امتى كما اتى على بنى اسرائيل حذوالنعل بالنعل حتى ان كان منهم من اتى امه علانية لكان فى امتى من يصنع ذلك وان بنى اسرائيل تفرقت على ثنتين وسبعين ملة وتفترق امتى على ثلث وسبعين ملة كلهم فى النار الا ملة واحدة قالوا من هى يارسول الله قال ماانا عليه واصحابى رواه الترمذى الخ.
(مشكواة المصابيح ص ۳۰ جلد ۱ باب الاعتصام بالكتاب والسنة)

﴿۳﴾ قال العلامه قارى حديث لولاك لما خلقتُ الا فلاك ،قال الصنعانى انه موضوع كذا فى الخلاصة لكن معناه صحيح فقد روى الديلمى عن ابن عباس رضى الله عنه مرفوعاً اتانى جبريل فقال يا محمد :لولاك ماخلقت الجنة ولولاك ماخلقت النار (كنز العمال)وفى رواية ابن عساكر لولاك ماخلقت الدنيا .
(الموضوعات الكبرىٰ ص ۱۹۴ رقم حديث : ۷۵۴)

﴿۴﴾ (پاره : ۲۷ سورة الذّاريٰت ركوع :۲ آيت :۵٦)

كنس والسادس دنا والسابع تعل والثامن بعل ومن ادخل اسماء الشيطٰن فی صلاته تفسد صلاته. الحديث ويعلم بعبارةالنص من هذا الحديث لو كان القاری للسورة الفاتحةٰ اما ما ولم يتميز السورة الفاتحة من اسماء الشيطٰن افسد صلاة القوم بفساد صلواته وفی هذا اتفاق من المجتهدين ۔اسی طرح کے نام تو قران مجید میں جگہ جگہ بنتے ہیں۔تو کیا واقعی اس سے نماز فاسد ہوگی۔حالانکہ اس سے احتراز ناممکن ہے۔اور اسکے راوی ابواللیث سمرقندی کون ہیں۔فتاوی اور فن حدیث میں اس کا مقام کیا ہے۔اور اگر یہ حدیث کسی دوسری کتاب میں مذکور ہوتو حوالہ تلاش کر کے مشکور فرمائیں۔

المستفتی: امیر الرحمٰن مہتمم مدرسہ رحمانیہ اسلام پور سوات......١٧رستمبر ١٩٧٩ء

الجواب:ابواللیث سمرقندی بلند پایہ امام ہے۔ (مقدمه هدايه اولين واخرين) مگر اسکا فتاوی کتب غیر متداولہ سے ہے۔ کمالایخفی . اوراس حدیث کا نہ مخرج معلوم ہے۔اور نہ سند البتہ قابل تأویل ہے۔اور یہ کہ اسم شیطان کہنے سے مقصود اظہار قباحت ہے. کما ورد فی بیر ذروان ان نخلها کرءوس الشیطین . ﴿١﴾اور خلاصة الفتاوی سے ھندیہ ص٨٣ جلد١ میں مروی ہے۔﴿٢﴾ کہ یہ تغیر مفسد صلواۃ نہیں ہے۔ وھو الموفق

مہاجرین وانصار کے مواخاۃ میں انصار مدینہ کی بے مثل فراخدلی

سوال:جب صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کی۔تو مدینہ منورہ میں بعض انصار نے بطور مؤاخاۃ جن کی دو بیویاں تھیں۔ایک بیوی مہاجر بھائی کو پیش کی۔اس کی کوئی روایت موجود ہے یا نہیں۔حوالہ سے بتایا جائے۔

المستفتی: قاری فضل عظیم اکبر پورہ پشاور ......٢٥رجمادی الثانی ١٣٩٩ھ

﴿١﴾عن عائشه رضی الله عنها قالت سحر النبی ﷺ.................فخرج اليها النبی ﷺ ثم رجع فقال لعائشة حين رجع نخلها كانه رؤوس الشياطين .الی اخر الحديث

(صحيح البخاری ص ٤٦٢ جلد ١ باب صفة ابليس وجنوده كتاب بدء الخلق)

﴿٢﴾فی الهنديه ان وصل حرفا من كلمة بحرف من كلمة اخرىٰ نحو ان قرأ اياک نعبد ووصل الكاف بالنون او غير المغضوب عليهم وو صل الباء بالعين او سمع الله لمن حمده ووصل الهاء من الله باللام فا للام فالصحيح انه لايفسد ولو تعمد ذلک هكذا فی الخلاصة .

(فتاویٰ هنديه ص ٧٩ جلد ١ الفصل الخامس فی زلة القاری)

الجواب: بعض انصار یعنی سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے بعض مہاجرین یعنی عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو یہ پیشکش کی تھی۔ لیکن مہاجرین نے قبول نہ کیا۔ (بخاری شریف ص ۲۷۵ جلد ۱) ﴿۱﴾

دقائق الاخبار رطب ویابس اور بلا سند احادیث کا مجموعہ ہے

سوال: جناب مفتی صاحب! دقائق الاخبار نام کتاب احادیث کی کتابوں میں شمار کیا جاتا ہے یا نہیں؟ اور وہ کونسے طبقے کی کتاب ہے۔ اور مذھباً کس مسلک کے ساتھ ہے؟

المستفتی: محمد ثناء اللہ کتوزی چارسدہ پشاور.....۱۹۷۳ء/۷/۹

الجواب: اس کتاب میں رطب ویابس اور بلا سند احادیث ہیں۔ اس کو کسی نے کتب احادیث میں شمار نہیں کیا ہے۔ فقط

مرض موت میں شدت مذموم نہیں ہے

سوال: بعض احادیث میں ہے۔ کہ مؤمنین صالحین کی روح نہایت آسانی سے نکل جاتی ہے۔ اور کفار کی سختی سے لیکن ایسے روایات بھی ہیں جن میں موسیٰ علیہ اسلام اور محمد ﷺ کی موت کی سختی کا ذکر ہوا ہے۔ ان روایات میں تعارض معلوم ہوتا ہے۔ وضاحت فرمائیں؟

المستفتی: ارشد علی چارسدہ.....۱۹۹۰ء/۳/۱۵

الجواب: مرض موت کی شدت مذموم نہیں ہے البتہ نزع روح کی شدت ممدوح نہیں ہے۔ یہ احادیث کا خلاصہ ہے۔ ﴿۲﴾ اور بلا سند حکایات سے دلیل پکڑنا اہل علم کا دستور نہیں ہے۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ عن عبد الرحمن بن عوف رضی الله عنه قال لما قد منا المدينة اخىٰ رسول الله ﷺ بيني وبين سعد بن الربيع فقال سعد بن الربيع انى اكثر الانصار مالاً فاقسم لک نصف مالي وانظر اى زوجتى هويت نزلت لک عنها فاذا حلت تزوجتها .فقال له عبد الرحمن لاحاجة لى فى ذلک هل من سوق فيه تجارة قال سوق قينقاع قال فغدا اليه عبدالرحمن فاتى باقط وسمن قال ثم تابع الغدو وفما لبث ان جاء عبدالرحمن عليه اثر صفرة فقال رسول الله ﷺ تزوجت قال نعم قال ومن قال امرأة من الانصار قال كم سقت قال زنة نواة من ذهب او نواة ذهب فقال له النبى ﷺ اولم ولو بشاة.(صحيح البخارى ص ٢٧٥ جلد ١ كتاب البيوع)

﴿۲﴾ قال العلامه الوسى اقسام من الله تعالىٰ بطوائف من ملائكة الموت عليهم السلام ،الذين ينزعون الارواح من الاجساد على الاطلاق كما فى رواية عن ابن عباس ومجاهد،اوارواح الكفرة على ما اخرجه سعيد بن منصور......وينشطونها اى يخرجونها من الاجساد من نشط الدلو من البئر اذا اخرجها ويسبحون فى اخراجها سبح الذى يخرج من البحر ما يخرج فيسبقون ويسرعون بارواح الكفرة الى النار......ومال بعضهم الى تخصيص النزع بارواح الكفار والنشط والسبح بارواح المؤمنين لان النزع جذب بشدة ......وقال ابن مسعود تنزع الملائكة روح الكافر من جسده من تحت كل شعرة ومن تحت الاظافر واصول القدمين ثم تغرقها فى جسده ثم تنزعها حتىٰ اذا كادت تخرج يردها فى جسده وهكذا مراراً فهذا عملها فى الكفار والنشط الاخراج برفق وسهولة وهو انسب بالمؤمنين الخ (تفسير روح المعانى ص ٢٠ جلد ١٦ سورة النازعات : ١)

''الصاق الکعبین عند الرکوع والسجود'' کے احادیث میں تطبیق

سوال: اعلاء السنن ص ۸ جلد ۳ پر مذکور ہے۔(۱) عن انسٍ مرفوعا اعتدلو فی الرکوع والسجود ولا یبسط احد کم ذراعیه انبساط الکلب . رواه الدارمی فی مسنده (۲) وعن ابن مسعود رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لا صلوٰة لرجل لا یقیم صلبه فی الرکوع والسجود . رواه دارقطنی پھر اس عبارت کے نیچے یوں اشارہ ہے عبد الله ابن مسعود اصلی خلفکم قالا نعم فقام بینهما وجعل احدهما عن یمینه والاخر عن شماله ثم رکعنا فوضعنا ایدینا الخ . ان احادیث میں تطبیق کی کیا صورت ہوگی۔

المستفتی: سلطان محمد حقانی شریک دورہ حدیث دار العلوم حقانیہ ...... ۶ / جمادی الثانی ۱۴۰۵ھ

الجواب: اعلم ان مؤلف الشرح الکبیر والدر المختار وغیر هما صرحوا النسبة الصاق القدمین فی الرکوع والسجود لکن الحدیث الصریح وجد فی حق الالصاق عند السجود وهو حدیث ابن حبان من حدیث عائشة .ولم نجد الحدیث فی سنیة هذا الالصاق عند الرکوع. والمسطور فی حاشیة اعلاء السنن الفهم والاستخراج من الحدیث دون الحدیث الصریح واللازم من التطبیق الصاق الفخذین دون الصاق الکعبین کما لا یخفیٰ .﴿۱﴾وهو الموفق

﴿۱﴾قال الشیخ محمد فرید دامت برکاتهم (ف) لم یثبت الصاق الکعبین عند الرکوع فی الروایات الحدیثیة والاثار وزبر المتقدمین والمحققین بل قالوابا لفصل بین القدمین نحو اربعة اصابع فما ذکره الزاهدی فی المجتبیٰ وتابعه کثیر من الفقهاء انه من السنن فمن اوهام الزاهدی توهمه من ما ورد ان الصحابة کانو یهتمون بسد الخلل حتی یضمون الکعاب والمناکب ولا یخفی ان المراد منه الصاق الکعب بکعب صاحبه لا بکعبه او مراده من الالصاق المحاذاة نعم ثبت رصوص العقبین عند السجود عن عائشة مرفوعا فی روایة ابن حبان کما ثبت طأطأة الراس عند القیام فی حدیث ابی هریرة عند الحاکم وحدیث ام سلمة عند ابن ماجة. کان الناس فی عهد رسول الله ﷺ اذا قام المصلی یصلی لم یعد بصر احدهم موضع قدمیه یقتضیها ایضاً فلعل مراد من انکر علیها المبالغة فیها .

(منهاج السنن شرح جامع السنن ص ۱۴۴ جلد ۲ باب ما جاء انه یجافی یدیه عن جنبیه فی الرکوع)

”فقیه واحد اشد علی الشیطٰن من الف عابد“ حدیث ہے

سوال: فقیه واحد اشد علی الشیطٰن من الف عابد۔ یہ عبارت کوئی حدیث ہے یا مقولہ ہے اگر مقولہ ہے تو کہاں سے ثابت ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ مقولہ ہے حدیث شریف نہیں ہے جواب سے مطلع فرمائیں؟

المستفتی: قاضی حبیب السلام پیر سباق نوشہرہ......۲۹/ جمادی الاول ۱۴۰۳ھ

الجواب: یہ حدیث شریف ہے اور مشکوٰۃ شریف کے کتاب العلم فصل ثانی میں مسطور ہے وقال رواه الترمذی و ابن ماجه ﴿۱﴾. وهو الموفق

حدیث کے اقسام، شاذ کی تعریف اور تدوین حدیث کے بارے میں کتابیں

سوال: حدیث شاذ کی تعریف کیا ہے نیز تدوین حدیث وفقہ کے بارے میں کوئی خاص اور اچھی کتاب کے بارے میں لکھ دیں۔ اور حدیث کی کتنی اقسام ہیں؟ والسلام

المستفتی: نا معلوم......۱۹۷۸ء/۹/۱

الجواب: حدیث شاذ کے تین معانی ہیں مشہور معنیٰ یہ ہے کہ ایک کمزور ضعیف راوی ایک قوی اور معتمد راوی سے مخالف حدیث نقل کرے۔ ﴿۲﴾ اور تدوین حدیث وفقہ پر مستقل کتب لکھے گئے ہیں کسی کتب خانہ سے یہی کتب طلب کریں۔ اور حدیث کے بہت سے اقسام ہیں۔ صحیح لذاتہ، صحیح لغیرہ؛ حسن لذاتہ، حسن لغیرہ وغیرہ وغیرہ۔ ﴿۳﴾

﴿۱﴾ عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد رواه الترمذی و ابن ماجه. (مشکواة المصابیح ص ۳۴ جلد ۱ کتاب العلم الفصل الثانی)

﴿۲﴾ قال الشیخ المفتی اعظم محمد فرید دامت برکاتهم اعلم ان الشاذ یطلق علی معان ثلثة الاول ما رواه الثقة مخالفا لما رواه الناس وهو المروی عن جماعة من علماء الحجاز والثانی مالیس له الا اسناد واحد یشذبذلک شیخ ثقة کان او غیر ثقة وهو المروی عن ابن یعلی الخلیلی والثالث ما تفرد به ثقة من الثقات ولیس له اصل متابع لذلک الثقة قال به الحاکم الخ (منهاج السنن شرح جامع السنن ص ۷ جلد ۱ مبحث الشاذ)

﴿۳﴾ قال الشیخ المفتی اعظم محمد فرید دامت برکاتهم فاعلم ان الحدیث الصحیح ما ثبت بنقل عدل تام الضبط غیر معلل ولا شاذ فان کانت هذه الصفات علی وجه الکمال والتمام فهو الصحیح لذاته وان کان فیها نوع قصور ووجد ما یجبر ذلک القصور من کثرة الطرق فهو الصحیح لغیره وان لم یوجد فهو الحسن لذاته ومافقد فیه الشرائط المعتبرة فی الصحیح کلاً او بعضاً فهو الضعیف والضعیف ان تعدد طرقه وانجبر ضعفه یسمی حسنا لغیره الخ (منهاج السنن شرح جامع السنن ص ۳۸ جلد ۱ مبحث تعریف الصحیح والحسن)

بیت اللہ شریف کوام المساجد کہنا

سوال: بیت اللہ شریف کوکسی حدیث یا سلف صالحین کے کسی قول میں ام المساجد اور دیگر کو بیٹیاں کہا گیا ہے یا نہیں۔وضاحت اور حوالہ سے نوازیں۔

المستفتی: احسان الحق رائے ونڈ لاہور......۱۳۹۸/۶/۳۰ھ

الجواب: روایات کے اعتبار سے معلوم نہیں ہے اور کافی تتبع کے بعد روایت نہ ملی۔البتہ قواعد کے اعتبار سے ﴿۱﴾ ام المساجد کہنا جیسا کہ مکۃ المکرّمۃ کوام القریٰ کہنا جائز ہے۔﴿۲﴾ وهو الموفق

مولانا روم کا شعر حدیث نہیں لیکن احادیث سے معارض بھی نہیں

سوال: دو ابیات مولانا روم کے مثنوی شریف دفتر اول سے تحریر خدمت ہیں۔

چوں زلقمه تو حسد بینی دوام............جهل وغفلت زایدآں را دا ن حرام

کیا مولانا روم کے ان ابیات میں کسی حدیث شریف کے مفہوم کا بیان ہے یا اپنی تجرباتی باتیں بیان فرمائی ہیں اگر کسی حدیث کا مفہوم ہو تو صفحہ اور کتاب کا حوالہ تحریر فرما کر ممنون فرماویں۔

المستفتی: میاں احسان اللہ ڈاک اسماعیل خیل نوشہرہ......۳۰/جولائی ۱۹۷۳ء

الجواب: یہ مضمون تجربہ اور فراست ایمانی سے ثابت ہے اور کسی حدیث سے معارض نہیں ہے۔﴿۳﴾ فقط

''حب الوطن من شعبة الايمان'' حدیث نہیں

سوال: کیا یہ جملہ عربیہ ''حب الوطن من شعبة الايمان'' حدیث نبوی ﷺ کا ٹکڑا ہے یا نہیں اگر ہو تو حدیث کے

﴿۱﴾ قال الحافظ عمادالدين يخبر تعالىٰ ان اول بيت وضع للناس اى لعموم الناس لعبادتهم ونسكهم يطوفون به ويصلون اليه ويعتكفون عنده للذى ببكة ....عن ابى ذر رضى الله عنه قال قلت يارسول الله ﷺ اى مسجد وضع فى الارض اول؟ قال المسجد الحرام............عن عبد الله بن عمرو بن العاص مرفوعاً بعث الله جبريل الىٰ ادم وحواء فامرهما ببناء الكعبة فبناه آدم ثم امر بالطواف به وقيل له انت اول الناس وهذا اول بيت وضع للناس الخ (التفسير الابن الكثير ص ۵۰۰ جلد ۱ سورة ال عمران : ۹۶)

﴿۲﴾ قال الله تعالىٰ وكذلك اوحينا اليك قرانا عربيا لتنذر ام القرىٰ ومن حولها وتنذر يوم الجمع لاريب فيه .

﴿۳﴾ عن ابن سعيد ن الخدرى قال قال رسول الله ﷺ اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنورالله .ثم قرأ ان فى ذلك لايات للمتوسمين .(جامع ترمذى ص ۱۴۰ جلد ۲ ابواب التفسير سورة الحجر)

کونسے کتاب میں وارد ہے نام وصفحہ تحریر فرماویں؟

المستفتی: میاں احسان اللہ ڈاک اسماعیل خیل نوشہرہ......۲۸ر جمادی الثانی مطابق ۳۰ر جولائی ۱۹۷۳ء

الجواب: یہ حدیث نہیں ہے۔ قال القاری فی المصنوع فی احادیث الموضوع ص ۱۱ حدیث حب الوطن من الایمان لا اصل له عند الحفاظ.﴿۱﴾وهو الموفق

بعض اسناد میں درج حدیث کے بارے میں استفسار

سوال: جامعہ حقانیہ کے ایک سند کے نقل کی تصدیق کے موقع پر احقر کو ایک عبارت سند کے ابتداء میں چھپی ہوئی نظر سے گذری۔''خیر کم من تعلیم القرآن وعلمه'' یہی عبارت جامعہ اسلامیہ کے ایک سند میں اسی شکل میں درج پائی۔ احقر کو ایک حدیث شریف یاد ہے، جو کہ'' خیر کم من تعلم القرآن وعلمه ''اب معلوم نہیں کہ اسناد میں جو عبارت درج ہے۔ وہ بھی یہی حدیث ہے یا اس کا کچھ اور مطلب ہے بصورت اول حدیث میں تحریف اور علمی درسگاہ کی بے پرواہی کا احساس کر کے چند سطور بھیج رہا ہوں امید ہے وضاحت فرما کر ممنون فرماویں گے۔

المستفتی: حسین علی شاہ سول ہسپتال صوابی......۸/۱/۱۹۷۳ء

الجواب: محترم المقام دامت برکاتکم السلام علیکم کے بعد واضح رہے کہ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں ''خیر کم من تعلم القرآن وعلمه ''﴿۲﴾اور ہمارے سند میں یہ الفاظ مسطور نہیں ہیں شاید آپ نے دوسرے کسی دارالعلوم کے سند کا نقل ملاحظہ کیا ہو۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال الملا علی قاری حدیث حب الوطن من الایمان قال الزرکشی لم اقف علیه وقال السید معین الدین الصفوی لیس بثابت وقیل انه من کلام بعض السلف وقال السخاوی لم اقف علیه ومعنا صحیح قال المنو فی ما ادعاه من صحة معناه عجیب اذلاملازمة بین حب الوطن وبین الایمان ویرده قوله تعالیٰ ولو انا کتبنا علیهم فانه دل علی حبهم لوطنهم مع عدم تلبسهم بالایمان اذضمیر علیهم للمنافقین الخ

(الموضوعات الکبریٰ للقاری ص ۱۰۹ رقم حدیث: ۴۱۳)

﴿۲﴾عن عثمان قال قال رسول الله ﷺ خیر کم من تعلم القرآن وعلمه رواه البخاری .

(مشکوٰة المصابیح ص ۱۸۳ جلد ۱ کتاب فضائل القرآن)

قوت حافظہ کیلئے نبوی نسخہ حدیث سے ثابت ہے

سوال :ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضورا کرم ﷺ سے حافظہ کی کمزوری کی شکایت کی تو حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چپکے سے چند کلمات بتائے۔ چند اسماء حسنیٰ بتائے جنکی ورد سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حافظہ کی کمزوری جاتی رہی۔ پھر بعد میں کسی صحابی کے پوچھنے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ کلمات بتائے۔از راہ کرم وہ کلمات مع حوالہ ارسال کریں

المستفتی :محمد عثمان ایم اے بی ایڈ ہائی سکول شبقدر پشاور

الجواب: ترمذی جلد ثانی باب دعاء الحفظ میں یہ حدیث مذکور ہے۔ ﴿۱﴾ وہاں سے یاد کیا جائے۔فقط

تبلیغ اور ترغیب ترہیب کے حدیثین میں فرق

سوال: مایقول العلماء العظام فی هذه المسئله:عن عبد اللّٰه بن عمر رضی الله عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ بلغوا عنی ولو آیة وحدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج ومن کذب علَیّ متعمداً فلیتبوأ مقعده من النار رواه البخاری .یعلم من هذ الحدیث جواز التبلیغ لکل شخص مامورا کان او امیراً او غیرهما وعن عوف بن مالک الاشجعی قال قال رسول الله ﷺ لایقص الامیر او مامور اومختال وفی روایة او مراءٍ الحدیث .فیعلم من هذ ا الحدیث تخصیص التبلیغ بالا میر الخ المطلوب منکم الجواب المشفی للقلب.بینوا وتوجروا

﴿۱﴾عن ابن عباس انه قال بینهما نحن عند رسول الله ﷺ اذاجاء علی ابن ابی طالب فقال بابی انت وامی تفلت هذاالقرآن من صدری فما اجدنی اقدر علیه فقال له رسول الله ﷺ یااباالحسن افلا اعلمک کلمات ینفعک الله بهن وینفع بهن من علمته ویثبت ما تعلمت فی صدرک قال اجل یارسول الله ﷺ فعلمنی قال اذا کان لیلة الجمعه.............ثم قل فی آخرذلک اللّٰهم ارحمنی بترک المعاصی ابداً ما ابقیتنی وارحمنی ان اتکلف مالایعنینی وارزقنی حسن النظر فی ما یرضیک عنی اللهم بدیع السمٰوات والارض ذاالجلال والاکرام والعزة التی لاترام اسألک یا الله یارحمن بجلالک ونوروجهک ان تلزم قلبی حفظ کتابک کماعلمتنی وارزقنی ان اتلوه علی النحو الذی یرضیک عنی اللهم بدیع السموات والارض ذاالجلال والاکرام فالعزة التی لاترام اسألک یاا لله یا رحمن بجلالک ونور وجهک ان تنور بکتابک بصری وان تطلق به لسانی وان تفرج به عن قلبی وان تشرح به صدری وان تغسل به بدنی فانه لایعیننی علی الحق غیرک ولایوتیه الا انت ولا حول ولاقوة الابالله العلی العظیم .الیٰ اخر الحدیث (ترمذی شریف ص۱۹۶ جلد۲ ابواب الدعوات باب دعاء الحفظ)

المستفتی: مولانا عبدالقادر مسجد میر حتم شبقدر پشاور............١٩٦٩ء/٥/٣

الجواب: التبليغ مغائر من القصص لان التبليغ هو الايصال باللفظ او المعنى من غير امرٍ زائد. والقصص هوا لترغيب والترهيب او الخطبه على الاختلاف فالتبليغ اهون واسهل من القصص بخلاف القصص فانه لا بد فيه من مراعاة مصالح القوم ومصالح الوقت فافهم. فقط ﴿١﴾

صلاة البروج، والنور کی حدیث موضوعی اور بعض دیگر احادیث کے حوالے

سوال: بندہ نے ایک کتاب میں پڑھا ہے(١) حدیث شریف ہے کہ جب شام ہوتی ہے تو ایک فرشتہ بام خانہ کعبہ پہ نازل ہوتا ہے اور یہ ندا کرتا ہے کہ اے بندگان خدا اومتیان محمد مصطفیٰ تم پر ایک زندگی آنے والی ہے کہ نام اس کا گور ہے تم کو لازم ہے کہ آخرت کیلئے ذخیرہ مہیا کرو۔ دو رکعت صلوٰۃ البروج وصلوٰۃ نور کی پڑھنا ہے اور دو رکعت نفل ہر شب کو پڑھا جائے اس کے پڑھنے سے قبر میں روشنی ہوتی ہے(١) ترکیب صلاۃ البروج: رکعت اول میں بعد فاتحہ والسماء ذات البروج۔ اور رکعت ثانی میں بعد فاتحہ والسماء والطارق۔ (٢) ترکیب صلاۃ نور: رکعت اول میں بعد فاتحہ دو آیت سورۃ انعام اور رکعت ثانی میں بعد فاتحہ کے اولم یرو کم اهلكنا تا محضرون. (٣) ترکیب صلاۃ نفل: رکعت اول میں بعد فاتحہ پانچ مرتبہ سورۃ الکافرون اور رکعت ثانی میں بھی۔ پھر جب دن نکلتا ہے یہی فرشتہ پھر بیت المقدس کی چھت پر آتا ہے اور ندا کرتا ہے کہ اے بندگان خدا اومتیان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے تم کو یہ روز عطا فرمایا ہے اس کے سوا تمہارے لئے ایک روز اور درپیش ہے کہ نام اس کا روز محشر ہے تم پر لازم ہے کہ اس کے واسطے ذخیرہ اکٹھا کرو اس میں بھی مختلف نمازوں کا طریقہ بتلایا ہے برائے مہربانی اس حدیث کی عربی الفاظ اور معتبر حوالہ لکھئے۔

(٢) ابوسعید خدری سے روایت ہے كنت في عصابة من ضعفاء المهاجرين وان بعضهم

﴿١﴾ ترجمہ: تبلیغ اور قصص میں فرق ہے۔ کیونکہ تبلیغ الفاظ اور معنی کے پہنچانے کو کہتے ہیں۔ کہ اس کے علاوہ اس پر امر زائد نہ ہو۔ اور قصص ترغیب، ترہیب کو اور بنا بر اختلاف خطبہ کو کہتے ہیں۔ تو تبلیغ قصص سے اھون اور آسان ہے۔ اور قصص جو ہیں اس میں قوم اور وقت کے مصلحتوں کی رعایت رکھی جاتی ہے۔ (وهاب)

لیستتر ببعض من العری وقاریٔ یقرأ علینا ونحن نستمع القرأة قال فجاء رسول اللہ ﷺ حتی قام علینا فلما رآہ القاری سکت قال فسلم فقال ماذا کنتم تصنعون قلنا کان قاریٔ یقرأ علینا ونحن نستمع بقراته فقال النبی ﷺ الحمد للہ الذی جعل من امتی امرت ان اصبر بقراءته نفسی معھم قال ثم جلس وسطنا لیعدل نفسه فینا ثم قال بیدہ ھکذا فتحلق القوم فلم یعرف رسول اللہ ﷺ منھم احد قال فکانوا ضعفاء المھاجرین بالنور التام یوم القیامة تد خلون الجنة قبل اغنیاء کم بنصف یوم کان مقدارہ خمس مأة عام ۔اس حدیث شریف میں چونکہ لفظ قاری استعمال ہو چکا ہے اسلئے میرے ذہن میں خدشہ ہے اس حدیث شریف کا حوالہ معتبر کتابوں سے دیا جائے۔

(۳) عمرو بن ثرید اپنے باپ سے روایت کرتا ہے. قال ردفت رسول اللہ ﷺ یوماً فقال ھل معک من شعر امیة ابن ابی الصلت شیئاً قلت نعم قال ھیه فانشدته بیتاً فقال ھیه ثم انشدته بیتاً فقال ھیه حتی انشدته مأة بیت۔اس حدیث کا معتبر کتب سے حوالہ دیجئے۔

(۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے قالت کانت عندی جاریة تغنی فاستاذن عمر فلما احسه سمعت حسه فرت فلما دخل عمر رضی اللہ عنه تبسم رسول اللہ ﷺ فقال عمر ماضحکک یا رسول اللہ ﷺ قال کانت عندنا جاریة تغنی فلما سمعت حسک فرت فقال عمر لاابرح حتی اسمع ما کان سمع رسول اللہ ﷺ ۔ برائے مہربانی ان چند احادیث کے حوالے معتبر کتابوں سے دیئے جائیں۔تو عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد اکرم تہکال بالا پشاور......۱۹۶۸ء/۱۲/۴

الجواب: فرشتہ بام والی حدیث موضوعی اور بلا اصل ہے اور ابوسعید الخدری کی حدیث ابوداؤد شریف میں ہے۔ ﴿۱﴾ اور عمرو بن شرید والی حدیث مسلم شریف میں ہے۔ ﴿۲﴾ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والی حدیث میرے پاس موجود کتب میں نہیں ہے۔اور امام ترمذی نے وفی الباب عن عمر وعائشہ رضی اللہ عنہما میں شاید اس حدیث کو اشارہ کیا ہے۔ ﴿۳﴾ فقط

﴿۱﴾ (ابوداؤد ص ۱۶۰ جلد ۲ باب فی القصص کتاب العلم) ﴿۲﴾ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۰۹ جلد ۲ باب البیان والشعر)

﴿۳﴾ عن عبد اللہ بن بریدہ قال سمعت بریدہ یقول خرج رسول اللہ ﷺ فی بعض مغازیه فلما انصرف جاء ت جاریة سودا فقالت یا رسول اللہ ﷺ انی کنت نذرت ان ردک اللہ صالحة سالماً ان اضرب بین یدیک بالدف واتغنی فقال لھا رسول اللہ ﷺ ان کنت نذرت فاضربی والا فلافجعلت تضرب فدخل ابوبکر وھی تضرب ثم دخل علی وھی تضرب ثم دخل عثمان وھی تضرب ثم دخل عمر فالقت الدف تحت استھا ثم قعدت علیه .الی آخر الحدیث ھذاحدیث حسن صحیح غریب من حدیث بریدہ وفی الباب عن عمرو عائشة.

(ترمذی شریف ص ۲۱۰ جلد ۲ باب مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب ابواب المناقب)

تقبیل اور معانقہ کی متعارض احادیث میں تطبیق

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے بعد عرض یہ ہے کہ مشکواۃ شریف کے باب المصافحۃ والمعانقہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کسی مسلمان بھائی کی تعظیم وتکریم کیلئے سر جھکانے اور معانقہ اور بوسہ دینے سے منع فرمایا ہے اور مصافحہ کی اجازت دی لیکن اس سلسلہ کی دوسری احادیث میں جس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت زارع رضی اللہ عنہ حضرت عطا خراسانی رضی اللہ عنہ، اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے ان میں ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دینا اور مصافحہ ومعانقہ کو جائز فرمایا گیا ہے تو اب ان احادیث میں تطبیق کیسی ہوگی؟ وضاحت فرما کر مشکور فرمائیں۔

المستفتی: مولانا غلام حسین جلبئی صوابی.....۱۹۶۹ء/۳/۲۲

الجواب: تقبیل اور معانقہ جائز ہے کیونکہ متعدد احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور منع والی حدیث محمول ہے خوف شہوت اور حالت تجرد عن القمیص پر قال فی الھدایہ الخلاف فی المعانقۃ فی ازار واحد اما اذا كان عليه قميص او جبة فلابأس بها وصرح فی حواشی المشكواة وكتب الفقه فی باب الحظر والاباحة على حرمة التقبيل على وجه الشهوة ﴿۱﴾. وهو الموفق

ترمذی شریف کے بعض الفاظ کی وضاحت

سوال: بندہ دردو جائے در ترمذی شریف شکمند است۔ بندہ بہ مطلب آں نمیدانم۔ از شمایاں مبارکاں التماس میکنم کہ بندہ دریں دو جائے واقف گردانی۔ جائے اول این ست ذكر فی الترمذی فی باب ماجاء فی

﴿۱﴾ قال ابن عابدين قال فی الهدايه ويكره ان يقبل الرجل فم الرجل او يده اوشيئا منه اويعانقه ......وقال ابويوسف لابأس بالتقبيل والمعانقة لماروى انه عليه السلام عانق جعفراً حين قدم من الحبشة وقبله بين عينيه ولهما ماروى انه عليه السلام نهى عن المكامعة وهى المعانقة وعن المكاعمة وهى التقبيل وما رواه محمول على ماقبل التحريم قالوا الخلاف فی المعانقة فی ازارواحد اما اذا كان عليه قميص او جبة لابأس به......ووفق الشيخ ابو منصور بين الا حاديث فقال المكروه من المعانقة ما كان على وجه الشهوة وعبر عنه المصنف بقوله فی ازارواحدفانه سبب يفضى اليها فاماعلى وجه البر والكرامة اذا كان عليه قميص واحد فلابأس به .
(ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۲۶۹ جلد۵ باب الاستبراء وغيره كتاب الحظر والاباحة)

الوضوء ثلاثاً ثلاثاًعن ابی اسحاق عن ابی حیة ذکر فی الحاشیۃ علی قوله عن ابی حیة بفتح الحاء الی قوله من الثالثۃ ومن الرابعة والخامسة ۔بندہ بمرادوتشریح لفظ من الثالثہ عارف نیستم ۔دوم جائے این ست فی الترمذی باب ماجاء ان حذف السلام سنة. حدثنا علی بن حجرنا عبد الله بن المبارک والهقل بن زیاد خف الخ بندہ بمرادلفظ خف کہ مرقوم ومکتوب است علی لفظ زیاد کہ مرقوم ومکتوب است فی السند عارف نیستم ۔

المستفتی: مولوی محمد صدیق حقانی قلعہ عبداللہ گلستان کوئٹہ......۲۰رمحرم۱۴۰۳ھ

الجواب: واضح رہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تقریب التھذیب میں بارہ طبقات رواۃ بنائے ہیں تو ان الفاظ ،من الثالثة،من الرابعة ،من الخامسة وغیرھا، میں ان طبقات کی طرف اشارہ ہے اگر آپ کے پاس تقریب التہذیب نہ ہوتو منہاج السنن ص۵۴،۵۵جلد اکومراجعت فرماویں۔﴿۱﴾اور خف سے مراد یہ ہے کہ یہ لفظ مشدد نہ پڑھا جائے گا۔وھو الموفق

عاشورہ کے دن قبروں پر پانی ڈالنے کی حدیث موضوعی ہے

سوال: ہمارے علاقے میں ۱۰رمحرم یوم عاشورہ پرصبح سویرے اندھیرے میں لوگ قبروں پر جا کر پانی ڈالتے ہیں۔یہ لوگ نماز نہیں پڑھتے اور پانی ڈالنالازمی کارثواب سمجھتے ہیں۔اب اس مسئلہ پر دوآدمیوں کا جھگڑا ہے۔ایک اسے بدعت کہتا ہے۔دوسرا اسے صحیح کہتا ہے۔اوردلیل میں کہتے ہیں کہ کتاب جواھر النفیس ص ۱۰۶ اذارش الماء علی قبور الاقرباء فی یوم عا شور کفر عن ا لمیت عشرة الا ف ذنو به واعطے اللہ له عشرة الاف در جة وقال جا بر رضی الله عنه ان بلال رضی الله تعالیٰ عنه رش الماء علی قبر علیه الصلاة والسلام مہربانی فرما کر تحقیقی جواب ارسال کریں۔

﴿۱﴾قال العلامة الفهامه الشیخ مفتی اعظم محمدفرید دامت برکاتهم قوله عن ابی حیة ....قال فی التقریب مقبولة من الثالثة وقد مر مبحث مراتب الراوة وطبقاتهم فی باب ما جاء ان مفتاح الصلوٰة الطهور فقد قال فیه امابیان المراتب فاولها الصحابة اصرح بذلک لشرفهم والثانیه من اکد مدحه اما بافعل مثل اوثق الناس ....الثالثه من افرد بصفة کثقة او متقن او عدل اوثبت ....واما الطبقات فالاولیٰ الصحابة ....الثانیه طبقة کبار التابعین ....الثالثة الطبقة الوسطی من التابعین ....الرابعه طبقة تلیها وجل روایهم من کبار التابعین کالزهری الخ

(منهاج السنن شرح جامع السنن ص :۱۳۵،۵۵،۵۴ جلد : ۱)

المستفتی: سورگل ضلع کوہاٹ......۹/۴/۱۹۷۰ء

الجواب: قبروں پر پانی ڈالنادفن کےوقت جائز ہے۔ لمارواہ صاحب شرح السنة مرسلا انه عليه السلام رش على قبر ابنه ابراهيم والبيهقى عن جابر رضى الله تعالى عنه موقوفا انه (رش على قبر النبى صلى الله عليه وسلم. ﴿۱﴾(مشكواةص ۱۶۳ جلد ۱)لیکن عاشورہ کےدن ثواب کے ارادہ سے قبروں پر پانی ڈالنابدعت قبیحہ ہے۔نہ قرآن سے ثابت ہےاورنہ کسی حدیث سے ثابت ہےاورنہ فقہ کے معتبر کتابوں سے ثابت ہے۔اوراگرکوئی حدیث کادعوی کرےتو اس کاسند ذکرکرےاوریاایسے کتاب پرحوالہ دیوے۔جوکہ حدیث کوباسندروایت کرتاہو۔تاکہ ہم خود تحقیق کریں اور یہ حدیث جوجواہرالنفیس میں مذکور ہے۔نہ اس کی سند معلوم ہے۔اورنہ حوالہ معلوم ہے۔بلکہ اس پروضع کےآثارظاہر ہیں بلکہ یہ ایک طویل حدیث کاحصہ معلوم ہوتا ہےجوکہ موضوعی ہے۔ قال فى الفوائد المجموعةص ۶،۳۵ ۳ حديث من صام عاشورا اعطى ثواب عشرالاف ملك الخ ذكره فى اللالى مطولاًعن ابن عباس مرفوعاً وهو ﴿۲﴾ موضوع فقط

وجودموجودات بروئے محمدﷺ اورآپ کےنورہونے کامطلب

سوال: تمام موجودات بروئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وجودآمدندیانہ ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم نور بودیانہ؟

المستفتی: عبداللہ مہاجرافغانستان پشاورشہر......یکم رشعبان۱۴۰۳ھ

الجواب: نزدارباب تحقیق الفاظ حدیث لولاک موضوع ومضمون اوثابت است۔﴿۳﴾وحدیث اول ما خلق الله نوری بمعنی اول ماخلق الله روحی است درحواشی نشرالطیب وغیرہ قابل تسلیم است۔

﴿۱﴾مشكواة المصابيح ص ۱۴۸، ۱۴۹ جلد ۱ باب دفن الميت)

﴿۲﴾ومن ذلك حديث :من صام يوم عاشوراء كتب الله له عبادة ستين سنة فهذا باطل يرويه حبيب بن ابى حبيب عن ابراهيم الصائع عن ميمون بن مهران عن ابن عباس و حبيب هذا غير حبيب كان يضع الاحاديث .(الموضوعات الكبرىٰ ص ۲۹۴ رقم حديث : ۱۱۴۱)

﴿۳﴾حديث لولاك لماخلقت الافلاك ،قال الصنعانى انه موضوع كذافى الخلاصة لكن معناه صحيح فقدروى الديلمى عن ابن عباس رضى الله عنهما مرفوعاً اتانى جبريل فقال يامحمد لولاك ماخلقت الجنه ولو لاك ماخلقت النار وفى رواية ابن عساكر لولاك ماخلقت الدنيا .(الموضوعات الكبرىٰ ص ۱۹۴ رقم حديث : ۷۵۴)

حدیث ''ولد الزنا ء لا یدخل الجنة'' موضوع ہے

سوال: ایک حدیث ہے'' ولد الزنا ء لا یدخل الجنة'' کیا اس کا کوئی اصل ہے؟

المستفتی: غلام سرور سنگاپور......۱۹۸۳ء/۸/۱۰

الجواب: اس حدیث کے متعلق ''المصنوع فی احادیث الموضوع'' ص ۱۳۱ میں مسطور ہے۔ ولد الزنا لا یدخل الجنة لا اصل له انتهی ﴿۱﴾ اور یہ حدیث معقول بھی نہیں کیونکہ ولد الزنا سے کوئی قصور سرزد نہیں ہوا ہے۔ وھو الموفق

مقرب فرشتوں کا زمین سے مٹی لیجانا اور زمین کی فریاد کا واقعہ اسرائیلی ہے

سوال: ایک کتاب میں لکھا گیا ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کا پتلا بنانے کے لیے جبرئیل علیہ السلام کو طائف کے مقام سے مٹی لانے کیلئے بھیجا۔ تو زمین نے بڑی فریاد کی اور جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ میرے حصہ جسم سے ایسی مخلوق بنائی جائے گی جو نافرمان ہوگی خون بہائے گی لہذا میں تمھاری منتیں کرتی ہوں عاجزی کرتی ہوں تم یہاں سے مٹی نہ لو جبرئیل علیہ السلام کو اسپر رحم آ گیا۔ واپس جا کر اللہ تعالیٰ سے زمین کی آہ وزاری پر اپنی رحم دلی کا عذر کر دیا تب اللہ تعالیٰ نے یکے بعد دیگرے باقی دو مقرب فرشتوں کو بھیجا۔ مگر زمین کی فریاد وزاری پر ان کے دل بھی نرم ہوگئے۔ اور انہوں نے بھی خالی ہاتھ آ کر زمین کے رونے پر اپنی رقیق القلبی کا عذر کر دیا۔ تب حضرت عزرائیل علیہ السلام کو بھیجا۔ اگرچہ زمین ان کے سامنے بھی بہت چیخی چلائی۔ مگر انہوں نے اسکی ایک نہ سنی۔ اور مٹی لے جا کر اللہ کے سامنے رکھی۔ اللہ تعالیٰ نے سوال کیا۔ کہ یہ تینوں تو زمین سے مٹی نہ لا سکے۔ تو کیسے لے آیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا اللہ مجھے تیرے حکم کے سامنے کسی کے رونے کی پرواہ نہیں ہے۔ مجھے تیرا حکم ماننا ہے۔ اس لئے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو ارواح کے قبض کرنے پر مقرر کیا گیا ہے۔ یہ قصہ صحیح ہے یا غلط؟

المستفتی: محمد ایوب خان محلہ شیام گنج مردان......۱۰/صفر ۱۳۹۲ھ

الجواب: مخبر صادق کے اقوال میں یہ واقعہ موجود نہیں ہے۔ بلکہ قرآن سے مخالف ہے'' قال اللّٰہ تعالیٰ

﴿۱﴾ قال الملاعلی قاری حدیث ولدالزنا لا یدخل الجنة یدور علی الالسنة ولم یثبت بالسنة بل قال القاضی مجدالدین الشیرازی فی سفر السعادة هو باطل. (الموضوعات الکبریٰ ص ۲۵۹ رقم حدیث: ۱۰۲۹)

لا یعصون الله ما امر هم و یفعلون ما یؤ مرون ."﴿۱﴾البتہ اسرائیلیات میں یہ قصہ مسطور ہے۔فقط

گائے کے دودھ میں شفا اور گوشت میں بیماری والی حدیث کا مطلب

سوال: مسند امام اعظم مترجم اردو فوائد از مولانا سعد حسن میں سنن والوں سے ایک حدیث نقل کیا گیا ہے۔اس کا کہاں تک ثبوت ہے۔کہ ابن سنی احمد حاکم نے ابونعیم سے بایں معنی روایت کیا ہے۔کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔کہ گائے کا دودھ پیو۔کیونکہ یہ دوا ہے۔اوراس کا گھی شفا ہے۔اور بچو اس کے گوشت سے کیونکہ اس کا گوشت بیماری ہے؟

المستفتی: خلیل الرحمٰن......۱۳۹۸ھ/۴/۳

الجواب:چونکہ دارالعلوم کے کتب خانہ میں ابن سنی وغیرہ کتب موجود نہیں ہے۔اس لئے اس روایت کے سند کے متعلق تحقیق مقدور نہ ہوئی۔البتہ اگر یہ حدیث ثابت ہو۔تو اس کو الماء المشمس کی طرح نہی طبعی پر حمل کیا جائیگا نہ کہ نہی شرعی پر۔﴿۲﴾وهو الموفق

سایہ حضور ﷺ کے متعلق حدیث حکیم ترمذی ثابت نہیں ہے

سوال: حکیم ترمذی نے لکھا ہے۔ان النبی ﷺ لم یکن یریٰ له ظل فی شمس ولا قمر الخ۔ کیا یہ حدیث باعتبار سند کے صحیح ہے یا نہیں؟

المستفتی: نامعلوم طالب العلم دارالعلوم حقانیہ......۱۹۹۰ء/۹/۱۱

الجواب: یہ روایت ثابت نہیں ہے .﴿۳﴾ وهو الموفق

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہمبستری سے روزہ کے افطار کے اثر کی توضیح

سوال :ایک عالم سے سنا ہے۔کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمبستری سے روزہ افطار کرتے تھے۔کیا یہ بات صحیح ہے اور حوالہ کتاب احیاء العلوم جلد دوم ص ۳۴ کا دیتا ہے اس کی وضاحت کی جائے تو مہربانی ہوگی۔

﴿۱﴾(پ : ۲۸ سورۃ التحریم رکوع : ۱۹ آیت : ۲)

﴿۲﴾عن عائشة رضی الله عنها اتی النبی ﷺ بلحم بقر فقیل هذا ما تصدق به علی بریرة فقال هو لها صدقه ولنا هدیة . (صحیح المسلم ص ۳۴۵ جلد ۱ باب اباحة الهدیة للنبی ﷺ......)

﴿۳﴾ عن ذکوان ان رسول الله ﷺ لم یکن یریٰ له ظل الخ اس روایت کو جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص الکبریٰ ص ۶۸ جلد ۱ میں ذکر کی ہے۔اس کا پہلا راوی عبدالرحمٰن بن قیس زعفرانی کو علماء حدیث نے وضع احادیث اور بعض نے کذب کی طرف منسوب کیا ہے۔ کما فی تهذیب التهذیب للعلامه ذهبی رحمه الله ص ۲۳۱ جلد۶ رقم ۱۳۰۴ اور اسی طرح دوسرا راوی عبدالملک بن عبداللہ بن الولید بھی مجہول الحال ہے اسماء الرجال کی کتب متداولہ میں ان کا حال مذکور نہیں۔(از مرتب)

المستفتی: نامعلوم......۱۸ر رمضان ۱۴۰۸ھ

الجواب: ہمبستری سے افطار ممنوع نہیں ہے۔ مثل خورد ونوش کے۔ اور جس طرح حدیث بخاری شریف وغیرہ کے بنا پر شہوت طعام وشراب نماز کی حاضری پر مقدم کرنا مرخص ہے۔ تو اس طرح شہوت جماع کی تقدیم بھی بطریق اولی مرخص ہوگا۔ ولم اجد هذا الاثر فی تلک القصة ولا استبعاد فیه کما اشرت الیه نعم الاخبار من امر جزی لما یوهم الدوام والکلیة ظلم عظیم. ﴿۱﴾ وهو الموفق

پانچویں اور چھٹے کلمے کا حدیث نبوی سے ثبوت

سوال: کیا چار کلموں کے علاوہ پانچویں اور چھٹے کلمے کا حدیث نبوی ﷺ سے کوئی ثبوت ہے؟ یا لوگوں نے من گھڑت وضع کئے ہیں اور کیا ان کو ضروری قرار دینا اور بوقت نکاح پڑھنا بدعت ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: قاری بشیر احمد علوی......۳ر رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ

الجواب: احادیث میں چھ سے زائد کلمات ثابت ہیں ﴿۲﴾ اور بوقت نکاح کسی کا پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ (رواه ابو داؤد والترمذی) وهو الموفق

امامت علی رضی اللہ عنہ کی تحقیق اور حدیث غدیر خم

سوال: بعض لوگ غدیر خم کے موقعہ پر حضور ﷺ کے فرمان سے امامت علی رضی اللہ عنہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو یہ حدیث اور اس بات کی حقیقت کیا ہے؟ بینوا و توجروا

﴿۱﴾ ترجمہ: میں نے اس قصہ میں اس اثر کو نہیں پایا۔ لیکن اس میں کچھ استبعاد بھی نہیں ہے۔ جیسا کہ میں نے اس کو اشارہ کیا ہے۔ ہاں ایک امر جزی کی خبر کی وجہ سے دوام اور کلیہ کا وہم کرنا بڑا ظلم ہے۔

﴿۲﴾ عن بلال بن یسار بن زید مولی النبی ﷺ قال حدثنی ابی عن جدی انه سمع رسول الله ﷺ یقول من قال استغفر الله الذی لااله الاهو الحی القیوم واتوب الیه غفرله وان کان قد فر من الزحف رواه الترمذی وابوداؤدلکنه عند ابی داؤد وهلال بن یسار وقال الترمذی هذا حدیث غریب.
(مشکواة المصابیح ص ۲۰۵ جلد ۱ باب الاستغفار والتوبة)

قال ابن عابدین قلت ولم ار فی الحدیث ذکر صباحا ومساء بل فیه ذکر ثلاثا کما فی الزواجر عن الحکیم الترمذی افلاادُلک علی مایذهب الله به عنک صغار الشرک وکباره تقول کل یوم ثلاث مرات اللهم انی اعوذبک ان اشرک بک شیئا وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم. وعند احمد والطبرانی ایهاالناس اتقوا الشرک فانه اخفی من دبیت النمل قالوا وکیف نتقیه یارسول الله قال قولوا اللهم انانعوذبک ان نشرک بک شیئا نعلمه ونستغفرک لمالانعلمه. (ردالمحتار ص ۲۱۶ جلد ۳ قبیل مطلب توبة الیاس)

المستفتی: مولوی عبدالحنان بخشالی ضلع مردان......١٩٦٩ء/١٥/٥

الجواب:(١)حدیث غدیر خم .رواه البراء بن عازب و زید بن ارقم ان رسول الله ﷺ لما نزل بغدير خم اخذ بيد علی فقال الستم تعلمون انی اولیٰ با لمؤمنين من انفسهم قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون انی اولیٰ بکل مومن من نفسه قالوا بلیٰ فقال اللهم من کنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه و عادمن عاداه فلقيه عمر بعد ذلک فقال له هنيئاً يا ابن ابی طالب اصبحت و امسيت مولیٰ کل مومن و مومنة . رواه احمد (مشکواة ص ٥٦٥ جلد ٢)
اس حدیث شریف میں پیغمبر علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے ولایت ثابت کیا ہے۔اورولایت بہت سے معانی کا محتمل ہے۔ولایت نصرت اور محبت کے معنی کیلئے بھی آتا ہے . فمعنی المولیٰ هو الناصر او المحبوب ۔لہٰذا اس حدیث سے امامت کا معنی لینا اوراس میں محصور کرنا غلطی ہے۔اوراگراس سے بالفرض امامت کا معنی مرادلیا جائے۔تب بھی شیعہ حضرات کیلئے یہ حجت نہیں۔کیونکہ پیغمبر علیہ السلام حضرت علی کیلئے بالفعل ولایت ثابت کرتے ہیں،نہ کہ انکے ساتھ آئندہ کیلئے وعدہ کرتے ہیں،اور یہ کسی پر مخفی نہیں ہے۔کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پیغمبر علیہ السلام کے حیات میں بالفعل امیر اور خلیفہ تھے۔اور بالفعل ناصر اور محبوب تھے۔ تو یہ بھی ایک واضح قرینہ ہے۔کہ مراد امارت اور خلافت نہیں ہے۔اور بالفرض یہ تسلیم کیا جائے۔کہ مراد وعدہ امارت اور خلافت ہے۔تو اس کو اتصال پر محمول کرنے پر تمام صحابہ کرام بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تغلیط موجود ہے۔پس اسکا مراد اتصال نہ ہوگا۔پس یہ مراد ہوگا کہ استقبال میں یہ بھی امیر اور خلیفہ ہوگا۔اس حدیث سے شیعہ کا استدلال کم فہمی اور غلط فہمی پر مبنی ہے۔شیعہ کے کتب سے یہ ثابت ہے۔کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت سے انکار کیا ہے۔اور دیگر خلفاء کا وزیر اور قاضی اپنے اختیار سے رہ گیا ہے۔یہ تمام تفصیلات فتوٰی میں نہیں لکھے جا سکتے ہیں۔مزید معلومات کیلئے نصیحۃ الشیعہ مصنفہ مولانا احتشام الدین اور ھدیۃ الشیعہ ،مولانا قاسم بانی دارالعلوم دیوبند اور تحفہ اثناعشریہ مصنفہ شاہ عبدالعزیز صاحب کے طرف مراجعت کریں۔اور ضروری بحث پر ہم افتاء میں اکتفا کرتے ہیں۔ وهو الموفق

شب معراج میں رویت باری تعالیٰ کے روایات میں تطبیق

سوال: کیا حضور ﷺ نے خداوند تعالیٰ کو شب معراج میں دیکھا ہے۔یا نہیں کیونکہ شب معراج پر جانے کی

واقعہ سے بعض لوگ اسے خواب سے تعبیر کرتے ہیں۔اور یہ روایت پیش کرتے ہیں۔کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شب معراج میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کی قائل نہیں ہے۔اور بعض لوگ قائل ہیں۔اور دلیل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں۔تو مسئلہ کی وضاحت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں؟

المستفتی :محمد جاوید ہزاروی......۱۹۷۸ء/۷/۲۹

الجواب: واضح رہے کہ لیلۃ المعراج کے متعلق اخبار وآثار میں جمع اور تطبیق امر شھیر ہے۔ ای رئ اللہ تعالیٰ بقلبه لا بوجهه .او با لحجاب لا بلا حجاب او عند عدم التجلی التام لا عند التجلی التام و هكذا . ﴿۱﴾ وهو الموفق

واقعہ قبض روح موسیٰ علیہ السلام قرآنی آیت "لا یستقدمون ساعة" الخ سے متناقض نہیں

سوال : چہ میفر مایند علماء حق دریں مسئلہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبض روح کے وقت عزرائیل علیہ السلام کو تھپڑ مار کر ایک آنکھ کو باہر نکال دیا۔اور قبض روح کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مہلت مانگی۔اور مہلت دی گئی۔کیا یہ واقعہ لا یستقدمون ساعة ولا یستأخرون سے مخالف نہیں ہے۔شافی جواب دیکر ممنون فرمائیں۔

المستفتی :اہلیان جامع مسجد شیر ینگل دیر......۱۹۷۵ء/۱۱/۹

الجواب : هذا الحديث صحيح سنداً ﴿۲﴾ولا استحالة فيه متنالان الانبياء عليهم السلام كانوا يخيرون ولم يخيره الملك فلم يعرفه موسىٰ عليه السلام كما في القسطلاني

﴿۱﴾قال العلامه محمد عبد العزيز الفرهاری (ثم الصحيح انه عليه الصلوة والسلام انمارائ ربه بفواده ای بقلبه لابعينه اختلف السلف والخلف فيه على اقوال احدها انكار الرؤية وهو قول عائشة والمشهور عن ابن مسعود وابی هريره رضی الله عنهما وعن مسروق قال لعائشة هل رای محمد ربه قالت لقد قف شعری مما قلت من حدثک ان محمد رای ربه فقد كذب قال فاين قوله تعالىٰ.........ثانيها اثبات الرؤية بالقلب وهو رواية عن ابن عباس قال القاضی عياض جاء فی الحديث لم اره بعينی ولكن رايته بقلبی مرتين وعن ابن عباس قال سئل هل رأيت ربک قال رايته بفوادی رواه ابن جرير ثالثهااثبات الرؤية بالعين وهی الرواية المشهورة عن ابن عباس وعليه الشيخ ابوالحسن الاشعری وفی شرح المسلم للاما م النووی هو الراجح عند اكثر العلماء .رابعها التوقف وهورأی سعيد بن جبير واختار الشارح القول الثانی على الثالث لانه مؤيد بالحديث ولانه لا يدل على الروية بالعين نص واما قول ابن عباس فلعله اجتهادی الخ (النبراس شرح شرح العقائد ص ۲۹۵ باب بيان المعراج) (بقيه حا شيه اگلے صفحه پر)

فلیراجع . و افقاء البصر کان من الجسم التمثل به لامن الجسم الملکی لعدم الامکان . فافهم والیراجع الی اصل الحدیث حتی یتمیز حدیث الرسول من زیادات الوعاظ .﴿ ۱ ﴾و ھو الموفق

شداد کی جنت کا قرآن وحدیث میں کوئی ثبوت نہیں

سوال : بعض لوگ کہتے ہیں کہ شداد کافر نے جو جنت بنوائی تھی۔ خدا نے زمین کے اندر محفوظ کر رکھا ہے۔ اور قیامت کے دن شداد کا بنایا ہوا جنت دکھائے گا۔ اس پر ایک شخص نے کہا۔ کہ یہ جنت نہیں ایک خوبصورت مکان بنوایا تھا جسے شداد جنت کہتے تھے خدا نے تباہ و برباد کیا ہے۔ اور کسی دن کھنڈرات کی شکل میں نکل آئے گا۔ بہر حال کیا یہ جنت واقعی آج تک زمین میں محفوظ ہے۔ آیات واحادیث سے ثابت کیا جائے۔ اور یہ جنت کن لوگوں کے ذریعے بنوائی تھی اور شداد کافر کو جنت کا نقشہ کس نے بتایا تھا۔ پوری وضاحت فرمائیں۔

المستفتی :فضل دیان چراٹ ڈاک اسمٰعیل خیل......۲۹ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ

الجواب :شداد کے جنت بنانے کا ثبوت قرآن اور حدیث سے نہیں ملتا۔ یہ ایک اسرائیلی بات ہے اور واضح رہے۔ کہ جنت عربی زبان میں باغ کو کہا جاتا ہے۔ لہٰذا شداد کا جنت اور باغ بنانا عقل سے دور نہیں ہے۔ بے شک یہ ٹھیک نہیں ہے۔ کہ اس میں وہ خاصیات ہوں۔ جو کہ معروف جنت کے اشیاء میں موجود ہیں۔ اور یہ بھی ٹھیک نہیں۔ کہ یہ آٹھواں جنت ہوگا۔ اور مسلمان اس میں جزاء کے طور سے داخل ہونگے۔ یہ معقول اور منقول دونوں سے مخالف ہے۔ فقط

شوافع کا مستدل غزوۃ الرقاع والی حدیث کا ضعف

(بقیہ حاشیہ)﴿ ۲ ﴾مشکواۃ المصابیح ص ۵۰۷ جلد ۲ باب بدأ الخلق و ذکر الانبیاء علیھم السلام الفصل الاول)

﴿ ۱ ﴾ترجمہ: یہ حدیث سنداً صحیح ہے۔ اور متناً اس سے کوئی محال لازم نہیں آتی۔ کیونکہ انبیاء کو اختیار دیا جاتا ہے۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو فرشتے نے اختیار نہیں دیا۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو نہیں پہچانا۔ جیسا کہ قسطلانی میں ہے۔ اور آنکھ کا نکلنا جسم تمثیلی سے تھا جسم ملکی سے عدم امکان کی وجہ سے نہیں تھا. فافھم ۔ اور اصل حدیث کو رجوع کیا جائے تا کہ حدیث پر واعظوں کے زیادتی سے تمیز آجائے۔

قال العلامہ ابن حجر عسقلانی والجواب ان اللہ لم یبعث ملک الموت لموسیٰ ؑ ھو یرید قبض روحہ حینئذ وانما بعثہ الیہ اختیارًا وانما لطم موسیٰ ملک الموت لانہ رأی آدمیا دخل دارہ بغیر اذنہ ولم یعلم انہ ملک الموت و قد اباح الشارع فق عین الناظر فی دار مسلم بغیر اذن. وقد جاء ت الملائکة الیٰ ابراھیم والیٰ لوط فی صورۃ آدمیین فلم یعرفا ھم ...... انما لطمہ لانہ جاء لقبض روحہ من قبل ان یخیرہ لما ثبت انہ لم یقبض نبی حتی یخیرہ ......وقال ابن قتیبة انما فقأ موسی العین التی تخییل و تمثیل ولیست عینا حقیقة الخ (فتح الباری شرح صحیح البخاری ص ۲۵۲ ، ۲۵۳ جلد ۸ باب وفات موسیٰ و ذکرہ بعد کتاب الانبیاء)

سوال: غزوة الرقاع کا واقعہ جو کہ اہلحدیث اور شوافع اس مسئلے کے دلیل میں پیش کرتے ہیں۔ کہ خون نکلنے سے وضوء نہیں ٹوٹتا ہے۔ دوران دورہ حدیث شریف آپ صاحبان سے سنا تھا۔ کہ اس حدیث میں ایک راوی عقیل بن جابر مجہول ہے۔ اور محمد بن اسحٰق متکلم فیہ ہے تو اگر کسی کتاب میں یہ مسئلہ موجود ہو تو اس کا نام اور مرجع روانہ فرماویں۔

خویدکم: مولانا عبدالہادی صاحب گندف صوابی......۲۸/ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: آپ بذل المجہود ص۹ جلد ا اور معارف السنن کے متعدد مقامات کو مراجعت فرمائیں۔ تا کہ اس جواب کا مخرج اور دیگر جوابات بھی معلوم ہوں۔ اور میزان الاعتدال ص: ۸۸ جلد: ۳ کو بھی مراجعت فرمائیں۔ ﴿۱﴾ وھو الموفق

عہد نامہ کا مضمون اور فضیلت کے روایات

سوال: یہاں پر حیدرآباد سندھ کے باشندوں نے عہد نامہ کو سند پکڑا ہے۔ کہ عہد نامہ قرآن شریف ہے۔ اسمیں عربی اور قرآن شریف کے الفاظ ہیں۔ اگر ایک شخص تمام عمر میں ایک نماز بھی نہ پڑھے۔ مگر عمر بھر میں ایک بار عہد نامہ پڑھ لے۔ تو وہ جنت کا حقدار اور جہنم کی آگ اس پر حرام ہے۔ (۱) عہد نامہ کو قرآن تسلیم کرنا کیسا ہے (۲) عہد نامہ قرآن کی مخالف ہے یا موافق (۳) عہد نامہ میں وارد احادیث صحیح ہیں یا ضعیف (۴) عہد نامہ میں مذکور فضائل پر اعتقاد رکھنا کیسا ہے (۵) اگر عہد نامہ قرآن اور احادیث کے خلاف ہو۔ تو لوگوں کے عقیدہ صاف کرنے کیلئے اسکی بے حرمتی اور جلانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: مولانا غلام ربانی تعلقہ ڈگری ضلع میر پور خاص سندھ......۱۹۶۹ء/۴/۱۲

الجواب: (۱) عہد نامہ کو قرآن تسلیم کرنا کفر ہے۔ کیونکہ قرآن میں زیادت کفر ہے۔ (۲) عہد نامہ کا مضمون درست ہے۔ لیکن قرآن نہیں ہے۔ (۳) قال العلامة الشامی ص ۸۴۷ ج ا نقل بعضهم عن نوادر الاصول للترمذی ما یقتضی ان هذا لدعاء له اصل ﴿۲﴾ (۴) اکثر فضائل بلاثبوت اور بلادلیل ہیں (۵) چونکہ جلانے سے فتنہ ختم نہیں ہوتا ہے۔ لہٰذا اسماء اللہ کے جلانے پر اقدام نہیں کرنا چاہیئے۔ بخلاف ما ورد فی حق المصحف. وھو الموفق

﴿۱﴾ و فی منهاج السنن والجواب عن دلائلهم ان حدیث جابر معلول سنداً لان فی سنده محمد بن اسحاق و عقیل بن جابر والاول قیل فی حقه كذاب والثانی مجهول لم یرو عنه غیر صدقة بن یسار و كذا لیس فیه قول الرسول ولا فعله الخ (منهاج السنن شرح جامع السنن ص ۲۱۱ جلد ۱ الوضوء من القیئ والرعاف)
﴿۲﴾ (رد المختار هامش الدر المختار ص ۲٦۸ ج ۱ قبیل باب الشهید)

ام ایمن کی حضورﷺ کا پیشاب پینا

سوال: کیا ام ایمن کی حضورﷺ کا پیشاب پینا کسی حدیث سے ثابت ہے؟

المستفتی: محمد صابر شاہ ڈیرہ اسماعیل خان......۲؍ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

الجواب: یہ واقعہ حاکم نے مستدرک میں ذکر کیا ہے۔

"اختلاف امتی رحمة" کی روایت

سوال: حضورﷺ کی یہ روایت کہ "اختلاف امتی رحمة" یعنی میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔ کیا یہ روایت صحیح ہے؟

المستفتی: سلطان شیر ایم آر ایف کالونی کامرہ اٹک......۲۰؍رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: یہ حدیث ثابت ہے۔ اسی اختلاف کے نتیجہ میں دین کا ظہور ہوا۔ ائمہ اربعہ کے اختلاف سے دین واضح ہوگیا۔ اور لوگ درست راستوں پر روانہ ہوگئے۔

(فليراجع الى موضوعات الكبير لملا علي قاري ص۱۷)﴿۱﴾وهو الموفق

فیض الباری کی ایک عبارت پر اشکال کا ازالہ

سوال: بخدمت محترم المقام حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ العالی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ...... جناب والا فیض الباری جلد۳ ص۳۹۵ کی اس عبارت کا مطلب آپ سے سمجھنا چاہتا ہوں، امید ہے آپ ضرور راہنمائی فرمائیں گے۔

﴿۱﴾حديث اختلاف امتي رحمة زعم كثير من الائمه انه لااصل له ،لكن ذكره الخطابي في غريب الحديث مستطرداً واشعر بان له اصلا عنده وقال السيوطي اخرجه نصر المقدسي في الحجه والبيهقي في الرسالة الاشعريه بغير سند واورده الحليمي والقاضي حسين وامام الحرمين وغيرهم ولعله خرج في بعض كتب الحفاظ التي لم تصل الينا والله اعلم وقال الزركشي اخرجه نصر المقدسي في كتاب الحجة مرفوعاً والبيهقي في المدخل عن القاسم بن محمد قوله وعن عمر بن عبد العزيز قال ما سرني لو ان اصحاب محمد لم يختلفوا لانهم لو لم يختلفوا لم يكن رخصة قال السيوطي و هذا يدل على ان المراد اختلافهم في الاحكام وقيل المراد اختلافهم في الحرف والصنائع ذكره جماعة فسبحان من اقام العباد فيما اراد .الخ (الموضوعات الكبير لملا علي قاري ص ۱۵ رقم حديث :۱۰)

واعلم ان فى التحريف ثلاثة مذاهب ذهب جماعة ان التحريف فى الكتب السماوية قد وقع بكل نحو فى اللفظ والمعنى جميعاً و هو الذى مال اليه ابن حزم و ذهب جماعة الىٰ ان التحريف قليل ولعل الحافظ ابن تيمية جنح اليه و ذهب جماعة الىٰ انكار التحريف اللفظى رأساً فالتحريف عندهم كله معنوى قلت يلزم علىٰ هذا المذهب ان يكون القرآن ايضاً محرفاً فان التحريف المعنوى غير قليل فيه ايضاً والذى تحقق عندى ان التحريف لفظى ايضاً امانه عن عمد منهم او لمغلطة فالله تعالىٰ اعلم .

مخطط (خط کشیدہ) عبارت پڑھ کر سر چکرا گیا۔ایک طرف محفوظیت قرآن کریم کا بنیادی اور قطعی یا ضروری عقیدہ و انا له لحافظون کے تحت قدیماً وحدیثاً مفسرین کا ایک ایک حرف بلکہ زیر وزبر تک کی حفاظت کی تصریح ...... امام ابن حزم رحمہ اللہ کی ''الملل والنحل جلد۲ ص ۸۰'' کا یہ ارشاد ...... ثم مات ابو بكر وولى عمر ...... ان لم يكن عند المسلمين اذامات عمر مائة الف مصحف من مصر الى العراق الى الشام الى اليمن فما بين ذلك فلم يكن اقل ثم ولى عثمان فزادت الفتوح فلو رام احد احصاء مصاحف اهل الاسلام ما قدر ...... واعلموا انه لو رام احد ان يزيد فى شعر النابغة او شعر زهر كلمة او ينقص اخرى ما قدر لانه كان يفتضح الوقت و تخالفه النسخ المبثوثة فكيف القرآن فى المصاحف و هى من آخر الاندلس و بلاد البريد السودان الىٰ آخر السند و كابل و خراسان والترك والصقالية و بلاد الهند فما بين ذلك فظهر حمق الرافضة و مجاهدا تها با لكذب الخ وقيل ذلك فى ص ۷۸ واما قولهم فى دعوى الروافض تبديل القراآت فان الروافض ليسوا من المسلمين . اورعلامہ خفاجی رحمہ اللہ اور خود قاضی عیاض رحمہ اللہ کی ''شفاء'' اور ''نسیم الریاض'' کے اس فرمان (ج ۴ ص ۵۵۳ نسیم الریاض) و كذلك كما كفرنا هذا نكفر من انكر القرآن كله او انكر حرفاً منه او كلمة او غير شيئا منه بابدال زيادة او نقص فيه كلاماً ليس منه اوراس سے قبل والمرتا ب فى ذلك المعلوم من الدين بالضرورة والمنكر بعد البحث و صحبة المسلمين كافر بالاتفاق ولا يعذر بقوله لا ادرى الخ

بہر حال یہ اور اس جیسی بیسیوں بلکہ اس سے بھی زیادہ تصریحات کے باوجود ہم سب طالب علموں کو معلوم ہیں حضرت شاہ صاحب کے الفاظ بالا مخطط کا مقصد کیا ہے؟...... خدا کرے یہ میری نا سمجھی کا کرشمہ ہو، اور آپ کوئی ایسی تسلی بخش توجیہہ سے سرفراز فرماویں کہ اطمینان قلبی کی دولت حاصل ہو جائے۔نہ جانے میری عقل وفہم کو کیا ہو گیا کہ اس سے سخت پریشان ہوں۔اور بار بار ربنا لا تزغ قلوبنا کی دعا کر رہا ہوں۔دو چار شخصیتیں جن سے ان کے روحانی اثرات کی امید بندھی ہوئی ہے، سے اپنا دکھ عرض کر رہا ہوں جن میں سے آنجناب سے خصوصی طور پر پُر امید ہوں اس وقت صرف آپ ہی کو عریضہ بھیج رہا ہوں امید ہے جلد تر دستگیری فرما کر ممنون فرمائیں گے۔ مجھے خود حاضر ہو کر تشفی حاصل کر لینی

چاہیے تھی مگر دوں ہمتی مانع ہے۔ اگر ان الفاظ کے یہی ظاہری معنی مراد ہیں جو میں سمجھ رہا ہوں کہ قرآن پاک میں لفظی تحریف موجود ہے (العیاذ باللہ) کیونکہ نہ توفیہ کا مرجع کتب سماویہ سابقہ بن سکتی ہیں اور اسے فیھا کر کے کاتب کے سر ڈالا جائے، تو امانہ عن محمد منہم او لمغلطۃ۔ اس سے مانع ہے کیونکہ ان کفار کی تحریف تو یقیناً عن محمد تھی۔ لقولہ تعالیٰ تلبسون الحق بالباطل و تکتمون الحق و انتم تعلمون ہ (سورۃ البقرہ آیت)

تو بہر حال کیا کسی مسلمان نے تحریف کا ارتکاب کیا ہے؟ (والعیاذ باللہ) اگر ایسا ہے تو بقول "شفاء" ان ھـــــذا المنکر اذا جوز علیٰ جمیع الامۃ الوھم و الغلط منا نقلوہ ...... دخل الامۃ انہ فی جمیع الشریعۃ اذھم الناقلون لـلـقـرآن و انـحـلـت عربی الدین . (نسیم الریاض ص......) اور اگر معاذ اللہ بات یہی ہے جو ظاہر الفاظ سے سمجھی جا رہی ہے تو حاسدین اور اعداء دیوبندیین نے آج تک ان اکابر کے خلاف ان الفاظ کو اچھالا کیوں نہیں؟

اللھـم فـلا تـکـلـنا الیٰ انفسنا طرفۃ عین ولا الیٰ احد من خلقک ولا اقل من ذلک و اصلح لنا شاننا کلہ بجاہ نبیک المصطفیٰ و حبیبک المرتضیٰ علیہ و علی الہ و اصحابہ من الصلوٰۃ اکملھا و من التسلیمات افضلھا.

ناکارہ: عبدالکریم غفرلہ والوالدیہ از نجم المدارس کلاچی ......۲۰/ جمادی الثانی ۱۴۱۲ھ/۲۸/دسمبر ۱۹۹۱ء

الجواب: محترم المقام جناب قاضی صاحب دامت برکاتکم ......السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امابعد! پس جب آپ نے مجھ جیسے کم علم اور کم عمر پر اعتماد کیا ہے تو اس بناء پر اس اشکال کے ازالہ کے متعلق عرض ہے کہ میں نے حضرت شاہ صاحب کے تلمیذ تحریر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن صاحب کاملپوری رحمہ اللہ سے سنا ہے کہ "فیض الباری" ہمارے شیخ رحمہ اللہ کی امالی ہے اور باوجود سعی بلیغ کے اس میں بہت سی بین غلطیاں ہیں۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قبل الرفع سماء عمر کے متعلق اور قرض میں حوالہ کی عدم صحت کے متعلق وغیرہ۔ تو ان امالی کے تفردات میں غور سے کام لینا ضروری ہے۔ اس تحریف والی عبارت کے متعلق سال کے ابتداء میں ایک سوال آیا تھا، اس کا جواب یہ لکھا گیا تھا کہ شاہ صاحب نے کتب سماویہ (سابقہ) کے متعلق دو مذہب ذکر کیے ہیں۔ اول یہ کہ ان میں تحریف لفظی اور معنوی دونوں قسم متحقق ہوتے ہیں دوم یہ کہ ان میں تحریف لفظی واقع نہیں ہوئی ہے ان میں صرف تحریف معنوی متحقق ہوئی ہے۔

اس کے بعد حضرت شاہ صاحب اس دوسرے مذہب پر اعتراض کرتے ہیں کہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ قرآن مجید بھی محرف ہے۔ کیونکہ اس میں بھی تحریف معنوی واقع ہوئی ہے حالانکہ قرآن مجید محفوظ ہے۔ اور اس کے بعد حضرت شاہ صاحب مذہب اول کو ترجیح دیتے ہیں کہ کتب سماویہ میں تحریف لفظی بھی واقع ہوئی ہے۔ صرف مترجم نے مؤنث کی جگہ مذکر کی ضمیر لایا ہے۔ وحق العبارۃ :" والذی تحقق عندی ان التحریف فیھا لفظی ایضاً " الخ و ھو الموفق

کتاب السنة و البدعة

اذان کے وقت ہاتھ چومنا اور زور زور سے کلمہ پڑھنا

سوال: ہمارے ہاں اکثر مساجد میں جب اذان میں محمد ﷺ کا نام آ جائے۔ ائمہ حضرات ہاتھ چومتے ہیں۔ اور نماز کے بعد زور زور سے کلمہ پڑھتے ہیں اسی طرح دوسرے رسومات بھی کرتے ہیں شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: یحییٰ خان راولپنڈی......۳۰ / رجب ۱۳۹۹ھ

الجواب: جو امام غیر اللہ کو حاضر و ناظر جانے یا عالم الغیب مانے وہ کافر ہے۔ اس کے پیچھے اقتداء باطل اور کالعدم ہے۔ اسی طرح جو امام سید البشر کے بشریت سے منکر ہو وہ بھی کافر ہے ﴿۱﴾ کما صرحوا به فی کتب الفقه و الکلام۔ اور ذکر بالجہر بذات خود جائز ہے۔ لیکن بصورت ایذاء ناجائز ہے ﴿۲﴾ صرح به الحموی وغیرہ۔ پس اول الذکر کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ یا اعادہ کریں۔ اور آخر الذکر کے پیچھے نماز پڑھیں اور اعادہ نہ کریں۔ و هو الموفق

اذان سے قبل یا بعد صلاۃ وسلام پڑھنا

سوال: ہمارے علاقے میں عام طور پر مؤذنین صلاۃ وسلام پڑھتے ہیں۔ اسکا شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: مولوی کرم الٰہی عثمانی اسلام پورہ سرگودھا......۲۹ / رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: یہ تمام طرق نہ ممنوع ہیں اور نہ مطلوب۔ البتہ اہل بدع کا جو شعار ہو۔ اس سے اجتناب

﴿۱﴾ قال الله تعالى فى كلامه المجيد قل لا املك لنفسى نفعا و لا ضرا الا ما شاء الله و لو كنت اعلم الغيب لا ستكثرت من الخير و ما مسنى السوٓء . (الايه الاعراف :۱۸۸)

قال العلامه الوسى المراد نفى استمرار علمه عليه الصلاة و السلام الغيب .و مجيئى "كان "للاستمرار شائع و يلاحظ الاستمرار ايضافى الا ستكثار وعدم المس وقيل المراد با لغيب وقت قيام الساعة لان السوال عنه ....وقيل أل فى الغيب للاستغراق و هو ﷺ لم يعلم كل غيب فان من الغيب ما تفرد الله تعالى به كمعرفة كنه ذاته تبارك وتعالىٰ و كمعرفة وقت قيام الساعة على ما تدل عليه الاية.

(تفسير روح المعانى ص ۱۹۹ جلد۶ سورة الاعراف : ۱۸۸)

﴿۲﴾ قال ابن عابدين عن الامام الشعرانى اجمع العلماء سلفاًخلفاً على استحباب ذكر الجماعة فى المساجد. و غيرها الا ان يشوش جهر هم على نا ئم او مصل او قارى الخ

(رد المحتارهامش الدرالمختار ص ۴۸۸جلد ۱ مطلب فى رفع الصوت بالذكر باب احكام المساجد)

مطلوب ہے۔ لقوله عليه السلام اتقوا مواضع التهم ﴿۱﴾ فقط

میت کے کفن پر رنگدار سیاہی سے لکھنا ناجائز ہے

سوال: میت کے کفن پر رنگدار چیز مثلاً سیاہی، پنسل، مٹی یا کسی اور چیز سے کلمہ شھادت یا آیات قرآن لکھنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر لکھ دیا جائے تو کیا حرج ہے؟

المستفتی: صوفی سخی محمد چتال جہلم......۱۹۶۹ء/۳/۱۰

الجواب: مردہ کے کفن پر سیاہی سے لکھنا ناجائز ہے۔ اور اگر صرف انگلی سے لکھا جائے تو جائز ہے۔ والتفصیل فی ردالمحتار ص ۸۴۷ جلد ا مردہ کے گلنے سڑنے کے وجہ سے اہانت قرآن وکلمات منشأ کراہیت ہے۔ ﴿۲﴾

بدعت کیا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں۔ کہ ہم تو ابھی تک بدعت کی تعریف یہ سنتے آئے ہیں۔ کہ ہر وہ کام دین سے سمجھنا جو نبی ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانے میں نہ ہوا ہو۔ لیکن اس تعریف کے حوالے سے تو بندہ کے ناقص خیال میں بدعت کی نام ونشان نہ رہی۔ لہٰذا صحیح بدعت کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد ظاہر دوڑ پتی میرانشاہ ضلع بنوں......۱۶/شعبان ۱۳۹۶ھ

الجواب: محترم المقام طالب علم السلام علیکم کے بعد واضح رہے۔ کہ بدعت احداث فی الدین کو کہا

﴿۱﴾ حديث اتقوا مواضع التهم رواه البخارى فى الادب المفرد وقال الملا على قارى حديث اتقوا مواضع التهم . هو معنى قول عمر : من سلك مسالك التهم اتهم ' رواه الخرائطى فى مكارم الاخلاق عن عمر موقوفاً بلفظ "من اقام نفسه مقام التهم فلا تلو منّ من اساء الظن به "
(الموضوعات الكبرىٰ لملا على قارى ص ۴۹ رقم حديث : ۱۵۱)

﴿۲﴾ و قد افتى ابن الصلاح بانه لا يجوز ان يكتب على الكفن يٰس والكهف و نحو هما خوفاً من صديد الميت و قال بعد اسطر و قد منا قبيل باب المياه عن الفتح انه تكره كتابة القرآن و اسماء الله تعالى على الدراهم و المحاريب و الجدران وما يفرش وما ذاك الا لاحترامه وخشية وطئه ونحوه مما فيه اهانة فالمنع هنا بالاولى .نعم نقل بعض المحشين عن فوائد الشرجى ان مما يكتب على جبهة الميت بغير مداد بالاصبع المسبحة بسم الله الرحمن الرحيم وعلى الصدر لا اله الاالله محمد الرسول الله وذالك بعد الغسل قبل التكفين انتهى مختصراً.
(رد المختار ص ۲۶۹ جلد ۱ مطلب فيما يكتب على كفن الميت قبيل باب الشهيد)

جاتا ہے۔ ﴿۱﴾ پس جوامر دین سے نہ ہو۔قرآن وحدیث کی عبارت ، دلالت ، اشارت ، اقتضاء کے اعتبار سے ثابت نہ ہوتو ایسے امر کا دین سے شمار کرنا بدعت ہوگا۔پس اس سے تمام مباحات خارج ہوئے ۔نیز رسوم بھی اس سے خارج ہوئے ۔ کیونکہ ان امور کو کوئی دین کی حیثیت سے نہیں کرتا ہے۔البتہ یہ امور جب بطور التزام کے کئے جاتے ہوں۔تو بدعات ہونگے **لان التزام ما لا يلزم بدعة فكم من فرق بين البدعة الشرعية و بين البدعة النجدية . فافهم .** ﴿۲﴾

بدعت سیئہ اور حسنہ کی تعریف کیا ہے ؟

سوال: بدعت حسنہ اور سیئہ کی تعریف کیا ہے۔اگر کوئی بدعت حسنہ کرتا ہو۔تو اسکو منع کرنا وغیرہ کیسا ہے؟ برائے مہربانی پوری وضاحت فرمائیں۔مشکور رہوں گا۔

المستفتی: حاجی دار محمد ابوظہبی رعالم زید مردان......۱۴۰۱/۵/۳ھ

الجواب: غیر دین کو دین ماننا بدعت ہے۔جو چیز خیر القرون میں نہ بنفسہ ثابت ہو اور نہ باصلہ ثابت ہو۔تو وہ بدعت سیئہ ہے اور جو چیز بنفسہ ثابت نہ ہو۔لیکن باصلہ ثابت ہو تو وہ بدعت حسنہ ہے۔ ﴿۳﴾ **هذا النزاع لفظي بناء على اختلاف تفسير البدعة فمن قال انهامالم يو جد في خير القرون بنفسه ولا بدليله فهي عنده سيئه لا محالة ومن قال انها مالم يوجد بنفسه سواء وجد بدليله او لا فهي عنده قسمان فا فهم .**

﴿۱﴾ قال الملا علی قاری قال النووی البدعة كل شی عمل على غير مثال سبق و في الشرع احداث ما لم يكن في عهد رسول الله ﷺ .(مرقات ص ۲۱۶ جلد ۲)وقال الامام الغزالی اذا لم يرد فيه نهي فلا ينبغي ان يسمى بدعة و مكروها و لكنه ترک الا حب وقال الشافعی ما خالف الكتاب والسنته او الا ثر او الاجماع فهو ضلالة و ما احدث من الخير مما لا يخالف شيئاً من ذلک فليس بمذموم .(الاحياء للعلوم الدين ص ۳۳۱ جلد ۲)

﴿۲﴾ قال ابن عابدين بدعةای محرمة وا لاّ فقد تكون واجبة كنصب الا دلة للرد على اهل الفرق الضالة و تعلم النحو المفهم للكتاب والسنة ومندوبة كا حداث نحو رباط ومدرسة وكل احسان لم يكن في الصدر الاول ومكروهة كزخرفة المساجدو مباحة كالتوسع بلذيذالمأ كل والمشارب والثياب كما في شرح جامع الصغير للمناوی عن تهذيب النووی ومثله في الطريقة المحمدية للبر كلی .
(ردالمحتار ص ۴۱۴ جلد ۱ مطلب البدعة خمسة اقسام باب الامامة)

﴿۳﴾ قال ابن عابدين بدعة ای محرمة والاّ فقد تكون واجبة......ومندوبة......وكل احسان لم يكن في الصدرالاول و مكروهة...... ومباحةالخ (ردا لمختار ص ۴۱۴ جلد ۱ مطلب البدعةخمسة اقسام باب الامامة)

بدعت اور اسکے اقسام

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بدعت کے کتنے اقسام ہیں۔ کیا بدعت سیئہ وحسنہ بھی ہوتا ہے اور کونسے اقسام جائز اور کونسے نا جائز ہیں؟

المستفتی : نامعلوم...... یکم رمئی ۲۰۰۰ء

الجواب : بدعت لغت میں اس چیز کو کہا جاتا ہے۔ جو کہ مثال سابق اور نمونہ سابق کے بغیر معمول ہوا ہو۔ اور شرعاً اس چیز کے احداث اور ایجاد کو کہا جاتا ہے۔ جو کہ پیغمبر علیہ السلام کے زمانہ میں نہ تھا۔ یعنی احداث فی الدین کو کہا جاتا ہے۔ کما فی المرقاة قال النووی البدعة کل شئی عمل علی غیر مثال سبق وفی الشرع احداث مالم یکن فی عهد رسول الله ﷺ. ﴿۱﴾ البتہ جو امور خلفائے راشدین نے مقرر کئے ہوں وہ بدعت نہیں ہیں۔ وہ مصالح مرسلہ ہیں۔ مسنون ہیں لحدیث ابن ماجه علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین ﴿۲﴾ جیسا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قرآن کو ایک صحیفہ میں جمع کیا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تراویح کو جماعت کبریٰ حقیقی مقرر کئے۔ اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کا دوسرا اذان مقرر کیا۔ شیخ عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں امور دین یعنی بدعات شرعیہ کبھی واجب ہوتے ہیں اور کبھی محرم ہوتے ہیں۔ اور کبھی مندوب اور کبھی مکروہ۔ ﴿۳﴾ اور جو امور پیغمبر ﷺ کے زمانہ میں نہ تھے۔ اور ان کے متعلق نہی بھی وارد نہ ہوئی ہو۔ ان کو بدعت اور مکروہ نہ کہا جائیگا۔ کما فی الاحیاء ص ۱۳۳ جلد ۲ اذا لم یرد فیه نهی فلا ینبغی ان یسمی بدعة و مکروها و لکنه ترک الاحب و قال الشافعی ما خالف الکتاب والسنة او الاثر اوالاجماع فهو ضلالة و ما احدث من الخیر مما لا یخالف شیئاً من ذلک فلیس

﴿۱﴾ (مرقاة المفاتیح شرح مشکواة المصابیح ص ۲۱۶ جلد ۲)

﴿۲﴾ (مشکواة المصابیح ص ۳۰ جلد ۱ باب الاعتصام بالکتاب والسنة)

﴿۳﴾ قال العز بن عبد السلام الشافعی البدعة فعل مالم یعهد فی عصر رسول الله ﷺ وهی منقسمة الیٰ بدعة واجبة وبدعة محرمة وبدعة مندوبة وبدعة مکروهة وبدعة مباحة والطریق فی معرفة ذلک ان تعرض البدعة علی قواعد الشریعة فان دخلت فی قواعد الایجاب فهی واجبة وان دخلت فی قواعد التحریم فهی محرمة وان دخلت فی قواعد المندوب فهی مندوبة (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بمذموم اور بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ ہر بدعت مذموم اور سیئہ ہے۔ اور جمع بین القولین کے یہ ہے۔ کہ اگر بدعت نام ہے ان امور کا جو کہ خیر القرون میں موجود نہ ہوں۔ نہ بنفسہ اور نہ باصلہ تو مذموم اور سیئہ ہے اور اگر نام ہے ان امور کا کہ جو خیر القرون میں بنفسہ موجود نہ ہوں تو اگر باصلہ موجود ہوں تو بدعت حسنہ ہے۔ اور اگر باصلہ بھی نہ ہوں تو بدعت سیئہ ہے۔ و هو المختار عند اهل التحقيق .

منگنی اور ختنہ کے تقریب میں امام اور نائی کو رقم دینا رسم ہے

سوال: ہمارے علاقہ میں یہ رواج ہے کہ جب کوئی ختنہ، منگنی یا نکاح وغیرہ ہوتا ہے۔ تو خویش واقارب، امام مسجد اور نائیوں کو بلاتے ہیں۔ تقریب کے اختتام پر امام اور نائیوں کو کچھ رقم دی جاتی ہے۔ تو یہ رقم لینا شرعاً کیسا ہے؟

المستفتی: حافظ عبدالمالک نریاب کوہاٹ ۱۷ر جولائی ۱۹۷۹ء

الجواب: یہ ایک عوامی رسم ہے اسمیں حصہ نہ لینا چاہیے۔ باقی اگر ثواب کی نیت سے یہ لین دین نہ ہو ﴿۱﴾ تو اس کو بدعت کہنا بدعت ہے . و هو الموفق

قضاء عمری، جمعہ کے رات یا دن سلام بحالت قیام اور مزارات پر چراغ و جھنڈے لگانا

سوال: (۱) قضاء عمری کی نماز شریعت کی رو سے کیسی ہے؟ (۲) جمعہ کے رات یا دن سلام بحالت قیام پڑھنا کیسا ہے؟ (۳) اولیاء اللہ کے مزارات پر چراغ جلانا اور جھنڈے گاڑھنا کیسے ہیں؟

المستفتی: حاجی سراج الدین ہری پور......۲۱ر جولائی ۱۹۷۹ء

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) وان دخلت في قواعد المباح فهي مباحة وللبدع الواجبة امثلة احدها الاشتغال بعلم النحو .... المثال الثاني حفظ غريب الكتاب والسنة من اللغة المثال الثالث تدوين اصول الفقه المثال الرابع الكلام في الجرح والتعديل .... وللبدع المندوبة امثلة منها احداث الربط والمدارس .... وللمكروهة امثلة كزخرفة المساجد .... وللبدع المباحة امثلة .... كا التوسع في اللذيذ من المأكل والمشارب والملابس الخ .(قواعد الاحكام ص ۱۷۲، ۱۷۴ جلد ۲ بحواله البدعة الحسنة اصل من اصول الشرع ص ۲۹)

﴿۱﴾ قال الشيخ العلامه مفتي محمد فريد اعلم ان البدعة هي اعتقاد ما ليس من الدين ديناً و هي قسمان مكفرة و مفسقة . (فتح المنعم شرح مقدمة صحيح مسلم ص ۲۹)

الجواب:(۱) یہ نماز جو کہ قضاء عمری سے موسوم ہے نہ روایات حدیثیہ سے ثابت ہے۔اور نہ فقہیہ سے۔ بلکہ قواعد حنفیہ سے متصادم ہے۔ پس یہ نماز بدعت سیئہ ہے اس سے اجتناب ضروری ہے۔(۲) اپنے طرف سے تقیدات اور تخصیصات گڑ نا بدعت ہے ﴿۱﴾ (۳) یہ تمام کے تمام بدعات ہیں۔ ﴿۲﴾
نوٹ: اگر تفصیل کی ضرورت ہو تو صرف ایک سوال روانہ کیا کریں۔

نکاح کے وقت دُولہا کے سر پر سہرا باندھنا

سوال: نکاح کے وقت دُولہا کے سر پر سہرا باندھنا وغیرہ جو خالص ہندوؤں کی رسم ہے۔اگر لگایا ہو۔اور نکاح پڑھا دیا جائے تو نکاح درست ہوگا یا نہیں اور سہرے کے باندھنے کا کیا حکم ہے؟ بدعت ہے یا نہیں؟

المستفتی: سراج الدین خطیب ڈومیل ضلع جہلم......۱۹۸۶ء/۸/۱۰

الجواب: چونکہ یہ سہرا ثواب اور عبادت کی نیت سے نہیں لگایا جاتا۔ بلکہ رسم کے ارادہ سے باندھا جاتا ہے۔ پس من تشبه بقوم فهو منهم ﴿۳﴾ الحدیث کے بناء پر ممنوع ہے۔ ﴿۴﴾ لیکن بدعت نہیں ہے۔اور بہر حال نکاح پڑھانے سے مانع نہیں ہے۔ کسائر المعاصی من حلق اللحیة وغیرها .و هو الموفق .

عید کے دن دوبارہ تعزیت کیلئے جانا رسم قبیح اور بدعت سیئہ ہے

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عید کے دن میت کے گھر والوں کے پاس دوبارہ تعزیت کیلئے جانا کیسا ہے۔ جبکہ میت کے پانچ چھ مہینے ہو گئے ہوں؟

﴿۱﴾ قال ابن نجیم ولان ذکر الله اذا قصد به التخصیص بوقت دون وقت او بشئی دون شئی لم یکن مشروعا حیث لم یرد الشرع به لانه خلاف المشروع (البحرالرائق ص ۱۵۹ جلد ۲ باب العیدین)
﴿۲﴾ قال فی الهندیه و یکره...... ایقاد النار علی القبورفمن رسوم الجاهلیه والباطل والغرور .
(هندیه ص ۱۶۷ جلد ۱ ومما یتصل بذلک مسائل التعزیة) و قال ابن عابدین الشامی لان النص اقوی من العرف لان العرف جاز ان یکون علی باطل کتعارف اهل زماننا فی اخراج الشموع و السرج الی المقابر لیالی العید .(رد المحتار ص ۲۰۲ جلد ۴ مطلب فی ان النص اقوی من العرف باب الرباء)
﴿۳﴾ (مشکواةالمصابیح ص ۳۷۵جلد ۲ کتاب اللباس الفصل الثانی)
﴿۴﴾ قال العلامه طیبیؒ قوله من تشبه بقوم هذا عام فی الخلق والخلق و الشعار واذا کان الشعار اظهر فی التشبیه ذکر فی هذا لباب . (شرح الطیبی ص ۲۱۹ جلد ۸ کتاب اللباس الفصل الثانی)

المستفتی: نامعلوم.....۱۹۸۴ء/۲۵/۸

الجواب: یہ تعزیت رسم قبیحہ اور بدعت سیئہ ہے۔ اعاذنا اللہ منھا ﴿۱﴾ و ھو الموفق .

پیران پیر کی گیارھویں شریف دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ پیران پیر کی گیارھویں شریف دینا جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: بنیاد حسین سیالکوٹ.....۲۵/جولائی ۱۹۷۹ء

الجواب: گیارھویں شریف اگر نذر لغیر اللہ ہو تو حرام اور شرک ہے۔ اور اگر ایصال ثواب کیلئے ہو۔ تو پیران پیر کی خوشنودی اور قرب کی نیت سے حرام اور ریاء ہے۔ اور پیران پیر سے اعانت اور امداد کی نیت سے ہو تو مکروہ اور ناجائز ہے۔ ﴿۲﴾ کیونکہ اپنے طرف سے زمان وغیرہ کی تخصیص مکروہ اور ناجائز ہے۔ ﴿۳﴾ (ماخوذ از ردالمحتار والبحر) وھو الموفق .

قرآن مجید کو جنازے کے آگے آگے لے جانا وغیرہ

سوال: بوقت جنازہ قرآن پاک کو جنازے کے آگے آگے لیجانا اور اس کو میت کے سرہانے رکھنا اور بعد از جنازہ اس پر مروجہ گردان پڑھی جائے یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ اس میں قرآن کی توہین تو نہیں؟

المستفتی: ولی الرحمان خطیب ضلع مانسہرہ.....۲۸/جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ

﴿۱﴾ و فی الھندیہ اذا عزی اھل المیت مرة فلا ینبغی ان یعزیہ مرة اخری کذا فی المضمرات ووقتھا من حین یموت الی ثلاثة ایام ویکرہ بعدھا الاّ ان یکون المعزی اولمعزی الیہ غائباً فلا بأس بھا .
(فتاوی ھندیہ ص ۱۶۷ جلد ۱ ومما یتصل بذلک مسائل التعزیة باب الجنائز)

﴿۲﴾ قال العلامہ حصکی واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراھم والشمع والزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیھم فھو بالاجماع باطل و حرام ما لم یقصدوا صرفھا لفقراء الانام الخ وقال ابن عابدین باطل وحرام لوجوہ منھا انہ نذر للمخلوق والنذر للمخلوق لا یجوز لانہ عبادة والعبادة لاتکون لمخلوق .ومنھا ان المنذور لہ میت والمیت لا یملک ومنھا انہ ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ تعالی و اعتقادہ ذلک کفر الخ(الدرالمختار مع ردالمحتار ص ۱۳۹ جلد ۲ قبیل باب الاعتکاف)(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

الجواب: بذات خود یہ امر نہ توہین ہے نہ تعظیم ہے نہ مطلوب ہے نہ ممنوع ہے۔ اور اسے کار ثواب اور دین سے گردانتا بدعت ہے۔ ﴿۱﴾ لہذا عوام کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی وجہ سے ایسے امور کا انسداد ضروری ہے۔ وهو المو فق

قبروں پر عرس اور لفظ حق باہو، پیر باہو، سلطان باہو کا حکم

سوال: (۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ آجکل قبروں پر جو عرس کئے جاتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔ (۲) ذکر لفظ حق باھو، پیر باھو، سلطان باھو اسکا کیا حکم ہے؟

المستفتی: مولوی محمد دین مسعود جنوبی وزیرستان ڈی آئی خان......۲۱/رجب ۱۴۰۵ھ

الجواب: (۱) قبروں پر عرس کرنا واجب الاجتناب امر ہے ﴿۲﴾ کیونکہ یہ بالعاقبت قبر پرستی کی نوعیت حاصل کرتی ہے۔ (۲) یہ الفاظ قابل اعتراض نہیں ان کا معنی شریعت سے متصادم نہیں ہے۔ ہاں اولیاء کرام کو متصرف فی الامور سمجھنا ناجائز ہے۔ ﴿۳﴾

کسی کے سفر پر جانے کے وقت اذان دینا

سوال: ہمارے علاقہ بلوچستان میں یہ عادت ہے۔ کہ جب کوئی مسافر خواہ کراچی لاہور یا حج بیت

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) ﴿۳﴾ قال العلامه ابن نجيم ولان ذكر الله تعالى اذا قصد به التخصيص بوقت دون وقت او بشئى دون شئى لم يكن مشروعاًحيث لم يرد الشرع به لانه خلاف المشروع (البحرالرائق ص ۱۵۹ جلد ۲ باب العيدين)

﴿۱﴾ قال الشيخ العلامه محمد فريد اعلم ان البدعة هى اعتقاد ما ليس من الدين دينا وهى قسمان مكفرة و مفسقة. (فتح المنعم شرح مقدمه صحيح مسلم ص ۲۹)

﴿۲﴾ قال فى الهنديه و يكره عند القبر ما لم يعهد من السنة والمعهود منها ليس الا زيارته والدعاء عنده قائماً كذا فى البحر الرائق. (هنديه ص ۱۶۶ جلد ۱ الفصل السادس فى القبر والدفن والنقل الخ)

﴿۱﴾ و منها ان ظن ان الميت يتصرف فى الامور دون الله تعالى واعتقاده ذلک كفر.
(البحر الرائق ص ۲۹۸ جلد ۲ قبيل باب الاعتكاف)

اللہ کیلئے جانے کا ارادہ کر لیتا ہے۔ تو کوئی آدمی امام یا طالب علم الوداعی تقریب کے بعد اذان دیتے ہیں۔ اور استدلال یہ پیش کرتے ہیں۔ کہ سابقہ علماء بھی اذان دیا کرتے تھے۔ کیا اس قسم کی اذان دینا شریعت مطہرہ کی کسی جزئیہ سے ثابت ہے؟ لہٰذا اگر آثار وسنن اور جزئیات فقہیہ سے ثابت نہ ہو۔ تو لکھدیں۔ تا کہ ان جہال قسم کے لوگوں کا انسداد کیا جائے۔

المستفتی: محمد اسلم حقانی مدرسہ فیض الاسلام کربلا پشین کوئٹہ...... ۱۹۶۹ء/۳/۱۳

الجواب: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ میں بعض آثار کے بناء پر اس اذان اور اقامت کو مسنون کہا ہے۔ اور ہمارے فقہاء نے بھی اس کی تقریر کی ہے۔ قال العلامه الشامی فی باب الاذان ص ۲۸۳ جلد ۱ و زاد ابن حجر فی التحفة الاذان والاقامة خلف المسافر . و هو الموفق .

بیابان میں راستہ غلط ہونے والے کیلئے اذان

سوال: میں نے کئی علماء سے سنا ہے۔ کہ دشت و بیابان میں اگر کسی آدمی سے راستہ غلط ہو جائے۔ اور پھر وہ صحیح راستہ نہ پا کر رو بہ قبلہ ہو کر اذان دیدیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی غیبی امداد فرما کر اسے صحیح راستہ دکھاتا ہے۔ مگر باجوڑ کے ایک عالم دین نے اس مسئلے کو شرک قرار دیا ہے۔ اسلئے صحیح مسئلہ سے مطلع کریں۔

المستفتی: حافظ بشیر احمد پارہوتی مردان...... ۳/ شعبان ۱۳۹۶ھ

الجواب: بیابان میں راستہ غلط کرنے والے کیلئے اذان دے دینا مندوب ہے۔ کما فی ردالمحتار ص ۲۸۳ جلد ۱ باب الاذان و زاد فی شرعة الاسلام لمن ضل الطریق فی ارض قفرٍ ای خالیة من الناس . وهو الصواب . وهو المو فق

لڈو کا ختم جہّال کا خودساختہ ختم ہے

سوال: آجکل ہمارے علاقہ میں ایک قسم کا ختم شروع ہوا ہے۔ جسکو لڈو کا ختم کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم کی بجائے اس ختم کو فوقیت دی جاتی ہے۔ اور عام ہوتا جاتا ہے۔ اس کے متعلق وضاحت فرمائیں ؟

المستفتی: مہر محمد متعلم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک......۱۹۸۶ء/۳/۶

الجواب: یہ جہال کا خودساختہ ختم منکرات پر مشتمل ہے۔اس سے اجتناب ضروری ہے۔قال علیه السلام من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو ردّ. ﴿۱﴾ وهو الموفق.

دسویں محرم کو قبروں پر پانی ڈالنا بدعت ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں بلکہ علاقہ میں محرم کے دسویں تاریخ کو قبروں پر عام لوگ پانی ڈالتے ہیں۔کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: حاجی اسلام گل صالح خانہ......نوشہرہ ۲۲/محرم ۱۴۰۱ھ

الجواب: قبروں پر محرم میں پانی ڈالنا رواج اور بدعت ہے۔﴿۲﴾ قرآن وحدیث اور فقہ میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔فقط

موجودہ دور کی مرثیہ خوانی اور قبروں پر عرس کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) موجودہ دور کی مرثیہ خوانی کا کیا حکم ہے۔جو کہ شعراء اور نعت خوان حضرات عموماً بنا کر سناتے ہیں؟ (۲) قبروں پر عرس کرنا شرعاً کس طرح ہے؟

المستفتی: سید بسم اللہ شاہ متعلم دارالعلوم حقانیہ......۱۳/صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

الجواب: (۱) موجودہ دور کی مرثیہ خوانی غلط گوئی اور دروغ گوئی سے خالی نہیں ہوتی۔لہٰذا اس سے اجتناب احوط ہے۔﴿۳﴾ (۲) عرس اگر تبلیغی اجتماع کا نام ہو۔تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔اور اگر قبر وغیرہ پر مقدس میلہ لگانے کا نام ہو۔تو یہ بدعت سیئہ ہے۔﴿۴﴾ وهو الموفق

﴿۱﴾ (مشکواة المصابیح ص۲۷ جلد ۱ باب الاعتصام با لکتاب والسنة الفصل الاول)

﴿۲﴾ عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسو ل الله ﷺ من احدث فی امرنا هذاما لیس منه فهورد .متفق علیه .(مشکواة المصابیح ص ۲۷ جلد ۱ باب الا عتصام با لکتاب و السنة)

﴿۳﴾ قال ابن عابدین العشرون ای من آفات اللسان الشعر سئل عنه ﷺ فقال کلام حسنه حسن وقبیحه قبیح و معناه ان الشعر کا النثر یحمد حین یحمدو یذم حین یذم ولابأس باستما ع نشید الاعراب وهو انشادالشعرمن غیر لحن ویحرم هجو مسلم ولوبمافیه (بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

بیلچہ وغیرہ کوقبر کے طرف سے دوسرے طرف دینا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین کہ میت کودفن کرکے بیلچہ وغیرہ ایک طرف سے دوسرے طرف کوقبر کے اوپر دیتے ہیں۔اورثواب کی نیت سے یہ کام کیاجاتا ہے۔شرعاًاس کا کیاحکم ہے؟

المستفتی: نامعلوم......۲۷/۴/۱۴۰۱ھ

الجواب: یہ ایک عوامی رسم ہےاسلامی رسم نہیں ہے۔بذات خودنہ مطلوب ہےاورنہ ممنوع۔البتہ ثواب کی نیت سے کرناممنوع ہے۔﴿۱﴾

بارش کے بندش کیلئے سورۃ یٰس اوراذانیں دینا

سوال: کیافرماتے علماءدین مبین اس مسئلہ کے بارے میں۔کہ بعض علاقوں میں جب بارش زیادہ ہوجائے۔اور بندنہ ہوتومسجد کےکونوں میں چندآدمی کھڑےہوجاتے ہیں۔اورامام مسجدسورۃ یٰس پڑھناشروع کر دیتاہے۔قاری صاحب جب سورۃ یٰس کے ہرمبین پرپہنچ جاتے ہیں۔توکونوں میں کھڑےہوئے لوگ اذانیں شروع کردیتے ہیں۔اس طرح مسجد کے چاروں کونوں میں یہ کام کرتے ہیں۔آیایہ طریقہ ثابت ہے یانہیں؟

المستفتی: عطاءاللہ رحمانی شریک دورہ حدیث دارالعلوم حقانیہ......۲۱/۷/۱۹۸۷ء

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) قال ﷺ لان یمتلی جوف احدکم فیما خیر له من ان یمتلی شعرًا فما کان منه فی الوعظ والحکم و ذکر نعم الله تعالی و صفة المتقین فهو حسن الخ

(ردالمحتار ص ۴۸۸ جلد ۱ مطلب فی انشاد الشعر قبیل باب الوتر والنوافل)

﴿۴﴾قال ابن عابدین و یکره النوم عند القبر وقضاء الحاجة بل اولی وکل ما لم یعهد من السنة والمعهود منها لیس ا لاّ زیارتها والدعاء عندها قائماً.

(ردالمحتار ص ۶۶۷ جلد ۱ مطلب فی وضع الجرید ونحو الآس علی القبر قبیل باب الشهید)

﴿۱﴾ قال ابن نجیم ولان ذکر الله تعالی اذا قصد به التخصیص بوقت دون وقت او بشئی دون شئی لم یکن مشروعا حیث لم یرد الشرع به لانه خلاف المشروع (البحر الرائق ص ۱۵۹ جلد ۲ باب العیدین)

الجواب :اگر ثواب اور سنت کے ارادہ سے باران کی بندش کیلئے یہ عمل ہوتا ہوتو یہ طریقہ زیر عمل لانا بدعت قبیحہ ہے۔ ﴿۱﴾ اور اگر عمل وعملیات کے ارادے سے ہو۔تو پھر مباح ہے ﴿۲﴾ اور عوام چونکہ اس کو دین ہونے کے ارادہ سے کرتے ہیں لہذا اس سے اجتناب ضروری ہے۔و ا للہ اعلم

بارش کی بندش کیلئے اذانیں دینا بطور عملیات مباح ورنہ بدعت ہے

سوال :کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب بارش زیادہ برستی ہے تو بعض مساجد میں امام محراب میں کھڑے ہوکر سورۃ یٰس پڑھتے ہیں اور عوام مسجد کے کونوں میں کھڑے ہوکر ہر مبین پر بمع امام اذان شروع کر کے پڑھتے ہیں تا کہ بارش بند ہو جائے۔تو کیا یہ جائز ہے؟

المستفتی :احمد شاہ پر ہوتی مردان......۱۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

الجواب :اس عمل کو اعتقاد سنت دین ﴿۳﴾ سے کرنا بدعت سیئہ ہے۔اور عملیات سے ہونے کی نیت سے کرنا رقیات اور معالجات کی طرح نہ مطلوب ہے اور نہ ممنوع ہے۔ ﴿۴﴾ لعدم کونہ مصادماً بالدین .و هو الموفق

﴿۱﴾ قال الشيخ مفتى اعظم محمد فريد ان البدعة هى اعتقاد ما ليس من الدين دينا و هى قسمان مكفرة ومفسقة .(فتح المنعم شرح مقدمه مسلم ص ۲۹ جلد ۱ الفائدة التاسعه)

﴿۲﴾ عن عوف بن مالك الاشجعى قال كنا نرقى فى الجاهلية فقلنا يا رسول الله ﷺ كيف ترى فى ذلك فقال اعرضوا على رقاكم لا بأس با لرقى ما لم يكن فيه شركٌ رواه مسلم .
(مشكواةالمصابيح ص ۳۸۸ جلد ۲ كتاب الطب والرقى)

﴿۳﴾ عن عائشة رضى الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث فى امرنا هذا ما ليس منه فهو ردٌ متفق عليه .(مشكواة المصابيح ص ۲۷ جلد ۱ باب الاعتصام با لكتاب والسنة)

﴿۴﴾ عن عوف بن مالك اشجعى قال كنا نرقى فى الجاهلية فقلنا يا رسول الله كيف ترى فى ذلك فقال اعرضوا على رقاكم لا بأس بالرقى مالم يكن فيه شرك .رواه مسلم
(مشكواةالمصابيح ص ۳۸۸ جلد ۲ كتاب الطب والرقى)

بشب جمعہ تبارک الذی پڑھنا

سوال : کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ تبارک الذی بشب جمعہ پڑھنے کا کیاحکم ہے۔ جوکہ ایک رسم بن گیا ہے۔ کہ امام صاحب جمعہ کے رات یہ سورت پڑھتے ہیں۔ اورعوام سنتے ہیں؟

المستفتی :عبدالمناف میڈیکل سٹور نوشہرہ......۱۱/۷/۱۴۰۱ھ

الجواب : تلاوت قرآن بہت بڑی عبادت اورشب جمعہ بہت بڑی شان والی رات ہے۔ مگر دین میں اپنی طرف سے مکان یا زمان یا ذکر کی تخصیص کرنا اوراس کے متعلق زائد ثواب کا اعتقاد رکھنا مکروہ اور بدعت ہے۔(مأخوذ از بحر الرائق ص ۱۵۹ جلد ۲)﴿۱﴾ و هو الموفق

رسم چہلم اورختم قرآن کی عدم تخصیص

سوال : میری والدہ صاحبہ وفات ہوئی تھی اس کیلئے ختم وخیرات کئے۔ اورچہلم کے دودن پہلے خیرات کی۔ تاکہ چہلم کا رسم نہ رہے اورصرف سالن پکایا۔ یہاں پر چند علماء نے اس قرآن خوانی پر بدعت کا فتوی دیا۔ اور کھانا ناجائز ٹھہرایا۔ برائے مہربانی وضاحت کریں۔

المستفتی :اختر محمد جنرل سیکرٹری جمعیت طلباء اسلام لورالائی بلوچستان......۹/۷/۱۴۰۱ھ

الجواب : جب آپ نے تخصیص سے اپنے آپ کو بچالیا۔ تو بدعت اورکراہت میں پڑنے سے آپ بچ گئے۔ کما یفهم من قولهم ﴿۲﴾ بان تخصيص الذكر بوقت لم يرد به الشرع غير مشروع (شامی ص ۱۷۰ جلد ۲) البتہ قرآن خوانی پرصلہ دینا مشروع ہے۔ جیسا کہ قارئین کوبطوراعزاز دینا مشروع

﴿۱﴾ قال العلامه ابن نجيم ولان ذكر الله تعالى اذا قصد به التخصيص بوقت دون وقت او بشئى دون شئى لم يكن مشروعا حيث لم يرد الشرع به لانه خلاف المشروع .
(البحر الرائق ص ۱۵۹ جلد ۲ باب العيدين)

﴿۲﴾ قال العلامه ابن نجيم ولان ذكر الله تعالى اذا قصد به التخصيص بوقت دون وقت او بشئى دون شئى لم يكن مشروعا حيث لم يرد الشرع به لانه خلاف المشروع .
(البحر الرائق ص ۱۵۹ جلد ۲ باب العيدين)

ہے۔﴿۱﴾اور بطور اجرت مختلف فیہ ہے۔ عالمگیری اور صاحب البحر کے کلام سے جواز معلوم ہوتا ہے۔ فليراجع الیٰ وقف البحر ﴿۲﴾ اور شامی وغیرہ ﴿۳﴾ سے عدم جواز معلوم ہوتا ہے۔ واليه ميلان الاكابر .وهو الموفق

صفر کے آخری بدھ کو چُری کرنا بدعت اور رسم قبیحہ ہے

سوال: ہمارے علاقہ صوبہ سرحد میں ماہ صفر میں خیرات کرنے کا ایک خاص طریقہ رائج ہے۔ جس کو پشتو زبان میں (چُری) کہتے ہیں۔ عوام الناس کا عقیدہ ہے کہ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے صحت یابی کی خوشی میں کی تھی۔ ''ماهنامه النصيحه'' چارسدہ میں مولانا گوہر شاہ اور مولانا رشید احمد صدیقی مفتی دارالعلوم حقانیہ نے اپنے اپنے مضامین میں اسکی تردید کی ہے۔ کہ یہ (چُری) وخیرات یہودیوں نے حضور ﷺ کی بیماری کی خوشی میں کی تھی۔ اور مسلمانوں کو یہ رسم منتقل ہوگئی۔ اسکی وضاحت فرمائیے؟

المستفتی: میاں کریم اللہ سرپرست آل ٹیچر ایسوسی ایشن صوبہ سرحد......۱۹۸۶ء/۱۰/۳۰

الجواب: چونکہ چُری نہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ اور نہ آثار اور کتب فقہ سے۔ لہذا اس کو ثواب کی نیت سے کرنا بدعت سیئہ ہے ﴿۴﴾ اور رواج کی نیت سے کرنا رسم قبیحہ اور التزام مالا یلزم ہے۔ نیز حاکم

﴿۱﴾ عن انس رضى الله عنه ان رجلا من كلاب سأل النبي ﷺ عن عسب الفحل فنهاه فقال يا رسول الله ﷺ انا نطرق الفحل فنكرم فر خص له فى الكرامة .رواه الترمذى

﴿۲﴾قال ابن نجيم فان المفتى به جواز الاخذ على القراء ة(البحر الرائق ص ۲۲۸ جلد ۵ كتاب الوقف) وفى الهندية واختلفو افى الاستئجار على قراء ة القرآن على القبر مدة معلومة قال بعضهم لا يجوز وقال بعضهم يجوز وهو المختار كذا فى السراج الوهاج .(هنديه ص ۴۴۹ جلد ۵ مطلب الاستئجار على الطاعات)

﴿۳﴾قال ابن عابدين قال تاج الشريعة فى شرح الهداية ان القرآن بالاجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقارى وقال العينى فى شرح الهداية و يمنع القارى للدنيا والآخذ والمعطى آثمان فالحاصل ان ما شاع فى زماننا من قراء ة الاجزاء بالاجر ة لا يجوز ...... فاذالم يكن للقارى ثواب لعدم النية الصحيحة فاين يصل الثواب الى المستأجر الخ (رد المحتار ص ۳۹ جلد ۵ مطلب تحرير مهم فى عدم جواز الاستئجار على التلاوة الخ كتاب الاجارة)

﴿۴﴾عن عائشة رضى الله تعالى عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث فى امرنا هذا ما ليس منه فهو رد . متفق عليه . (مشكواة المصابيح ص ۲۷ جلد ۱ باب الاعتصام با لكتاب و السنته)

کی روایت میں مسطور ہے کہ حضورﷺ کی بیماری میں آخری چہارشنبہ پر زیادتی آئی تھی۔ اور عوام کہتے ہیں۔ کہ بیماری میں خفت آ گئی تھی اور عوام حضورﷺ کو نسبت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے چُری مانگی۔ اور یہ نسبت وضع حدیث اور حرام ہے۔﴿۱﴾ لعدم ثبوت هذ االحديث فى كتب الاحاديث و لا باالاسناد الثابت . وهو المو فق .

چُری کے بارے میں دلائل غلط اور من گھڑت ہیں

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ صفر کے آخری بدھ کو جو چُری کیجاتی ہے۔ اسکے جواز کے بارے میں دو دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔ (۱) کہ نبی اکرمﷺ اس صفر کے مہینے میں بیمار ہوئے تھے۔ پھر جب اس مہینے میں صحت یاب ہوئے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے شکریہ میں خیرات وصدقہ کیا ہے۔ (۲) حضورﷺ جب اس مہینے میں بیمار ہوئے۔ تو یہود نے اسکی بیماری پر خوشی ظاہر کرنے کیلئے اس مہینے میں خیرات کیا۔ اور خوشی منائی۔ لہٰذا ہم جو یہ خیرات کرتے ہیں۔ یا تو اسلئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خیرات کی تھی۔ یا یہود کے مقابلے جو انہوں نے خوشی منائی تھی۔ ہم قصداً اس سے مقابلے میں تشکر نعمت کیلئے کرتے ہیں۔ لہذا علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ یہ دلائل صحیح ہیں یا غلط۔

المستفتی: نامعلوم متعلم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک......۲۰ رصفر ۱۴۰۵ھ

الجواب : ثواب کی نیت سے چُری کرنا بدعت سیئہ ہے۔ کیونکہ غیر سنت کو سنت قرار دینا غیر دین کو دین قرار دینا ہے﴿۲﴾ جو کہ بدعت ہے۔ ان مجوزین کیلئے ضروری ہے۔ کہ ان احادیث مذکورہ کا سند ذکر کریں اور یا ایسے کتاب کا حوالہ دیں جو کہ باسند احادیث کو ذکر کرتا ہو اور یا کم از کم کتب فقہ متداولہ کا حوالہ ذکر کریں ولن يأتوا بهاو لو كان بعضهم لبعض ظهيراً. ﴿۳﴾

﴿۱﴾ عن سمرة بن جندب والمغيرة بن شعبة قالا قال رسول الله ﷺ من حدث عنّى بحديث يرى انه كذب فهو احد الكاذبين رواه مسلم ومن كذب علي متعمدًا فليتبوّا مقعده من النار رواه البخارى . (مشكواة المصابيح ص ۳۲ جلد ۱ كتاب العلم)

﴿۲﴾عن عائشة رضى الله تعالى عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث فى امرنا هذا ما ليس منه فهو ردّ متفق عليه . (مشكواة المصابيح ص ۲۷ جلد ۱ باب الاعتصام با لكتاب و السنته)

﴿۳﴾عن ابى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ يكون فى آخر الزمان دجّالونى كذا ابون يأتو نكم من الاحاديث بما لم تسمعوا انتم ولاآباء كم فاياكم واياهم لا يضلونكم و لا يفتنونكم رواه مسلم (مشكواة المصابيح ص ۲۸ جلد ۱ باب الاعتصام بالكتاب و السنة)

مزید بریں یہ کہ حاکم نے روایت کی ہے کہ پیغمبر ﷺ آخری چہار شنبہ کو بیمار ہوئے۔ یعنی بیماری نے شدت اختیار کی۔ اور تاریخ میں یہ مسطور ہے۔ کہ یہود خیبر نے اسی دن خوشی منائی۔ اور دعوتیں تیار کیں۔ اور یہ ثابت نہیں۔ کہ اہل اسلام نے اسکے مقابل میں کوئی کاروائی کی۔ و هو الموفق

چُری کے خوراک کے کھانے کا حکم

سوال: چری کا شرعاً کیا حکم ہے۔ اور اس کا خوراک کھانا کیا حکم رکھتا ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: سید روح اللہ کانگڑہ پشاور.....۵ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

الجواب: چری بقصد ثواب مکروہ ہے لا ن فیه تخصیص الزمان والنوع بلا مخصص یدل علیه مافی البحر ص ۱۵۹ جلد ۲ ﴿۱﴾ البتہ عوام کیلئے اسکا کھانا مکروہ نہیں ہے لمافی الهندية ص ۳۸۰ جلد ۵ ولا یباح اتخاذ الضیافة ثلاثة ایام فی ایام المصیبة واذااتخذلا بأس بالاکل منه کذا فی خزانة المفتین ﴿۲﴾ فافهم

اُنیس مسائل کے مختصر جوابات

سوالات: (۱) زیارت کردن جائز است یا نہ؟ (۲) مسئلہ اسقاط چیست؟ (۳) مسئلہ دوران قرآن؟ (۴) برائے حیلہ اسقاط دائرہ ساختن؟ (۵) برقبر شخصے نشستن برائے تلاوت قرآن؟ (۶) برائے میت قدم دادن؟ (۷) بعد از نماز جنازہ بہ ہیئت اجتماع دعا کردن؟ (۸) ذکر بالجہر بر مذہب امام ابوحنیفہ؟ (۹) تعین سورۃ روم در ماہ رمضان بشب بست وسہ؟ (۱۰) خیرات کردن در ماہ رمضان بشب بست وہفت؟ (۱۱) از خانہ میت بروز سہ ونہم وچہلم وغیرہ خیرات؟ (۱۲) گیارہویں شریف؟ (۱۳) برختم قرآن طعام خوردن ورقم بلا شرط حصول کردن؟ (۱۴) براسم غیر اللہ نذر کردن نکاح باقی ے ماند یا نہ؟ (۱۵) برتعویذ شکرانہ جائز است؟ (۱۶) نذر بر نام غیر اللہ حرام وشرک

﴿۱﴾ قال العلامه ابن نجیم و لان ذکر الله تعالی اذا قصد به التخصیص بوقت دون وقت او بشئ دون شئ لم یکن مشروعا حیث لم یرد الشرع به الخ (البحر الرائق ص ۱۵۹ جلد ۲ باب العیدین)

﴿۲﴾ (فتاوی هندیه ص ۳۴۴ جلد ۵ الباب الثانی عشر فی الهدایا و الضیافات)

است وخوردن او حرام است؟(۱۷) نماز جمعہ در قریہ ئی شود وعیدین ہم چنیں؟(۱۸) دعا بعد از سنن؟(۱۹) تعین حسن رضی اللہ عنہ وحسین رضی اللہ عنہ وخیرات کردن در یوم مخصوصہ؟

المستفتی: عزیز اللہ خان بنوں

جوابات:(۱) زیارت القبور جائز است لیکن عبادۃ القبور شرک است۔(۲) حیلہ مروجہ از وجہ عدم مراعات شرائط مثل ارادہ تملیک حقیقۃ وغیرہ بلا سود است۔(۳) قرآن مال متمول است خرید وفروخت دروے جاری مے شود لہذا دوران بہ وے جائز است۔(۴) صف ودائرہ ہر دو جائز اند لیکن فقراء ومساکین راہبہ وتصدق کردن شرط فراغت ذمہ است۔(۵) ابن الہمام وغیرہ تصریح بجواز کردہ اند۔(۶) چہل قدم بردن از مستحبات فقہاء است۔(۷) بعد از کسر الصفوف جائز است۔(۸) جائز است بشرط عدم ایذاء مصلی و نائم۔(۹) از روایات حدیثیہ وفقہیہ ثابت نیست۔(۱۰) تخصیص بلا مخصص است۔(۱۱) تصدق ہر وقت جائز است ورسم ہر وقت ناجائز است وضیافت تاسہ روز ناجائز است۔(۱۲) بدعت است۔(۱۳) مختلف فیہ است وجواز راجح است۔(۱۴) تجدید نکاح ضروری است۔(۱۵) اجرت بر ہر صنع گرفتن جائز است۔(۱۶) حرام است وخطرہ شرک قویہ موجود است۔(۱۷) فرق در شروط است۔(۱۸) دعا بہ ہیئت اجتماعی بعد از فرائض باشد یا از سنن مخالف است از فعل رسول ﷺ نہ از قول رسول ﷺ (۱۹) توسع در طعام بروز عاشورہ مسنون ومستحب است۔

نوٹ: اگر تفصیل کی ضرورت ہو تو صرف ایک یا دو سوال روانہ کیا کریں۔

مزاروں پر گیارہویں کی دودھ اور مزاروں پر نمک کا حکم

سوال: پنجاب کے اکثر مزاروں میں گیارہویں شریف کی رسم میں دودھ تقسیم کیا جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے اسی طرح مزاروں پر جو نمک پڑا رہتا ہے اس کا کھانا کیا حکم رکھتا ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: لقمان دین بی،اے،یو لاہور......۲۱ رشوال ۱۴۰۲ھ

الجواب: یہ ما اھل بہ لغیر اللہ ہے اور حرام ہے۔﴿۱﴾ اور نمک وغیرہ اگر عوام کے خود ساختہ تبرکات

﴿۱﴾ قال العلامہ حصکفی و اعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام و (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہیں تو اس سے انکار میں کوئی حرج نہیں ہے۔﴿۱﴾

قبر کے ساتھ سوم کی ختم اور وفات کے اول روز دیگیں پکوانا

سوال: (۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ بعض حضرات مردے کی وفات پر سوم کی ختم شریف پڑھتے ہیں جائز ہے یا نہیں (۲) اس ختم قرآن شریف کو بعض حضرات قبرستان میں قبر میت کے اردگرد بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ قبرستان میں ایسا کرنا جائز ہے؟ (۳) بعض لوگ اس ختم شریف کو نمبر دیتے ہیں ختم مقبرہ، ختم مسجد اور ختم گھر شرعاً یہ نمبر دینا جائز ہے؟ بعض حضرات میت کی وفات پر اول دن سے دیگیں پکواتے ہیں اس دن یہ دیگیں پکوانا کیسے ہیں؟

المستفتی: مولوی فضل حکیم پیر پیائی......۱۰/۱۲/۱۹۷۲ء

الجواب (۱): واضح رہے کہ ایصال ثواب للاموات جائز ہے خواہ عبادت بدنی کا ثواب ہو یا عبادت مالی کا ثواب ہو لیکن ایصال ثواب کیلئے مکان یا زمان کی تخصیص کرنا ناجائز ہے۔ جبکہ رائے سے ہو وحی سے نہ ہو۔ کما یدل علیہ ما فی البحر و لان ذکر اللہ تعالیٰ اذا قصد بہ التخصیص بوقت دون وقت او بشئی دون شئی لم یکن مشروعا حیث لم یرد الشرع بہ (ص ۱۵۹ ج ۱ باب العیدین) لہٰذا یوم سوم کیلئے تخصیص کرنا بدعت ہے۔

(۲،۳) مفتیٰ بہ قول پر (و ھو قول الصاحبین) مقبرہ میں قرآن مجید پڑھنا درست ہے﴿۲﴾ لیکن وقت اور مکان کی تخصیص اور اہتمام بدعت سیئہ ہے۔ (۴) تصدق علی الفقراء ہر وقت جائز ہے اور رسم و رواج ہر وقت عبث ہے اور ضیافت تین دن تک ناجائز ہے فی البزازیہ و یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول و الثالث و بعد الاسبوع و نقل الطعام الی القبر فی المواسم و اتخاذ الدعوۃ لقراءۃ القرآن و جمع

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) و ما یؤخذ من الدراھم و الشمع و الزیت و نحو ھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربًا الیھم فھو با لاجماع باطل و حرام. (الدر المختار ص ۱۳۹ جلد ۲ قبیل باب الاعتکاف)

﴿۱﴾ قال العلامہ ابن نجیم و لان ذکر اللہ تعالی اذا قصد بہ التخصیص بوقت دون وقت او بشئی دون شئی لم یکن مشروعًا حیث لم یرد الشرع بہ لانہ خلاف المشروع (البحر الرائق ص ۱۵۹ جلد ۲ باب العیدین)

﴿۲﴾ قال العلامہ طحطاوی و اخذ من ذلک جواز القراءۃ علی القبر و المسئلۃ ذات خلاف قال الامام تکرہ لان اھلھا جیفۃ ولم یصح فیھا شئی عندہ عنہ ﷺ و قال محمد تستحب لورود الاثار و ھو المذھب المختار کما صرحوا بہ فی کتاب الاستحسان (حاشیۃ الطحطاوی ص ۳۴۱ جلد ۱ فصل فی زیارۃ القبور)

الصلحاء والقرآء للختم (الیٰ ان قال) وان اتخذ طعاما للفقراء كان حسنا . رد المحتار ص ۸۴۳ ج ا . وفيه ايضا و يكره اتخاذ الضيافة من الطعام من اهل الميت لانه شرع في السرور و لا في الشرور و هي بدعة مستقبحة روى الامام احمد و ابن ماجه باسناد صحيح عن جرير بن عبدالله قال كنا نعد الاجتماع الى اهل الميت وصنعهم الطعام من النيامة (۱ ۸۴، ۲ ۸۴ ج ۱) ﴿۱﴾ اور چونکہ عوام اس کو ریا اور دفع عار اور فخر وغیرہ اغراض فاسدہ کی بنا پر کرتے ہیں لہٰذا اس سے اجتناب ضروری ہے اور نقد رقم دینا نہایت مستحسن چیز ہے کیونکہ اس میں یہ نقصانات نہیں ہوتے ہیں یا ان سے بچنا نہایت آسان ہوتا ہے۔ فقط

کسی بزرگ کی جگہ کو مکہ معظّمہ سے تشبیہ دینا، عرس، قوالی، میلاد، درود اور دعائے ثانیہ

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل ذیل کے بارے میں کہ (۱) کسی بھی بزرگ کی جگہ کو مکہ معظّمہ کے ساتھ تشبیہ دینا کیسا ہے؟ (۲) پیروں اور اولیاء کی درگاہوں پر میلہ، عرس اور قوالی مروج کرنا کیسا ہے؟ (۳) مروجہ صلاۃ وسلام میلاد اور عرس کے موقع پر کھڑے ہوکر پڑھنا جائز ہے یا نہیں جبکہ عقیدہ بھی حاضر و ناظر کا ہو۔ (۴) کیا دعائے ثانیہ ضروری ہے؟

المستفتی: محمد موسیٰ قادری مدرسہ تعلیم الفرقان توحید نگر چاکیواڑہ کراچی نمبر ۱.....۱۶/۸/۱۹۷۲ء

الجواب (۱) تشبیہ میں کوئی حرج نہیں ہے لوقوع التقابل بہ لیکن غلو سے اجتناب ضروری ہے۔

(۲،۳) یہ تمام کے تمام بدعات ہیں ان سے اجتناب ضروری ہے۔ ﴿۲﴾

(۴) دعائے ثانیہ جائز ہے لیکن التزام بدعت ہے جیسا کہ فرائض کے بعد التزام بدعت ہے۔ ﴿۳﴾ فقط

﴿۱﴾ ردالمحتار ص ۶۶۴ جلد ۱ مطلب فی کراهة الضیافة من اهل ا لمیت قبیل باب الشهید)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین و یکره ...... کل ما لم یعهد من السنة و المعهود منها لیس الاّ زیارتها و الدعاء عندها قائمًا . (ردالمحتار ص ۶۶۷ جلد ۱ مطلب فی وضع الجرید و نحو الآس علی القبور قبیل باب الشهید)

﴿۳﴾ قال العلامه ابن نجیم و لان ذکر الله تعالی اذا قصد به التخصیص بوقت دون وقت او بشئی دون شئی لم یکن مشروعًا حیث لم یرد الشرع به لانه خلاف المشروع .(البحر الرائق ص ۱۵۹ جلد ۲ باب العیدین)

مردہ لحد میں رکھ کر اذان دینا بدعت ہے

سوال: ہمارے علاقے میں دو فرقوں کے مابین اختلاف آیا ہے ایک فریق کہتا ہے کہ مردہ کو لحد میں رکھ کر اذان دینے کا کوئی ثبوت قرآن وسنت اور قرون ثلاثہ میں نہیں ہے اور دوسرا فریق اس کی دلالت میں ایذال الاجر پیش کرتے ہیں۔ برائے مہربانی مدلل جواب سے نوازا جائے؟

المستفتی: ناصر شاہ جلبئی صوابی صوبہ سرحد......۱۹۷۲ء/۱۱/۱۵

الجواب: قبر میں اذان دینا بدعت ہے کیونکہ یہ نہ روایات حدیثیہ میں مروی ہے اور نہ ظاهر الروایة یا نادر الروایة میں موجود ہے۔ و من ادعی فعلیه البیان۔ بے شک اس کا بدعت اور غیر مندوب ہونا فتاویٰ میں مسطور ہے قال العلامه ابن عابدین الشامی فی الاقتصار علی ما ذکر من الوارد اشارة الیٰ انه لا یسن الاذان عند ادخال المیت فی قبره کما هو المعتاد الآن . و قد صرح ابن حجر فی فتاویه بانه بدعة و قال و من ظن انه سنة قیاسا علی ندبهما للمولود الحاقا لخاتمة الامر بابتداء ہ لم یصب ﴿۱﴾ فافهم و تدبر.

عیدین کے بعد گلے ملانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عیدین کی نماز سے فارغ ہو کر عوام گلے ملا کرتے ہیں شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: غلام رحیم بالاکوٹ مانسہرہ......یکم ر ذیقعدہ ۱۴۰۲ ہجری

الجواب: گلے ملانے کو معانقہ کہا جاتا ہے جو کہ بذات خود مسنون ہے البتہ اس کا کسی وقت سے مثلا نماز عید کے بعد تخصیص کرنا مختلف فیہ ہے قیل مسنونۃ و قیل مباحۃ و قیل مکروہۃ پس احتیاط یہ ہے کہ اس سے اجتناب

﴿۱﴾ (رد المحتار علی الدر المختار ص ۶۲۰ جلد ۱ مطلب فی دفن المیت باب صلاة الجنازة)

کیا جائے البتہ کرنے والے پراشد انکار نہ کیا جائے ﴿۱﴾ و هو الموفق

بروزعیدین مصافحہ ومعانقہ اوروالدین کوجھکنا اور پاؤں چومنا

سوال: عرض یہ ہے کہ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا ہے کہ بروزعیدین مصافحہ اور معانقہ ہر دو بدعت ہیں نیز اپنے بزرگوں اور والدین کے پاؤں پر تعظیما جھکنا اور چومنا بھی بدعت ہے۔ کتابوں کے حوالے سے مدلل جواب دیکر عنداللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: مولوی غلام حسین جلبئی صوابی مردان......۱۹۶۹ء/۳/۲۳

الجواب: بعض علماء نے عیدین وغیرہ کے مصافحہ کو مباح بلکہ سنت کہا ہے اور بعض علماء اس کو بدعت کہتے ہیں۔(فليراجع الى رد المحتار ص ۳۳۵ ج۵) . ﴿۲﴾ اکثر علماء محققین عدم جواز کو ترجیح دیتے ہیں لانه اقوىٰ من حيث الدليل لان التخصيص لا بدله من دليل خاص صرح به الشامی فی باب

﴿۱﴾ قال العلامه سيد احمد الطحطاوى .والتهنئة بقوله تقبل الله منا و منكم لا تنكر بل مستحبة لورود الاثر بها كما رواه الحافظ ابن حجر عن تحفة عيد الاضحى لا بى القاسم المستملى بسند حسن كان اصحاب رسول الله ﷺ اذا التقوا يوم العيد يقول بعضهم لبعض تقبل الله منا ومنكم قال و اخرجه الطبرانى ايضًا فى الدعاء بسند قوى قال والمتعامل به فى البلاد الشامية والمصرية قول الرجل لصاحبه عيد مبارک عليک و نحوه و يمكن ان يلحق هذا اللفظ فى الجواز الحسن و استحبابه لما بينهما من التلازم و كذا تطلب المصافحة فهى سنة عقب الصلاة كلها و عند كل لقى . (طحطاوى على مراقى الفلاح ص ۲۸۹ جلد ۱ باب احكام العيدين)

﴿۲﴾ قال ابن عابدين الشامى حيث قال اعلم ان المصافحة مستحبة عند كل لقاء واما ما اعتاده الناس من المصافحة بعد صلاة الصبح والعصر فلا اصل له فى الشرع على هذا لوجه ولكن لا بأس به فان اصل المصافحة سنة و كونهم حافظوا عليها فى بعض الاحوال وفرطوا فى كثير من الاحوال او اكثر هالا يخرج ذلک البعض عن كونه من المصافحة التى ورد الشرع باصلها ...... لكن قديقال ان المواظبة عليها بعد الصلوات خاصة قد يؤدى الجهلة الى اعتقاد سنتيها فى خصوص هذه المواضع الخ.
(ردالمحتار ص ۲۷۰ جلد ۵ باب الاستبراء وغيره كتاب الحظر والاباحة)

العیدین﴿۱﴾ ولان عندالتعارض المحرم یقدم علی المبیح اوروالدین کے پاؤں پر ہاتھ رکھنا بخصوصہ ثابت نہیں اگر چہ تکلف کے ساتھ یہ توجیہ ممکن ہے کہ حجر اسود میں وضع الید قائم مقام تقبیل ہوسکتا ہے اور والدین کے پاؤں کی تقبیل ثابت اور مبرہن ہے لہذا وضع الید بھی جائز ہوگا﴿۲﴾ و ھو الموفق

سالانہ ذکر سیرت کے مجالس (عید میلاد النبی ﷺ) اور اسکے متعلقات

سوال: ربیع الاول میں جولوگ نبی اکرم ﷺ کی سیرت مبارک بیان کرنے کیلئے پرتکلف محافل سجاتے ہیں' اورضرورت سے بہت زیادہ روشنی کرنے اوررنگ برنگ کے قمقمے اور بلب کثرت سے درختوں پر چڑھانے کوکارثواب سمجھتے ہیں یہ سب کچھ حب رسول ﷺ اوراحترام شان رسول ﷺ کے جذبے کے تحت ہزاروں روپے اس پر صرف کئے جاتے ہیں،سوال یہ ہے۔کہ (۱) کیا سالانہ اس قسم کے ذکر سیرت رسول ﷺ مجالس میں واقعی اجروثواب ہے؟ (۲) اور کیا یہ سجاوٹ اور مزخرف محافل واقعی سیرت رسول ﷺ کا صحیح مظاہرہ ہے؟ (۳) کیا یہ سالانہ اہتمام عہد مقدس حضور ﷺ یا خیرالقرون میں تھا؟ (۴) اگر نہیں تو کیا یہ محافل مزخرف شرعا بدعت حسنہ میں شمار ہونگے یا بدعت ضلالت میں جبکہ عوام ان کو حب رسول ﷺ اور شان نبوی ﷺ کا صحیح اور بہتر معیار سمجھ رہے ہیں؟ (۵) اور کیا اس قسم کے محافل میں مالی اور بدنی اعانت' اعانت علی البر ہے۔یا اعانت

﴿۱﴾ قال ابن عابدین و بان تخصیص الذکر بوقت لم یرد به الشرع غیر مشروع اھ

(ردالمحتار ص ۶۱۳ جلد ۱ باب العیدین)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین لما اخرجه الحاکم ان رجلًا اتی النبی ﷺ ففال یا رسول الله ﷺ ارنی شیًا ازداد به یقینا فقال اذهب الی تلک الشجرة فادعهافذهب الیها فقال ان رسول الله ﷺ یدعوک فجاءت حتی سلمت علی النبی ﷺ فقال لها ارجعی فرجعت قال ثم اذن له فقبل رأسه و رجلیه وقال لو کنت امرًا احداً ان یسجد لا حد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها وقال صحیح الاسناد .

(رد المحتار ص ۲۷۱ جلد ۵ قبیل فصل فی البیع کتاب الحظر والاباحة)

على البدعة والمعصية .بينوا واجركم على الله.

المستفتی :حضرت العلامہ مولانہ (قاضی عبدالسلام خطیب جامع مسجد نوشہرہ)......۱۹۶۹ء

الجواب :(۱) ذکر سیرت رسول ﷺ کارثواب ہے۔لیکن اس طریقے اور قیود سے کرنا ابتداع ہے لعدم ثبوته فی خیر القرون بوجه ولاشتماله على التزام مالا يلزم و على الرعايةفوق الرعاية الشريعة. ﴿۱﴾ (۲) یہ اسراف اور فضول خرچی سیرت رسول ﷺ کے خلاف مظاہرہ ہے۔جب پیغمبر ﷺ نے درودیوار پر کپڑا تک نہ چھوڑا۔تو ان سجاوٹوں کا تحمل کس طرح کرینگے۔(۳) اس اہتمام اور التزام کا ثبوت خیرالقرون میں ابھی تک ثابت نہیں ہوا ہے۔(۴) مجموعی طور سے بدعت سیئہ میں شمار ہونگے۔(۵) یہ اعانت نہیں اضاعت ہے۔فقط

شیخ احمد متولی مسجد نبوی ﷺ کا خواب اور مشہور وصیت نامہ

سوال: عرض یہ ہے کہ کافی عرصہ سے ایک پوسٹر وصیت نامہ کے نام پر وقتاً فوقتاً شائع ہوتا ہے جس کے ہر زمانے میں مطلب ایک اور الفاظ مختلف ہوتے ہیں کہ شیخ احمد نامی خادم مسجد نبوی ﷺ کہتے ہیں کہ میں روضہ رسول ﷺ پر تلاوت کرر ہاتھا کہ مجھ پر نیند نے غلبہ کردیا۔خواب میں حضور ﷺ نے آ کر مجھے یہ اطلاع دی۔کہ میرے امت کو یہ باتیں پہنچا دو۔اور اس میں مختلف باتیں لکھی ہیں جو کہ طوالت کے خاطر چھوڑتا ہوں۔اور آخر میں لکھتے ہیں کہ اس کے بیس پرچیاں لکھ کر تقسیم کرو۔بعض میں دس ہوتے ہیں۔اور جس نے انکار کیا اس نے اتنا اتنا نقصان اٹھایا وغیرہ۔میں نے اسکے متعلق سنا ہے۔کہ ۲۸ مفتیوں نے اس کے متعلق فتوے جاری کیئے ہیں براہ کرم مدلل جواب سے نوازیں۔کہ یہ وصیت نامہ صحیح ہے یا غلط؟ بینوا وتوجروا.

المستفتی :اس کے متعلق کثیر تعداد میں استفتاء کیا گیا ہے اس لیے صرف ایک جواب پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

﴿۱﴾ قال الملا على قارى من اصرعلى امر مندوب و جعله عزما ولم يعمل با لرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال .(مرقاة المفاتيح ص۵۳ جلد ۲) قال ابن عابدين و بان تخصيص الذكر بوقت لم يرد به الشرع غير مشروع .(ردالمحتار ص ۶۱۳ جلد ۱ باب العيدين)

الجواب: یہ فریت نامہ نصف صدی سے زائد عرصہ سے بے پرو پا شائع کیا جاتا ہے۔ اکابر کا فرمان ہے۔ کہ اس وصیت نامہ کی اشاعت زنادقہ نے قائم کی ہے۔ اس میں وقتاً فو قتاً کمی بیشی بھی ہوتی رہتی ہے بسا اوقات اس میں خلاف شرع مضمون بھی شائع ہوتا ہے اور شیخ احمد متولی ایک فرضی شخص ہے۔ اس نام کا متولی کوئی بھی نہیں پہچانتا ہے۔ نیز امت کے برے اعمال کا پیغمبر ﷺ پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے اور اس میں لکھا ہوتا ہے کہ میں شرمندہ ہوں وغیرہ وغیرہ۔ لھذا پیغمبر علیہ السلام کا وہ فرمان جو حالت حیات میں بیدار صحابہ رضی اللہ عنہم کو بیان کیا گیا ہے۔ اور با قاعدہ ہم کو پہنچا ہے وہ ہمارے لیے کافی ہے۔ کسی افتراء وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ دین مکمل ہوا ہے۔ اس فریت نامہ کا انسداد موجب ثواب اور موجب برکت ہے۔ تو ہم پرست لوگ اس فریت نامہ سے متاثر ہوتے ہیں۔ افسوس کہ سادہ لوح مسلمان قرآن وحدیث کی صریح وعیدات سے تو نہیں گھبراتے اور کسی کے خواب سے بے چین ہو جاتے ہیں۔ فالی الله المشتکی. ﴿ ۱ ﴾

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم چوں غلام آفتابم ہمہ زآفتاب گویم

مزارات کا نذر و نیاز کس کا حق ہے

سوال: پیر بابا کے خدمت گار و اولا د وغیرہ اپنے حق اور نمبر کا شکرانہ لیکر کسی نیک کام مثلاً تعمیر مسجد اور غرباء و مساکین کو وقف کریں یا خیرات کریں۔ کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: بخت شیر حسین کلپانی ڈگر بونیر سوات...... ۲۶/۷/۱۴۰۱ھ

الجواب: ہدایا کا شرعی مالک وہ شخص ہے۔ جس کو ہدیہ دینے والا مالک قرار دیں۔ اور مالک اپنی مملوکہ اموال کو ہر کام میں استعمال کر سکتا ہے۔ نوٹ: جو ہدایا ما اهل به لغير الله ہوں۔ انکا دینے والا مشرک ہے

﴿ ۱ ﴾ عن العرباض بن ساريه قال صلى بنا رسول الله ﷺ ذات يوم ثم اقبل علينا بوجهه فوعظنا موعظة بليغة...... فقال او صيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وان كان عبدًا حبشيا فانه من يعش منكم بعدى فسيرى اختلافًا كثيرًا فعليكم بسنتى و سنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ واياكم ومحدثات الامور فان كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة رواه احمد و ابو داؤد والترمذى وابن ماجه الاّ انهما لم يذكر الصلوة (مشكواة المصابيح ص ۳۰ جلد ۱ باب الاعتصام با لكتاب والسنة)

اور لینے والا مالک شرعی ہے۔﴿۱﴾

مزار پر شرکیات اور منکرات کرنے اور کرانے والے مجاور کا قتل وغیرہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین کہ ایک مزار پر ایک بوڑھا آدمی بیٹھا ہے۔ جو مرتکب شرکیات ہے۔ اور لوگوں کو ترغیب دیتا ہے۔ کہ ایسا کرو۔ طواف کرو۔ قبر کو رگڑو۔ جھاڑو کو جسم پر ملو وغیرہ۔ اب یہاں قریب ایک مسجد اور چند کمرے ہیں جن میں یہ مجاور رہتا ہے اور کھاتا پیتا ہے۔ جن کے ساتھ چرسی اور بھنگی بھی رہتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ایسے شخص کو خدا تعالی کی رضا کیلئے قتل کرنا کیسا ہے۔ اور مسجد کے متصل کمروں کو جلانا کیسا ہے۔ جبکہ مسجد کو جلانے سے محفوظ رکھا جائے۔ تا کہ شرکیات کا یہ اڈہ ختم ہو جائے؟

المستفتی: حافظ نجم الاسلام ہائی سکول کاھی ہنگو کوہاٹ......۲۸ / جمادی الثانی ۱۴۰۹ھ

الجواب: قتل اور آگ لگانا سنگین جرائم ہیں ان سے بلا اذن شرعی اجتناب ضروری ہے۔ ایسے شخص کو اہل علم حضرات سمجھائیں۔ اور اصرار کی صورت میں اس کی زبانی اور عملی مخالفت شروع کریں۔﴿۲﴾ فقط

مولود شریف کا حکم

سوال: آج کل لوگ جو مولود شریف کرتے ہیں۔ اور اسے کار ثواب سمجھتے ہیں۔ اور اس میں فائدہ بھی ہے۔ کہ دینی تقاریر وغیرہ ہو جاتے ہیں۔ اور حضور ﷺ کے زندگی وغیرہ پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ لہٰذا مولود شریف کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: نامعلوم ......۵/ محرم ۱۴۰۳ھ

﴿۱﴾ قال الحصکفی و شرائط صحتها فی الواهب العقل والبلوغ والملک......وشرائط صحتها فی الموهوب ان یکون مقبوضا غیر مشاع ممیزاً غیر مشغول کمالیتضح و رکنها هو الایجاب والقبول کما سیجیئ و حکمها ثبوت الملک للموهوب له غیر لازم. (الدر المختار ص۵۶۷ جلد۴ کتاب الهبه)

﴿۲﴾ عن ابراهیم بن میسرة قال قال رسول الله ﷺ من وقّر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام رواه البیهقی فی شعب الایمان مرسلاً (مشکواة المصابیح ص ۳۱ جلد ۱ باب الاعتصام با الکتاب و السنة)

الجواب: مولود شریف اگر تبلیغی اجتماعی کا نام ہو تو جائز ہے۔اور اگر ذکر ولادت کا نام ہو۔تو بذات خود ایک بڑی عبادت ہے۔لیکن عوارض خارجیہ اسراف امارد کی نعت خوانی' خطرہ اعتقاد حاضر وناظر وغیرہ کی وجہ سے یہ موجودہ مروجہ مجالس میلاد منعقد کرنا ممنوع ہیں ﴿۱﴾ فقط

ختنہ کے بعض رسومات کی وضاحت

سوال: ہمارے علاقہ میں جب بچوں کا ختنہ کیا جاتا ہے۔تو ختنہ کے وقت خیرات لازمی سمجھتے ہیں۔ اور طویل مدت میں اس کیلئے قرض کا بندوبست کرتے ہیں دور دور سے رشتہ دار اور اقرباء بلائے جاتے ہیں۔اور عین ختنہ کے وقت لوگوں سے دس' دس' پانچ' پانچ روپے لیتے ہیں۔اور رشتہ دار وغیرہ اپنے ساتھ ختنہ کے گھر والوں کے لیے آٹا' گھی' چینی وغیرہ سامان خوراک لاتے ہیں۔ختنہ میں روپے دینا ایک لازمی امر ہوتا ہے۔اور نہ دینے والے کو حقارت سے دیکھا جاتا ہے۔تو کیا یہ رسومات جائز ہیں یا بدعت ہیں؟ شرعی حیثیت بیان کیجیے۔

المستفتی: محمد رشاد مڈل سکول چملہ بونیر

الجواب: چونکہ یہ رسوم دین کی حیثیت سے نہیں کئے جاتے ہیں۔یعنی ثواب کے ارادہ سے نہیں کئے جاتے ہیں۔لہٰذا ان پر بدعت کا اطلاق غلط ہے۔اشار الیه الشارع علیه السلام من احدث فی امرناهذا ما لیس منه. ﴿۲﴾ پس یہ رسوم اگر ریاء اور فخر کی ارادہ سے کئے جاتے ہوں تو یہ رسوم فخر اور ریاء کی وجہ سے حرام ہیں۔اور اگر بقاء وقار کے ارادہ سے ہوں تو جائز ہیں۔ورنہ لایعنی امور سے ہیں۔جن سے اجتناب حسن اسلام کا

﴿۱﴾ قال ابن عابدین لو دعی الی دعوة فالواجب الاجابة ان لم یکن هناک معصیة ولا بدعة والامتناع اسلم فی زماننا الاّ اذاعلم یقینا ان لا بدعة ولا معصیة والظاهر حمله علی غیر الولیمه لما مر .وفی التقریرات الرافعی ص۳۰۶ لا یظهر هذا لحمل بل الظاهر حمله علی عمومه .

(ردالمحتار ص ۲۴۵ جلد ۵ کتاب الحظر والاباحة)

﴿۲﴾(مشکواة المصابیح ص ۲۷ جلد ۱ باب الاعتصام بالکتاب والسنة)

شرط ہے لیکن عدم اجتناب فسق نہیں ہے۔﴿۱﴾ فقط

ختنہ کے موقعہ پرضیافت ودعوت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ختنہ کے موقعہ پرضیافت ودعوت اور روٹی پکانا سنت ہے یا نہیں اور جواز وعدم جواز کا کیا حکم ہے ؟بینوا وتوجروا

المستفتی: ڈاکٹر ظہور محمد واڑی ضلع دیر......۲۲ ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

الجواب: روایات میں دعوت کا معمول نہ ہونا بھی ثابت ہے اور ذبح کرنا بھی ثابت ہے۔﴿۲﴾ بہر حال دعوت کا اہتمام کرنا تعامل سلف سے مخالف ہے۔لحدیث ورد بذالک﴿۳﴾ واما ما رواه البخاری فی الادب المفرد فلا یدل علی الدعوة. فقط

وعظوں سے قبل نعت خوانی وغیرہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل وعظوں سے قبل یا جلسوں وغیرہ میں نعت خوانی ہوتی ہے۔کیا اسلام میں اس کی گنجائش ہے۔اس کا کیا حکم ہے؟بینوا وتوجروا

المستفتی: ننگ اسلاف اصلاح الدین ڈیروی ڈی،آئی،خان......یکم ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

الجواب: وہ اشعار جو حسن ہوں اور شنیعات ومکروہات پر مشتمل نہ ہوں ان کا کہنا جائز ہے۔لان

﴿۱﴾ قال ابن عابدین المراد بقوله فی التعریف ما ثبت ثبوت طلبه لا ثبوت شرعیته والمباح غیر مطلوب الفعل وانما هو مخیر فیه و ایضاً قال فیه الاباحة اصلاً والحرمة بعارض النهی .

(ردالمحتار ص ۷۸ جلد ۱ مطلب المختار ان الاصل فی الاشیاء الا باحة کتاب الطهارة)وهاب

﴿۲﴾ قال سالم ختننی ابن عمر وو نصیحا فذبح علینا کبشًا فلقد را تینا وانا لنجذل به علی الصبیان ان ذبح عنا کبشًا . (الادب المفرد للامام البخاری رقم حدیث : ۱۲۴۶)

﴿۳﴾عن عثمان بن ابی العاص انه دعی الی ختان فابی ان یجیب ،فقیل له فقال انا کنا لا نأتی الختان علی عهد رسول الله ﷺ ولا ندعیٰ الیه .رواه الامام احمد .(مسند امام احمد محول منهاج السنن شرح جامع السنن ص ۲۵۱ جلد۵)

الشعر حسنه حسن وقبيحه قبيح﴿۱﴾ فجاز رفع الصوت بهذه الامورعند عدم الایذاء الی المصلی والنائم یدل علیه ما فی ردالمختار ص۶۱۸ جلد ۱ ﴿۲﴾ فقط

سنن سے متصادم رسومات بدعات شرعیہ ہیں

سوال: جتنے رسومات ہیں۔مثلا تیجہ‘ساتواں‘ گیارہواں‘ قوالیاں‘ حاضروناضر‘علم غیب وغیرہ کیا ایسے رسومات بدعات ہیں۔اوراس کی تردیدواجب ہے یانہیں؟ بینوا و توجروا.

المستفتی: قائم دین ڈھوک زمان میانوالی......۱۹۷۸ء/۷/۲۳

الجواب: جورسومات سنن کے متصادم ہوں۔﴿۳﴾یادین ہونے کےعقیدہ سے کئے جاتے ہوں۔﴿۴﴾بدعات شرعیہ اورمحرم ہیں۔ان کی تردیداوران سے بچنالازمی ہیں۔﴿۵﴾فقط

ماہ صفرکوبلیات کامہینہ کہنا

سوال :ماہ صفرکوبعض لوگ نزول بلیات کامہینہ کہتے ہیں۔نیزایک کتاب میں بھی اسے بلاوآفات

﴿۱﴾ قال ابن عابدين قال فی الضياء المعنوی العشرون ای من افات اللسان الشعر سئل عنه ﷺ فقال كلام حسنه حسن و قبيحه قبيح و معناه ان الشعر كا لنثر يحمد حين يحمد و يذم حين يذم الخ (ردالمحتار ص ۴۸۸ جلد ۱ مطلب فی انشاد الشعراحكام المسجد)

﴿۲﴾قال ابن عابدين عن الامام الشعرانی اجمع العلماء سلفاً وخلفاً علی استحباب ذكر الجماعة فی المساجد وغيرها الا ان يشوش جهرهم علی نائم او مصل او قاری الخ (رد المحتار هامش الدر المختار ص۴۸۸ جلد ۱ مطلب فی رفع الصوت بالذكر)

﴿۳﴾ عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث فی امرنا هذا ما ليس منه فهو ردّ متفق عليه .(مشكواة المصابيح ص ۲۷ جلد ۱ باب الاعتصام با لكتاب والسنة)

﴿۴﴾ قال الشيخ مفتی اعظم محمد فريد ان البدعة هی اعتقاد ما ليس من الدين دينا وهی قسمان مكفرة ومفسقة .(فتح المنعم شرح مقدمه مسلم ص ۲۹ الفائدة التاسعه)

﴿۵﴾عن العرباض بن سارية قال قال رسول الله ﷺ ....اياكم ومحد ثات الامور فان كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة ،وعن ابراهيم بن ميسرة قال قال رسول الله ﷺ من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الا سلام .رواه البيهقی .(مشكواة المصابيح ص ۳۰،۳۱ جلد ۱ باب الاعتصام بالكتاب والسنة)

کا مہینہ لکھا ہوا ہے۔ یہ بات کہاں تک درست ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: محمد ایوب خان شیام گنج مردان......۱۰/صفر۱۳۹۲ھ

الجواب : اس ماہ کے متعلق یہ تمام باتیں توہم پرستی ہے۔ جو کہ عوامی باتیں ہیں۔ جو بچپن سے طبیعت میں راسخ ہوئی ہیں۔ ان کی کوئی اصل نہیں ہے۔ ﴿۱﴾ فقط

استاد وغیرہ کا ہاتھ پاؤں چومنا بدعت نہیں ہے

سوال : کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ استاذ، والد، والدہ، کسی بزرگ اور صالحین کا ہاتھ پاؤں چومنا برائے تعظیم جائز ہیں یا ناجائز۔ بعض لوگ اسے بدعت کہتے ہیں، اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: نامعلوم......۱۶/جولائی ۱۹۷۳ء

الجواب : استاد وغیرہ کا ہاتھ پاؤں چومنا جائز ہے۔ ﴿۲﴾ لان الصحابه يقبلون يد رسول الله ﷺ ورجله وكذا بعضهم يقبل ايدى بعضهم من شاء الاطلاع على الروايات فليراجع الى الادب المفرد المولفة للامام البخارى. وهو الموفق

اذان سے پہلے یا بعد میں بلند آواز سے درود شریف پڑھنا

سوال : ہمارے مسجد کے امام صاحب صبح کے اذان سے پہلے بعض دفعہ بعد میں بلند آواز سے الصلواة والسلام عليک يا رسول الله دو مرتبہ کہہ کر پھر اذان دیتا ہے۔ اور جو لوگ یہ کام نہیں کرتے ان کو

﴿۱﴾ عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال لا عدوى و لا طيرة ولا هامة ولا صفر و فر من المجذوم كما تفر من الاسد .(صحيح البخارى ص ۸۵۰ جلد ۲ كتاب الطب باب الجذام)

﴿۲﴾ قال العلامه حصكفى ولا بأس بتقبيل يد الرجل العالم والمتورع على سبيل التبرك درر ...... و قيل سنة مجتبى و تقبيل راسه اى العالم اجود . قال ابن عابدين اى تقبيل يد العالم و السلطان العادل قال الشر نبلالى و علمتُ ان مفاد الاحاديث سنيته او ندبه كما اشار اليه العينى .

(الدرالمختار مع ردالمختار ص ۲۷۱ جلد ۵ قبيل فصل فى البيع كتاب الحظر والاباحة)

برا کہتے ہیں۔اس کا کیا حکم ہے۔کہ یہ درود شریف اذان کے ساتھ لازمی ہے؟بینوا وتوجروا
المستفتی: حکیم اختر حسین صدر کیملپور...... ماہ محرم۱۳۹۲ھ

الجواب: اذان سے پہلے یا بعد درود شریف کہنے میں کوئی حرج نہیں۔لیکن اسے اذان کا حصہ ماننا اور اسے ضروری سمجھنا ﴿۱﴾ جو آج کل اہل بدع کا شعار بن چکا ہے۔ بدعت ہے۔ کیونکہ خیر القرون میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔فقط

سورۃ عنکبوت رمضان میں یا دوسرے مہینہ میں بطور عملیات اور بطور کثرت ثواب پڑھنا

سوال: سورۃ عنکبوت جب سات دفعہ پڑھ لیا جائے تو سب غموم سے بچ جائیگا۔ایضا نبی علیہ اسلام کا ارشاد ہے۔کہ جب رمضان کے ۲۳ویں رات کو سورۃ عنکبوت پڑھ لیا جائے۔تو سات سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔اوراس میں شک نہیں اوراگر کسی نے شک کیا۔تو کافر ہو گیا۔(نقل از تفسیر مشارق وکشاف واز کتاب شاطبی)
(۱) کیا یہ حدیث ثابت ہے یا نہیں؟ (۲) اگر یہ حدیث صحیح نہ ہو تو مذکورہ رات میں مذکورہ سورت کے بارے میں اور کوئی دلیل ہے یا نہیں؟ (۳) اگر کوئی دلیل نہ ہو۔تو اس سورۃ کے تعین کرنے میں کوئی نقصان ہے یا نہیں؟
المستفتی: شیخ محمد تاج الدین لدھیانوی فیصل کالونی کراچی نمبر۲۵......۱۲/رمضان۱۴۰۳ھ

الجواب: (۱) اس حدیث کی نہ سند معلوم ہے اور نہ مخرج یہ حدیث، حدیث ثابتہ نہیں ہے۔ (۲) نہ حدیث سے یہ تخصیص ثابت ہے۔اور نہ جزئیہ فقھاء سے ثابت ہے۔ (۳) بطور عملیات کے پڑھنا نہ مطلوب ہے اور نہ ممنوع ہے اور بطور مندوبات وکثرت ثواب کے بدعت سیئہ ہے .وھو الموفق

جزوی مصلحت کی وجہ سے بدعت، بدعات کے باب سے خارج نہیں ہوتا

سوال: ہمارے گاؤں میں میت کو جب قبرستان کی طرف لے جاتے ہیں۔تو کچھ لوگ ذکر الٰہی اونچی

﴿۱﴾ قال العلامه ابن نجيم ولان ذكر الله تعالى اذا قصد به التخصيص بوقت دون وقت او بشى دون شى لم يكن مشروعا حيث لم يرد الشرع به لانه خلاف المشروع .
(البحر الرائق ص ۱۵۹ جلد ۲ باب العيدين)

آواز سے کرتے ہیں۔مگر بعض لوگ اس کومنع کرتے ہیں۔کہ اونچی آواز سے یہ ذکر بدعت ہے۔اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے۔جبکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر نہ پڑھا جائے تو پھر لوگ باتیں کرتے ہیں۔بینوا وتوجروا

المستفتی: قیصر خان، وی،اے، یو مارکیٹ مری راولپنڈی......۸رمئی ۱۹۸۴ء

الجواب: جنازہ کے پیچھے ذکر بالجہر مکروہ ہے۔کما فی ردالمحتار ص ۸۳۷ ج ۱ ﴿۱﴾.
واضح رہے کہ ہر بدعت کا مبنی نوع مصلحت واستحسان پر ہوتا ہے۔پس جزوی مصلحت کی وجہ سے کوئی بدعت، بدعت کے باب سے خارج نہیں ہوتا ہے۔وھو الموفق

مردے کی کفن پر کلمہ لکھنے کی تحقیق

سوال: دریں جا اختلاف واقع است۔بعض گویند کہ کلمہ برمیت نوشتہ مستحب است۔اگر برکلوخ است یا سنگ بسنگ است بہ برابر روی نہد بل کار حسن است۔ترک کند اورا نبود۔چرا کار نیک ترک کنی۔اعتقاد عوام برایں است کہ نوشتن کلمہ از مفروض زیادہ شمارد۔اگر امام نوشتہ کلمہ وبسم اللہ نہ کند۔برآں پیش امام نامہا کیدانی وپنج پیری نہد بر تحقیر انکار مہربانان مسئلہ راواضح کن۔

المستفتی: ملاداد محمد یا ملا محمد عمر تحصیل گلستان ضلع پشین بلوچستان......۲ر رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

الجواب: امام صغار کے نزدیک یہ کتابت جائز ہے۔اور ابن صلاح کے نزدیک ناجائز ہے۔اور امام شامی نے کراہت کی طرف میلان کیا ہے۔کیونکہ جب دراھم اور محاریب پر واجب الاحترام کلمات لکھنا مکروہ ہے۔کما صرح به فی رد المحتار قبیل باب المیاہ۔تو کفن اور جبھہ وغیرہ پر بطریق اول مکروہ ہوگا۔اور یا

﴿۱﴾ قال الحصكفي كره كما كره فيها رفع صوت بذكر او قراءة .قال ابن عابدين و ينبغي لمن تبع الجنازه ان يطيل الصمت وفيه عن الظهيرية فان اراد ان يذكر الله تعالى يذكره في نفسه لقوله تعالى انه لا يحب المعتدين اى الجاهرين بالدعاء و عن ابراهيم انه كان يكره ان يقول الرجل وهو يمشي معها استغفروا له غفر الله لكم . (الدر المختار مع ردالمحتار ص ٦٥٨ جلد ١ مطلب في دفن الميت)

جواز کی روایت کو کتابت بلامداد پر محمول کیا جائیگا۔ **کما مال الیہ الشرجی.** ﴿۱﴾ **وھو الموفق .**

ہفتہ کے کسی دن کپڑے دھونا منع نہیں ہیں

سوال: بعض لوگ ہفتے کے بعض دنوں میں کپڑے دھونا جائز نہیں سمجھتے۔ تو کیا ہفتہ' اتوار' پیر' منگل' بدھ' جمعرات' جمعہ کے کسی دن میں کپڑے دھونا منع ہے یا نہیں؟ وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: شاہ میڈیکل کیملپور...... ۱۹۷۶ء/۹/۱۷

الجواب: ان ایام میں کسی وقت غسل یعنی کپڑوں کا دھونا ممنوع نہیں ہے ﴿۲﴾ یہ ممنوعیت جاہلانہ رسم ہے۔ فقط **وھو الموفق**

جلسہ عید میلاد النبی اور اولیاء کے مزارات پر چراغ جلانا اور جھنڈے لگانا

سوال: (۱) جلوس عید میلاد النبی کا کیا حکم ہے؟ (۲) اولیاء اللہ کے مزارات پر چراغ جلانا اور جھنڈے لگانا کیسا ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: حاجی سراج الدین ہری پور...... ۲۱/جولائی ۱۹۷۹ء

﴿۱﴾ قال العلامه ابن عابدین و فی البزازیه قبیل کتاب الجنایات و ذکر الامام الصغار لو کتب علی جبهة المیت او علی عمامته او کفنه عهدنا مه یرجی ان یغفر الله تعالی للمیت ...... و قد افتی ابن الصلاح بانه لا یجوز ان یکتب علی الکفن یٰس و الکهف ونحو هما خوفامن صدید المیت ...... و قدمنا قبیل باب المیاه عن الفتح انه تکره کتابة القرآن و اسماء الله تعالی علی الدراهم و المحاریب والجدران وما یفرش و ما ذاک الا لاحترامه و خشیة و طئه و نحوه مما فیه اهانة فالمنع هنابا لاولی ما لم یثبت عن المجتهد او ینقل فیه حدیث ثابت فتأمل نعم نقل بعض المحشین عن فوائد الشرجی ان مما یکتب علی جبهة المیت بغیر مداد با لاصبع المسبحة بسم الله الرحمن الرحیم و علی الصدر لا اله الا الله محمدالرسول الله و ذلک بعد الغسل قبل التکفین والله اعلم . (ردالمختار هامش الدرالمختار ص۲۲۸، ۲۲۹ جلد ۱ قبیل باب الشهید)

﴿۲﴾ عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد متفق علیه . (مشکوٰة المصابیح ص ۲۷ جلد ۱ باب الاعتصام با لکتاب و السنة)

الجواب:(۱) جائز ہے۔جبکہ منکرات سے خالی ہو۔﴿۱﴾(۲) یہ تمام کے تمام بدعات ہیں۔﴿۲﴾

سیّدان اورمیاں گاں کوشکرانہ دینا

سوال: میاں گان صاحبان (سیدلوگ) جولوگوں سے ایک،ایک،دو،دوصاع غلہ مانگتے ہیں۔اس بارے میں لوگوں کا یہ عقیدہ ہو۔کہ اگر میں یہ صاع اورشکرانہ فلاں ولی کا ادانہ کروں۔تو اولاد اورمویشیوں کوضرور کوئی نقصان پہنچے گا۔نیز یہ شکرانہ لینے والے غنی اور مالدار ہوتے ہیں۔یہ جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: محمدرشاد ڈھیرئی چملہ بونیر

الجواب: میاں گاں کو اس ارادہ سے کچھ دینا کہ ان کے آباؤاجداد ہمارے اموال کی حفاظت کریں گے۔یا نہ دینے کی صورت میں ہمارے اموال کو ہلاک کریں گے۔امورشرکیہ سے ہے اورامداد کے ارادہ سے دینا اس وجہ سے کہ یہ نیک لوگوں کے اولاد ہیں،جائز ہے۔﴿۳﴾فقط

﴿۱﴾فی الھندیہ ان کان الاصل الا باحة ینظر الی العارض فان غلب علی الظن وجود المحرم فا لکراھة للتحریم و الا الخ (عالمگیری ص ۳۰۸ جلد۵ کتاب الکراھیة) وان لم یخلو عن المنکرات کالتخصیص بوقت دون وقت و اشتمال التزام ما لا یلزم والرعایة فوق الرعایة الشرعیة و الا سراف و الا صرار علیه وغیرھا فبدعة و غیر جا ئز .(وھاب)

﴿۲﴾قال ابن عابدین الشامی لان النص اقوی من العرف لا ن العرف جاز ان یکون علی باطل کتعارف اھل زماننا فی اخراج الشموع و السرج الی المقابر لیالی العید .

(ردالمحتار ص ۲۰۲ جلد ۴ مطلب فی ان النص اقوی من العرف باب الربا ء)

﴿۳﴾ قال ابن عابدین النذر للمخلوق لا یجوز لانه عبادة والعبادة لا تکون للمخلوق و منھا ان المنذور له میت وا لمیت لا یملک و منھا ان ظن ان ا لمیت یتصرف فی الامور دون الله تعالی واعتقاده ذلک کفر اللھم الا ان قال یا الله انی نذرت لک ان شفیت مریضی او رددت غائبی او قضیت حاجتی ان اطعم الفقرا ء الذین بباب السیدہ نفیسة او الامام الشافعی او الامام اللیث او اشتری حصر ا لمساجد ھم او زیتا لوقودھا او دراھم لمن یقوم بشعا ئر ھا الی غیر ذلک مما یکون فیه نفع للفقراء و النذر لله عزوجل الخ .

(رد المحتار ھامش الدرالمختار ص ۱۳۹ جلد ۲ مطلب فی النذر للاموات قبیل باب الاعتکاف)

خانہ کعبہ اور روضہ اقدس کا نقشہ گھروں میں آویزاں کرنا بدعت نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اکثر جگہوں میں خانہ کعبہ اور روضہ اقدس کا نقشہ آویزاں ہوتا ہے خاص کر لوگ گھروں میں آویزان کرتے ہیں۔ کیا یہ بدعت ہے۔ وضاحت فرماویں؟

المستفتی: حبیب اللہ فقیرآباد پشاور......۱۹/ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

الجواب: بیت اللہ شریف اور روضہ اقدس ﷺ واجب الاحترام ہیں اور ان کی تصویر نہ مطلوب ہے اور نہ ممنوع۔ ﴿۱﴾

مسجد میں شیرینی وغیرہ تقسیم کرنا اور کھانا بدعت نہیں ہے

سوال: رمضان یا ختم القرآن یا کسی اور خوشی وغیرہ کے دوران مسجد میں شیرینی تقسیم کی جاتی ہے اور تقسیم کے وقت کھائی جاتی ہے کیا اس میں بدعت کا کوئی اندیشہ ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: فدا محمد اچھریاں مانسہرہ ہزارہ......۱۹۷۵ء/۸/۲۰

الجواب: مسجد میں شیرینی وغیرہ تقسیم کرنا اور اس کا کھانا ممنوع نہیں ہے. نظیرہ تعلیق قنو التمر فی المسجد فی زمن النبی ﷺ ﴿۲﴾ وفی الهندیه صفحه ۳۸۲ جلد ۵ لا بأس بنشر السکر والدارهم فی الضیافة وعقد النکاح کذا فی السراجیه قلت وصرحوا باستحباب عقد النکاح فی المسجد فافهم.

میت کا ایک سال تک مسلسل گھر کا چکر لگانا بے اصل بات ہے

سوال: حضرت مفتی صاحب السلام علیکم! کیا یہ صحیح ہے کہ انسان جب مرجائے تو ایک سال مسلسل

﴿۱﴾ قال ابن عابدین و المباح غیر مطلوب الفعل و انما هو مخیر فیه .
(ردالمختار ص ۷۸ جلد ۱ مطلب المختار ان الاصل فی الاشیاء الاباحة)

﴿۲﴾ و ایضا یدل علیه هذا الحدیث عن عبد الله بن حارث بن جزء قال اتی رسول ﷺ بخبز و لحم و هو فی المسجد فاکل و اکلنا معه ثم قام فصلی و صلینا معه و لم نزد علی ان مسحنا ایدینا بالحصباء .رواه ابن ماجه (مشکواة المصابیح ص ۳۶۶ جلد ۲ کتاب الاطعمة الفصل الثانی)

اسکی روح گھر اور محلّہ کی مسجد کا چکر لگاتی ہے چاہے جمعہ کی رات ہو یا نہ ہو۔ اگر یہ بات درست ہے تو علیین جیسے مقدس مقام سے یہاں آنے کی کونسی ضرورت اور سجین سے نجات پانے کا کیا مطلب؟ وضاحت چاہئے۔

المستفتی: محمد ثناء اللہ آف کتوزی شبقدر فورٹ چارسدہ......۱۹۷۳ء/۷/۹

الجواب: اگر چہ باذن اللہ تعالیٰ ارواح کا آنا ممکن ہے۔﴿۱﴾ لیکن یہ امر کہ ایک سال تک الخ، نہ روایت سے ثابت ہے اور نہ عقل اس کی تائید کرتی ہے، کیونکہ منعمین کا جیل اور پاخانہ سے رغبت اور معذبین کا ملائکہ سے نجات نامعقول بات ہے۔﴿۲﴾ فقط

مساجد میں یا اللہ یا محمد خیر لکھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ "یا اللہ یا محمد خیر" ایک مسجد کے اندر لکھا گیا ہے اس کا کیا حکم ہے یا اگر صرف یا محمد لکھا ہوا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: محمد بخت سفیر، محمد ایوب......۱۴/ جمادی الثانی ۱۴۰۳ھ

الجواب: چونکہ یا محمد اہل بدع کا شعار ہے۔ لہٰذا ایسے کتبوں سے مساجد کو محفوظ رکھنا ضروری ہے۔﴿۳﴾

زیارت جناب رسول ﷺ کو جانا، کھجور نمک وغیرہ دم کرنا اور زیارتوں پر جانا بدعت نہیں ہے

سوال: (۱) کیا زیارت رسول ﷺ بدعت ہے؟ (۲) دم کیا ہوا نمک کھجور وغیرہ کھانا بدعت ہے یا

﴿۱﴾ عن ابن عباس رضی الله عنه قال بلغنی ان ارواح الاحیاء والاموات تلتقی فی المنام فیتسألون بینهم ؛ فیمسک الله ارواح الموتی ویرسل ارواح الاحیاء الیٰ اجسادها ،ذکره الطبری فی تفسیره .
(کتاب الروح ص ۳۱ المسألة الثالثة)

﴿۲﴾ قال ابن القیم الجوزیة واما قول من قال ان ارواح المؤمن فی علیین فی السماء السابعه وارواح الکفار فی سجین فی الارض السابعه فهذا قول قد قاله جماعة من السلف والخلف ویدل علیه قول النبی ﷺ اللهم الرفیق الاعلیٰ الخ (کتاب الروح ص ۱۴۱ فصل فی بیان قول من قال مستقر الارواح الخ)

﴿۳﴾ اتقوا عن مواضع التهم .رواه البخاری فی المفردات (المو ضو عات الکبریٰ لملا علی قاری ص ۴۹ رقم حدیث : ۱۵۱)

جائز ہے؟ (۳) کیا زیارتوں پر جانا بدعت اور ناجائز ہے؟ مختصر جوابات سے نوازیں۔ مہربانی ہوگی۔

المستفتی: محمد قاسم شاہ دامان کیمبلپور اٹک ۵/۹/۱۹۷۲ء

الجواب: (۱) زیارت قبر النبی ﷺ سنت بلکہ قریب الی الواجب ہے (فتح القدیر) (۲) تبرک بآثار الصالحین ثابت اور مشروع ہے۔ لیکن عوام کا خودساختہ تبرک واجب الرد ہے۔ (۳) اگر توسل عملی، حالی کے ارادہ سے ہو۔ تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اور سدا للباب منع کرنے سے ہم مخالف نہیں۔ فقط

فضیلت ختم قرآن کے بارے میں ایک بے سند قصہ

سوال: ہمارے ہاں ایک مولوی صاحب نے محفل میلاد میں برسر منبر لاؤڈ سپیکر پر یہ مسئلہ بیان کیا۔ کہ کسی قبر میں ایک میت سخت عذاب میں مبتلا تھا۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا۔ آپ نے صاحب قبر کیلئے دفع عذاب کے واسطے ہزاروں اور سینکڑوں رکعت نفل نماز پڑھی۔ مگر عذاب رفع نہ ہوئی۔ پھر کہیں ختم قرآن ہوا۔ جس میں گوشت بھی کھلایا گیا۔ ختم والے گوشت کی ایک ہڈی کسی کوے نے اٹھالی۔ وہ ہڈی اتفاقاً کوے کی چونچ سے عذاب والی قبر پر گر پڑی۔ جسکی برکت سے میت کا عذاب دفع ہوا۔ تو کیا یہ واقعہ درست ہے۔ اور ایسا ختم قرآن مروج اس زمانے میں بھی تھا؟

المستفتیان: جملہ اساتذہ ہائی سکول جعفر خان کلے باڑہ خیبر ایجنسی ......۴ر رجب ۱۴۰۴ھ

الجواب: باقاعدہ ختمات جائز ہیں۔ لیکن یہ قصہ نہ کتب متداولہ میں مسطور ہے اور نہ سند رکھتا ہے بلکہ نکات مضمون کی وجہ سے ناقابل قبول ہے۔ کیونکہ ہڈی میں قرآن کے طفیل سے حاصل شدہ تبرک عین قرآن سے جو کہ نماز میں پڑھا جاتا ہے حاصل شدہ تبرک سے بالاتر ہونا منکر امر ہے۔ **وھو الموفق**

مجلس میلاد میں حضور ﷺ کیلئے کرسی خالی چھوڑنا

سوال: میں حضرت صاحب کا ادنی غلام ہوں۔ اس ماہ ربیع الاول میں عموماً میلاد کے جلسے ہوتے ہیں۔ جس میں بریلوی حضرات اخیر میں کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہیں۔ ہمارے ہاں ایک مجلس کی انعقاد کے وقت

ایک شخص کوصدارت کیلئے کہا گیا۔تو اس نے جواب دیا۔کہ مجلس سعید جن کی مقرر کی جارہی ہے۔اس کرسی پر میں کیسے بیٹھوں۔یہ صدارت تو انہی کی ہوگی جنکے ذکر سعید کی مجلس مقرر کی گئی ہے۔جب تقریر کر چکا تو بولا کہ اٹھو حضور ﷺ پر سلام پڑھو وہ حاضر مجلس ہے۔سامعین میں ایک مستند دیوبندی عالم دین بھی اٹھ کھڑے ہوگئے۔صرف ایک شخص نہ اٹھا۔اس نے جواب میں کہا۔کہ اکابرین علمائے دیوبند کوتو میں نے کبھی بھی ایسے مجلس میں اٹھتے نہیں دیکھا ہے۔لھذا میں یہ بدعت کا کام کیوں کروں۔تو کھڑے ہونے والے مولوی صاحب نے حاجی امداداللہ مہاجر مکی کا ایک واقعہ دکھایا کہ وہ کھڑے ہوجاتے تھے۔تو میں نے کہا۔کہ ان کے بعد یہ سلسلہ دیوبندیوں میں کیوں جاری نہ ہوا۔جسکا جواب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے دیا تھا۔تو سوال یہ ہے کہ کیا یہ کرسی خالی چھوڑنا وغیرہ امور صحیح ہے یا غلط ؟ بینوا وتوجروا

المستفتی:گلزار محمد خان کوہ نور ٹکسٹائل ملز،راولپنڈی......۲۲/۶/۱۹۶۹ء

الجواب:کرسی کا خالی چھوڑنا اس ارادہ سے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام اس پر تشریف فرما ہوں گے۔اور قیام کرنا وغیرہ تمام کے تمام بدعات ہیں۔قرآن وحدیث سے یہ امور غیر ثابت ہیں۔لہٰذا ایسے مجالس میں صحیح العقیدہ لوگوں کیلئے عدم شرکت ضروری ہے۔فقط

حضور ﷺ کا نام سن کر انگوٹھا چومنا

سوال:حضور ﷺ کا نام سن کر انگوٹھا چوم کر آنکھوں پر لگانا کیسا ہے؟

المستفتی: ملک فضل الرحمٰن مقام اڑہ ضلع جہلم......۱۷/۷/۱۹۷۲ء

الجواب:علاجاً مباح ہے۔اور احتساباً بدعت ہے۔فقط

مردوں کا سننا اور انکے نام پر نذر و نیاز کرنا

سوال:دوفریق ایک اعتقادی مسئلے میں اختلاف رکھتے ہیں۔فریق اول کہتا ہے کہ مردے نہ سنتے ہیں۔اور نہ دیکھتے ہیں۔اور ان کے نام پر نذر و نیاز ماننا بالکل حرام ہے۔فریق ثانی کہتا ہے کہ مردے سنتے بھی ہیں۔اور

دیکھتے بھی ہیں۔اور کے نام پر نذرومنت ماننا موجب قربت ہے۔مختصر فیصلہ کر کے صحیح عقیدہ کا اظہار فرمائیے؟

المستفتی: سلطان روم جلبئی صوابی ضلع مردان......۱۹۷۲ء/۳/۴

الجواب: اکثر احناف اور ابن تیمیہ اور ابن القیم کے نزدیک مردے قریب سے سنتے ہیں۔اور بعض احناف کے نزدیک مردے نہیں سنتے ہیں۔لیکن دلائل کی رو سے قول اول صحیح ہے۔غیر اللہ کیلئے نذر کرنا حرام ہے بلکہ مفضی الی الشرک ہے یہ تمام اکابر کی رائے ہے اگر تفصیل کی ضرورت ہوتو عند الطلب ایک سوال تفصیل کیلئے روانہ کیا جائے۔فقط

فیروزہ کے نگینہ کے بارے میں توہم پرستی

سوال: انگوٹھی کے بارے میں بعض لوگ کہتے ہیں۔کہ اسمیں فیروزہ کا جو نگینہ ہوتا ہے۔اس کی یہ تاثیر ہے۔کہ وہ دوسروں کے مرض میں اضافہ کرتا ہے اور اس سے مرض بڑھتا ہے۔کیا یہ درست ہے؟

المستفتی: نامعلوم متعلم دارالعلوم حقانیہ......۷/جنوری۱۹۸۴ء

الجواب: یہ توہم پرستی ہے۔جو کہ حرام ہے۔اس سے احتراز کرنا لازمی ہے۔وھو الموفق

عوامی توسل اور موتی کو فریادرس قرار دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل کے بارے میں کہ (۱) اگر کوئی شخص عقیدۃً کسی بیمار کو کسی خاص مزار کیلئے لے جاتے ہیں۔اور توسل کرتے ہیں۔تو کیا یہ صحیح ہے؟ (۲) اگر کسی کا بیٹا نہ ہوتو کیا کسی خاص مزار کیلئے جانا اور اولاد مانگنا جائز ہے؟ (۳) کوئی ولی یا نیک شخص وفات کے بعد کسی کے حال سے باخبر ہو کر فریاد سنتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: نامعلوم متعلم دارالعلوم حقانیہ......۱۹۸۵ء/۴/۱

الجواب: (۱)(۲) توسل بالصالحین جائز ہے۔لیکن عوام توسل شرعی اور توسل شرکی میں فرق نہیں کر سکتے۔لہٰذا عوام کیلئے یہ ازدحام ممنوع ہے۔(۳) سماع الموتی حق ہے۔لیکن موتی کو فریادرس قرار دینا ناحق ہے۔وھو الموفق

مملوک قرآن مجید سے حیلہ اسقاط کرنا

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ میت کے جنازہ کے بعد جو حیلہ اسقاط کیا جاتا ہے۔اس میں قرآن مجید کو دائرہ میں پھیرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی : تاج محمد ہری پور

الجواب :اگر یہ مصحف مملوک ہو موقوف نہ ہو۔تو اس کا تملیک اور تملّک جائز ہے۔لہٰذا اس سے حیلہ اسقاط کرنا فی نفسہ جائز ہے . لکونه مالاً.وهو الموفق

کسی چور کے خلاف ختم قرآن اور بددعا کرنا

سوال:ہمارے ہاں کسی سے چوری ہوگئی۔تو اس شخص نے لوگوں سے ختم قرآن کرایا۔اور پھر چور کے حق میں سب لوگوں نے الٹے ہاتھوں بددعا کی۔تو کیا شریعت میں ایسا ختم قرآن کرنا اور پھر بددعا کا کوئی جواز ہے یا نہیں۔اور اگر جائز ہے۔تو پھر قرآن پاک ھدایت کیلئے آیا ہے۔نہ کہ کسی کے خانہ خرابی کیلئے۔تو وضاحت فرما کر تشفی فرمایئے؟

المستفتی :مشتاق احمد پرائمری سکول حاجی زئی......۱۹۷۲ء

الجواب :واضح رہے۔کہ جس شخص سے چوری ہوئی ہے۔تو وہ مظلوم ہے۔اور مظلوم کیلئے بددعا کرنا ظالم کے حق میں جائز ہے۔قال الله تعالى لايحب الله الجهر با السوء الاّمن ظلم﴿۱﴾وقال رسول الله ﷺ اياک و دعوة المظلوم۔﴿۲﴾اور چونکہ عبادت کے بعد دعا مستجاب ہے لھذا ختم قرآن کے بعد بددعا کرنا جائز ہوگا۔کیونکہ قرآن کو اعانت للمظلوم کیلئے وسیلہ بنانا ہدایت سے تضاد نہیں رکھتا ہے.وهو الموفق

مسئلہ توسل بالصالحین کی تفصیل

سوال:توسل بالصالحین کا کیا حکم ہے؟

المستفتی : حاجی ہمشیر خان دوبئی......۱۴۰۱/۶/۱۵ھ

﴿۱﴾(پاره : ٦ سورة النساء ركوع : ۱ آيت : ۱۴۸)

﴿۲﴾ (مشكواة المصابيح ص ۴۳۵ جلد ۲ باب الظلم الفصل الثالث)

الجواب : حالاً مسئلہ توسل بالصالحین کے متعلق صرف چند سطور روانہ ہیں۔عدیم الفرصتی کی وجہ سے اختصار پر پریشان نہ ہوں۔۱۴۸۹۸۱نمبر پر آپ کو متعدد سوال روانہ کر چکے ہیں۔اس پر اکتفا کریں۔واضح رہے کہ توسل بالصالحین دو قسم پر ہے۔شرکی اور غیر شرکی۔شرکی سے مراد یہ ہے۔کہ ان صالحین کی عبادت (نذر وغیرہ) اس ارادہ سے کیجائے۔کہ یہ صالحین ہمارے حاجات اللہ تعالیٰ کو پیش کریں۔یہ حرام اور شرک ہے۔ قال اللہ تعالی حاكيا عنهم ما نعبد هم الاّليقر بونا الى الله زلفى (سورة زمر)۔﴿۱﴾اور غیر شرکی چار قسم پر ہے۔

اول توسل بالدعاء :اور یہ بے شمار احادیث میں مروی ہے۔اور اس کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

دوم توسلُ بالاعمال :یہ بھی جائز اور حق ہے۔لقوله تعالى وما كان الله معذبهم وهم يستغفرون﴿۲﴾ ولقوله تعالى وكان ابو هما صالحا﴿۳﴾ ولقوله تعالى الحقنا بهم ذريتهم وما التناهم من عملهم من شئى﴿۴﴾ .و لقوله عليه السلام الابدال يكون بالشام يسقى بهم الغيث وينتصربهم الاعداء ويصرف عن اهل الشام بهم العذاب (مشكو اة باب الذكر اليمن والشام)﴿۵﴾. ولتقرير اشارة قول زينب بنت جحش انهلک وفينا الصالحون (رواه البخارى ص۵۰۸ جلد ۱) ولحديث من قرء اية الكرسى حين مضجعه آمنه الله على داره ودار اجاره و اهل دو يرات حوله رو اه البيهقى .(مشكواة باب الذكر بعد الصلاة)واسنادة ضعيف لا كن الحكم من قبيل الفضائل ولحديث من قراء القرآن وعمل بمافيه البس والداه تاجاًيوم القيامة.رواه ابوداؤد.

سوم توسل بالجاہ : اور یہ بھی حق ہے۔لحديث هل تنصرون وترزقون الاّبضعفاء كم رواه الترمذى وابو داؤد . اسئالک بمحمد نبيک نبى الرحمة.(رواه الترمذى)

چہارم توسل بالشرکتہ ہے :اور یہ توسل صرف احیاء کے ساتھ جائز ہے۔ والدليل على مشروعية هذا التوسل قوله تعالى ما كان الله ليعذبهم وانت فيهم﴿۶﴾. وقوله عمر رضى الله تعالى عنه اللهم انا

﴿۱﴾(پاره : ۲۳ سورة زمر آيت:۳) ﴿۲﴾(پاره :۹ سورة انفال ركوع :۱۸ آيت:۳۳)
﴿۳﴾(پاره :۱۶ سورة كهف آيت:۸۲) ﴿۴﴾(پاره: ۲۷ سورة الطور ركوع :۳ آيت:۲۱)
﴿۵﴾(مشكوة المصابيح ص۵۸۲ جلد ۲ باب الذكر اليمن والشام) ﴿۶﴾(پاره :۹ سورة الانفال ركوع :۱۸ آيت : ۳۳)

كنا نتوسل اليک فنسقينا و انا نتوسل اليک بعم نبينا فاسقنا (رواه البخاری) وقوله عليه السلام يأتی زمان يغزو فيه فئام من الناس فيقال فيكم من صحب النبی ﷺ فيقال نعم فيفتح لهم. رواه البخاری.

واضح رہے۔ کہ جولوگ (طائفہ سلفیہ) توسل بالصالحین نہیں مانتے وہ کبھی ان آیات سے استدلال کرتے ہیں۔ جن میں توسل شرکی پر انکار موجود ہو۔ مگر توسل شرکی کی حرمت سے غیر شرکی کی حرمت لازم نہیں۔ اور کبھی حدیث لایستغاث بی (رواه الطبرانی) سے استدلال کرتے ہیں۔ مگر اس حدیث کے سند میں ابن لہیعہ متکلم فیہ ہے۔ نیز یہ حدیث استغاثو بآدم ثم بموسی ثم بمحمد ﷺ (رواه بخاری) ص۱۹۹ جلد ا سے معارض ہے۔ اور دونوں روایات میں تطبیق بھی ہوسکتی ہے۔ بحمل النهی علی العزيمة ۔ اور کبھی حدیث عمر بن خطاب اللهم انا كنا نتوسل (رواه البخاری) سے استدلال کرتے ہیں۔ لیکن اس حدیث سے توسل نمبر۴ کی نفی لازم ہوتی ہے۔ نہ کہ مطلق توسل کی نیز درحقیقت اس حدیث میں بھی توسل بالاموات ہے۔ کیونکہ " نتوسل بعم نبينا " لفظ مروی ہے۔ نہ کہ نتوسل بالعباس بن عبد المطلب. فافهم

اور یہ طائفہ کبھی فقہاء کے ان عبارات سے تمسک کرتے ہیں۔ " ويكره بحق النبی لا نه لا حق للمخلوق على الخالق ". والجواب عنه ان حق المخلوق على الخالق ثابت لقوله تعالى وكان حقاً علينا نصر المؤمنين ﴿۱﴾. ولحديث يا معاذ هل تدری ما حق الله على العباد وما حق العباد على الله .... وحق العباد على الله ان لا يعذب من لا يشرک با الله شيئاً (متفق عليه) ولحديث الطبرانی الصغير ص۲۰۷ اسألک بحق محمد الاّغفرت فيحمل كلام الفقهاء على نفی الحق الذی يوجب الاضطرار و يحمل الحديث على معنى الحرمة او الحق الذی التزمه الله تعالى بفضله هكذا قرره مولانا رشيد احمد الجنجوهی فی الفتاوی. ويجاب عنه ان المنفی ههنا ان لا يتوسل بهذا للفظ للاتقاء عن تهمة الاعتزال ولا يلزم منه نفی

﴿۱﴾ (پاره: ۲۱ سورة الروم ركوع: ۸ آيت :۴۷)

التوسل مطلقا.فافهم.و هو الموفق

گیارہوں شریف کا حکم

سوال: گیارہویں شریف کیا چیز ہے۔اس میں حصہ لینا کیسا ہے؟بینوا وتوجروا

المستفتی :اختر حسین راولپنڈی......۱۴ر دسمبر۱۹۷۴ء

الجواب: گیارہویں شریف اگر پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کے نام نذر کا نام ہو۔تو حرام ہے۔اور اگر ایصال ثواب ونفع کا نام ہو۔تو فی نفسہ جائز ہے۔لیکن تخصیص کی وجہ سے بدعت ہے۔﴿۱﴾ وھو الموفق

نماز تراویح کے بعد پابندی سے سورۃ ملک پڑھنا

سوال: رمضان کے مہینہ میں تراویح کے بعد امام قوم کے سامنے سورۃ ملک پڑھتا ہے۔اور باقی مہینوں میں نہیں پڑھتا۔بعض لوگ اسے بدعت کہتے ہیں اور بعض لوگ اسے کار ثواب سمجھتے ہیں۔وضاحت فرمائیں۔

المستفتی :امیر جان افغانستان......۲۸ر نومبر۱۹۷۴ء

الجواب: (۱) رمضان کے ساتھ تخصیص کرنا بدعت ہے۔ لعدم المخصص كما لا يخفىٰ قال صاحب البحر ولان ذكر الله تعالىٰ اذا قصد به التخصيص بوقت دون وقت او بشئى دون شئى لم يكن مشروعاً حيث لم يرد الشرع به. (ص ۱۵۹ جلد۲) وھو الموفق

بغیر التزام کے ہر رات کو سورۃ ملک پڑھنا بدعت نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کوئی شخص اگر ہر رات بغیر التزام کے سورۃ ملک پڑھے۔یعنی اپنے لئے ایک وظیفہ بنایا ہو،تو کیا یہ بدعت ہے۔اگر چہ بعض اعذار کے بناء پر چھوڑا بھی جاتا ہے .بینوا وتوجروا

المستفتی :ڈاکٹر امیر خان ڈینٹل کلینک بنوں

﴿۱﴾قال ابن نجيم ولان ذكر الله تعالىٰ اذا قصد به التخصيص بوقت دون وقت اور بشئ دون شئ لم يكن مشروعاً حيث لم يرد الشرع به لانه خلاف المشروع.(البحر الرائق ص ۱۵۹ جلد۲ باب العيدين)

الجواب: سورۃ الملک ہررات کو پڑھنا بدعت نہیں ہے۔جیسا کہ رائیونڈ میں ہررات کوسورۃ یٰسں کا ختم ہونااور کرانا بدعت نہیں ہے۔البتہ التزام بدعت ہے۔ و کم من فرق بین الدوام و الالتزام .وھو الموفق

بچے کو نیک آدمی سے گھٹی دلا کر دعا کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بچے کو گھٹی دینے کا کیا حکم ہے؟ جبکہ پیدا ہوتے ہی کسی سے گھٹی دیتے ہیں؟

المستفتی: منصور احمد خان شیر شاہ کالونی کراچی......۲۵؍جولائی ۱۹۸۹ء

الجواب: حدیث شریف میں گھٹی کا ذکر موجود ہے۔کہ حضور ﷺ نے بچے کو دی تھی۔(عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ) کو۔وھو اول مولود ولد با لمدینة المنورة فی المهاجرین ﴿۱﴾لہٰذا کسی نیک آدمی سے گھٹی دیکر دعا بھی کرانی چاہیے۔﴿۲﴾وھو الموفق

محرم کے دسویں تاریخ کو قبروں پر پانی ڈالنا

سوال: محرم کے دسویں تاریخ کو مقبرہ میں قبروں پر پانی ڈالنا یا دال مسور وغیرہ ڈالنا ثواب کا کام ہے یا گناہ۔اگر ثواب کا کام ہو تو حوالہ بتا کر مشکور بنائیں؟

المستفتی: شیر محمد اکوڑہ خٹک......۸؍فروری ۱۹۷۵ء

الجواب: چونکہ یہ عمل یعنی قبور پر پانی وغیرہ ڈالنا نہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔اور نہ خیر القرون میں ہوا ہے اور نہ ائمہ دین سے مروی ہے۔اور نہ فقہاء کرام کا تجویز شدہ ہے۔لھذا یہ عمل ثواب کے ارادے سے کرنا بدعت اور موجب عذاب ہوگا۔فقط

﴿۱﴾ وھو اول مولود ولد فی الاسلام للمهاجرین با لمدینة اول سنة من الهجرة و اذن ابوبکر فی اذنه ولد ته امه اسماء بقبا واتت به الی النبی ﷺ فوضعته فی حجره فدعا بتمرة فمضغها ثم تفل فی فیه و حنکه فکان اول شئی دخل فی جو فه ریق رسول الله ﷺ ثم دعا له و برک علیه الخ
(مشکواة ، اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکواة ص ۲۰۴ جلد ۲)

﴿۲﴾ عن اسماء بنت ابی بکر انها حملت بعبد الله بن الزبیر بمکة قالت فولدت بقباء ثم اتیت به رسول الله ﷺ فو ضعة فی حجره ثم دعا بتمرة فمضغها ثم تفل فی فیه ثم حنکه ثم دعا له وبرک علیه وکان اول مولود ولد فی الاسلام .متفق علیه .(مشکواة المصابیح ص ۳۶۲ جلد ۲ باب العقیقة)

مروجہ درود وسلام پڑھنا بدعت اور مکروہ ہے

سوال: آجکل مساجد میں مروجہ صلاۃ وسلام جس کی بنا پر امت میں تفریق ونفرت ابھر رہا ہے۔ حنبلی، شافعی، مالکی مذاہب کے علاوہ حنفی مذہب کا ایک گروہ اس کے خلاف ہے۔ اور اسے بدعت کہتے ہیں۔ جبکہ فریق مقابل کہتے ہیں۔ کہ یہ طریقہ بآواز بلند پڑھنا جائز اور باعث ثواب ہے۔ صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین نے بھی یہ عمل کیا ہے۔ جبکہ دوسرا فریق اسکو بدعت اور ناجائز قرار دیتا ہے تو کیا (۱) مروجہ صلاۃ وسلام مساجد میں کھڑے ہو کر اجتماعی طور پر بلند آواز سے پڑھنا جبکہ بقیہ مسلمان نماز تلاوت تسبیحات وغیرہ میں مشغول ہوں جائز ہے یا نہیں؟ (۲) مروجہ درود وسلام کوئی فرض ہے یا واجب یا سنت ومستحب۔ (۳) اگر کسی ایک مکتب فکر کے مسجد میں یہ عمل ہو رہا ہو تو دوسرے مکتب فکر کے لوگوں کو جو اسکے خلاف ہیں۔ کیلئے اس مسجد پر جبراً قبضہ کرنے کی کوشش کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالقیوم ملک سندھ ٹنڈو آدم...... یکم رفروری ۱۹۷۵ء

الجواب: مروجہ صلاۃ وسلام بدعت اور مکروہ ہے کیونکہ اس میں نمازیوں کی ضرر رسانی اور التزام مالا یلزم موجود ہیں۔ کما فی ردالمحتار ص ۲۱۸ جلد ۱ اجمع العلماء سلفاً وخلفاً علی استحباب ذکر الجماعة فی المساجد وغیرها الا ان یشوش جهرهم علی قائم او مصل او قارئ الخ وانکر الله تعالیٰ علی من التزم الاتیان من ظهور البیوت وکذا انکر عبدالله بن مسعود علی من التزم الا نصراف عن الیمین (بخاری) خصوصاً جبکہ اس امر میں فساد کا خطرہ ہو۔ تو یہ طریق اول ممنوع ہوگا۔ ونظیره ترک النبي ﷺ بناء البیت علی بناء ابراهیم علیه السلام لاجل قریش کانوا اسلموا حدیث فافهم رواه مسلم . وهو الموفق

آج کل عرسیں بے دینی اور منکرات کا سبب بن جاتے ہیں

سوال: کیا ایصال ثواب کیلئے محفل وعظ، قرآن خوانی اور ذکر وغیرہ میں لوگ شرکت کرنے سے واقعی گمراہ اور بے دین ہو جاتے ہیں؟ جب راسخ العقیدہ اور حنفی مسلک کا صحیح مسلمان کہ عرسوں میں خلاف شریعت امر ان سے ظاہر نہ ہو۔ ان کیلئے عرس میں جانا کیسا ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: غلام حسین سرڈھیری...... ۶ رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: علماء دیوبند اور سہارنپور عرس منانے سے متنفر ہیں۔ اگر چہ اس عرس میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

ہوتا ہو۔کیونکہ جس عرس کا اختیار بے علم لوگوں کے پاس ہو۔تو بالعاقبت اس میں سرود،اعتقاد حاضر وناظر انکار بشریت عن حضور سید البشر ﷺ،خلاف شرع اشعار گوئی اور شیطانی جذبات وغیرہ منکرات شروع ہوجاتے ہیں .وھو الموفق

مسجد کے محراب سے بدن ملنا

سوال:بعض لوگ مسجد کے محراب سے اپنے آپ کو ملتے رہے ہیں اسلئے کہ موجودہ نقص جسمانی دور ہو جائے۔اس حرکت پر بندہ نے بعض ائمہ مساجد کو بھی دیکھا ہے۔اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

المستفتی:عبدالحمید ایس وی درازندہ ڈیرہ اسماعیل خان......۱۹۷۳ء/۲/۱۴

الجواب: علاجاً توہم پرستی ہے۔اور تبرکاً بے اصل بات ہے۔فقط

ثواب کی نیت سے سورۃ ملک بشب جمعہ پڑھنا

سوال:سورۃ ملک کو شب جمعہ میں ثواب کی نیت سے پڑھنا کیا حکم رکھتا ہے۔کہ آدمی اس کو پڑھے اور بعض لوگ سن لیں؟بینوا وتوجروا

المستفتی:نامعلوم......۲۶/شوال ۱۳۸۹ھ

الجواب:یہ تخصیص بلامخصص ہے۔لہٰذا اس سے بچنا چاہیئے۔یدل علیہ ما فی البحر ص ۱۵۹ جلد۲ ولان ذکر الله اذا قصد به التخصیص بوقت دون وقت او بشئی دون شئی لم یکن مشروعاً حیث لم یرد الشرع به . وھو الموفق

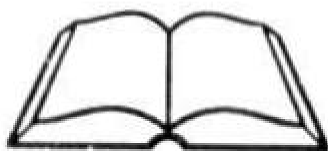
''یا رسول اللّٰہ اغثنی'' پڑھنا

سوال:کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ بندہ دربار موہڑہ شریف کوہ مری میں بیعت ہے۔وہ لوگ ختم خواجگان پڑھکر آخر میں'' اغثنی یا رسول الله'' پڑھتے ہیں۔کیا یہ جائز ہے؟

المستفتی:محمد رازق مانیری ضلع صوابی......۱۹۷۴ء/۳/۱۹

الجواب:یہ الفاظ جب اس اعتقاد سے پڑھے جائیں۔کہ پیغمبر ﷺ تسلط غیبی (من حیث العلم والقدرۃ) رکھتے ہیں تو کفر اور شرک ہیں۔اور اگر صرف عشق ومحبت کی وجہ سے پڑھے جائیں۔تو کفر نہیں ہیں لیکن عوام کیلئے اس سے پرہیز ضروری ہے.وھو الموفق

والذين يذكرون اللّٰه قياماً و
قعوداً و علىٰ جنوبهم و
يتفكرون فى خلق السمٰوٰت
والارض ج ربنا ما خلقت
هذا باطلا ج سبحانك فقنا
عذاب النّار ہ

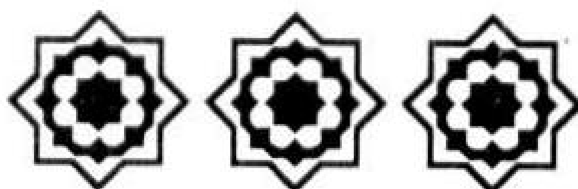




کتاب

الذکر والدعا والصلوٰۃ

علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم



كتاب الذكر والدعاء والصلوٰة على النبى ﷺ

کھانا کھانے کے بعد دعائے اجتماعیہ جائز ہے

سوال : اگر کسی گھر میں کھانا کھانے کے بعد بہیئت اجتماعیہ دعاء کی جائے تو کیا یہ جائز ہے بعض لوگ اسے بدعت کہتے ہیں اگر جائز ہو تو قرآن وحدیث میں اس کا کیا ثبوت ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی : نامعلوم

الجواب : کسی کے کھانے کے بعد دعا کرنا مشروع ہے۔ یدل علیہ ما فی اطعمة ابو داؤد ﴿ ۱ ﴾ و ان کان صائما فلیدع و فی باب الدعاء لرب الطعام عن جابر بن عبدالله قال صنع ابو الهیثم بن التیهان للنبی ﷺ طعاما فدعا النبی ﷺ و اصحابه فلما فرغوا قال اثیبوا اخاکم قالوا یا رسول الله ﷺ وما اثابته قال ان الرجل اذا دخل بیته فاکل طعامه و شرب شرابه فدعوا له فذالک اثابته ﴿ ۲ ﴾ جن علماء نے ان سے منع کیا ہے تو شاید ان کی مراد التزام ہے. فافهم

بعد از سنن تین دفعہ دعا کرنا اور قبروں پر گلپاشی اور تبرک تقسیم کرنا

سوال : ایک خطیب صاحب بعد از سنن تین دفعہ بہیئت اجتماعی دعا کرتا ہے اور اس کے بعد زور سے ان الله و ملائکته الایۃ پڑھتا ہے اور پیچھے لوگ درود شریف پڑھتے ہیں یہ عمل از روئے شرع کیسا ہے؟

(۲) یہ خطیب صاحب قبروں پر جا کر گلپاشی، فاتحہ خوانی کے علاوہ تبرک بھی تقسیم کرتا ہے ایسے شخص کو دیوبندی حنفی مسجد کا امام مقرر کرنا کیسا ہے؟

﴿ ۱ ﴾ عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ بمعناه زادفان کان مفطرا فلیطعم وان کان صائما فلیدع.
(ابو داؤد ص ۱۲۹ جلد ۲ باب ما جاء فی الاجابة الدعوة کتاب الاطعمة)

﴿ ۲ ﴾ (سنن ابی داؤد ص ۱۸۲ ج ۲ باب فی الدعاء لرب الطعام کتاب الاطعمه)

المستفتی: محمد نذیر خٹک لانڈھی کراچی......۵/۸/۱۹۷۹ء

الجواب: سنن یا فرائض کے بعد دعا کرنا مشروع ہے ﴿۱﴾ اگر چہ تین مرتبہ ہو ﴿۲﴾ البتہ التزام ممنوع ہے۔ ﴿۳﴾ جن حضرات نے تین دفعہ دعا کو ممنوع قرار دیا ہے وہ التزام کی وجہ سے ہے۔

(۲) دیوبندیت صحیح حنفیت ہے اور قواعد حنفیہ پر فاتحہ خوانی جائز ہے اور پھول رکھنا جائز ﴿۴﴾ اور گلپاشی اہل دنیا کی رسم ہے اور ممنوع ہے اور تقسیم تبرک نہ مطلوب ہے اور نہ ممنوع ہے اور مجموعی حیثیت سے ان امور کا ارتکاب ننگ دیوبندیت ہے۔ فقط

پنج پیریوں اور فریق مخالف کے درمیان مسائل اختلافیہ میں محاکمہ

سوال: (۱) ہم پنج پیری کہتے ہیں کہ مردے کے گھر میں تین دن تک صدقہ کھانا شریعت میں نہیں ہے اور مکروہ ہے فریق مخالف اسے جائز کہتے ہیں۔

(۲) درود تاج میں دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم کہنا ہمارے نزدیک ناجائز اور فریق مخالف کے نزدیک جائز ہے۔

(۳) بعد از سنت بہیئت اجتماعیہ دعا کرنا رسول اللہ ﷺ صحابہ اور مجتہدین سے ثابت نہیں ہم پنج پیری اسے دین میں نیا کام کہتے ہیں اور فریق مخالف اسے مستحب کہتے ہیں (۴) نماز جنازہ کے فوراً بعد جنازہ اٹھانا ہمارے پنجپیریوں کے نزدیک جائز اور دعا کیلئے ٹھہرنا نہیں ہے یہ ہمارے نزدیک بدعت اور ناروا ہے اور فریق مخالف کے

﴿۱﴾ قیل یا رسول اللہ ﷺ ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل الاخرو دبر الصلوٰت المکتوبات.
(مشکواۃ المصابیح ص ۸۹ جلد ۱ باب الذکر بعد الموت)

﴿۲﴾ جاء النبی ﷺ البقیع فقام فا طال القیام ثم رفع یدیه ثلاث مرات ثم انحرف.
(مسلم شریف ص ۳۱۲ جلد ۱)

﴿۳﴾ قال الملا علی قاری من اصرّ علی امر مندوب و جعله عز ما و لم یعمل با لرخصة فقد اصاب منه الشیطان من الاضلال.
(مرقاۃ المفاتیح علی مشکواۃ المصابیح ص ۵۳ جلد ۲)

﴿۴﴾ قال فی الهندیه وضع الورد والریا حین علی القبور حسن وان تصدق بقیمة الورد کان احسن کذا فی الغرائب.
(فتاویٰ العالمگیریه ص ۳۵۱ جلد ۵ الباب السادس عشر فی زیارة القبور وقرأة القرآن فیه)

نزدیک بعد کسر الصفوف جائز ہے (۵) وسیلہ بہ ذوات فاضلہ فریق مخالف کے نزدیک شریعت میں جائز ہے اور ہمارے پنجپیریوں کے نزدیک ناجائز ہے (۶) مردے زندہ لوگوں کی باتیں سنتے ہیں فریق مخالف کے نزدیک اور ہمارے پنجپیریوں کے نزدیک نہیں سنتے۔

<u>ہمارے پنج پیریوں کے دستخط:</u>

امیر عبدالمجید ملک دین خیل، مولوی محمد نقیب محسن کناڑی، مولوی محمد زکریا کناڑی، مولوی سید حضرت عبدالمالک اکا خیل، سمر گل قمبر خیل۔

<u>فریق مخالف کے دستخط:</u>

مولوی باغی گل صاحب ملک دین خیل، مولوی غلام علی صاحب ملک دین خیل، مولوی علی خان صاحب اکا خیل، مولوی محمد خان صاحب قمبر خیل۔

<u>الجوابات علی ترتیب السوالات:</u>

(۱) اہل میت کی طرف سے تصدق علی المساکین ہر وقت جائز ہے اور پابندی رسم و رواج ہر وقت ناجائز ہے اور دعوت و ضیافت تین دن تک ناجائز ہے۔ (ماخوذ از رد المحتار ص ۸۴۱ جلد ۱) ہندیہ ص ۳۸۰ جلد ۵ ﴿۱﴾

(۲) پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام پر دافع البلاء والوباء والقحط والمرض کا اطلاق کرنا اس معنی سے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دعا اور توسل سے ان کی تکالیف کو دفع کرتا ہے جائز ہے۔ ﴿۲﴾ اور اس معنی سے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو

﴿۱﴾ قال ابن عابدین ویکره اتخاذ الطعام فی الیوم الاول (والثانی) والثالث وبعدالاسبوع وفیهامن کتاب الاستحسان وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا. (مخلصا)(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۶۶۴ جلد ۱ مطلب فی کراهة الضیافة من اهل المیت) وفی الهندیه ولایباح اتخاذ الضیافة ثلاثة ایّام فی ایام المصیبة واذا اتخذلا بأس بالا کل منه کذافی خزانة المفتین وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا اذاکانت الورثة بالغین.
(هندیه ص ۳۴۴ جلد ۵ الباب الثانی عشرفی الهدایا والضیافات کتاب الکراهیة)

﴿۲﴾ قال الشیخ المفتی الاعظم محمد فرید صاحب دامت برکاتهم: اعلم ان التوسل قسمان شرکی وشرعی الاول ما ذکره اللّٰه تعالیٰ فی قوله: ما نعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفیٰ (الزمر) ای العبادة لغیر الله تعالیٰ لیقربه وحاجاته الی الله والثانی ما لایکون کذلک وله اقسام متعددة الاول التوسل بالایمان الی الغفران کما فی قوله تعالیٰ ربنا اننا آمنا فاغفرلنا ذنوبنا (آل عمران) انا آمنا بربنا لیغفرلنا خطایانا وما اکرهتنا علیه من السحر (طٰه) ولا شک فی جوازه والثانی التوسل باعمال نفسه لقضاء حاجاته الدنیویة کما روی البخاری فی حدیث الغار ان اهل الغار توسلوا با عمالهم الصالحة من العصمة من الزنا الخ ...... والثالث التوسل باعمال غیره لقضاء والحاجات کما فی قوله تعالیٰ وکان ابوهماصالحا (الکهف) حیث حفظ الله خزانة الیتیمین لاجل صلاح ابیهما ...... والرابع التوسل با الدعاء الخ (رسالة التوسل ص ۲ فی آخر منهاج السنن ص ۳۲۲ جلد ۴)

مسلط اور مقرر کیا ہے نا جائز اور شرک ہے واضح رہے کہ چونکہ یہ درود غیر ماثور ہے خواص اس سے مستغنی ہیں اور عوام کیلئے موھم ہے لہٰذا احتیاط نہ پڑھنے میں ہے البتہ صحیح العقیدہ شخص کیلئے اس کا پڑھنا شرک یا حرام یا مکروہ نہیں ہے

(۳) پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ہیئت اجتماعی کے ساتھ دعا نہیں کی ہے نہ فرائض کے بعد اور نہ سنن کے بعد نہ اللھم انت السلام پڑھنے کے وقت اور نہ دیگر ذکر و دعا پڑھنے کے وقت البتہ استسقاء کے وقت کیا ہے۔

(رواہ البخاری) یعنی فعل الرسول اس میں مروی نہیں ہے البتہ حدیث قولی سے دونوں کا جواز ثابت ہے متصل فرائض و ھو مختار البقالی و مال الیہ اکثر الاکابر اور سنن کے بعد و ھو مختار جمھور الاحناف کما فی شرح شرعۃ الاسلام و الیہ میلان صاحب البحر والخلاصۃ و مراقی الفلاح وغیر ھم۔پس اس میں جانبین کی گنجائش ہے۔البتہ التزام بدعت ہے خواہ فرائض کے بعد یا سنن کے بعد ہو البتہ دوام اور التزام میں فرق کرنا ضروری ہے۔﴿۱﴾

(۴) نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا جائز ہے بدعت نہیں ہے جبکہ کسر الصفوف کے بعد ہو کیونکہ جن فقہاء اور مفسرین نے اس کو ممنوع قرار دیا ہے تو اکثر نے دلیل ترک کیا ہے اور بعض نے دلیل ذکر کیا ہے کہ اس دعا میں زیادت علی الجنازہ اور تکرار جنازہ کی تشبیہ ہے اور بلا شک وشبہ کسر الصفوف کے بعد یہ تشبیہ نہیں ہے لہٰذا کراہیت بھی نہ ہوگی نیز مخفی نہ رہے کہ کسی فقیہ نے اس کراہیت کی دلیل ذکر نہیں کی ہے کہ خیر القرون میں یہ معمول نہ تھا یہ سلفی دلیل ہے حنفی دلیل نہیں ہے۔

﴿۱﴾ قال الشیخ المفتی الاعظم محمد فرید : اعلم ان النبی ﷺ لم یدع علی وجه الهیٔة الا جتماعیة بعد الصلوة ولا بعد المکتوبات ولا بعد السنن الرواتب ومن ادعی فعلیه حوالة الحدیث ....نعم دعا علی هذاالوجه فی الخطبة رواه البخاری من حدیث انس.........واختلف مشائخنا فی تعین الافضل کما فی شرح شرعة الاسلام ویغتنم الدعا بعد المکتوبه قبل السنة علیٰ ما روی البقالی المعتزلی فی الاصول الحنفی فی الفروع کصاحب الکشاف ....وبعد السنن والاوراد علی ما روی عن غیره وهو المشهور المعمول فی زماننا ......ورجح اکثر الفقهاء خلافه قال صاحب البحر......صاحب خلاصة الفتاویٰ ......والاشباه والنظائر......وابن الهمام فی فتح القدیر......والعلامة الشامی فی ردالمحتار ....وصاحب مراقی الفلاح وتمامه .

(فی منهاج السنن شرح جامع السنن ص۱۷۵ .۱۷۶ .۱۷۷ جلد۲ باب ماجاء فی الانصراف عن یمینه وعن یساره)

وایضاالتفصیل فی المقالات للشیخ محمد فرید دامت برکاتهم.

(۵) توسل بالصالحین جائز اور مشروع ہے البتہ توسل بالصالحین میں توسل بالذات من حیث الذات (حیوان ناطق) مراد نہیں ہوتا ہے ذات تمام نیک و بد کا یکساں ہے توسل بالمحبة، بالشرکة، بالدعا، بالعمل اور بالوصف مراد ہوتا ہے۔ ﴿۱﴾

(۲) سماع موتی (قریب سے) میں سلفاً وخلفاً اختلاف چلا آ رہا ہے احناف بھی اس میں مختلف ہیں کما فی فتح القدیر البتہ دلائل کی رو سے سماع حق ہے قرآن اس سے ساکت ہے اور احادیث اس پر ناطق ہیں۔ و هو المختار عند ابن تیمیه و ابن القیم و ابن کثیر پس اس معاملہ میں تشدد مناسب نہیں ہے۔ ﴿۲﴾ و هو الموفق

کنکریوں سے ذکر کرنا اور التزام مالا یلزم

سوال: ہمارے ہاں ایک امام بعد نماز فجر اجتماعی کنکریوں پر ذکر کرتے ہیں اور اسے لازمی وضروری سمجھتے ہیں اور مقتدیوں سے بھی پڑھواتے ہیں جبکہ دوسرا امام ان کنکریوں پر ذکر نہیں کرتا ہے اور نہ اسے لازمی سمجھتا ہے تو ان دونوں میں کون حق پر ہے اور کس کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے نیز کنکریوں پر پڑھنا نبی کریم ﷺ یا صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے یا نہیں؟ بینوا و توجروا

المستفتی: غلام حیدر شینہ باغ کیملپور راٹک ۔۔۔۔۔ ۴/صفر ۱۳۹۲ھ

الجواب: کنکریوں سے ذکر کرنا جائز ہے لما رواہ ابوداؤد عن سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه

﴿۱﴾ (والتفصیل فی رسالة التوسل الملحق بمنهاج السنن شرح جامع السنن ص ۳۲۲ جلد ۴)

﴿۲﴾ قال الشیخ مفتی الاعظم محمد فرید مدظله العالی: سماع الموتی کے متعلق اہل علم میں سلفاً خلفاً اختلاف آ رہا ہے۔ ابوطلحہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم نے پیغمبر علیہ السلام سے روایت سماع الموتی کیا ہے۔ کما فی مغازی صحیح البخاری۔ اور اسی طرح عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن سیدان رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت سماع الموتی کیا ہے۔ کما فی فتح الباری ص ۳۰۳ جلد ۷ عن الطبرانی)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سماع الموتی سے انکار کیا ہے۔ اور موتیٰ کیلئے علم اور ادراک کا اثبات کیا ہے۔ کمافی مغازی صحیح البخاری۔ اور بعض علماء کہتے ہیں۔ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے قول سے رجوع کیا ہے۔ بدلیل حدیث امام احمد ومحمد بن اسحاق عن عائشہ رضی اللہ عنہا کہ اس حدیث میں سماع کا اثبات موجود ہے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی طرح کمافی الفتح ص ۳۰۴ جلد ۷)

الیٰ آخره با لتفصیل فی المقالات (المقالات ص ۸۲ بحث سماع الموتیٰ)

مرفوعا و عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ موقوفا ﴿۱﴾ البتہ اس کوضروری اور لازم سمجھنا اور نہ کرنے والوں پر لعن طعن کرنا جائز ہے۔﴿۲﴾ لان اھتمام الشئی فوق المقدار المشروع بدعۃ یدل علیہ قولہ تعالیٰ ادخلوا فی السلم کافۃ ﴿۳﴾ و انکار اللہ تعالیٰ علی من التزم دخول البیوت من ظھورھا ﴿۴﴾ وحدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ .﴿۵﴾ فقط

نوٹ: مبتدع اور فاسق کے پیچھے اقتداء مکروہ تحریمی ہے ﴿۶﴾ و ھو الموفق

مستفتی کے دوبارہ استفسار پر جواب

الجواب: کنکریوں سے ذکر کرنے کی تشریع احادیث سے ثابت ہے۔روی ابوداؤد والترمذی والنسائی و ابن حبان والحاکم و قال صحیح الاسناد انہ دخل مع رسول اللہ ﷺ علی امرئۃ و بین یدیھا نویً او حصی تسبح بہ الحدیث ﴿۷﴾ و کذا رواہ ابو داؤد موقوفا و فی الدر المختار لا بأس باتخاذ المسبحۃ ﴿۸﴾ لہٰذا ان سے ذکر کرنا فی نفسہ جائز ہوگا بے شک ان کا التزام فعلاً یا ترکاً قبیح ہوگا۔﴿۹﴾ اور اسی اصل پر امامت کی کراہت اور عدم کراہت بنا کی جائیگی۔فقط

﴿۱﴾ عن سعد بن ابی وقاص انہ دخل مع النبی ﷺ علیٰ امرأۃ وبین یدیھانوی او حصی تسبح بہ فقال الاخبرک بما ھو ایسر علیک من ھذا ا فضل سبحان اللہ عدد ما خلق فی السماء وسبحان اللہ عدد ما خلق فی الارض وسبحان اللہ عدد ما بین ذالک وسبحان اللہ عدد ما ھو خالق واللہ اکبر مثل ذالک والحمد للہ مثل ذالک ولاالٰہ الا اللہ مثل ذالک ولا حول ولاقوۃ الا باللہ مثل ذالک رواہ الترمذی وابو داؤد قال الترمذی ھذا حدیث غریب . (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۰۱ جلد ۱ باب ثواب التسبیح)

﴿۲﴾ قال ابن نجیم ولان ذکر اللہ تعالیٰ اذا قصدبہ التخصیص بوقت دون وقت او بشئ دون شئ لم یکن مشروعا حیث لم یرد الشرع بہ لانہ خلاف المشروع.(البحر الرائق ص ۱۵۹ جلد ۲ باب العیدین)

﴿۳﴾(پارہ : ۲ سورۃ : البقرہ رکوع :۸ آیت : ۲۰۷)

﴿۴﴾(پارہ:۲ سورۃ : البقرہ رکوع :۷ آیت : ۱۸۸)

﴿۵﴾(رواہ الدارمی ص ۶۱ جلد ۱)

﴿۶﴾ قال الحصکفی ویکرہ امامتہ ...... فاسق ...... ومبتدع ای صاحب بدعۃ.(الدرالمختار ص ۴۱۴ جلد ۱ باب الامامۃ)

﴿۷﴾(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ص ۴۸۱ جلد ۱ مطلب الکلام علی اتخاذ المسبحۃ باب ما یفسد الصلوٰۃ ......)

﴿۸﴾(الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار ص ۴۸۱ جلد ۱ مطلب الکلام علی اتخاذ المسبحہ باب ما یفسد الصلوٰۃ ......)

﴿۹﴾ قال ابن عابدین ان المباح یطلق علیٰ متعلق الاباحۃ الاصلیۃ کما یطلق علی متعلق الاباحۃ الشرعیۃ .... والمباح غیر مطلوب الفعل وانما ھو مخیر فیہ.

(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ص ۷۸ جلد ۱ مطلب ان الاصل فی الاشیاء الاباحۃ کتاب الطھارۃ .)

قبر پر مٹی ڈالنے کے بعد اور تعزیت کیلئے آنے والوں کا ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

سوال : قبر پر مٹی ڈال کر دعا کرنا کیسا ہے اور تعزیت کیلئے آنے والوں کا ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا کس طرح ہے؟

المستفتی: مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم جنڈنوالہ میانوالی......۱۴۰۱/۵/۳۰ھ

الجواب: میت کے دفنانے کے بعد دعا مانگنا مشروع ہے لحدیث ابی داؤد وغیرہ کان النبی ﷺ اذا فرغ من دفن المیت وقف علیه فقال استغفروا لاخیکم واسئلوا له باالتثبت فانه الآن یسئل ﴿۱﴾ البتہ نماز سے خارج وہ ادعیہ جن میں رفع الایدی بالخصوص مروی نہ ہو ہاتھ اٹھانا نہ ممنوع ہے اور نہ مطلوب اس کو جائز قرار دینا اقویٰ ہے بنسبت ناجائز قرار دینے کے لکون رفع الایدی من آداب الدعا ﴿۲﴾ اور اس طرح تعزیت کے وقت دعا کرنے کا حکم بھی ہے۔ و هو الموفق

کسی کو دعائے مغفرت کرنے سے سقوط الحق اور ایک دوسرے کو بخش کرنے سے ذمہ کی براءت کی تحقیق

سوال: (۱) زید کا بکر کے ساتھ لین دین تھا اس میں زید نے بکر سے کچھ رقم یا زمین بھی قبضہ کیا ہے اب زید مر گیا ہے اور بکر زید کے دعا کیلئے آیا اور تعزیت میں کہا کہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ زید کو مغفرت نصیب کرے لیکن دل نہ چاہتا تھا کہ مغفرت ہو تو کیا اس زبانی کہنے سے بکر کا وہ حق جو زید پر تھا ساقط ہو جائے گا؟

(۲) خالد اور عامر دونوں ایک کمرہ میں رہتے ہیں۔ خالد نے عامر سے چوری کی ہے کبھی تیل، کبھی چائے وغیرہ

﴿۱﴾ ابو داؤد ص ۱۰۳ جلد ۲ باب الاستغفار عند القبر للمیت فی وقت الانصراف

﴿۲﴾ قال الشیخ المفتی الاعظم محمد فرید دامت برکاتهم: دعا کرنے کے بہت سے آداب ہیں جن کا اپنے درجے کے موافق رعایت کرنا بہت اہم ہے۔ دونوں ہاتھ اٹھانا کمافی البهیقی یرفع یدیه فی الدعا۔ لیکن نماز میں عام طور پر ہاتھ نہیں اٹھائے جائیں گے۔ کما فی ابن ابی شیبة ان رسول الله ﷺ لم یکن یرفع یدیه حتیٰ یفرغ من صلاته. (مقالات ص ۲۶ المقالة الثالثه فی الدعا) نیز اس کی تائید ابوداود کی کتاب الجہاد کی حدیث سے بھی ہو رہی ہے عن سهل ابن سعد قال قال رسول الله ﷺ ثنتان لاتردان او قل ما تردان الدعاء عند النداء وعند البأس حین یلحم بعضه بعضا قال موسیٰ.........قال وقت المطر .(ابوداؤد ص ۳۵۱ جلد ۱ باب الدعاء عند اللقاء کتاب الجهاد) وایضاً عن مالک بن یسار قال قال رسول الله ﷺ اذاسألتم الله فاسئلوه ببطون اکفکم ولاتسئلوه بظهورها و فی روایة ابن عباس قال سلموا الله ببطون اکفکم و لا تسألوه بظهورها فاذا فرغتم فامسحوا بها وجوهکم رواه ابوداؤد .(مشکواة المصابیح ص ۱۹۵ جلد ۱ کتاب الدعوات)

ایک سال بعد خالد نے عامر سے کہا کہ ابھی جدائی اور فراق ہے ایک دوسرے کو بخشش کریں گے۔ عامر نے کہا کہ میں نے آپ کو بخشش کر دی ہے لیکن عامر کو اس کا مراد وہ مخصوص چیز معلوم نہیں تو کیا اس صورت میں مغفرت ہوگی؟

المستفتی: نامعلوم متعلم دارالعلوم حقانیہ ......۲۵؍رجب ۱۴۰۵ھ

الجواب :(۱) بخشش کرنے اور دعائے بخشش میں زمین وآسمان جتنا فرق ہے۔

(۲) یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے البتہ مفتیٰ بہ قول کی بناء پر بخشش ہوجاتی ہے کما فی شرح الفقه الاکبر ص ۱۲۷ لملا علی قاری و فی الخلاصه قال لاخر حللنی من کل حق هو لک ففعل فابرءه ان کان صاحب الحق عالما به برئ حکما و دیانة و ان لم یکن عالما به برئ حکما بالاجماع و اما دیانة فعند محمد لا یبرء و عند ابی یوسف یبرء و علیه الفتویٰ انتهی و فیه انه خلاف اختاره ابوالليث و لعل قوله مبنی علی التقویٰ. و هو الموفق

اجتماعی طور پر ذکر بالجہر، درود شریف وغیرہ پڑھنا

سوال : (۱) خواب، ریا، نیند کے علاوہ ذکر بالجہر جائز ہے یا نہیں؟

(۲) بعض لوگ ذکر بالجہر کو بدعت اور منع کرتے ہیں قول فیصل کیا ہے؟

(۳) ذکر جہری بطور اجتماع تا کہ دلوں کو آپس میں ایک دوسرے سے انوارات منتقل ہوجائیں آپس میں شوق و رغبت پیدا ہوجائے اس کا کیا حکم ہے؟

(۴) نماز باجماعت میں سلام کے بعد زور سے چند دفعہ کلمہ طیبہ استغفار یا اور ذکر واذکار منقولہ کرنا کیسا ہے بدعت تو نہیں ہے؟

(۵) درود شریف صل علی نبینا صل علی محمد صل علیٰ رسولنا صل علیٰ محمد اور شوق دل سے کہتا ہے تا کہ دل کو مزہ آجائے شوق پیدا ہوجائے جائز ہے یا ناجائز؟

(۶) فتاویٰ رشیدیہ کا حوالہ ہے کہ ہمارا مشرب قول صاحبین کا ہے انہیں ذکر بالجہر کہتے ہیں۔

المستفتی: مولوی رفیع محمد ہنگو کوہاٹ

الجواب: (۲،۱) ذکر بالجہر جائز ہے جبکہ ریاء اور ایذا سے خالی ہو اگرچہ یہ ذکر ہیئت اجتماعیہ سے ہو۔
كما فى رد المحتار فى باب احكام المساجد عن الامام الشعرانى ﴿۱﴾ واما الهيئة الاجتماعيه فيدل عليها مارواه الترمذى عن انس رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ اذا مررتم برياض الجنة فارتعوا قالوا و ما رياض الجنة قال حلق الذكر ﴿۲﴾ و ما رواه مسلم قال خرج معاويه على حلقة فى المسجد و فى آخره ان الله يباهى بكم الملائكة. ﴿۳﴾
(۳) یہ تحریک علاجاً مشروع ہے اور بذات خود مسنون نہیں ہے۔ ﴿۴﴾
(۴) جہال لوگوں کے نزدیک سنت فعل رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مختص ہے حالانکہ سنت فعل وقول وتقریر تینوں کا نام ہے ان کے نزدیک پائجامہ پہننا اور پشتو یا اردو میں ترجمہ قرآن کرنا بھی بدعت ہوں گے۔
(۵) اگر یہ صلاۃ وسلام ریاء اور ایذاء سے خالی ہو اور اہل بدع کا شعار نہ ہو تو اس پر انکار کرنا منکر ہے۔ ﴿۵﴾
(۶) تمام فروع میں فقہ حنفی کا اتباع ضروری ہے .و هو الموفق

صبح کی نماز کے بعد بلا التزام پتھروں پر کلمہ شریف اور درود شریف پڑھنا جائز ہے

سوال: ہم صبح کی نماز پڑھ کر دعا کے بعد جو لوگ جانا چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں۔ فارغ لوگ بیٹھ کر

﴿۱﴾ قال ابن عابدين وفى حاشية الحموى عن الامام الشعرانى اجمع العلماء سلفا وخلفا على استحباب ذكر الجماعة فى المساجد وغيرها الا ان يشوش جهرهم على نائم اومصل او قارئ الخ
ردالمحتار هامش الدرالمختار ص۴۸۸ جلد ۱ مطلب فى رفع الصوت بالذكر باب احكام المساجد)
﴿۲﴾ (مشكواة المصابيح ص۱۹۸ جلد ۱ باب ذكر الله عزوجل والتقرب اليه)
﴿۳﴾ مشكواة المصابيح ص۱۹۸ جلد ۱ باب ذكر الله عز وجل والتقرب اليه)
﴿۴﴾ قال ابن عابدين ان الجهر افضل لا نه اكثر عملا ولتعدى فائدته الى السامعين ويوقظ قلب الذاكر فيجمع همه الى الفكر ويصرف سمعه اليه ويطرد النوم ويزيد النشاط.
(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص۴۸۸ جلد ۱ مطلب فى رفع الصوت بالذكر باب احكام المساجد)
﴿۵﴾ قال ابن عابدين بان ذالك يختلف باختلاف الاشخاص والاحوال كما جمع بذالك بين احاديث الجهر والاخفاء بالقراءة ولا يعارض ذالك حديث خير الذكر الخفى لانه حيث خيف الرياء او تأذى المصلين اوالنيام فان خلاهماذكر فقال بعض اهل العلم ان الجهر افضل .الخ
(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص۴۸۸ جلد ۱ .مطلب فى رفع الصوت بالذكر باب احكام المساجد)

گول گول پتھروں پر درود شریف اور کلمہ شریف پڑھتے ہیں کیا ایسا کرنا برا ہے یا اچھا ہے۔اس کے متعلق منع یا جواز کسی کتاب سے تحریر فرماویں۔

المستفتی: غلام حسین بازار کیملپور اٹک

الجواب : بلاالتزام جائز اور کارثواب ہے بشرطیکہ اس عمل کو تخصیص اور تقیید کے اعتقاد سے نہ کرتا ہو بلکہ صرف ذکر کی حیثیت سے کرتا ہو۔یدل علیہ مافی البحر لان ذکر الله اذا قصد به التخصیص بوقت دون وقت او بشیٔ دون شیٔ لم یکن مشروعا انتهٰی . ثم قال بعد و لکن لو کبر لانه ذکر الله یجوز و یستحب و فیه ایضا امام یعتاء فی کل غداة مع جماعته قراء ة آیة الکرسی و آخر البقرة و شهد الله و نحوله جهرا لا بأس به .﴿۱﴾ فقط

لاؤڈ اسپیکر پر تلاوت اور تراویح پڑھنا

سوال :بعض حافظ قرآن تراویح میں قرآن مجید لاؤڈ سپیکر پر پڑھتے ہیں حالانکہ مقتدی بغیر لاؤڈ سپیکر کے بھی سن سکتے ہیں محلّہ والوں اور گھروں میں نماز پڑھنے والوں کی نماز میں کافی خلل بھی پڑتا ہے۔اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: حافظ عطاء الله مدرسہ عربیہ قلات بلوچستان......۲۸رشوال ۱۴۰۲ھ

الجواب : لاؤڈ سپیکر پر نماز پڑھنا ختم القرآن کرنا بذات خود نہ مطلوب ہے اور نہ ممنوع ہے البتہ ایذا کی صورت میں ممنوع ہے۔ کما فی الحموی عن الامام الشعرانی و فی الشامیة ص۶۱۸ ج۱ مصرح ﴿۲﴾ نیز جس شخص کو گانا بجانا ریکارڈنگ وغیرہ سے تکلیف نہیں ہوتی اور لاؤڈ سپیکر پر قرآن پڑھنا تکلیف دیتا ہو تو وہ قابل تعجب ہے .و هو الموفق

نماز جمعہ کے فوراً بعد ذکر بالجہر کرنا

﴿۱﴾(البحر الرائق ص ۱۵۹ جلد ۱ .باب العیدین)

﴿۲﴾قال ابن عابدین اجمع العلماء سلفا و خلفا علی استحباب ذکر الجماعة فی المساجد و غیرها الا ان یشوش جهرهم علی نائم اومصل او قارئ الخ

(ردالمحتار هامش الدر المختار ص۴۸۸ جلد ۱ .مطلب فی رفع الصوت بالذکر باب احکام المساجد)

سوال: ہمارے ہاں ایک مسئلہ پر اختلاف ہے کہ دو رکعت نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد فوراً بلند آواز سے کلمہ طیبہ اور درود شریف پڑھنا کیسا ہے اور ذکر بالجہر کرنے والے آدمی کا کیا حکم ہے اور نیز یہ کہ ذکر بالجہر کرنا واجب ہے سنت یا مستحب ہے عقلی ونقلی دلائل سے جواب مزین فرماویں؟

المستفتی: محمد سفارش علی ہائی سکول گلہڑہ گلی مری......۱۵رصفر ۱۳۸۹ھ

الجواب: ذکر بالجہر میں علماء کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک جائز ہے اور بعض کے نزدیک ناجائز ہے اور راجح جواز ہے بشرطیکہ اس میں کسی مصلی یا نائم کو تکلیف نہ ہو وفی الحموی عن الامام الشعرانی اجمع العلماء سلفا و خلفا علی استحباب ذکر الجماعة فی المساجد وغیرھا الا ان یشوش جھرھم علی نائم او مصل او قارئ الخ ﴿۱﴾ (رد المحتار ص ۲۱۸ ج ۱) نیز قرآن مجید میں ذکر بالجہر سے منع نہیں ہوا ہے اور جن روایات حدیثیہ میں منع وارد ہے تو وہ نہی تحریمی نہیں ہے بلکہ ترحمی اور ارشادی ہے۔ ﴿۲﴾

ایذا اور ریاء سے خالی ذکر بالجہر جائز ہے

سوال: ذکر بالجہر کا کیا حکم ہے؟ برائے مہربانی جواب سے نوازیں۔

المستفتی: نذیر محمد قریشی انجراپنڈی گھیپ اٹک...... ۷رجب ۱۴۰۲ھ

الجواب: ذکر بالجہر جائز ہے جبکہ ایذا اور ریاء سے خالی ہو۔ کما فی رد المحتار ص ۲۱۸ ج ۱ و فی حاشیة الحموی عن الامام الشعرانی اجمع العلماء سلفا و خلفا علی استحباب ذکر الجماعة فی المساجد وغیرھا الا ان یشوش جھرھم علی نائم او مصل او قارئ الخ ﴿۳﴾ انتھیٰ قلت و یؤیده مارواه البخاری عن ابن عباس رضی الله عنهما انهم کانوا لا یعرفون انقضاء الصلاة الا بالجهر بالذکر او کما قال . ﴿۴﴾ و هو الموفق

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۴۸۸ جلد ۱ .مطلب فی رفع الصوت بالذکر باب احکام المساجد)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین بان ذالک یختلف با ختلاف الاشخاص والاحوال کماجمع بذالک بین احادیث الجهر والاخفاء بالقراءة ولایعارض ذالک حدیث خیر الذکر الخفی لانه حیث خیف الریاء اوتأذی المصلین اوالنیام فان خلاهما ذکر فقال بعض اهل العلم ان الجهر افضل الخ

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۴۸۸ جلد ۱ .مطلب فی رفع الصوت بالذکر باب احکام المساجد)

﴿۳﴾ (ردالمحتارهامش الدرالمختار ص ۴۸۸ جلد ۱ .مطلب فی رفع الصوت بالذکرباب احکام المساجد)

﴿۴﴾ عن ابی معبد مولی ابن عباس اخبره ان ابن عباس خبره ان رفع الصوت بالذکر حین ینصرف الناس من المکتوبة کان علی عهد النبی ﷺ وقال ابن عباس کنت اعلم اذاانصرفوا بذالک اذاسمعته.(صحیح البخاری ص ۱۱۶ جلد ۱ .باب الذکر بعد الصلواة)

مرشد کا ذکر بالجہر کیلئے مسجد میں حلقہ بنانا

سوال: ایک مرشد صبح کی نماز کے بعد اپنے گرد حلقہ بنا کر ذکر بالجہر کرتے ہیں اور حلقے والوں کو بھی ذکر بالجہر کا حکم دیتے ہیں اس وقت نماز پڑھنے والے کو، اس طرح تلاوت ودرود شریف والے کو باہر نکلنے کا کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ نماز اور تلاوت کا وقت نہیں ذکر کا وقت ہے لیکن یہ ذکر اتنے زور سے کیا جاتا ہے کہ نماز وغیرہ ناممکن ہو جاتا ہے اگر انہیں آہستہ ذکر کا کہا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ذکر بالجہر کا مانع کافر ہے اور دلیل میں یہ پیش کرتے ہیں کہ تین نمازیں جہری کیوں ہیں اور دوسری دلیل واذا قرء القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون. تو کیا یہ ذکر اسی طریقے سے جائز ہے؟

المستفتی: قاری فضل عظیم اکبر پورہ نوشہرہ پشاور......۲۲/۳/۱۹۷۳

الجواب: ذکر بالجہر اگر چہ فی نفسہ جائز ہے لیکن ایذاء کی وجہ سے ناجائز ہوگا یدل علیه مافی رد المحتار ص ۲۱۸ ج ۱ و فی حاشية الحموی عن الامام الشعرانی اجمع العلماء سلفا خلفا على استحباب ذكر الجماعة فى المساجد و غيرها الا ان يشوش جهرهم على نائم او مصل او قارئ الخ ﴿۱﴾ فقط

لاؤڈ سپیکر پر ذکر جہری کو بکواس کہنا اور اس پر تنبیہ کرنیوالے کا حکم

سوال: ایک شخص لاؤڈ سپیکر پر بلند آواز سے کلمہ پڑھ رہا تھا جس پر ایک شخص نے کہا کہ یہ کیا بکواس بک رہا ہے۔ کیا یہ بات کرنے سے وہ شخص کافر بن گیا ہے یا نہیں جو سامعین اس پر اعتراض نہیں کرتے ہیں ان کا کیا حکم ہے اور جو شخص اس پر تنبیہ کرے اس کا کیا حکم ہے ایسے طریقے پر مسلمان کو کیا کرنا چاہیے؟

المستفتی: سید محمد

الجواب: چونکہ جہر موذی کو بکواس کہنے کا احتمال موجود ہے لہٰذا اس شخص پر کفر کا فتویٰ لگانا بے محل ہے ﴿۲﴾ سامعین بشرط قدرت گنہگار ہیں اور تنبیہ کرنیوالا شخص گناہ سے بچ گیا اور اس نے حکم شرعی ادا کیا۔ فقط

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۴۸۸ جلد ۱. مطلب فى رفع الصوت بالذكر باب احكام المساجد)

﴿۲﴾ قال الحصكفى اذا كان فى المسئلة وجوه توجب الكفر وواحد يمنعه فعلى المفتى الميل لما يمنعه. (الدر المختار على هامش ردالمحتار ص ۳۱۶ جلد ۳. باب المرتد)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا کنکریوں پر ذکر سے ممانعت تخصیص علی وجہ التشریع پر محمول ہے

سوال: کتاب راہ سنت صفحہ ۱۱۸ پر مولانا سرفراز خان صفدر صاحب نے یہ حدیث نقل کی ہے جس سے کنکریوں وغیرہ پر ذکر کرنے سے ممانعت معلوم ہوتی ہے حدیث یہ ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک دن گذر ایک مسجد سے ہوا تو مسجد میں ذاکرین کی جماعت میں سے ایک شخص کہتا تھا سو مرتبہ الله اکبر پڑھو تو حلقہ نشین لوگ کنکریوں پر سو مرتبہ تکبیر کہتے، پھر وہ کہتا کہ سو مرتبہ لاالـه الا الـلـه پڑھو وہ سو بار پڑھتے پھر وہ کہتا سو دفعہ سبحـان الـلـه کہو وہ سن کر کنکریوں پر سو دفعہ تسبیح پڑھتے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم ان سنگریزوں اور کنکریوں پر کیا پڑھتے تھے وہ کہنے لگے ہم تکبیر و تہلیل و تسبیح پڑھتے رہے ہیں آپ نے فرمایا تم ان کنکریوں پر اپنے گناہوں کو شمار کیا کرو میں اس کا ضامن ہوں کہ تمہاری نیکیوں میں سے کچھ بھی ضائع نہ ہوگا۔ تعجب ہے تم پر اے امت محمد ﷺ کیا ہی جلدی ہلاکت میں پڑ گئے ہوابھی تک صحابہ کرام تم میں بکثرت موجود ہیں اور ابھی تک حضور ﷺ کے کپڑے پرانے نہیں ہوئے اور ابھی تک آپ کے برتن نہیں ٹوٹے اندریں حالت تم بدعت کا دروازہ کھولتے ہو'' اس حدیث کی بنا پر تسبیح وغیرہ کا حکم کیا ہوگا؟ بینوا و توجروا

المستفتی: غلام حسین کیمل پور

الجواب: اس روایت کو راہ سنت کے مصنف نے دارمی وغیرہ سے نقل کیا ہے لیکن واضح رہے کہ صورت مذکورہ میں امر منکر کنکریوں پر تسبیح کرنا نہیں ہے لانـه ثـابـت موقوفا و مرفوعا بروايات صحيحة اور منکر حلقہ اور جماعت کے ساتھ ذکر بھی نہیں ہے لثبوتـه فـي الاحـاديث المرفوعة الصحاح اور منکر صرف تعین بھی نہیں ہے لانـه ثبت منه تخصيص الخميس للتذكير بلکہ یہ انکار تخصیص علی وجه التشريع یا سد باب پر محمول کیا جائے گا اور بظاہر اس کی مراد یہ معلوم ہوتی ہے کہ منکر کنکریوں سے شمار ہے لیکن یہ معارض ہے دیگر روایات سے لہٰذا تمام روایات پر نظر ڈالنے کے بعد حکم کرنا چاہیے نہ کہ صرف ایک روایت پر نظر کرنے کے بعد فیصلہ کرنا چاہیے۔ فقط ﴿۱﴾

﴿۱﴾ قـال ابـن عـابـديـن (هـل يـكـره رفـع الـصـوت بـالـذكـر والدعاء) اقول اضطرب كلام البزازية فنقل اولا عن فتـاوىٰ القاضي انه حرام لما صح عن ابن مسعود انه اخرج جماعة من المسجد يهللون ويصلون على النبي ﷺ جهـراً وقـال لهـم ما اراكم الا مبتدعين ثم قال البزازي وما روى فى الصحيح انه عليه السلام قال لرافعي اصواتهم بـا لـتـكـبـيـر اربـعـوا على انفسكم انكم لن تدعوا اصم ولا غائباً انكم تدعون سميعاً بصيراً قريباً انه معكم الحديث يحتمل ان لم يكن للرفع مصلحة فقد روى انه كان فيه غزاة ولعل رفع الصوت يجر بلاء (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

سنگریزوں پر کلمہ یا درود شریف پڑھنا

سوال: روزانہ بوقت بعد از نماز فجر عموماً یا کسی اور مقررہ وقت پر سنگریزوں کے ذریعہ کلمہ شریف یا درود شریف پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی: ماسٹر غلام محمد ماڑی کنجور کیمل پور اٹک......۲۵/ذی قعدہ ۱۳۸۸ھ

الجواب: بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے انکار مروی ہے لیکن احادیث نبوی اور بعض آثار سے جواز معلوم ہوتا ہے لہٰذا یہ جائز ہے جس طرح لکڑی کی تسبیح کے ساتھ جائز ہے۔ ﴿۱﴾ فقط

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) والحرب خدعة ولهذا نهى عن الجرس فى المغازى واما رفع الصوت بالذكر فجائز كما فى الاذان والخطبة والجمعة والحج وقد حرر المسئلة فى الخيريه وحمل ما فى فتاوىٰ القاضى على الجهر المضر وقال ان هناك احاديث اقتضت طلب الجهر واحاديث طلب الاسرار والجمع بينهما بان ذالك يختلف باختلاف الاشخاص والاحوال فالاسرار افضل حيث خيف الرياء او تاذى المصلين اوالنيام والجهر الفكر ويصرف سمعه اليه ويطرد النوم ويزيد النشاط.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۲۸۲ جلد ۵ كتاب الحظر والاباحة)

وايضاً فى ردالمحتار .لا بأس باتخاذ المسبحة................ودليل الجواز ما رواه ابوداؤد والترمذى والنسائى وابن حبان والحاكم وقال صحيح الاسناد عن سعد بن ابى وقاص انه دخل مع رسول الله ﷺ على امرأة وبين يديها نوى او حصاً تسبح به فقال اخبرك الخ

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۴۸۱ جلد ۱ مطلب الكلام على اتخاذ المسبحه)

وايضاً ما رواه الترمذى عن انس قال قال رسول الله ﷺ اذا مررتم برياض الجنة فارتعوا قالوا وما رياض الجنة قال حلق الذكر .مشكواة المصابيح ص۱۹۸ جلد ۱ باب ذكر الله عز وجل والتقرب اليه)

﴿۱﴾ قال ابن عابدين والمشهور شرعاً اطلاق السبحة بالضم على النافلة قال فى المغرب لانه يسبح فيها ودليل الجواز مارواه ابوداؤد والترمذى والنسائى وابن حبان والحاكم وقال صحيح الاسناد عن سعد بن ابى وقاص انه دخل مع رسول الله ﷺ على امرأة وبين يديها نوى او حصا تسبح به ....الخ مثل ذالك فلم ينهها عن ذالك وانما ارشدها الى ماهو ايسر وافضل ولو كان مكروهالبين لهاذالك ولا يزيد السبحة على مضمون هذا الحديث الاّ بضم النوى فى خيط ومثل ذالك لايظهر تاثيره فى المنع فلا جرم ان نقل اتخاذ ها والعمل بها عن جماعة من الصوفية الاخيار وغيرهم الخ

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۴۸۱ جلد ۱ .مطلب الكلام على اتخاذ المسبحة)

نمازعید کے بعد دعا مانگنا مباح ہے

سوال: عید کی نماز کے بعد دعا مانگنا کیسا ہے وضاحت فرمائیں۔
المستفتی: سراج الدین حقانی ڈومیل جہلم......۳/ذی الحجہ ۱۴۰۶ھ

الجواب: نماز عید کے بعد دعا مانگنا نہ مطلوب شرعی ہے اور نہ ممنوع شرعی، امر مباح ہے اور ہر مباح عوارض خارجیہ کی وجہ سے کبھی حرام اور کبھی واجب ہوجاتا ہے۔ ﴿۱﴾ فقط

عدم ایذاء کے وقت مسجد میں ذکر بالجہر جائز ہے

سوال: کیا مسجد میں ذکر بالجہر مکروہ تحریمی ہے جبکہ اس وقت نہ کوئی نماز پڑھتا ہے اور نہ کوئی اور نقص ہو اگرچہ افضل تو اخفاء ہے لیکن جہراً کیوں حرام ہے؟ دلیل سے مطلع کر کے ممنون فرماویں۔
المستفتی: حکیم عبدالرزاق ہری پور ہزارہ......۱۹/۳/۱۹۶۹

الجواب: جهر فی المسجد میں اختلاف ہے راجح یہ ہے کہ جب نائم یا مصلی کو تکلیف نہ ہو تو جائز ہے فی حاشية الحموی عن الامام الشعرانی اجمع العلماء سلفا خلفا علی استحباب ذکر الجماعة فی المساجد وغیرها الا ان یشوش جهرهم علی نائم او مصلی او قارئ ﴿۲﴾ فقط

﴿۱﴾ قال ابن عابدین والمباح غیر مطلوب الفعل وانما هو مخیر فیه .(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص۸۷ جلد ۱ .مطلب المختار ان الاصل فی الاشیاء الاباحة)

وایضاً فی تقریرات الرافعی (اماما نص علی اباحته او فعله علیه السلام فلاینفع)فیه ان ما نص الشارع علی اباحته اوفعله تثبت الاباحة فیه بان الاصل فی الاشیاء الاباحة ونص الشارع او فعله انما افاد حقیقة تقریر الثابت بالاصل .(تقریرات رافعی ص ۱۶ جلد ۱ کتاب الطهارة)

وعن ام عطیة قالت امرنا ان نخرج الحیض یوم العیدین وذوات الخدور فیشهدن جماعة المسلمین ودعوتهم تعتزل الحیض الخ(مشکواة المصابیح ص ۱۲۵ جلد ۱ باب صلواة العیدین)

﴿۲﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ص۴۸۸ جلد ۱ مطلب فی رفع الصوت بالذکر فی المساجد باب احکام المساجد)

نمازتراویح میں الصلاۃ برمحمد زور سے پکارنا

سوال: چار رکعت نماز تراویح پڑھنے کے بعد کھڑے ہوتے وقت الصلاۃ برمحمد ﷺ زور سے پکارنا ٹھیک ہے یانہیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: صوفی محمد سخی محمد چتال سہگل آباد جہلم......۱۹۶۹ء/۳/۱۰

الجواب: التزام مالایلتزم کی وجہ سے بدعت ہے۔﴿۱﴾ فقط

ذکر ودرود سے منکر کی امامت اور منکر دعا کا مسئلہ

سوال: ایسے لوگ جو درود شریف کے مخالف ہوں فاتحہ ودعا کے مخالف ہوں کیا ایسے شخص کو پیش امام بنانا جائز ہے نیز کنکریوں پر درود پڑھنا اور جہر سے درود وغیرہ پڑھنا اس میں کیا نقص ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: شاہ میڈیکل ہال کیمل پور......۵/شوال ۱۳۹۵ھ

الجواب: جو گروہ درود ماثورہ سے منکر ہیں تو ان کو امام نہ بنائیں اور اگر درود کی وجہ سے تکلیف پہنچانے کو برا کہتے ہوں یا خلاف شرع درود سے منکر ہوں تو ان کو امام بنانے میں کوئی حرج نہیں نیز دعا سے منکر اور التزام سے منکر میں فرق ہے اول نا قابل امامت ہے اور دوسرا قابل امامت ہے اور کنکریوں سے کوئی ذکر کرنا مشروع اور مسنون ہے﴿۲﴾ البتہ جہر مفرط وغیرہ امور نا جائز ہیں۔فقط

﴿۱﴾قال ابن عابدین لا یمنع من ذکر اللہ تعالیٰ فی وقت من الاوقات بل من ایقاعہ علی وجہ البدعۃ..........وبان تخصیص الذکر بوقت لم یرد بہ الشرع غیر مشروع.
(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ص ۶۱۳ جلد ۱ باب العیدین)

﴿۲﴾قال ابن عابدین لا بأس باتخاذ المسبحۃ ،والمشھور شرعاًاطلاق السبحۃ بالضم علی النافلۃ قال فی المغرب لا نہ یسبح فیھا ودلیل الجواز ما رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن حبان والحاکم وقال صحیح الاسناد عن سعد بن ابی وقاص الخ..........فلم ینھھا عن ذالک وانما ارشدھا الی ما ھو ایسر وافضل ولو کان مکروھا لبین لھا ذالک ولایزید السبحۃ علی مضمون ھذا الحدیث الا بضم النوی فی خیط ومثل ذالک لایظھر تاثیرہ فی المنع الخ(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ص ۴۸۱جلد ۱ مطلب الکلام علی اتخاذ السبحۃ)
وایضاً فی ردالمحتار اجمع العلماء سلفاً وخلفا علی استحباب ذکر الجماعۃ فی المساجد وغیرھا الا ان یشوش جھرھم علی نائم او مصل او قارئ الخ(ردالمحتار ص ۴۸۸ جلد ۱ مطلب فی رفع الصوت بالذکر)

درود ماثور یا غیر ماثور اور ذکر خفی یا جہری میں کونسی افضل ہے

سوال: ذکر بالجہر افضل ہے یا ذکر خفی۔ نیز درود شریف جو احادیث میں آئے ہیں وہ درست ہیں یا اپنی طرف سے مصنوعی درود شریف پڑھنا؟ بینوا و توجروا

المستفتی: نامعلوم

الجواب: جہاں جہر مطلوب شرعاً نہ ہو تو وہاں اخفاء بہتر ہے البتہ جہر جائز ہے بشرط عدم ایذاء ﴿۱﴾ رد المحتار وغیرہ) جب درود ماثور میں کثرت ہے تو غیر ماثور کی کیا حاجت ہے لیکن باوجودیکہ اگر مضمون درست ہو تو پڑھنا جائز ہے۔ فقط

دعا الحمد لله رب السموات والارض رب العالمین الخ کی سند

سوال: ایک چیز کی سند دریافت کرنا چاہتا ہوں اس کے متعلق روایت ہے کہ اس کا پڑھنے والا ماں باپ کے حقوق ادا کرنیوالوں میں سے ہوگا تسبیح یہ ہے ۔بسم الله الرحمن الرحیم الحمدلله رب السموات والارض رب العالمین و له النور فی السموات والارض و هو العزیز الحکیم ۔اس کے متعلق ذرا تحقیق فرما کر جواب مرحمت فرمائیں کہ آیا یہ حدیث مبارک ہے یا اور کچھ ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: محمد غفار فقیر آباد پشاور......۱۹/رجب ۱۳۸۹ھ

الجواب: مناسب تتبع کے باوجود یہ دعا حدیث نبوی میں نہ ملی شاید یہ کسی بزرگ کا ارشاد ہوگا۔

اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

سوال: اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا افضل ہے یا دل میں بغیر ہاتھ اٹھائے دعا کرنا افضل ہے اس کے درمیان علماء کا کیا اختلاف ہے؟ بینوا و توجروا

﴿۱﴾ قال ابن عابدین اجمع العلماء سلفاً و خلفاً علی استحباب ذکر الجماعة فی المساجد وغیرها الا ان یشوش جهرهم علی نائم اومصل او قارئ الخ

(ردالمحتار هامش الدر المختار ص۴۸۸ جلد ۱ مطلب فی رفع الصوت بالذکر باب احکام المساجد)

المستفتی: مثل زادہ ترلاندی صوابی......۱۹۶۹ء/۵/۱۲

الجواب: اس دعا میں ہاتھ اٹھانا یا اس سے منع کوئی بھی ثابت نہیں ہے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ ہاتھ نہ اٹھائے اور ہاتھ اٹھانے والے پر انکار بھی نہ کرے۔ و ھو الموفق

اسم اعظم اللہ کا نام ہے

سوال: اسم اعظم کیا چیز ہے؟

المستفتی: محمد عارف اسماعیلہ مردان......۱۹۷۷ء/۸/۱۹

الجواب: اسم اعظم اللہ تعالیٰ کا ایک نام ہے جس کی وجہ سے دعا قبول ہوتی ہے۔ و ھو الموفق

درود تاج کا پڑھنا

سوال: درود تاج میں جو الفاظ دافع البلاء والوباء سے لیکر والاحد تک مذکور ہیں بعض صاحبان کہتے ہیں کہ یہ صفت صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اس لئے ان کا پڑھنا اچھا نہیں ہے اس سے شرک پیدا ہوتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟

المستفتی: سید فداء الرحمٰن پرائمری سکول شبقدر رفورٹ چارسدہ......۱۹۷۲ء/۱۰/۱۲

الجواب: درود تاج اس عقیدے سے پڑھنا کہ پیغمبر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دفع بلایا وغیرہ کیلئے مقرر کیا ہے شرک اور حرام ہے اور ایک صحیح العقیدہ آدمی کیلئے جس کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا اور توسل سے بلایا وغیرہ کو دفع کرتا ہے جائز ہے لیکن درود ماثور کو چھوڑ کر غیر ماثور کو پڑھنا انصاف سے بعید ہے۔ و ھو الموفق

توسل بذوات الانبیاء والاولیاء اور مسلک دیوبند

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ توسل بذوات الانبیاء میں جمہور اہل سنت والجماعت کا مسلک کیا ہے حضرات دیوبند کا اس بارے میں کیا مسلک ہے اور اس کا منکر دیوبندی ہے یا نہیں؟ بینوا و توجروا

المستفتیان: اہالیان ایبٹ آباد ضلع ہزارہ......۱۹۶۹ء/۶/۲۲

الجواب: تمام اکابرین دیوبند توسل بالصالحین کے قائل ہیں مثلاً حضرت گنگوہی مولانا تھانوی وغیرہما ملاحظہ ہوالمہند۔ توسل بالصالحین فرقہ نجدیہ سلفیہ نہیں مانتے ہیں لیکن قرآن وحدیث سے جواز ثابت ہے﴿۱﴾ اگر ضرورت ہوتو دلائل طلب کرسکتے ہیں۔ فقط

صلاۃ وسلام پڑھنا

سوال: صلاۃ وسلام پڑھنا کیسا ہے بعض لوگ اس میں مختلف باتیں کرتے ہیں؟

المستفتی: محمد امین تلہ گنگ کیمل پور

الجواب: نبی کریم ﷺ پر صلاۃ وسلام پڑھنا عبادت ہے خواہ اذان سے قبل ہو یا اذان کے بعد ہو ان میں سے کوئی ایک ممنوع نہیں ہے البتہ بطور التزام پڑھنا﴿۲﴾ اور جہر سے نمازی وغیرہ کو تکلیف پہنچانا﴿۳﴾ اور حضور ﷺ کو حاضر ناظر کے اعتقاد سے پڑھنا ممنوع ہے۔ و هو الموفق

﴿۱﴾ التوسل بمحبة الصالحين .قال الله تعالىٰ و كانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا . (بقره) ذكر السدى انهم كانوا اذا شتدالحرب بينهم و بين المشركين اخرجوا التوراة وو ضعو ا ايديهم على موضع ذكر النبى ﷺ و قالوا اللهم انا نسئلک بحق نبيک الذى و عدتنا ان تبعثه فى آخر الزمان ان تنصرنا اليوم على عدونا . فينصرون (روح المعانى ص ۳۲۰ جلد ۱)

(۲) التوسل بشركة الصالحين : قال الله تعالىٰ و ما كان الله ليعذبهم و انت فيهم .(الانفال) (۳) التوسل با عمال الصالحه والجاه للصالحين : قال الله تعالىٰ و كان ابو هما صالحاً (الكهف) (۴) التوسل بالا عمال و القرابة للصالحين : قال الله تعالىٰ و الذين آمنوا و اتبعتهم ذريتهم بايمان الحقنا بهم ذريتهم. (سورة الطور) (۵) التوسل باعمال نفسه و طاعتها : قال الله تعالىٰ و ابتعوا اليه الوسيلة • (المائدة)

﴿۲﴾ قال ابن نجيم و لان ذكر الله تعالى اذا قصد به التخصيص بوقت دون وقت او بشئى دون شئى لم يكن مشروعاً حيث لم يرد الشرع به لانه خلاف المشروع . (البحر الرائق ص ۱۵۹ جلد ۲ باب العيدين)

﴿۳﴾ قال ابن عابدين و فى حاشية الحموى عن الامام الشعرانى اجمع العلماء سلفاً و خلفاعلى استحباب ذكر الجماعة فى المساجد و غير ها الا ان يشوش جهر هم على نائم او مصل او قارئ الخ (رد المحتار هامش الدر المختار ص ۴۸۸ جلد ۱ مطلب فى رفع الصوت با ب الذكر باب احكام المساجد)

خودساختہ درود شریف کا پڑھنا

سوال :ہمارے مسجد میں عموماً جمعۃ المبارک کے دن امام صاحب قبل اذان خطبہ حمد وثنا کے بعد مسلمانوں کوشوق دلانے کیلئے فضیلت سیرت پاک کا بیان کرتے ہوئے درود شریف کوآواز بلند پڑھتے جاتے ہیں اورلوگ بھی پڑھتے ہیں درود یہ ہے صل علی سیدنا صل علی محمد ، صل علیٰ شفیعنا صل علی محمد ، صل علیٰ رحیمنا، صل علیٰ محمد ، صل علیٰ نورناصل علیٰ محمد ،بعض لوگ اس کو بکواس کہتے ہیں ہمیں صحیح صورت حال سے آ گاہ کیا جائے۔

المستفتی :نامعلوم......۱۳رمحرم ۱۳۹۷ھ

الجواب: واضح رہے کہ یہ درودخودساختہ ہے پڑھنا جائز ہے افضل نہیں ہے واضح رہے کہ بسا اوقات ایک جائزاورمباح چیزعوارض خارجیہ کی وجہ سے ممنوع قرار دی جاتی ہے اور درود ماثورکوانفرادی طور سے پڑھنا سب سے بہترین امر ہے البتہ کسی جائز درودکوبکواس کہنا بکواس ہے۔و ھو الموفق

درودتاج کے موہم الفاظ کی مناسب تاویل

سوال : (۱) درودتاج کے یہ الفاظ حضورﷺ کی شان میں کہنا کس طرح ہیں دافع البلاء والوباء والمرض والقحط والالم (۲) اوراس درودشریف میں یہ الفاظ بھی ہیں نور ،من نور الله . یعنی اللہ کے نورمیں سے ایک نور ہے لہٰذا اگران الفاظ کی کوئی مناسب تاویل ہوتو لکھ دیں اورثواب دارین حاصل کریں۔

المستفتی :شمس الحق سرکی اٹک......۵رمحرم ۱۴۰۳ھ

الجواب: (۱) تاویله ان الله تعالیٰ یدفع بدعائه و برکته القحط وغیرہ

(۲) و تاویل نور من نور الله ان نور الله مبدء ه لا انه مادته

ملاحظہ: هذه الصلاة لیست ماثورة و مع ذالک هی موهمة للعوام و مستغنی عنها الخواص و یدل علیه اختلاف طبائع الناس. و هوالموفق

درود تاج کا موہم ہونے کی وجہ سے پڑھنا موجب ریب ہے

سوال: درود تاج کے یہ الفاظ حضور ﷺ کی شان میں عقیدۃ یا بلاعقیدۃ کہنا کس طرح ہے کہ دافع البلاء والوباء والمرض والقحط والالم اور یہ الفاظ کہ نور من نور الله ؟

المستفتی: شمس الحق سرکی تحصیل وضلع اٹک......۲۲رذی الحجہ۱۴۰۲ھ

الجواب: درود شریف پڑھنا بڑی عبادت ہے البتہ یہ کوشش مناسب ہے کہ ماثور درود پڑھا جائے نہ کہ غیر ماثور اور چونکہ درود تاج حضور ﷺ اور سلف صالحین سے غیر ماثور ہے لہٰذا خواص کیلئے اس کا پڑھنا اور ماثور کا ترک کرنا موجب ریب ہے اور عوام صحیح العقائد کیلئے (جو کہ پیغمبر ﷺ کے تسلط کے قائل نہ ہوں ، نیز ذات خداوندی کے مادہ مخلوق ہونے کے معتقد نہ ہوں اور ان الفاظ میں یہ تاویل کرتے ہوں کہ اللہ تعالیٰ پیغمبر کی دعا اور توسل سے بلایا دفع کرتے ہیں ﴿۱﴾ اور اللہ تعالیٰ مبدء مخلوق ہے نہ مادہ) موہم ہونے کی وجہ سے اس کا پڑھنا موجب ریب ہے۔و هو الموفق

اہل بدعت کے ذکر وصلاۃ سے اجتناب ضروری ہے

سوال: ہمارے علاقہ کے گردونواح میں مبتدعین ذکر اور درود بآواز بلند اور قوالی وگیت کی شکل میں کرتے ہیں کیا یہ طریقہ درست ہے؟

(۲) صلاۃ وسلام مروجہ قبل وبعد از اذان کی بھی وضاحت فرمائیے؟

المستفتی: مولانا ولی الرحمٰن مدرسہ تعلیم القرآن بالاکوٹ مانسہرہ......۱۹۸۵ء/۷/۱

الجواب: (۱) ذکر بالجہر جائز ہے اگر چہ ہیئۃ اجتماعیہ سے ہو مگر بشرطیکہ نائم یا مصلی کی ایذا سے خالی ہو کما فی رد المحتار ص ۲۱۸ ج ۱ عن الامام الشعرانی ﴿۲﴾ البتہ جو ذکر اہل بدع کا شعار ہو تو اس

﴿۱﴾ قال ابن عابدين عن السبكي يحسن التوسل با لنبي الى ربه و لم ينكر ه احد من السلف و لا الخلف الا ابن تيمية فا بتدع ما لم يقله عالم قبله . (ردالمحتار ص ۲۸۱ جلد ۵ فصل في البيع كتاب الحظر و الاباحة)

﴿۲﴾ قال ابن عابدين عن الامام الشعراني اجمع العلماء سلفاً و خلفاً على استحباب ذكر الجماعة في المساجد و غيرها الا ان يشوش جهرهم على نائم او مصل او قاري الخ (ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۴۸۸ جلد ۱ مطلب في رفع الصوت با لذكر باب احكام المساجد)

سے صحیح العقیدہ شخص کیلئے بھی اجتناب ضروری ہے۔

(۲) صلاۃ وسلام بہترین عبادت ہے مگر مروج مبتدعین کا شعار قطعاً بدعت ہے اس سے احتراز اس طریقہ پر لازم ہے قال علیه السلام من احدث فی امرنا هٰذا مالیس منه فهو رد . ﴿۱﴾.

درود شریف جناب رسول اللہ ﷺ کو فرشتے پہنچاتے ہیں

سوال: جو درود شریف ہم پڑھتے ہیں وہ خدا کے محبوب حضرت محمد مصطفی ﷺ خود سنتے ہیں یا فرشتے ان تک پہنچاتے ہیں؟

المستفتی: محمد سلیم اعوان فیروز سنز لیبارٹریز نوشہرہ......۱۰ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ

الجواب: صحیح احادیث سے یہ امر ثابت ہے کہ دور سے پڑھا گیا صلاۃ وسلام فرشتے ان کو پہنچاتے ہیں ﴿۲﴾ اور یہ خیال کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام دور سے خود سنتے ہیں حدیث سے مخالف ہے اور امام زرقانی نے لکھا ہے کہ یہ بات خطیبوں میں مشہور ہے لیکن اس کیلئے کوئی اصل نہیں ہے۔ و هو الموفق

درود شریف میں ضمیر مفرد کا مرجع

سوال: ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ اللّٰهم صل علیٰ سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آل سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم علیه کہ اگر کسی نے یہ درود پڑھا تو یہ درود غلط ہے کیونکہ یہاں ضمیر علیہ ضمیر مفرد ہے اور ضمیر سے پہلے دو چیزیں ذکر ہیں محمد ﷺ اور آل۔ تو ضمیر تثنیہ ہونی چاہیے تو اس بات کا کیا جواب ہے کہ واقعی یہ درود شریف غلط ہے؟

المستفتی: حافظ محمد شفیع......۱۹۷۲ء/۱۰/۱۰

الجواب: یہ ضروری نہیں کہ ضمیر تمام مذکورات کی طرف راجع کیا جائے گا علاوہ یہ کہ تاویل کل واحد اس میں جاری ہوسکتا ہے۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ متفق علیه (مشکواۃ المصابیح ص ۲۷ جلد ۱ باب الاعتصام بالکتاب و السنة)

﴿۲﴾ عن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ ان لله ملائكة سياحين فی الارض يبلغونی من امتی السلام. رواه النسائی و الدارمی .(مشکواۃ المصابیح ص ۸۶ جلد ۱ باب الصلوۃ علی النبی ﷺ وفضلها)

کسی کو ایذا اور تکلیف سے خالی ذکر جہری جائز ہے

سوال: اگر کوئی شخص منشیات اور چرس میں پڑے ہوئے اسلام سے دور لوگوں کو حجروں سے نکالیں اور گاؤں سے باہر صحراء میں جس میں کسی کو کوئی تکلیف نہ ہو بغیر کسی دنیاوی غرض اور بغیر ریاء کے محض اللہ کی رضاء کیلئے ذکر جہری کیلئے لے آئیں اور وہ لوگ ذکر جہری کریں تو اس میں کوئی گناہ ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد جمیل باغبانان گجرات ضلع مردان......۱۹۷۲ء/۱۰/۴

الجواب: چونکہ اس ذکر جہری میں کسی کو ایذاء اور تکلیف نہیں ہے لہذا یہ ذکر جہری جائز ہوگا۔ فی حاشیة الحموی عن الامام الشعرانی اجمع العلماء سلفا خلفا علیٰ استحباب ذکر الجماعة فی المساجد وغیرھا الا ان یشوش جھرھم علی نائم او مصل او قارئ (رد المحتار ص ۴۴۴ ج ۱) قلت الذکر بالجماعة مشروع لحدیث مرفوع رواہ الترمذی وغیرہ و اما الموقوف فلا یعارض المرفوع فلا بد من التاویل فی الموقوف. ﴿۱﴾ وھو الموفق

اللہ تعالیٰ سے براہ راست یا وسیلہ سے دعا کرنا جائز ہے

سوال: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اپنی حاجات اور مرادوں کیلئے اولیاء اللہ کے قبور پر جا کر یہ دعا کرنا ضروری ہے کہ اے فلاں میرے لئے اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کریں ضروری ہے ان لوگوں کا خیال ہے کہ ہم براہ راست اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کر سکتے کیونکہ ہم گناہگار ہیں لیکن ایک گروہ کا خیال ہے کہ ایسا کرنا درست نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے

﴿۱﴾ قال ابن عابدین جاء فی الحدیث ما اقتضی طلب الجھر به نحوو ان ذکر نی فی ملأ ذکرته فی ملأ خیر منھم رواہ الشیخان و ھنا ک احادیث اقتضت طلب الاسرار و الجمع بینھما بان ذلک یختلف با ختلاف الاشخاص و الاحوال کما جمع بذلک بین احادیث الجھر و الاخفاء با لقراء ة و لا یعارض ذلک حدیث خیر الذکر الخفی لانه حیث خیف الریاء او تأذی المصلین او النیام فان خلا مما ذکر فقال بعض اھل العلم ان الجھر افضل لانه اکثر عملاً و لتعدی فا ئدته الی السامعین و یوقظ قلب الذاکر فیجمع ھمه الی الفکر و یصرف سمعه الیه و یطر د النوم و یزید النشاط . (ردالمحتار علی الدر المختار ص ۴۸۸ جلد ۲ مطلب فی رفع الصوت با لذکر)

ہر کوئی ہر وقت اور ہر حالت میں براہ راست سوال کرسکتا ہے ان دونوں میں سے کس کا قول صحیح ہے اسلامی نقطہ نظر سے وضاحت فرماویں۔

المستفتی: حضرت جمال گورنرا کاؤنٹنٹ برانچ گورنر ہاؤس پشاور......۲۲رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: قرآن، حدیث اور فقہ کی رو سے اللہ تعالی سے جو کہ قریب و مجیب ہے۔ براہ راست سوال کرنا بلا ریب جائز ہے۔ اور دوسروں کے وسیلہ سے کرانا بھی جائز ہے۔ ﴿۱﴾ البتہ جس کے نزدیک سماع موتی ثابت نہ ہو۔ ان کے نزدیک وفات شدہ اولیاء سے دعا کرانا ایک عبث اقدام ہے۔ اور یہ دیگر تمام کے تمام منکرات اور بدعات ہیں۔ و ھو الموفق

چارپائی پر لیٹ کر یا بیٹھ کر درود شریف پڑھنا

سوال: درود شریف کے متعلق مطلع فرمائیں کہ آیا چارپائی پر بیٹھ کر یا لیٹ کر پڑھنے کا جواز ہے یا نہیں ہے؟

المستفتی: جلال الدین ایڈوکیٹ ظہیر آباد کالونی مرچ منڈی پشاور......۱۹۸۵ء/۱۲/۲۱

الجواب: درود شریف پڑھنا کسی بھی حالت میں ممنوع نہیں ہے ﴿۲﴾ لیٹ کر بیٹھ کر پڑھنا حدث اصغر اور جنابت میں پڑھنا تمام کی تمام جائز ہیں قرآن اور حدیث میں درود شریف پڑھنے کی بلاتقید اجازت دی گئی ہے البتہ تلاوت قرآن کا حالت جنابت میں منع وارد ہے اور لیٹنے کی حالت میں جب سر چادر وغیرہ میں پوشیدہ ہو، فقہاء نے منع کیا ہے۔ ﴿۳﴾ و ھو الموفق

﴿۱﴾ قال ابن الهمام و يسئل الله حاجته متوسلاً الى الله بحضرة نبيه ثم قال يسأل النبی ﷺ الشفاعة فيقول يا رسول الله اسألک الشفاعة يا رسول الله اتوسل بک الى الله .(فتح القدير ص ۳۳۷ جلد ۲)

﴿۲﴾ قال ابن عابدين و مستحبة فی كل اوقات الامكان ای حيث لا مانع و نص العلماء على استحبابها فی مواضع يوم الجمعة وليلتها الخ

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۳۸۳ جلد ۱ مطلب نص العلماء على استحباب الصلاة على النبی)

﴿۳﴾ و فی الهنديه لا بأس بالقراءة مضطجعاً اذا اخرج راسه من اللحاف لانه يكون كاللبس و الا فلا كذا فی القنيه . (فتاوى العالمگيريه ص ۳۱۶ كتاب الكراهية)

الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ میں رمضان کے دوران بعض جگہوں پر الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ زور زور سے پڑھا جاتا ہے تاکہ لوگ سحری کیلئے بیدار ہوجائیں تو کیا یہ درود شریف پڑھنا جائز ہے؟

المستفتی: مولوی اللہ داد گلستان پشین بلوچستان......۱۹۸۹ء/۹/۱۳

الجواب: یہ کلمات حاضر وناظر کے اعتقاد سے پڑھنا شرک ہے اور ابلاغ ملائکۃ کے اعتقاد سے بذات خود مشروع ہے لیکن چونکہ اہل بدع کا شعار بنا ہے اس حیثیت سے ممنوع ہے ﴿۱﴾ و ھو الموفق

جماع سے قبل دعا پڑھنا

سوال: جماع کرنے سے قبل کیا پڑھنا چاہیئے اور اس کا کیا فائدہ ہوگا؟

المستفتی: محمد حنیف پشاور......۱۸/ذی القعدہ۱۴۰۲ھ

الجواب: آپ جماع سے قبل" اللھم جنبنا الشیطن و جنب الشیطن ما رزقتنا "﴿۲﴾ پڑھا کریں تاکہ خبائث کی شرکت سے محفوظ رہیں۔و ھو الموفق

دعا کے بارے میں جاہلانہ کلام اور مستحبات پر دوام

سوال: (۱) اگر کوئی شخص یہ کہہ دے کہ دعاؤں کی کوئی قدر ومنزلت نہیں انبیاء کی بہت سی دعائیں قبول نہیں ہوئی ہیں تو اس بات کا کیا حکم ہے؟ (۲) دوام علی المستحبات کا کیا حکم ہے؟

﴿۱﴾ قال العلامہ طیبی (قولہ من تشبہ بقوم) ھذا عام فی الخلق و الحلق والشعار و اذا کان الشعار اظھر فی التشبیہ ذکر فی ھذا الباب . (شرح الطیبی ص ۲۱۹ جلد ۸ کتاب اللباس الفصل الثانی)

﴿۲﴾ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ لو ان احدکم اذا اراد ان یاتی اھلہ قال بسم اللہ اللھم جنبنا الشیطان و جنب الشیطان ما رزقتنا فانہ ان یقدر بینھما ولد فی ذلک لم یضرہ شیطان ابداً . متفق علیہ (مشکواۃ المصابیح ص ۲۱۲ جلد ۱ باب الدعوات فی الاوقات)

المستفتی: مولانا فضل ربی......۲۱ رجب ۱۴۰۳ھ

الجواب: (۱) یہ جاہلانہ کلام ہے ﴿۱﴾ ایسی باتوں سے احتراز کرنا لازم ہے۔

(۲) مندوب اور مستحب ہے کہ کما فی حدیث البخاری ﴿۲﴾

خاتمہ بالخیر کیلئے مفید وظائف

سوال: خاتمہ بالخیر کیلئے کیا وظیفہ اور ذکر ہونا چاہیے۔ کہ ہمیشہ پڑھنے سے زیادہ مناسب ہو۔ اور کوئی وقت اس میں نہ ہو؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: ابن شیر محمد ترلاندی مردان......۱۹۶۹ء/۱۲/۵

الجواب: آیت الکرسی، تسبیحات فاطمی، تشہد وغیرہ۔ فقط

تلاوت کرنا افضل اور وظیفہ کرنا انفع ہے

سوال: میں نے ایک پیر باشریعت سے بیعت کی ہے اور مجھے ایک وظیفہ کم از کم پانچ سو مرتبہ روزانہ پڑھنے کا حکم کیا ہے میں نے سنا ہے۔ کہ سب سے افضل ذکر تلاوت قرآن پاک ہے خرابی صحت کی وجہ سے میں دونوں وظیفے اور تلاوت قرآن نہیں کرسکتا۔ اب شریعت کی رو سے وظیفہ اختیار کروں یا تلاوت قرآن؟

المستفتی: نامعلوم......۱۵ر جنوری ۱۹۷۵ء

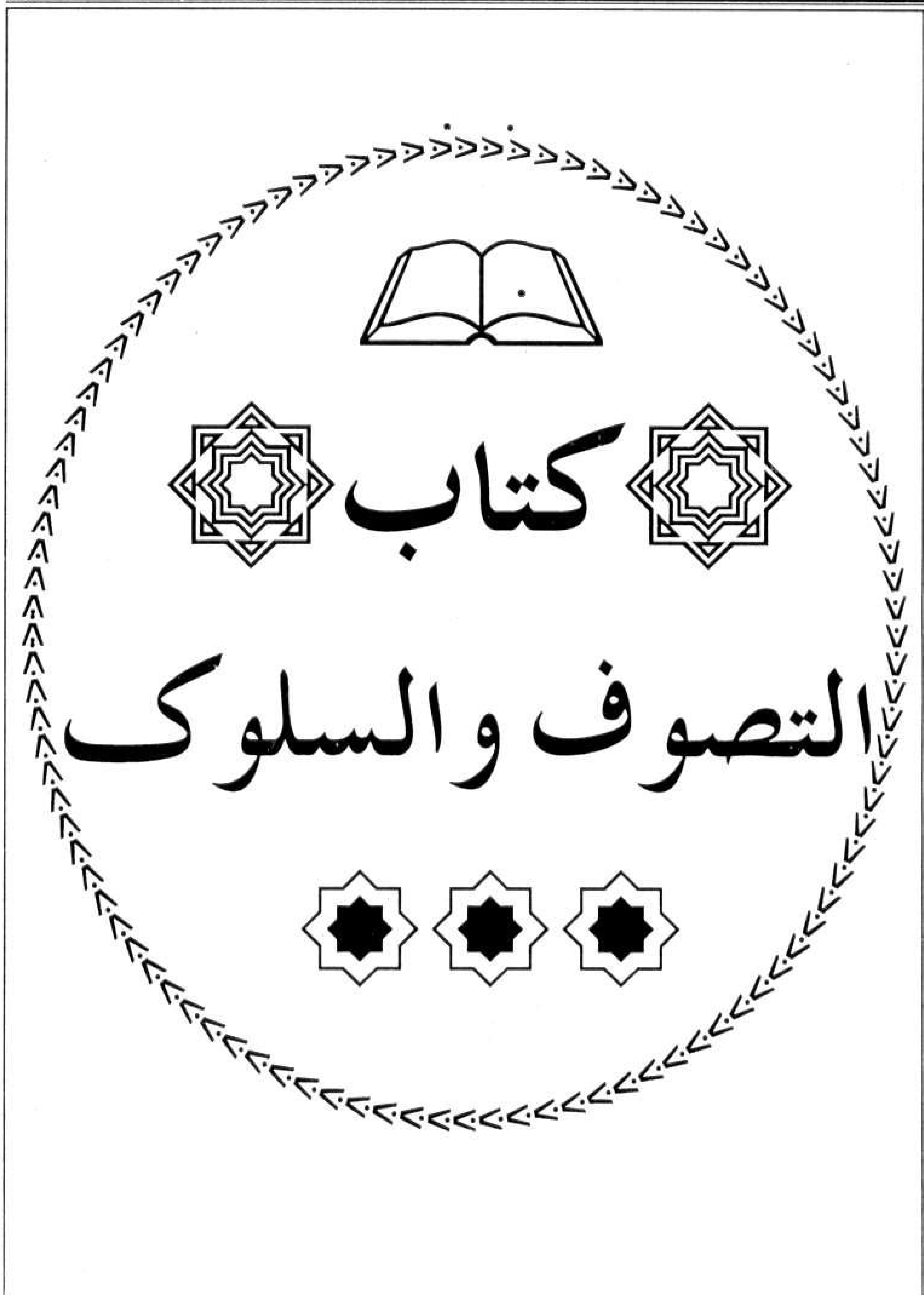
جواب: تلاوت کرنا افضل ہے اور وظیفہ کرنا انفع ہے۔ فقط

﴿۱﴾ عن ابن سعید ن الخدری ان النبی ﷺ قال ما من مسلم یدعو بدعوة لیس فیها اثم و لا قطیعة رحم الااعطاه الله بها احدی ثلث اما ان یعجل له دعوته و اما ان یدخرها له فی الاخرة واما ان یصرف عنه من السوء مثلها قالوا اذانکثر قال الله اکثر رواه احمد .(مشکواۃ المصابیح ص ۱۹۲ جلد ۱ کتاب الدعوات)

﴿۲﴾ عن عائشة ان النبی ﷺ دخل علیها و عند ها امرأة قال من هذه قالت فلا نة تذکر من صلاتها قال مه علیکم بما تطیقون فوالله لا یمل الله حتی تملوا وکان احب الدین الیه ما داوم علیه صاحبه . (قلت اعلم ان الدوام علی الاعمال مندوب لکن التزام ما لا یلزم مذموم)

(صحیح البخاری ص ۱۱ جلد ۱ باب احب الدین الله کتاب الایمان)

قال اللّٰه تعالى: يا يها النبى اذا جآءك المؤمنٰت يبايعنك علىٰ ان لا يشركن با للّٰه شيئاً ولا يسرقن ولا يزنين ولا يقتلن اولا دهن ولا ياتين ببهتان يفترينه بين ايديهن وارجلهن ولا يعصينك فى معروف فبايعهن و استغفر لهن اللّٰه ط ان اللّٰه غفور رحيم ه الاية


کتاب
التصوف والسلوک

کتاب التصوف والسّلوک

مرشد کی رحلت کے بعد دوسرے مرشد سے بیعت

سوال: اگر ایک مرشد وفات پا جائے۔ تو دوسرے مرشد سے بیعت کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو پہلے مرشد جو اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے ہیں۔ کیا وہ حقیقت میں زندہ نہیں۔ وہ ہماری مدد نہیں کر سکتا ہے؟ برائے مہربانی قرآن وحدیث کے حوالوں سے جواب دیکر مشکور فرمائیں۔

المستفتی: عبدالغنی کمپنی اے پلاٹون: ۱۴۱ ٹریننگ بٹالین رسالپور......۱۹۷۰ء/۴/۲۱

الجواب: ایک مرشد کے رحلت کے بعد دوسرے مرشد سے بیعت جائز ہے۔ تمام کے تمام مشائخ کا یہی معمول رہا ہے۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ قول جمیل میں تحریر فرماتے ہیں۔ ان تکرار البیعة من رسول الله ﷺ ما ثور و کذلک عن الصو فیة اما من الشخصین فان کان بظهور خلل فی من بایعه فلا بأس و کذلک بعد موته او غیبته المنقطعة و امابلا عذر فانه یشبه المتلاعب و یذهب با لبرکة و یصرف قلوب الشیوخ عن تعهده انتهی. ﴿۱﴾ (مجموعةالفتاوی مولانا لکنهوی ص ۲۱۸ جلد ۲) لہذا دوسری جگہ بیعت بلا شک وشبہ جائز ہے۔ اور مردہ سے اگرچہ فیض پہنچتا ہے۔ ﴿۲﴾ لیکن بیعت میں فیض مقصود نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ اصلاح اور تزکیہ مقصود ہوتے ہیں۔ جو کہ مردہ سے نہیں ہو سکتے ہیں۔ اور اولیاء اللہ کیلئے جو حیات ثابت ہے۔ وہ دنیوی نہیں ہے۔ ورنہ انکا میراث تقسیم نہ ہوتا۔ اور ان کے بیویوں کے ساتھ نکاح جائز نہ ہوتا۔ اور جو مرشد مرید کو کہدے۔ کہ میرے وفات کے بعد دوسری جگہ بیعت نہ کرو۔ مجھ

﴿۱﴾ ترجمہ: تکرار بیعت کی رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے۔ اور اسی طرح حضرات صوفیہ سے۔ لیکن دو پیروں سے بیعت کرنا سوا گر بسبب ظہور خلل کے ہو اس پیر میں جس سے پہلے بیعت کر چکا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں اور اسی طرح اس کی موت کے بعد یا اس کی غیبت منقطعہ کے بعد کہ اس کی توقع ملاقات کی باقی نہیں رہی اور بلا عذر تو دوسرے مرشد سے بیعت کرنا مشابہ ہے کھیل کے اور ہر جگہ بیعت کرنا برکت کو کھوتا ہے اور مرشدوں کے دلوں کو اس کی تعلیم اور تہذیب سے پھیرتا ہے۔ (شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل للامام ولی الله الدهلوی ص ۲۹)

﴿۲﴾ قال الامام ولی الله الدهلوی و اما الاطلاع علی نسبة اهل الله فطریقة ان یجلس بین یدیه ان کان حیا او عند قبره ان کان میتاً و یفرغ نفسه عن کل نسبة و یفضی بروحه الی روح هذا الشخص زماناً حتی یتصل بها و یختلط ثم یرجع الیٰ نفسه الخ (القول الجمیل للامام ولی الله ص ۹۷ اشغال مشائخ نقشبندیه)

سے فیض پہنچے گا۔ یہ کوئی خودغرض صاحب دنیا ہے۔ جو کہ اخلاص اور تصوف سے عاری ہے۔ فقط

زیارت رسول، کشف قبور کا طریقہ اور مختلف اذکار کا ثبوت

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بصد آداب و تعظیم و تکریم کے معروض خدمت ہوں۔ کہ بندہ نے کتاب مسمّی کلیات امدادیہ، ضیاء القلوب مصنفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی میں دیکھ لیا ہے۔ کہ حضور ﷺ کی روح مبارک کے شرف کا ذکر آنحضرت ﷺ کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے درود شریف پڑھے۔ اور داہنی طرف یا احمد اور بائیں طرف یا محمد اور دائیں طرف یارسول اللہ ایک ہزار بار پڑھے۔ انشاء اللہ بیداری یا خواب میں زیارت ہوگی۔ (کلیات امدادیہ ص ۳۵، ۳۶) اور کشف قبور کے بارے میں بھی ص ۴۴۰ پر لکھا ہے۔ تو زندہ اور مردہ اہل اللہ کی نسبت دریافت کرنے کا یہ طریقہ ہوسکتا ہے۔ یا نہیں۔ ضیاء القلوب ص ۵۰، ۵۱ میں آنحضرت ﷺ کی زیارت کا طریقہ اس میں آنحضرت ﷺ کا مثالی تصور سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے۔ الصلوۃ والسلام علیک یا نبی الله، الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب الله وغیرہ۔ مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا تصور مثالیہ اور حرف ندا سے پکارنا درست ہے یا نہیں۔ ہاں کہ رسول اللہ ﷺ کو حاضر و ناظر نہ جانے۔ صرف تصور مثالیہ اور حرف ندا سے پکارے۔ اور ذکر جاروب، ذکر حدادی، سلطان الاذکار، ذکر ارہ، ذکر کے ضربیں وغیرہ لگانا یہ ٹھیک ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: میاں عالمگیر خان ڈاک اسمٰعیل خیل پشاور ۲۳/رجب ۱۳۸۹ھ

الجواب: ایسے اوراد کو عملیات کہا جاتا ہے جن میں یہ ضروری ہے کہ مخالف شریعت نہ ہوں۔ اور ان میں یہ ضروری نہیں کہ بعینہا منقول اور مروی ہوں۔ والدلیل علیہ ما ثبت فی غیر حدیث واحد من تغیر الرقیٰ و تقریر ھا فی بعض فافھم۔ ﴿۱﴾ ولا تکن من النجدیین. اور ایک صحیح العقیدہ شخص کیلئے نداء میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لانہ لایعتقد النبی ﷺ حاضراً وناظراً وعالماً بالغیب واما تصورہ فلا ضیر فیہ بدلیل جواز ذکر شمائلہ وھو لایمکن بدون التصور فتدبر. ولا تکن من المتوحدین. اور کشف قبور وغیرہ بھی ایک عمل ہے عملیات سے اور اہل فن کے نزدیک مجرب اور مشاہد ہے۔ ﴿۲﴾ لیکن یہ ایک امر ظنی

﴿۱﴾ عن عوف بن مالک الاشجعی قال کنا نرقی فی الجاھلیة فقلنا یا رسول الله کیف تریٰ فی ذلک فقال اعرضوا علی رقاکم لا بأس بالرقیٰ مالم یکن فیه شرک. رواہ مسلم.
(مشکواۃ المصابیح ص ۳۸۸ جلد ۲ کتاب الطب والرقی الفصل الاول)

﴿۲﴾ قال العلامه ملا علی قاری وھذا الحدیث مثل قوله علیه الصلوٰۃ والسلام لو علمتم مااعلم لضحکتم قلیلاً و لبکیتم کثیرا. و فیه ان الکشف بحسب الطاقة و من کوشف بما لا یسعه یطیح و یھلک.
(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکواۃ ص ۳۴۶ جلد ۱ کتاب الایمان)

ہے۔ قطعی نہیں ہے۔ لہٰذا اس کو ملزم نہیں سمجھا جائے گا۔ واضح رہے۔ کہ تمام طرق (تصوف) کا مقصود مرتبہ احسان کا حصول ہے۔ و هو ان تعبدالله کانک تراه فان لم تکن تراه فانه یراک ﴿۱﴾ اور یہ اذکار اور مراقبات جو مشائخ نے تلقین کئے ہیں۔ اس مرتبہ کے حصول کے ذرائع اور اسباب ہیں۔ بالفاظ دیگر معالجات ہیں۔ اور علماء نے تصریح کیا ہے۔ کہ معالجات وغیرہ کو بدعات نہیں کہا جا سکتا ہے۔ ﴿۲﴾ بلکہ یہ درحقیقت مصالح وقت میں داخل ہیں۔ فقط

پیر کے مخصوص الفاظ اور بزرگوں کے تصاویر آویزاں کرنا

سوال: ہمارے علاقے میں بعض لوگ اپنے آپ کو اہل الطریقت کہہ کر ایک ختم بشب جمعہ کرتے ہیں اس میں وہ یہ الفاظ کہتے ہیں امداد کن امداد کن از ہر غمے۔ آزاد کن در دین و دنیا شاد کن یا شیخ عبدالقادر جیلانی و یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ۔ ساتھ ساتھ یہ لوگ بزرگوں کے تصاویر دیواروں پر اپنے سامنے لٹکا کر ان کے تعظیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا طریقہ دوسرے طریقوں سے جداگانہ ہے جناب آپ صاحبان مسائل میں پاکستان کا مأوی وملجاء ہیں اس لئے ان مسائل کا حل بمعہ حوالہ جات تحریر فرماویں۔

المستفتی: قاضی فیض الرحمٰن سیاہ بدر کنی علاقہ ڈوگدرہ دیر بالا......۲۹ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ

الجواب: یہ الفاظ اگر حاضر و ناظر کے عقیدہ یا تسلط غیبی کے عقیدہ سے کہتے ہوں۔ تو مشرک ہیں اور کافر ہیں۔ لما فی البزازیه من قال ارواح المشائخ حاضرة یکفر ﴿۳﴾ انتهیٰ. و صرح ابن القیم فی مدارج السالکین ان العبادة هی عبارة عن التسلط الغیبی علماً و قدرة وصرحاالفقهاء والمتکلمون باختصاص علم الغیب بالله تعالیٰ (فلیراجع الی الخانیه باب النکاح و المسامره) ﴿۴﴾ اور پیغمبر علیہ السلام نے تصویر کشی پر لعنت بھیجی ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ جہاں جاندار کے تصاویر

﴿۱﴾ (صحیح البخاری ص ۱۲ جلد ۱ باب سوال جبرئیل النبی ﷺ عن الایمان والاسلام والاحسان)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین (البدعة) قد تکون واجبة کنصب الادلة للردعلی اهل الفرق الضالة وتعلم النحو المفهم للکتاب والسنة ومندوبة کا حداث نحو رباط ومدرسة وکل احسان لم یکن فی الصدر الاول الخ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۴۱۴ جلد ۱ مطلب البدعة خمسة اقسام)

﴿۳﴾ (فتاوی بزازیه علی هامش الهندیه ص ۳۲۶ جلد ۶ کتاب الفاظ تکون اسلاما او کفر اوخطاء) وایضا قال ابن نجیم من قال ارواح المشائخ حاضرة تعلم یکفر. (بحر الرائق ص ۱۲۴ جلد ۵ باب احکام المرتدین) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہوں۔وہاں رحمت کے فرشتے نہیں جاتے ہیں۔ قال رسول اللہ ﷺ لا تدخل الملئكة بيتاً فيه كلب ولا تصاوير . (متفق عليه) وقال اشد الناس عذاباً عندالله المصورون (متفق عليه) ﴿۱﴾ اور بالخصوص اس صورت میں بت پرستی اور صورت پرستی کا شدید خطرہ موجود ہے۔پس ایسے پیروں سے ہر مسلمان کیلئے اجتناب ضروری ہے۔فقط

مستورات کیلئے زیارت القبور اور قرآن وعلم پر پیر کو فضیلت دینا

سوال: (۱)اس پرفتن دور میں عورتوں کیلئے قبرستان اور اولیاءکرام کے مزارات پر جانا کیسا ہے؟ جبکہ قدم قدم پر نئے نئے فتنے ایمان کو لوٹنے کے درپے ہیں۔(۲)اگر کوئی شخص کہہ دے کہ میرے لئے میرا پیر قرآن سے بہتر ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟(۳) مجھے علم سیکھنے کی ضرورت نہیں اپنے پیر اور اولیاءکرام کے عمل پر بخشا جاؤنگا۔اسکا کیا حکم ہے؟

المستفتی: جمعہ گل محلّہ کرشن پورہ پشاور شہر......۱۹۷۰ء/۵/۱۸

الجواب: (۱)زیارت القبور اگر چہ اصل مذہب میں مرد اور عورت کیلئے یکساں جائز ہے. لعموم الحديث الآن زوروها۔﴿۲﴾لیکن مفتیٰ بہ قول یہ ہے کہ عورتوں کو فتنوں کی وجہ سے اجازت نہیں دی جائیگی۔ جیسا کہ نماز باجماعت کیلئے مسجد میں حاضری کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔﴿۳﴾

(۲)(۳)یہ شخص جہل کے وجہ سے غلو میں مبتلا ہے۔اس کیلئے توبہ ضروری ہے۔﴿۴﴾فقط

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) ﴿۴﴾رجل تزوج امرأة بشهادة الله ورسوله كان باطلاً لقوله ﷺ لا نكاح الا بشهود وكل نكاح يكون بشهادة الله وبعضهم جعلوا ذلك كفراً لانه يعتقدان الرسول ﷺ يعلم الغيب وهو كفر. (فتاوىٰ قاضيخان على هامش الهنديه ص ۳۳۴ جلد ۱ فصل فی شرائط النكاح)

﴿۱﴾(مشكواة المصابيح ص ۳۸۵ جلد ۲ باب التصاوير)

﴿۲﴾(مشكواة المصابيح ص ۱۵۴ جلد ۱ باب زيارة القبور)

﴿۳﴾قال العلامه ابن عابدين (قوله ولو للنساء) وقيل تحرم عليهن والاصح ان الرخصة ثابتة لهن بحر وجزم فی شرح المنية بالكراهة لمامر فی اتباعهن الجنازة وقال الخير الرملی ان كان ذلك لتجديد الحزن والبكاء والندب على ماجرت به عادتهن فلا تجوز وعليه حمل حديث لعن الله زائرات القبور وان كان للاعتبار والترحم من غير بكاء والتبرك بزيارة قبور الصالحين فلا بأس اذا كن شواب كحضور الجماعة فی المساجد وهوتو فيق حسن .
(ردالمحتار هامش الدرا لمختار ص ۶۶۵ جلد ۱ مطلب فی زيارة القبور)

﴿۴﴾قال الله تعالىٰ ولا تزر وازرة وزر اخرىٰ.(پاره: ۲۳ سورة الزمر آيت: ۸)

کافروں میں اولیاء اللہ نہیں ہوسکتے

سوال: ایک شخص کہتا ہے کہ کافروں میں بھی اولیاء اللہ ہوا کرتے ہیں اور حوالہ مولانا روم کے مثنوی کا دیتا ہے کیا یہ عقیدہ رکھنا درست ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: میاں احسان اللہ ڈاک اسماعیل خیل نوشہرہ پشاور......۳۰ رجولائی ۱۹۷۳ء

الجواب: کافروں میں اولیاء اللہ نہیں ہوسکتے۔ لان الولی هو المؤمن المتقی ﴿۱﴾ قال الله تعالیٰ الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون ﴿۲﴾ والذین امنوا و کانوا یتقون. ﴿۳﴾ بے شک کفار میں صاحب توجہ، صاحب تصرف اور صاحب نسبت ہوسکتے ہیں لیکن ایمان نہ ہونے کی وجہ سے ان کے تمام کے تمام اعمال عبث اور باطل ہیں۔ ﴿۴﴾ وهو الموفق

مرشد کامل سے بیعت کرنا قرآن وحدیث اور تعامل صلحاء امت سے ثابت ہے

سوال: البیعة من المرشد الکامل المکمل جائز ام لا ؟

المستفتی: اراکین دار العلوم بحرین سوات......۲۱ ررجب ۱۴۰۲ھ

الجواب: بیعة الارشاد والسلوک جائزة مذکورة فی القرآن والحدیث و تعامل بها صالحوا الامة. ﴿۵﴾ و هو الموفق

﴿۱﴾ قال الملا علی قاری الولی هو العارف بالله وصفاته بقدر ما یمکن له المواظب علی الطاعات المجتنب عن السیأت المعرض عن الا نهماک فی اللذات والشهوات والغفلات واللهوات.
(شرح فقه الاکبر لملا علی قاری ص ۷۹ خوارق العادات والکرامات للاولیاء حق)

﴿۲﴾ (پاره: ۱۱ سورة یونس آیت: ۶۲) ﴿۳﴾ (پاره: ۱۱ سورة یونس آیت: ۶۳)

﴿۴﴾ قال الملا علی قاری واما التی تکون ای الخوارق للعادة التی تو جد لاعدائه......مثل ابلیس......وفرعون...... والدجال ای حیث وردانه یقتل شخصا ویحییه مما روی فی الا خبار ......فلا نسمیها ای تلک الخوارق ایات ای معجزات لا نها مختصة بالا نبیاء علیهم السلام ولا کرامات ای لاختصاصها بالاصفیاء ولکن نسمیها قضاء حاجات لهم......لان الله تعالیٰ یقضی حاجات اعدائه استدراجاً ای مکراً بهم فی الدنیا وعقوبة لهم فی العقبیٰ......ویزدادون عصیانا ای ان کانو افجاراً او کفراً ای ان کانوا کفاراً...... وذلک کله جائز ای وقوعه من الله اوثابت نقلاً وممکن ای عقلاً کما فی قضیة ابلیس ودعوته بقوله انظرنی الی یوم یبعثون واجابته بقوله سبحانه فانک من المنظرین الی یوم وقت المعلوم الخ. (شرح فقه الاکبر لملا علی قاری ص ۸۱ مایظهر من الخوارق علی ایدی بعض الکفرة والفساق)

﴿۵﴾ قال الامام ولی الله الدهلوی .قال الله تعالیٰ ان الذین یبایعونک انما یبایعون الله .ید الله فوق ایدیهم فمن نکث فانما ینکث علی نفسه ومن اوفیٰ بما عهد علیه الله فسیؤتیه اجراً عظیماً.
واستفاض عن رسول الله ﷺ ان الناس کانوا یبایعونه تارة علی الهجرة والجهاد وتارة علی اقامة ارکان الاسلام وتارة علی الثبات والقرار فی معرکة الکفار وتارة علی التمسک بالسنة والاجتناب (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

رسمی پیر کے رسمی طریقے اور اس پیر سے بیعت کرنا

سوال: محترم المقام جناب مفتی محمد فرید صاحب مفتی اعظم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

گزارش یہ ہے کہ یہاں ایک پیر صاحب ہیں۔لوگوں کو وظائف دیتے ہیں۔اور کہتے ہیں کہ درمیان ذکر نفی اثبات اپنے پیر کا تصور کیا کرو یعنی لا الہ سے آگے اور الا اللہ سے پہلے۔کیا یہ تصور جائز ہے۔دوران تراویح پہلی تسبیح کے بعد یہ پیر دائیں طرف متوجہ ہوکر'' مرحبا مرحبا یا شهر رمضان یا شهر غفران'' وغیرہ وغیرہ کہتے ہیں کیا یہ طریقہ کتب فقہ میں موجود ہے؟ یہ پیر تہجد،اشراق،ظہر،عصر،عشاء کے قبل چار سنت وغیرہ نفل نمازیں نہیں پڑھتے۔اس پیر کے ہاتھ دھونے کا برتن الگ ہے لوگ اس برتن میں ہاتھ دھونے کی شرکت نہیں کر سکتے۔مرید مصافحہ کے وقت تقبیل یدین اور انحناء کرتے ہیں اور پیر صاحب لوگوں کو منع نہیں کرتے بلکہ پیر صاحب اس کو جائز کہتے ہیں نیز پیر صاحب دونوں وقت گوشت کھانے کا عادی ہے۔تو کیا اس پیر سے بیعت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: مولوی محمد قمر الدین لاچی کرم ایجنسی......۳۰رشوال ۱۳۸۹ھ

الجواب: وعلیکم السلام کے بعد واضح رہے کہ یہ رسمی پیر ہے اور جاہل بھی ہے اس سے بیعت نہ کرنا ضروری ہے اور بیعت شدہ گان کے لئے اجازت ہے کہ دوسرے متبع سنت پیر سے بیعت کریں۔﴿۱﴾ فقط

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) عن البدعة والحرص على الطاعات كما صح انه ﷺ بايع نسوةً من الانصار على ان لاينحن. وروى ابن ماجة انه بايع ناساً من فقراء المهاجرين على ان لا يسئل الناس شيئًا فكان احدهم يسقط سوطه فينزل عن فرسه فياخذ ه ولا يسئل احداً و مما لا شک فيه ولا شبهة انه اذا ثبت عن رسول الله ﷺ فعل على سبيل العبادة والاهتمام بشانه فانه لا ينزل عن كونه سنةً في الدين.
(القول الجميل في بيان سواء السبيل ص ۱۳ الفصل الاول)

﴿۱﴾ قال العلامه على قارى رحمة الله عليه الولى هو العارف بالله وصفاته بقدر ما يمكن له المواظب على الطاعات المجتنب عن السيئات المعرض عن الانهماک في اللذات والشهوات والغفلات واللهوات.(شرح فقه الاكبر لملا على قارى ص ۷۹ الكرامات للاولياء حق)
وقالى ابن القيم الجوزية فاولياء الرحمن هم المخلصون لربهم المحكمون لرسوله في الحرم والحل الذين يخالفون غيره لسنته لا يخالفون سنته لغيرها فلا يبتدعون ولا يدعون الى بدعة ولا يتحيزون الى فئة غير الله ورسوله واصحابه ولا يتخذون دينهم لهوا ولعبا ولا يستحبون سماع الشيطان على سماع القرآن الخ.(كتاب الروح ص ۳۲۷ الفرق بين اولياء الرحمن واولياء الشيطان)

طریقت، مراقبہ اور ذکر واذکار کا ثبوت اور توسل بالصالحین

سوال: (۱) سلسلہ ہائے طریقت کے بزرگ جو مراقبات اور ذکر واذکار کے طریقے بتلاتے ہیں احادیث صحیحہ سے اور صحابہ یا تابعین سے اس کا وجود ثابت نہیں تو پھر یہ کیونکر جائز ہو سکتے ہیں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک نہ کوئی بدعت سیئہ ہے اور نہ حسنہ ہے۔ اور تاریخ سے یہ معلوم ہوتا ہے بلکہ حضرت کے تصانیف سے خود معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان کے موجد ہیں۔ تو کیا یہ بدعات نہیں ہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔

(۲) لطائف سبعہ اذکار ومراقبات کیلئے متعین فرمائے گئے ہیں۔ ان کا وجود کہاں سے ثابت ہے۔ خواجہ باقی باللہ، حضرت مجدد صاحب، شاہ ولی اللہ صاحب اور ان کا سارا خاندان رحمہم اللہ اور اسی شان کے دیگر حضرات اس کے قائل ہیں۔ حالانکہ اس کا وجود ثابت نہیں۔

(۳) اسی طرح دعا کرنا ''کہ اے اللہ فلاں بزرگ کے طفیل اور توسل سے میرا فلاں کام کر دیں'' اس کا ثبوت اگر صحابہ کے منقولہ دعاؤں سے ہو سکے تو دیویں اور قرآن وحدیث سے نیز جواب دیویں۔

المستفتی: نامعلوم............

الجواب: (۱) (الف) مرتبہ احسان حاصل کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے جس کی تفسیر پیغمبر علیہ السلام نے الاحسان ان تعبد الله کانک تراه فان لم تکن تراه فانه یراک سے ﴿۱﴾ ارشاد فرمایا ہے۔ اور یہ مرتبہ ذکر وفکر سے حاصل ہوتا ہے تو بزرگان دین نے جو اذکار اور مراقبات منتخب کئے ہیں تجربہ کے بنا پر یا کشف کے بنا پر یا فراست ایمان کی بنا پر ﴿۲﴾ تو در حقیقت یہ مشق اور ریاضت کے طور سے منتخب ہوئے ہیں اور یہ مبادی اور معالجات میں داخل ہیں۔ جن کو بدعت نہیں کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ صیغ اور تراکیب کا مشق کرانا۔ وغیرہ وغیرہ

﴿۱﴾ (صحیح البخاری ص ۱۲ جلد ۱ باب سوال جبریل النبی ﷺ عن الایمان والاسلام والاحسان الخ)

﴿۲﴾ قال الملا علی قاری ان کشف العلم با لا مور الشرعیة خیر من کشف العلم بالامور الکونیه...... ثم اعلم انه قال رسول الله ﷺ اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور الله ثم قرء قوله تعالیٰ ان فی ذلک لآیات للمتوسمین ای المتفرسین رواه الترمذی من روایة ابی سعید الخدری رضی الله عنه ومما ینبغی التنبیه علیه هنا ان الفراسة ثلاثة انواع فراسة ایمانیة وسببها نور یقذفه الله تعالیٰ فی قلب عبده وحقیقتها انها خاطر یهجم علی القلب ویثب علیه کوثوب الاسد علی الفریسة ومنها اشتقاقها وهذه الفراسة علی حسب قوة الایمان فمن کان اقویٰ ایماناً فهو احدّ فراسته قال ابو سلیمان الدارانی الفراسة مکاشفة النفس و معاینة الغیب وهی من مقامات الایمان انتهی الخ. (شرح فقه الاکبر لملا علی قاری ص ۸۰ مایظهر من الخوارق علی ایدی بعض الکفرة)

(صرح بہ الشاطبی) بے شک اس کو معالجت یا مصلحت وقت سے تعبیر کرنا درست ہے۔

(ب) نیز واضح رہے کہ بر مقتضائے حدیث انا عند ظن عبدی بی ﴿۱﴾ صوفیائے کرام ریاضت اور ذکر وفکر (مراقبہ) سے اللہ تعالیٰ سے اپنے حسن ظن کے بنا پر واقعات معلوم کرتے ہیں۔ جو کہ کسی پر حجت تو نہیں ہو سکتے ہیں۔ لیکن فوائد اس میں موجود ہیں۔ مثل اطمینان کے۔ ﴿۲﴾ (۲) ریاضت، فراست اور کشف سے۔ ﴿۳﴾ (۳) اس کے عدم جواز پر کوئی دلیل نہیں ہے اور جواز پر بہت سے روایات موجود ہیں تمام اکابرین دیوبند اس کے جواز پر قائل ہیں ومن دلائل جوازہ كان ابوهما صالحا ﴿۴﴾ .الآيه .وقوله تعالىٰ الحقنا بهم ذريتهم ـ ﴿۵﴾ وحديث اسألك بمحمد نبيك وحديث بحق السائلين عليك وحديث السؤال بصعا ليك المهاجرين. ﴿۶﴾ فقط

صوفیاء کرام کے چلہ کشی کے جواز میں کوئی شک وشبہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں۔ علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض مشائخ چالیس دن چلہ کشی کرتے ہیں کیا یہ چلہ کشی جائز ہے۔ اس کا کوئی ثبوت موجود ہے؟

المستفتی: رحمت کریم قادریہ غفوریہ جنیدیہ چشتیہ نظامیہ نوشہرہ......۱۹/۲/۱۹۶۹ء

﴿۱﴾ عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ يقول الله تعالىٰ انا عند ظن عبدی بی وانا معه اذا ذكر نی فان ذكرنی فی نفسه ذكرته فی نفسی الخ متفق عليه .(مشكوٰة المصابيح ص ۱۹۶ جلد ۱ باب ذكر الله عزوجل والتقرب اليه)

﴿۲﴾ قال الامام ولی الله الدهلوی و اما كشف الوقائع المستقلة فطريقه ان يفرغ نفسه عن كل شئ الا انتظار معرفة هذه الواقعة فاذا انقطع عنه كل حديث وكان الانتظار كطلب الماء للعطشان جعل يربوا بنفسه زماناً بعد زمان الى الملأ الاعلىٰ او السافل بقدر استعداده و يتجرد اليهم فانه عن قريب ينكشف عليه الامر بهتف هاتف او روية واقعة فی اليقظة او رؤيا فی المنام . (القول الجميل للشاه ولی الله ص ۹۸ طريق كشف الوقائع المستقبلة)

﴿۳﴾ قال الملا علی قاری ان كشف العلم با لا مور الشرعية خير من كشف العلم بالامور الكونيه...... ثم اعلم انه قال رسول الله ﷺ اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله ثم قرء قوله تعالىٰ ان فی ذلک لآيات للمتوسمين ای المتفرسين رواه الترمذی من رواية ابی سعيد الخدری رضی الله عنه ومما ينبغی التنبيه عليه هنا ان الفراسة ثلاثة انواع فراسة ايمانية وسببها نور يقذفه الله تعالىٰ فی قلب عبده وحقيقتها انها خاطر يهجم علی القلب ويثب عليه كوثوب الاسد علی الفريسة ومنها اشتقاقها وهذه الفراسة علی حسب قوة الايمان فمن كان اقوىٰ ايماناً فهواحدّ فراسته قال ابو سليمان الدارانی الفراسة مكاشفة النفس و معاينة الغيب وهی من مقامات الايمان انتهی الخ .(شرح فقه الاكبر لملا علی قاری ص ۸۰ مايظهر من الخوارق علی ايدی بعض الكفرة)

﴿۴﴾ (پاره : ۱۶ سورة كهف آيت : ۸۲) ﴿۵﴾ (پاره : ۲۷ سورة الطور آيت : ۲۱)

﴿۶﴾ اللهم انی اسئلک واتوجه اليک بنبينا محمد ﷺ الخ الحديث رواه الطبرانی صغير وكبير والبهيقی وحديث ان النبی ﷺ كان يستفتح بصعاليک المهاجرين رواه صاحب شرح السنة فی شرح السنة وقال الملا علی قاری فی شرح فقه الاكبر قلت قدوردايضاً اللهم انی اسئلک بحق السائلين عليک وبحق ممشای اليک الخ .(شرح فقه الاكبر لملا علی قاری ص ۱۳۲ دعاء الكافر غير مستجاب)

الجواب: اگر چلہ کشی سے مقصود خلوت میں عبادت ہو﴿۱﴾۔اور یہ مقصد ہو کہ چالیس دن لگاتار جو عبادت کی جاتی ہے وہ نفس میں راسخ ہو جاتی ہے اور یہ چلہ طیبات کے تحریم عملی سے بھی خالی ہو۔تو اس کے جواز میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم ﴿۲﴾۔ونظیرہ الخلاء فی غار حراء ﴿۳﴾واعتکاف موسیٰ علیہ السلام اربعین لیلۃ المروی بلا نکیر ﴿۴﴾وقال علیہ الصلاۃ والسلام من صلی للّٰہ اربعین یوما فی جماعۃ یدرک التکبیرۃ الاولیٰ کتب لہ برآءتان براءۃ من النار وبراءۃ من النفاق. ﴿۵﴾فقط

ذکر اسم ذات کے وقت تصور شیخ

سوال: اگر کوئی آدمی اپنے شیخ کو حاضر و ناظر تو نہ سمجھے لیکن ذکر اسم ذات کرتے وقت اپنے ساتھ بیٹھا ہوا تصور کرے تو کیا اس میں کوئی شرعی موانع ہیں۔اور تھوڑی دیر کیلئے تصور شیخ کا کر کے ذکر اسم ذات کا کرنا جائز ہے؟

المستفتی: محمد یعقوب خان اندرون فتح پوری دروازہ مظفر گڑھ

الجواب: تصور شیخ جائز ہے۔یعنی جبکہ بطور علاج ہو﴿۶﴾ نہ کہ بطور ثواب ہو۔

﴿۱﴾ قال الملا علی قاری وفراسۃ ریاضیۃ وھی التی تحصل بالجوع والسھر والتخلی فان النفس اذا تجردت عن العوائق والعلائق بالخلائق صارلھا من الفراسۃ والکشف بحسب تجردھا .
(شرح فقہ الاکبر لملا علی قاری ص ۸۰ ما یظھر من الخوارق علی ایدی بعض لکفرۃ)
﴿۲﴾(پ : ۷ سورۃ المائدۃ رکوع : ۲ آیت : ۸۷)
﴿۳﴾ عن عائشۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنھا انھا قالت اول مابدئ بہ رسول اللہ ﷺ من الوحی الرؤیا الصالحۃ فی النوم فکان لایریٰ رؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح ثم حبب الیہ الخلاء وکان یخلو بغار حراء الخ .(صحیح البخاری ص ۲ جلد ۱ باب کیف کان بدؤ الوحی الی رسول اللہ ﷺ)
﴿۴﴾قال اللہ تعالیٰ واذ وٰعدنا موسیٰ اربعین لیلۃ ثم اتخذتم العجل من بعدہ وانتم ظٰلمون (پارہ: ۱ سورۃ البقرہ آیت: ۵۱)
﴿۵﴾(ترمذی ص ۳۳ جلد ۱ باب فی فضل التکبیرۃ الاولیٰ ابواب الصلواۃ)
﴿۶﴾ قال الشیخ محمد بن عبد اللہ الخانی النقشبندی الحنفی ،الرابطۃ وھی طریقۃ مستقلۃ للوصول وعبارۃ عن ربط القلب بالشیخ الواصل الی مقام المشاھدۃ المتحقق بالصفات الذاتیۃ وحفظ صورتہ فی الخیال ولو بغیبتہ فرؤیتہ بمقتضی الذین اذا رؤا ذکر اللہ تحصل بھا الفائدہ کما تحصل من الذکر بموجب ھم جلساء اللہ تعالیٰ ولا یخفیٰ ماورد من الاحادیث فی الحث علی الجلیس الصالح والشیخ کا المیزاب ینزل الفیض من بحرہ المحیط الی قلب المرید المرابط وان وجد الفتور فی الرابطۃ یحفظ صورۃ شیخہ فی خیالہ بموجب المرء مع من احب فیحفظ الصورۃ یتحقق ویتصف المرید باوصاف الشیخ واحوالہ التی لہ الخ .(کتاب البھجۃ السنیۃ فی اداب الطریقۃ النقشبندیہ ص ۴۲ فصل فی طرق الوصول)

پیری مریدی کا اثبات اور مقدار وظائف

سوال : پیری مریدی کس آیت یا حدیث نبوی ﷺ سے ثابت ہے۔ اور وظائف کے مقدار کا کیا ثبوت ہے۔ بینو اوتو جروا

المستفتی: دارالعلوم ہاشمیہ جم روڈ قمبر آباد باڑہ پشاور......۱۹ر ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

الجواب:قد ثبت هذه البيعة بقوله تعالىٰ يا ايها النبى اذا جاءك المؤمنات يبايعنك الآية ﴿۱﴾.وبقوله عليه السلام بايعونى على ان لا تشركوا الخ ﴿۲﴾ واصل التصوف حديث ان تعبد الله كانك تراه﴿۳﴾.وتعين العدد لتطيب خاطر المريد ولتعرف تاثيره بالتجربة وليس هو امراً لازماً ونظيره مقدار الدواء واجزاءه. ﴿۴﴾ فافهم

عورت کا اجنبی پیر سے پردہ کرنا ضروری ہے

سوال : کیا کسی عورت کیلئے اپنے پیر صاحب سے پردہ کرنا ضروری ہے؟

المستفتی: سیف الدین ایم اے سرائے نورنگ بنوں......۱۳۹۷ھ

الجواب: پیر جب اجنبی ہو ﴿۵﴾ تو اس سے پردہ ضروری ہے .وهو الموفق

﴿۱﴾(پارہ: ۲۸ سورة الممتحنة آیت: ۱۲)

﴿۲﴾عن عبادة بن الصامت رضى الله عنه ان رسول الله ﷺ قال وحوله عصابة من اصحابه بايعونى على ان لا تشركوا بالله شيئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ......فبايعناه على ذلك.(صحيح البخارى ص۷ جلد ۱ باب علامة الايمان حب الانصار)

﴿۳﴾(صحيح البخارى ص۱۲ جلد۱ باب سوال جبريل النبى ﷺ عن الايمان والاسلام والاحسان الخ)

﴿۴﴾يدل عليه ما قال العلامه الوسى فى الكلام على النسخ وحقيقته فقال وذلك يختلف باختلاف الاعصار والاشخاص كالدواء الذى تعالج به الادواء فان النافع فى عصر قديضر فى غيره .
(تفسير روح المعانى ص۵۵۶ جلد۱ سورة البقره آيت:۱۰۶)

﴿۵﴾ قال الله تعالىٰ وقل للمؤمنات يغضضن من ابصٰرهن ويحفظن فروجهن ولا يبدين زينتهن الا ماظهر منها وليضربن بخمرهن على جيوبهن ولا يبدين ذينتهن الا لبعولتهن او ءابآء هن او ءابآء بعولتهن اوابنآئهن او ابنآء بعولتهن او اخوانهن او بنى اخوانهن او بنى اخوتهن او نسائهن او ما ملكت ايمانهن او التابعين غير اولى الاربة من الرجال اولطفل الذين لم يظهروا على عورٰت النساء الخ(سورة النور پارہ:۱۸ آيت: ۳۱)
قال المجدد الف ثانى المحبوب الصمدانى رحمة الله عليه مجيبا لمن سأله عن طريق التعليم للنساء ان كانت المرأة محرما فاى مانع والا فتجلس وراء الحجاب وتأخذ الطريقه.(البهجة السنية فى اداب الطريقة النقشبنديه ص۴۰ فصل فى بيان ما يتعلق بالاخذ والشروع)

دوسروں کومرید کرنے کیلئے خلافت واجازت شرط نہیں البتہ موجب برکت ہے

سوال: کیاکسی شخص کیلئے اپنے پیر کی اجازت وخلافت کے بغیر لوگوں کومرید بنانا جائز ہے یانہیں؟
المستفتی: محمد اشرف عاطف تلمیہ ملتان......۲۳/ذی قعدہ ۱۳۹۶ھ

الجواب: کسی کے مرید کرنے کی صحت کیلئے خلافت اوراجازت شرط نہیں ہیں۔البتہ برکت کے حصول کیلئے خلافت اور اجازت شرط ہیں۔ نیز اہلیت کیلئے اپنا ظن ﴿۱﴾ کافی نہیں ہے۔اہل فن کا اعتماد حاصل کرنا ضروری ہے۔وھو الموفق

ایک سلسلہ میں دوسرے مرشد سے بیعت خواہ قبل وفات ہو یا بعد الوفات

سوال: (۱)ایک شخص مثلاً سلسلہ قادریہ میں کسی مرشد سے بیعت کرچکا ہےتواب وہ اپنے مرشد کے حین حیات ہی میں اسی سلسلہ قادریہ میں دوسرے مرشد سے بیعت کرسکتا ہے یانہیں۔
(۲) کیابعد از وفات مرشد اول دوسرے مرشد سے بیعت کرسکتا ہے؟اوراگر دوسرے سلسلہ میں ہوتو پھر کیا حکم ہوگا۔
(۳) بعض حضرات کا خیال ہے کہ طریقت کے بغیر ولایت حاصل نہیں ہوتی۔کیاواقعی ولایت کیلئے بیعت شرط ہے؟
المستفتی: حافظ نورالہادی محبّ بانڈہ مردان......۲/ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ

الجواب:(۱) جائز ہے ﴿۲﴾ کما فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ۔
(۲) صالحین کا تعامل دوسری جگہ بیعت کرنے پر واقع ہےخواہ اسی سلسلہ میں ہو،یا دوسری سلسلہ میں۔البتہ بیک وقت متعدد سلاسل کے اوراد کامشق کرنا مضر صحت بدن ودماغ ہے۔

﴿۱﴾قال الشیخ محمد بن عبدالله الخانی النقشبندی عن الرازی رحمة الله علیه ولا یخفی ان من تصدر للمشیخة من غیر اذن فما یفسده اکثر مما یصلحه وعلیه اثم قاطع الطریق فانه بمعزل عن رتبة المریدین الصادقین فضلاً عن المشائخ العارفین الخ.(کتاب البهجة السنیة فی اداب الطریقة النقشبندیه ص ۳۵ باب فی بیان المشیخة)

﴿۲﴾ قال الشیخ محمدبن عبد الله الخالدی النقشبندی الحنفی وجوزوا التعددبل فی حیاة الشیخ الاول اذرأی الطالب رشده فی موضع آخر یجوز له من غیر انکار لشیخه الاول ان یذهب الیه وبأخذعلیه ویتخذه شیخا ثانیاً.
(البهجة السنیة فی اداب الطریقة النقشبندیه ص ۳۰ باب فی بیان المشیخة)
وقال الامام ولی الله الدهلوی فاعلم ان تکرار البیعة من رسول الله ﷺ ماثور و کذا لک عن الصوفیة اما من الشخصین فان کان بظهور خلل فی من بایعه فلا بأس و کذالک بعد موته او غیبته المنقطعة واما بلا عذر فانه یشبه المتلاعب و یذهب با لبرکة و یصرف قلوب الشیوخ عن تعهده.(القول الجمیل ص ۲۹ حکمت تکرار بیعت)

(۳) بیعت امر مستحب ہے۔﴿۱﴾البتہ حصول ولایت کیلئے جتنے ذرائع ہیں ان میں شاہراہ اور کامیاب ذریعہ یہی ہے﴿۲﴾وهو الموفق

بیعت میں حضورﷺ سے ملانا اور شیخ طریقت کی پہچان کا معیار

سوال: ایک صاحب نے تصوف وسلوک کے موضوع پر کتاب لکھی ہے۔اور شیخ طریقت کے متعلق پہچان کے ذکر میں فرمایا ہے کہ تصوف اور سلوک کے منازل طے کرنے کیلئے مراقبہ فنا فی الرسول بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔جو شیخ اتنا نہیں کرسکتا۔وہ یقیناً شیخ طریقت ہونے کے اعتبار سے ناقص ہے۔(دلائل السلوک ص ۶۶،۶۷) اپنے طریقہ بیعت کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس ناچیز کا طریقہ یہی ہے کہ اولاً اپنے ہاتھ پر بیعت طریقت کبھی نہیں لی۔صرف تعلیم دیتا ہوں اور ابتدائی منازل طے کراکر دربار نبویﷺ میں پیش کرتا ہوں۔جو تمام جہان کے پیر ہیں۔ صرف زبانی جمع خرچ نہیں ہے۔کہ پیر صاحب فرمادیں۔اور تمھیں دربار نبویﷺ میں پہنچا دیا۔بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ سالک خود مشاہدہ کرے کہ منازل سلوک طے کررہا ہے۔اور دربار نبوی میں پہنچ کر حضورﷺ کے دست مقدس پر بیعت کررہا ہے۔اگر کوئی مدعی دربار نبوت تک رسائی نہیں رکھتا۔پھر بیعت لیتا ہے تو وہ دھوکہ باز ہے۔ماخوذ ہوگا پس کامل وناقص کی یہی پہچان ہے خوب سمجھ لو۔(دلائل السلوک ۶۶،۶۷) اب سوال یہ ہے کہ کیا واقعی شیخ طریقت کیلئے حضورﷺ کے دست مقدس پر مرید کو بیعت کرانا اس کے کامل ہونے کی پہچان ہے ورنہ (العیاذ باللہ) وہ دھوکہ باز ہے ماخوذ اور ناقص ہے، کیا یہ تصوف کتاب وسنت پر مبنی ہے اور ان عقائد ونظریات میں مصنف کتاب اپنے آپ کو سلسلہ عالیہ دیوبندیہ سے منسلک کرتا ہے۔تو کیا اس انتساب عقیدہ میں وہ صحیح ہے؟

المستفتی: محمد الطاف ربانی دیوبندی خطیب جامع مسجد راوی روڈ لاہور......۱۰ر جمادی الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: اس مولف نے ارشاد اور دعوت کی صحت کے لئے جو شرط مقرر کیا ہے وہ خود ساختہ ہے اور بدعت ہے یہ اشتراط نہ قرآن وحدیث سے معلوم ہے اور نہ اجماع وقیاس سے مبرہن ہے اور نہ صوفیائے عظام نے یہ

﴿۱﴾قال الامام ولى الله الدهلوى فاعلم ان البيعة سنة و ليست بواجبة لان الناس بايعوا النبى ﷺ و تقربوابها الى الله تعالىٰ ولم يدل دليل على تاثيم تاركها ولم ينكر احد من الائمة على انها ليست بواجبة . (القول الجميل ص ۱۹ الفصل الثانى)

﴿۲﴾قال الشيخ محمد بن عبد الله الخانى عن الشيخ عبد الوهاب الشعرانى قدس الله سره قال ولا شك ان علاج امراض الباطن من حب الدنيا و الكبر والعجب والرياء والحقد والحسد والغل والنفاق كله واجب كما تشهد له الاحاديث الواردة فى تحريم هذه الامور والتوعد بالعقاب عليها فعلم ان كل من لم يتخذله شيخا يرشده الى الخروج عن هذه الصفات فهو عاص لله تعالىٰ ورسوله ﷺ لانه لا يهتدى لطريق العلاج بغير شيخ ولو حفظ الف كتاب فى العلم الخ .(كتاب البهجة السنية فى اداب الطريقة العلية النقشبنديه ص ۴ مقدمه)

شرط لگائی ہے۔اور یہ مدعی اپنے کلام میں متناقض بھی ہے۔اس نے اس کتاب میں کشف کی بہت مذمت کی ہے اوراس کے بعداس خاص کشف کو مدار کمال اور مدار ارشاد قرار دیا ہے حقیقت یہ ہے۔کہ یہ مدعی خدارسیدہ نہیں ہے۔ورنہ یہ فناءاورترک دعویٰ سے آراستہ ہوتا۔وھو الموفق

طریقت کے مقاصد سے ناواقف پیر سے دور رہنا چاہئے

سوال:ایک شخص اپنے آپ کواہل اللہ کہتا ہے۔ذکر کرتے وقت کہتا ہے کہ مجھے بیت اللہ نظرآرہا ہے مسجد نبوی نظرآرہا ہے حضورﷺ نظرآرہے ہیں۔یہ شخص بیعت بھی دے رہا ہےاور کہتا ہے کہ آپ سب حضورﷺ کے مرید ہوگئے اور کہتا ہے کہ میں اپنے مرید کو چھ مہینے کے اندر حضورﷺ سے ملاقی کرتا ہوں اور نہ ماننے والوں کو برا بھلا کہتا ہے۔تو ایسے شخص کا کیاحکم ہے؟وھو الموفق

المستفتی:خادم جامع مسجد شاہ فیصل ڈیرہ اسماعیل خان......۲۴ر صفر ۱۴۰۲ھ

الجواب:یہ شخص اہل اللہ نہیں ہے یہ شخص بیعت اور طریقت کے مقاصد﴿۱﴾ سے بہت دور ہے۔طالبان حق کواس سے دور رہنا ضروری ہے۔وھو الموفق

مرشد کی وفات کی وجہ سے دوسرے مرشد سے بیعت اور تعویذات وعملیات کرنے کا حکم

سوال:(۱)اگر ایک شخص نے کسی سے بیعت کی ہو بعد میں وہ مرشد فوت ہوجائے تو کیاوہ دوسرے مرشد سے بیعت کرسکتا ہے۔جبکہ ان کی تکمیل کیجائے۔(۲)حزب البحر پڑھنااور تعویذات وعملیات کا کیا حکم ہے؟

المستفتی:نامعلوم......۶ر ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

الجواب:صالحین کے نزدیک یہ معروف ہے کہ وہ شیخ کی وفات کے بعد دوسرے شیخ سے تکمیل کرتے

﴿۱﴾ قال غوث الاسلام والمسلمین شاہ غلام علی عبداللہ المجددی پوشیدہ نیست کہ طریقہ (علیہ نقشبندیہ) عبارت است از دوام توجہ بقلب وبمبدأ فیاض واعتدال درنوافل عبادات وتوسط درترک مألوفات وتعمیر اوقات باوراد واذکار کہ بحدیث صحیح ثابت شدہ اند ودرین طریقہ مقامات سلوک ازتوبہ تامقام رضا باجمال معمول است وحاصل آن دوام حضور بذات الٰہی وانجذاب جبی روحی وذوق وشوق وجمعیت قلبی است واستغراق درمشھو وخود موافق حدیث شریف (الاحسان ان تعبداللہ کانک تراہ) وصف حال این طریقہ است۔(مقامات مظہریہ ص۵ فصل اول درذکر طریقہ نقشبندیہ مجددیہ)

ہیں۔ ﴿۱﴾ (۲) حزب البحر کا ورد کرنا اور تعویذات وعملیات کرنا درست ہیں۔ جبکہ ناجائز اور شرکی کلمات سے خالی ہوں۔ لحدیث مسلم اعرضوا علی رقاکم لابأس بالرقیٰ مالم یکن فیه شرک ﴿۲﴾ ولحدیث عبدالله بن عمرو بن العاص رواه ابوداؤد. ﴿۳﴾ وهو الموفق

جذبہ کے طاری ہونے کی وجوہات اور توجہ کے اثر کے ازالے کا علاج

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک آدمی نے ایک پیر صاحب سے بیعت کیا ہے۔ اور اب خود بھی لوگوں کو بیعت کراتے ہیں جمعہ کی رات کو بہیئت اجتماعیہ ذکر کرتے ہیں۔ اور دوران ذکر ان پر جذبہ آتا ہے۔ اور مسجد میں کودتے چلانگیں لگاتے ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے۔ اور اس کا اثر کس طرح زائل ہوگا؟

المستفتی: ابوعاصم تجمل شاہ مٹہ مغل خیل پشاور......۲ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: جذب طاری ہونا حق ہے۔ ﴿۴﴾ مگر اس کے طاری ہونے کی متعدد وجوہات ہیں (۱) عظمت الوہیت کی تجلی کا ورود (۲) توجہ کی وجہ سے ضیق صدر کا طرد (۳) شیطان کا باطن میں دخول۔ پس اس جذباتی کیفیت کو

﴿۱﴾ قال الشیخ محمد بن عبد الله الخالدی النقشبندی وجوزوا التعدد بل فی حیاة الشیخ الاول اذا رای الطالب رشده فی موضع آخر یجوز له من غیر انکار لشیخه الاول ان یذهب الیه ویأخذ علیه ویتخذه شیخاً ثانیاً. (البهجة السنیة فی اداب الطریقه الخالدیه النقشبندیه ص ۳۰ باب المشیخة وادابها) وقال الامام الدهلوی ان تکرار البیعة ......اما من الشخصین فان کان بظهور خلل فی من بایعه فلا بأس و کذلک بعد موته او غیبته المنقطعة. (القول الجمیل ص ۲۹ تکرار البیعت)

﴿۲﴾ (مشکواة المصابیح ص ۳۸۸ جلد ۲ کتاب الطب والرقیٰ)

﴿۳﴾ (ابوداود ص ۱۸۷ جلد ۲ کیف الرقی کتاب الطب)

﴿۴﴾ جذب بذات خود حق ہے۔ لیکن یہ مغلوبیت ہے کمال نہیں ہے۔ البتہ بعض اوقات سہو اور نسیان کی طرح کاملین پر بھی آتا ہے۔ تاکہ شان بشریت ظاہر ہو جائے حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے عظمت تجلی کے مشاہدے سے بے ہوش ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ فلما تجلی ربه للجبل جعله دکا وخر موسیٰ صعقا (الاعراف ع ۱۷) اور اسی طرح صحابہؓ کو عذاب قبر مستحضر ہوا۔ تو آواز لگائی۔ کما فی صحیح البخاری ص ۱۸۳ جلد ۱ قام رسول الله ﷺ خطیبا فذکر فتنة القبر التی یفتتن فیها المرء فلما ذکر ذلک ضج المسلمون ضجة۔ اور اسی طرح زرارہ بن اوفی نے جب نماز میں فاذا نقر فی الناقور تلاوت کیا۔ تو وفات ہوا۔ کما فی الترمذی فی باب من وصف صلاة النبی ﷺ باللیل قبل باب نزول الرب تبارک وتعالیٰ الی السماء الدنیا کل لیلة ۔ اور فقہاء کرام بھی وجد کو جائز کہتے ہیں جب بلا اختیار ہو۔ کما فی الطحطاوی ص ۲۵۹ قبیل باب ما یفسد الصلاة. وفی مجمع الانهر عن التسهیل الواجد مراتب وبعضه یسلب الاختیار فلا وجه لمطلق الانکار وفی التتار خانیه مایدل علی جوازه للمغلوب اللذی حرکاته کحرکات المرتعش انتهیٰ ۔ مرتعش کے اندام بلا اختیار حرکت کرتے ہیں لیکن ان حرکات کا علم اسے ہوتا ہے۔ بعض سلف اور بعض خلف نے اس وجد اور جذب پر انکار کیا ہے جیسا کہ علامہ آلوسی نے وتقشعر منه جلود الذین یخشون ربهم ثم تلین جلودهم وقلوبهم الی ذکر الله کے تفسیر میں حضرت اسماء، ابن عمر، قتادہ، ابن جبیر اور ابن سیرین رضی اللہ عنہم سے انکار روایت کیا ہے. روی عن عبد الله بن عروة بن الزبیر قال قلت لجدتی اسماء کیف کان یصنع اصحاب رسول ﷺ اذا قرء وا القرآن. قالت کانوا کما نعتهم الله تدمع اعینهم (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بہر حال کمال جاننا تصوف سے عاری ہونے کی دلیل ہے اور سمجھدار لوگوں کیلئے تصوف سے متنفر کرنے کا ذریعہ ہے۔
نوٹ: ایسے مجمع میں بیٹھنے والا جب حسبنا الله ونعم الوكيل ولاحول ولاقوة الا بالله پڑھے تو اس سے توجہ کا اثر زائل اور کالعدم ہوتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ کہف کے اوائل پڑھنے سے دجال کا اثر زائل اور کالمعدوم ہوتا ہے۔ وهو الموفق

بیعت کی شرعی حیثیت اور ڈاکٹر اسرار کی بیعت سمع وطاعت

سوال: (۱) بیعت کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ یہ کتنی قسم کی ہوتی ہے۔ (۲) صحیح مسلم کی حدیث میں جو کہا گیا ہے کہ جو شخص بغیر بیعت امیر کے مر گیا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ تو موجودہ دور میں اس وعید سے بچنے کی کیا سبیل ہے۔ (۳) ڈاکٹر اسرار احمد (تنظیم اسلامی) جو بیعت سمع وطاعت لے رہے ہیں کیا قرآن وحدیث کی رو سے اس کی کوئی گنجائش ہے؟

المستفتی: عبدالقدوس ہاشمی لالہ رخ واہ کینٹ...... ۲۶ رشوال ۱۴۰۵ھ

الجواب: (۱) قرآن اور احادیث سے پانچ قسم کے بیعت ثابت ہیں۔ بیعت علی الایمان، بیعت علی الجهاد، بیعت علی الخلافۃ، بیعت علی الہجرۃ، بیعت ارشاد۔ وهي في قوله تعالىٰ يا ايها النبي اذا جاء ک

(بقیہ حاشیہ) وتقشعر جلودهم. قلت فان ناسا ههنا اذا سمعوا ذلک تاخذ هم غشية قالت اعوذبالله تعالىٰ من الشيطان (ص ۲۵۹ جلد ۲۳) سورة الزمر مكتبه رشيديه) اور ص ۲۶۰ جلد ۲۳ میں فرماتے ہیں کہ اسماء عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہیں لاتقعد معهم. اور اس صفحہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے پیٹ میں شیطان داخل ہوتا ہے۔ قال ابن عمر وقدری ساقطاء من سماع القرآن فقال انا نخشى الله تعالىٰ وما نسقط. هٰؤلاء يدخل الشيطان في جوفهم۔ اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انما هذا ذهاب العقول والغشيان في اهل البدع وانما هو من الشيطان. اور ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ بيننا وبين هٰولاء اللذين يصرعون عند قرأة القرآن ان يجعل احدهم على حائط باسطا رجليه ثم يقرء عليهم القرآن كله فان رمى بنفسه فهو صادق۔ پس تحقیق یہ ہے کہ منکر وہ وجد ہے جو تکلف سے ہو اور قصد واختیار سے ہو۔ اور مکر اور فریب ہو۔ انبیاء علیہم السلام کے عقول قوی اور حوصلے فراخ ہوتے ہیں اور اسی طرح صحبت کی برکت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوصلے فراخ اور عقول قوی تھے۔ تو تجلیات اور برکات کا تحمل کر سکتے تھے۔ اور چونکہ صوفیاء کرام کے حوصلے اور ظروف اتنے فراخ نہیں ہوتے تو تجلیات اور برکات کا تحمل وہضم نہیں کر سکتے۔ اس لیے ان پر وجد اور جذب آتا ہے۔ اس لئے علامہ آلوسی روح المعانی میں ص ۲۶۰ جلد ۲۳ میں فرماتے ہیں۔ ويقول مشائخهم ان ذلک لضعف القلوب عن تحمل الوارد وليس فاعلو ذلک في الكمال كالصحابة اهل الصدر الاول في قوة التحمل فما هو الا دليل النقص۔ اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری جلد ۸ سورۃ الزمر میں فرماتے ہیں۔ قلت وجه طريان هذه الحالة كثرة نزول البركات والتجليات مع ضيق حوصلة الصوفي وضعف استعداده انتهٰى. (والتفصيل في السلسله المباركه للشيخ محمد فريد دامت بركاتهم) (از مرتب)

المؤمنات الآیۃ ﴿۱﴾۔وفی حدیث عبادۃ بن الصامت۔رواہ البخاری وغیرہ ﴿۲﴾۔اور یہ مروجہ بیعت طریقت قسم خامس ہے۔(۲) اس حدیث میں قسم ثالث مراد ہے۔خلیفہ برحق کا نصب کرنا واجبات عامہ ﴿۳﴾ سے ہے۔(۳) جو شخص دیندار علماء کے نزدیک قابل اعتماد نہ ہو اور صالحین کی صحبت اور تربیت سے محروم ہو تو اس سے بیعت کرنا اہل فن کے مذاق سے مخالفت بلکہ دین کی تباہی ہے ﴿۴﴾۔وھو الموفق

طریقت میں قوالی،سماع مزامیر اور مجلس موسیقی وغیرہ نہیں ہے

سوال:بعض خودنما پیر اپنے آپ کو طریقہ چشتیہ سے منسلک اور دعویدار ہونے کے باوجود قوالی،مجلس موسیقی وغیرہ کو فعل مستحسن اور موجب اجر و ثواب قرار دیتے ہیں اور علماء منکرین من ہذا الفعل القبیح پر رد و قدح کرتے ہیں۔ تو کیا کسی طریقہ اور شریعت میں اس قسم کی قوالی اور موسیقی وسماع مزامیر وغیرہ کی جواز کی کوئی دلیل شرعی موجود ہے؟

المستفتی:محمد ثناء اللہ خان شبقدر چارسدہ......۱۹۷۸ء

الجواب:واضح رہے کہ احادیث اور عبارات فقہ سے مزامیر اور ملاہی کی حرمت روز روشن کی طرح معلوم ہے۔البتہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کچھ شرائط سے جواز کی طرف میلان کیا ہے۔اور وہ شرائط ان قوالوں میں معدوم اور مفقود ہیں۔لہٰذا ان کو جائز سمجھنے والوں پر کفر کا شدید خطرہ موجود ہے۔یہ لوگ اپنی بدمعاشیوں اور

﴿۱﴾(پارہ: ۲۸ سورۃ الممتحنۃ آیت: ۱۲)

﴿۲﴾(صحیح البخاری ص۷ جلد ۱ باب علامۃ الایمان حب الانصار)

﴿۳﴾قال الملا علی قاری مسئلہ نصب الامام فقد اجمعوا علی وجوب نصب الامام وانما الخلاف فی انہ یجب علی اللہ او علی الخلق بدلیل سمعی او عقلی فمذھب اھل السنۃ وعامۃ المعتزلۃ انہ یجب علی الخلق سمعا لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام علی مااخرجہ مسلم من حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما بلفظ من مات بغیر امام مات میتۃ الجاھلیۃ ولان الصحابۃ رضی اللہ عنہم جعلوا اھم المھمات نصب الامام حتی قدموہ علی دفنہ علیہ الصلاۃ والسلام ولان المسلمین لا بد لھم من امام یقوم بتنفیذ احکامھم الخ.(شرح فقہ الاکبر للقاری ص۱۴۶ ومنھا مسئلۃ نصب الامام)

﴿۴﴾قال العلامہ حصکفی وعند اھل الحقیقۃ الجمع بین العلم والعمل لقول الحسن البصری انما الفقیہ المعرض عن الدنیا الزاھد فی الاخرۃ البصیر بعیوب نفسہ .قال ابن عابدین الزاھد فی الاخرۃ...... اقول ومثلہ فی الاحیاء للامام الغزالی بزیادۃ حیث قال سأل فرقد السنجی الحسن عن شی فاجابہ فقال ان الفقھاء یخالفونک فقال الحسن ثکلتک امک وھل رأیت فقیھاً بعینک انما الفقیہ الزاھد فی الدنیا الراغب فی الاخرۃ البصیر بدینہ المداوم علی عبادۃ ربہ الورع الکاف عن اعراض المسلمین العفیف عن اموالھم الناصح لجماعتھم .(الدر المختار مع رد المحتار ص۲۸ جلد ۱ مقدمہ)وفی البھجۃ السنیۃ قال الرازی رحمہ اللہ تعالیٰ ویجب علی الطالب الصادق فی بدایتہ ان لا یصحب اکثر مدعی المشیخۃ فی ھذاالعصر البتۃ الا بظھور امارات الصدق بالھام من اللہ تعالیٰ للطالب او بشھادۃ الصادقین من اھل الطریق لذلک الشیخ.(کتاب البھجۃالسنیہ ص ۳۴ باب فی بیان المشیخۃ)

عیاشیوں پران بزرگوں کے کلام سے پناہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔لیکن فقہ حنفی نے ان (مستحلی الرقص والغناء) کوکافر کہا ہے۔﴿۱﴾

دوسرے پیر سے بیعت کرنا ممنوع نہیں ہے

سوال: بندہ ایک پیر سے بیعت کر چکا ہے لیکن ابھی اس پیر میں کچھ مخالف سنت امور نظر آئے ہیں۔کیا میں اس سے بیعت ختم کر کے دوسرے جگہ بیعت کر سکتا ہوں یا نہیں۔

المستفتی: مولوی اختر زمان بنوں.....۱۸/۱۰/۱۹۷۸ء

الجواب: فقہاء اور صوفیاء کے نزدیک دوسری جگہ بیعت کرنا ممنوع نہیں ہے ﴿۲﴾ خصوصاً جبکہ عذر شرعی کی وجہ سے ہو۔ کما فی تنقیح الفتاویٰ ص ۳۶۹ جلد ۲ .وهو الموفق

شاعر کا اشعار میں اپنے پیر کیلئے اوصاف شرکیہ بیان کرنا

سوال: اگر ایک شاعر اپنے پیر کیلئے اوصاف شرکیہ ثابت کرے اور غلط غلط شرکیہ اشعار کہتا ہو۔تو اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: نامعلوم.....۱۸/۱۰/۱۹۷۸ء

الجواب: بشرط صدق وثبوت شرکیہ اشعار سے شاعر کافر ﴿۳﴾ ہوکر نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔اس کی اصلاح کرنے کیلئے توبہ ضروری ہے۔اور اصرار کی صورت میں اس کے ساتھ ترک موالات ضروری ہے۔فقط

﴿۱﴾ قال ابن عابدين (قوله ومن يستحل الرقص قالوا بكفره) المراد به التمائل والخفض والرفع بحركات موزونة كما يفعله بعض من ينتسب الى التصوف وقد نقل فى البزازيه عن القرطبى اجماع الائمة على حرمة هذا الغناء وضرب القضيب والرقص قال ورأيت فتوىٰ شيخ الاسلام جلال الملة والدين الكرمانى ان مستحل هذا الرقص كافر وتمامه فى شرح الوهبانية ونقل فى نور العين عن التمهيد انه فاسق لا كافر ثم قال التحقيق القاطع للنزاع فى امر الرقص والسماع يستدعى تفصيلا ذكره فى عوارف المعارف واحياء العلوم وخلاصته ما اجاب به العلامة النحرير ابن كمال باشا الخ .(ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۳۳۷ جلد ۳ قبيل باب البغاة مطلب فى مستحل الرقص)

﴿۲﴾ قال الشيخ محمد بن عبد الله النقشبندى وجوزوا التعدد بل فى حياة الشيخ الاول اذا رأى الطالب رشده فى موضع آخر يجوزله من غير انكار لشيخه الاول ان يذهب اليه وياخذ عليه ويتخذه شيخاً ثانياً ......فيجوز استفادة التعليم والصحبة مع مشايخ متعددة وينبغى ان يعلم ان الشيخ هو الذى يدل المريد على الحق تعالىٰ واكثر ما يلاحظ هذا المعنى واوضح فى تعليم الطريقة وشيخ التعليم استاد الشريعة ودليل الطريقة الخ .(كتاب البهجة السنية فى اداب الطريقة النقشبنديه ص ۳۰ باب فى بيان المشيخة وادابها)

﴿۳﴾ فى الهنديه يكفر اذا وصف الله تعالىٰ بما لايليق به او سخر باسم من اسمائه او بامر من اوامره اوانكروعده ووعيده اوجعل له شريكاً اوولداً او زوجة او نسبه الى الجهل اوالعجز اوالنقص .
(فتاوىٰ هنديه ص ۲۵۸ جلد ۲ باب موجبات الكفر منهامايتعلق بذات الله وصفاته)

صلاۃ وسلام،ندالغیر اللہ،پیروی نفس،توجہ وتصور شیخ،پیرکو مریدوں کے احوال معلوم ہونا اور کشفیات کے متعلق

سوال: بندہ مولانا عبدالغفور المدنی العباسی سے بیعت شدہ ہے اور خواب میں درود حاضری پڑھتے ہوئے دیدار حبیب علیہ ﷺ، صدیق اکبر،عمر فاروق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے دیدار سے مشرف ہو چکا ہے۔ان ایام میں مولانا عبدالسلام صاحب سے سلسلہ قادریہ میں خلافت کی نعمت حاصل ہوئی۔اس وقت چند مسائل حل طلب ہیں۔(۱) ندائے محمد ﷺ درود میں جائز یا ناجائز جیسا کہ حاجی امداد اللہ صاحب وغیرہ کے نعتیہ کلام میں ہے۔نیز یا محمد، یارسول اللہ واستمداد کا جواز کیا ہے۔ (۲) یاعلی مشکل کشا، گنج بخش فیض عالم اور یا سید غوث الاعظم کہنا جائز ہے یا نہیں۔(۳) مخلوق سے طمع اور استمداد، خواہش نفس کی پیروی یا غیر خدا سے طلب کرنا شرک ہے یا نہیں؟ (۴) مشائخ کا توجہ دینا کس طرح ہے۔(۵) تصور شیخ کا کیا حکم ہے۔ (۶) ذکر بمع تصور جائز ہے یا نہیں۔(۷) بعض مشائخ کا اپنے مریدوں کی احوال سے آگاہ ہونا کیسا ہے۔(۸) علم غیب عطائی نہ ذاتی،کشف قلبی کشف القبور بعطائے الٰہی شرک ہے یا نہیں۔(۹) کشفیات مطابق سنت پر عمل کرنا کیسا ہے؟

المستفتی: شیخ محمد اسلم کریانہ مرچنٹ اکوڑہ خٹک......۲ر رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

الجواب: (۱) صلاۃ وسلام میں کلمات ندا کا استعمال جائز ہے۔جبکہ یہ ندا اس عقیدہ پر مبنی ہو کہ ملٰئکہ اس درود وسلام کو حضور ﷺ تک پہنچاتے ہیں۔اوران کلمات ندا کا استعمال حاضر وناظر کی عقیدہ سے،علم غیب کے عقیدہ سے (کہ یہ غیر اللہ غیب دان ہے) شرک جلی اور کفر بواح ہے۔جیسا کہ صحیح العقیدہ شخص کیلئے عشق ومحبت کے طور پر جائز اور مباح ہے۔(۲) صحیح العقیدہ شخص کے کلام میں تاویل کرنا ضروری ہوتا ہے۔اور دیگر ان کو تاویل تکفیر سے بچا نہیں سکتا ہے۔(۳) تسلط غیبی کے عقیدہ پر مبنی استمداد شرک جلی ہے۔(۴) ممکن اور جائز ہے۔﴿۱﴾ (۵) جائز ہے۔اور بسا اوقات مضر ہو جاتا ہے۔(۶) جائز ہے۔﴿۲﴾ (۷) جزوی طور پر ہوتا ہے نہ کلی طور پر۔(۸) علم کلی عطائی شرک جلی اور کشف ممکن وجائز۔(۹) جب شریعت سے متصادم نہ ہوں تو جائز ہے۔﴿۳﴾

نوٹ: یہ مسائل تفصیل طلب ہیں۔اگر مزید تفصیل کی ضرورت ہو تو صرف ایک سوال روانہ کریں۔وھو الموفق

﴿۱﴾ قال الامام ولی اللہ الدھلوی فالتاثیر فی الطالب ان یتوجہ الشیخ الی نفسہ الناطقۃ و یصادمھا بالھمۃ التامۃ القویۃ ثم یستغرق فی نسبۃ بالجمعیۃ و ھذا بعد ان تکون نفس الشیخ حاملۃ لنسبۃ من نسب القوم و کانت ملکۃ راسخۃ فیھا فتنتقل نسبتہ الی الطالب علی حسب استعدادہ و منھم من یشوب بھذا التوجہ الذکر والضرب علی قلب الطالب واذا غاب الطالب فانھم یتخیلون صورتہ و یتوجھون الیھا . (القول الجمیل ص ۹۴ توجہ دادن)

﴿۲﴾ قال العلامہ شکارپوری و اذا غاب الشیخ عنہ یخیل صورتہ فی خیالہ بوصف المحبۃ والتعظیم فانہ یفید فائدۃ صحبۃ . (قطب الارشاد ص ۵۵۸ الشغل العاشر)

﴿۳﴾ قال ملاعلی قاری و لذا لم یعتبر احد من الفقھاء جواز العمل فی الفروع الفقھیۃ بما یظھر للصوفیۃ من الامور الکشفیۃ او من حالات المنامیۃ . (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکواۃ ص ۳۵۸ جلد ۹ کتاب الفتن)

غوث، قطب ابدال کی وضاحت اور تصرف کا مطلب

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں علاقے کا متصرف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ فلاں آدمی پہاڑوں کا متصرف ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ نیز غوث، قطب، ابدال پہلے امتوں میں بھی تھے یا یہ شرف صرف اس امت کو حاصل ہے۔ وضاحت فرمائیں۔ المستفتی: محمد اصغر صدہ کوہاٹ...... یکم رمضان ۱۴۰۳ھ

الجواب: انبیاء علیہم السلام کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مرتبہ ہے اگر وہ غوث وقطب نہ ہوں۔ تو دنیا میں اور کوئی شخص غوث اور قطب کس طرح ہو سکے گا۔ اور وہ نہ دنیا کا متصرف تھا اور نہ علاقے کا۔ یہ غوث اور قطب اصطلاحی الفاظ ہیں ﴿۱﴾ اور اولیاء اللہ کے مدارج مختلفہ کے عنوانات ہیں اور یہ لوگ تصرف اصطلاحی ﴿۲﴾ (قوت ارادی سے انقلاب لانا) کرتے ہیں۔ لیکن "وما تشاؤن الّا ان یشاء الله . اور انک لا تهدی من احببت ولکن الخ ، الآیة" کو زیر نظر رکھنا ضروری ہے۔ وهو الموفق

حالت مراقبہ میں حضور ﷺ کی ملاقات اور حکم پر عمل کرنے کی شرعی حیثیت

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع اس بارے میں۔ کہ ایک عورت تہجد گزار اللہ تعالیٰ کی عبادت میں رات دن مصروف رہتی ہے (ہاں عالمہ نہیں) فرماتی ہے کہ جب میں توجہ کروں تو مراقبہ میں دیدار رسول ﷺ سے مشرف ہوتی ہوں اور باقاعدہ حضور ﷺ سے سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ یہ عورت صاحب نصاب نہیں ہے۔ بلکہ غربت وافلاس کی زندگی گزار رہی ہے۔ گذشتہ عید الاضحیٰ کے موقع پر فرمانے لگی کہ مجھے مراقبہ کی حالت میں حضور ﷺ نے فرمایا۔ کہ عید کے موقع پر دو عدد جانور ذبح کرلو (گائے) اور زید، عمر، بکر کے نام سے قربانی دیدو۔ اب

﴿۱﴾ قال الشيخ محمد زاهد بن الشيخ حسن الدوزجوى قال السيد الغوث هو القطب حين ما يلتجأاليه ولا يسمىٰ فى غير ذلک الوقت غوثا آه والقطب عبارة عن الواحد الذى هو موضع نظر الله فى كل زمان اعطاه الطلسم الاعظم من لدنه بيده قسطاس الفيض الاعم وزنه يتبع علمه وعلمه يتبع الحق وعلم الحق يتبع الماهيات الغير المجعولة فهو يفيض روح الحيات على الكون الاعلىٰ والا سفل . (ارغام المريد فى شرح النظم العتيد ص ۵۲) وقال الملا على قارى قلت مهم الاقطاب فى الاقطار ياخذون الفيض من قطب الاقطاب المسمىٰ بالغوث الاعظم فهم بمنزلة الوزراتحت حكم الوزير الاعظم . (مرقاة المفاتيح شرح مشكوٰة ص ۳۵۵ جلد ۹ كتاب الفتن)

﴿۲﴾ اعلم . کہ توجہ، تصرف اور تاثیر ایک چیز ہے۔ جو نفسانی کمال ہے۔ نہ کرامت ہے اور نہ تصوف میں داخل ہے یہ کافر اور فاسق بھی کرسکتا ہے توجہ کا حکم اسلحے کا حکم ہے کہ جائز مقصد کیلئے جائز ہے۔ اور ناجائز کیلئے ناجائز ہے۔ توجہ کی حقیقت قوت ارادی سے ایک کام کرنا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں . ان من عباد الله من لو اقسم على الله لابره . رواه البخارى ۔ یعنی بعض بندگان خدا صاحبان ہمت اور قوت ارادی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنے ارادہ میں نامراد نہیں کرتے اور حدیث قدسی میں فرماتے ہیں انا عند ظن عبدى بى رواه الشيخان الخ . (سلسله مبارکه ص ۱۷۴ للشيخ محمد فريد دامت بركاتهم)

سوال یہ ہے کہ کیا اس حالت افلاس میں اس ولیہ کیلئے قربانی درست ہے۔ یا نہیں واجب ہوگی یا نفل۔ اس کے علاوہ کیا ہر وقت حالت مراقبہ میں یہ عورت دیدار رسول ﷺ کر سکتی ہے یا نہیں۔ اور کیا حالت ملاقات میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وظائف لے کر عمر زید بکر کو پہنچا دینا درست ہے یا نہیں۔ وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: الحاج محمد قاسم صاحب صدر منتظمہ کمیٹی مدنی جامع مسجد نوشہرہ صدر......۲۳ رصفر ۱۴۰۸ھ

الجواب: حالت مراقبہ میں توجہ سے لقاء رسول، اولیاء اللہ اور اعداء اللہ دونوں کیلئے ممکن بلکہ واقع ہے۔ لیکن اس حالت میں جو کلام رسول سننے میں آئے تو اس کا ضابطہ یہ ہے۔ کہ اگر یہ کلام قرآن وحدیث سے تضاد رکھتا ہو۔ تو اس پر عمل نہ کیا جائے یہ کلام الہام اور کشف میں داخل ہے اور اس سے ان جیسا معاملہ کیا جائے گا۔ اور اگر اس کلام کا قرآن وحدیث سے تضاد نہ ہو تو اس پر عمل کرنا نہ مطلوب شرعی ہے۔ اور نہ ممنوع شرعی ﴿۱﴾ لہٰذا اس ضابطے کے بنا پر یہ عورت اختیاری طور سے قربانی کر سکتی ہے۔ نہ وجوبی طور سے۔ وھو الموفق

نماز کے دوران جذب آنے کا حکم نیز قوت حافظہ کا وظیفہ

سوال: بعض لوگ مراقبہ کے دوران جذب ہو کر کھڑے ہو جاتے ہیں کبھی بحالت جذب ایسی زبان بولتے ہیں جس پر کسی کو سمجھ نہیں آتا نہ پیر کو نہ مرید کو۔ بعض حضرات نماز کے دوران اچھلتے کودتے ہیں۔ اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے۔ نیز قوت حافظہ کیلئے اور اجراء مطالعہ کیلئے کوئی وظیفہ بتادیں۔

المستفتی: شیر زمان دارالعلوم نظامیہ عیدک میر علی وزیرستان......۴ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

الجواب: جذب صادق ﴿۲﴾ اور جذب کاذب میں ہر صاحب قلب فرق کر سکتا ہے۔ ایسے جذبات سے امان مانگنا چاہئے جو کہ نماز اور عبادت میں رکاوٹ پیدا کردیں۔ آپ حصول علم اور اجراء مطالعہ کیلئے نماز خفتن (عشاء) کے بعد اکیس مرتبہ سورۃ کوثر پڑھا کریں۔ وھو الموفق

"الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" حضرت خواجہ عبدالمالک رحمہ اللہ کا بتلایا ہوا وظیفہ نہیں ہے

سوال: بندہ کو پیر عبدالمالک صاحب رحمہ اللہ نے یہ وظیفہ بتلایا تھا "الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ"

﴿۱﴾ قال العلامہ شیخ احمد الفاروقی المجدد الف ثانی، الہام مثبت حل وحرمت نہ بود وکشف ارباب باطن اثبات فرض وسنت نماید ارباب ولایت خاصہ یا عامہ در تقلید مجتہدان برابر اند کشوف والہامات ایشاں را مزیت نمی بخشند۔ (مکتوبات امام ربانی ص ۱۵۵ جلد ۲ مکتوب نمبر ۵۵)

﴿۲﴾ قال العلامہ سید احمد الطحطاوی الوجد مراتب وبعضہ یسلب الاختیار فلا وجہ لمطلق الانکار وفی التتارخانیہ ما یدل علی جوازہ للمغلوب الذی حرکاتہ کحرکات المرتعش. (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۷۴ جلد ۱ قبیل باب ما یفسد الصلوٰۃ)

کہ اس کو شب وروز میں تین سو تیرہ (۳۱۳) بار پڑھا کرے۔ اٹھارہ سال سے بندہ کا یہ وظیفہ ہے اب ایک مولوی صاحب نے بتلایا کہ یہ وظیفہ نہیں بلکہ مشرکانہ وظیفہ ہے۔ یہ تجھے شرک کی تعلیم دی ہے۔ تو آیا مولوی صاحب کا قول درست ہے یا پیر صاحب مرحوم کا؟

المستفتی: عبدالرحیم نقشبندی شاہی آباد کالونی اورنگی ٹاؤن کراچی نمبر ۱۴...... ۱۰ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

الجواب: یہ وظیفہ حضرت صاحب قدس سرہ کا بتلایا ہوا وظیفہ نہیں ہے اور بہر حال اگر یہ درود شریف اس اعتقاد سے پڑھا جائے کہ فرشتے اس کو پہنچاتے ہیں۔ ﴿۱﴾ تو شرک نہیں ہے۔ البتہ جب علم غیب اور حاضر وناظر ہونے کا عقیدہ ہو تو شرک ہے۔ وھو الموفق

بریلوی پیر سے بیعت یا مصطفٰے مشکل کشا الغیاث الخ کا ورد

سوال: (۱) اگر کوئی شخص کسی پیر سے وظیفہ لے لے پھر معلوم ہوا کہ یہ پیر بریلوی عقائد رکھنے والا ہے۔ آیا دوسرے پیر سے وظیفہ لینا درست ہے یا نہیں۔ (۲) یا مصطفٰے مشکل کشا الغیاث یا رسول اللہ اغثنا یا حبیب اللہ یہ ورد پڑھنا کس طرح ہے؟

المستفتی: عبداللہ مہاجر مدرسہ منبع العلوم لالحاج جلال الدین حقانی میران شاہ...... ۱۶ صفر ۱۴۰۹ھ

الجواب: (۱) ایسے مرید پر ضروری ہے۔ کہ بلا اجازت دوسرے (صحیح العقیدہ) مرشد سے بیعت کرے۔ تا کہ علم وعمل میں ترقی نصیب ہو۔ ﴿۲﴾ (۲) خواص کیلئے یہ ورد جائز ہے۔ وہ تأویل سے خبردار ہوتے ہیں۔ اور عوام کیلئے زہر قاتل ہے۔ وھو الموفق

کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام کے بے ہوشی سے جذبہ کا استدلال اور مسجد میں جذبہ کا حکم

سوال: بعض لوگ مسجد میں ذکر کرتے وقت امام لوگوں کو متوجہ ہو کر مخاطبین پر جذبہ لاتے ہیں اور جذبہ کے

﴿۱﴾ عن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ ان لله ملائكة سياحين فى الارض يبلغوني من امتى السلام . (رواه النسائى والدارمى. (مشكواة المصابيح ص ۸٦ جلد ۱ باب الصلوٰة على النبى ﷺ)

﴿۲﴾ قال الامام ولى الله الدهلوى ان الغرض من البيعة امره با لمعروف و نهيه عن المنكر وارشاده الى تحصيل السكينة لباطنة و ازالة الرذائل واكتساب الحمائد ثم امتثال المسترشد به فى كل ذلك فمن لم يكن عالما كيف يتصور منه هذا . (القول الجميل ص ۲۲ شرائط البيعت)

وقت مسجد میں کودتے اچھلتے ہیں۔اور کروٹ بدلتے ہیں اور دلیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حالت کا پیش کرتے ہیں۔کہ ''وخرّ موسیٰ صعقا. الآیة''۔کیا مسجد میں شوروغوغا اور چیخ وپکار کا کوئی جواز ہے؟بینوا وتوجروا

المستفتی:اہالیان بانڈہ اربابان اسماعیل خیل نوشہرہ......۱۴۰۱/۷/۱۱ھ

الجواب: مسجد میں اچھلنا کودنا،چیخنا ناجائز امور ہیں یہ مسجد کی توہین ہے اور طریقت سے تنفیر ہے۔موسیٰ علیہ السلام صحرا میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کی وجہ سے بے ہوش ہوئے تھے۔اور یہ لوگ اوران کے پیراس عظمت سے کورے ہیں یہ بے ہوش نہیں ہوتے۔﴿۱﴾اوراگر بے ہوش ہوں تو بے ہوشی کی حالت میں نہ وضوء رہتا ہے اور نہ نماز صحیح ہوتی ہے﴿۲﴾یہ عجیب لوگ ہیں کہ ان پر صحرا میں جذب نہیں آتا اور لوگوں کے سامنے جذب آتا ہے۔وھو الموفق

جہال اور اتباع سنت سے محروم لوگوں کو جذب آنا طریقت سے نفرت پیدا کرنا ہے

سوال: ہمارے ہاں ایک فرقہ پیدا ہوا ہے۔جو بہت زور سے ذکر کرتا ہے اور رقص اور ہلڑ بازی کرتے ہیں اس کو عوام جذبہ کہتے ہیں اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی:عظیم الدین تنگی چارسدہ......۱۴۰۱/۶/۷ھ

الجواب: جذب آنا حق ہے۔مگر اس کو کمال سمجھنا ناحق ہے جو لوگ علم دین نہ رکھتے ہوں قرآن پڑھنے سے وجد میں نہ آتے ہوں۔اتباع سنت سے محروم ہوں﴿۳﴾تو ان کا جذب طریقت سے نفرت پیدا کرنے والا ہے۔اعاذ نا الله تعالیٰ عنه.وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامه آلوسی،عن ابن عمر وقد رأی ساقطا من سماع القرآن فقال انا لنخشی الله تعالیٰ وما نسقط.هؤلاء یدخل الشیطان فی جوف احدهم ......هذا نعت اولیاء الله تعالیٰ قال تقشعر جلودهم وتبکی اعینهم وتطمئن قلوبهم الی ذکر الله تعالیٰ ولم ینعتهم الله سبحانه بذهاب عقولهم والغشیان علیهم انما هذا فی اهل البدع وانما هو من الشیطان .واخرج بن ابی شیبه عن ابن جبیر قال الصعقة من الشیطان وقال ابن سیرین بیننا وبین هؤلاء الذین یصرعون عند قراءة القرآن ان یجعل احدهم علی حائط باسطا رجلیه ثم یقرأ علیهم القرآن کله فان رمیٰ بنفسه فهو صادق. (روح المعانی ص۳۸۴ جلد ۱۳ سورة الزمر آیت:۲۳)

﴿۲﴾قال الحصکفی وینقضه اغماء ومنه الغشی. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ص۱۰۲ جلد ۱ باب نواقض الوضوء)

﴿۳﴾قال الامام رازی رحمه الله وقد اجمعوا علی ان کل حقیقة ردتها الشریعة فهی زندقة وان الشریعة حق العبودیة والحقیقة هی حقیقة العبودیة وکل من صار من اهل الحقیقة وجب علیه التقید بحق العبودیة وحقیقتها وصار مطالبا باداب زائدة لیست علی غیره وکل من خلع من عنقه ربقة التکلیف خامر باطنه الزیغ والتحریف وقد کان الجنید رضی الله عنه یقول لا تلتفتوا قط لشخص ولو تربع فی الهواء الا ان رأیتموه تقید بالشریعة امراً ونهیا.(البهجة السنیه فی اداب طریقة النقشبندیه ص۳۵ قبیل کتاب الاذکار)

مودودی جماعت میں داخل ہونے والے مرید سے مصلحتاً تعلق ختم کیا جا سکتا ہے

سوال: بیعت میں داخل ہونے کے بعد اگر کوئی مرید مودودی جماعت میں شمولیت اختیار کرے۔ اور اپنی تمام ہمدردیاں جماعت کیلئے وقف کرے تو ایسے شخص کے بارے میں آنجناب کا کیا ارشاد ہے۔ آیا اس کا یہ طریقہ کار بیعت کے خلاف تو نہیں ہے ویسے تو تمام اکابر امت اور علماء ربانی بالخصوص شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی اور مولانا محمد ذکریا صاحب اس جماعت کے شدید مخالف تھے جس پر ان کے مکتوبات اور رسالے شاہد عدل ہیں جواب سے نوازیں۔

المستفتی: محمد صادق کھلابٹ ٹاؤن شپ ہری پور......۲۱ر محرم ۱۴۰۵ھ

الجواب: مودودی گروپ میں داخل ہونے سے بیعت نہیں ٹوٹتی۔ البتہ مرشد جب ایسے شخص کی اصلاح سے مایوس ہو۔ تو مصلحتاً اس سے تعلق ختم کرنا چاہئے۔ ﴿۱﴾ وھو الموفق

نقباء، ابدال، عمد، غوث وغیرہا کی تشریح اور ثبوت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مولانا محمد ایوب پشاوری اپنی کتاب حلیۃ الاولیاء کے ص ۱۵ پر لکھتے ہیں۔ وعن الکنانی النقباء ثلثمائة والنجباء سبعون والبدلاء اربعون والاخیار سبعة والعمد اربعة والغوث واحد مسکن النقباء المغرب ومسکن النجباء مصر ومسکن ابدال الشام والاخیار سیاحون فی الارض والعمد فی زوایا الارض ومسکن الغوث مکه۔ اس مسئلہ کے بارے میں آپ صاحبان کی رائے کیا ہے؟

المستفتی: مولوی عبدالحق اکبر پورہ نوشہرہ......۱۶ر نومبر ۱۹۸۴ء

الجواب: احادیث میں اولیاء اور ابدال کے الفاظ وارد ہیں دیگر تمام القاب علماء کے وضع شدہ ہیں۔ اور

﴿۱﴾ قال الشیخ محمد بن عبد الله الخانی النقشبندی انه یجب علی الشیخ اذا علم ان حرمته سقطت من قلب مرید ان یطرده من منزله سیاسة فانه من اکبر الاعداء وکذلک یجب علی الشیخ ان یشغل المرید بظواهر الشریعة وطریق العبادة...... وینبغی للشیخ ان لا یغفل عن ارشاد المرید الیٰ مافیه صلاحه فیأمره ان یغلق الباب بینه وبین بقیة من عنده من اولاده فانه ما علی المرید اضر من صحبة الضد. (البهجة السنیة فی اداب الطریقة النقشبندیه ص ۳۴ باب فی بیان المشیخة)

ان میں سے جولقب یا ڈیوٹی نصوص سے متصادم نہ ہوتو ان کی تسلیم میں کوئی حرج نہیں ہے ﴿۱﴾۔ لاکن ھذا الکلام المسطور فی الاستفتاء لا یخلو من نظر لانّ مولانا عبد القادر الجیلانی قدس سرہ کان یسکن فی بغداد الی آخر حیاته و کان عند اهل الفن غوثا وقطباً۔فافهم

بیعت وسلوک ،طلب فیض اولیاء ووسیلہ ودعانمودن بحرمت اولیاء

سوال:(۱) چند مسائل تحت بحث علمائے افغانستان بودند لہٰذا حل مطلب نمائیم ،الاول حکم طریقت یا بیعت چیست کہ برائے مردم توسط شیخ تلقین میگردد۔ ویا بہ اصطلاح مرید میشوند مشروع است یانہ؟ (۲) طلب نمودن فیض از ادلہ واولیاء اللہ راوسیلہ ساختن بہ خداوند چہ حکم دارد۔ (۳) دعانمودن بہ حرمت انبیاء واولیاء جواز دارد یانہ۔

المستفتی :عبداللہ صاحب افغان مہاجر پشاور شہر...... یکم رشعبان ۱۴۰۳ھ

الجواب:(۱) مریدی عبارت است از بیعت شدن ومشروعیت آں ثابت است از ایت یا ایها النبی اذا جاءک المؤمنات یبایعنک الآیة﴿۲﴾(سورة الممتحنه) واز حدیث عبادة بن صامت رواه البخاری فی کتاب الایمان ﴿۳﴾ وکفی بالتعامل اصلاً ودلیلاً ۔(۲) استفاضہ اہل از اہل جائز بلکہ واقع است لاکن بہ نہجیکہ اہل فن متعین کردہ اند۔﴿۴﴾ (۳) جائز است بلاشک وشبہہ۔﴿۵﴾

﴿۱﴾ قال الملا علی قاری :حدیث الا بدال من الاولیاء له طرق عن انس مرفوعاً با لفاظ مختلفة کلها ضعیفة ذکره ابن الدبیع وعن ابن الصلاح اقوی ما روینا فی الابدال قول علی انه بالشام یکون الابدال واما الادباء والنجباء والنقباء فقد ذکرها بعض مشائخ الطریقة ولا یثبت ذلک قلت قال الزرکشی فی مسند احمد من حدیث عبادة ابن الصامت مرفوعا الابدال فی هذه الامة ثلاثون مثل ابراهیم خلیل الرحمن کلمامات رجل ابدل الله مکانه رجلاً وهو حسن وله شاهد من حدیث ابن مسعود فی الحلیة.(الموضوعات الکبریٰ للقاری ص۴۸ رقم حدیث ۔۱۴۵)

﴿۲﴾(پاره : ۲۸ سورة الممتحنه آیت : ۱۲)

﴿۳﴾عن عبادة بن الصامت رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال وحوله عصابة من اصحابه بایعونی علی ان لا تشرکوا بالله شیئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تأتوا ببهتان تفترونه بین ایدیکم وارجلکم ولا تعصوا فی معروف فمن وفی منکم فاجره علی الله ......فبایعناه علی ذلک .
(صحیح البخاری ص۷جلد ۱ باب علامة الایمان حب الانصار کتاب الایمان)

﴿۴﴾قال العارف عبد الغنی النا بلسی قدس سره فی شرح ابن الفارض قدس سره ما یتحیله السالک من معانی تجلیات الحضرة الالهیة وقت حضوره معها بها لا بنفسه انما یکون من المرشد الکامل بطریق التوجه الربانی والا مداد الرحمانی فتارة یاتی بالالقاء الا لهامی من القلب الی القلب مع صدق الحال وتارة یاتی بتقریر العبارات وتبیین الاشارات وتارة بالباس خرقة الصوفیة المشهورة وشرطها (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

غوث، قطب، ابدال، بندگی اور عبدیت کے مدارج ہیں نہ کہ الوہیت کے

سوال: تصوف میں جوغوث، قطب اور ابدال کی اصطلاحات ہیں۔ یہ کہاں سے ثابت ہیں اور کس زمانے سے شروع ہوئے ہیں۔ ان مراتب کی تفصیل فرمائیں۔

المستفتی: محمد شعیب دارالعلوم عربیہ گجرات مردان......۲۰ر شوال ۱۴۰۳ھ

الجواب: اولیاء کا وجود قرآن ﴿۱﴾ واحادیث سے ثابت ہے۔ اور ابدال کا وجود صرف احادیث سے ثابت ہے۔ اخرجھا احمد وابن عساکر۔ البتہ دیگر الفاظ (غوث وقطب) وغیرہ کا ثبوت علماء راسخین کے کلام سے معلوم ہوا ہے۔ ﴿۲﴾ اور بہر حال یہ بندگی اور عبدیت کے مدارج ہیں نہ کہ الوہیۃ، ربوبیت اور قیومیت کے مناصب۔ وھو الموفق

مولوی اللہ یار خان چکڑالوی کا اختراعی اور من گھڑت طریقت

سوال: محترم جناب حضرت العلامہ مولانا شیخ الحدیث مفتی اعظم محمد فرید صاحب دامت برکاتکم!

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) کمال الصدق من الطرفین فیسری الحال الصادق با مر اللہ تعالیٰ فی المرید الصادق وتارۃ ینظر الشیخ الصادق من قولہ ﷺ حکایۃ عن ربہ کنت بصرہ الذی یبصربہ فی الحدیث المشروط بالتقرب بالنوافل الخ .(البھجۃ السنیۃ فی اداب الطریقہ النقشبندیہ ص ۴۲ فصل کتاب الاذکار)

﴿۵﴾قال ابن عابدین یراد بالحق الحرمۃ والعظمۃ فیکون من باب الوسیلہ وقد قال اللہ تعالیٰ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وقد عد من اداب الدعاء التوسل علی ما فی الحصن وجاء فی روایۃ اللھم انی اسألک بحق السائلین علیک وبحق ممشای الیک فانی لم اخرج اشر اولاً بطراً الحدیث .(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ص ۲۸۱ جلد۵ فصل فی البیع کتاب الحظر والاباحۃ)

﴿۱﴾ قال اللہ تعالیٰ الآان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولاھم یحزنون .الذین آمنوا وکانوا یتقون .(سورۃ یونس آیت: ۶۲، ۶۳ پارہ: ۱۱) وقال اللہ تعالیٰ وما کانوا اولیاء ہ .ان اولیاء ہ الا المتقون ولکن اکثرھم لایعلمون . (پارہ: ۹ سورۃ الانفال ع: ۱۸ آیت: ۳۴)

﴿۲﴾قال الملا علی قاری الابدال من الاولیاء (الحدیث)لہ طرق عن انس مرفوعابالفاظ مختلفۃ کلھا ضعیفۃ ذکرہ ابن الدبیع .وعن ابن الصلاح :اقویٰ مارویناہ فی الابدال قول علی انہ بالشام یکون الابدال واما الادباء والنجباء والنقباء فقد ذکرھا بعض مشائخ الطریقۃ ولایثبت ذلک .قلت وقال الزرکشی فی مسند احمد من حدیث عبادۃبن الصامت مرفوعا الابدال فی ھذہ الامۃ ثلاثون مثل ابراھیم خلیل الرحمن کلمامات رجل ابدل اللہ مکانہ رجلاً .(کشف الخفاء ص ۲۴ جلد ۱ مسند احمد ص ۳۲۲ جلد۵)وھو حسن ولہ شاھد من حدیث ابن مسعود فی الحلیۃ .قال السیوطی ولہ شواھد کثیرہ بنیتھا فی التعقبات علی الموضوعات ،ثم افردتھا بتالیف مستقل .(الموضوعات الکبریٰ للقاری ص ۴۸ رقم حدیث: ۱۴۵)

مولوی اللہ یار خان چکڑالوی ایک مولوی ہے جو کہ ایک خاص طریقہ تصوف پر چل رہا ہے۔اور ان کے کچھ اتباع ہمارے وطن میں موجود ہیں۔انہی کا طریقہ بیعت یہ ہے کہ عام طور پر اس کے بیعت میں، رجال، نساء، صبیان سب داخل ہو سکتے ہیں۔اور جب داخل ہوتے ہیں تو اسی روز یا نہایت دوسرے روز یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے اتنا کشف مل گیا کہ مجھ کو ہر شخص کے احوال معلوم ہوتے ہیں۔اور لوگوں کو کہتا ہے کہ فلاں شخص دوزخ میں ہے۔فلاں جنت میں ہے اور بعض سے یہ کہتے ہیں کہ ہر آدمی جو ہمارے طریقہ میں داخل ہو جائے ہم بالذات اس کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ملاتے ہیں۔اور ہر آدمی جب اس میں داخل ہوا اسی روز خلیفہ مجاز بنتا ہے اور وہ سب کچھ کہتا ہے جو اصل خلیفہ کہتا ہے۔مولوی اللہ یار خان اپنے تصنیف میں کہتا ہے کہ جو پیر کسی کو رسول اللہ ﷺ تک نہیں پہنچا سکتا تو وہ پیر راہزن ہے(**دلائل السلوک ص ۴۷، ۴۸**)ان میں سے بعض متبعین کہتے ہیں کہ مراقبہ میں ہمیں سارے انسان خنزیر، کتے، لومڑی وغیرہ کے شکل میں معلوم ہوتے ہیں اور بعض لوگ ان میں سے یہ کہتے ہیں کہ روح کی اصلی شکل وہی ہے کہ مابعد الموت دیا جاتا ہے اور وہی شکل ہم ابھی دیکھتے اور نظر آتے ہیں۔اور یہ بھی کہتا ہے کہ فلاں میت کو میں نے تعلیم دیا اور اس کے لطائف کو منور کر دیا تو اس کیلئے عذاب میں تخفیف ہوئی اور یہ کہتا ہے کہ ہم جب بھی چاہیں۔اموات، ملائکہ، ارواح اور احیاء مع بعد مسافت کے ان کے ساتھ باتیں کر سکتے ہیں۔منجملہ اس کے یہ ہے کہ جب کوئی آدمی ہمارے حلقہ میں نیا داخل ہوتا ہے تو یہ لوگ ژوب (بلوچستان) سے آواز کرتے ہیں اللہ یار خان! اور اللہ یار خان چکڑالہ سے جواب دیتا ہے کہ اس آدمی کو میں نے رسول پاک ﷺ کے ہاں پیش کر دیا بس اس کو داخل کرو۔اور جب کسی آدمی کو دعوت دیتے ہیں تو اس کو مقبرہ میں لے جا کر برزخ کا عذاب وغیرہ دکھائے گا۔اور پھر وہ ان امور کو دیکھ کر مجبور ہو جاتا ہے اور داخل ہو جاتا ہے اور ان میں سے جو لوگ تلاوت کے لائق ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم لوح محفوظ پر تلاوت کررہے ہیں۔کیونکہ اس قرآن میں کبھی غلطی ہوتی ہے اس لئے اس کے پڑھنے میں تکلیف ہے۔اور بعض ان میں سے یہ کہتے ہیں کہ ہمارا شق صدر چند دفعہ ہوا ہے جیسا کہ شق صدر رسول اللہ ﷺ کا ہوا ہے۔اگر انہیں سے یہ کہا جائے کہ شاید یہ مکاشفات شیطان کے تلبیس سے ہوں تو جواب میں کہتے ہیں کہ ہمارے کشف کے منازل مافوق العرش ہیں اور وہاں شیطان کا تسلط نہیں ہے۔اور یہ مکاشفات سب کو ہوتے

ہیں۔ لیکن الاجہل فالاجہل کو زیادہ ہوتے ہیں۔ بالخصوص صبیان ونساء کو زیادہ ہوتے ہیں اور غیر ہم بھی یہ تصدیق کرتے ہیں کہ یہ لوگ ہم سے زیادہ رتبہ والے ہیں اور اس سلسلہ میں شیعہ لوگ بھی شامل ہیں جو زیادہ کشف والے ہیں اور جو لوگ کسی تعلیم وتعلم دینی میں مشغول ہوں تو اس کو کہتے ہیں کہ یہ راہ نجات نہیں ہے۔ بلکہ راہ نجات یہ ہے کہ عوام اور جاہل لوگوں میں جو گھومتا ہے اور دعوت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہر حاجت کا علاج اس طریقہ میں ہے۔ مثلاً مریض کو کہتا ہے کہ دوائی کے بجائے یہ سبب شفا ہے اور طالب علم کو کہتے ہیں کہ یہ سبب وسعت ذہن ہے اور سبب غنا ہے وغیرہ۔

(۱) قال الله یار خان فی اسرار الحرمین ص ۱۷: میرا پہلے یہ عقیدہ تھا کہ شیعہ کافر ہے اور پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو انہوں نے اس عقیدہ کو صحیح قرار دیا۔

(۲) اسرار الحرمین ص ۲۶: میں نے نوح علیہ السلام کو دیکھا اس نے کہا کہ میری قبر مسجد خیف کے قریب ہے تفاسیر نے غلط بتلایا ہے۔ ص ۳۷ پر لکھتا ہے فلاں حدیث میں یہ جملہ درج ہے کیونکہ مجھے فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہے۔ اس پیر کے بارے میں وضاحت فرمائی جائے۔

المستفتی: علماء، ژوب بلوچستان.....۴ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ

الجواب: اس متعلقہ تحریر کے بنا پر اس اختراعی (من گھڑت) طریقت میں داخل ہونا خلاف طریقت بلکہ خلاف شریعت ہے کیونکہ طریقت کی غرض وغایت احسان اور اخلاص کا حصول ہے۔ ان تعبد الله کانک تراه فان لم تراه فانه یراک۔ الحدیث۔ نہ کہ کشف، تصرف مثلاً مریدین کا براہ راست آنحضور ﷺ کے دربار تک پہنچانا وغیرہ۔ یہ امور اہل تصوف کے نزدیک نہ مقاصد ہیں۔ اور نہ دار ومدار ہیں ﴿۱﴾ پس جب اس گروہ نے ان زوائد کو مقاصد بنایا اور ان کو دار ومدار کمال بنایا۔ اور اس مکر کو دائرہ کی توسیع کا آلہ بنایا تو ایسے لوگوں سے اہل اسلام کو اجتناب نہایت ضروری ہے۔

﴿۱﴾ قال الشیخ احمد الفاروقی المجدد الف ثانی فی رعایة الشریعة اعلم ان رعایة ادب من الاداب والاجتناب عن کراهة ولو تنزیهیة افضل من الذکر والفکر والمراقبة والتوجه بمراتب نعم اذا جمع هذه الامور مع تلک الرعایة فقد فاز فوزاً عظیماً ولایحصل ذلک بدون دوام العبودیة اذالمقصود من خلق الانسان انما هواداء وظائف العبودیة واما العشق والمحبة فی الابتداء فتعلقه بهما لا جل قطعه عما سوی جناب الحق تعالیٰ ولیسامن المقاصد بل لاجل تحصیل مقام العبودیة ...... فلهذا کانت العبودیة نهایة مراتب الولایة ولیس فی درجات الولایة مقام فوق العبودیة ودوامها لایتصور بدون اداء العبادة الخ. (البهجة السنیة فی اداب الطریقة النقشبندیه ص ۳ مقدمه)

نوٹ: کشف اور خواب کی وجہ سے کسی مردہ یا زندہ پر بدظن ہونا حرام ہے۔ نیز ان کی وجہ سے اہل حق کی تحقیقات کا رد کرنا جسارت بلکہ حماقت ہے. وھو الموفق

مولوی اللہ یار خان چکڑالوی کے بارے میں علماء ژوب کا دوبارہ استفسار

سوال: محترم مفتی صاحب آپ نے اس سے پہلے مولوی اللہ یار خان کے بارے میں ہمیں فتویٰ دیا تھا۔ اس میں آپ نے تحریر فرمایا تھا۔ کہ میں نے مکمل کتابیں مطالعہ نہیں کی ہے اب ہم آپ سے دوبارہ فتویٰ کے خواہشمند ہیں کیونکہ شاید آپ نے ابھی ان کے کتب کا مطالعہ کیا ہوگا اس دفعہ ہم نے آپ کو ان کے کتابوں کے عبارات نہیں بھیجے۔ کیونکہ اس سے پہلے استفتاء میں ہم نے عبارات ارسال کئے تھے اور دوسری بات یہ کہ ہم یہ نہیں مانگتے کہ آیا یہ کافر ہے یا مسلمان۔ بلکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آیا اس سے بیعت جائز ہے یا نہیں۔

منجانب: علماء ژوب بلوچستان

الجواب: محترم ہم اصولی طور سے سابقہ جواب سے زائد جواب دینے کے مجاز نہیں ہیں۔ ایسے شخص سے جو کہ ,,ہر نئے تعمیر کو لازم ہے تخریب تمام،، کی پالیسی رکھتا ہو۔ اجتناب ضروری ہے۔ ﴿۱﴾ فقط

مولوی اللہ یار خان چکڑالوی کے بارہ میں سہ بارہ استفسار

سوال: محترم جناب مفتی صاحب دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مولوی اللہ یار خان کے متعلق آپ کے جوابات موصول ہوئے ہیں۔ برائے مہربانی کوئی واضح اور صاف جواب تحریر فرماویں کہ ایک راستہ متعین ہو جائے۔ آپ صاحبان کا فتویٰ جانبین کے تائید کا محتمل ہے۔ مہربانی ہوگی۔

از مولوی اللہ داد خطیب جامع مسجد فورٹ سنڈیمن

﴿۱﴾ قال الرازی رحمه الله ومن المدعين للطريق جماعة وسموا انفسهم بالمشايخ الصادقين كما يقال الملامية والقلندرية والحيدريه والحريريه وكذلک من ينسب نفسه الى الاحمديه والدسوقيه والرفاعيه والمسلميه والبسطاميه واشباههم فان الغالب على هؤلاء مخالفتهم لطريق من انتسبوا اليه فان المنقول عن اشياخ هؤلاء التقيد باداب الكتاب والسنة قال والضابط فى تمييز الصادقين منهم من غيرهم اقامتهم الاعمال الشرعية على قانون المتابعة والتأدب باداب اهل الطريق على وفق سير المشائخ قال وكل من ادعى انه خلص مع الله ضميره ونال رتبته فى الحقيقة الخ. (البهجة السنية فى اداب الطريقة النقشبنديه ص ۳۵ باب فى بيان المشيخة)

الجواب: محترم المقام جناب اللہ داد صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی حضرت الاستاد مفتی اعظم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک جناب مفتی صاحب مدظلہ کے نام آپ لوگوں کی جانب سے متعدد بار استفسارات ہوئے ہیں۔ حضرت دامت برکاتھم نے آپ کو اصولی جواب عنایت فرمایا ہے۔ اور مدلل جواب دیا ہے۔ دارالافتاء سے اس کے علاوہ شخصی فیصلہ صادر نہیں ہوسکتا۔ البتہ دو باتیں میں عرض کرتا ہوں۔

(۱) ایسا شخص جس کے تصوف کا رنگ سلف صالحین اور اکابر مرحومین کے خلاف ہو۔ اور اس کے دعاوی جمہور اہل اسلام کے مطابق نہ ہوں۔

(۲) اس کے مریدین بلا پابندی شرع اڑنے کے مدعی ہوں۔ اور عوام میں فتنہ برپا کرنے کا عزم رکھتے ہوں۔ تو ایسے شخص سے نہ صرف یہ کہ بیعت نہ کرنی چاہئے بلکہ اس کے ساتھ مجالست اور تعلق داری سے بھی اجتناب ضروری ہے۔ ھذا ماعندی ولعل عند غیری احسن من ھذا.

کتبہ: عبدالحکیم خادم دارالافتاء دارالعلوم حقانیہ۔ بمہر حضرت صدر مفتی صاحب مدظلہ دارالعلوم حقانیہ مفتی محمد فرید صاحب دامت برکاتھم۔

مولوی اللہ یار خان کا طریقت وتصوف عقیم اور غیر منتج ہے

سوال: مولوی اللہ یار خان اپنے کتاب دلائل السلوک کے ص ۴۴ پر لکھتے ہیں۔ چھ ماہ کے قلیل عرصہ میں آنحضرت ﷺ سے روحانی تعلق قائم کرسکتا ہے۔ دوسری کتاب میں لکھا ہے کہ ہماری جماعت میں کئی افراد ایسے موجود ہیں جو ایک ہفتے میں آنحضرت ﷺ کے دست مقدس پر بیعت کرا سکتے ہیں۔ ص ۴۷ پر لکھتے ہیں کہ اگر کوئی مدعی دربار نبوی تک رسائی نہیں رکھتا۔ اور پھر بیعت لیتا ہے تو وہ ماخوذ ہوگا اور دھوکہ باز ہے۔ پس ناقص اور کامل کی یہی پہچان ہے۔ دلائل السلوک ص ۵۸ پر غوث، قیوم، قطب وغیرہ کے اعلیٰ اوصاف ذکر کرتے ہیں چونکہ غوث کے اوصاف میں یہ صفت بھی درج کی ہے۔ کہ وہ اپنے شاگردوں کو غیبی فیض دیتا ہے۔ اور پھر لکھا ہے کہ کئی مزارات پر میرا گزر ہوا۔ لوگ عقیدت کا اظہار کررہے ہیں اور صاحب قبر کو عذاب ہورہا ہے آپ کے کئی شاگرد اور مریدین برسرعام دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے حضرت بھی تمام مناصب تقسیم کرتے ہیں۔ یعنی ظاہر شیخ سے نہ بیعت کی اور نہ تربیت حاصل کی۔ اس کے بارے میں وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: حق نواز فاضل وفاق المدارس ناظم دفتر جامعہ اشرفیہ سکھر ۸/رمضان ۱۴۰۳ھ

الجواب: اس پیر صاحب نے بیعت دینے کے جو شرائط مقرر کئے ہیں۔ تو اس میں اس پیر صاحب نے تمام ارباب طریقت، متقدمین اور متأخرین سے مخالفت کی ہے اور قابل تعجب یہ تضاد بیانی ہے۔ کہ کبھی کشف کو غیر معتد بہ قرار دیتے ہیں اور کبھی اس کو شرط کمال اور شرط ولایت کہتے ہیں بہر حال ایسا مدعی پیر جنگلی اور فوجی لوگوں سے مناسبت رکھتا ہے۔ طالبان خدا کیلئے ایسا تصوف عقیم اور غیر منتج ہے۔ وھو الموفق

پیر کے الفاظ ,,مقبولک مقبولی و مردودک مردودی'' کا حکم

سوال: اگر کوئی پیر کسی آدمی کو کہہ دیں ,,مقبولک مقبولی و مردودک مردودی'' پھر یہ آدمی ہمیشہ یہ بات مجالس میں کرتا ہے۔ اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: عطاء الرحمٰن پیر سباق نوشہرہ......۲۳/صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

الجواب: یہ الفاظ مکر اور خدع سے بولے ہوئے ہیں۔ ان سے عوام یا تابع اوہام مرغوب کئے جاتے ہیں ایسے الفاظ بکنے والا خود مردود ہونے کے خطرات میں گرفتار ہے۔ دار و مدار قبول و رد موافقت و مخالفت شریعت پر ہے ﴿۱﴾ نہ کہ کسی کے عزم و ارادہ پر۔ فقط

فسخ بیعت، ارواح کی مجلس ذکر میں حاضری اور علماء حق کا اعتدال

سوال: (۱) جس شیخ سے مرید کو فائدہ نہیں ہوتا ہو۔ تو کیا دوسرے پیر سے بیعت کرنا درست ہے؟ جبکہ پہلے شیخ سے بھی اعتقاد رکھتا ہو۔ (۲) جو مرید پہلے مرشد سے باوجود فائدہ ہونے کے بیعت فسخ کردے۔ اور دوسرے پیر سے بیعت کرے۔ کیا اس میں کوئی گناہ ہے؟ (۳) کیا اولیاء کرام یا علماء عظام یا تمام انسانوں کی ارواح دنیا میں واپس آسکتے ہیں؟ (۴) ایک صوفی صاحب کہتے ہیں کہ مجلس ذکر میں ادب سے ذکر کرو۔ کیونکہ سلسلہ طریقت کے اصحاب کے ارواح حاضر ہو کر مجلس ذکر میں بیٹھتے ہیں۔ کیا یہ عقیدہ درست ہے؟ (۵) ایک صاحب سے سنا ہے کہ

﴿۱﴾ وقد قال الجنید رضی الله عنه یقول لاتلتفتوا قط لشخص ولو تربع فی الهواء الا ان رأیتموه تقید بالشریعة امراً ونهیاً .(البهجة السنیة فی الطریقة النقشبندیه ص ۳۵ باب فی بیان المشیخة)

اہل سنت والجماعت کاعقیدہ ہے۔اور علماء دیوبند کا یہی مسلک ہے،حتیٰ کہ شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری سے بھی یہ بات ''انوار ولایت'' میں نقل ہوچکی ہے۔ جو بات سوال نمبر۴ میں لکھی ہے۔ کیا ان کا یہ کہنا درست ہے؟

المستفتی: میاں گل زادہ ڈاگ اسماعیل خیل نوشہرہ پشاور......۱۹۷۰ء/۹/۵

الجواب: (۱) اگر مرید کو باوجود پابندی معمولات فائدہ مثلاً اتباع سنت کی رغبت نہیں پہنچتا ہو تو اس کیلئے تجدید جائز ہے۔(مجموعة الفتاویٰ ص۲۱۷ جلد۲. ﴿۱﴾ (۲) ایسا شخص برکت اور فائدہ سے ہر جگہ محروم رہتا ہے۔ (القول الجمیل) یعنی یہ موثر نہیں مضر ہے۔ ﴿۲﴾ (۳) مولانا رشید احمد گنگوہی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور امام شاہ ولی اللہ صاحب اور امام سیوطی نے اپنے تصنیفات میں جواز لکھا ہے۔ یعنی آ سکتے ہیں باذنہ تعالیٰ۔ اگر حوالوں کی ضرورت ہو۔ ﴿۳﴾ تو دوبارہ مراجعت کریں۔ (۴) اگرچہ یہ ممکن ہے۔ اور بسا اوقات کشف کے ذریعہ سے فعیلت بھی ثابت ہے۔ لیکن یہ عقیدہ عوام کیلئے منجر الی الشکوک بنتا ہے۔ (۵) علماء حق میں اعتدال موجود ہوتا ہے۔ نہ وہ نجدیہ سلفیہ کی طرح تشدد کرتے ہیں اور نہ مبتدعین کی طرح امانی (خالی آرزوں) کو معتقد بناتے ہیں۔ مولانا احمد علی لاہوری کا صاحب کشف ہونا امر مسلم ہے۔ اوران کا ردشرک و بدعت بھی امر مخفی نہیں ہے۔ فقط

﴿۱﴾ وایضاً قال الشیخ محمد بن عبد الله الخانی النقشبندی و جوزوا التعدد بل فی حیاة الشیخ الاول اذا رأى الطالب رشده فی موضع آخر یجوز له من غیر انکار لشیخه الاول ان یذهب الیه ویاخذ علیه ویتخذه شیخا ثانیا. (البهجة السنیة فی اداب الطریقة النقشبندیه ص ۳۰ باب فی بیان المشیخة)

﴿۲﴾ قال العلامه ابن حجر المکی فی خاتمة الفتاویٰ من المسائل المنشورة والاخذ عن مشائخ متعددین یختلف الحال فیه من بین من یرید التبرک ومن یرید التربیة والسلوک فالاول یاخذ ممن شاء لاحجر علیه واما الثانی فیتعین علیه علی مصطلح القوم السالمین......ان لا یبتدئ الا بمن جذبه الیه حاله قهراً علیه بحیث اضمحلت نفسه بقاهر حال ذلک الشیخ المحق وتحلت له عن شهواتها و اراداتها فحینئذٍ یتعین علیه الا ستمساک بهدیه والدخول تحت جمیع اوامره ورسومه ......فان لم یجد حال شیخ کذلک فلیتحر اورع المشائخ واعرفهم بقوانین الشریعة والحقیقة. ویدخل تحت اشاراته ورسومه کذلک ومن ظفر بشیخ بالوصف الاول والثانی فحرام علیه عند هم ان یترکه ......اذخاصیته سوء الادب زوال البرکة وتبدل النور بالظلمة والحجاب والبعد المعنوی والضرر تغیر طبع الشیخ اولم یتغیر الخ .(البهجة السنیة فی اداب الطریقة النقشبندیه ص ۲۴ باب فیما یلزم المرید من الشرائط)

﴿۳﴾ (والتفصیل فی کتاب الروح لابن القیم الجوزیه المسئالة الثالثه هل تتلاقی ارواح الاحیاوارواح الاموات)

حقیقت محمدی اور روح محمدی سے بریلویوں کے استدلالات کا جواب

سوال: بریلوی حضرات حضور ﷺ کو حاضر و ناظر، عالم الغیب اور متصرف فی الکائنات سمجھتے ہیں۔ جبکہ علماء دیوبند ان عقائد کو شرکیہ کہتے ہیں۔ بریلوی کہتے ہیں کہ ہم یہ عقائد حضور ﷺ سے بلحاظ بشریت ثابت نہیں کرتے۔ بلکہ جہت حقیقت محمدیہ سے ثابت کرتے ہیں کہ حقیقت محمدیہ مصدر کائنات اور مبدء کائنات اصل کائنات ہے۔ جس طرح مصدر اپنے تمام مشتقات میں موجود ہوتا ہے۔ اسی طرح حقیقت محمدیہ کائنات کے ذرہ ذرہ میں جاری وساری ہے اس کو ہم حاضر و ناظر کہتے ہیں۔ اور اسی کے وسیلہ سے کائنات بنی ہے اور قائم بھی ہے۔ اس کو متصرف فی الکائنات کہتے ہیں۔ یہ عقائد ہم بلحاظ وجود نہیں مانتے۔ نیز علماء دیوبند کا عقیدہ ہے کہ حقیقت محمدیہ اصل کائنات اور مبدء الآثار ہے۔ علماء دیوبند اسی حقیقت محمدیہ کی جہت سے نبوت بالذات اور حیات بالذات کے عقائد رکھتے ہیں۔ بلکہ تخلیق آدم سے قبل حضور ﷺ کی نبوت بالفعل کے قائل ہیں۔ حالانکہ اصطلاح حقیقت محمدیہ نظریہ وحدۃ الوجود کی اصطلاح ہے جیسا کہ ابن عربی نے ساتویں صدی میں اختراع کیا ہے۔ حقیقت محمدیہ کو ذات مطلق (خدا تعالیٰ) کا تعین اول اور تنزل اول بھی مانتا ہے اور یہ تسلیم کیا ہے کہ یہ نظریہ کشف سے ثابت ہے اور سہارا موضوع اور ضعیف احادیث کا لیا ہے۔ مثلاً حدیث لولاک الخ اول ماخلق الله نوری، اول ماخلق الله العقل، حدیث جابر رضی اللہ عنہ وغیرہ۔ قرن اول میں ایسی کوئی چیز ثابت نہیں دیوبندی حضرات اس نظریہ کو بھی تکمیل ایمان کا ذریعہ قرار دیتے ہیں اور اس کشفی اور اختراعی نظریہ کی مختلف تعبیروں کو عقائد کی کتب میں درج کر چکے ہیں۔ تو کیا یہ دیوبندی بریلوی اختلاف صحیح بنیادوں پر ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: صوفی انور حویلی بہادر شاہ شورکوٹ جھنگ ...... ۲۴ رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: اول ماخلق اللہ روحی، اول ماخلق اللہ نوری ضعیف روایات ہیں۔ لیکن ضروریات دین سے متصادم نہیں ہیں۔ اور حقیقت محمدی ایک کشفی امر ہے۔ ﴿۱﴾ یہ نہ روح محمدی سے تعبیر ہے اور نہ نور محمدی سے تعبیر ہے۔ کما لا یخفی علیٰ من راجع الی کتب اهل التصوف. ﴿۲﴾ ایسے کشفی امر سے ضروریات دین کو

﴿۱﴾ قال الشیخ العلامه مفتی عظم محمد فرید حقیقت محمدی اور حقیقت احمدی کا فرق یہ ہے۔ حقیقت محمدی وہ حقیقت ہے۔ کہ محبوبیت کے ساتھ کچھ مقدار محبیت کا بھی خلط ہوا ہو۔ اور حقیقت احمدی وہ حقیقت ہے کہ خالص محبوبیت اس میں موجود ہو. (سلسله مبارکه ص ۱۷۲ مراقبات ولایت کبریٰ)

﴿۲﴾ قال الشیخ احمد فاروقی مجدد الف ثانی در جواب گویم کہ حقیقت محمدی نہایت مقامات نزول محمد علیہ السلام است از واج تنزیہ وتقدیس وحقیقت کعبہ نہایت مقامات عروج است۔ (مکتوبات امام ربانی ص ۳۳۴ جلد ۱ مکتوب ۲۰۹)

مجروح کرنا نہ نص کا تقاضا ہے۔اور نہ عقل کا۔اور عالم کا فیض روح محمدی ہونا نہ مردود ہے اور نہ ممنوع۔لسکوت الاحادیث عنہ۔البتہ روح محمدی کا مادہ اور مصدر ہونا تمام عالم کا مردود ہے لاستلزامه وجود روح محمد فی المسلم والکافر وفی النجاسات والطیبات ولا ستلزامه کون روحه جزء من کل مخلوق مثل المصدر من المشتقات وغیر ذلک من الاشکالات۔وهو الموفق

کسی زندہ پیر سے بیعت اور تعویذات کرانا اور درود شریف پڑھنا

سوال:(۱) کسی زندہ پیر سے بیعت کرنا کیسا ہے۔(۲) کسی پیر سے تعویذات کرانا کہ میرا فلاں کام ہو جائے کیسا ہے۔(۳) نماز پڑھنے کے بعد یا کسی وقت بھی درود شریف پڑھنا از روئے شرع کیسا ہے۔بینوا وتوجروا

المستفتی: سیف الدین اٹک

الجواب:(۱) زندہ متشرع صحیح العقیدہ پیر سے بیعت کرنا مستحب اور اہم امر ہے۔﴿۱﴾ (۲) نہ ممنوع ہے اور نہ مطلوب ہے۔بلکہ مباح ہے جبکہ مضمون غلط اور شرط کی نہ ہو۔﴿۲﴾ (۳) درود شریف پڑھنا بذات خود عظیم عبادت ہے۔لیکن التزام مالا یلزم ﴿۳﴾ عظیم بدعت ہے۔فقط

مشرک مبتدع اور جاہل یا متجاہل پیر سے بیعت کرنا

سوال: (۱) ایک پیر عرس کراتا ہے۔انگھوٹے چومتا ہے۔اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام ندائیہ بلا ناغہ پڑھتا

﴿۱﴾قال الامام العارف الشیخ عبدالوهاب الشعرانی قد اجمع اهل الطریق علی وجوب (لزوم)اتخاذ الانسان له شیخا یرشده الی زوال تلک الصفات التی تمنعه من دخول حضرت الله تعالیٰ بقلبه لتصح صلاته من باب مالایتم الواجب الا به فهو واجب (لازم) ولا شک ان علاج امراض الباطن من حب الدنیا والکبر والعجب والریاء والحقد والحسد والغل والنفاق کله واجب الخ.(البهجة السنية فی اداب الطریقة النقشبندیه ص ۴ مقدمه)

﴿۲﴾لحدیث ورد فیه لابأس بالرقیٰ مالم یکن فیه شرک رواه مسلم وابوداؤد .(مشکواة المصابیح ص ۳۸۸ جلد ۲ کتاب الطب والرقی) وایضاً عن عبد الله بن عمر ومن لم یعقل کتبه فاعلقه. (ابوداؤد ص ۱۸۷ جلد ۲ باب کیف الرقیٰ کتاب الطب)

﴿۳﴾قال ابن عابدین وبان تخصیص الذکر بوقت لم یرد به الشرع غیر مشروع . (ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۲۱۳ جلد ۱ باب العیدین)

ہے۔ایسے پیر سے بیعت کرنا اور مرید ہونا کیسا ہے؟ (۲) ایک پیر علماء دیوبند کو اسلام سے خارج سمجھتا ہو۔ اور احمد رضا خان کو حق ومقتدا مانتا ہو۔ ایسے پیر سے بیعت ہونا کیسا ہے؟

المستفتی: قائم الدین ڈھوک زمان میانوالی.....۱۹۷۸ء/۷/۲۳

الجواب: (۱) اہل اسلام کیلئے مشرک اور مبتدع پیر سے بیعت کرنا حرام اور عظیم ترین گناہ ہے۔ ﴿۱﴾

(۲) ایسے جاہل یا متجاہل پیر سے مرید ہونا جہل مرکب میں باقی رہنے کا کامیاب ذریعہ ہے۔

صفات جمالیہ اور جلالیہ اور مراقبات کی وضاحت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ جمالی صفت اور اس کا مصداق اور نشانی کیا ہے۔ وھکذا صفت الجلال کیا ہے۔ اور اس کے مراقبوں کے اثرات کیا اس کے مطابق ہوتے ہیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: خلیل الرحمٰن انور خطیب موٹن آرٹلری رجمنٹ جہلم.....۳/شعبان ۱۳۸۹ھ

الجواب: جن صفات میں غلبہ کا معنی ہو جیسے عزیز، ملک، قہار، منتقم وغیرہ۔ تو ان کو صفات جلالیہ کہا جاتا ہے۔ اور جن صفات میں شفقت اور ترحم کا معنی ہو جیسے رحمان، رحیم، کریم، غفور۔ تو ان کو صفات جمالیہ کہا جاتا ہے۔ ﴿۲﴾ (وفی الحقیقة الصفات هی المبادی والاسماء هی المشتقات) اور ان صفات اور اسماء کے مراقبات وغیرہا جمالی اور جلالی ہوتے ہیں علی وفق الصفات والاسماء. فقط

کامل پیر طریقت کی پہچان کا طریقہ

سوال: کامل پیر طریقت آپ صاحبان کے نزدیک پاکستان میں کون ہیں۔ اور قابل بیعت پیر کی پہچان کیا ہے؟

﴿۱﴾ قال الامام رازی والضابط فی تمیز الصادقین منهم من غیرهم اقامتهم الاعمال الشرعیه علی قانون المتابعة والتأدب باداب اهل الطریق علی وفق سیر المشائخ قال وکل من ادعی انه خلص مع الله ضمیره ونال رتبة فی الحقیقة وانه تنزه عن التقید بظاهر الشریعة وسقط عنه التکلیف والارتسام بمراسم الشریعة وجعل التقید بالشریعة للعوام المنحصرین فی مضیق الاقتداء فاعلموا انه مفتون فی دینه وهو من اهل الالحاد والزندقة والفلسفة والاباحة فایاکم ان تصحبوا مثل هذا وتعتقدوه فان ظلمة انفاسه سم قاتل لقلوب المریدین اولایعلم هذاالجاهل المغرور ان الشریعة هی قشرلب الحقیقة الخ .(البهجة السنیة فی اداب الطریقة النقشبندیه ص ۳۵ باب اداب المشیخة)

﴿۲﴾ قال العلامه الوسی والصفات اما جمالیة او جلالیة،وللاولیٰ السبق کما یشیر الیه حدیث سبقت رحمتی غضبی . وباء الجر اشارة الیها لانها الواسطة فی الاضافة والافاضة . الخ

(روح المعانی ص ۸۹ ابحاث جلیلة فی البسملة)

المستفتی: محمد عبدالغفور زرول دروازہ ڈیرہ اسماعیل خان......۱۹۷۲ء/۷/۱

الجواب: علما اور صلحاء کے دل میں جس پیر کی مقبولیت موجود ہو۔﴿۱﴾ تو اس سے بیعت کرنا چاہئے۔ مثلاً مولانا محمد عبدالمالک صاحب صدیقی، مولانا محمد عبداللہ درخواستی صاحب وغیرہ وغیرہ۔ فقط

اللہ جل جلالہ کی موجودات کے ساتھ معیت کی وضاحت

سوال: اللہ جل شانہ کی معیت مع الموجودات کس نوعیت کی ماننا صحیح ہے۔ کیونکہ علماء محققین معیت علمی کے قائل ہیں جبکہ وجودی صوفیاء معیت ذاتی کے قائل ہیں۔ یہ مسئلہ چونکہ معرفت خداوندی سے متعلق ہے۔ لہٰذا اس کی صحیح نوعیت کیا ہے؟

المستفتی: صوفی انور خالد شورکوٹ ضلع جھنگ......۲۴/رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: معیت علمی اور معیت ذاتی کمایلیق بشانہ تعالیٰ میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ وھو الموفق

کتاب ''فیوض الحرمین'' کے مؤلف پر تنقیدی نظر

سوال: نظر بر کتاب ''فیوض الحرمین'' مصنفہ ماسٹر فاروق مردان

المستفتی: نامعلوم معرفت محمود الحق حقانی صاحب......یکم/نومبر ۱۹۸۳ء

الجواب: اگر یہ مؤلف (صاحب کشف) مجذوب ہو۔ تو اس کا مواخذہ اور اس پر عتاب کرنا خلاف قاعدہ اقدام ہے۔ اور اگر مجذوب نہ ہو۔ تو یہ کاملان کے طبقہ سے معلوم نہیں ہوتا ہے۔ کاملان کا رویہ فناء اور ترک دعویٰ ہوتا ہے۔ لیکن ان کشوف کی شریعت سے غیر متصادم ہونے کی وجہ سے اس کی تضلیل وغیرہ کرنا قابل اعتراض ہے۔

نوٹ: ایسے مدعیوں کی گرفت ہر زمانہ میں اہل علم کا معمول رہا ہے۔ وھو الموفق

ایک اردو شعر کی وضاحت

﴿۱﴾ وعن الامام الرازی رحمہ اللہ تعالیٰ ویجب علی الطالب الصادق فی بدایتہ ان لایصحب اکثر مدعی المشیخۃ فی ھذاالعصر البتۃ الا بظھور امارات الصدق بالھام من اللہ تعالیٰ للطالب اوبشھادۃ الصادقین من اھل الطریق لذلک الشیخ .(کتاب البھجۃ السنیۃ فی اداب الطریقۃ النقشبندیہ ص ۴۳)

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ چند دن پہلے ایک عرس میں ایک نعت خوان نے یہ شعر کہا کہ

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے اجمیر کا رستہ
جو رکھے اپنے سینوں میں تھے ذوق وشوق عرفانی

کیا ایسا کہنا درست ہے؟ بینوا وتو جروا
المستفتی: خلیل احمد صاحب......۴/۳/۱۹۷۴ء

الجواب: اس شعر میں خلاف شرع بات نہیں ہے۔ کیونکہ خانہ خدا میں بھی بغیر شیخ کامل کے وصول الی اللہ مشکل ہے. وھو الموفق

نبی ﷺ سے براہ راست بیعت، گفتگو وغیرہ کا دعویٰ کرنا

سوال: زید دعویٰ کرتا ہے کہ میں نبی کریم ﷺ سے براہ راست بیعت کرتا ہوں۔ اور جو پیر دربار نبوی تک براہ راست رسائی نہیں کرتا وہ پیر نہیں ہے۔ دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ میں ہر مردے سے کلام کر کے بتا سکتا ہوں۔ کہ جنتی ہے یا دوزخی۔ اور مقتول کے قاتل کا بھی مقتول سے پوچھ سکتا ہوں۔ تیسرا دعویٰ زید کا یہ ہے کہ جب میں حج پر گیا۔ تو دربار نبوی میں جا کر نبی کریم ﷺ کے آگے کئی مسائل پیش کر کے حل کرائے اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ میری اور اپنی گفتگو سب لکھ کر طبع کرادو۔ تاکہ دین مضبوط ہو اور لوگ مستفیض ہوں۔ کچھ باتیں اور بھی کی ہیں جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اکتم فی صدرک۔ اسی جگہ بیٹھے تھے۔ کہ روضہ اطہر کے اندر سے مؤذن کی آواز آنی شروع ہوگئی۔ جب اشھد کا لفظ سنائی دیا وہاں نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ یہ حضرت بلال ہیں۔ حی علی الفلاح پر پہنچے تو مسجد نبوی سے مؤذن نے آذان دینی شروع کی۔ چوتھا دعویٰ یہ ہے کہ میں جب حج پر گیا تو انبیاء سے ملاقات اور کلام کیا۔ اور ان کے دفن کی جگہ معلوم کی۔ چاہے ان قبور کے نشانات ظاہر تھے یا نہ تھے۔ اور جن کا نام قرآن میں تھا یا نہیں۔ اور صحابہ سے ملاقات اور کلام ہوئی از روئے شریعت اس آدمی کا کیا حکم ہے؟
المستفتی: نامعلوم............۱۵/جنوری ۱۹۷۵ء

الجواب: یہ تمام امور ممکنات بلکہ واقعات ہیں۔ لیکن ان کا مدعی غالباً دھوکہ باز اور کاذب ہوتا ہے۔ وھو الموفق

طریقہ چشتیہ میں قوالی اور موسیقی نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس کے بارے میں کہ صاحبان چشتیہ جو قوالی کے ساتھ موسیقی بھی کرتے ہیں۔اس میں کوئی حرج ہے یا نہیں ہے؟

المستفتی: سید عنایت الرحمٰن چارسدہ......۱۹۹۱ء/۲/۱۹

الجواب: سرود کرنا حرام ہے۔قرآن،احادیث اور فقہ سے اس کی حرمت ثابت ہے، **ومن فعله فقد فعله علاجاً لا التذاذاً كشرب الخمر للتداوى .وقيل فعله جذباً لاهل الهنود.** ﴿۱﴾**فافهم**

پیر اور استاد ایک جیسے صاحب حق ہیں

سوال: کسی شخص پر پیر کا حق زیادہ ہوتا ہے یا استاد کا۔یا دونوں برابر ہیں؟

المستفتی: حافظ اختر علی دارالعلوم گجرات مردان......۵/ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

الجواب: پیر اور استاد کا ایک جیسا حق ہے۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے **اشعة اللمعات** میں لکھا ہے۔ کہ طریقہ اور سلوک علم ظاہر میں داخل ہیں۔**فليراجع الى كتاب العلم.**

کرامات اولیاء اور استفاضہ قبر

سوال: کیا کسی ولی کے وفات کے بعد کرامت برقرار رہتی ہے۔یا ختم ہو جاتی ہے۔نیز کتاب ''شاہ عبدالعزیز اوران کی تعلیمات'' کے ص ۱۵ پر لکھا ہے۔کہ اہل قبور میں سے بعض بزرگ کمال میں مستثنیٰ ہیں۔اوران کا کمال متواتر طور پر ثابت نہیں ہے۔ان بزرگوں سے استمداد کا طریقہ یہ ہے۔کہ اس بزرگ کی قبر کے سرہانے کی

﴿۱﴾ قال ابن عابدين وما يفعله متصوفة زماننا حرام لا يجوز القصد والجلوس اليه ومن قبلهم لم يفعل كذلک......قلت وفي التاتر خانيه عن العيون ان كان السماع سماع القرآن والموعظة يجوز وان كان سماع غناء فهو حرام باجماع العلماء ومن اباحه من الصوفيه فلمن تخلى عن اللهو وتحلى بالتقوىٰ واحتاج الى ذلک احتياج المريض الى الدواء وله شرائط ......والحاصل انه لارخصة في السماع في زماننا. (ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۲۴۶ جلد ۵ كتاب الخطر والاباحة)

جانب قبر پر انگلی رکھے اور شروع سورۃ بقرہ سے مفلحون تک پڑھے پھر قبر کی پاؤں کی طرف جاوے۔ اور آمن الرسول آخر سورۃ بقرہ پڑھے اور زبان سے کہے کہ اے میرے حضرت فلاں کام کیلئے درگاہ الٰہی سے دعا والتجا کرتا ہوں آپ بھی دعا کریں۔ پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے اپنی حاجت کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں،،۔ تو کیا یہ طریقہ کسی حدیث سے ثابت ہے یا خود ساختہ ہے۔ علاوہ ازیں اس میں کسی بزرگ سے سفارش کرنا ثابت ہوتا ہے۔ تو کیا اللہ تعالیٰ کے دربار میں قیامت سے پہلے کسی کی سفارش ہو سکتی ہے۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ مردہ سنتا ہے۔ اور دعا بھی کر سکتا ہے۔ تو کیا یہ صحیح ہے۔ یہ کتاب بحولہ مولوی ظہیر الدین اور حمد وتبصرہ حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی تصحیح مولانا سبحان محمود استاد کراچی۔

المستفتی: خلیل اللہ زروبوی از تھائی لینڈ ..... ۲۵؍جنوری ۱۹۷۵ء

الجواب: محترم المقام السلام علیکم کے بعد واضح رہے کہ احادیث سے یہ ثابت ہے۔ کہ موت سے وہ عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ جس پر ثواب وعذاب مرتب ہوتے ہیں۔ الا باذنہ فی حق البعض۔ نیز احادیث سے یہ ثابت ہے۔ کہ قبر میں مردہ کو ایک گونہ حیات دی جاتی ہے۔ جس سے وہ ثواب وعذاب کا ادراک کرتا ہے اور بول سکتا ہے۔ اور سن سکتا ہے۔ البتہ قرآن پاک میں ان اکثر مسائل کی طرف توجہ نہیں کی گئی ہے۔ نیز احادیث سے کرامت بعد الممات اور توسل بھی ثابت ہے جو کہ تمام اکابر دیوبند کا متفقہ عقیدہ ہے۔ خلافا للسلفیة والنجدیہ۔ اور دعا بھی کر سکتے ہیں۔ اگر چہ ہمیں اس کا علم نہیں ہوتا ہے۔ ان سے فیض بھی پہنچتا ہے۔ اور استفاضہ کے جو طرق مشائخ سے منقول ہیں۔ تو ان میں یہ ضروری ہے۔ کہ قرآن وحدیث سے متصادم نہ ہوں تمام عملیات میں یہ ضابطہ ہے۔ لان النبی ﷺ قرر الرقیٰ التی لا تشتمل علی الکلمات الشرکیه. ﴿۱﴾ فافهم

خلاف شریعت پیر سے اقالہ اور متبع سنت پیر سے بیعت ضروری ہے

سوال: ایسا پیر جس سے خلاف شریعت امور ثابت ہوتے ہیں۔ تو ایسے پیر کا اتباع ضروری ہے یا اس سے ایک طرف ہونا؟

﴿۱﴾ عن عوف بن مالک الاشجعی ..... فقال لابأس بالرقیٰ مالم یکن فیه شرک. رواه مسلم. (مشکواۃ المصابیح ص ۳۸۸ جلد ۲ کتاب الطب والرقی)

المستفتی: الحاج نیاز ولی شاہ حسن خیل شمالی وزیرستان......۲ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

الجواب: خلاف شریعت پیر سے بیعت کرنا امر مہلک ہے ﴿۱﴾۔ پس اس سے اقالہ اور دوسرے مرشد سے (جو پابند شریعت اور متبع سنت ہو) بیعت کرنا ضروری ہے۔ خواہ یہ پیر راضی ہو یا ناراض۔ فقط

بدعتی اور جاہل پیر سے بیعت باعث بے برکتی اور باعث ہلاکت ہے

سوال: ایک بریلوی پیر جو سخت مبتدع اور مشرکانہ عقائد رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ کی بشریت سے منکر ہے اور جاہل بھی ہے۔ تو کیا ایسے پیر سے بیعت کرنا جائز ہے؟

المستفتی: گل محمد خان کوٹ ادو مظفر گڑھ......۲۳/۴/۱۹۸۵ء

الجواب: ایسے پیر سے بیعت ہونا جو کہ نہ عالم ہو اور نہ علماء کو مراجعت کرتا ہو حرام ہے۔ ایسا پیر جو خود کالاعمیٰ ہے۔ تو دوسروں کو خدا کا راستہ کس طرح دکھا سکتا ہے۔ ﴿۲﴾ پس بہر حال جو پیر غیر اللہ کو غیب دان مانتا ہو۔ اور یا سید البشر ﷺ کی بشریت سے منکر ہو۔ اور غیر اللہ کے تسلط غیبی پر ایمان رکھتا ہو۔ اور یا سرود کرتا ہو وغیرہ وغیرہ۔ تو ایسے پیر سے بیعت کرنا باعث بے برکتی اور باعث ہلاکت ہے۔ وھو الموفق

وجد اختیاری امر ہے

سوال: کیا ذکر کے وقت وجد کا آنا باعث ثواب ہے؟ ایسے وجد کے بارے میں علماء احناف کی کیا رائے ہے؟

المستفتی: سبحان اللہ آلومردان......یکم ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ

﴿۱﴾ قال الشیخ محمد بن عبد الله الخانی الخالدی وایاک ان تصحب احداً من المدعین للطریق بلبس الزی اوتدعهم یاخذون علیک العهد فانهم اذی من الثعبان وذلک لانک تشهد الاذی من الثعبان فتاخذمنه حذرک ولا هکذا من ظهر مظهر الصلاح وهو فی الباطن شیطان فی زی انسان ...... والضابط فی تمییز الصادقین منهم من غیرهم اقامتهم الاعمال الشرعیه علی قانون المتابعة والتأدب باداب اهل الطریق علی وفق سیر المشائخ الخ. (البهجة السنية ص ۳۵ باب فی بیان المشیخة وادابها)

﴿۲﴾ قال الامام ولی الله الدهلوی وانما شرطنا العلم لان الغرض من البیعة امره بالمعروف ونهیه عن المنکر وارشاده الی تحصیل السکینة الباطنة وازالة الرذائل واکتساب الحمائد ثم امتثال المسترشد نه فی کل ذلک فمن لم یکن عالما کیف یتصور منه هذا. (القول الجمیل مع شفاء العلیل ص ۲۲ حکمت بیعت)

الجواب: وجد ایک غیر اختیاری امر ہے۔ سلف صالحین پر بھی طاری ہوا ہے۔ لہٰذا اس پر انکار کرنا منکر ہے ﴿۱﴾

وجد کے بعض مسائل

سوال: وجد کی حالت میں قے وغیرہ سے جب مسجد ملوث ہو جاتی ہے۔ تو ایسی قے سے مسجد گندہ ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اور کیا یہ طرز عمل واقعی باعث ثواب ونجات ہے۔ یا قرآن وسنت کے خلاف ہے. بینوا وتو جروا

المستفتی: سبحان اللہ آلومردان...... یکم ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ

الجواب: قے فی (ملأ الفم) گندہ اور نجس ہے ﴿۲﴾۔ جس شخص سے قے کرنے کا یقین یا ظن غالب ہو۔ اس کو مسجد سے منع کرنا جائز ہے۔ خواہ ذاکر ہو یا غیر ذاکر ہو۔ اور اگر اس ھئیت (وجد وقے) کو علاجاً ورفعاً للخطرات کرر ہا ہو۔ تو موجب ثواب ہے۔ اور اگر اس کو بالخصوص ثابت سمجھتا ہو۔ یا التزام مالا یلزم کی درجہ کو پہنچا ہو۔ تو بدعت ہے۔ ﴿۳﴾ فقط

خلاف شرع آدمی ولی اللہ نہیں ہوسکتا

سوال: اگر کوئی شخص آنے والے حالات کے بارے میں پیشن گوئیاں کرتا ہے۔ جس میں سے بعض باتیں درست بھی نکلتی ہیں۔ مگر ان کا ظاہر بھی شرع کے موافق نہیں ہے۔ اور قول وفعل اسلام سے مخالف ہے۔ تو کیا ایسا شخص ولی اللہ ہوسکتا ہے؟

المستفتی: حضرت جمال کلرک افس گورنر ہاؤس پشاور...... ۲۲ر رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

الجواب: ایسے شخص کو ولی اللہ ماننا جاہل یا متجاہل کا کام ہے۔ ﴿۴﴾ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامه طحطاوی الوجد مراتب وبعضه يسلب الاختيار فلاوجه لمطلق الانكار وفی التتار خانية مايدل على جوازه للمغلوب الذی حركاته كحركات المرتعش .(طحطاوی على المراقی ص ۱۷۳ قبيل باب ما يفسد الصلاة)

﴿۲﴾ قال العلامه سيد احمد طحطاوی انه لا فرق بين انواع القئ سواء قاء من ساعته ام لا ...... والصحيح انه حدث ونجس فی الكل كما فی الجلی .(طحطاوی على المراقی ص ۴۹ فصل فی ماينقض الوضوء)

﴿۳﴾ قال العلامه ابن نجيم ولان ذكر الله اذاقصدبه تخصيص بوقت دون وقت او بشئ دون شئ لم يكن مشروعا حيث لم يردالشرع به لانه خلاف مشروع .(البحر الرائق ص ۱۵۹ جلد۲ باب العيدين)

﴿۴﴾ قال العلامه محمد عبد العزيز الفرهاری الولی هو العارف بالله تعالیٰ وصفاته بحسب ما يمكن ای بقدر الامكان المواظب ای الملازم على الطاعات حتى قيل ان الولی الكامل لايترک المندوب ،المجتنب عن المعاصی حتى انه يخرج بالكبيرة واصرار الصغير عن الولاية ،المعرض عن الانهماک ای الا ستغراق فی اللذات والشهوات .الخ (النبراس شرح شرح العقائد ص ۲۹۵ كرامات الاولياء حق)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

ما انزل الله دآء الا انزل

له شفاء (الحديث)


كتاب
الطب والرقية
والتعويذ

كتاب الطب و الرقية و التعويذ

ظالم کے لئے بتوسل ختم قرآن بددعا کرنا

سوال: عمر ایک شرارتی اور ظالم آدمی ہے جو زید کو تنگ کرنے اور اس کی بےعزتی اور لوگوں کے سامنے کسی طریقہ سے شرمندہ کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اس سے جان چھوٹنا مشکل ہے۔ کیا شریعت میں ایسے آدمی کیلئے بددعائی کے طور پر ختم القرآن جائز ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: سید واچ میکر بس اڈہ مردان......۶ رمحرم ۱۴۰۳ھ

الجواب: ظالم کے حق میں بددعا کرنا جائز ہے۔ قال الله تبارک و تعالیٰ لا یحب الله الجهر بالسوء من القول الا من ظلم ﴿۱﴾ خواہ ختم قرآن سے توسل ہو یا نہ ہو۔ فقط

سانپ کے زہر اتارنے کے منتر کا حکم

سوال: بندہ ایک عمل سانپ کے زہر اتارنے کا کرتا ہے۔ جو کافی عرصہ سے ایک بزرگ سے چلا آرہا ہے۔ یہ عمل خالص انسانی ہمدردی ہر قسم کی مالی فوائد سے خالی ہے قطعاً کچھ حاصل نہیں کیا جاتا۔ اور آج تک یہ عمل ناکام نہیں ہوا ہے۔ عمل کے الفاظ یہ ہیں

بسم الله الرحمن الرحيم . کالا کھیرا کالابس جس کو کاٹے کالا کرچڑ بس ۔ حضرت شیخ شرف الدین یحی منیری کی دھائی سے اتربس اتر بس اتر بس) کیا یہ الفاظ تو شرکیہ نہیں اس کا کیا حکم ہے؟ کہ یہ منتر جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: محمد سرور اسماعیل پور بھکر پنجاب......۱۰ رذیقعدہ ۱۴۰۴ھ

الجواب: اگر دہائی گفتہ کو کہا جاتا ہے تو یہ ہمت اور عزیمت ہے جو کہ عملیات مباحہ ﴿۲﴾ سے ہے اور

﴿۱﴾ (پ:۶ سورة النساء رکوع:۱ آیت : ۱۴۸)

﴿۲﴾ عن عوف بن مالک قال کنا نرقی فی الجاهلية فقلنا یا رسول الله ﷺ (بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)

اگر دبائی کسی دوسری چیز کا نام ہے تو ہمیں مطلع کریں۔ وهو الموفق

تیغ بندی کی تعویذ کی شرعی حیثیت

سوال: انسان جو اپنے آپ کے بچاؤ کیلئے تیغ بندی کرتا ہے شرعاً اس تعویذ کا کیا حکم ہے؟ بینوا و توجروا۔

المستفتی: نامعلوم..... ۱۲ر محرم ۱۴۱۱ھ

الجواب: یہ بچاؤ ﴿۱﴾ معجزہ، کرامت، توجہ اور سحر سے ہوسکتا ہے۔ ﴿۲﴾

بچھو سانپ باؤلے کتے کا دم اور چاول وغیرہ کا مخصوص عمل جائز ہے

سوال: (۱) جس شخص کو بچھو، سانپ، باؤلا کتا وغیرہ کاٹے اس پر دم جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اگر جائز ہے تو ہر شخص دم ڈال سکتا ہے یا جس شخص کو اجازت ہو؟

(۳) ہمارے ہاں باؤلے کتے کے کاٹے شخص صاحبزادگان کے ایک گھرانے کے پاس جاتے ہیں وہ دس تولہ چاول الٹی چکی پر پسے ہوئے اس شخص سے طلب کرتے ہیں پھر اس کی گولیاں بنا کر اس شخص کو ہاتھ میں دیتے ہیں کہ ان کو مٹا کر دیکھو اور دم ڈالتے ہیں۔ ان گولیوں میں جس رنگ کے کتے نے کاٹا ہو اس کے بال نکلتے ہیں۔ آیا یہ چاول وغیرہ کا عمل از روئے شرع جائز ہیں یا نہیں؟

المستفتی: حاجی موسیٰ خان بازار مردان..... ۱۶ر ستمبر ۱۹۷۹ء

(بقیہ حاشیہ) كيف ترى في ذلك فقال اعرضوا علي رقاكم لا بأس بالرقاما لم تكن شركا.

(ابو داؤد ص ۱۸۲ جلد ۲ باب ما جاء في الرقى كتاب الطب)

﴿۱﴾ پس جس تعویز میں جائز الفاظ ہوں وہ جائز ہوگی۔ اور جس تعویز میں شرکیہ اور ناجائز الفاظ ہوں وہ ناجائز ہوگی۔ لحديث عوف بن مالك اعرضوا على رقاكم لا بأس بالرقى مالم تكن شركاً.

(ابو داؤد ص ۱۸۶ جلد ۲ باب ما جاء في الرقى كتاب الطب) (از مرتب)

﴿۲﴾ قال ابن عابدين (السحر) تعلمه و تعليمه حرام اقول مقتضى الا طلاق و لو تعلم لدفع الضرر عن المسلمين و في شرح الزعفراني السحر حق عندنا وجوده و تصوره و اثره و في ذخيرة الناظر تعلمه فرض لرد ساحر اهل الحرب و حرام ليفرق به بين المرأة و زوجها وجائز ليوفق بينهما الخ

(ردالمختار هامش الدر المختار ص ۳۳ جلد ۱ مقدمة الشامی)

الجواب:(۱) جائز ہے لحدیث عوف بن مالک رواہ ابوداؤد ﴿۱﴾ (۲) بغیر اجازت کے حلت حاصل ہے لیکن ہمت حاصل نہیں ہوتی۔ ﴿۲﴾ (۳) جائز ہے۔ ﴿۳﴾

سانپ وغیرہ کا بذریعہ سپیرا جھاڑ پھونک

سوال: ایک شخص کو اگر سانپ وغیرہ کاٹے تو اس پر اس کے والدین یا گاؤں کے دیگر مسلمان بھائی قرآن وحدیث کا دم ڈالیں یہ افضل ہے یا کسی سپیرے کا اور جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: فضل کلام بازار تو رڈھیر مردان

الجواب: جو دم اور افسوں کلمات شرکیہ سے خالی ہوں تو ان میں کوئی گناہ نہیں لحدیث عوف بن مالک قال رسول الله ﷺ اعرضو علیٰ رقاکم لابأس بالرقیٰ مالم تکن شرکا (رواہ ابوداؤد) ﴿۴﴾ باقی نیک وبد اور قرآن وغیر قرآن میں امتیاز سے کسی کو انکار نہیں۔ و هو الموفق

شیخ بابر کے جنگل کی لکڑی درد کی جگہوں پر پھرانا

سوال: ایک شخص کے ساتھ شیخ بابر رحمۃ اللہ علیہ کے جنگل کی ایک لکڑی ہے جو کہ دردوں اور زخموں کیلئے اسی طرح استعمال کرتا ہے کہ لوگ آتے ہیں اور اس لکڑی کو درد کی جگہ پر پھراتا ہے کیا یہ شرک نہیں ہے۔ ایک مولوی صاحب بھی اپنے جوڑوں کے دردوں کیلئے اس کو استعمال کرتا تھا۔ تو میں نے اسے شرک کا کہا تو اس نے یہ حدیث پڑھی۔ ''انما الاعمال بالنیات''۔ کیا اس حدیث کی رو سے یہ عمل درست ہوسکتا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں اسے

﴿۱﴾ عن عوف بن مالک قال کنا نرقی فی الجاهلیة فقلنا یا رسول الله ﷺ کیف تری فی ذلک فقال اعرضوا علی رقاکم لا بأس با لرقا ما لم تکن شرکا(ابوداؤد ص ۱۸۶ جلد ۲ باب ما جاء با لرقی)

﴿۲﴾ قال العلامه ابن القیم الجوزیة ان الاذکار و الایات او الادعیة التی یتشفی بها ویرقی بها هی فی نفسها نافعة شافعةولکن تستدعی قبول المحل وقوة و همة الفاعل ...... و کان للراقی نفس فعالة و همة مؤثرة فی ازالة الداء. (الجواب الکافی لابن القیم ص ۱۰ دواء العی السوال)

﴿۳﴾ یدل علیه ما فی الهندیة قال شهاب الدین الاذامی لا بأس با حراق الغثاء الملتقط من الطریق وادارته حول من اصابته العین و نظیره صب الشمع فوق الصبی الخائف قال الشیخ اللباری انما یباح اذا لم یرا لشفاء منه کذا فی القنیه(فتاوی هندیه ص ۳۵۶ جلد ۵ الباب الثامن عشر فی التداوی والمعالجات کتاب الکراهیة)

﴿۴﴾ (ابوداؤد ص ۱۸۶ جلد ۲ باب ما جاء فی الرقی کتاب الطب)

تبر کا استعمال کرتا ہوں نہ شر کا؟ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالوہاب سکنہ زڑہ میانہ نوشہرہ......۳/ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

الجواب: یہ عمل شرک نہیں ہے بلکہ تبرک ہے۔ والتبرک لیس بشرک لثبوته باشعار النبی ﷺ ﴿۱﴾ و لباسه و وضوءه و دمه و فضلاته و غیر ذالک لیکن اس تبرک کا تبرکات ثابتہ میں کوئی اصل نہیں ہے لہٰذا نہ اس لکڑی میں تبریک ہے کما عند الفرقة القبرية اور نہ اس میں تشریک ہے کما عند الفرقة النجدية و لنعم ماقيل الجاهل اما مفرط و اما مفرّط اور اس حدیث کا نقل اس محل میں بے موقع ہے البتہ حدیث انا عند ظن عبدی بی ﴿۲﴾ کچھ مناسبت رکھتی ہے۔ فقط

مریض کی شفاء کیلئے قرآن مجید سے پانی کا تولنا

سوال: بخدمت اقدس جناب مفتی صاحب دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک!
میں نے یکے بعد دیگرے قرآن مجید کے دو عدد نسخے اپنے ہاتھ سے لکھے پتہ نہیں کہ لوگوں کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ قلمی نسخے ہیں اب لوگ آ کر اس کو ترازو کے ایک پلڑے پر رکھ کر دوسرے میں پانی رکھ کر وزن کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب یہ پانی مریض کو پلایا جائے یا دوسرے پانی میں ملا کر مریض کو غسل کرایا جائے تو جیسے بھی مرض ہو شفاء ہوتی ہے تو کیا اس تولنے اور وزن کرنے میں قرآن مجید کا احترام ختم نہیں ہوتا اور کیا یہ عمل جائز ہے؟ برائے مہربانی شرعی حکم واضح فرماویں تاکہ میں لوگوں پر واضح کروں۔ بینوا و توجروا

المستفتی: نائب صوبیدار شیر محمد قریشی دو بیرن کلاں راولپنڈی......۱۹۶۹ء/۱۹/۵

الجواب: چونکہ قرآن مجید کا تولنا اہانت نہیں ہے نہ شرعاً اور نہ عرفاً لہٰذا اس عمل میں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿۱﴾ عن عثمان بن عبدالله بن موهب قال ارسلني اهلي الى ام سلمه بقدح من ماء و كان اذا اصاب الانسان عين اوشئ بعث اليها مخضبه فاخرجت من شعر رسول الله ﷺ و كانت تمسكه فى جلجل من فضة فخضخضته له فشرب منه قال فاطلعت فى الجلجل فرأيت شعرات حمراء. رواه البخارى.
(مشكواة المصابيح ص ۳۹۱ جلد ۲ باب الطب والرقى)

﴿۲﴾ عن ابى هريرة قال قال رسول الله ﷺ يقول الله تعالى انا عند ظن عبدى بى و انا معه اذا ذكرنى فان ذكرنى فى نفسه ذكرته فى نفسى وان ذكرنى فى ملأ ذكرته فى ملأ خير منهم. متفق عليه
(مشكواة المصابيح ص ۱۹۶ جلد ۱ باب ذكر الله و التقرب اليه)

بشرطیکہ عبادت اور ثواب کے ارادہ سے نہ ہو بلکہ عمل اور دوا کے ارادہ سے ہو ﴿۱﴾ والدلیل علی جواز العملیات تقریر النبی ﷺ الرقی التی صح مضمونها ﴿۲﴾ فقط

فکر وسوسہ اور پریشانی کیلئے وظیفہ

سوال: میں چاہتا ہوں کہ مجھے کسی چیز کی زیادہ فکر نہ رہے لیکن طبیعت ایسی بن گئی ہے کہ معمولی سی بات سے سخت فکر اور پریشانی ہوتی ہے جو کہ میری برداشت سے باہر ہوتی ہے مثلاً کپڑے کچھ میلے ہوں یا کوئی ایسی معمولی بات جو بالکل فکر کرنے کی قابل نہیں ہوتی اور مجھے سخت فکر ہوتی ہے حالانکہ دل سے میں بالکل فکر نہیں چاہتا ہوں اور یہ وسوسے آتے ہیں اور سخت پریشانی ہوتی ہے لہٰذا آپ صاحبان اس غیر اختیاری اور نفسانی اور شیطانی پریشانی کے بارے میں کوئی حل ارسال کریں اور دعاؤں کی خصوصی درخواست کی جاتی ہے۔

منجانب: عبدالرشید فورتھ ایئر میڈیکل ہاسٹل ۲ پشاور یونیورسٹی ۱۹۶۹ء/۴/ ۲۶

الجواب: آپ لا حول و لا قوة الا بالله کثرت سے پڑھا کریں اور سورة الم نشرح لک بھی کم از کم گیارہ دفعہ پڑھا کریں اور یونانی علاج بھی کچھ مدت کریں۔ فقط

نماز میں دفع وساوس کیلئے وظیفہ

سوال: مجھے نماز میں وسوسہ آتا ہے اور خیال آتا ہے کہ بس نماز کو ہی چھوڑ دوں۔ بہت متفکر ہوں کہ یہ وساوس کس طرح ختم ہوں گے کوئی حل ارسال کیا جائے۔ تو بڑی مہربانی ہوگی۔

﴿۱﴾ قال ابن عابدین اختلف فی الاستشفاء با لقر آن بان یقرأ علی المریض او الملدو غ الفاتحة او یکتب فی ورق و یعلق علیه او فی طست و یغسل و یسقی و عن النبی ﷺ انه کان یعوذ نفسه قال رضی الله عنه وعلی انجواز عمل الناس الیوم و به وردت الاثار.
(ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۲۵۷ جلد ۵ قبیل فصل فی النظر کتاب الحظر و الاباحة)

﴿۲﴾ عن جابر قال نهی رسول الله ﷺ عن الرقی فجاء ال عمر و بن حزم فقالوا یا رسول الله ﷺ انه کانت عندنا رقیة نرقی بها من العقرب وانت نهیت عن الرقی فعرضوها علیه فقال ما اری بهابأ سامن استطاع منکم ان ینفع اخاه فلینفعه رواه مسلم وایضاً عن عوف بن مالک الاشجعی قال کنانرقی فی الجاهلیة فقلنا یارسول الله کیف تری فی ذلک فقال اعرضوا علی رقاکم لا بأ س بالرقی ما لم یکن فیه شرک رواه مسلم(مشکواة المصابیح ص ۳۸۸ جلد ۲ کتاب الطب و الرقی)

السائل: عبدالرشید کامران جنرل سٹور ...... ۵؍ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ

الجواب: آپ کا ان وساوس کو برا ماننا اور اس کے نہ آنے کی تمنا کرنا عین ایمان ہے کما فی حدیث مسلم نعم ذاک صریح الایمان ﴿۱﴾ (مشکوٰۃ ص ۱۹) یہ کفر نہیں ہے اور نہ گناہ ہے۔ آپ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کو ۷۰ مرتبہ روزانہ پڑھا کریں اور حلال خوراک کی کوشش کیا کریں۔ و ھو الموفق

دم تعویذ احادیث سے ثابت ہیں

سوال: قرآن وحدیث کے حوالے سے دم درود تعویذ وغیرہ خواہ کسی قسم کی ہوں محبت، دشمنی، اولاد کی پیدائش، بیماری، حصول روزگار وغیرہ صحیح ہیں یا نہیں رسول اللہ ﷺ نے کسی کو دم کیا ہے یا تعویذ کیلئے کوئی حکم دیا ہے بحوالہ قرآن وحدیث مطلع کریں۔ فاجر کم علی اللہ

المستفتی: عبدالشکور ۹/۵/۱۹۷۳ء

الجواب: واضح رہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے بیماروں کو دم کیا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دم پڑھنے کی اجازت دی ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیماروں وغیرہ کو دم کیا ہے یہ تمام امور بخاری شریف وغیرہ میں صراحۃً موجود ہیں ﴿۲﴾ نیز وہ عملیات جو کہ خلاف شرع کلمات پر مشتمل نہ ہوں ان کو جائز قرار رکھا ہے۔ لحدیث

﴿۱﴾ عن ابی هريرة رضى الله عنه قال جاء ناس من اصحاب رسول الله ﷺ الى النبى ﷺ فسالوه انا نجد فى انفسنا ما يتعاظم احدنا ان يتكلم به قال او قدوجدتموه قالوا نعم قال ذاک صريح الايمان. رواه مسلم. (مشكواة المصابيح ص ۱۸ جلد ۱ باب فى الوسوسة)

﴿۲﴾ (۱) عن عائشة ان النبي ﷺ كان ينفث على نفسه فى المرض الذى مات فيه بالمعوذات فلما ثقل كنت انفث عليه بهن وامسح بيد نفسه لبركتها فسالت الزهرى كيف ينفث قال كان ينفث على يديه ثم يمسح بهما وجهه (۲) وعن ابى سعيد الخدرى ان ناساً من اصحاب النبي ﷺ اتوا على حي من احياء العرب ... اذا لدغ سيد اولئک ... فجعل يقرأ بام القرآن و يجمع بزاقه و يتفل فبرأ الخ (۳) عن عائشه قالت امرنى النبى ﷺ او امر ان يسترقى من العين (۴) عن ام سلمة ان النبى ﷺ راى فى بيتها جارية فى وجهها سفعه فقال استرقوا لها فان بها النظرة الخ (۵) عن عائشة قالت كان النبى ﷺ يعوذ بعضهم يمسحه بيمينه اذهب البأس رب الناس واشف انت الشاف لا شفاء الا شفاءک شفاء لا يغادر سقماً. وهكذا احاديث اخر فى هذا الكتاب (صحيح البخارى ص ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶ جلد ۲ كتاب المرضى)

مسلم اعرضوا علی رقاکم لا بأس بالرقی ما لم یکن فیہ شرک ﴿۱﴾ نیز تعویذ لکھنا اور گلے وغیرہ سے معلق کرنا صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے لحدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص (رواہ ابوداؤد) ﴿۲﴾ لہٰذا ان پر انکار کرنا غلط فہمی یا بدفہمی ہے۔ وھو الموفق

دفع وساوس کے مطالعہ کیلئے کتاب

سوال: ''موت کے وقت'' یہ تصنیف مفتی محمد شفیع صاحب کی ہے یہ کتاب کہاں سے ملے گی یا دفع وساوس کیلئے کوئی کتاب بتائیں؟

الجواب: یہ کتاب دارالعلوم کراچی سے منگوائیں اور دفع وساوس کیلئے احیاء العلوم کتاب عاشر کا مطالعہ کریں۔

خوف خداوندی پیدا ہونے کا طریقہ

سوال: خوف خداوندی پیدا کرنے کا ذریعہ بتائیں۔ مہربانی ہوگی۔

السائل: پاندہ خان لکی مروت......۲۵/ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ

الجواب: اللہ تعالیٰ کے وعیدات پر مشاہدات میں یقین اور اذعان رکھنا اور اس خیال پر کچھ وقت (بیس پچیس منٹ) قائم رہنا موجب خوف ہے ﴿۳﴾ و ھو الموفق

خیالات فاسدہ اور اس کیلئے وظیفہ

سوال: مجھے برے خیالات اور انتہائی ناروا خیالات آتے ہیں کیا اس سے نکاح ٹوٹتا ہے کوئی وظیفہ بھی مرحمت فرمائیں؟ بیبوا و توجروا

السائل: شیر جان شہباز خیل بنوں......۱۳۹۶ھ

﴿۱﴾ (مشکواۃ المصابیح ص ۳۸۸ جلد ۲ کتاب الطب و الرقی)

﴿۲﴾ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ...... و کان عبد اللہ بن عمر و یعلمهن من عقل من بنیہ و من لم یعقل کتبہ فا علقہ علیہ . (ابوداؤد ص ۱۸۷ جلد ۲ باب کیف الرقی کتاب الطب)

﴿۳﴾ عن ابی بن کعب قال کان النبی ﷺ اذا ذهب ثلثا اللیل قام فقال یا ایها الناس اذکروا اللہ اذکروا اللہ جاء ت الراجفة تتبعها الرادفة جآء الموت بما فیه جاء الموت بما فیه رواہ الترمذی . (مشکواۃ المصابیح ص ۴۵۷ جلد ۲ باب البکاء والخوف)

الجواب: خیالات فاسدہ اگر غیر اختیاری ہیں۔ بربناء حدیث ﴿۱﴾ آپ گنہگار نہیں علاج یہ ہے کہ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم و من شر نفسی و من شر فرجی و لا حول و لا قوة الا بالله العلی العظیم روزانہ کم از کم ستر دفعہ پڑھا کریں۔فقط

عثمانی برادران کا جائز تعویذات اور رقیات کو ناجائز قرار دینا الحاد ہے

سوال: تعویذ جائز ہے یا نہیں کیونکہ عثمانی برادران نے اس کے بارے میں رسالے لکھے ہیں کہ یہ شرک اور ناجائز ہیں پوری وضاحت فرمائیں؟

المستفتی: محمد یوسف ملک آباد جدون صوابی...... یکم ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

الجواب: یہ مسائل جو کہ حزب اللہ کے بانی پروفیسر عثمانی یا ڈاکٹر اور کیپٹن عثمانی شائع کرتے ہیں سراسر خلاف شریعت ہیں۔ یہ لوگ قرآن واحادیث کی خود ساختہ (خلاف علماء امت) تشریح کرتے ہیں جو تعویذ خلاف شریعت نہ ہوں وہ جائز ہیں۔﴿۲﴾ اور جائز رقیہ کو ناجائز قرار دینا الحاد ہے۔﴿۳﴾

﴿۱﴾ عن ابن عباس ان النبی ﷺ جاءه رجل فقال انی احدث نفسی با لشی لان اكون حممة احب الی من ان اتكلم به قال الحمد الله الذی ردا مره الی الوسوسة رواه ابوداؤد .

(مشكواةالمصابيح ص ۱۹ جلد ۱ باب فی الوسوسة)

﴿۲﴾ عن عوف بن مالک قال قال رسول الله ﷺ اعرضوا علی رقاكم لا بأ س بالرقی ما لم تكن شركاً .(ابو داؤد ص ۱۸۶ جلد ۲ باب ما جاء فی الرقی كتاب الطب) و عن عمر و بن شعيب عن ابيه عن جده ...... وكان عبدالله بن عمرو يعلمهن من عقل من بنيه ومن لم يعقل كتبه فاعلقه عليه.

(ابوداؤد ص ۱۸۷ جلد ۲ باب كيف الرقی كتاب الطب)

﴿۳﴾ عن عائشة قالت امرنی النبی ﷺ او امر ان يستر قی من العين .(بخاری)و عن عائشة قالت كان النبی ﷺ يعوذ بعضهم بمسحه بيمينه اذهب البأس رب الناس واشف انت الشاف لا شفاء الا شفائک شفاءً لا يغادر سقما(واحاديث اخر فی هذا لباب).(صحيح البخاری ص ۸۵۵'۸۵۶ جلد ۲ كتاب المرضیٰ) . قال ابن عابدين و لا بأس بالمعاذات اذا كتب فيها القرآن او اسماء الله تعالیٰ و يقال رقاه الراقی رقياورقية اذا عوذه و نفث فی عوذه قالوا و انما تكره العوذه اذا كانت بغير لسان العرب و لا يدری ما هو و لعله يدخله سحر او كفر او غير ذلک و اما ما كان من القرآن او شی من الدعوات فلا بأس به .

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۲۵۷ جلد ۵ قبيل فصل فی النظر كتاب الحظر ولاباحة)

ابجد سے کتابت قرآن اور حیوان کے گلے میں تعویذ لٹکانا

سوال:(۱)القرآن عبارة عن اللفظ والمعنی هل یجوز کتابة القرآن بحساب الابجد ام لا .
(۲) اذا کتب الایة ثم خیط فی الثیاب و صار تعویذا هل یجوز تعلیق هذا التعویذ فی عنق الحیوان کالبقر وغیر ذالک ام لا؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: متعلم دارالعلوم حقانیہ ... یکم ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب:(۱) مثل هذا المکتوب هو الدال علی لفظ القرآن لا بالرسم المتوارث فلا یصح اطلاق المصحف علیه کما لا یصح اطلاق التسمیة علی ۷۸۶.
(۲) الممنوع هو توهین الکلمات المبارکة لا تعلیقها بالحیوانات و الصبیان لان عبدالله بن عمرو بن العاص علق التعویذ المشتمل علی الکلمات المبارکة علی رقاب الصغار من ولده رواه ابوداؤد. ﴿۱﴾ و هو الموفق

تعویذات لکھنا اور اس پر اجرت لینا

سوال: تعویذات لکھنا شریعت میں کیسا ہے اور اس پر رقم وصول کرنا کیسا ہے؟ وضاحت کریں ؟

المستفتی: شاہ محمد لانڈھی کراچی نمبر ۲۲ حسین ٹیکسٹائل مل ۱۹۷۳ء/۴/۵

الجواب: جن تعویذات کا مضمون شرعی ہو تو ان کا لکھنا جائز ہے للتعامل و لحدیث عبدالله بن عمرو بن العاص (رواہ ابوداؤد) ﴿۲﴾ اور اس پر اجرت لینا جائز ہے لان الکتابة صنعة من الصناعات فافهم. ﴿۳﴾ و هو الموفق

﴿۱﴾ کان عبد الله بن عمر ویعلمهن من عقل من بنیه و من لم یعقل کتبه فا علقه علیه.
(ابوداؤد ص ۱۸۷ جلد ۲ باب کیف الرقی کتاب الطب)
قال ابن عابدین و علی الجواز عمل الناس الیوم و به وردت الآثار و لا بأس بان یشد الجنب و الحائض التعاویذ علی العضد اذا کانت ملفوفة.
(رد المحتار هامش الدر المختار ص ۲۵۷ جلد ۵ قبیل فصل فی النظر کتاب الحظر و الاباحة)
﴿۲﴾ و کان عبد الله بن عمر و یعلمهن من عقل من بنیه و من لم یعقل کتبه فا علقه علیه
(ابوداؤد ص ۱۸۷ جلد ۲ باب کیف الرقی کتاب الطب)
﴿۳﴾ عن ابن عباس ان نفرا من اصحاب رسول الله ﷺ مروا بماء فیهم لدیغ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ناجائز کلمات اوراعتقاد باطلہ سے خالی ختم خواجگان جائز ہے

سوال: ہماری مسجد میں امام صاحب ختم خواجگان کرتے ہیں۔مہربانی کر کےقرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب دیں کہ یہ جائز ہے یا ناجائز؟

المستفتی: محمد سراج پشاوری متعلم دارالعلوم حقانیہ.....۱۰/۴/۱۹۷۳

الجواب: اگر یہ ختم ناجائز کلمات مثلاً یا عبدالقادر جیلانی شیأ للہ پر مشتمل نہ ہواورارواح کے حضور کے اعتقاد سے خالی ہو﴿۱﴾تو جائز ہے۔فقط

وظیفہ برائے دفع وساوس وذوق تدریس ومطالعہ

سوال: بندہ علم کا شائق ہے مگر وسوسہ زیادہ آتا ہے حتیٰ کہ اکثر اوقات مطالعہ بھی بھول جاتا ہوں۔تدریس میں بھی بات بھول جاتی ہے تقریر میں بھی تکلیف ہوتی ہے تدریس وتقریر میں ڈر زیادہ لگتا ہے جو وظیفہ مناسب ہو لکھ کر ممنون فرمائیں۔

المستفتی لعل مرجان مدرسہ ماڈیہ ڈرگ کالونی ۴ کراچی نمبر ۲۵.....۲۲رشوال ۱۴۰۴ھ

(بقیہ حاشیہ)او سلیم فعرض لهم رجل من اهل الماء فقال هل فيكم من راق ان في الماء رجلا لديغا او سليما فانطلق رجل منهم فقرأ بفاتحة الكتاب على شاء فبرأ فجاء بالشاء الى اصحابه فكرهوا ذلك وقالوا اخذت على كتاب الله اجراً حتى قدموا المدينه فقالوا يا رسول الله اخذ على كتاب الله اجراً فقال رسول الله ﷺ ان احق ما اخذتم عليه اجراً كتاب الله وهكذا في باب هل يو اجر الرجل نفسه من مشرك في دارالحرب باب الاجارات.

(صحيح البخارى ص ۸۵۴ جلد ۲، ص ۳۰۴ جلد ۱ باب الرقى بالقران والمعوذات)

قال ابن عابدين لان المتقدمين المانعين الاستجار مطلقا جوزوا لرقية بالاجرة ولو بالقرآن كما ذكره الطحاوى لانها ليست عبادة محضة بل من التداوى.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۳۹ جلد ۵ مطلب الاستيجار على الطاعات كتاب الاجارة)

وفي الدرالمختار وفيها استأجره ليكتب له تعويذا لاجل السحر جاز ان بين قدر الكاغذ والخط وكذا المكتوب. (الدرالمختار ص ۲۳ جلد ۵ مطلب في اجرة صك القاضي والمفتى)

﴿۱﴾ قال العلامه ابن نجيم وفي البزازيه قال علماؤنا من قال ارواح المشائخ حاضرة تعلم يكفر.
(بحر الرائق ص ۱۲۴ جلد ۵ احكام المرتدين)

الجواب: یہ کلمہ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم لا حول و لاقوۃ الا باللہ العلی العظیم روزانہ صبح کے وقت سو دفعہ پڑھا کریں اور نماز خفتن (عشاء) کے بعد گیارہ مرتبہ سورۃ کوثر پڑھا کریں امید ہے کہ اللہ کریم کرم کرے گا۔و هو الموفق

الکوحل کی سیاہی سے تعویذات وساخت وغیرہ تحریر کرنا

سوال: چہ میفر مایند علماء کرام دریں مسئلہ کہ خط وکتابت کردن تعویذات وچاشت وغیرہ (ساخت) بہ سیاہی کہ مخلوط بہ سپرٹ ست چہ حکم دارد؟

المستفتی: مولوی محمد صدیق قلعہ عبداللہ تحصیل گلستان ضلع پشین ۲۳/شوال ۱۴۰۴ھ

الجواب: جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ یہ الکوحل جو کہ سیاہی، دوائی، سینٹ سے مخلوط ہے انگوری ہے یا غیر انگوری ہے تو اس وقت تک حرمت استعمال کا فتویٰ نہ دیا جائے گا۔والوجه فيه ان الكوحل من اقسام الخمر فيكون حكمه حكم الخمر فافهم. و هو الموفق

عشق مجازی سے نجات کیلئے وظیفہ

سوال: میرا ایک دوست ایک بے ریش لڑکے کے عشق میں مبتلا ہے رات کے وقت اسے سبق پڑھاتا ہے اور تقریباً دس ساڑھے دس بجے تک ساتھ رہتا ہے۔ ناغہ کی وجہ سے عاشق کو سخت تکلیف ملتی ہے وہ سچے عشق کا دعویدار ہے اور غلط خیالات سے براءت کا اظہار کرتا ہے۔کافی سمجھانے کے باوجود ماننے کو تیار نہیں لہذا التماس ہے کہ کچھ وظیفہ بتلا کر ممنون فرمائیں۔

السائل: خالد الرحمن کوہاٹ......۱۶/ربیع الاول ۱۴۱۰ھ

الجواب: اس عاشق کیلئے مناسب ہے کہ آیت زين للناس تاحسن المآب ﴿۱﴾ نماز خفتن (عشاء) کے بعد گیارہ مرتبہ پڑھے اور سینہ پر دم کردے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس انجام بد سے نجات دیدیں۔و هو الموفق

﴿۱﴾ پ: ۳ سورۃ ال عمران رکوع: ۱۰ آیت: ۱۴)

گھبراہٹ اورقوت حافظہ کا وظیفہ

سوال: بندہ پربعض اوقات گھبراہٹ آجاتی ہے نیز قوت حافظہ کمزور ہے اس کے بارے میں کوئی وظیفہ بتلائیں مہربانی ہوگی۔ فقط

السائل: نامعلوم.....۱۳/جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ

الجواب: دفع گھبراہٹ کیلئے "یا وھاب" چودہ دفعہ پڑھا کریں اور تنہائی میں خوف کے دفع کیلئے "یا جبار" اکیس دفعہ پڑھا کریں اور قوت حافظہ کیلئے نماز عشاء سے قبل یا بعد گیارہ دفعہ سورۃ کوثر پڑھا کریں۔ و هو الموفق

آئینہ میں عامل کا چور معلوم کرنے کا حکم

سوال: بعض ... آئینہ میں چور کو معلوم کرتے ہیں تو کیا اس پر یقین کرنا جائز ہے اگرچہ وہ سارق پھر چوری کا اقرار بھی کرلیں، اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: عبدالحنان بارگل خیل وانا ڈیرہ اسماعیل خان.....۲۲/رمضان ۱۴۱۰ھ

الجواب: یہ عامل اور اس پر اعتماد کرنے والا دونوں مردود الشهادة ہیں۔ یہ عمل کہانت کا شعبہ ہے ﴿۱﴾ اس میں بعض اوقات نفس الامر سے موافق امر کا مشاہدہ ہوتا ہے اور کبھی مخالف کا بلکہ بسا اوقات عامل اور چور شہرت کیلئے یہ سمجھوتہ کرتے ہیں. وهو الموفق

جائز کلمات والی تعویذات لٹکانا جائز ہے

سوال: ہمارے ہاں ایک مولانا ہیں وہ کہتے ہیں کہ تعویذ لٹکانا خواہ قرآنی آیات ہوں یا اسماء ربانی شرک اور ناجائز ہے شرعاً اس کا حکم بتادیں؟ بینوا و توجروا

﴿۱﴾ (قوله والكهانة) وهي تعاطي الخبر عن الكائنات في المستقبل و ادعاء معرفة الاسرار قال في نهاية الحديث و قد كان في العرب كهنة كشق و سطيح فمنهم من كان يزعم ان له تابعاً يلقي اليه الاخبار عن الكائنات و منهم انه يعرف الامور بمقدمات يستدل بها على موافقها من كلام من يسأله او حاله او فعله و هذا يخصو نه با سم العراف كا لمدعي معرفة المسروق و نحوه و حديث من اتى كا هنا يشمل العراف و المنجم والعرب تسمي كل من يتعاطى علماً دقيقاً كا هنا و منهم من يسمي المنجم والطبيب كاهنا . (ردالمحتار ص ۳۴ جلد ۱ مطلب في الكهانة مقدمه)

المستفتی: عبدالرزاق دوحہ قطر دوحان المانع کیپ......۱۹/۶/۱۴۰۱ھ

الجواب: ناجائز تعویذ حرام ہے اور جائز تعویذ جس میں قرآن وغیرہ جائز کلمات مسطور ہوں جائز ہے۔ لما رواه ابوداؤد ص ۵۴۳ ج ۲ کتاب الطب و کان عبدالله بن عمرو يعلمهن من عقل من بنيه و من لم يعقل كتبه فاعلقه عليه ﴿۱﴾ قلت و اما التمائم فهي الخرزات كما صرحوا به و ما اشتملت على الكلمات الشركيه فليراجع الى شروح الاحاديث ﴿۲﴾ و هو الموفق

ناخن کے ذریعے چور یا دوسرے امور معلوم کرنا

سوال: ہمارے علاقے میں ایک عورت ہے جو ناخن پر رنگ لگا کر کہتی ہے کہ میں دم ڈال رہی ہوں اور تم اس کو دیکھو جس نے بھی تم پر تعویذ کیا ہے یا چوری کی ہے وہ اس میں آ جائے گا اور تم خود دیکھ لو گے دیکھو وہ فلاں قبر میں تعویذ دبا رہی ہے یہ فلاں تمہارا دشمن ہے اس طریقہ سے لوگوں سے پیسے کماتی ہے اور لوگوں میں دشمنی پھیلاتی ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ بينوا وتوجروا

المستفتی: صوفی شاکر اللہ پریمئر شوگر ملز مردان......۲۴/ذی قعدہ ۱۴۰۸ھ

﴿۱﴾ (ابوداؤد ص ۱۸۷ جلد ۲ کتاب الطب باب کیف الرقی)

﴿۲﴾ قال العلامه ابن عابدين (قوله التميمة المكروهة) اقول الذى رأيته فى المجتبى التميمة المكروهة ما كان بغير القرآن و قيل هى الخرزة التى تعلقها الجاهلية . فلتراجع نسخة اخرى . وفى المغرب و بعضهم يتوهم ان المعاذات هى التمائم و ليس كذلك انما التميمة الخرزة و لا بأس بالمعاذات اذا كتب فيها القرآن او اسماء الله تعالى و يقال رقاه الراقى رقيا ورقية اذا عوذه و نفث فى عوذته و انما تكره العوذه اذا كانت بغير لسان العرب و لا يدرى ما هو و لعله يدخله سحراو كفر او غير ذلك و اما ما كان من القرآن او شى من الدعوات فلا بأس به ...... و فى الشلبى عن ابن الاثير التمائم جمع تميمة و هى خرزات كانت العرب تعلقها على اولادهم يتقون بها العين فى زعمهم فا بطلها الاسلام الخ

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۲۵۷ ، ۲۵۸ جلد ۵ قبيل فصل فى النظر كتاب الحظر و الاباحة) .

قال العلامه آلوسى و عند ابن المسيب يجوز تعليق العوذة و رخص الباقر فى العوذة تعلق على الصبيان .

روح المعانى و فى فردوس ديلمى ص ۲۰ لابأس بتعليق التعويذ من القرآن رواه ابو نعيم عن عائشة رضى الله عنها و هكذا فى سنن الدارمى ص ۲۱۱ و مصنف عبد الرزاق ص ۳۴۵ .(مرتب)

الجواب: یہ عمل ناجائز ہے ﴿۱﴾ کیونکہ اس میں یہ خطرہ ہوتا ہے کہ پاک شخص متہم ہوجائے۔فقط و هو الموفق

عاملوں سے علاج اور تعویذات کا حکم

سوال: (۱) یہاں کے عامل لوگوں کا یہ عام دستور ہے کہ مریض یا مریضہ کیلئے عامل کتاب دیکھتے ہیں دیکھنے کے بعد معلوم نہیں کہ جنات کی مدد سے یا اور حساب کے ذریعہ مریض کو بتلاتے ہیں کہ آپ پر جن کا غلبہ ہے یا کوئی جادو کا اثر ہے اور بعض تو یہاں تک بتلاتے ہیں کہ جن فلاں ملک سے آئے ہیں یا جادو فلاں نے کردیا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

(۲) عامل لوگ اگر جن کی مدد سے گذشتہ واقعات (جو مریض کے مرض سے تعلق رکھتے ہوں) بتادیں اور اس پر یہ مریض عمل کردے جبکہ اس میں دوسرے کا نقصان نہ ہو یہ عمل شرعاً کیسا ہے؟

(۳) تعویذ میں اگر گمنام نقوش ہوتے ہیں جو پڑھے نہیں جاتے تو اس کا کیا حکم ہے۔

(۴) ایسے عاملوں سے علاج کرانا کیسا ہے؟

المستفتی: عبدالحمید ڈی آئی خان.....۱۶ر شوال ۱۴۰۴ھ

الجواب (۱) غالباً یہ الفاظ عوام کو دھوکہ دہی کیلئے استعمال ہوتے ہیں ماسوائے افتاء، دوا اور تعبیر خواب کے۔

(۲) یہ بھی دھوکہ دہی ہے شرک نہیں ہے جن معالجات اور الہامات میں انسانوں کی مدارج تک رسائی نہیں کرسکتے۔

(۳) ایسا تعویذ ممنوع نہیں ہے ﴿۲﴾ لعدم تيقن اشتماله على الكلمات الشركيه لیکن دھوکہ دہی ہے۔

(۴) اجتناب ضروری ہے۔وهو الموفق

اوہام و وساوس فی الایمان کیلئے وظیفہ وعلاج

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس شخص کے بارے میں جس کے نفس میں مثلاً توہین رسالت، توہین

﴿۱﴾ قال ابن عابدين و منهم انه يعرف الامور بمقدمات يستدل بها على موافقها من كلام من يسأله او حاله او فعله و هذا يخصو نه با سم العراف كا لمدعى معرفة المسروق و نحوه الخ

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۳۴ جلد ۱ مطلب فى الكهانة مقدمه)

﴿۲﴾ عن عوف بن مالک قال قال رسول الله ﷺ اعرضوا على رقاكم لا بأس با لرقى ما لم تكن شركاً.

(ابوداؤد ص ۱۸۶ جلد ۲ باب ما جاء فى الرقى كتاب الطب)

صحابہ رضی اللہ عنہم کے اوہام ووساوس آتے جاتے ہوں مثلاً اس کے ہاں جب یہ اوصاف جمیلہ رسول اللہ ﷺ وصحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا جائے ۔مثلاً ان رسول اللہ ﷺ كان اكحل العينين و ان عائشة رضى الله عنها كانت بكرة اوراس کے دل میں ان باتوں کے متعلق مختلف وسوسے آجائیں اوراس طرح قرآن ،احادیث محراب المسجد اور دوسرے شعائر اسلام کے بارے میں اور یہ شخص یہ کہتا ہے کہ میں تو کافر ہوگیا مجھے ان اوہام باطلہ کے ظلمات سے نکالو اور سخت پریشانی ہے اس پر۔اس شخص کیلئے کوئی وظیفہ اور حل تلاش فرمایا جائے ۔تو عین نوازش ہوگی۔

المستفتی : حافظ سید قاسم مدرسہ انجمن تعلیم القرآن پراچگان کوہاٹ.....۱۹۸۴ء/۵/۲۴

الجواب : یہ شخص مسلمان ہے ﴿۱﴾ صبح وشام سوسومرتبہ اعوذ بالله من الشيطن الرجيم لا حول و لا قوة الا بالله العلى العظيم پڑھا کرے اور ایسے خیالات سے قلب کو قطع کر کے دوسرے خیالات میں مشغول ہوجائے تو ان شاء اللہ یہ بیماری جلدی ختم ہوجائیگی ۔ وهو الموفق

ظالم کی ہلاکت کیلئے ختم قرآن کرنا

سوال : کیا ختم قرآن کرنا یا کرانا برائے ہلاکت ظالم ،چور وغیرہ جائز ہے یا نہیں اگر وہ چور یا ظالم اس عمل کی وجہ سے ہلاک ہوجائے تو اس کا کیا حکم ہے۔بينوا و توجروا

المستفتی : مولوی گل نورشاہ کلکوٹ دیر بالا.....۲/ستمبر۱۹۷۵ء

الجواب :عملیات کے ذریعہ سے کسی کو ہلاک کرنا حرام ہے جیسا کہ اسباب ظاہرہ سے حرام ہے البتہ اگر ایسے شخص کو ہلاک کیا جائے جو کہ شرعاً مباح الدم ہو تو جائز ہوگا۔﴿۲﴾ فقط

﴿۱﴾ عن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ ان للشيطان لمة بابن ادم و للملك لمة فاما لمة الشيطان فايعاد با لشر و تكذيب با لحق و اما لمة الملك فا يعاد با لخير و تصديق با لحق فمن و جد ذلك فليعلم انه من الله فليحمد الله ومن وجد الاخرى فليتعوذ بالله من الشيطان الرجيم . ثم قرأ الشيطان يعد كم الفقرو يامر كم با لفحشاء رواه الترمذى . (مشكواة المصابيح ص ۱۹ جلد ۱ باب فى الوسوسة)

﴿۲﴾ عن عبدالله بن مسعود رضى الله عنه وقال قال رسو ل الله ﷺ لا يحل دم امرئ مسلم يشهد ان لااله الا الله وانى رسول الله الا با حدى ثلث النفس با لنفس و الثيب الزانى و المارق لدينه التارك للجماعة متفق عليه . (مشكواة المصابيح ص ۲۹۹ جلد ۲ كتا ب القصاص الفصل الاول)

تعویذ میں ابلیس، فرعون، شداد وغیرہ کے نام لکھنا

سوال: بعض لوگ فرعون، ابلیس یا شداد کا نام لکھ کر گردن میں ڈالتے ہیں کیا ایسا تعویذ لکھنا اور گلے میں ڈالنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا و توجروا

المستفتی: شہباز خان حقانی بڈھ بیر پشاور......۲۶/جون ۱۹۸۷ء

الجواب: یہ تعویذ ناجائز ہے ان اسماء میں کوئی تبرک نہیں ہے البتہ قرآن مجید کے نظم میں آنے کے وقت دیگر الفاظ قرآن کی طرح حکم رکھتے ہیں ﴿۱﴾ و هو الموفق

تعویز اور تمیمہ میں فرق

سوال: ہمارے سکول میں ایک ماسٹر خفیہ طور پر ڈاکٹر عثمانی کا پیروکار ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ من علق التميمة فقد اشرک۔ جس نے بھی تعویز لٹکایا۔ اس نے شرک کیا۔ قرآن وسنت کی رو سے ان اشیاء کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: علی زمان عربی ٹیچر نوشہرہ کلاں......۱۹۹۱ء/۵/۱۷

الجواب: تعویز لکھنا اور لٹکانا جائز ہیں۔ کما فی ابی داؤد ص ۵۴۳ جلد ۲ عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده ان رسول اللهﷺ كان يعلمهم من الفزع كلمات ,اعوذ بكلمات الله التامات الى اخرها . وكان عبدالله بن عمرو يعلمهن من عقل من بنيه ومن لم يعقل كتبه فاعلقه عليه .

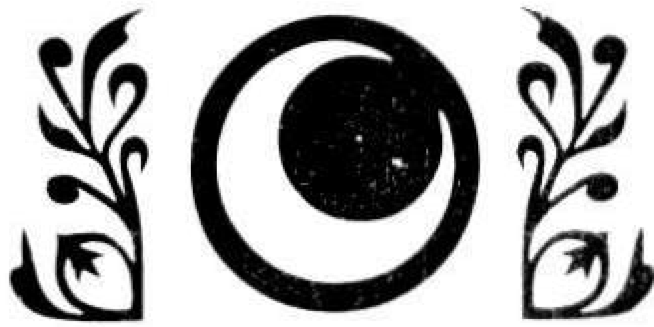
اور تمیمہ لٹکانا ناجائز ہے. لحديث عبدالله بن عمرو بن العاص ما ابالي ان انا شربت ترياقا او اتعلقت تميمة . ابوداؤد ص ۵۴۰ جلد ۲ ۔لیکن تمیمہ خرزات ، اظفار السباع و عظامها کو کہا جاتا ہے۔ مبارک کلمات کے مکتوب کو تمیمہ قرار دینا غباوت یا غوایت ہے۔ ﴿۲﴾ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

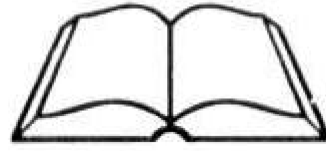
﴿۱﴾ قال ابن عابدين وانما تكره العوذة اذا كانت بغير لسان العرب ولا يدري ما هو و لعله يدخله سحر او كفر او غير ذلك واما ما كان من القرآن او شئى من الدعوات فلا بأس به .

(رد المحتار هامش الدرالمختار ص ۲۵۷ جلد ۵ قبيل فصل فى النظر كتاب الحظر والاباحة)(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ان الرقیٰ والتمائم والتولہ شرک ص ۵۴۲ جلد ۲ ۔پس جس طرح ہر رقیہ ناجائز نہیں ہے۔ بلکہ شرکی کلمات والی رقیہ ناجائز ہے۔اسی طرح ہر تعویز ناجائز نہیں ہے۔شرکی کلمات والا تعویز ناجائز ہے۔ **وهو الموفق**

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) (۲) قال العلامہ ابن عابدین التمیمة المکروهةما کان بغیر القرآن و قیل هی الخرزة التی تعلقها الجاهلیة ..... و بعضهم یتوهم ان المعاذات هی التمائم و لیس کذلک انما التمیمة الخرزة ولا بأس بالعادات اذا کتب فیها القرآن او اسماء الله تعالیٰ ..... وانماتکره العوذة اذا کانت بغیر لسان العرب ولا یدری ماهو ولعله یدخله سحر او کفر اوغیر ذلک ..... و فی الشلبی عن ابن الاثیر التمائم جمع تمیمة و هی خرزات کانت العرب تعلقها علی اولادهم یتقون بها العین فی زعمهم فابطلها الاسلام الخ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۲۵۷ جلد ۵ قبیل فصل فی النظر)





كتاب

الرؤيا و تعبيرها



قال اللّٰه تعالیٰ

و کذالك یجتبیك ربك

و یعلمك من تأویل

الاحادیث... ﴿الایة﴾

کتاب الرؤیا وتعبیرها

خواب میں سجدہ کی جگہ پر قاذورات کا دیکھنا

سوال:الاستاذ المحترم حفظه الله المنان من الهموم فی الدنیا والآخرة !

السلام علیکم ورحمة الله و برکاته! امابعد انی سا ئل فی امر قد وقع منه فی قلبی من الاضطراب والخوف فان بینت لی بیانا شافیا فهو کفانی انی خشیت ان اکون تحت قوله تعالیٰ ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون .لانی منذ جئت الی المدرسة ما رئیت رسول الله ﷺ فی النوم وایضا ما رئیت الرؤیا اظن انه جزء من اربعین اجزاء النبوة الا نادرا و نسیانا والحال انی اقرء کتب الاحادیث اذا کان هذا حالی الآن فکیف بعد الفراغ من العلم ولا اعلم من خطیئة فلذا اقول لعل انا لا اشعر بخطیئتی فامرنی بالشئ حتیٰ یحصل به ما هو المقصود الاعظم و یزیل به مرض قلبی حتی اریٰ فی القب نورا بفضل الله تبارک و تعالیٰ و ایضا فامرنی بالدعاء یحصل به روية النبی ﷺ والله انی رئیت نومة فی ظهیرة الامس .
والله لا طاقة لی ان ابین لکم مشافهة فلذا انا أرسل بالصدیق و لو کان فیه قلةالحیاء فعافنی.
قد رئیت فی النوم و کنت مصلیا فاذاقمت من الرکعة و نظرت فکنت مستقبل المشرق فتحولت الی القبلة فاذا نظرت الیٰ موضع السجود فاذا رئیت قریب السجدة قذ رات کثیرات فاردت السجدة فوقع الحصیر علی القذر فسجدت علیها حتی وصل اثرالقذر الی جبهتی فرفعت راسی وایضا کنت متحیرا هذا القذر وقع منی ام من الغیر فمن الشفقة ان ترسل و تکتب الی تأویل رویای علی قدر ما تعلم به و تعطی بیدالمرسل والحاصل ای تاویل کان فاکتب لی وارسلنی حتی تدفع منی الوساوس .

السائل: نامعلوم طالب علم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

الجواب : من اراد ازالة الامور الغير الاختيارية او تحصيلها فلن ينجو من الغم والحزن و منها الرؤيا الصالحة و اما تعبير الرؤيا المسطورة ففيها اشارة الى النزول و هو التوجه الى الخلق لارشادهم و كذا الیٰ حصول الدنيا- و هو الموفق

حضور ﷺ کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر

سوال :خواب میں مجھے سرکار دو عالم کی زیارت نصیب ہوئی اس حال میں کہ حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک میں ایک تھال (سنہری رنگ کا) اچھی طرح یاد نہیں کیا رنگ تھا لیکن تھوڑا سا یاد ہے کہ رنگ سنہری تھا۔اسی تھال میں چینی کی مانند کوئی چیز تھی ۔جو آپ ﷺ مٹھی بھر بھر کر مسلسل تقسیم فرمار ہے تھے لیکن کوئی آدمی سامنے موجود نہیں تھا۔ میں نے صرف تقسیم کرتے دیکھا۔اس وقت میں نے درود شریف پڑھنا شروع کیا۔میرے دل پر ایک خاص کیفیت طاری ہوئی تھی اور میں حضور ﷺ کو دیکھتا رہا.بینوا و توجروا

السائل:اعجاز علی واہ کینٹ ۔......۱۵/شوال ۱۳۹۵ھ

الجواب :محترم المقام دامت برکاتکم السلام علیکم کے بعد واضح رہے کہ آپ نے پیغمبر علیہ السلام کی صفت قابلیت کے بعض آثار کا مشاہدہ کیا ہے بے شک وہ حاضرین وغائبین دونوں کے قاسم ہیں ﴿۱﴾ اللہ کریم آپ کو نیک اولاد کی نعمت سے نوازے۔آمین

خواب میں نبی کریم ﷺ کا خلاف شریعت حکم دینے کا مسئلہ

سوال : خواب میں اگر نبی کریم ﷺ کو دیکھ کر کوئی حکم کرے اور وہ حکم خلاف شریعت ہوتو کیا اس پر عمل کیا جائے گا یا نہیں؟بینوا و توجروا

السائل:اکبر حسن لنڈی کوتل پشاور......۱۳۹۶ھ

الجواب: گفتار منامی کیلئے شرط ہے کہ گفتار حیاتی سے متصادم نہ ہو ﴿۲﴾ اور تصادم کی صورت میں اس گفتار

﴿۱﴾ عن معاوية قال قال رسول الله ﷺ من يرد الله به خيراً يفقهه فى الدين وانما انا قاسم والله يعطى متفق عليه .(مشكواة المصابيح ص ۳۲ جلد ۱ كتاب العلم الفصل الاول)

﴿۲﴾ قال القارى و لذا لم يعتبر احد من الفقهاء جواز العمل فى الفروع الفقهية بما يظهر للصوفية من الامور الكشفية او من حالات المنامية (مرقاة المفاتيح شرح مشكواة ص ۳۵۸ جلد ۹ كتاب الفتن)

کو گفتار شیطانی پر حمل کیا جائے گا کما وجهه به حدیث تلک الغرانیق العلی الخ. ﴿۱﴾

ذات پاک کا خواب یا مراقبہ میں دیکھنے کا دعویٰ

سوال: ایک پیر صاحب کا دعویٰ ہے کہ دوران ذکر میں نے ذات پاک کے ساتھ معانقہ کیا ہے کیا یہ دعویٰ صحیح ہے؟

المستفتی: ظفر علی تھانوی مہاجر کیمپ کراچی نمبر ۲۰

الجواب: شاید اس سے مراد خواب یا مراقبہ میں دیکھنا ہوگا جو کہ نہ ممنوع ہے اور نہ مخصوص ہے۔ ﴿۲﴾ فقط

حضور ﷺ کا خواب میں لوگوں کا متبع بنانے اور کسی سے مال لینے کے حکم کی شرعی حیثیت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ مجھے جناب رسول پاک ﷺ نے بذریعہ خواب اپنا جانشین مقرر کردیا ہے لہٰذا لوگ میری اتباع کریں۔ کیا از روئے شرع اس شخص کا اتباع مسلمانان عالم پر ضروری ہے؟ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

﴿۱﴾ فوائد عثمانیہ میں ہے کہ علامہ یاقوت نے معجم البلدان میں لکھا ہے کہ قریش کعبہ کا طواف کرتے ہوئے یہ الفاظ کہتے تھے، والـلات والعزیٰ ومناة الثالثة الاخریٰ هؤ لا ء الغرانیق العلیٰ وان شفا عتهن لترتجی۔ کتب تفسیر میں اس موقع پر ایک قصہ نقل کیا ہے جو جمہور محدثین کے اصول پر درجہ صحت کو نہیں پہنچتی۔ اگر فی الواقع اس کی کوئی اصل ہے، تو شاید یہ ہی ہوگی کہ آپ نے مسلمانوں اور کافروں کے مخلوط مجمع میں یہ سورۃ پڑھی۔ کفار کی عادت تھی کہ لوگوں کو قرآن سننے نہ دیں، اور بیچ میں گڑ بڑ مچا دیں۔ کما قال الله تعالیٰ وقال الذین کفروا لا تسمعوا لهذاالقران والغوا فیه لعلکم تغلبون. (حم السجده رکوع: ۴)
جب یہ آیت پڑھی تو کسی کافر شیطان نے آپ کی آواز میں آواز ملا کر آپ ہی کے لب ولہجہ سے وہ الفاظ کہہ دے ہوں گے۔ جو ان کی زبانوں پر چڑھے ہوئے تھے، تلک الغرانیق العلیٰ ......الخ۔ آگے تعبیر وادا میں تصرف ہوتے ہوئے کچھ کا کچھ بن گیا ورنہ ظاہر ہے۔ نبی کی زبان پر شیطان کو ایسا تسلط کب حاصل ہوسکتا ہے اور جس چیز کا امکان کیا جارہا ہے اس کی مدح پر ان کے کیا معنی انتہی...... (تفسیر عثمانی سورۃ الحج آیت: ۵۳)
(والتفصیل فی الروح المعانی سورة الحج الایة: ۵۳ جلد ۱۰ ص ۲۰۰)

﴿۲﴾ قال العلامه ملا علی قاری ان صح عن احد دعوی نحوه (رؤیة الله تعالیٰ فی الدنیا) فیمکن تأ ویله بان غلبة الاحوال تجعل الغائب کا لشاهد حتی اذا کثر اشتغال السر بشیٔ و استحضاره له یصیر کا نه حضر بین یدیه انتهی و یؤ یده حدیث الاحسان ان تعبد الله کا نک تراه و کذا حدیث عبد الله بن عمر حال الطواف کنا نتراء ی الله .الخ
(شرح فقه الاکبر لملا علی قاری ص ۱۲۳ جوا زرؤیة الباری جل شانه فی الدنیا)

(۲) ایک شخص نے بڑے سیٹھ کو کہا کہ میں نے خواب میں حضور ﷺ کو دیکھ لیا ہے اور مجھ سے فرمایا کہ تم فلاں سیٹھ کے پاس جاؤ وہ تمہارا کام کرے گا۔ کیا یہ خواب درست ہے اور اس کے پیش نظر اس سیٹھ پر اس کا اتباع لازم ہے؟ جواب سے نوازا جائے۔

المستفتی: منصور الرحمٰن جامعہ احسن العلوم ٹرسٹ گلشن اقبال کراچی......۱۴۱۰ھ

الجواب: (۱) اگر واقعی اس شخص کو جانشین مقرر کیا گیا ہو تو لوگ خود بخود اس کے دائرہ میں داخل ہوں گے نہ اس شخص پر دعوت دینا ضروری ہے اور نہ لوگوں پر اس دعوت کا اتباع ضروری ہے۔ (۲) اگر یہ شخص دلائل سے اس خواب کو ثابت کرے تو فبہا ورنہ اس شخص کے محض دعویٰ پر اعتماد کرنا بے قاعدہ اعتماد ہے۔ وھو الموفق

بنگلہ سے مسلسل پانی بہنا

سوال: میں نے ایک بنگلہ ۱۹۷۶ء میں اسلام آباد میں بنایا تھا میں چونکہ وطن سے باہر تھا میرے دونوں بھائیوں نے یکے بعد دیگرے نگرانی کی اور دونوں وقفے کے بعد وفات پا گئے ہیں۔ میں ہر ماہ خواب دیکھتا ہوں کہ گھر ابھی تک نامکمل ہے اور اس سے مسلسل پانی بہہ رہا ہے برسوں سے اس قسم کا خواب دیکھ رہا ہوں تعبیر سے روشناس فرمائیں؟

المستفتی: عبدالجلیل ایم اے ارباب کالونی تہکال پشاور......۶ / رجب ۱۴۰۲ھ

الجواب: تعبیر مشکل چیز ہے آپ نقد صدقہ اہل اللہ کو دیا کریں تاکہ خطرہ کا جبیرہ ہو ﴿۱﴾ والسلام

حضور ﷺ کو گورونانک کی شکل میں دیکھنا خواب کے دیکھنے والے کے انحراف پر تنبیہ ہے

سوال: ایک شخص مسمی مرزا عبدالرشید ربوہ اپنا خواب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ میری آنکھ لگ گئی دیکھا کہ مسجد میں داخل ہو کر ہر طرف چاندنی ہی چاندنی ہے جتنی تیزی سے ورد کرتا ہوں سرور بڑھتا اور چاندنی واضح ہو جاتی ہے محراب میں حضرت بابا گورنانک جیسے بزرگ شبیہ کی صورت میں حضور ﷺ تشریف فرما ہیں۔ حضور ﷺ کے گرد نور اس قدر تیز ہے کہ آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ الخ

﴿۱﴾ عن انس قال قال رسول الله ﷺ ان الصدقة لتطفئ غضب الرب و تدفع ميتة السوء رواه الترمذى (مشكواة المصابيح ص ۱٦٨ جلد ۱ باب فضل الصدقة الفصل الثانى)

یہ خواب مرزا عبدالرشید نے اشاعت کیلئے روزنامہ الفضل ربوہ میں بھیجا جنہوں نے ۶ نومبر ۸۲ء کو کالم نمبر ۳ میں چھاپا ۔اوراندرون وبیرون ملک تقسیم ہوگیا۔ جواب طلب امر یہ ہے کہ کیا مذکورہ بالا عبارت سے (نعوذ باللہ) آنحضرت ﷺ کی توہین کا پہلو واضح نہیں ہوتا ہے اور کیا مرزا عبدالرشید اور الفضل کا ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی پرنٹر سید عبدالحیٔ (اس کو لکھنے، چھاپنے اور نشر واشاعت کی وجہ سے) یہ لوگ مرتکب توہین نہیں ہوئے ہیں؟ جواب سے نوازیں۔

المستفتی: مولانا محمد شریف جالندھری ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ملتان......۲۵ / جمادی الثانی ۱۴۰۳ھ

الجواب: پیغمبر ﷺ کو شمائل میں متعین شدہ صورت کے علاوہ دیگر مکروہ صورت میں دیکھنا ﴿۱﴾ اس خواب کے دیکھنے والے کی انحراف پر تنبیہ ہوتی ہے گورونانک نے اہل اسلام کو ہندو بنانے کیلئے دام تذویر بنایا تھا اور مرزا غلام احمد قادیانی نے اہل اسلام کو انگریز یا انگریز پرور بنانے کیلئے دام تذویر بچھایا تھا اور یہ خواب دیکھنے والا بھی اس مالیخولیا میں مبتلا ہے۔وھو الموفق

خواب میں نیک کاموں کے حکم دینے والے کا دیکھنا اور اس کی تعبیر

سوال: مؤدبانہ گذارش ہے کہ بندہ نے تین رات مسلسل بدھ جمعرات جمعہ کی رات ایسے خواب دیکھے ہیں کہ خواب میں مجھے ایک آدمی کہتا ہے:

(۱) حج کرو (۲) سنت ادا کرو۔ سنت کے سوال کے جواب میں نے کہہ دیا کہ میں نے شادی کی ہے جواب دیا گیا کہ دوسری شادی کرو (۳) احادیث کا دورہ کرو۔ میں نے کہا کہ دورۂ حدیث کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ دوبارہ دورہ کرو (۴) احسان آباد میں قرآن کی درسگاہ آباد کرو میں نے پوچھا کہ احسان آباد کہاں واقع ہے تو ہمارے گاؤں میں ایک غیر آباد زمین ہے وہ کہتے ہیں کہ یہی زمین احسان آباد ہے (۵) ظواہر سے ملفوف ہو جاؤ (۶) قرآن کریم کا حفظ کرو۔ بندہ نے جواب دہ ہوکر کہا کہ میں بہت مفلس اور نادار ہوں اور آپ کی سب باتیں بہت طاقت والے کر سکتے ہیں تو جواب دیا کہ تم تو غریب ہو لیکن حاجی الحرمین منیر خان نواب زادہ مردان والے

﴿۱﴾ عن ابی قتادہ قال قال رسول اللہ ﷺ من رانی فقد رای الحق متفق علیہ. و علی ھا مشہ ای معناہ من رانی علی صورتی التی انا علیھا فقد رانی حقیقۃً لان الشیطان لا یتمثل بھذہ الصورۃ المخصوصۃ .الخ (مشکواۃ المصابیح ص ۳۹۴ جلد ۲ کتاب الرؤیاالفصل الاول)

سے کہہ دیں اور میرا دعا سلام کہہ دیں وہ یہی کام کریگا میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کون ہیں انہوں نے جواب دیا کہ میں محمد مدینہ کا باشندہ ہوں اس خواب کی تعبیر بتلا کر مشکور فرماویں۔

السائل: محمد نذیر فتح پور سوات......۱۳۹۰ھ

الجواب: آپ قرآن وحدیث کی اشاعت اور خدمت دین کا ارادہ کریں امید ہے کہ آپ کامیاب ہو جائیں گے اور اہل خیر کے قلوب کو اللہ تعالیٰ آپ کے امداد کی طرف مائل کرے گا۔ واللہ اعلم

خواب میں فتاویٰ رشیدیہ وغیرہ دیکھنا

سوال: (۱) خواب دیکھتا ہوں کہ میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے کہ فتاویٰ رشیدیہ میں دیکھو جس کا عقیدہ خراب ہے ۔ اس کا ٹھکانہ آگ میں ہے۔ اور باقاعدہ میرے سامنے تحریر ہوتا ہے'' و بئس المهاد '' یہ دیکھتے ہی خواب سے جاگ اٹھتا ہوں۔

(۲) خواب میں بس (لاری) کے اسٹیرنگ پر بیٹھا ہوں ڈرائیور نہ ہونے کے باوجود بس کو بغیر سٹارٹنگ کے چلا رہا ہوں اور چڑھائی پر چڑھ رہا ہوں۔ چڑھائی پر سے گذرنے کے بعد ایک خوبصورت شہر سامنے آتا ہے اس کا خوبصورت نظارہ اب میرے انکھوں کے سامنے گذر رہا ہے۔ میں بس کو اسی خوبصورت شہر میں کھڑا کرتا ہوں اس سے آگے لے جانے کی ہمت نہیں۔ کیونکہ خوف ہے کہ ڈرائیوری کا ہنر نہ آنے کی وجہ سے بس مجھ سے الٹ جائے اس کے بعد جاگ اٹھا ہوں۔

(۳) خواب میں اپنے علاقہ جاتا ہوں۔ وہاں ایک قلعہ جس کو انگریز نے بنایا ہے اس کے نزدیک مغربی جانب کچھ دوکانیں ہیں۔ میں اپنے گھر کی طرف سے کسی لاری کے ذریعہ ایک نئے سڑک (جو وادی میں سے گذرتی ہے) پر اس قلعہ اور دوکانوں کی طرف آرہا ہوں۔ راستے میں بہت ٹھنڈی اور خوشگوار ہوا چل رہی ہے قلعہ پر سے گذرتا ہوں اور دوکانوں پر پہنچتا ہوں تو ان دوکانوں کا ایک نیا نقشہ (جو پہلے میں نے نہیں دیکھا تھا) دیکھتا ہوں۔ وہ یہ کہ پورا بازار چاردیواری میں بند اور اس کے اوپر چھت عجیب خوبصورت نقش ونگار کے ساتھ پکی اینٹوں سے اور سیمنٹ کا بنا ہوا ہے میں بس ہی میں اس کے اندر چلا جاتا ہوں۔ اس جگہ کی اس خوبصورتی سے متأثر ہو کر دل خوش ہو جاتا ہے اور خواب سے بیدا ہو جاتا ہوں۔

(۴) خواب میں کسی پردیس چلا جاتا ہوں۔ وہاں مجھ سے کہا جاتا ہے کہ ''آپ کو یہاں بنگلہ رہنے کو ملے گا'' میں اس وقت کسی مسجد میں جاتا ہوں۔ شاید ظہر کا وقت ہے۔ با جماعت نماز ادا کرتا ہوں واپسی پر پورا خواب یاد نہیں ہے۔ بہر حال بنگلہ کو دیکھا نہیں اور بیدار ہو جاتا ہوں؟ ان خوابوں کی تعبیر بتلا کر مشکور فرماویں۔

المستفتی: عبدالحمید کھوئی بہارہ ایف آر ڈی آئی خان......۲۹ر صفر ۱۳۹۰ھ

الجواب: (۱) رد بدعات اور شرکیات میں مداہنت پر تنبیہ معلوم ہوتی ہے۔

(۲) اشارۃ معلوم ہوتا ہے آپ کی قیادت کی طرف نیز اس کے سرانجام کرنے کی طرف خوبی اور احتیاط کے ساتھ.

(۳) انگریزی سکول انگریزی قلعے ہیں۔ یہ دنیا بازار ہے جو کہ دن بدن لوگوں کے ابصار اور قلوب میں وقعت حاصل کرتا ہے آپ کا اس پر عبور اور مرور ہے لیکن امید ہے کہ اس کو مقام بنانے سے محفوظ رہیں گے۔ فقط



كـل مـن عليها فان ه

ويبــقىٰ وجــه ربكــ

ذوالـــــجـــلال

والاكـــرام ه ﴿الاية﴾



باب



ما يتعلق

بالروح والبرزخ والموت



باب ما یتعلق بالروح والبرزخ والموت

موت کامفہوم ومعنی

سوال: تسکین الصدور میں محمد سرفراز خان نے موت کے دومفہوم بیان کئے ہیں۔
پہلامفہوم :۔علماء نے موت کا معنیٰ یہ کیا ہے کہ روح کا تعلق جسم سے منقطع ہو جائے۔قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے۔کہ موت کے وقت روح نکالی جاتی ہے۔آسمانوں کی طرف لے جائی جاتی ہے پھراپنی جگہ پر رکھی جاتی ہے۔
دوسرامفہوم :مولانا محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں۔کہ پیغمبروں سے حیات کا انقطاع نہیں ہوتا۔فرق واضح فرماویں۔

المستفتی: حاجی محمد عبداللہ چکڑالہ ضلع میانوالی......۳ررمضان۱۴۰۲ھ

الجواب:ان معانی میں معنی اول مشہوراور بلاتکلف ہے۔نیز حدیث وفی الجنة مأ واه وحدیث الرفیق الا علی سے مناسب ہے۔نعم اعیدت الی الجسد المبارک بدلیل ما رواه البھیقی وغیره۔اور معنی دوم درست ہے۔یعنی روح بدن سے منقطع نہیں ہوئی ہے۔بلکہ قلب میں جمع ہوئی ہے۔ویصاحبه بعض الانقطاع عن بعض الاعضاء .اور تصیر کالشمس اذا غربت .فافھم .وھوالموفق

عذاب قبراورحیات النبی ﷺ کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا مسلک

سوال:(۱) کیاعذاب قبروثواب قبراس مخصوص گڑھے میں دیا جائے گا۔یاعلیین وسجین دونوں مراد ہیں۔نیز عالم برزخ کا اطلاق اس محسوس گڑھے پر ہے۔یاعلیین وسجین پر یادونوں پر ہے؟
(۲) حیات الانبیاء جو احادیث سے ثابت ہے اس حیات سے دنیوی حیات مراد ہے یا برزخی ۔یہ فتویٰ تبلیغی جماعت حلقہ بنوں نے اپنے عقائد کیلئے منگوایا ہے امید ہے جواب سے نوازیں گے۔

المستفتی:مولانا محمد بصیر صاحب غوریوالہ ضلع وتحصیل بنوں......۱۹۸۷ء/۱۲/۹

الجواب:حامداً و مصلیاً (۱)عذاب قبر کے بارے میں کثرت سے احادیث وارد ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دوقبروں کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ایک کو عذاب پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے کی وجہ سے دیا جارہا ہے۔اور دوسرے کو چغلی کرنے کی وجہ سے پھر کھجور کی تر ٹہنی دو حصے کر کے دونوں قبروں پر رکھ دی اور فرمایا شاید ان سے عذاب ہلکا ہو جائے جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہ ہوں۔قبر کا لفظ درحقیقت اس گڑھے کو کہا جاتا ہے۔جس میں میت کا جسد عنصری رکھا جاتا ہے۔اوپر والی حدیث اس کا واضح ثبوت ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے جن دوقبروں پر ٹہنیاں رکھی تھیں وہ حسی قبریں اور گڑھے ہی تھے۔کیونکہ اس سے علیین اور سجین کا وہ برزخی مقام مراد نہیں جو مستقر ارواح ہے کیونکہ ٹہنی کے دو حصے وہاں نہیں گاڑھے گئے تھے۔بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ میت کا جسم آگ میں جل جاتا ہے یا دریا برد ہو جاتا ہے اور مچھلیاں وغیرہ کھا جاتی ہیں یعنی قبر میں دفن کرنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔تو اس کے بارے میں حافظ ابن قیم رحمہ اللہ علیہ نے کتاب الروح ص ۲۷ میں لکھا ہے۔ترجمہ یوں ہے۔یہ جاننا مناسب ہے کہ عذاب قبر عذاب برزخ ہی کو کہا جاتا ہے پس ہر ایسا شخص جو عذاب کا مستحق ہے۔جب مر جاتا ہے تو اس کو عذاب کا حصہ پہنچتا ہے۔قبر میں دفن کیا گیا ہو یا نہ۔سو اگر اسکو درندے کھا گئے ہوں یا جلا دیا گیا ہو حتیٰ کہ اس کی راکھ ہوا میں اڑادی گئی ہو یا سولی پر لٹکا دیا گیا ہو یا دریا برد ہو چکا ہو۔بہر کیف اس کی روح اور بدن دونوں کو وہ عذاب حاصل ہوگا جو قبر میں دفن شدہ کو حاصل ہوتا ہے۔بہر حال جملہ اہل سنت والجماعت اس عقیدے پر متفق ہیں۔کہ قبر اور برزخ میں اہل ایمان اور اہل طاعات کو لذت اور سرور نصیب ہوتا ہے۔اور کفار و منافقین اور گنہگاروں کو عذاب و تکلیف حاصل ہوتی ہے۔اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔قرآن و سنت اور اجماع کے صریح دلائل کے پیش نظر یہ عقیدہ مضبوط ہے۔اور جو لوگ عذاب وراحت قبر یعنی حیات برزخی کے منکر ہیں۔تو یہ مذہب ملاحدہ،خوارج کچھ معتزلہ اور بعض مرجۂ کا ہے۔

(۲) اہل سنت والجماعت کے نزدیک اتفاقاً انبیاء علیہم السلام قبور میں زندہ ہیں ان کی زندگی شہداء کی زندگی سے بھی اعلیٰ اور ارفع ہے۔اس کے بارے میں بہت سے دلائل ہیں۔حدیث مبارک ہے۔ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون ۔علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔تمام علماء دیوبند کا عقیدہ بھی یہی ہے۔ جیسا کہ المھند علی المفند میں خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے۔اور علماء حرمین شریفین اور

علماء ہند نے اس کی تصدیق کی ہے۔

کتبہ: رشید احمد صدیقی حقانی...... نائب مفتی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

الجواب: یہ جوابات درست ہیں۔(۱) قرآن، احادیث، کلام، فقہ سے عذاب قبر کا حق ہونا ثابت ہے۔﴿۱﴾ اور قبر اس جگہ کا نام ہے۔ جہاں سے یہ اجزاء انسانی قرار پکڑیں۔ اور جو لوگ عذاب قبر کے منکر ہوں۔ جیسا کہ بعض معتزلہ اور عثمانی پارٹی۔ تو ان کے پیچھے اقتداء درست نہیں ہے۔ کما فی شرح کبیر.﴿۲﴾

(۲) اور انبیاء علیہم السلام قبور میں ایک دفعہ وفات کے بعد حیات دنیوی سے زندہ ہیں۔ یعنی ان کے ارواح ان کے اجساد میں دوبارہ داخل ہوئے ہیں البتہ جو مشائخ حیات برزخی کے قائل ہیں وہ اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں۔ یہ مسئلہ نظریات سے ہے نہ ضروریات سے۔ و هو الموفق

حضرت مفتی اعظم (محمد فرید عفی عنہ) شیخ الحدیث بدارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

حیات الانبیاء کی ہیئت میں اختلاف ہے

سوال: زید کہتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام بعینہ وقت وفات پر بھی بدستور بقید حیات ہوتے ہیں یعنی انقطاع روح نہیں ہوتا جبکہ خالد کہتا ہے کہ دفن کرنے سے قبل روح کا تعلق جسم کے ساتھ نہیں رہتا۔ کیونکہ موت حیات کی ضد ہے۔ ایک کے واقع ہونے سے انتفائے آخر لازم ہے۔ جواب سے نوازیں۔

المستفتی: عطاء اللہ شاہ مدرس جامعہ رشیدیہ بھکر میانوالی......۳ر شعبان ۱۴۰۲ھ

﴿۱﴾ قال العلامة تفتازانی وعذاب القبر للكافرين ولبعض عصاة المئومنين.......... ثابت بالدلائل السمعية لا نها امور ممكنة اخبر بها الصادق على ما نطقت به النصوص قال الله تعالىٰ النّار يعرضون عليها غدوًّا وعشياً ويوم تقوم الساعة ادخلو آل فرعون اشدالعذاب وقال الله تعالىٰ اغرقوا فادخلوا ناراً قال النبی ﷺ استنزهوا عن البول فان عامة عذاب القبر منه وقال عليه السلام قوله تعالىٰ يثبّت الله الذين آمنوا بالقول الثابت نزلت فی عذاب القبر الخ(شرح العقائد للسنفی ص۷۷ عذاب القبر الحق)

﴿۲﴾ قال الحلبی ومن ينكر الشفاعة اوا لروًية او عذاب القبر اوالكرام الكاتبين واما من يفضل عليا فحسب فهو من المبتدعة الذين يجوز الاقتداء بهم مع الكراهة (غنية المستملی ص ۴۷۶ باب الامامة)

الجواب: انبیاء علیہم السلام قبور میں با جسادھم و با رواحھم زندہ ہیں۔ ﴿۱﴾ یہ امر متفق علیہ ہے۔البتہ اس میں اختلاف ہے کہ اجسام میں حیات ارواح کی طرح ابتداء سے ہے یا تعلق ارواح کی وجہ سے ہے۔ والظاھر من الاثار الثانی . وھو الموفق

حیات الانبیاء کا حیات دنیاوی سے امتیاز

سوال: ایک کتاب میں لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک مخصوص اور ممتاز حیات عطاء فرمائی ہے۔ جو شہداء کی حیات سے ممتاز ہے۔ اور شہداء کی حیات اولیاء کی حیات سے ممتاز ہے۔ مگر یہ حیات حیات دنیاوی سے علیحدہ ہے۔ تو کیا یہ کہنا درست ہے۔ یا امتیاز اس میں ہے ؟بینوا وتوجروا

المستفتی: محمد عبداللہ سکنہ چکڑالہ غازی خیل ضلع میانولی......۸؍رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

الجواب: یہ کلام درست ہے۔ کیونکہ جو علماء حیات دنیوی کے قائل ہیں۔ وہ بھی ان لوازم سے ان کو

﴿۱﴾ الاحادیث الصحیحة دالة علی حیاة الانبیاء علیهم الصلاة والسلام والشهداء والصدیقین والصالحین کما فی الحدیث فنبی الله حی یرزق وکذافی الحدیث من صل علی نائیا ابلغته ومن صلی علی عند قبری سمعته(مشکواة ص ۷۹ جلد ۱)وکذافی عقائد علماء الدیوبند (المهند علی المفند) بان للانبیاء علیهم السلام حیاة برزخیة جسدانیه ویدل علیه قوله علیه السلام مررت بقبر موسیٰ فاذاهو یصلی فی قبره والصلاة تقتضی جسداً حیا .وکذایدل علیه مارواه الترمذی فی تلاوة سورة الملک من موضع لا یعرف فیه القبر (مشکواة باب فضائل القرآن)

وایضاً روی ابو هریره رضی الله عنه عن النبی ﷺ مامن احد یسلم علی الا ردالله تعالیٰ علی روحی حتی ارد علیه السلام رواه ابوداؤد وکذا روی الدارمی والنسائی ان لله تعالیٰ ملائکة سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام (مشکواة ص ۸۷)

وایضاً قوله صلی الله علیه وسلم الانبیاء احیاء فی قبور هم یصلون رواه ابو یعلی والبیهقی .وللعلامة السیوطی رسالة فی حیاة الانبیاء علیهم الصلاة والسلام .وایضاً للقاسم نانوتوی آب حیات ،،ذکر فیهما دلائل شافیه کافیة دالة علیٰ حیات الانبیاء من اراد فلیطا لعها .(ازمرتب)

متصف نہیں مانتے ہیں ﴿۱﴾ و مثلهم كمثل اهل الجنة . وهو الموفق

میت کے حق میں نیک شہادت کی حیثیت

سوال: اگر کوئی شخص فوت ہو جائے اور پھر جنازہ کرنے والے اور فاتحہ خوانوں سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ متوفی کے حق میں اپنے زبان سے موجود لوگ یہ کہہ دیں۔ کہ متوفی ایک نیک مسلمان تھا یعنی ان کی حق میں نیک شہادت دیں۔ خواہ مردہ نیک ہو یا بد ہو۔ تو کیا واقعی ان الفاظ سے مردہ کو نفع پہنچتا ہے؟ شریعت محمدی ﷺ میں اس شہادت کی کہاں تک اجازت ہے؟

المستفتی: حاجی علی احمد جان صاحب چنگئی سوات......۱۹۷۱ء/۱۲/۲۰

الجواب: مسئلہ کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ جب بعض صالحین ایک میت کے متعلق (مشاہدہ یا حسن ظن کے بناپر) نیک شہادت دیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس شہادت کو (دعا اور شفاعت کی طرح) ذریعہ نجات بناتا ہے۔ (يشير اليه ما فى المرقاة ص ۵۳ جلد ۴) اور یہ مراد نہیں ہے۔ کہ قصداً اور عمداً کسی شریر کو نیک بولنے سے (جیسا کہ خوشامدی لوگ کہتے ہیں) یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ قال رسو ل الله ﷺ ايما مسلم شهد له اربعة بخير ادخله الله الجنة رواه البخارى محولة من المشكوٰة . ﴿۲﴾ والشهادة المشاهدة حقيقة كانت او حكماً والاخبار خلاف الواقع عمداً و قصداً كذب ليس بشهادة فا فهم . ﴿۳﴾ وهو الموفق

﴿۱﴾ الحياة البرزخية القوية حياة الانبياء حتىٰ لا يجوز نكاح ازواجه المطهرات باحاد الامة وهذااثر الحياة القوية وكونها امهات المئومنين وجه اخرلحر مة نكاحهن ولاتنا فى بين الوجهين فان الحكم الواحد يثبت بدلائل شتى وورد فى حديث الاسراء مررت بموسىٰ فاذا هو يصلى فى قبره .والصلوٰة انما تكون بالجسد كما ذكره ايضاً خليل احمد سها رنپورى فى عقائد علماء ديوبند .والتفصيل فى كتاب الروح لابن القيم والبصائر للداجوى وغيرهما .(ازمرتب)

﴿۲﴾ (مشكواة المصابيح ص ۱۴۵ جلد ۱ باب المشى بالجنازة الفصل الاول)

﴿۳﴾ قال العلامه ابن نجيم قوله هى اخبار عن مشاهدة وعيان لا عن تخمين وحسبان اى الشهادة وصرح الشارح بان هذا معنا ها اللغوى وهو خلاف الظاهر وانما هو معنا ها الشرعى ايضاً الخ (البحر الرائق ص ۵۵ جلد ۷ كتاب الشهادات)

عذاب قبر روح اور جسد دونوں کیلئے ثابت ہے

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص عذاب القبر علی الروح والجسد کو نہیں مانتا۔ اور کہتا ہے۔ کہ عذاب صرف روح پر ہوگا تو کیا یہ صحیح ہے؟

المستفتی: قاری یوسف مہتمم جامعہ مدنیہ ڈھیال سنگھ شیخوپورہ......۱۸ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ

الجواب : یہ شخص غلطی پر ہے۔ اس نے "ضرب با لمطارق" والاحدیث ﴿۱﴾ کا نظر غائر سے مطالعہ نہیں کیا ہے۔ ﴿۲﴾ وھو الموفق

حیات انبیاء کے بارے میں احادیث مبارکہ

سوال : محترم مفتی صاحب! وہ احادیث لکھیں جن میں انبیاء علیہم السلام کی موت کے بعد والی زندگی کا ذکر اور الفاظ حیات دنیوی کا ہو؟ بڑی مہربانی ہوگی۔

المستفتی: حاجی محمد عبداللہ چکڑالہ میانوالی......۲۶/ذیقعدہ ۹۶ھ

الجواب : آپ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل جو کہ حیات الانبیاء

﴿۱﴾ عن انس قال قال رسول الله ﷺ ان العبد اذا وضع فی قبره وتولی عنه اصحابه انه یسمع قرع نعالهم ......ویضرب بمطارق من حدید ضربة فیصیح صیحة یسمعهامن یلیه غیر الثقلین متفق علیه ولفظه للبخاری . (مشکواة المصابیح ص ۲۵ جلد ۱ باب اثبات عذاب القبر)

﴿۲﴾ قال الملا علی قاری واعلم ان اهل الحق اتفقوا علی ان الله تعالیٰ یخلق فی المیت نوع حیاة فی القبر قدر ما یتالم او یتلذذ ولکن اختلفوا فی انه هل یعاد الروح الیه والمنقول عن ابی حنیفة رحمه الله التوقف الا ان کلامه هنا یدل علی اعادة الروح اذجواب الملکین فعل اختیاری فلا یتصور بدون الروح وقیل قد یتصور الاتری ان النائم یخرج روحه ویکون روحه متصلاً بجسده حتی یتالم فی المنام ویتنعم ؟وقد روی عنه علیه الصلاة والسلام انه سئل کیف یوجع اللحم فی القبور ولم یکن فیه الروح فقال النبی ﷺ کما یوجع سنک ولیس فیه الروح .(شرح فقه الاکبر لملا علی قاری ص ۱۰۱ اعادة الروح الی المیت فی قبْره حق)

﴿۱﴾ کے متعلق تالیف ہوئے ہیں مطالعہ کریں۔ان میں وہ روایات بھی مسطور ہیں جن میں ارواح مبارکہ کا اجساد مبارکہ میں عود کا تذکرہ ہے۔﴿۲﴾وھو الموفق

جنت میں منکوحہ وغیر منکوحہ عورتوں کے ازواج کا مسئلہ

سوال : (۱) مسلمانوں کے جو منکوحہ زوجات ہیں کیا جنت میں یہ اپنے اپنے ازواج کو ملینگے یا کوئی اورصورت ہوگی؟ تفصیلاً ذکر فرماویں۔(۲) اگر اپنے ازواج کو ملینگے تو حور اوران کے درمیان مرتبہ اورحسن و جمال میں تفاوت ہوگا یانہیں؟ (۳) اگر خدانخواستہ زوج برائے تزکیہ دوزخ کو داخل کیا جائے۔اورمنکوحہ جنت جائے تو یہ منکوحہ جنت میں بلا زوج رہیگی یا کوئی اورصورت ہوگی۔ بینوا بالتفصیل۔(۴) اگر زوج دنیا سے کافر چلا جائے اورمنکوحہ مسلمان۔تواس صورت میں زوج کی رہائی محال ہے۔تواس صورت میں زوجہ کو جنتی مخلوق سے زوج ملے گا۔یااس دنیا کے رجال میں سے؟ (۵) نیز جنت میں مسلمان بالغ عورت غیر منکوحہ کا کیا بنے گا۔کہ جنت میں

﴿۱﴾روی ابن ماجه عن ابی درداء انه ﷺ قال اکثروا من الصلاة علی یوم الجمة فانه مشهود تشهده الملائکة وان احداًلن یصلی علی الا عرضت علی صلا ته حتی یفرغ منها قال قلت وبعد الموت ؟قال ان الله حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء .ووافق ابن ماجه و احمد وابو داؤد ابن حبان والحاکم فی روایة قوله ﷺ ان الله حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء .وایضاً عن النبی ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون رواه ابویعلی والبیهقی .وکذا ورد فی الحدیث من صلی علی نائیا ابلغته ومن صلی علی عند قبری سمعته (مشکواة ص ۸۷) وکذا روی الدارمی عن سعید بن عبد العزیز قال لما کان ایام الحرة ولم یؤذن فی مسجد رسول الله ﷺ ثلاثا ولم یقم ولم یبرح سعید بن المسیب المسجد وکان لایعرف وقت الصلاة الابهمهمة یسمعها من قبرالنبی ﷺ رواه الدارمی (مشکواة ص۵۳۷) هذه نبذة من احادیث الحیاة للانبیاء والتفصیل فی (الشهاب الثاقب)لشیخ الاسلام سید حسین احمد المدنی ورسالة للسیوطی وللامام بیهقی وکذا تصریح بها فی عقائد علماء دیوبند .ففیها دلائل شافیة کافیة دالة علی حیاة الانبیاء من اراد فلیطا لعها فان فیها شفاء العلیل ودواء الغلیل.(از مرتب)

﴿۲﴾ قال ابن عبدالبر ثبت عن النبی ﷺ انه قال ما من مسلم یمرعلی قبر اخیه کان یعرفه فی الدنیا فیسلم علیه الا ردالله علیه روحه حتیٰ یرد علیه السلام .(الحاوی للفتاویٰ ص ۳۰۲جلد۲ للعلامه سیوطی)

شادی کرے گی یا نہیں؟اوضحوا الشقوق کلھا .لایبقیٰ خد شۃً .

المستفتی :سیف اللہ بنوں......۱۳۷۹ھ

الجواب :(۱)منکوحہ مسلمان عورت اپنے خاوند کودی جائیگی۔ رواہ الطبرانی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعاً کذا فی ھامش جلالین. ﴿۱﴾

(۲)نفس حسن اور تطہیر میں اشتراک ثابت ہے۔ یدل علیہ ازواج مطھرۃ و رضوان من اللہ الایۃ ﴿۲﴾ اور باقی تفاوت غیر مضر ہے۔یعنی حور کا جنت میں پیدا ہونا اوران منکوحات کا دنیا میں۔

(۳)اسکے متعلق تصریح موجودنہیں ہے۔اتنا اجمالاً معلوم ہے۔کہ جنت میں حزن اورخوف وغیرہ منقول نہیں ہے۔

(۴)،(۵)بظاہران دونوں کاحکم ایک ہے کہ ان کوتخییر دیا جائے۔کہ ان جنتیوں میں سے کسی کی زوجہ بن جائے۔ ورنہ اس کیلئے جنتی خاوند پیدا کیا جائے گا۔(منقول از فتاوی مولانا عبدالحیؒ ص۱۶ جلد۳) و ھو الموفق

قبض روح میں ملک الموت عزرائیل علیہ السلام موکل اوردوسرے فرشتے معاونین ہیں

سوال :کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آیا صرف عزرائیل علیہ السلام بذات خود انسان کے پاس جاکر روح قبض کر لیتے ہیں یا یہ کام اورفرشتوں سے بھی کروایا جاتا ہے۔نیز تینوں مقرب فرشتوں کے بھی معاونین ہیں۔یا وہ بذات خوداپنے فرائض سرانجام دیتے ہیں . بینوا وتو جروا

المستفتی :سیدامیراللہ نیوبس اڈہ مردان......۲۶رشعبان ۱۴۰۳ھ

الجواب :قرآن مجید میں روح قبض کرنے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف خالق اورفاعل کی نسبت ہے۔اور ملک الموت عزرائیل علیہ السلام کی طرف نسبت موکل کی طرف نسبت ہے۔اور ملائکہ کی طرف نسبت

﴿۱﴾عن ابن عباس مرفوعاً اذا دخل الرجل الجنۃ سال عن ابویہ وولدہ و زوجتہ فیقال انھم لم یبلغوادرجتک وعملک فیقول یارب قد علمت لی وھم فیؤمر بالحاقھم بہ. (ھامش جلالین سورۃ طور ص۴۳۵جلد۲)

﴿۲﴾قال العلامہ ابن کثیر وازواج مطھرۃ ای من الدنس والخبث والا ذی والحیض والنفاس وغیر ذلک مما یعتری نساء الدنیا .(تفسیر ابن کثیر ص۴۶۱ جلد ۱ سورۃ ال عمران آیت :۱۵)

معاونین اور عملہ کی طرف نسبت ہے۔﴿۱﴾ و هكذا في سائر التصرفات . وهو الموفق

سماع الموتیٰ اور حیات دنیوی کے مسائل ضروریات دین میں سے نہیں ہیں

سوال: حیات الانبیاء کے بارے میں دو شخصوں کا اختلاف ہے۔ایک شخص حیات برزخی اور سماعت برزخی کا قائل ہے۔جبکہ دوسرا کہتا ہے کہ میں حیات دنیوی اور سماعت دنیوی کا قائل ہوں۔ان دونوں میں سے کس کے پیچھے نماز جائز ہے۔اور کس کے پیچھے ناجائز ہے۔وضاحت فرماویں۔

المستفتی: حاجی عبدالرحمٰن مین بازار ڈومیل جہلم......۲۱رشوال ۱۴۰۳ھ

الجواب: سماع اور حیات دنیوی نظری مسائل ہیں۔ضروریات دین میں داخل نہیں ہیں۔پس یہ دونوں اشخاص لائق اقتداء ہیں۔البتہ دلائل کی رو سے حضور ﷺ کا قبر اور برزخ میں موت موعود کے بعد حیات دنیوی سے زندہ ہونا اور برزخ اور دنیا سے سماعت کرنا راجح اقوال ہیں۔﴿۲﴾ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامه الوسى في قوله تعالىٰ ولو ترى اذالظالمون في غمرات الموت والملئكة اى الذين يقبضون ارواحهم وهم اعوان ملك الموت باسطو ايديهم اى بالعذاب (تفسير روح المعانى ص ۳۲۴ جلد ۵ سورة الانعام آيت: ۹۳) وايضاً يدل عليه عن ابى هريرة قال قال رسول الله ﷺ الميت تحضره الملائكة فاذاكان الرجل صالحاً قالوا اخرجى ايتها النفس الطيبه الخ

(مشكواة المصابيح ص ۱۴۱ جلد ۱ باب ما يقال عند من حضره الموت)

﴿۲﴾قال ابن عابدين واما مانسب الامام الاشعرى امام اهل السنة والجماعة من انكار ثبوتها بعد الموت فهوافتراء وبهتان والمصرح به فى كتبه وكتب واصحابه خلاف ما نسب اليه بعض اعدائه لان الانبياء عليهم الصلاة والسلام احياء فى قبورهم وقدا قام النكير على افتراء ذالك الامام العارف ابو القاسم القشيرى فى كتابه شكاية السنة وكذا غيره كما بسط ذالك الامام ابن السبكى فى طباقة الكبرىٰ فى ترجمة الامام الاشعرى.(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۲۵۹ جلد ۳ مطلب فى ان رسالته ﷺ باقية بعد موته)وايضاً يدل عليه وسماع الموتىٰ احاديث كثيرة فلير اجع الىٰ كتاب الروح ص ۱۱ ،والىٰ اقتضاء الصراط المستقيم ص ۳۲۶ والنونية ص ۱۴۵ الشمس الدين ابن قيم وابن تيميه والىٰ روح المعانى ص ۵۵ جلد ۲۱ للألوسى ،وغيرها)

بیت المقدس میں انبیاء کے ارواح یا اجساد مع الارواح وغیرہ کی حاضری میں اختلاف ہے

سوال: ایک شخص کہتا ہے۔ کہ کتاب براہین قاطعہ کے ص ۲۰۰ پر مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ "ان روایات فقہ وحدیث سے ثابت ہوا کہ سب پیغمبروں (علیہم السلام) کی روحیں اپنے اپنے مقامات سے سمٹ کر بیت المقدس میں حاضر ہوگئیں اور نماز یہاں آ کر پڑھی۔ تو یہ بات صحیح ہے یا نہیں؟ تفصیلی جواب سے نوازیں۔

المستفتی: عبداللہ چکڑالہ غازی خیل ضلع میانوالی..... ۱۸ رشعبان ۱۴۰۲ھ

الجواب: شهودهم البيت فيه احتمالات الاول ما ذكر القطب الجنجوهي . والثاني تمثل ارواحهم باجسادهم والثالث شهوداجسامهم بعينها .فليراجع الى فتح الملهم شرح صحيح المسلم . وهوالموفق

جانوروں کے ارواح کہاں جاتے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جانوروں کے ارواح ماسوائے جن وانس کے موت کے بعد کہاں قرار کرتے ہیں یعنی تا روز قیامت کس مکان میں ہوتے ہیں۔ بینوا و توجروا

المستفتی: عبدالعظیم ہنڈ مردان

الجواب: مناسب تتبع کے باوجود یہ مسئلہ نہیں ملا۔ لہٰذا اس کے متعلق ہم تعین مستقر وغیرہ نہیں کر سکتے ہیں اگر چہ مقتضیٰ قیاس یہ ہے کہ موت کے ساتھ ان کی روح بھی فنا ہو جائے کیونکہ برزخ میں بقاء ثواب اور عذاب کیلئے ہوتا ہے اور یہ غیر مکلّف ہیں۔ والله اعلم بحال مخلوقاته .فقط

قبر کی حیات برزخی ہے یا دنیوی

سوال: اموات کی قبر میں کونسی حیات ہے برزخی یا جسمانی۔ نیز انبیاء کی حیات کونسی ہے؟

المستفتی: حاجی محمد عبداللہ چکڑالہ میانوالی

الجواب: ماسوائے تمام انبیاء علیہم السلام کے تمام اموات کی حیات برزخی ہے۔ اجماعاً ﴿۱﴾ البتہ انبیاء علیہم السلام برزخ میں باجسادہم وارواحہم زندہ ہیں ﴿۲﴾ اورہم سے ان کی حیات پوشیدہ ہے۔ وھو الموفق

سماع الموتیٰ کے بارے میں اختلاف اکابر اور مذہب احناف

سوال: سماع الموتیٰ کے مسئلہ پر ہمارے ہاں دیوبندی علماء کا اختلاف ہے جبکہ مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیرھم نے بھی عدم سماع کے قول پر فتویٰ دیا ہے۔ براہ کرم اپنے خیالات سے ہمیں تحقیق کے ساتھ مستفید فرمائیں۔

المستفتی: جانباز ملک علوی مدیر الجامعۃ الحسینیہ وزیرآباد......۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

الجواب: واضح رہے کہ اکابر سماع الموتیٰ کے متعلق باہم اختلاف رکھتے ہیں اور تحقیق یہ ہے۔ کہ سماع الموتیٰ راجح قول ہے۔ کیونکہ قرآن موتیٰ کی سماعت سے ساکت ہے۔ (البتہ عدم سماع نافع اور عدم انتفاع علی المسموع پر ناطق ہے۔ لصحة الاستعارة والتشبيه على التقدير الاخير دون الاولىٰ) اوراحادیث سماع پر ناطق ہیں۔ اماعند اول الوضع مثل حديث قرع النعال واما فى سائر الاوقات مثل حديث اجابة السلام الذى فى تفسير ابن كثير وشرح الصدور و فتاوىٰ ابن تيميه وغيره۔ پس احادیث مثبت سماع میں تأویل کرنا خلاف قاعدہ ہے۔ نیز واضح رہے کہ سماع الموتیٰ کے متعلق امام ابوحنیفہ

﴿۱﴾ قال الملا على قارى واعادة الروح اى ردها او تعلقها الى العبد اى جسده بجميع اجزائه او ببعضها مجتمعة او متفرقة فى قبره حق.......... وفى المسئلة خلاف المعتزلة وبعض الرافضه وقد وردت الاحاديث المتظاهرة فى المبنى المتواترة فى المعنىٰ فى تحقيق احوال البرزخ والعقبىٰ قد استوفاها شيخ مشائخنا الجلال السيوطى فى كتابه المسمى بشرح الصدور فى احوال القبور و فى كتابه الاخر المسمى البدور السافرة فى احوال الاخرة فعليك بهما ان كنت تريد اطلاع وارتفاع النزاع عن الطباع الخ (شرح فقه الاكبر لملا على قارى ص ۱۰۱ اعادة الروح الى الميت فى قبره حق)

﴿۲﴾ قال ابن عابدين ان الانبياء عليهم السلام احياء فى قبورهم .
(ردالمحتار ص ۲۵۹ جلد ۳ مطلب فى ان رسالته ﷺ باقية بعد موته)

سے ظاہر الروایت اور غیر ظاہر الروایت میں نفی اثبات کے متعلق کوئی حکم مروی نہیں ہے۔ پس جس نے امام صاحب کی طرف نفی کی نسبت کی ہے۔ وہ کتاب الایمان کی جزیہ سے استخراج ہے۔ اور جس نے اثبات کی نسبت کی ہے وہ اذا صح الحدیث فهو مذهبی پر مبنی ہے۔ ﴿۱﴾ وهو الموفق

روز قیامت کفار کا عدم سجدہ اور اقامت کی جواب کے بارے میں وعید

سوال: کیا یہ صحیح ہے کہ قیامت کے دن تمام لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سجدہ کرینگے۔ لیکن کافراس سے مستثنیٰ ہیں اسی طرح جو شخص اقامت کا جواب دل میں ادا نہیں کرتا۔ قیامت کے روز وہ بھی سجدہ نہیں کریگا کیا یہ صحیح ہے؟

المستفتی: مولوی محمد نظیر بانڈہ شیخ اسماعیل ضلع پشاور......۲۸ رجمادی الثانی ۱۳۹۹ھ

الجواب: حدیث شریف (بخاری وغیرہ) میں وارد ہے کہ کافر سجدہ نہ کر سکے گا۔ ﴿۲﴾ اور اجابت اقامت کے متعلق وعید کا حوالہ نامعلوم ہے۔ وهو الموفق

انبیاء اور شہدا کے حیات میں فرق

سوال: (۱) انبیاء کرام کی قبر کی زندگی کس طرح ہے۔ اور شہداء اور ان کی زندگی میں کیا فرق ہے؟ (۲) عندالقبر انبیاء کے سننے کا کیا معنی ہے۔ اور انک لاتسمع الموتی سے کیا مطلب ہے؟ (۳) عند القبر سننا بھی فوق الاسباب ہے۔ تو پھر دور سے کیوں نہیں سنتے؟ (۴) شهداء کرام کا عند القبر سننا ثابت ہے یا نہیں؟

المستفتی: عنایت اللہ شاہ کاکاخیل اسلام آباد......۱۹۷۵ء/۱۲/۲۵

الجواب: واضح رہے کہ حیات روحانی اور جسمانی علی حسب اختلاف المراتب ہر مردہ کیلئے ثابت ہے۔ خواہ مسلمان ہو یا کافر۔ بدلیل احادیث ثواب القبر و عذابه۔ البتہ انبیاء علیہم السلام کے ارواح مبارکہ طریان موت کے بعد اجساد مبارکہ کو واپس کئے گئے ہیں و يقال لها الحيوٰة الدنيوية وهو قول اكثر

﴿۱﴾ والتفصيل فی كتاب الروح لابن القيم الجوزيه ،وفی البصائر لمنكری التوسل باهل المقابر لحمد الله الداجوی ،وفی غوث العادبيان الرشاد للمصطفیٰ ابويوسف الحمامی الازهری .

﴿۲﴾ عن ابی سعيدن الخدری قال سمعت رسول الله ﷺ يقول يكشف ربنا عن ساقه فيسجد له كل مؤمن ومؤمنة ويبقیٰ من كان يسجد فی الدنيا رياءً وسمعةً فيذهب يسجد فيعود ظهره طبقاً واحداً. متفق عليه .(مشكواة المصابيح ص ۴۸۴ جلد ۲ باب الحشر الفصل الاول)

الاكابر ويؤيده حديث البيهقي في رسالته ۔بخلاف شہداء کے کہ ان کے ارواح جنت میں ہیں ۔لیکن ان کا اجساد سے ایک خاص تعلق ہے۔ و يقال لها الحيوٰة البرزخيه ولا ريب في كمال الاولىٰ مع ان جسد النبي خير من الجنة وغيرها ۔پس اس حیات کا موت کے ساتھ تصادم نہیں ہے لانها طارية بعد الموت ولان موت الانبياء ليس كموت غيرهم كما ان نومهم ليس كنوم غيرهم ۔اور سماع کا دارومدار نفس حیات پر ہے نہ کہ حیات دنیوی پر۔والسماع امر غير معقول فيقصر على ما ورد به الخبر وهو السماع من القريب و فناء القبر . فقط

جنتوں کی تعداد

سوال: جنت کے متعلق کہتے ہیں کہ آٹھ ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ چار۔صحیح قول کونسا ہے؟

المستفتی: حافظ عبدالمالک نریاب کوہاٹ......۷ار جولائی ۱۹۷۹ء

الجواب: دلائل کی رو سے چار ہونا راجح ہے۔﴿۱﴾وهو الموفق

نابالغ لڑکیوں کا قبل التزوج وفات ہوکر جنت میں شوہر کا مسئلہ

سوال: نابالغ لڑکیوں کا قبل التزوج جب انتقال ہوجائے تو کیا جنت میں ان کی شادی کرائی جائیگی؟

المستفتی: مولانا فضل غنی فاضل دارالعلوم دیوبند میاں خان مردان

الجواب: هر آدمی راکه پسند خواهد کرد نکاحش باوخواهد گردید . و اگر راضی بکس آدمیان نه خواهد شد . او مردے را از خود پیدا خواهد ساخت و نکاح او باوخواهد کرد . في الغرائب . ولو ماتت قبل ان تتزوج فخير ايضاً ان رضيت بآدمي زوجت منه و ان لم ترض فالله تعالىٰ يخلق ذكر من الحور العين فيزوجها منه انتهىٰ .

﴿۱﴾ قيل الجنان ثمانية وقيل اربعة وهو الراجح صرح به ابوالليث السمر قندی وابن العربي شارح الترمذى وهو الظاهر من قوله تعالىٰ ولمن خاف مقام ربه جنتان مع قوله تعالىٰ ومن دونهما جنتان وكذا هو الظاهر من قوله ﷺ ان في الجنة جنتين من فضة انيتهما وما فيها وجنتين من ذهب آنيتهما وما فيها رواه الترمذى ص ۳۶۲ عن عبد الله بن قيس مرفوعاً .

(منهاج السنن شرح جامع السنن ص ۱۴۵ جلد ۱ باب ما يقال بعد الوضوء)

(مجموعة الفتاویٰ ص ۱۶ جلد ۳). ﴿۱﴾وهو الموفق

جنت میں داڑھی کا مسئلہ

سوال: جنت میں آدمیوں کی داڑھی ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: محمد عارف اسماعیلیہ مردان......۱۹۷۷ء/۱۹/۸

الجواب: حدیث مرفوع میں ﴿۲﴾ جرد مرد کا لفظ وارد ہے۔اور استثناء وارد نہیں ہے۔البتہ بعض علماء نے بعض انبیاء علیہم السلام کو مستثنیٰ کیا ہے۔مثل آدم علیہ السلام۔ وهو الموفق

کافروں کے نابالغ بچوں کا جنت جانا

سوال: کافروں کے نابالغ مردہ بچوں کا انجام کیا ہوگا۔جنت جائینگے یا جہنم؟

المستفتی: محمد عارف اسماعیلیہ مردان......۱۹۷۷ء/۱۹/۸

الجواب: راجح یہ ہے کہ جنت کو جائینگے۔﴿۳﴾فقط

﴿۱﴾قال العلامه ابن الحجر العسقلانی (و لکل واحد منهم زوجتان) ای من نساء الدنیا . فقد روی احمد من وجهٍ آخر عن ابی هریره مرفوعاً فی صفته ادنی اهل الجنة منزلة وان له من الحور العین لا ثنتین و سبعین زوجة سوی ازواجه من الدنیا ، وفی سنده شهر بن حوشب وفیه مقال ، ولابی یعلی فی حدیث الصور الطویل من وجه آخر عن ابی هریرة فی حدیث مرفوع . فید خل الرجل علی اثنتین و سبعین زوجة مما ینشئ الله و زوجتین من ولد آدم . واخرجه الترمذی من حدیث ابی سعید رفعه ان ادنی اهل الجنة الذی له ثمانون الف خادم و ثنتان و سبعون زوجة وقال غریب ، ومن حدیث المقدام بن معدیکرب عنده " للشهید ست خصال " الحدیث وفیه و یتزوج ثنتین و سبعین زوجة من الحورالعین . وفی حدیث ابی امامه عند ابن ماجه والدارمی رفعه " مااحد یدخل الجنة الا زوجه الله ثنتین و سبعین من حور العین و سبعین و ثنتین من اهل الدنیا و سنده ضعیف جداً ......الخ

(فتح الباری شرح صحیح البخاری ص ۲۷ جلد ۸ باب فی صفة الجنة و انها مخلوقة کتاب بدء الخلق)

﴿۲﴾عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ اهل الجنة جرد مرد کحلی لا یفنیٰ شبابهم .الخ وعلی هامش المشکواة الجرد جمع اجرد و هو الذی لا شعر علی جسده و ضده الا شعر قوله و مرد جمع امرد وهو غلام لا شعر علی ذقنه و قد یراد به الحسین بناء علی الغالب . (مشکواة المصابیح ص ۴۹۸ جلد ۲ باب صفة الجنة و اهلها)

(۳) قال ابن عابدین و قد حکی فیهم الامام النووی ثلاثة مذاهب الاکثر انهم فی النار الثانی التوقف الثالث الذی صححه انهم فی الجنة لحدیث کل مولود یولد علی الفطرة و یمیل الیه مامر عن محمد بن الحسن و فیهم اقوال اخر ضعیفة .

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۶۲۹ جلد ۱ مطلب فی اطفال المشرکین باب الجنائز)

﴿قال اللّٰه تعالىٰ﴾

و خلق الجآن من مارج من نار ﴿الاية﴾


باب
ما یتعلق
بالجنات والشیٰطین

باب مایتعلق بالجنات و الشیٰطین

جنات عالم الغیب نہیں ہیں

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک لڑکے پر جنات کا اثر ہے یہ لڑکا سابقہ اور آئندہ آنے والی حالات کو بھی بتلاتا ہے۔گم شدہ اشیاء بھی بتلاتا ہے۔ ہر شخص کو ہر سوال کا جواب بھی دیتا ہے۔تو اس کا کیا حکم ہے؟ کہ واقعی جنات غیب کے خبروں کو جانتے ہیں یا یہ کیا معاملہ ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: محمد سلیم زکریا (صوابی)......۲۱/نومبر ۱۹۸۴ء

الجواب: جنات عالم الغیب نہیں ہیں۔﴿۱﴾ البتہ تیز رفتاری کی وجہ سے جلدی اطلاع دیتے ہیں۔ اور ان میں دروغگو بہت ہوتے ہیں لہٰذا ان کے کلام کی تصدیق اور اس کے صدق پر جزم کرنا شرع اور عقل دونوں سے مخالف اور حرام ہے۔ لحدیث ورد بذالک .﴿۲﴾

﴿۱﴾ قال ابن عابدین و الذی یدعی ان له صاحباً من الجن یخبره عما سیکون والکل مذموم شرعاً محکوم علیهم و علی مصدقهم با لکفر ...... و فی التتار خانیه یکفر بقوله انا اعلم المسروقات او انا اخبر عن اخبار الجن ایای .انتهی .

(ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۳۲۵ جلد ۳ مطلب فی دعوی علم الغیب)

وفی التتارخانیه فان قال هذا لقائل انا اخبر با خبار الجن ایای بذلک قال هو و من صدقه یکون کافراً با الله لقوله علیه السلام من اتی کا هنا فصدقه فیما قال فقد کفر بما انزل الله علی محمد لا یعلم الغیب الا الله لا الجن و الانس یقول الله فی الاخبار عن الجن فلما خر تبینت الجن ان لو کانوا یعلمون الغیب ما لبثو فی العذاب المهین .

(فتاخانیه مو ضوع علی هامش الهندیه ص ۵۷۶ جلد ۳ باب ما یکون کفرامن المسلم وما لایکون)

﴿۲﴾ عن عائشة رضی الله عنها قالت سمعت رسول الله ﷺ یقول ان الملائکة تنزل فی العنان وهو السحاب فتذ کر الامر قضی فی السماء فتسترق الشیاطین السمع فتسمعه فتوحیه الی الکهان فیکذبون معها مائة کذبة من عندانفسهم رواه البخاری .

(مشکواةشریف ص ۳۹۳ جلد ۲ باب الکهانه الفصل الاول)

تعویذات،کوڈے،جنات کا انسان پر بیٹھ جانا وغیرہ حقیقت ہیں

سوال : شریعت میں تعویذات کوڈے وغیرہ کی کوئی حقیقت ہے یا نہیں نیز جنات کا انسان پر بیٹھ جانا یا انسان کو تکلیف دینا کس حد تک درست ہے؟ وضاحت فرماویں۔

المستفتی: خانہ گل درہ آدم خیل کوہاٹ......۱۹۷۲ء/۸/۷

الجواب:(۱) یہ امور حقیقت ہیں۔ان کی تاثیر ثابت ہے۔﴿۱﴾ اور دفع کیلئے معوذتین ﴿۲﴾ اورسورۃ البقرہ کی آخری دوآیت پڑھنا مفید ہیں۔

(۲) قرآن اور حدیث اور مشاہدہ سے ثابت ہے۔کہ جن انسان پر بیٹھ سکتے ہیں اور اس کو تکلیف دے سکتے ہیں۔﴿۳﴾ فقط

اونٹ نہ فرشتہ ہے اور نہ شیطان ہے

سوال: زید کہتا ہے کہ اونٹ فرشتہ ہے اس کے ساتھ انسان بہت سے آفات سے محفوظ ہوتا ہے لان الابل سفينةالبر و البحر ۔اور عمرو کہتا ہے کہ اونٹ فرشتہ نہیں بلکہ شیطان ہے اس کے قریب نماز بھی نہیں پڑھنا چاہیئے ۔ان دونوں میں کون حق پر ہے؟

المستفتی: مہربان شاہ زکی خیل کوہاٹ......۱۵/ستمبر۱۹۷۹ء

الجواب :اونٹ نہ فرشتہ ہے اور نہ شیطان ہے البتہ احادیث میں شرارت کی وجہ سے اس کی تشبیہ

﴿۱﴾ يدل عليه سورة الفلق ، و ،من شر النفثت فى العقد . الاية (سورة الفلق)

﴿۲﴾ و عن عقبة بن عامر قال بينا انا اسير مع رسول الله ﷺ بين الجحفة و الابواء اذا غشيتنا ريح و ظلمة شديدة فجعل رسول الله ﷺ يتعوذ با عوذبرب الفلق و اعوذ برب الناس و يقول يا عقبة تعوذ بهما فما تعوذ متعوذبمثلها رواه ابوداؤد . وعن عبد الله بن خبيب قال خرجنا فى ليلة مطر وظلمة شديدة نطلب رسول الله ﷺ فا دركنا ه فقال قل قلت ما اقول قال قل هو الله احد و المعوذ تين حين تصبح و حين تمسى ثلث مرات تكفيك من كل شئى . رواه الترمذى و ابوداؤد و النسائى .
(مشكواة المصابيح ص ۱۸۸ جلد ۱ كتاب فضائل القرآن)

﴿۳﴾ عن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ ما منكم من احد الا و قدو كل به قرينه من الجن و قرينه من الملائكة الخ . و عن انس قال قال رسول الله ﷺ ان الشيطان يجرى من الانسان مجرى الدم متفق عليه .
(مشكواة المصابيح ص ۱۸ جلد ۱ باب فى الوسوسة)

شیطان سے دی گئی ہے۔ اور اونٹ کے پاس نماز پڑھنا جائز اور مشروع ہے۔البتہ مبارک الابل میں نماز پڑھنا خطرات سے سامنا ہوتا ہے۔اگر چہ گناہ نہیں ہے۔﴿۱﴾ وھو الموفق

شیطان کی اولاد اور بیوی بچے ثابت ہیں

سوال : کیا شیطان کی بیوی اور اولاد بھی ہیں؟

المستفتی :فضل رازق متعلم حقانیہ اکوڑہ خٹک...... ۶/اگست ۱۹۸۴ء

الجواب :شیاطین اور جنات کیلئے ذریۃ نصوص سے ثابت ہیں ﴿۲﴾ اوراولاد بیوی کے بغیر متصور اور ممکن نہیں۔وھو الموفق

جن وشیطان ایک نوع اور ان میں توالد تناسل ہوتا ہے

سوال: جیسا کہ قرآن مجید میں ہےوما خلقت الجن والانس الا لیعبدون . الایہ .مگرانسان مٹی سے اور جن آگ سے پیدا ہوا ہے۔اور شیطان بھی آگ سے پیدا ہوا ہے۔تو کیا شیطان اور جن ایک ہی آگ سے پیدا ہوئے ہیں یا الگ الگ قسم کے آگ سے۔دوسری یہ کہ کیا یہ شیطان اور جن ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں اور کیا جنات میں بھی مختلف مذاہب ہیں۔اور کیا شیطان شیطان سے پیدا ہوتا ہے۔یابذات خود آگ سے؟تفصیلی جواب سے نوازیں۔

المستفتی : حاجی عبدالودود یار حسین (صوابی)

﴿۱﴾ قوله ولا تصلوا فی اعطان الابل .ارید منها المبارک یدل علیه حدیث ابی داؤد قال سئل رسول اللهﷺ عن الصلاة فی مبارک الابل فانها من الشیاطین و الفروق بین الغنم والابل ثلاثة الاول نظافة المرابض وو ساخة المبارک هکذا جرت عادة الناس والثانی استواء المرابض وتسطیحها دون المعاطن والثالث کون الغنم سکینة والابل نفاراً ......والنهی (عن الصلاة) للارشاد والشفقة عند الجمهور لان الابل خلقت من الشیاطین وهی شرار فلا یأمن المصلی عن ضررها وکذا لا یأمن عن اصابة بولها لان ذکرانها تبول الی الخلف واناثها ترش کثیرا لارتفاعها بخلاف الغنم ......والدلیل علی مشروعیة الصلاة فی مبارکها ان النبیﷺ اتخذ الابل سترة فی الصلوٰة فافهم .

(منهاج السنن شرح جامع السنن ص ۲۳۳ جلد ۲ باب ماجاء فی الصلاة فی مرابض الغنم واعطان الابل)

﴿۲﴾ قال القاضی بدرالدین قال الله تعالی افتتخذونه و ذریته اولیاء من دونی وهم لکم عدو وهذا یدل علی انهم یتناکحون لاجل الذریة قال القاضی عبد الجبار الذریة هم الولد والاهل ورقتهم لا تمنع من توالدهم اذا کان ما یلدونه رقیقا کما لا تمنع لطافة اللطیف من الولادة اذا کان مایلده لطیفا الخ

(اکام المرجان ص ۳۳ باب فی بیان ان الجن یتناکحون و یتوالدون)

الجواب :تحقیق یہ ہے کہ جن ایک نوع ہے۔اور شیطان صرف اسکے متمرد اور سرکش افراد کو کہا جاتا ہے۔﴿۱﴾ جنات ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔خورد ونوش کرتے ہیں۔اور ان میں توالد بھی ہوتا ہے﴿۲﴾قرآن وحدیث سے یہ امور ثابت ہیں۔ وهو الموفق

شیطان کوفرشتوں کا استاد قرار دینا بے اصل بات ہے

سوال :شیطان کے ملعون ہونے سے ماقبل زندگی کے متعلق قسماقسم روایات سننے میں آئی ہیں۔ یہاں تک کہ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ شیطان فرشتوں کا استاد تھا۔وغیرہ وغیرہ پس شیطان کی صحیح حالت کیا ہے؟ کہ قبل لعنت وہ کیا تھا؟بینوا و توجروا

المستفتی :نامعلوم ۷/۷/۱۴۰۱ھ

الجواب :ابلیس ملعون ہونے سے پہلے عابد اوراعبد تھا۔﴿۳﴾اس کو طاؤس الملائکہ کا لقب ملا تھا اسکو معلم قرار دینا بے اصل بات ہے۔نہ روایت حدیثیہ سے ثابت ہے اور نہ روایات اسرائیلیہ سے۔یہ صرف واعظوں میں مشہور ہے۔﴿۴﴾وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامه قاضی بدرالدین الشیاطین العصاة من الجن و هم ولد ابلیس و المردة اعتاهم و اغواهم و هم اعوان ابلیس ینفذون بین یدیه فی الاغواء کا عوان الشیاطین قال الجوهری کل عات متمرد من الجن و الانس و الدواب شیطان ...... و قال ابو البقاد الشیطان فیعال من شطن یشطن اذا بعد و یقال فیه شاطن و تشیطن و سمی بذالک کل متمرد لبعد غوره فی الشر .
(اکام المرجان فی احکام الجان ص ۷،۸ فصل فی معنی الجن والشیطان لغةً)

﴿۲﴾ عن وهب بن منبه یقول و سئل عن الجن ما هم وهل یأکلون و یشربون ویتناکحون فقال هم اجناس فا ما خالص الجن فهم ریح لا یأکلون و لا یشربون و لا یتوالدون و منهم اجناس یأکلون و یشربون و یتوالدون و یتناکحون الخ
(اکام المرجان فی احکام الجان ص ۲۹ باب فی بیان ان الجن یأ کلون و یشربون)

﴿۳﴾ قال العلامه عماد الدین ابن کثیر کان من اشد هم ای اشد الملائکة اجتهادًا واکثر هم علماً کان من اشراف الملائکة من ذوالاجنحة الاربعة کان من اشرف الملائکة و اکرمهم قبیلة و کان خاز نا علی الجنان کان له سلطان السماء الدنیا وکان له سلطان الارض و کان یسوس ما بین السماء و الارض فعصی فمسخه الله شیطانا رجیما . کان ابلیس رئیس ملائکة سماء الدنیا .
(تفسیر ابن کثیر ص ۷۵ جلد ۱ سجود الملائکة لآدم)

﴿۴﴾ [illegible] حاشیہ بیضاوی [illegible]

جنات کا بدن میں داخل ہونا

سوال: بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ جنات آدمی کے اندر بدن کو داخل ہو سکتے ہیں۔ اور بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ جنات صرف انسان پر سایہ کرتے ہیں۔ تو کیا یہ صحیح ہیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: محمد کریم تخت بھائی مردان......۲۰/جولائی ۱۹۷۵ء

الجواب: ابن حزم کے نزدیک جن انسان کے بدن میں داخل نہیں ہو سکتے ہیں لیکن جمہور کے نزدیک داخل ہو سکتے ہیں اور یہی راجح ہے ﴿۱﴾ لحدیث ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم ﴿۲﴾ ای فی عروقه او کجریان الدم . وفی الحدیث ان الشیطان جاثم علی قلب ابن ادم فاذا ذکر العبد ربه خنس واذاغفل توسوس ﴿۳﴾ کما فی کما لین . وهو الموفق

جنات کا تبلیغ دین کرنا

سوال: زید پر جنات بیٹھتے ہیں۔ اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ اور تبلیغ دین کرتے ہیں۔ لہذا جنات کے تبلیغ کا کیا حکم ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: مولوی حاجی ایوب کلا پور گلگت......۸/ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

الجواب: کسی شخص پر جنات کا بیٹھنا اور اس کے زبان پر بات چیت کرنا ممکنات بلکہ واقعات ہیں۔

﴿۱﴾ قال المحدث قاضی بدرالدین انکر طائفة من المعتزلة کالجبائی و ابی بکر الرازی محمد بن ذکریا الطبیب وغیرهما دخول الجن فی بدن المصروع و احالوا وجود روحین فی جسد مع اقرارهم بوجود الجن اذا لم یکن ظهور هذا فی المنقول عن النبی ﷺ کظهور هذا و هذاالذی قالوه خطأ وذکر ابو الحسن الاشعری فی مقالات اهل السنت والجماعة انهم یقولون ان الجن تدخل فی بدن المصروع کما قال الله تعالی الذین یأ کلون الرباء لایقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطان من المس ...... وعن ابن عباس ان امرأ ةجاء ت بابن لها الی النبی ﷺ فقالت یا رسول الله ان ابنی به جنون وانه یأخذ ه عند غدائنا وعشائنا فمسح رسول الله ﷺ صدره ودعا له فتفتفه فخرج من جو فه مثل الجرو الاسود فسعی الخ (اکام المرجان فی احکام الجان ص ۱۰۷ باب فی بیان دخول الجن فی بدن المصروع)

﴿۲﴾ (مشکواة المصابیح ص ۱۸ جلد ۱ باب فی الوسوسة)

﴿۳﴾ (مشکواة المصابیح ص ۱۹۹ جلد ۱ باب ذکر الله عزوجل)

البتہ ان سے استفادہ کرنا خطرات سے خالی نہیں ہے۔ انس میں جس قدر اشاعت دین اور تعلیم المتعلم کا سلسلہ جاری ہے۔ جنوں میں اس کا عشر عشیر بھی متوقع نہیں ہے۔ ﴿۱﴾ وھو الموفق

اپنے اوپر پری ہونے کا دعویٰ

سوال: ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ میرے اوپر پری ہے اور یہ مجھے غیب کی باتیں بتاتی ہے تو ان غیب کی باتوں پر یقین رکھنا کیسا ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: الحاج نیاز ولی خان شمالی وزیرستان حسن خیل...... ۲ رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: یہ کہانت ہے۔ اس پر یقین کرنا کفر ہے۔ ﴿۲﴾ وھو الموفق

یأجوج ومأجوج کونسی مخلوق ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ یأجوج ومأجوج جنی مخلوق ہے یا برزخی۔ اس کی وضاحت فرمائیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: محمد ابراہیم راولپنڈی...... ۱۶ ستمبر ۱۹۷۹ء

الجواب: یہ قوم نہ جنی ہے۔ اور نہ برزخی بلکہ انسی ہیں۔ یافث کی اولاد ہیں۔ اور وقت فساد سے خروج کے قبل ان کا تعین کرنا کہ یہ یأجوج اور مأجوج ہے قیاس بے محل ہے۔ وھو الموفق

جنات کا بدن میں داخل ہونا اور اس کا علاج بذریعہ رقیات کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا جنات لوگوں پر بیٹھ سکتے ہیں یا نہیں؟ جبکہ بعض عامل حضرات اس کا علاج بھی بذریعہ تعویذات ورقیات کرتے ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟

المستفتی: سید عنایت الرحمٰن قندہارو کلے چارسدہ...... ۱۹/۲/۱۹۹۱ء

﴿۱﴾ (والتفصیل فی اکام المرجان فی احکام الجان فی باب بیان وعظ الجن للانس وفی باب بیان تحمل الجن العلم عند الانس وافتوا ھم للانس، ص ۸۱)

﴿۲﴾ قال ابن نجیم وباتیان الکاھن وتصدیقہ وبقولہ انا اعلم المسروقات وبقولہ انا اخبر عن اخبار الجن ایای. (یکفر) (البحر الرائق ص ۱۲۰ جلد۵ احکام المرتدین)

الجواب: حدیث ابی داؤد شریف (رواہ عن عبد اللہ بن عمرو) ﴿۱﴾ اور تعامل صالحین کے بنا پر تعویذ لکھنا جائز ہے، جبکہ ان میں کلمات شرکیہ نہ ہوں۔ ﴿۲﴾ البتہ تمائم تعویذات سے جدا چیز ہے۔ کمافی شرح ابی داؤد . اور قرآن وحدیث سے جن داخل ہونا ثابت ہے۔ ﴿۳﴾ اور اس کے رفع کیلئے رقیات پڑھنا بھی ثابت اور مباح ہے۔ فقط

شیطان کو بارش برسانے کا اختیار نہیں ہے

سوال: یہاں ہمارے ہاں ایک آدمی کہتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے شیطان کو بارش برسانے کا اختیار دے رکھا ہے کیا یہ صحیح ہے کیا شیطان بادل پر چڑھ کر بارش برسا سکتا ہے؟

المستفتی :...... نامعلوم

الجواب: بارش برسانے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ دجال کو استدراجاً کچھ اختیار دیا جائے گا۔ ﴿۴﴾ اور کتب وعظ میں مسطور ہے کہ فرعون کے زمانہ میں شیاطین نے پیشاب کی بارش برسائی تھی۔ فقط

﴿۱﴾ (ابو داؤد شریف ص ۱۸۷ جلد ۲ کتاب الطب)

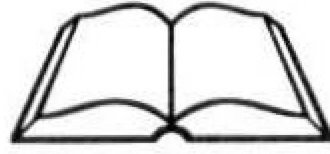
﴿۲﴾ عن عوف بن مالک الاشجعی ...... فقال اعرضوا علی رقاکم لابأس بالرقیٰ مالم یکن فیه شرک . رواہ مسلم (مشکواۃ المصابیح ص ۳۸۸ جلد ۲ کتاب الطب و الرقیٰ)

﴿۳﴾ قال القاضی بدرالدین الشبلی ان الجن تدخل فی بدن المصروع کما قال اللہ تعالیٰ الذین یأکلون الربالایقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطان من المس .قال عبد اللہ احمدبن حنبل قلت لابی......عن ابن عباس ان امرأة جاء ت بابن لها الی النبی ﷺ فقالت یا رسول اللہ ﷺ ان ابنی به جنون و انه یأخذه عند غدائنا و عشائنا فمسح رسول اللہ ﷺ صدرہ و دعاله فتفتفه فخرج من جوفه مثل الجروالا سود فسعیٰ الخ.

(اکام المرجان ص ۱۰۷ باب دخول الجن فی بدن المصروع)

﴿۴﴾ عن النواس بن سمعان رضی اللہ عنه .... فیاتی علی القوم فید عوهم فیؤ منون به فیا مر السماء فتمطر والارض فتنبت الخ (مشکواۃ المصابیح ص ۴۷۳ جلد ۲ باب ذکر الدجال)



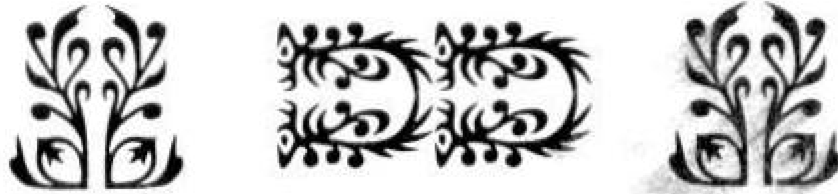


کتاب

السیر والمناقب

باب

ما یتعلق با لنبی صلی اللہ علیہ وسلم



قال اللّٰہ تعالیٰ

ومن يطع اللّٰه والرسول
فاولٰئك مع الذين انعم
اللّٰه عليهم من النبين
والصديقين والشهدآء
والصّٰلحين ج وحسن
اولٰئك رفيقاً ﴿ الاية ﴾

کتاب السیر والمناقب

باب ما یتعلق بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کی کفر اور ایمان میں توقف راجح ہے

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کس عقیدے پر تھے۔ مسلمان تھے یا کافر، اور فقہ اکبر کی عبارت ''ووالدیه صلی اللہ علیہ وسلم ماتا علی الکفر'' کا کیا جواب دیں گے۔ وضاحت فرمائیے۔

المستفتی: حمید الرحمٰن جامعہ محمدیہ جرما کوہاٹ......۲۵؍محرم ۱۴۰۵ھ

الجواب: اختلف الروایات فیه فی بعضها موتهما علی الکفر وفی بعضها انهما اسلما بعد الاحیاء ثم ماتا .فالراجح التوقف فیه لا نه لیس من ضروریات الدین ولا یسئل عنه فی القبر ولا فی المحشر .﴿۱﴾وهو الموفق

''الصلاة والسلام علیک یا رسول اللّٰہ'' کے پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بایں طریقہ درود وسلام پڑھنا ''الصلاة والسلام علیک یا رسو ل الله'' جائز ہے یا ناجائز؟

﴿۱﴾قال ابن عابدین واحیاء الابوین بعد موتهما لا ینافی کون النکاح کان فی زمن الکفر ولا ینافی ایضا ماقاله الامام فی الفقه الاکبر من ان والدیه صلی اللہ علیہ وسلم ماتا علی الکفر ولا مافی صحیح مسلم استأ ذنت ربی ان استغفر لامی فلم یأذن لی وما فیه ایضا ان رجلا قال یا رسول الله این ابی قال فی النار فلما قفا دَعاه فقال ان ابی واباک فی النار لا مکان ان یکون الاحیاء بعد ذلک لانه کان فی حجة الوداع وکون الایمان عند المعاینة غیر نافع فکیف بعد الموت فذاک فی غیر الخصوصیة التی اکرم الله بها نبیه صلی اللہ علیہ وسلم واما الاستدلال علی نجاتهما بانهما ماتا فی زمن الفترة فهو مبنی علی اصول الاشاعرة ان من مات ولم تبلغه الدعویٰ یموت ناجیا اما الماتریدیة فان مات قبل مضی مدة یمکنه فیها التامل ولم یعتقد ایمانا ولا کفراً فلا عقاب علیه بخلاف ماذا اعتقد کفراً اومات بعد المدة غیر معتقد شیئا نعم البخاریون ......وبالجمله کما قال بعض المحققین انه لا ینبغی ذکر هذه المسئلة الامع مزید الادب ولیست من المسائل التی یضر جهلها اویسئل عنها فی القبر اوفی الموقف فحفظ اللسان عن التکلم فیها الا بخیر اولیٰ واسلم .(ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۴۱۹ جلد ۲ باب نکاح الکافر)

المستفتی: اصغر علی متعلم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ......۱۸ر کتوبر ۱۹۸۴ء

الجواب: درود شریف پڑھنا بذات خود ایک عظیم عبادت ہے لیکن چونکہ یہ درود شریف بریلویوں اور اہل بدع کا شعار ہے، لہٰذا صحیح العقیدہ آدمیوں کیلئے بھی بدظنی کے وقت (اتہام کے وقت) اس سے اجتناب ضروری ہے۔ ﴿۱﴾ وھو الموفق

محمد ﷺ کے اولین وآخرین ہونے کا مطلب

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ اولین وآخرین ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اولین نہیں ہے۔ صرف آخرین ہیں۔ تو صحیح مطلب کی وضاحت کی جائے، مہربانی ہوگی۔

المستفتی: محمد مسلم ہنگو ضلع کوہاٹ

الجواب: پیغمبر ﷺ کی روح مبارک تمام ارواح سے اول پیدا کی گئی ہے۔ اور جسد اطہر تمام انبیاء کے بعد اور سب کے آخر میں پیدا کیا گیا ہے۔ یہ معنیٰ ہے اولین وآخرین کا ﴿۲﴾ نہ کہ لیس قبلہ شئی و لیس بعدہ شیء، جو کہ صفت خداوندی ہے۔ وھو الموفق

رسول اللہ ﷺ کے باپ دادا کے ایمان وعدم ایمان میں توقف کرنا چاہئیے

سوال: ہمارے خاندان کے کچھ شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے رسول ﷺ کے باپ دادا میں سے کوئی کافر نہیں تھا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کے کافر ہونے سے بھی وہ انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آذر ان کا چچا تھا۔ مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: محمد اکبر ڈیرہ غازی خان ......۲۷ر رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: قرآن سے صاف معلوم ہے کہ آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ ہے اور کافر گزرا ہے۔

﴿۱﴾ عن النبی ﷺ اتقوا مواضع التھم . رواہ البخاری فی الادب المفرد ، وایضاً وعن عمر من سلک مسالک التھم اتھم رواہ الخرائطی فی مکارم الاخلاق ، عن عمر موقوفا بلفظ من اقام نفسہ مقام التھم فلا تلومن من اساء الظن بہ . (الموضوعات الکبریٰ ص ۴۹ رقم حدیث ۱۵۱)

﴿۲﴾ عن ابی ھریرۃ قال قالوا یا رسول اللہ متی وجبت لک النبوۃ قال وادم بین الروح والجسد رواہ الترمذی ، وعن العرباض بن ساریۃ عن رسول اللہ ﷺ انہ قال انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ الخ . (مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۱۳ جلد ۲ باب فضائل سید المرسلین)

اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ آذر چچا ہے، لیکن تاریخی بلاسند روایات کی وجہ سے قرآن کی تصریح کو ترک کرنا نہ تقاضائے علم ہے، اور نہ تقاضائے عقل، اور پیغمبر ﷺ کے والدین کے متعلق کفر اور اسلام کے دونوں قسم کی روایات مروی ہیں۔ القسم الاول ظاهر مروی والاسلام بعد الاحياء مروی فی الطبرانی. ﴿۱﴾ لہذا احتیاط یہ ہے کہ ان کے متعلق توقف کیا جائے کما صرح بہ علامہ شامی۔ ﴿۲﴾ وهو الموفق

حضور ﷺ بذات خود بشر اور باعتبار ہدایت نور اور رہنما ہے

سوال: ہمارے ہاں دو قسم کے لوگ ہیں ایک قسم کے لوگوں کا نظریہ یہ ہے کہ حضور ﷺ بشر ہے اور دوسرے قسم لوگوں کا نظریہ ہے کہ حضور ﷺ نور بھی ہے اور بشر بھی ہے برائے رفع اختلاف وضاحت فرمائیے؟

المستفتی: امداد خان سعودی عرب......۲۵ نومبر ۱۹۸۴ء

الجواب: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پیغمبر ﷺ کو بشر بھی کہا ہے۔ حیث قال قل انما انا بشر مثلکم (کہف) سبحان ربی هل کنت الا بشراً رسولا. ﴿۳﴾ (سورة الاسراء) اور نور بھی کہا ہے حیث قال قد جاء کم من الله نور و کتاب مبین. (مائده) ﴿۴﴾ حقیقت یہ ہے کہ پیغمبر ﷺ بذات خود بشر اور انسان ہیں اور باعتبار ہدایت اور نبوت کے نور اور رہنما ہیں۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال ابن عابدين الاترىٰ ان نبينا ﷺ قد اكرمه الله تعالىٰ بحياة ابويه له حتى امنابه كمافى حديث صححه القرطبى وابن ناصرا لدين حافظ الشام وغيرهما فانتفعا بالايمان بعد الموت على خلاف القاعدة اكراماً لنبيه ﷺ كما احيا قتيل بنى اسرائيل ليخبر بقاتله ......وما قيل ان قوله تعالىٰ ولا تسئل عن اصحاب الجحيم نزل فيهما لم يصح وخبر مسلم ابى وابوك فى النار كان قبل علمه.
(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۱۷۳ جلد ۳ مطلب فى احياء ابوى النبى ﷺ باب المرتد)

﴿۲﴾ قال ابن عابدين وبالجمله كما قال بعض المحققين انه لاينبغى ذكرهذه المسئلة الامع مزيد الادب وليست من المسائل التى يضر جهلها اويسئل عنها فى القبر اوفى الموقف فحفظ اللسان عن التكلم فيها الابخير اولىٰ واسلم. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۴۱۹ جلد ۲ باب نكاح الكافر)

﴿۳﴾ قال العلامه آلوسى ،وقرأ ابن كثير وابن عامر قال سبحان ربى اى قال النبى ﷺ هل كنت الا بشراً رسولا. كسائر الرسل عليهم السلام وكانوا لا يأتون قومهم الابما يظهره الله تعالىٰ على ايديهم حسبما تقتضيه الحكمة من غير تفويض اليهم فيه ولا تحكم منهم عليه سبحانه و"بشراً" خبر كان و"رسولاً" صفته وهو معتمدالكلام وكرنه بشراً توطئة لذلك رداً لما انكروه من جواز كون الرسول بشراً ودلالة على ان الرسل عليهم السلام من قبل كانوا كذلك ولهذا قال الزمخشرى هل كنت الا رسولاً كسائر الرسل بشراً مثلهم. (روح المعانى ص ۲۴۴ جلد ۹ سورة الاسراء ص ۹۴)

﴿۴﴾ قال العلامه آلوسى ،قد جاء كم من الله نور ،عظيم وهو نور الانوار والنبى المختار والىٰ هذا ذهب قتاده واختاره الزجاج وقال ابو على الجبائى عنى بالنور القرآن لكشفه واظهاره طرق الهدى واليقين واقتصر على ذلك الزمخشرى ....وقد جاء كم نور ويهديهم يرجع الىٰ قوله عز شانه وكتاب مبين كقوله هدى للمتقين انتهىٰ. (تفسير روح المعانى ص ۱۴۳ جلد ۴ سورة المائدة آيت : ۱۵)

پیغمبر علیہ السلام کی بشریت قرآن سے ثابت ہے

سوال: رسول اللہ ﷺ نور ہے یا بشر، قرآنی آیات واحادیث سے حوالے لکھے جائیں۔

المستفتی: سراج احمد پیر پیائی نوشہرہ......۱۹۷۳ء/۲/۱۹

الجواب: پیغمبر علیہ السلام نور بھی ہیں اور بشر بھی ہیں۔قرآن کریم میں اس پر تصریح ہوئی ہے ﴿۱﴾ البتہ جو شخص پیغمبر علیہ السلام کی بشریت سے انکار کریں تو علامہ آلوسی نے روح المعانی میں اس کے کفر کا فتویٰ نقل کیا ہے۔ **فلیراجع الی تفسیر قوله تعالیٰ لقد من الله علی المؤمنین.** ﴿۲﴾

نوٹ: چونکہ یہ عوامی مسائل نہیں ہیں۔لہٰذا آپ اس قدر تفصیل پر اکتفاء کریں۔فقط

حضور ﷺ کی تاریخ ولادت اور تاریخ وفات

سوال: حضور ﷺ کے تاریخ ولادت اور وفات کے بارے میں مختلف آراء ہیں۔عام طور پر دونوں کا تعین بارہ ربیع الاول سمجھا جاتا ہے۔اور حکومت پاکستان بھی بارہ ربیع الاول پر یوم ولادت مناتی ہے۔لہٰذا صحیح تاریخ ولادت اور وفات سے روشناس فرمائیں؟

المستفتی: مولوی عبدالرحیم جلبئ ضلع صوابی مردان......۱۴۰۱/۵/۲۳ھ

الجواب: تحقیق کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ ولادت باسعادت ۸/ ربیع الاول اور تاریخ وفات ۲/ ربیع الاول ہے۔ ﴿۳﴾ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال الله تعالیٰ قد جاء کم من الله نور و کتاب مبین ،(سورة المائده آیت:۱۵ پاره:۵) قال الله تعالیٰ وما منع الناس ان یؤمنوا اذ جآء هم الهدیٰ الا ان قالوا ابعث الله بشراً رسولاً.(سورة الاسراء آیت :۹۴ پاره: ۱۵)

﴿۲﴾ **قال العلامه آلوسی فلو قال شخص اومن برسالة محمد ﷺ الی جمیع الخلق لکن لاادری هل هومن البشر اومن الملائکة اومن الجن اولا ادری هل هو من العرب اوالعجم فلا شک فی کفره لتکذیبه القرآن وجحده ماتلقته قرون الاسلام خلفا عن سلف وصار معلوماً بالضرورة عند الخاص والعام ولا اعلم فی ذلک خلافاً......فان جحده بعد ذلک حکمناه بکفره انتهیٰ** .(تفسیر روح المعانی ص۱۷۸ جلد۳ سورة آل عمران آیت:۱۶۴)

﴿۳﴾ قال الشیخ محمد ادریس کاندهلوی:۔سردار دوعالم سید ولد آدم محمد مصطفیٰ ﷺ بتاریخ ۸/ ربیع الاول یوم دوشنبہ مطابق ماہ اپریل ۵۷۰ عیسوی مکہ مکرمہ میں صبح صادق کے وقت ابوطالب کے مکان میں پیدا ہوئے جمہور محدثین اور مؤرخین کے نزدیک راجح اور مختار قول یہی ہے (سیرت مصطفےٰ ص۵۱ جلد۱) تاریخ وفات مشہور قول کی بناء پر ۱۲/ ربیع الاول ہے موسیٰ بن عقبہ اور لیث بن سعد اور خوارزمی نے یکم ربیع الاول تاریخ وفات بتلایا ہے اور کلبی اور ابومخنف نے دوم ربیع الاول تاریخ وصال قرار دی ہے علامہ سہیلی نے روض الانف میں اور ابن حجر عسقلانی نے شرح بخاری میں اسی قول کو مرجح قرار دیا ہے۔ (سیرت المصطفیٰ ﷺ محمد ادریس کاندهلوی ص ۱۷۲ جلد۳)

حضور ﷺ کے چادر کی مقدار اور رنگ، بال مبارک اور آستین و قمیص کی مقدار

سوال: (۱) حضور ﷺ کا عام لباس یعنی چادر کی مقدار اور رنگ کیا تھا۔ (۲) بالوں کی مقدار کتنی تھی۔ (۳) آستین اور قمیص کی مقدار لکھئے، تو بڑی مہربانی ہوگی۔

المستفتی: شیر علی خان لکی مروت......۱۶ر جون ۱۹۷۰ء

الجواب: (۱) چادر کی طول چار شرعی گز اور عرض ڈھائی شرعی گز یا دو گز ایک بالشت اور اس کا رنگ سبز تھا۔ ﴿۱﴾ (زرقانی ص ۲۹ جلد ۵) ۔(۲) حج کے ماسوائے بال رکھتے تھے۔ الی انصاف اذنیہ ،الی شحمتی الاذنین ،الی المنکبین ،الی مافوق المنکبین فی اوقات مختلفۃ ،فلیراجع الی الشمائل و غیرھا۔ ﴿۲﴾ (۳) آستین بہت طویل اور بہت فراخ نہ تھے۔ رسغین تک لمبے تھے۔ ﴿۳﴾ اور قمیص کعبین سے اوپر تک ہوئی تھی۔ اور غالباً انصاف الساقین تک ہوتی تھی۔ ﴿۴﴾ (زرقانی ص ۵ جلد ۵)وھو الموفق

نماز جمعہ و خطبہ، اذان کی ابتداء اور حضور ﷺ کے والدہ ماجدہ اور والد کی تاریخ وفات و مواضع وفات

سوال: (۱) رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے خطبہ جمعہ کب (کس تاریخ کو) اور کہاں (کس مسجد میں) فرمایا۔ (۲) سب سے پہلے جمعہ کی نماز کب (تاریخ) اور کس مسجد میں پڑھی گئی۔ (۳) نماز سے قبل اذان کا رواج کس تاریخ سے ہوا سب سے پہلی اذان کس نے کونسی مسجد میں دی۔ (۴) آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کا مزار مبارک کس مقام

﴿۱﴾ عن رمثۃ قال رأیت النبی ﷺ وعلیہ بردان اخضران .(شمائل ترمذی ص ۶ جلد ۲ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ ﷺ)

﴿۲﴾ عن انس بن مالک قال کان شعر رسول اللہ ﷺ الی نصف اذنیہ.
عن قتادہ قال قلت لانس کیف کان شعر رسول اللہ ﷺ قال لم یکن بالجعد ولا بالسبط کان یبلغ شعرہ شحمۃ اذنیہ.
عن عائشۃ کان لہ شعر فوق الجمۃ ودون الوفرۃ .(شمائل ترمذی ص ۳۰۴ جلد ۲ باب ما جاء شعر رسول اللہ ﷺ)

﴿۳﴾ عن اسماء بنت یزید قالت کان کم قمیص رسول اللہ ﷺ الی الرسغ.(شمائل ترمذی ص ۵ جلد ۲ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ ﷺ)

﴿۴﴾ عن ابی سعید الخدری قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ازرۃ المؤمن الی انصاف ساقیہ لا جناح علیہ فیما بینہ وبین الکعبین وما اسفل من ذلک ففی النار الخ،رواہ ابوداؤد وابن ماجہ . (مشکوۃ المصابیح ص ۳۷۴ جلد ۲ کتاب اللباس)

پر ہےاور وفات کس سن کو ہوئی۔(۵) آپ ﷺ کے والد ماجد کا مزار کس جگہ پر ہےاور وفات کس سن کو ہوئی؟

المستفتی: مرزا زاہد بیگ سمن آبادلاہور......۱۲رمئی ۱۹۷۰ء

الجواب:(۱)(۲) پیغمبر علیہ السلام جمعہ کے دن قبا سے مدینہ منورہ تشریف لائے۔اوراسی دن بنی سالم بن عمرو بن عوف میں نماز جمعہ اور خطبہ پڑھا۔جس سے پہلے پیغمبر علیہ السلام نے خطبہ اور جمعہ نہیں پڑھا ہے ۔(البدایة والنہایة ص ۲۱۲،۲۱۳ جلد۳)

(۳) بذل اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ صحیح قول یہ ہے کہ اذان مدینہ میں ہجرت کے بعد ۱ھ میں مقرر ہوئی جس وقت کہ مسجد بنائی گئی۔پہلی اذان حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے پڑھی مسجد سے خارج حصہ میں۔ (هکذا فی الروایات الحدیثیة).﴿۱﴾

(۴) والدہ صاحبہ کا مزار مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام ابواء میں ہے اور ان کی وفات ہجرت سے سینتالیس (۴۷) سال پہلے ہوئی۔(البدایةوالنہایة ص ۲۷۹ جلد۲)

(۵) شام سے واپسی کے وقت مدینہ منورہ میں وفات ہوئے۔اور دارالنابغہ میں دفن ہوئے۔ہجرت سے ترپن (۵۳) سال پہلے۔(البدایة والنہایة ص ۲۶۳ جلد۲) وهو الموفق

اجداد نبی ﷺ کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کہنے والے امام کا حکم

سوال: محترم المقام جناب مفتی صاحب دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک! عرض یہ ہے کہ گزشتہ جمعہ کو ہمارے پیش امام صاحب نے وعظ کے دوران حضور اکرم ﷺ کے دادا عبدالمطلب کے نام کیساتھ رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے۔مزید یہ بھی کہہ رہے تھے کہ ہاشم کی پشت سے تلبیہ کی آواز آ رہی تھی۔میں نے امام صاحب کو عبدالمطلب کے نام کیساتھ رحمۃ اللہ علیہ پڑھنے سے منع کیا۔اور دوسری بات کے متعلق بھی توجہ دلائی کہ یہ دونوں باتیں

﴿۱﴾عن ابن عمر قال كان المسلمون حين قدموا المدينة يجتمعون فيتحينون للصلوة وليس ينادي بها احد فتكلموا يو ما في ذلك فقال بعضهم اتخذوا مثل ناقوس النصارىٰ وقال بعضهم قرنا مثل قرن اليهود فقال عمر اولا تبعثون رجلا ينادي بالصلوة فقال رسول الله ﷺ يا بلال قم فنادبالصلوة.متفق عليه (مشكواة المصابيح ص ۶۴ جلد ۱ باب الاذان الفصل الثالث)

صحیح نہیں ہیں لیکن ان کا کہنا ہے کہ یہ باتیں تواریخ کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں اور صحیح ہیں اس سلسلے میں میں نے مولانا محمد یوسف بنوری صاحب، مفتی محمد شفیع صاحب کورنگی اور احتشام الحق تھانوی صاحب سے رجوع کیا۔ جس میں مولانا محمد یوسف بنوری صاحب نیوٹاؤن کا جواب موصول ہوا۔ انہوں نے دونوں باتوں کو غلط قرار دیا ہے۔ میں نے وہی فتویٰ امام صاحب کو دکھایا۔ لیکن امام صاحب نے نہیں مانا تو اس صورت میں واقعی اگر دونوں باتیں غلط ہوں تو اس امام کے پیچھے اقتداء کرنا کیسا ہے؟ اور ان باتوں کا کیا بنے گا. بینوا توجروا

المستفتی: غلام حسین گل احمد ٹیکسٹائل ملز لانڈھی کراچی نمبر ۲۲......۵/ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ

الجواب: صحیح مسلم وغیرہ کے روایات میں مصرح ہے کہ جب پیغمبر علیہ السلام نے ابوطالب کو اسلام کی طرف بلایا تو اس نے کہا **هو علی ملة عبد المطلب** اور پیغمبر علیہ السلام نے اس کی تردید نہیں کی تو اس سے معلوم ہوا کہ عبدالمطلب اسلام پر نہیں گزرا ہے لیکن بعض ضعیف اقوال میں آیا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کے تمام آباءواجداد توحید پر گزرے ہیں اور اس کو ابوحیان وغیرہ نے مردود کہا ہے۔ (**فلیراجع الی فتح الملهم ص ۳۷۳ جلد ۱**) لہٰذا عبدالمطلب کا حکم دیگران اموات کا ہوگا جو کہ زمانہ فترت میں مرچکے ہیں۔ یعنی ان کا جہنمی ہونا یا میدان محشر میں ان سے امتحان لینا۔ لہٰذا ان کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ نہیں کہنا چاہیئے اور اگر کوئی کہے تو قول ضعیف کے تحقیق کی وجہ سے اشد انکار نہیں کرنا چاہئے اور ان کے پیچھے اقتداء کرنا چاہیئے بشرطیکہ باقی اعتقادات بھی صحیح ہوں۔ **وهو الموفق**

اجداد نبی ﷺ کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کہنا

سوال: بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کے بعض اجداد مثلاً عبدالمطلب اور الیاس کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ اور حوالہ **سیرة الجلیه مدارج النبوة للشیخ عبد الحق** اور **هامش سیرة الجلیة** جو کہ سید احمد الزینی نے کیا۔ ہے کا حوالہ دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمیں زمانہ حال میں ایسے حوالوں پر عمل کرنا چاہئے تو کیا حضور ﷺ کے اجداد کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کہنا جائز ہے؟ **بینوا و توجروا**

المستفتی: گوہر حسین سپروائزر گل احمد ٹیکسٹائل ملز لانڈھی کراچی نمبر ۲۲......یکم/ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ

الجواب:بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کے تمام آباءواجداد اسلام پر گزرے ہیں قال فی فتح الملهم ص ۳۷۳ جلد ۱ قیل ان آباءہ ﷺ کلهم موحدون لقوله تعالیٰ وتقلبک فی الساجدین لاکن رده ابوحیان فی تفسیره بانه قول الرافضة ومعنی الایة وترددک فی تصفیح احوال المجتهدین فافهم ۔لیکن تحقیق یہ ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کے والدین کے متعلق متعارض نصوص آئے ہیں ۔لہٰذا ان کے حق میں توقف بہتر ہے اور عبدالمطلب کے متعلق حدیث شریف میں اتنا وارد ہے کہ جب پیغمبر علیہ السلام نے ابوطالب پر اسلام پیش کیا۔توانہوں نے کہا هو علی ملة عبد المطلب اور پیغمبر علیہ السلام نے اس کی تردید نہیں کی ۔تو اس سے عدم اسلام کا رائج ہونا معلوم ہوتا ہے ۔اور باقی اجداد کا حکم وہ ہے۔جو دیگر زمانہ فترت کے اموات کا ہے یعنی ایک قول کے بنا پر جہنمی ہیں ۔اور دوسرے قول کے بنا پر ان پر روز محشر میں امتحان کیا جائے گا،فلیراجع الی فتح الملهم (۳۷۲،۳۷۳جلد ۱)پس اگر کوئی ان کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کہے تو ان پر اشد انکار نہ کرنا چاہئے ۔کیونکہ قول مرجوح کے بنا پر یہ موحدین ہیں ۔اور امتحان میں کامیاب ہونے کے احتمال کی وجہ سے اور جہنمی ہونے کا حکم غیر صحیح ہونے کی وجہ سے بھی گنجائش ہے۔فقط

نزول عیسیٰ ختم نبوت محمد ﷺ کی منافی نہیں ہے

سوال: یہاں ہمارے ہاں متعدد علماء کرام موجود ہیں لیکن ایک اہم مسئلے میں خیال نے آپ کا انتخاب کیا ہے۔ جناب کی خدمت میں مسئلہ پیش کر رہا ہوں ۔مسئلہ یہ ہے کہ ایک خبیث اور شیطان نے مجھے تذبذب میں ڈالا ہے ۔اور دماغ کو الجھایا ہے اگر چہ میں اس کا قائل نہیں رہا۔لیکن پریشان کردیا ہے۔مسئلہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام تو زندہ ہیں ،اللہ پاک نے آسمان پر اٹھالیا ہے تو قرآن کریم کے حوالے سے بتایئے کہ واپس آئینگے ۔تو بحیثیت پیغمبر آئینگے یعنی اس کو وحی ہوگی یا نہیں ؟اگر وحی ونبأ ہوگا تو پھر پیغمبر ہو گئے تو نعوذ باللہ محمد ﷺ کس طرح خاتم النبیین ہونگے اور اگر بحیثیت امتی ہوں تو کیا اللہ پاک ان کی پیغمبری چھین لے گا۔کیا ایسا کبھی کسی اور نبی کے ساتھ بھی ہوا ہے کہ پیغمبری چھین لی گئی ہوان مسائل کا حل بحوالہ قرآن وحدیث ارسال فرماویں۔

المستفتی :عبدالعزیز مروت ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس بنوں......۱۹۶۹ء/۱۱/۲۹

الجواب: (الف) قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے طرف وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته. ﴿۱﴾ اوریکلم الناس فی المهد و کهلا. ﴿۲﴾ الآیة میں اشارہ کیا گیا ہے اور احادیث متواترہ میں اس کے نزول کو صریحی طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ تمثیل کے طور سے ایک روایت لکھی جاتی ہے، عن ابی هریرة رضی الله عنه و الذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً وعدلاً. الحدیث رواه الشیخان وابوداؤد وابن ماجه واحمد فی مسنده وفی روایة البیهقی من المساء وفی روایة احمد ینزل الروحاء فیحج منها او یعتمر اویجمعهما وبمعناه اخرجه الحاکم وزاد یقول ابوهریره ای بنی اخی ان رأیتموه فقولوا ابوهریرة یقرء ک السلام. وفی روایة نعیم بن حماد یتزوج. ﴿۳﴾

نوٹ: اگر تمام روایات کو بالاستیعاب معلوم کرنا چاہتے ہو تو حضرت شاہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کا مؤلفہ ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' کا مطالعہ کریں۔

(ب) احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ اس کو وحی کی جائے گی۔ ﴿۴﴾ اور نبوت نعمت وہبی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے انتخاب سے دیا جاتا ہے لہٰذا نبی سے نبوت کبھی نہیں چھینی جاتی ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت حضور اکرم ﷺ کے ختم نبوت سے منافی نہیں۔ کیونکہ خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ اس کے بعد کسی کو منصب نبوت نہیں دیا جائے گا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت پیغمبر علیہ السلام سے پہلے دی گئی ہے۔ (عالم اجساد میں) ختم نبوت کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اس کے بعد نبی نازل نہ ہوگا بیشک احادیث سے یہ ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا چونکہ آخری زمانہ میں نزول ہوگا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے آخری شریعت کا پابند رہے گا۔ ﴿۵﴾ اس کی تجدید اور احیاء

﴿۱﴾ (پ: ۶ سورة النساء رکوع: ۲ آیت: ۱۵۹)
﴿۲﴾ (پ: ۳ سورة ال عمران رکوع: ۱۳ آیت: ۴۶)
﴿۳﴾ (مشکواة المصابیح ص ۴۷۹ جلد ۲ باب نزول عیسیٰ علیه السلام)
﴿۴﴾ عن النواس بن سمعان قال ذکر رسول الله ﷺ الدجال............اذا اوحی الله الی عیسیٰ انی قد اخرحت عبادالی لایدان لاحد بقتالهم فحرز عبادی الی الصور الخ
(مشکواة المصابیح ص ۴۷۳ جلد ۲ باب العلامات بین یدی الساعة)
﴿۵﴾ عن جابر ان عمر بن الخطاب رضی الله عنه............فقال رسول الله ﷺ والذی نفس محمد بیده لو بدالکم موسیٰ فاتبعتموه وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولوکان حیاً وادرک نبوتی لا تبعنی رواه الدارمی. (مشکواة المصابیح ص ۳۲ جلد ۱ باب الاعتصام بالکتاب والسنة)

کریگا۔اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ایک ضلع کا ڈپٹی کمشنر دوسرے ضلع کو درکار سرکار چلا جائے۔تو اگر چہ یہ ڈپٹی کمشنر اپنے عہدے سے معزول نہیں ہوا ہے۔لیکن سرکاری کام کے ماسوا دوسرے ڈپٹی کمشنر کے نافذ شدہ احکام کا پابند ہوگا۔فقط

رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر عقلی دلائل

سوال: محترم صاحب قدر حضرت مفتی صاحب! عرض یہ ہے کہ مجھ سے ایک انگریز نے امریکہ سے رسول اللہ ﷺ کے نبوت پر عقلی دلائل طلب کئے ہیں۔لہٰذا اگر مجھے چیدہ چیدہ چند عقلی دلائل ارسال کئے جائیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔

المستفتی: محمد زیب خان پائمال بٹگرام ہزارہ......۱۹۶۹ء/۵/۸

الجواب: (۱) پیغمبر علیہ السلام نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔اور دعویٰ کے اثبات کیلئے معجزات ظاہر کئے تھے۔پس اس دلیل اور برہان قائم کرنے کے بعد اس کے صدق میں کسی شبہہ کی گنجائش نہ ہوگی۔کیونکہ کاذب مدعی نبوت کے ہاتھ سے معجزات اور خوارق ظاہر نہیں ہو سکتے ہیں۔

(۲) پیغمبر علیہ السلام کے نبوت کی پیشنگوئی کتب سابقہ میں کی گئی تھی۔

(۳) پیغمبر علیہ السلام نے بعض گذشتہ اور آئندہ امور کے متعلق جو خبری دی ہیں وہ بالکل درست ظاہر ہوئی ہیں۔

(۴) آپ ﷺ نے جو تعلیم عقائد،معاملات اور اخلاق وغیرہ کے متعلق دی ہے وہ ہر وقت مفید اور کامیاب رہے ہیں۔

(۵) دعویٰ نبوت سے سابق ان کے صدق و امانت میں کسی کو شک نہیں تھا اور اس سے پہلے نہ آپ نے اہل اقتدار سے تعلقات قائم کئے۔اور نہ عوام سے کوئی رابطہ قائم کیا۔بلکہ اچانک تمام قوم اور ماحول کے جذبات سے مخالف امور کی طرف دعوت دی جس میں نہ مال کی امید تھی۔اور نہ جاہ کی بلکہ موت اور تکالیف کا شدید ترین خطرہ تھا۔تو عادۃً کاذب اور اہل دنیا سے ایسے معاملہ کا صدور ممتنع ہے۔بلکہ یہ صادق اور اہل اللہ کا شیوہ ہے۔

(۶) امریکہ کے اہل کتاب جس دلیل سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت ثابت کرتے ہیں ان دلائل سے بعینہا ہم خاتم النبیین ﷺ کی نبوت ثابت کرتے ہیں۔

(۷) ان کے صحبت یافتہ لوگوں کا کمال اخلاق اور اخلاص اور للٰہیت دلیل ہے اس کے کمال کی جو کہ مسلم عند الخلوق بھی

ہے۔اور وہ کسی کے شاگرد نہیں تھے تو معلوم ہوا کہ آپ اللہ کے برگزیدہ پیغمبر ہیں اور آپ کا معلم اللہ تعالیٰ ہے۔
(۸) آپ کے تعلیم سے ایک جنگلی قوم مہذب، بااخلاق اور رہنما بن گئی۔
(۹) جھوٹے کا ایسا کامیاب نتیجہ نکلنا عادۃً ممتنع ہے۔
(۱۰) اتنا کامل اخلاص، للٰہیت اور شفقت بغیر ذاتی اغراض کے پیغمبر علیہ السلام ہی کا شیوہ ہے۔ وھو الموفق

فضلات النبی ﷺ پاک ہیں

سوال: محترم جناب حضرت مفتی محمد فرید صاحب بارک اللہ فی عمرک! دار العلوم کراچی سے مولوی محمد عاشق الٰہی صاحب مدظلہ نے خط بھیجا ہے کہ فضلات النبی ﷺ کے بارے میں ہماری دانستگی میں جو تحقیق ہے وہ یہ ہے کہ حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک حضور اکرم ﷺ کے بول و براز اور ہر طرح کے فضلات پاک تھے۔ جب پاک ہونا مان لیا گیا تو پینے سے کوئی حرج لازم نہیں آتا۔ صحابہ نے فرط محبت میں آپ کے فضلات میں سے جو کوئی چیز پی لی۔ تو ان میں سے کوئی بات قابل مواخذہ نہیں۔ (بحوالہ خصائص کبریٰ ص ۶۸، ۱۷ جلد ۱ شامی ۲۱۲ جلد ۱) لیکن تشفی نہیں ہوتی کیونکہ کسی شے کی طہارت اصل ہے یا نجاست اصل ہے؟ اور حنفیہ و شافعیہ طہارت پر متفق ہیں۔ پھر لکھتے ہیں کہ فرط محبت سے پی لی۔ تو اس سے اصل نجاست ثابت ہوئی کہ بول و براز میں اصل نجاست ہے۔ تمام مؤمنین کو حکم ہے کہ بول و براز نجس ہے نیز خروج بول و براز سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ نیز حضور ﷺ بول و براز کے بعد وضوء فرماتے تھے۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا کہ میں حضور ﷺ کے کپڑوں سے منی دھوتی تھی (بخاری) تو معلوم ہوا کہ خروج نجاست سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ تو بول و براز اگر نجس نہ ہو تو وضوء کس طرح ٹوٹ گیا کیونکہ، مایکون حدثا یکون نجسا وما یکون نجسا یکون حدثا۔
اصل عرض یہ ہے کہ میں نے جو عبارت شیم الحبیب سے "روی انہ اذا تغوط" سے شروع کر کے آخر تک لکھی ہے کہ علم کی روشنی میں اصل مسئلہ واضح ہو جائے، جس میں کسی کا ذاتی یا مخصوص فعل یا فرط محبت یا بے اختیاری سے قطع نظر ہو۔ مثلاً سایۂ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں روایات موجود ہیں کہ سایۂ رسول اللہ ﷺ نہ تھا۔ لیکن مفتی محمد شفیع صاحب نے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں سارے روایات کو غلط قرار دیکر ثابت فرمایا ہے کہ کسی معتبر روایت میں یہ

نہیں ہے کہ حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا تو اگر صحیح معتبر روایات سے مضامین مندرجہ بالا ثابت ہو جائیں اگر چہ خصوصیت النبی ﷺ ہو۔ تو ہم مان لینگے۔ تا کہ نصاریٰ کی طرح افراط اور یہود کی طرح تفریط لازم نہ ہو۔ فقط والسلام

المستفتی: محمد جلال الحق اباذی

الجواب: محترم المقام دامت برکاتکم! السلام علیکم کے بعد واضح رہے کہ چونکہ آپ کے تمام مسائل علمی اور تفصیل طلب ہیں۔ اور ان ایام میں تدریس سے فرصت ملنا مشکل ہوتا ہے۔ لہٰذا مختصر طور سے اول الذکر مسئلہ کے متعلق کچھ لکھتا ہوں۔ وہ یہ کہ فقہاء کرام نے پیغمبر علیہ السلام کے فضلات کو پاک مانا ہے۔ ﴿۱﴾ **بما ورد في الحديث الصحيح انه عليه السلام كان طيباً (خوشبو وپاک) وظاهره يعم الفضلات ولان النبي ﷺ لم ينكر على من شرب بوله ودمه والتقرير دليل المشروعية ولا بعد فيه على من تامل في المسك والحرير والعنبر فانها من الفضلات نعم يرد عليه انه عليه السلام كيف احتاج الى غسل المنى والا ستنجاء اللهم الا ان يقال انه عليه الصلاة والسلام كان يجرى عليها احكام النجاسة تعليما للامة اى يجرى على فضلاته احكام فضلات الامة تعليما لهم لاحكامها. او يقال ان ابقاء ها بحيث يراه الراوى مما يخل بالمروة ولذا يغسل المنى عند منى قال بطهارة من الامة وهذا مما استفدت من بعض المشائخ قدس سره. وهو الموفق**

روضۂ رسول افضل ہے یا خانہ کعبہ اور جبرائیل امین کا متشکل ہونا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا حضور ﷺ کی روضہ انور کی جگہ بیت اللہ شریف سے زیادہ افضل ہے؟ اور کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ پر وحی لاتے وقت کبھی

﴿۱﴾ قال العلامه ابن عابدين الشامى صحح بعض ائمة الشافعية طهارة بوله ﷺ و سائر فضلاته و به قال ابو حنيفة كما نقله فى المواهب اللدنيه عن شرح البخارى للعينى و صرح به البيرى فى شرح الاشباه و قال الحافظ ابن حجر تظافرت الادلة على ذلك و عد الائمة ذلك من خصائصه ﷺ و نقل بعضهم عن شرح المشكاة لملا على قارى انه قال اختاره كثير من اصحابنا و اطال فى تحقيقه فى شرحه على الشمائل فى باب ما جاء فى تعطره عليه الصلاة والسلام. (رد المحتار ص ۲۲۳ جلد ۱ مطلب فى طهارة بوله ﷺ باب الانجاس)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شکل میں بھی آئے ہیں یا نہ؟

المستفتی: گل شیر خان حقانی جمرود خیبر ایجنسی......۱۹۸۸ء/۳/۲۳

الجواب: (۱) ابن تیمیہ وغیرہ علماء فرماتے ہیں کہ اول الذکر افضل ہے۔ والمسجود هو الله دون الكعبه والتوجه اليها لا يقتضى الافضلية فافهم. ﴿۱﴾ (۲) معاذ الله. وهو الموفق

حضور ﷺ کا قضائے حاجت کے وقت دیکھا جانا

سوال: ہمارے ہاں ایک مولوی صاحب کہتا ہے کہ حضور ﷺ کو قضائے حاجت کے وقت کسی نے نہیں دیکھا ہے۔ یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: اہالیان جامع مسجد شیر ینگل دیر......۱۹۷۵ء/۱۱/۹

الجواب: هذا مخالف من حديث ابن عمر انه ارتقى على البيت فرئ النبى ﷺ يقضى حاجته. ﴿۲﴾ والحديث مشهور. وهو الموفق

حضور ﷺ کا غسل و جنازہ اور تفسیر بیضاوی میں غایۃ کا مطلب

سوال: (۱) رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کو غسل کس نے دیا تھا۔ (۲) نماز جنازہ کس نے ادا کیا تھا۔ (۳) تفسیر بیضاوی کے عبارت کی تشریح میں غایۃ لکھا ہے۔ اس کی کیا مقدار ہے؟

المستفتی: محمود الظفر مردان......۱۴/ ذی القعدہ ۱۳۹۷ھ

الجواب: (۱) حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ ص ۲۶۰ جلد ۵ امام احمد بن حنبل سے

﴿۱﴾ يدل عليه حديث ابن عمر انه نظر يوما الى الكعبة فقال ما اعظمك وما اعظم حرمتك والمومن اعظم حرمة عند الله تعالىٰ منك اخرجه الترمذى وحسنه صفحه ۲۴ ج ۲ ورواه ابن ماجه مرفوعا عن ابن عمر ولفظه قال رأيت رسول الله صلى الله وسلم يطوف بالكعبة ويقول ما اطيبك واطيب ريحك واعظم حرمتك والذى نفس محمد بيده لحرمة المومن اعظم عند الله حرمة منك الخ صفحه ۲۹۰ (بوادر النوادر ص ۵۴)

﴿۲﴾ عن ابن عمر قال رقيت يوما على بيت حفصة فرأيت النبى ﷺ على حاجته مستقبل الشام مستدبر الكعبة هذا حديث حسن صحيح. (ترمذى ص ۳ جلد ۱ ابواب الطهارة باب ماجاء من الرخصة فى ذلك)

روایت کی ہے کہ غسل حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ تقلیب کرتے تھے اور اسامہ رضی اللہ تعالی عنہ اور صالح رضی اللہ عنہ پانی ڈالتے تھے۔﴿۱﴾

(۲) ابن کثیر ص ۲۶۵ جلد ۵ نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کا جنازہ منفرد پڑھا گیا تھا۔﴿۲﴾

(۳) غایۃ کا معیار تسلط غیبی کا اعتقاد ہے۔وھو الموفق

روضہ رسول اللہ ﷺ خلاف شریعت نہیں ہے

سوال: ایک صاحب کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا روضہ مبارکہ غلط اور خلاف شریعت بنایا گیا ہے کیونکہ قبروں پر آبادی ممنوع ہے تو ایسے شخص کے قول کے بارے میں کیا حکم ہے۔بینوا تو جروا

المستفتی: حاجی میر جمال نقشبندی خٹکی شریف......۷ رذی قعدہ ۱۳۹۵ھ

الجواب: لایخفی ان النبی ﷺ نهیٰ عن البناء علی القبور کما رواه مسلم ﴿۳﴾ وغیرہ وقال ابوبکر الصدیق رضی الله عنه سمعت رسول الله ﷺ قال ما قبض الله نبیا الا فی الموضع الذی یحب ان یدفن فیه ادفنوه فی موضع فراشه رواه الترمذی .﴿۴﴾ولا ریب فی ان النبی ﷺ توفی فی البیت والبناء فلا بد ان یکون قبره مخصوصا من سائر القبور ویکون البناء علی قبره المبارک جائزاً﴿۵﴾ ومن تمسک بالحدیث المحرم ولم ینظر الی الحدیث العارض فهو مسلم نجدی ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم .وهو الموفق

﴿۱﴾عن ابن عباس ....فاسنده علی الی صدره وعلیه قمیصه وکان العباس وفضل وقثم یقلبونه مع علی وکان اسامه بن زید وصالح مولاه هما یصبان الماء وجعل علی یغسله ولم یرمن رسول الله ﷺ شیئا مما یری من المیت الخ .(البدایة والنهایة ص ۳۰۰ جلد۵ صفة غسله علیه السلام)

﴿۲﴾قال الحافظ عماد الدین ابن کثیر ،وهذا الصنیع وهو صلاتهم علیه فرادی لم یؤمهم احد علیه امر مجمع علیه لا خلاف فیه .(البدایة والنهایة ص ۳۰۵ جلد۵ کیفیة الصلاة علیه ﷺ)

﴿۳﴾عن جابر قال نهی رسول الله ﷺ ان یجصص القبروان یبنیٰ علیه وان یقعد علیه رواه مسلم. (مشکواة المصابیح ص ۱۴۸ جلد ۱ باب دفن المیت)

﴿۴﴾(شمائل ترمذی ص ۲۸ جلد ۲ باب ماجاء فی وفات رسول الله ﷺ)

﴿۵﴾ ہمارے لئے سب سے بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ بعد دفن کے خلفاء راشدین میں سے کسی نے اس بناء کے بقاپر نکیر نہیں فرمایا بلکہ ایک موقع پر استسقاء کی ضرورت شدیدہ سے صرف سقف میں ایک روشندان کھولا گیا تھا جس سے اس بنا کے بقاء کا مشروع ہونا بھی معلوم ہوا۔اور یہ صحابہ کے وقت میں ہوا ہے۔اور کسی صحابی نے نکیر نہیں فرمایا تو اس کے اذن پر اجماع ہو گیا جو استثناء کیلئے حجت کافیہ ہے۔(از مرتب)

حضور ﷺ نور، بشر اور رسول ہیں

سوال: حضور ﷺ نور ہیں یا بشر ہیں؟ تفصیلی جواب سے نوازیں۔

المستفتی: شوکت علی صاحب مدرسہ تعلیم القرآن مردان......۱۵ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: رسول اللہ ﷺ بشر بھی ہیں اور نور بھی، لقوله تعالیٰ سبحان ربی هل كنت الا بشراً رسولا، الآیه ﴿۱﴾ (الاسراء) قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی ﴿۲﴾ (کهف) .قد جاء کم من الله نور و کتاب مبین. (مائدة) ﴿۳﴾

پس ان میں سے کسی ایک کا انکار کرنا ضروریات دین سے انکار اور کفر ہے۔ البتہ تمام بشر ایک جیسے نہیں ہیں جیسا کہ عام پتھر اور جواہر ایک جیسے نہیں ہیں۔ ﴿۴﴾ اور رسول اللہ ﷺ نہ خدا ہے اور نہ ملک بلکہ تمام عالم کیلئے منور ہیں اور ان کا تمام جسم بھی منور ہے۔ بہر حال ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ پیغمبر ﷺ کو بشر اور رسول مانیں۔ مشرکین عرب ان کو بشر مانتے تھے۔ مگر رسول نہیں مانتے تھے۔ اور موجودہ زمانہ کے ملحدین ان کو رسول مانتے ہیں۔ مگر بشر نہیں مانتے۔ وهو الموفق

محمد ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ "ؐ" یا "ؑ" لکھنے کا حکم

سوال: محمد ﷺ کے اسم گرامی کے ساتھ "ؐ" یا "ؑ" کا نشان لگانا کیا حکم رکھتا ہے نیز دوست محمد جو کسی شخص کا نام ہو، کے ساتھ بھی محمد پر "ؐ" کا لکھنا ضروری ہے یا نہیں؟

المستفتی: فریدون صدیقی خادگزئی دیر......۱۹ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

الجواب: پیغمبر ﷺ کے نام کے ساتھ مکمل جملہ "علیه السلام" "علیه الصلاة والسلام" "ﷺ" لکھنا چاہئے۔ صرف "ص یا ع" پر اکتفاء کرنا جاہلانہ رسم ہے نیز دوست محمد رسول خدا کا نام نہیں ہے۔ اس کے ساتھ یہ جملہ لکھنا بے جا اقدام ہے۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ (پ: ۱۵ سورة بنی اسرائیل رکوع: ۱۰ آیت: ۹۳)
﴿۲﴾ (پ: ۱۶ سورة کهف رکوع: ۳ آیت: ۱۱۰)
﴿۳﴾ (پاره: ۶ سورة مائدة رکوع: ۷ آیت: ۱۵)
﴿۴﴾ محمد بشر لكن ليس كالبشر...... محمد ياقوتة والناس كالحجر
وقال البوصیری: فمبلغ العلم فيه انه بشر ...... وانه خير خلق الله كلهم

ولادت رسول ﷺ خلاف عادت نہیں تھی

سوال: کیافرماتے ہیں علماء اہلسنت والجماعت کہ ولادت انبیاء علیہم السلام اور ولادت حضرت سیدنا محمد ﷺ عام انسانوں کی طرح ہوئی ہے یا حضور ﷺ کی و دیگر انبیاء علیہم السلام کی ولادت بائیں پسلی سے حضرت حواء علیہا السلام کی طرح ہوئی ہے۔ بینوا وتوجروا

المستفتی: ضیاء الرحمٰن شید و نوشہرہ......۲/۵/۱۹۷۲ء

الجواب: واضح رہے کہ قاعدہ یہ ہے کہ ہر ایک لفظ سے معنی متبادر مراد کیا جائے گا جب تک اس سے مانع موجود نہ ہو۔ یحتمل النصوص علی ظواهر ها مالم یمنع مانع پس جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ ولادت سے معنی غیر متبادر مراد ہے۔ تو اس کیلئے ضروری ہے کہ قرآن یا حدیث یا آثار وغیرہ سے دلیل پیش کرے صرف دعویٰ ناکافی ہے۔ نیز کفر انکار ضروریات کو کہا جاتا ہے اور یہ امر (پسلی سے پیدا ہونا) ضروریات سے درکنار نظریات سے بھی نہیں ہے۔ البدایہ والنہایہ اور سیرت ابن ہشام وغیرہ سے یہ واضح ہے کہ یہ ولادت خلاف عادت نہیں تھی اور ممکن ہے کہ یہ اطلاق ادب اور احتیاط پر مبنی ہو۔ ومأخذه قوله تعالیٰ خلق من ماء دافق یخرج من بین الصلب والترائب .فافهم وتدبر ولاتکن ممن ینبع العجائب والغرائب ۔فقط

حضور ﷺ ازل سے خاتم الانبیاء ہیں

سوال: حضور ﷺ کو کب سے خاتم النبیین تسلیم کیا جائے کیا قبل الولادت بھی آپ خاتم الانبیاء تھے؟ وضاحت کی جائے مہربانی ہوگی۔

المستفتی: مولانا عبدالستار لاہور ٹاؤن شپ...... یکم رذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

الجواب: چونکہ ختم کے متعلق بہت سے آیات اور احادیث وارد ہیں۔ ﴿۱﴾ اور ان میں سے سب سے اول کا تعین مشکل ہے۔ لہٰذا ہم عقیدہ رکھیں گے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والتسلیم اللہ تعالیٰ کے علم میں ازل سے خاتم الانبیاء ہیں اور اس کے متعلق اول وحی کی تاریخ نامعلوم ہے۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال اللہ تبارک و تعالیٰ: وما کان محمد ابآ احد من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبین (سورۃ الاحزاب آیت: ۴۰)
و عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ مثلی و مثل الانبیاء کمثل قصرا حسن بنیانه ترک منه موضع لبنة فطاف به النظار یتعجبون من حسن بنیانه الاموضع تلک اللبنة فکنت انا سددت موضع اللبنة ختم بی البنیان و ختم بی الرسل و فی روایة فانا اللبنة و انا خاتم النبیین . متفق علیه .
(مشکواة المصابیح ص ۵۱۱ جلد ۲ باب فضائل سید المرسلین ﷺ)

حضور ﷺ ابتدائے امر سے خاتم النبیین ہیں

سوال: ختم النبوت کس وقت سے تسلیم کیا جائے؟ حضور ﷺ کے ولادت مبارک سے خاتم النبیین تسلیم کیا جائے۔ یا آیت ختم النبوت کے نزول کے بعد، یا حضور ﷺ کے وفات کے بعد سے، مطلب یہ کہ وحی کا دروازہ کس وقت سے بند تسلیم کیا جائے۔ بینوا وتوجروا

المستفتی: رانا عبدالستار ٹاؤن شپ لاہور......۳ رمضان ۱۴۰۲ھ

الجواب: نبی علیہ السلام ابتدائے امر سے خاتم النبیین ہیں۔ ﴿۱﴾ البتہ ختم النبوت کا ظہور اس وقت ہوا، جبکہ اس کے متعلق وحی جلی یا وحی خفی نازل ہوئی۔ اور بہر حال خاتم النبوت کا نزول عیسیٰ علیہ السلام اور اس کو وحی ہونے سے کوئی تصادم نہیں ہے۔ وھو الموفق

حضور ﷺ کے ختنہ میں اختلاف ہے

سوال: دریں جا دو اشخاص اختلاف میکنند۔ یکے میگوید کہ نبی علیہ السلام ختنہ شدہ، و جانب مقابل گوید، کہ قدرتی ختنہ مے باشد، براہ کرم تسلی بخش جواب روانہ کنید۔

المستفتی: نور محمد تالاب مسجد پشاور......۲۷ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: ایں مسئلہ مختلف فیہ است، راجح این است کہ مختون مادرزاد نہ بود کما فی رد المحتار ص۶۵۷ جلد ۵ وقد اختلف الرواة والحفاظ فی ولادة نبینا ﷺ مختونا ولم یصح فیه شیء واطال الذهبی فی رد قول الحاکم انه تواترت به الروایة وقد ثبت عندهم ضعف الحدیث به وقال بعض المحققین من الحفاظ الاشبه بالصواب انه لم یولد مختونا. ﴿۲﴾ وھو الموفق

اسم ذات اور اسم محمد ﷺ میں ہونٹوں کے بند ہونے اور نہ ہونے کا لطیفہ

﴿۱﴾ عن العرباض بن ساریة عن رسول الله ﷺ انه قال انی عند الله مکتوب خاتم النبیین و ان اٰدم لمنجدل فی طینة الخ (مشکوٰة المصابیح ص ۵۱۳ باب فضائل سید المرسلین)

﴿۲﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۵۳۰ جلد ۵ مسائل شتی کتاب الخنثیٰ)

سوال: ہمارے مسجد کے امام نے ایک دفعہ تقریر کے دوران کہا ''اللہ کے نام لینے سے لب بند نہیں ہوتے اور محمد ﷺ کے نام سے لب بند ہو جاتے ہیں اس نام میں کتنا مٹھاس ہے'' یہ جملہ کہنا کس طرح ہے؟

المستفتی: حکیم سید اختر حسین صدر کیملپور

الجواب: اس سے مقصد اسم محمد ﷺ کی تعظیم ہے۔ نہ اسم اللہ کی تحقیر، لہٰذا اس میں حرج نہیں ہے۔ فقط

حضور ﷺ کے زمانے میں نفاق کا پایا جانا

سوال: کیا حضور علیہ الصلاۃ والتسلیم کے زمانے میں بھی نفاق پایا جاتا تھا۔ اور کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی پاک ہستیوں پر اس کی زد تو نہیں پڑتی؟ براہ کرم وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: ظاہر شاہ تخت بھائی مردان ...... ۶ ر رجب ۱۴۰۲ھ

الجواب: نفاق تا قرب قیامت (تا خروج دجال) پایا جائے گا۔ البتہ اہل نفاق کے دام تذویر میں اہل اخلاص کا مبتلا ہونا کوئی امر مستبعد نہیں ہے۔ کما فی حادثۃ الافک۔ ﴿۱﴾ وھو الموفق

کتاب ''تحذیر الناس'' اور ''البراھین القاطعہ'' کے بعض عبارات پر اعتراض کا جواب

سوال: ایک کتاب تحذیر الناس میں لکھا ہے ''کہ اگر بالفرض آپ ﷺ کے زمانے میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور رہتا ہے دوسری عبارت یہ ہے کہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔'' ''کتاب تحذیر الناس'' تو مولانا محمد قاسم رحمہ اللہ کا ان الفاظ سے کیا مطلب ہے نیز کتاب براہین القاطعہ میں لکھا ہوا ہے کہ ابلیس یعنی شیطان کا علم حضور ﷺ سے زیادہ ہے۔ اس کی وضاحت فرماویں۔ کیونکہ اکثر بریلوی حضرات ان جملوں پر اعتراضات کرتے ہیں۔

المستفتی: سرور صدیقی ۱۹ مقبول آباد کراچی نمبر ۵ ...... ۱۵ ر جولائی ۱۹۸۹ء

﴿۱﴾ قال الحافظ ابن الکثیر (ان الذین جاء وا بالافک عصبۃ منکم) ای جماعۃ منکم یعنی ماھو واحد ولا اثنان بل جماعۃ فکان المقدم فی ھذہ اللعنۃ عبد اللہ بن ابی ابن سلول رأس المنافقین فانہ کان یجمعہ ویستوشیہ حتی دخل ذلک فی اذھان بعض المسلمین فتکلموا بہ وجوزہ اخرون منھم .... حتی نزل القرآن۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۳۵۶ جلد ۳ سورۃ نور پارہ: ۱۸)

الجواب: (۱) اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کو نبوت دینے کے بعد کسی کو منصب نبوت نہیں دیا جائے گا۔ پس اگر روئے زمین پر اس زمانہ میں کوئی پیغمبر تھا۔ جیسا کہ خضر علیہ السلام اور یا اس زمانہ کے بعد کوئی پیغمبر آجائے جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام۔ تو یہ ختم نبوت سے معارض نہ ہوں گے۔

(۲) پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے علم ضار غیر نافع سے پناہ مانگی ہے۔ ﴿۱﴾ اور ایسا علم شیطان کو حاصل ہے۔ وھو الموفق

کسی کے نام میں ''محمد'' آنے کے وقت علیہ السلام وغیرہ لکھنا

سوال: اگر کسی کا نام محمد امیر، محمد نذیر یا محمد شریف ہو۔ تو تحریر کے وقت ''محمد'' پر ''ؐ'' یا ''ؑ'' لکھنا چاہئے یا نہیں نیز صرف ''ؐ'' یا ''ؑ'' لکھنے کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: مولوی عبدالقیوم پشاور کینٹ......۱۹۸۴ء/۶/۱۱

الجواب: محمد کے ساتھ ''ؐ'' یا ''ؑ'' لکھنا بہر حال مکروہ ہے۔ صرح بہ فی مقدمۃ ابن الصلاح وغیرھا۔ بلکہ علیہ السلام وغیرہ مندوب ہے۔ اور جہاں لفظ محمد امتی کا نام ہے۔ یا امتی کے نام میں مضمون ہو تو وہاں باب شرع میں علیہ السلام کا لکھنا بھی مذموم ہے۔ ﴿۲﴾ وھو الموفق

حضور ﷺ کا سایہ

سوال: حضور ﷺ کے سایہ کے نہ ہونے کے بارے میں صحیح حدیث ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد ظاہر میران شاہ............۱۹۷۹ء

الجواب: سایہ کے متعلق کوئی صحیح روایت نہیں۔ ﴿۳﴾ اور بر تقدیر ثبوت اس کی تسلیم میں کوئی نکارت نہیں۔ وھو الموفق

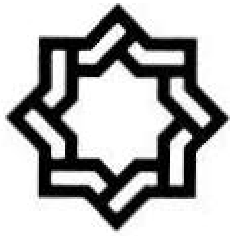
﴿۱﴾ عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ ﷺ یقول اللھم انی اعوذبک من الاربع من علم لا ینفع و من قلب لا یخشع الخ رواہ احمد و ابو داؤد و ابن ماجہ و الترمذی و النسائی ۔ (مشکواۃ المصابیح ص ۲۱۷ جلد ۱ باب الاسعاذۃ الفصل الثانی)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین (ولا یصلی علی غیر الانبیاء الخ) لان فی الصلاۃ من التعظیم مالیس فی غیرھا من الدعوات الخ. (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ص ۵۳۱ جلد ۵ مسائل شتی کتاب الخنثیٰ)

﴿۳﴾ صحاح ستہ میں حضور ﷺ کے سایہ کے متعلق کوئی حدیث وارد نہیں ہے۔ کہ آپ کا سایہ زمین (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

پر نہیں پڑتا تھا۔ البتہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے خصائص کبریٰ میں ایک روایت مرسلاً ذکر کی ہے۔ عن ذکوان ان رسول اللہ ﷺ لم یکن یری له ظل فی شمس و لا قمر و لا اثر قضاء حاجة قال سیوطی قال ابن سبع من خصا ئصه ان ظله لا یقع علی الارض و انه کان نوراً فکان اذمر فی شمس او قمر لا ینطر له (خصائص الکبریٰ ص ۶۸ جلد ۱) لیکن یہ روایت چند وجوہ کی بناء پر ضعیف ہے اول یہ کہ تمام ذخیرہ احادیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا اور اگر بطور معجزہ ہوتا تو صحابہ کرام میں سے کوئی اس کو روایت کرتا۔ لیکن اس بارے میں بھی ایک مرسل حدیث اور وہ بھی سنداً ضعیف ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ محدثین کی ایک بڑی جماعت حدیث مرسل کو حجت نہیں مانتی تیسری وجہ یہ ہے۔ کہ اس حدیث کا پہلا راوی عبدالرحمٰن ابن قیس زعفرانی ضعیف، مجروح اور نا قابل اعتبار ہے بعضوں نے وضع حدیث اور بعضوں نے کذب حدیث کی طرف منسوب کیا ہے (کما فی تھذیب التھذیب ص ۲۳۱ جلد ۶ رقم : ۴۱۳۰) اور اس حدیث کا دوسرا راوی عبدالملک بن عبداللہ بن ولید بھی مجہول الحال ہے کتب متداولہ میں اس حدیث کا حال مذکور نہیں۔ البتہ سایۂ رسول ﷺ سے متعلق اسی طرح کی احادیث موجود ہیں۔ عن انس بن مالک .... ثم رأیت النار فیما بینی و بینکم حتی لقدرأیت ظلی و ظلکم الخ (حاوی الافراح الی بلاد الارواح لابن القیم الجوزی ص ۴۲ ، ۴۳ جلد ۱) وعن عائشة رضی اللہ عنها .... قالت فبینما انا یوما بنصف النهار اذا انا بظل رسول اللہ ﷺ الخ

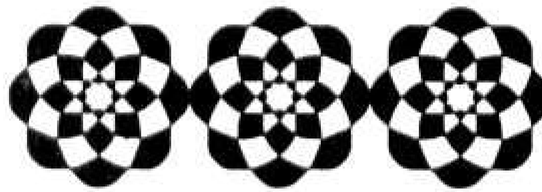
(مسند احمد ص ۲۳۱ ، ۲۳۲ فی مسند عائشة) (از مرتب)





باب

ما یتعلق با لانبیاء علیہم السّلام



قال اللّٰه تعالیٰ: وما ارسلنا من قبلك الا رجالاً نوحی الیهم فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون ہ الآیة

باب ما یتعلق با لانبیاء علیھم السلام

عصمت انبیاء اور ذوالکفل کے بارے میں صاحب بحر کے عبارت کی تشریح

سوال: (۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ علامہ ابن نجیم بحرالرائق میں باب احکام المرتدین ص ۱۲۰ جلد ۵ میں یہ عبارت لائے ہیں۔" وبقولہ لم تعص الانبیاء علیھم السلام حال النبوۃ و قبلھا لردہ النصوص" اور دوسری عبارت ہے" ولا بانکارہ نبوۃ الخضرو ذی الکفل علیھما السلام لعدم الاجماع علی نبوتھما "یہ جملے کس پر عطف ہیں اوران کا مفہوم کیا ہے۔کیا یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے کہ انبیاء علیہم السلام دوران نبوت اور قبل از نبوت معصیت سے معصوم ہیں؟

(۲) علامہ ابن نجیم کا حنفی فقہاء میں کیا درجہ اور مقام ہے؟

(۳) کیا ذوالکفل علیہ السلام نبی نہیں تھے قرآن مجید میں جس انداز سے ان کا تذکرہ فرمایا گیا ہے اس سے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبی تھے۔تو ان عبارات کا کیا مطلب ہے؟

المستفتی: شمس الرحمٰن k-78 اٹک شہر...... ۷ ررمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

الجواب :(۱) و بقولہ لم تعص الانبیاء علیھم السلام الخ معطوف ہے. ونسبۃ الی الفواحش جو کہ قریب تر ہے اور یا معطوف ہے معطوف علیہ معنوی پر اس کلام میں ویکفر ان اعتقد ان اللہ تعالیٰ یرضی بالکفر ای ویکفر با عتقادہ ان اللہ یرضی بالکفر جو کہ بعید تر ہے اور صاحب بحر کا یہ کلام واضح المراد ہے۔کیونکہ نصوص میں ان سے عصیان کا صدور نظم القرآن میں مذکور ہے۔اور لغت عربی میں عصیان کلی مشکک ہے۔ خطاء فی الاجتھاد اور ترک اولیٰ کو بھی کہا جاتا ہے۔البتہ ان سے گناہ صغیرہ یا کبیرہ مراد نہیں لئے جائینگے ﴿۱﴾ جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا قول مختار ہے۔......(۲) یہ امام ابوحنیفہ ثانی ہے۔

﴿۱﴾ قال العلامہ محی الدین محمدبن بھاء الدین قولہ والانبیاء صلوات اللہ علیھم اجمعین کلھم منزھون عن الصغائر والکبائر والکفر والفواحش وقد کانت منھم زلات وخطیئا ،ای صغائر صدرت عنھم سھوا وغفلۃ فان الکبائر لا تصدرعنھم ولو سھواً عند البعض واما عدم صدورھا عمداً بعد البعثۃ فممتنع عندنا شرعاً وعندالمعتزلۃ عقلاً .الخ (القول الفصل شرح فقہ الاکبر ص ۲۷۳ الانبیاء ننزھون عن الصغائر)

(۳) سورۃ ص کی آیت اس کے نبی ہونے میں ظاہر ہے۔ صریح نہیں ہے۔ قرآن میں ان کو نہ رسول کہا گیا ہے نہ نبی اور نہ ارسلنا وغیرہ الفاظ سے ان کا تذکرہ ہوا ہے۔ ﴿۱﴾

حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت اور زندہ ہونے کی تحقیق

سوال: کیا حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں یا وفات پا چکے ہیں اور کیا آپ پیغمبر تھے یا نہیں؟ جواب سے نوازیں۔

المستفتی: مولوی مغل خان پرائمری سکول علی بیگ نوشہرہ تاروجبہ......۱۱ر رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

الجواب: حضرت خضر علیہ السلام جمہور کے نزدیک زندہ ہیں اور محققین کے نزدیک پیغمبر ہیں۔ مزید تفصیل ہدایۃ القاری کتاب العلم میں ملاحظہ کریں۔ ﴿۲﴾

موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا، مردوں کا زندوں کو دیکھنا، قبر سے سورۃ ملک کی آواز آنا وغیرہ

سوال: (۱) معراج کی رات جب حضور ﷺ تشریف لے گئے تو موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں دیکھا کہ نماز پڑھ رہے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟ (۲) کوئی شخص زیارت القبور کرے۔ تو اہل قبور ان کو دیکھتے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟ (۳) حضور ﷺ کے زمانے میں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے لاعلمی میں ایک قبر پر خیمہ نصب کیا تو اس قبر سے سورۃ ملک کی آواز آرہی تھی۔ پھر حضور ﷺ کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے واقع بیان کیا۔ کیا یہ صحیح ہے؟

(۴) کیا قبر میں ایماندار آدمی زندہ ہوتا ہے اور تلاوت کرتا ہے؟

المستفتی: لقمان صاحب مصری باڈہ

﴿۱﴾ قال العلامه الوسی و ذا الكفل ای واذكرهم و ظاهر نظم ذی الكفل فی سلك الانبياء عليهم السلام انه منهم و هو الذی ذهب اليه الاكثر ......وقال ابو موسیٰ الاشعری و مجاهد لم يكن نبياً و كان عبداً صالحاً استخلفه الخ (تفسير روح المعانی ص ۱۲۱ جلد ۱۰ پاره : ۱۷ سورة الانبياء آيت : ۸۵)

﴿۲﴾ واختلف فی نبوته قال الثعلبی وابن الجوزی انه نبی وهو الراجح المتبادر من قوله تعالیٰ آتيناه رحمة من عندنا وعلمناه من لدنا علما من قوله تعالیٰ وما فعلته من امری ومن اقدامه علی قتل نفس ذكية وقيل انه ولی ويرد عليهم ان القتل محرم قطعی لا يجوز الاقدام عليه لامر ظنی وهو الهام الولی اللهم الا ان يقال ان نبياً من الانبياء قال له ان الهامک يكون حقا من الله تعالیٰ واختلف فی حياته قال بعض المحققين بوفاته لحديث ارء يتكم ليلتكم هذه فان رأس مأة سنة لا يبقیٰ من هو اليوم علی الارض احد وقال الجمهور بحياته وهو الراجح لما ورد انه الرجل الذی يقتله الدجال ثم يحييه وهو المروی عن معمر وعن ابراهيم بن سفيان راوی كتاب مسلم ولاثر عمر بن عبد العزيز انه خرج من المسجد و مشی مع رجل يتكلم معه فلم يعرفه الناس فسئلوه عنه فقال انه كان خضراً عليه السلام رواه فی الاصابة باسناد جيد (هداية القاری علی صحيح البخاری ص ۱۷۷ جلد ۱ كتاب العلم باب ما ذكر فی ذهاب موسیٰ فی البحر)

الجواب:(۱) یہ حدیث صحیح ہے۔رواہ مسلم وغیرہ ﴿۱﴾ (۲)...... یہ حدیث ثابت ہے۔﴿۲﴾
ذکرہ ابن کثیر و ابن تیمیہ والسیو طی فی فتاواہ ۔
(۳) یہ حدیث ثابت ہے۔(مشکواۃ) ﴿۳﴾
(۴) ہامش کوکب دری میں اس کے متعلق تفصیل ملاحظہ کریں۔ وھو الموفق

موسیٰ علیہ السلام نے عزرائیل علیہ السلام کے جسم مثالی کو تھپڑ مارا تھا

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب حضرت عزرائیل علیہ السلام کو تھپڑ مارا تھا تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کیونکہ فرشتہ تو (جسم نورانی یتشکل باشکال المختلفة) یعنی ہوا کی طرح جسم لطیف ہوتا ہے۔وضاحت فرمائیں؟
المستفتی: محمد یوسف خزانہ آباد......۵/جولائی ۱۹۷۹ء

الجواب: یہ تھپڑ جسم مثالی کو دیا گیا تھا نہ کہ جسم اصلی کو۔نقصان خاص جسم مثالی کے آنکھ میں آیا تھا۔نہ جسم اصلی میں۔﴿۴﴾ فرشتہ نے مراجعت کے بعد موسیٰ علیہ السلام کی اجازت سے روح کو قبض کیا ہے۔﴿۵﴾

﴿۱﴾ عن ابی ہریرة قال قال رسول الله ﷺ لقد رایتنی فی الحجر و قریش تسأ لنی عن مسرای فسالتنی .... وقد رایتنی فی جماعة من الانبیاء فاذا موسیٰ قائم یصلی الخ رواہ مسلم
(مشکواة المصابیح ص ۵۲۹ جلد ۲ باب فی المعراج)
﴿۲﴾ قال ابن عبد البر ثبت عن النبی ﷺ قال مامن مسلم یمر علی قبر اخیه کان یعرفه فی الدنیا فیسلم علیه الا رد الله علیه روحه حتی یرد علیه السلام (فهذا نص فی انه یعرفه بعینه ویرد علیه السلام) ذکره السیوطی فی الحاوی للفتاویٰ (ص ۳۰۲ جلد ۲) وذکره الزبیدی فی اتحاف السادة المتقین .
(ص ۳۶۵ جلد ۱۰) وذکره ابن عساکر فی تهذیب تاریخ دمشق (ص ۲۹۲ جلد ۷) وذکره الهندی فی کنز العمال (الحدیث ۴۲۲۶۰۲ / ۴۲۲۶۰۱) (کتاب الروح ص ۱۱ لابن القیم)
﴿۳﴾ عن ابن عباس رضی الله عنه قال ضرب بعض اصحاب النبی ﷺ خبآءه علی قبر وهو لا یحسب انه قبر فاذا فیه انسان یقرأ سورة تبارک الذی بیده الملک حتیٰ ختمها فاتی النبی ﷺ فاخبره فقال النبی ﷺ هی المانعة هی المنجیة تنجیة من عذاب الله .رواه الترمذی وقال هذا حدیث غریب .
(مشکواة المصابیح ص ۱۸۷ جلد ۱ کتاب فضائل القرآن)
﴿۴﴾ و فی هامش المشکواة قوله ففقأ ها قد انکر بعض الملا حده هذاالحدیث قالوا کیف یجوز علی موسیٰ فقأ عین ملک الموت واجابوا بانه متشابه فیفوض علمه الی الله وان موسیٰ لم یعرف انه ملک الموت فظن انه رجل قصد نفسه وکان الملک یتمثل بصورة البشر فدفعه عنها فادت مدافعته الیٰ ففا عینه . لمعات ومرقات . (هامش مشکواة المصابیح ص ۵۰۷ جلد ۲ باب بدألخلق و ذکر الانبیاء علیهم السلام)
﴿۵﴾ (والتفصیل فی فتح الباری شرح صحیح البخاری ص ۲۵۲ جلد ۸ باب وفات موسیٰ و ذکره بعد کتاب الانبیاء)

ذبیحہ ابراہیمی کا جنت سے آنا منصوص نہیں

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو مینڈا ذبح فرمایا تھا تو وہ جنت سے آیا ہوا مینڈا تھا تو کیا بعد الذبح حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس کا گوشت کھایا تھا یا نہیں اگر کھایا تھا تو جنت کی نعمت جو بعد الموت جنت میں ملے گی دنیا میں کیسے مل گئی۔ اور اگر نہیں کھایا تو طیب وطاہر نعمت کا نہ کھانا بھی اچھا نہیں؟

المستفتی: شفیق الرحمٰن حقانی ادینہ صوابی......۱۹۷۵ء/۱۱/۱۵

الجواب: اس مینڈے کا جنت سے آنا منصوص نہیں۔ بلکہ اسرائیلیات سے ثابت ہے۔ نیز بظاہر اس کا کھانا معلوم ہوتا ہے۔ لان اضاعة المال حرام ۔معلوم ہوتا ہے کہ آپ پر بھی بنی اسرائیل کا رنگ چڑھا ہوا ہے۔ جو امور لایعنی ہوں۔ ان کے متعلق سوالات سے اجتناب کریں۔ وھو الموفق

ذبیحہ ابراہیمی اور امم سابقہ میں قربانی کی مقبولیت کی نشانی

سوال: ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کے جگہ جو دنبہ ذبح فرمایا ہے تو اس دنبے کا گوشت کس نے کھایا تھا؟

المستفتی: مجاہد شاہ کوہاٹ......۱۸/رمضان ۱۴۰۳ھ

الجواب: امم سابقہ میں قربانی کی مقبولیت کی نشانی یہ تھی کہ آسمان سے سفید آگ آکر اس کو جلادیتی۔ وھو الموفق

ذبیحہ ابراہیمی کا گوشت، سایہ رسول، سر پر ٹوپی رکھنے کا ثبوت اور انبیاء کے ساتھ شیطان کا ہونا

سوال: (۱) ابراہیم علیہ السلام کے قربانی کا گوشت کس نے کھایا ہے؟ (۲)......حضرت محمد ﷺ کا سایہ تھا یا نہیں؟

(۳) کیا سر پر ٹوپی رکھنا حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

(۴) کیا انبیاء کے ساتھ شیطان ہوتا ہے یا نہیں؟ بینوا و توجروا

المستفتی: روح الامین معرفت محمد شریف خادم دفتر دارالعلوم حقانیہ......۲۳/ستمبر ۱۹۸۴ء

الجواب: (۱) امم سابقہ میں قربانی کی قبولیت کی علامت یہ تھی کہ اس کو آگ کھالیتی، اسلئے اس کو بھی

آگ نے کھالیا ہوگا۔ ﴿۱﴾ (۲)......پیغمبر ﷺ کی بشریت اور انسانیت امر اجماعی ہے اور سایہ کا نہ ہونا اختلافی ہے. وعدم الظل لا یستلزم عدم الجسمیه کما فی الشمس و القمر. ﴿۲﴾

(۳)......ترمذی کی روایت سے ثابت ہے۔ ﴿۳﴾

(۴) ہوتا ہے لیکن وہ اس سے مامون ہوتے ہیں۔ ﴿۴﴾ وهو الموفق

قرآن واحادیث میں یوسف علیہ السلام کا زلیخہ کے ساتھ شادی کا کوئی ذکر نہیں

سوال: جہاں تک قرآن مجید میں موجود ہے یوسف علیہ السلام اور زلیخا کی شادی کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ بلکہ قرآن مجید نے زلیخا کی سیرت ایک مشرکہ اور مشکوک کردار والی عورت کی بیان کی ہے۔ نیز زلیخا کا مسلمان ہونا بھی قرآن سے ثابت نہیں۔ ایک خطیب صاحب فرماتے ہیں کہ ان کے درمیان شادی ہوئی تھی اور دو بچے بھی پیدا ہوئے تھے اور ثبوت میں حجۃ الاسلام اور احوال انبیاء کا حوالہ دیتے ہیں۔ تو اس بارے میں آپ صاحبان کیا فرمائینگے؟

المستفتی: علی اصغر، محمد ہارون ptc دوراہا ضلع مانسہرہ......۱۹۸۶ء/۱۰/۲۷

﴿۱﴾ ذبیحہ ابراہیمی کے گوشت کے کھانے کے بارے میں مختلف اسرائیلی روایات مذکور ہیں۔ بعض روایات میں ہے۔ کہ اسے درندو پرند نے کھالیا تھا۔ کما صرح به علامه صاوی فی حاشیة الصاوی علی الجلالین ص ۳۴۲ جلد ۴ و سلیمان بن عمر و العجیلی فی الجمل (ص ۵۴۹ جلد ۳) لیکن بعض روایات عدم اکل کے بھی منقول ہیں. کما صرح به صاحب تفسیر بحر المحیط ص ۳۷۱ جلد ۷ لانه لم یکن عن نسل بل عن التکوین ۔ اور ایک روایت عدم ذبح کی بھی ہے۔ کہ یہ ایک سال تک زندہ رہا تھا۔ کما صرح به صاحب المدارک ص ۳۰ جلد ۴ وروی انه هرب عن ابراهیم علیه السلام عند الحجره فرماه بسبع حصاة حتیٰ اخذه فبقیت سنةً. پس یہ تمام روایات ایک دوسرے سے متضاد ہیں۔ چونکہ قرآن وحدیث اس سے ساکت ہیں۔ اور ان میں سے کوئی روایت منصوص نہیں۔ البتہ یہ بات زیادہ وزنی معلوم ہوتی ہے۔ کہ امم سابقہ میں قربانی کی مقبولیت کی نشانی یہ تھی۔ کہ آسمان سے سفید آگ آکر اس گوشت کو جلا دیتی۔ چونکہ ذبیحہ ابراہیمی کے متعلق بالخصوص یہ روایت منصوص نہیں۔ لیکن قرین قیاس اور وزنی ضرور ہے۔ (از مرتب)

﴿۲﴾ قال العلامه الوسی وقرأ ابن کثیر و ابن عامر قال سبحان ربی ای قال النبی ﷺ هل کنت الا بشرا رسولا. کسائر الرسل علیهم السلام و کانوا لا یأتون قومهم الابما یظهره الله تعالیٰ علی ایدیهم حسبما تقتضیه الحکمة من غیر تفویض الیهم ولا تحکم منهم علیه سبحانه الخ.

(روح المعانی ص ۲۲۴ جلد ۹ سورة الاسراء ص ۹۴)

﴿۳﴾ عن ابی رکانة ان رکانة صارع النبی ﷺ فصرعه النبی ﷺ قال رکانة سمعت رسول الله ﷺ یقول ان فرق ما بیننا و بین المشرکین العمائم علی القلانس. (سنن الترمذی ص ۲۱۰ جلد ۱ قبیل ابواب الاطعمة)

﴿۴﴾ عن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ مامنکم من احد الاوقد وکل به قرینه من الجن و قرینه من الملائکة قالوا و ایاک یا رسول الله قال و ایای و لکن الله اعاننی علیه فاسلم فلا یأمرنی الا بخیر رواه مسلم. (مشکواة المصابیح ص ۱۸ جلد ۱ باب فی الوسوسة)

الجواب: قرآن واحادیث میں نہ زلیخا کا کوئی ذکر ہے اور نہ حضرت یوسف علیہ السلام کی شادی کا۔ البتہ کتب اسرائیلیات میں یہ قصص مسطور ہیں۔ ﴿۱﴾ جو کہ حجت نہیں ہیں۔ وھو الموفق

حضرت مریم علیہا السلام کا نکاح کسی سے نہیں ہوا ہے

سوال: زید کہتا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کا عقد نکاح مسمیٰ یوسف نجار کے ساتھ ہوا تھا لیکن یوسف نجار ان کے ساتھ ہمبستر نہیں ہوا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف امر ربی سے ہوا ہے۔ حوالہ کتاب یہ پیش کرتا ہے نورافرا متوسط قرآن شریف درحالات حضرت عیسیٰ علیہ السلام ص ۱۵ ''جب ان کی عمر بارہ برس ہوئی تو حضرت ذکریا علیہ السلام نے ان کی منگنی یوسف نجار کے ساتھ کردی اور وہ اپنے ہونے والے شوہر کے ساتھ ناصرہ چلی گئی۔ منگنی کے وقت یہ شرط لگادی گئی تھی۔ کہ جب تک عقد میں عبادت گاہ کے پجاریوں سے اجازت نہ ملے میاں بیوی ہمبستر نہ ہوں۔ اور پھر جبرئیل امین کے پھونک مارنے کا واقعہ بیان کیا ہے'' اس کے برعکس عمرو کہتا ہے کہ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے اس پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے بلکہ ان عبارتوں سے بھی انکار کیا اور کہا کہ ایسے لغو اور فضول باتوں سے اجتناب کرنا چاہیے تو اب استفسار یہ ہے کہ عمرو کا قول صحیح ہے یا زید کا؟ اور مندرجہ بالا کتاب کا کوئی موئد اور کتاب ہے یا نہیں؟ صحیح صورت حال سے ہمیں آگاہ کریں۔

المستفتی: محمد ناصر علی خان چترال بازار ملاکنڈ

الجواب: قرآن کریم میں کئی مقامات پر مذکور ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ کسی نے جائز یا ناجائز جماع نہیں کیا ہے اللہ تعالیٰ حکایت کے طور سے فرماتے ہیں ''**لم یمسسنی بشر ولم اک بغیا قال کذالک**''. الایة۔ ﴿۲﴾ اور یوسف نجار کے ساتھ خطبہ کا ثبوت نہ قرآن میں ہے اور نہ احادیث وآثار میں اور اسرائیلیات سے ہمارے اجماعی عقیدہ کو مجروح نہیں کیا جاسکتا۔ (اور یوسف نجار کے ساتھ نکاح کا ثبوت بھی یہی

﴿۱﴾ قال العلامه الوسی و فی روایة انها تعرضت له فی الطریق فقالت ما قالت فعرفها فتزوجها فوجدها بکراً و کان زوجها عنینا .و شاع عند القصاص انها عادت شابة بکراً اکراما له علیه السلام بعد ما کانت ثیبا غیر شابة وهذا مما لا اصل له و خبر تزوجها ایضا لا یعول علیه عند المحدثین .
(تفسیر روح المعانی ص ۷ جلد ۸ سورة یوسف آیت ۵۳)

﴿۲﴾ (پاره : ۱۶ سورة مریم رکوع : ۵ آیت : ۲۰)

حکم رکھتا ہے) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا کہنا جیسا کہ قادیانیوں کا عقیدہ ہے صرح بہ محمد علی لاہوری فی تفسیرہ بیان القرآن ص ۳۱۳ تو یہ بالکل کفر صریح ہے۔ کیونکہ قرآن کے قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ آیات سے انکار ہے اور یہ نصاریٰ کا بھی عقیدہ ہے۔ کما هو مسطور فی اول بعض الاناجیل المرسومة المدونة بعد رفع عیسیٰ علیه السلام . فقط

داؤد علیہ السلام کا قصہ محبت اسرائیلی قصہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفسرین قرآن دریں مسئلہ کہ پارہ: ۲۳ سورۃ ص میں حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق جو جلالین میں بمحبته تلک المرأة کے الفاظ سے ذکر ہے۔ اور ابن کثیر نے سکوت بہتر قرار دیا ہے نیز اسرائیلی روایات کی طرف ترجیح دی ہے اور روح البیان کے حوالے کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کے ذکر کرنے والوں کیلئے حد مقرر کی تھی اس واقعہ میں کہاں تک صداقت موجود ہے اور نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں کوئی روایت منقول ہے یا نہیں؟ جواب سے نوازا جائے۔ مہربانی ہوگی۔

المستفتی: محمد یوسف جان مٹہ مغل خیل پشاور......۱۹۶۹ء/۲/۱۳

الجواب: جلالین شریف میں موجود جو قصہ داؤد علیہ السلام کے محبت کے متعلق روایت کیا گیا ہے اس کے متعلق حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔'' قد ذكر المفسرون ههنا قصة اكثرها مأخوذة من الاسرائيليات ولم يثبت فيها عن المعصوم حديث يجب اتباعه . '' ﴿۱﴾ لہذا یہ قصہ قابل اعتماد نہیں ہے۔ نیز حافظ ابو محمد بن حزم نے اس قصہ کی تردید کی ہے تردید اس کی کتاب الفصل میں مذکور ہے لیکن باوجود اس کے اسکا ناقل قابل تعزیر اور لائق حد نہیں ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف جو منسوب ہے کہ میں اس کے ناقل کو ایک سوساٹھ درے ماروں گا۔ تو یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں ہے۔ اور علی تقدیر الثبوت اس کی اجتہاد پر محمول ہے جس کا اتباع ضروری نہیں ہے۔ (فی مثل هذا المقام) قال العلامة الآلوسی فی تفسیره ص ۱۸۵ جلد ۲۳ قال علی رضی الله عنه علی مافی بعض الكتب من حدث بحديث داؤد عليه السلام على مايرويه القصاص جلدته مأة و ستين و ذلک حد الفرية على الانبياء عليهم السلام وهذا اجتهاد منه كرم الله وجهه الاان الزين العراقی ذكر ان الخبر نفسه لم يصح عن الامير

﴿۱﴾ (پ: ۲۳ تفسیر ابن کثیر جلد ۴ سورة ص ص: ۴۱ آیت : ۲۱ ، ۲۲)

کرم اللہ تعالیٰ وجھہ۔ ﴿۱﴾ پس اس آیت کی صحیح تفسیر وہ ہے جو کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اثر سے معلوم ہے۔اخرج ھذا الاثر الحاکم فی المستدرک وقال صحیح الاسناد واقربہ الذھبی فی التلخیص۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض امور مثلاً حسن انتظام اور ہر وقت عبادت میں شغل کی وجہ سے ایک نوع اعجاب سے عتاب کے طور پر یہ واقعہ پیش آیا۔(ملاحظہ ہو فوائد عثمانیہ علی تفسیر عثمانی)(روح المعانی ص ۱۸۵ جلد ۲۳)۔﴿۲﴾ فقط

انبیاء قبل النبوت اور بعد النبوت معصوم ہیں

سوال: اگر ایک شخص کا عقیدہ یہ ہو کہ انبیاء علیہم السلام نے قبل از نبوت قصداً کبائر کا ارتکاب کیا ہے حضرت آدم علیہ السلام نے نبوت سے پہلے قصداً جنت میں گناہ کا ارتکاب کیا تھا اور استدلال میں ربنا ظلمنا الخ الایۃ پیش کرتے ہیں کہ یا تو اللہ کو ظالم کہنا پڑیگا یا آدم علیہ السلام کو پس میں آدم علیہ السلام کو ظالم کہتا ہوں میں نے اسے کہا کہ یہاں ظلم بمعنی کمی ہے یعنی ہم نے اپنا مرتبہ کم کرلیا کمافی الکھف ولم تظلم منہ شیئا۔لیکن وہ نہیں مانتے۔کیا یہ شخص مسلمان رہ سکتا ہے؟ کیا اس کے پیچھے اقتداء صحیح ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: زمزم کلاتھ ہاوس مین بازار منگورہ سوات......۲۶ر شعبان ۱۳۹۵ھ

الجواب: علم الکلام اور شروح حدیث میں مسطور ہے۔کہ اہل سنت والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے گناہ صادر نہیں ہوتے۔نہ صغائر اور نہ کبائر نہ قبل النبوۃ اور نہ بعد النبوت۔﴿۳﴾ اور دلائل کی رو سے بھی یہی مسلک قوی ہے. و ھذا الحکم عقلی کا التحقق للباری تعالیٰ و وجود المحدث. واما الاستدلال من لفظ الظلم ففیہ صحیح . لان الظلم وضع الشئ فی غیر محلہ و ھو عام للکفر

﴿۱﴾ (تفسیر روح المعانی ص ۲۷۲ جلد ۱۳ سورۃ ص آیت: ۲۷، ۲۸)

﴿۲﴾ (التفصیل فی روح المعانی ص ۲۶۳ جلد ۱۳ تا ۲۷۲ جلد ۱۳ سورۃ ص آیت: ۲۱ تا ۲۸)

﴿۳﴾ قال الملا علی قاری. والانبیاء علیهم الصلاۃ والسلام ...... منزهون ...... عن الصغائر والکبائر ای من جمیع المعاصی والکفر ...... والقبائح و فی نسخۃ والفواحش ...... وقد کانت منهم ای من بعض الانبیاء قبل ظهور مراتب النبوۃ او بعد مناقب الرسالۃ زلات ای تقصیرات و خطیئات ...... کما وقع لآدم علیه السلام فی اکله من الشجرۃ علی وجه النسیان او ترک العزیمۃ و اختیار الرخصۃ ظنا منه ان المراد با لشجرۃ المنهیۃ المشار الیها بقوله تعالیٰ ولا تقربا هذه الشجرۃ هی الشخصیۃ لا الجنسیه فاکل من الجنس لا من الشخص بناء علی الحکمۃ الالهیۃ لیظهر ضعف قدرۃ البشریۃ و قوۃ اقتضاء مغفرۃ الربوبیۃ .

(شرح فقه الاکبر للقاری ص ۵۶، ۵۷ الانبیاء منزهون عن الصغائر والکبائر)

والکبیرۃ والصغیرۃ و ترک الاولیٰ والزلۃ فیحمل علی الاخرین لئلا یقادم العقل ۔لہٰذاایسا شخص ظالم ہوگانہ کہ کافر. لو جود الاختلاف۔البتہ لائق اقتداءنہیں ہے۔ وھو الموفق

اصحاب کہف اور حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق مختلف سوالات

سوال: (۱)اصحاب کہف زندہ ہیں یانہیں؟ (۲)......خضرعلیہ السلام زندہ ہیں یانہیں؟اور پیغمبر ہیں یانہیں؟ (۳) خضر علیہ السلام نے جس لڑکے کو مارا تھا آیا اللہ تعالیٰ نے اس کانعم البدل لڑکے یا لڑکی کی صورت میں دیا تھایانہیں؟ بینوا و توجروا

المستفتی:حکیم محمد کمال شیوہ صوابی......۱۹۷۵ء/۸/۲۶

الجواب :(۱)اصحاب کہف کا حدیث سے وفات معلوم ہوتا ہے۔﴿۱﴾(۲)حضرت خضرعلیہ السلام جمہور کے نزدیک زندہ ہیں۔اورعندالتحقیق پیغمبر۔﴿۲﴾ فلیراجع الی القرطبی و یو ثرہ حدیث الدجال لان الرجل الذی یقتلہ الدجال ثم یحییہ ھو الخضر کما روی عن السلف فلیراجع الی ھامش الکوکب الدری . (۳) مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کونعم البدل دیا تھا لیکن یہ کوئی منصوص حکم نہیں ہے۔﴿۳﴾ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال الحافظ عماد الدین ابن کثیر : وعاد وا الی مضاجعهم و تو فا هم الله عزوجل . فالله اعلم . قال قتادہ غزا ابن عباس مع حبیب بن مسلمه فمروا بکهف فی بلاد الروم فرأ ؤ افیه عظا ماً فقال قائل : هذه عظام اهل الکهف فقال ابن عباس لقد بلیت عظامهم من اکثر من ثلثمائة سنة ورواه ابن جریر.
(تفسیر ابن کثیر ص ۱۰۲ جلد ۳ سورۃ الکهف آیت : ۲۱)

﴿۲﴾ قال المفتی الاعظم مفتی محمدفرید واختلف فی نبوته قال الثعلبی وابن الجوزی انه نبی وهوالراجح المتبادر من قوله تعالیٰ آتیناه رحمة من عندنا وعلمناه من لدنا علما ومن قوله تعالیٰ وما فعلته من امری ومن اقدامه علی قتل نفس ذکیة .وقیل انه ولی ویرد علیهم ان القتل محرم قطعی لا یجوز الاقدام علیه لامر ظنی وهو الهام الولی اللهم الا ان یقال ان نبیاً من الانبیاء قال له ان الهامک یکون حقا من الله تعالیٰ واختلف فی حیاته قال بعض المحققین بوفاته لحدیث ارء یتکم لیلتکم هذه فان رأس مائة سنة لایبقیٰ من هو الیوم علی الارض احد وقال الجمهور بحیاته وهو الراجح لما ورد ان الرجل الذی یقتله الدجال ثم یحییه وهو المروی عن معمروعن ابراهیم بن سفیان راوی کتاب مسلم ولاثر عمر بن عبد العزیز الخ.
(هدایة القاری شرح صحیح البخاری ص۱۷۷ جلد ۱ باب ما ذکر فی ذهاب موسیٰ فی البحر)

﴿۳﴾ قال العلامه آلوسی ای بان یرزقها بدله ولداً خیراً منه.
(روح المعانی ص۱۲ جلد۱۶ سورۃ الکهف آیت: ۸۱)

حضرت خضر علیہ السلام نبی ہے یا ولی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ حضرت خضر علیہ السلام پیغمبر ہے یا ولی شرعاً کیا حکم ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: عبدالرحمٰن متعلم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ۱۹۸۳ء/۱۱/۸

الجواب: یہ مختلف فیہ اور غیر منصوصی مسئلہ ہے راجح یہ ہے کہ پیغمبر ہے۔ لقوله تعالیٰ وعلمناه من لدنا علماً. ﴿۱﴾ ولقوله تعالیٰ وما فعلت عن امری. ﴿۲﴾ ولان الاقدام بالقتل المحرم لایسوغ بالالهام الظنی. والله اعلم

حضرت آدم وحوا علیہما السلام کا نکاح اور حضور ﷺ کے بال مبارک

سوال: (۱) حضرت آدم علیہ السلام کا نکاح کس نے پڑھایا اور حضرت حوا علیہا السلام کا مہر کتنا تھا؟

(۲) نبی کریم ﷺ نے بال منڈوائے ہیں یا رکھے ہیں۔ اور بال رکھنے کے کتنے طریقے ہیں؟

المستفتی: قاری بشیر احمد علوی......۱۹۷۵ء/۹/۹

الجواب: (۱) مفسرین نے ان امور کے متعلق کچھ لکھا ہے جو کہ اسرائیلیات اور غرائب پر مبنی ہیں معتمد فتاویٰ میں ان کے متعلق تذکرہ نہیں ہے۔

(۲) پیغمبر ﷺ نے تین قسم کے بال رکھے ہیں وفرہ، جمہ، لمہ۔ اور شمائل وغیرہ کے روایات سے الی نصف الاذنین بھی ثابت ہے۔ ممکن ہے۔ کہ اس سے وفرہ مراد ہو یعنی تسریح سے قبل بادی النظر میں الی نصف الاذنین نظر آتے ہوں۔ اور کنگھی کے استعمال کے بعد وفرہ یعنی کانوں کے نرمی تک ہوں۔ ﴿۳﴾ اور

﴿۱﴾ (پارہ: ۱۵ سورۃ الکهف رکوع: ۲۱ آیت: ۶۵)

﴿۲﴾ (پارہ: ۱۶ سورۃ الکهف رکوع: ۱ آیت: ۸۲)

﴿۳﴾ عن انس بن مالک قال کان شعر رسول الله ﷺ الی نصف اذنیه، وعن عائشة رضی الله عنها کان له شعر فوق الجمه و دون الوفره، وعن البراء بن عاذب و کانت جمته تضرب شحمة اذنیه، وعن انس ان شعر رسول الله ﷺ کان الی انصاف اذنیه، وعن ام هانئ بنت ابی طالب قالت قدم رسول الله ﷺ عینا مکه قدمة وله اربع غدائر و ایضاً عنهاذ اضفائر اربع.

(شمائل ترمذی ص ۳،۴ جلد ۲ باب ما جاء فی شعر رسول الله ﷺ)

حج کے موقع پر پیغمبر علیہ السلام نے سر منڈوایا ہے۔ ﴿۱﴾ لہٰذا احرام سے نکلنے کے وقت منڈوانا بہتر ہوگا۔ اور باقی اوقات میں رکھنا بہتر ہوگا۔ وهو ما اختا ر القاری الحافظ . وهو الموفق

موسیٰ علیہ السلام کی رددعا اور ولی اللہ کی قبول دعا کا قصہ اسرائیلیات سے ہے

سوال: ایک قصہ مشہور ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک عورت کے حق میں اولا دہونے کی دعا کی تھی لیکن وہ ردہوئی پھر ایک عام ولی اللہ نے دعا کی اور وہ قبول ہوئی؟ اس قصہ کی حقیقت کیا ہے کیا یہ صحیح ہے؟

المستفتی: تاج محمد نشاط ملز چارسدہ پشاور

الجواب: ایسے قصص کو اسرائیلیات کہا جاتا ہے اس کو کوئی مانے یا نہ مانے۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ اسرائیلیات جو وحی، عقل سے متصادم ہوں تو انکو نہ مانا جائے گا۔ اور اس قصہ میں یہ امر کہ پیغمبر کی دعا قبول نہ ہوئی اور امتی کی قبول ہوئی، کوئی استبعاد نہیں ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ اور پیغمبر کو کسی کلام کا بلا دلیل نسبت کرنا بہت خطرناک امر ہے۔ وهو الموفق

احادیث میں ثبوت امام مہدی ورفع عیسیٰ علیہ السلام الی السماء

سوال: (۱) وجود امام مہدی صحت دارد یا نہ دلیل آں چیست؟

(۲) عیسیٰ علیہ السلام بہ آسمان بلند شدند یا نہ۔ زندہ است یا مردہ؟

المستفتی: محمد ولی ترکستانی افغانستان......۱۹۸۵ء/۱۰/۱۳

الجواب: ایں مسائل تفصیل طلب اند۔ وتفصیل کردن را نہ ہمت داریم نہ فرصت البتہ بوجہ اجمال گفتہ مے شود کہ از ذخیرہ احادیث ثبوت امام مہدی مے شود ﴿۲﴾ وحضرت عیسیٰ علیہ السلام بر آسمان زندہ است۔ ﴿۳﴾ وهو الموفق

﴿۱﴾ عن انس بن مالک قال لما رمیٰ رسول الله صلى الله عليه وسلم الجمرة نحر نسكه ثم ناول الحالق شقه الايمن فحلقه فا عطاه ابا طلحة ثم ناوله شقه الايسر فحلقه فقال اقسمه بين الناس .
(ترمذی ص ۱۱۱ جلد ۱ باب ماجاء بای جانب الراس يبدأ فی الحلق)

﴿۲﴾ عن ام سلمة قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول المهدی من عترتی من اولاد فاطمة رواه ابو داؤد ، وعن ابی سعيد الخدری قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المهدی منی اجلی الجبهة اقنی الانف يملأ الارض قسطاً و عدلاً...... رواه ابو داؤد . (مشكواة المصابيح ص ۴۷۰ جلد ۲ باب اشراط الساعة)

﴿۳﴾ والتفصيل فی رسالة التصريح بما تواتر فی نزول المسيح للعلامه انور شاه الكشميری)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بلا والد پیدا ہونا

سوال: مندرجہ ذیل سوالات کا جواب مستند حوالوں سے دیا جائے۔طبری،ابن کثیر،غزالی،وارث شاہ وغیرہ کے قول کو نہیں لیا جائے گا کیونکہ **الاسناد** من الدین .

(۱) کیا کبھی مریم صدیقہ نے بیان فرمایا ہے کہ ولدت عیسیٰ ولم اتزوج۔

(۲) کیا کبھی عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے ولدتنی امی مریم الصدیقة ولم تتزوج .

(۳) کیا قرآن مجید نے فرمایا ہے۔کہ ولدت عیسیٰ ولم تتزوج۔

(۴) کیا رسول اللہ ﷺ نے کبھی فرمایا ہے کہ مریم صدیقہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر نکاح کے جنا تھا۔

(۵) یا یوں بیان فرمایا ہے۔کہ عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت میں باپ کا دخل نہیں۔ان کی ولادت بلا والد ہوئی تھی۔

(۶) کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے روبرو اس لفظ کو عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں استعمال فرمایا ہے۔اور آپ نے اسے سنکر پسند فرمایا ہے۔یا یہ کہ خاموشی فرمائی۔

(۷) اگر ان سب صورتوں کا جواب منفی ہے اور یقیناً منفی ہے۔تو پھر یہ بتایا جائے کہ مسلمانوں میں یہ لفظ کب سے رائج ہوا۔

(۸) اگر کسی سلفی تفسیر سے ثبوت پیش کیا جائے تو اچھا رہے گا۔

(۹) بے نکاحی عورت کا حمل اسلامی نقطہ نگاہ سے اسلامی حمل ہوتا ہے یا غیر اسلامی؟

(۱۰) اگر بے پدری خیال بنیادی اور اعتقادی ہے۔اور ایمانیات میں داخل ہے تو پھر اس کا ثبوت اہل فن کے نزدیک متواترات صریحہ سے لازم ہے۔مگر احاد سے بھی قبول کر لیا جائے گا۔بشرطیکہ اسانید کے لحاظ سے صحیح ہو۔اور مطلب کے اعتبار سے صریح اور منصوص ہو۔کیونکہ نظام الٰہی اس معاملہ میں اور طرح کا ہے۔اور مشاہدہ بھی ہے۔اور کلام الٰہی میں بھی اصل ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یا ایها الناس انا خلقنا کم من ذکرو انثیٰ . (حجرات) و بث منهما رجا لاً کثیراً ونساء (نساء) لا تضار والدة بولدها ولا مولودله بولده (البقرة) میاں بیوی دونوں کے ولد ہوتا ہے احد الزوجین سے نہیں۔ابن کثیر میں جو موجود ہے و کانت النفحة التی نفخها فی جیب درعها فنزلت حتیٰ ولجت فرجها بمنزلة نکاح الاب الام .ابن کثیر۔لیکن میں اس قول کو نہیں مانتا۔کیونکہ یہ کلام شوہر کا ہے فرشتہ کا نہیں۔

فرشتہ غیر جنس کو بلا نکاح باپ ٹھہرانا کیا خوب ہے؟ پس صحیح سند سے کوئی دلیل ذکر کیا جائے تا کہ میرے اشکالات رفع ہو جائیں؟

المستفتی: حافظ مومن صدر جنگ سرگودھا.....۱۹۷۳ء/۷/۱۴

الجواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نفی باپ ﴿۱﴾ ہونے کیلئے یہ آیت کافی ہے. ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا .الایۃ اس میں حلال وحرام دونوں قسم جماع کی نفی مقرر ہے۔ نیز اس آیت کے سیاق وسباق سے خارق العادۃ کے طور سے پیدا ہونا بھی ظاہر ہے۔ فا فھم و تدبر۔ وھو الموفق

حضرت خضر علیہ السلام کی حیات اور نبوت راجح اور ملاقات ممکن وواقع ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل کے بارے میں کہ (۱).....خضر علیہ السلام پیغمبر ہے یا ولی۔ (۲) زندہ ہے یا فوت ہو چکا ہے۔ (۳).....اس سے ملاقات ہو سکتی ہے یا نہیں۔ (۴).....اگر ملاقات ہو سکتی ہے تو ہمیں کیسے ملیں گے؟

المستفتی: مولانا فضل معبود فاضل حقانیہ مہمند ایجنسی.....۷/رجب ۱۴۰۴ھ

الجواب: (۱) یہ حکم مختلف فیہ ہے راجح نبوت معلوم ہوتی ہے۔ (۲).....یہ حکم بھی مختلف فیہ ہے راجح حیات معلوم ہوتی ہے۔ (۳).....زندہ آدمی سے ملاقات ہو سکتی ہے۔ (۴).....ماالمسئول عنہ با علم من السائل . وھو الموفق

حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت اور حیات مختلف فیہ ہے

سوال: حضرت خضر علیہ السلام نبی تھے یا نہ؟ اور عام طور پر لوگ اسے زندہ سمجھتے ہیں لیکن بعض لوگ اس کے وفات کے قائل ہیں مدلل جواب سے نوازیں؟

المستفتی: حاجی محمد شاہ بندر ضلع ٹھٹھ سندھ.....۱۹۸۸ء/۱/۱۰

﴿۱﴾ قال اللہ تعالیٰ ان مثل عیسیٰ عندا للہ کمثل آدم ط خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکو ن .الایۃ (پارہ : ۳ سورۃ ال عمران رکو ع : ۱۴ آیت : ۵۹)

الجواب: حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت مختلف فیہ ہے امام ثعلبی اور ابن الجوزی اس کے نبوت کے قائل ہیں اور قرآن پاک سے (وعلمناه من لدنا علما ، وما فعلته عن امری) سے یہی متبادر ہے اور آپ کی حیات بھی مختلف فیہ ہے لیکن دجال کے مقتول کے متعلق معمر فرماتے ہیں کہ یہ خضر علیہ السلام ہونگے۔ وھو الموفق

مکہ معظّمہ کا زمین کے وسط میں ہونا اور آدم علیہ السلام کے بدن کی مٹی تمام روئے زمین سے لی گئی ہے

سوال:(۱) یہ کہاں سے ثابت ہے کہ مکہ معظّمہ زمین کے بالکل وسط میں ہے۔

(۲) اور کیا آدم علیہ السلام کی پیدائش کی مٹی تمام روئے زمین سے لی گئی تھی۔ تفصیلی جواب سے نوازیں۔

المستفتی: سعد الرشید زیارت کا کا صاحب نوشہرہ

الجواب: (۱) واضح رہے کہ مکہ معظّمہ کا وسط زمین میں ہونا کوئی منصوصی امر نہیں ہیں بلکہ یہ ایک جغرافیائی حقیقت ہے۔ نیز جب زمین (مع الماء) ایک کروی جسم ہے تو اس میں سے ہر نقطہ پر وسط ہونا صادق ہوگا۔ خصوصاً وہ مقام جو کہ تمام زمین کیلئے بمنزلہ تخم ہے۔ اور جہات اربعہ میں زمین اس سے پھیلائی گئی ہے فھی کعجب الذنب او کالسرة ۔(۲) حضرت آدم علیہ السلام کا بدن مبارک تمام روئے زمین سے حاصل شدہ مٹی سے بنایا گیا ہے۔ یعنی آب وخاک کے مختلف اقسام سے ان کا بدن تیار کیا گیا ہے (الحدیث اخرجه احمد و ابو داؤد والترمذی و صححه . وابن جریر وابن المنذر وابن مردویه والحاکم و صححه. والبیهقی عن ابی موسیٰ الاشعری . قلت والحکمة تقضی ذلک لان ولده لیسکنون فی کل البلاد و یسیحون فی کل موضع فلا بد من الموافقة بکل البلاد . وھو الموفق

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بحثیت امتی آنا اور آپ کو وحی ہونا

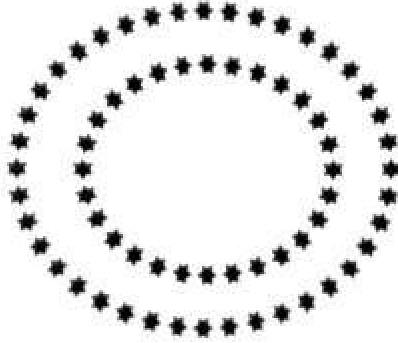
سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے اتر ینگے۔ جو شریعت محمدی ﷺ کی پیروی کرینگے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی زبان تو سریانی یا عبرانی ہے۔ تو قرآن مجید جو عربی ہے۔ اس کو پڑھ سکے گا یا نہیں اگر پڑھے گا تو بواسطہ فرشتہ یا بغیر واسطہ فرشتہ۔ اگر بواسطہ فرشتہ! تو کیا یہ وحی کی ایک شکل نہیں، جو بعد از محمد ﷺ بند ہے؟

المستفتی: شفیق الرحمٰن حقانی ادینہ صوابی.....۱۹۷۵ء/۱۱/۱۰

الجواب: نبوت کسی سے واپس نہیں لی جاسکتی ہے۔لھذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام یقیناً نبی ہونگے۔ البتہ تابع شریعت محمدی ﷺ ہونگے کما صرحوا به و یشیر الیه حدیث لو کان موسیٰ حیا و ادرک نبوتی لاتبعنی .﴿۱﴾ لعدم ارادة تخصیص موسیٰ علیه السلام . اورزبان عربی کے نہ جاننے پرکوئی دلیل قائم نہیں۔نیز مقطوع وہ وحی ہے جو شریعت کے متعلق ہو بدلیل حدیث الترمذی فیما هو کذلک اذا اوحی الله الی عیسیٰ علیه السلام انی قد ر خرجت عباد الی لا یدان لا حد بقتا لهم فحرز عبادی الی الطور و یبعث الله یأجوج و مأ جوج .﴿۲﴾ وهو الموفق

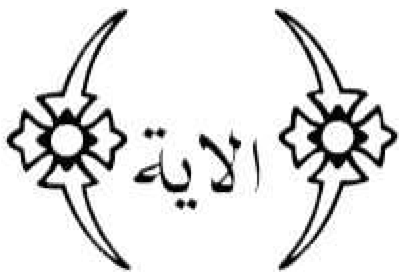
﴿۱﴾ (مشکواة المصابیح ص ۳۲ جلد ۱ باب الاعتصام بالکتاب و السنة الفصل الثالث)

﴿۲﴾ (مشکواة المصابیح ص ۴۷۳ جلد ۲ باب العلامات بین یدی الساعة و ذکر الدجال الفصل الاول)



قال اللّٰہ تعالیٰ

محمد رسول اللّٰہ ط والذین معہ اشدآء علی الکفار رحمآء بینہم ۔




باب
ما يتعلق
با لصحابة
(رضى اللّٰه عنهم)

باب ما یتعلق بالصحابة (رضی اللّٰہ عنہم)

یزید کے بارے میں کیارائے رکھنا چاہیئے؟

سوال :یزید کے بارے میں کیاعقیدہ رکھنا چاہیے؟ کیاوہ فاسق ہے یا خلیفہ برحق۔بعض حضرات اس کے متعلق صفائیاں پیش کرتے ہیں اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

المستفتی :عباس احمد راولپنڈی ۱۹۸۶ء/۴/۱۳

الجواب :یزید کے متعلق دیگر متہمین کی طرح نہ وحی موجود ہے۔اور نہ ہمارامشاہدہ۔البتہ شہرت عامہ اور تاریخی روایات کی رو سے وہ بدنام ہے۔﴿۱﴾ بدایۃ والنہایہ وغیرہ میں اس کے کچھ احوال مسطور ہیں۔وھو الموفق

شیعوں سے نکاح اور ذبیحہ کی تحقیق اور امھات المؤمنین اہل بیت میں داخل ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱)شیعوں کا ذبیحہ حرام ہے یا حلال (۲)شیعوں سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟(۳)ازواج النبی ﷺ اہل بیت میں داخل ہیں یا نہیں۔بینو اوتوجروا

المستفتی : قاری عبدالحمید......مورخہ:۱۹۷۷ء/۹/۲

الجواب :واضح رہے کہ جوشیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کےالہ یارسول ہونے کااعتقادرکھتے ہیں اور سب شیخین (گالی) کرنے والے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قاذف ہیں تو وہ کافر ہیں۔نہ ان کے ساتھ نکاح درست ہے۔اور نہ ان کا ذبیحہ حلال ہے۔اور جوشیعہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر قائل ہیں۔تو ان کا ذبیحہ حلا ل ہے۔اورنکاح میں کفاءت کاحکم جاری کیا جائیگا۔ فی الخلاصة ص ۵۵۲ جلد۲

﴿۱﴾قال العلامة ملا علی قاری وبعضهم اطلق اللعن علیه ای علی یزید لمانه کفر حین امر بقتل الحسین رضی الله عنه انتهی ولا یخفیٰ ما فی نقله حیث ابهم فی قائله ثم تعلیله یحتاج الیٰ اثبات امره بقتل الحسین رضی الله عنه اولا ثم ترتب کفره علیه ثانیا وکلاهما ممنوع .فقد قال حجة الاسلام فی الاحیاء فان قیل هل یجوز لعن یزید لکونه قاتل الحسین او امرا به ؟قلنا هٰذا مما لم یثبت اصلا فلا یجوز ان یقال انه قتله او امربه فضلا عن لعنه.(شرح فقه الاکبر للقاری ص ۷۲ الکبیرة لا تخرج المؤمن عن الایمان)

الـرافـضـي ان كـان يسب الشيخين و يلعنهما فهو كافر و ان كان يفضل عليا على ابی بکر و عمر رضی الله عنهما لا يكون كافراً . و فى ردالمختار (ص ۳۳۹جلد ۳) بخلاف من ادعى ان عـليا اله و ان جبريل غلط لان ذلک لیس عن شبهةقال و كذا يكفر قاذف عائشة الخ ۔اور ازواج مطہرات اہل بیت میں یقینی طور سے داخل ہیں لانه مقتضى اللغة و العرف و كذا نزل قوله تعالیٰ ليذهب عنكم الرجس اهل البيت الاية في حقهن . ﴿۱﴾وهو الموفق

مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں اہل سنت والجماعت کا نظریہ توقف میں تفصیل

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ جمہور متقدمین کا نقطہ نظر درست ہے کہ مشاجرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم میں توقف کرنا چاہیے۔ کہ دونوں برحق ہیں۔ بکر کہتا ہے کہ نہیں جمہور متأخرین کا نظریہ درست ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ برحق تھے۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اجتہادی غلطی ہوئی تھی۔ اور عمرو کا کہنا ہے۔ کہ جمہور متأخرین کا نظریہ نہ صرف درست ہے۔ بلکہ جو اس نظریہ کو نہ مانے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کو مجتہد مخطی تسلیم نہ کریں۔ وہ دائرہ اہل سنت سے خارج ہیں۔ زید کہتا ہے۔ کہ عمرو کا یہ کہنا زیادتی ہے۔ کیونکہ جمہور متقدمین کے نقطہ نظر کا جو شخص مؤید ہو وہ دائرہ اہلسنت سے کیسے خارج ہوسکتا ہے بلکہ محتاط ترین مسلک وہی ہے۔ جو کہ مولانا ظفر احمد الانصاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے ’’هو و الله الورع و الاحتياط ‘‘ پھر چند سطروں کے بعد لکھتا ہے ’فـان كان لارجائه امر الصحابة الذين تقاتلوا فيما بينهم الى الله و توقفه عن تـصـويب احدى الطائفين فهو من اهل السنة ومن حزب الورعين حتماً .(مقدمه اعلاء السنن ص ۱۴۲)اور علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ’وذهب سعد بن ابی وقاص و عبدالله بن عمر و جمهور الصحابة الى الوقوف فى على واهل الجمل و اهل الصفين و به يقول جمهور اهل سنة.

﴿۱﴾قال العلامه الوسی وأل فی البیت للعهد وقيل عوض عن المضاف اليه ای بيت النبی صلی اللہ علیہ وسلم والظاهر ان المراد به بيت الطين والخشب لا بيت القرابة والنسب .... وحينئذٍ فالمراد باهله نساء ه صلی اللہ علیہ وسلم المطهرات للقرائن الدالة على ذلک من الآيات السابقة و اللاحقة مع انه عليه الصلاة و السلام ليس له بيت يسكنه سوىٰ سكناهن وروى ذلک غير واحد ،اخرج ابن ابی حاتم وابن عساكر من طريق عكرمة عن ابن عباس رضی الله عنهما نزلت انما يريد الله الخ فی نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاصة .... وقال عكرمة من شاء باهلته انها نزلت فی ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ. (تفسير روح المعانی ص ۱۹ جلد ۲۲ سورة الاحزاب ركوع: ۱ آيت: ۳۳)

(الملل و النحل ص ۱۵۳ جلد ۴) تواب زید،عمر،بکر،میں سے کس کاقول صحیح ہے؟ جواب سے نوازیں۔

المستفتی :وقاراحمدصدیقی جامعہ مدینۃ العلوم ناظم آبادکراچی نمبر ۱۸......۱۹۸۵ء/۳/۲۱

الجواب :حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے۔اور ہر مجتہد کوکبھی حق تک رسائی ہو جاتی ہےاور کبھی غلط ہو جاتا ہے۔البتہ مجتہدین کی غلطیاں پکڑنا ہر شخص کا کام نہیں ہے۔ یہ وحی سے معلوم ہوسکتی ہیں ۔اوریا قیامت کے دن معلوم ہونگی ۔زیداور بکر کے کلام کامآل واحد ہے﴿۱﴾اورعمر وغلطی پر ہے۔وھو الموفق

نوٹ: لو كانت الفئة الباغية فئة معاوية لا لفئةالثالثة لكان لكلام عمر و وجه . فا فهم

حضرت علی رضی اللہ عنہ کوشیر خدا کہنا

سوال: حضرت علی رضی اللہ عنہ کوشیر خدا کہنا کیسا ہے۔ہم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے متعلق سنا ہے۔کہ غزوہ بدر کے موقع پر جب انہوں نے بہادری کا مظاہرہ کیا۔تو رسول اللہ ﷺ نے اسد اللہ اور اسد الرسول کے القابات سے نوازا تھا۔اس کے متعلق شرعی حکم واضح فرمائیں؟

المستفتی :میاں صدیق مغل دہلی کالونی کراچی نمبر ۶......۱۹۸۶ء/۴/۱۶

الجواب:القابات کی شرعیت ثبوت شرعی پرموقوف نہیں ہے۔ان کی مشروعیت کیلئے عدم تصادم بالشرع بھی کافی ہے۔و ھو الموفق

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کوغلط نسبت اور یزید پرلعنت کاحکم

سوال :السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!ہمیں اس سوال کا جواب چاہیے مہربانی ہوگی ۔(۱) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کون تھا۔اوراس کوغلط نسبت کرنے کا کیاحکم ہے؟(۲) یزید پرلعنت کرنا جائز ہے یانہیں ۔اگرنا جائز ہو تو پھر کیاحکم ہے؟بینوا وتوجروا

﴿۱﴾قال ابن البزاز الكردري ولا يجوز اللعن على معاويه لا نه خال المومنين وكا تب الوحي وذوالسابقة والفتوح الكثيرةوعامل الفاروق وذي النورين لكنه اخطأ في اجتهاده فيتجاوز الله عنه ببركة صحبة سيد نا عليه الصلوة والسلام ويكف اللسان عنه تعظيما لمتبوعة وصاحبه عليه السلام .

(فتاویٰ بزازیہ علی ھامش الھندیہ ص ۳۴۴ ج ۲ الباب الثاني فيما يكون كفرامن المسلم ومالايكون)

المستفتی :فروش الدین لنڈیکوتل......۱۹۷۰ء/۴/۲۶

الجواب : وعلیکم السلام و رحمة الله و بر كاته ! (۱) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہے۔اور پیغمبر علیہ السلام کے بی بی کا بھائی ہے۔اس کو برا کہنا اوراس کا سب (گالی) کرنا فسق اور فجور ہے۔﴿۱﴾(۲) اکثر اور محتاط علماء کا یہ فیصلہ ہے۔کہ یزید پر لعنت نہیں کی جائیگی ۔﴿۲﴾

یزید پر لعن طعن کرنا امور ضروریہ سے نہیں

سوال : ہمارے ہاں ایک مولوی صاحب نے تقریر میں فرمایا ہے۔کہ آپ لوگ یزید ابن معاویہ پر لعن طعن کرنے میں اپنا وقت ضائع نہ کریں۔ہوسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ اسکو بخش دے۔آپ امام حسین رضی اللہ عنہ کے راستے کو مشعل راہ بنائیں۔تو کیا مولوی صاحب نے یہ باتیں ٹھیک فرمائی ہیں یا غلط؟اپنی رائے سے نوازیں۔

المستفتی :محمود الحسن غلہ منڈی گجر خان......۱۹۷۰ء

الجواب :چونکہ یزید پر لعن طعن کرنا دین میں کوئی ضروری امر نہیں ہے﴿۳﴾لھذا اس میں مشغول ہونے کا کوئی خاص فائدہ نہیں ہے اور نا اہل کے ساتھ مقابلہ ترک کرنے میں بہت فوائد ہیں لھذا مولوی صاحب کا بیان غلط نہیں ہے۔قال رسول الله ﷺ من حسن اسلام المرء تركه مالا يعنيه .﴿۴﴾

(رواه مالک والترمذی)

﴿۱﴾قال ابن البزاز الكردری ولا يجوز اللعن على معاوية لا نه خال المومنين وكا تب الوحی وذو السابقة والفتوح الكثير ة وعامل الفاروق وذی النورين لكنه اخطأ فی اجتهاده فيتجاوز الله عنه ببر كة صحبة سيد نا عليه الصلاة والسلا م ويكف اللسان عنه تعظيما لمتبوعه وصاحبه عليه السلام .

(فتاویٰ بزازيه علی هامش الهنديه ص ۳۴۴ ج ۲ فصل الحادی عشر فيما يكون خطأ)

﴿۲﴾ قال الملا علی قاری وانما اختلفوا فی يزيد بن معاوية حتیٰ ذكر فی الخلاصة وغيره انه لا ينبغی اللعن عليه ای ولا علی الحجاج .لا ن النبی ﷺ نهی عن لعن المصلين ومن كان من اهل القبلة الخ

(شرح فقه الاكبر لملا علی قاری ص ۷۲ الكبيرة لا تخرج المومن عن الايمان)

﴿۳﴾قال الملا علی قاری وانما اختلفو فی يزيد بن معاويه حتیٰ ذكر فی الخلاصة وغيره انه لا ينبغی اللعن عليه ای ولا علی الحجاج لا ن النبی ﷺ نهی عن لعن المصلين ومن كا ن من اهل القبلة.....قال حجة الا سلام فی الاحيا ء فان قيل هل يجوز لعن يزيد لكونه قاتل الحسين او امر به ؟ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

یزید جمہور علماء کے نزدیک کافر نہیں ہے

سوال :ہمارے ہاں ایک نئے فتنے نے سر اٹھالیا ہے۔کہ ایک شخص نے کتاب لکھی ہے۔کہ یزید رحمۃ اللہ علیہ ہے۔اور سارے علماء دیوبند کے غلط طریقے سے دستخط دکھائے۔اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو باغی قرار دیا ہے۔اب یہ اہل بدعت ہر سٹیج پر علماء دیوبند کو بدنام کرتے ہیں۔کہ دیکھو دیوبندیوں کے دستخط موجود ہیں۔اب بندہ نے علماء دیوبند کا نظریہ پیش کرنے کا عزم کرلیا ہے۔کہ کتاب لکھوں اور علماء دیوبند کے آراء کو جمع کروں اور پھر سارے ملک میں مفت تقسیم کروں برائے مہربانی آپ صاحبان اس مسئلے میں اپنے رائے سے آگاہ کریں اور عنداللہ ثواب دارین حاصل کریں۔میرا مقصود کوئی فتنہ نہیں بلکہ اصلاح مقصود ہے۔شکریہ

المستفتی :محمد حسین خطیب جامع مسجد کبیر والا ملتان......۱۹۷۰ء

الجواب:یزید جمہور علماء کے نزدیک کافر نہیں ہے۔لیکن بے شک اس کی نااہلی اور ظلم بھی ناقابل انکار ہیں۔تمام کتب فقہ اور کتب کلام میں یہ حکم مسطور ہے۔﴿۱﴾وھو الموفق

بائیں ہاتھ پر مہندی سے محمد فاروق نام لکھ کر استنجا کرنے سے لزوم بے حرمتی

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک طالب علم نے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی پر مہندی سے

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ)قلنا هذا مما لم يثبت اصلا .فلا .يجوز ان يقال انه قتله او امربه فضلا عن لعنه ولانه لا يجوز نسبة مسلم الى كبيرة من غير تحقيق الخ(شرح فقه الاكبر لملا على قارى ص ۲۷الكبيرة لا تخرج المومن عن الايمان)

﴿۴﴾ترمذی ص ۵۵ ج ۲ باب ماجاء من تكلم با لكلمة ليضحک الناس ابواب الزهد)

﴿۱﴾قال الملا على قارى وبعضهم اطلق اللعن عليه اى على يزيد لما انه كفر حين امر بقتل الحسين رضى الله عنه انتهى .ولا يخفىٰ ما فى نقله حيث ايهم فى قائله ثم تعليله يحتاج الىٰ اثبات...... امره بقتل الحسين رضى الله عنه اولا ثم ترتب كفره عليه ثانيا وكلاهما ممنوع .فقد قال حجة الاسلام فى الاحياء فان قيل هل يجوز لعن يزيد لكونه قاتل الحسين رضى الله عنه او امربه قلنا هذا مما لم يثبت اصلاً فلا يجوز ان يقال انه قتله او امر به فضلا عن لعنه ولا نه لا يجوز نسبة مسلم الىٰ كبيرة من غير تحقيق ......ولان الامر بقتل الحسين رضى الله عنه لا يوجب الكفر فان قتل غير الانبياء عليهم السلام كبير ةعند اهل السنة والجماعة الاان يكون مستحلا وهو غير مختص با لحسين ونحوه...... واماما تفوه به بعض الجهلة من ان الحسين كان باغيا فباطل عند اهل السنة والجماعة ولعل هذا من هذيانات الخوارج عن الجادة.(شرح فقه الاكبر ص ۲۷الكبيرة لا تخرج المؤمن عن الايمان)

اپنا نام محمد فاروق لکھا۔استاد نے اسے خفیف سزادیکر نصیحت کی کہ اس سے نام کی بے حرمتی ہوتی ہے کیونکہ بائیں ہاتھ سے مٹی یا پانی کیساتھ استنجا کیا جاتا ہے۔اس پر لڑکے کے والد نے غصہ ہوکر کہا کہ یہ کوئی شرعی جرم نہیں ۔سزا ناجائز ہے۔استاد نے ظلم کیا ہے۔تو واضح فرماویں کہ دریں صورت محمد ﷺ اور خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نام کی توہین کرنا جرم ہے یانہیں ہے؟بینوا وتوجروا

المستفتی :منظور الحق قریشی کوہالہ مری......۱۹۶۹ء/۱۱/۱۹

الجواب :بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر محمد فاروق لکھنا اگرچہ جائز ہے،لحدیث ابی داؤد کان النبی ﷺ یتختم فی یسارہ﴿ ۱ ﴾.انتھی وثبت فی حدیث متفق علیه نقش فیه محمد رسول الله ﴿ ۲ ﴾ لیکن یہ بھی ثابت ہے۔کہ پیغمبر ﷺ خلا کے وقت اس کو دور فرماتے تھے۔رواہ ابو داؤد عن انس رضی الله عنه مرفوعاً ﴿ ۳ ﴾۔لہٰذا جب تک یہ مبارک نام ”محمد“ ہتھیلی پر باقی ہو۔تو اس پر استنجاء کرنا پانی وغیرہ سے ناجائز ہوگا اور اس پر ضروری ہوگا کہ اس نام کو علاج سے زائل اور محو کریں پس استاد بجانب حق ہے بشرطیکہ معاملہ صرف اتنا ہو۔فقط

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بعض سوالات اور حالات یزید

سوال:(۱) کیا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل قرآن وحدیث میں مذکور ہیں یانہیں؟(۲) کیا امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت نہ کر کے بغاوت کی تھی جبکہ دوسرے مسلمانوں نے بیعت کی۔تو انکا درجہ کیا ہے؟(۳) امام حسین رضی اللہ عنہ میدان کربلا میں شہید ہوئے ہیں یا بغاوت کے جرم میں مارے گئے ہیں؟ (۴) یزید کے متعلق کوئی خاص پیش گوئی یا تعریف قرآن وحدیث سے ثابت ہے یانہیں؟(۵) شریعت اسلامیہ میں یزید کی کیا حیثیت ہے وہ خلیفہ راشد ہے یا صرف دنیاوی حکمران؟(۶) شہادت کے بعد خاندان سادات کو یزید کے دربار سے جوسالانہ وظیفہ ملتا رہا کیا یہ درست ہے؟(۷) واقعہ کربلا کی اصل حقیقت کیا ہے؟

﴿ ۱ ﴾ عن ابن عمر عن النبی ﷺ .(ابو داؤد ص ۲۲۹ جلد ۲ باب ما جاء فی التختم فی الیمین او الیسار)

﴿ ۲ ﴾ (مشکواۃ المصابیح ص ۳۷۷ جلد ۲ باب الخاتم الفصل الاول)

﴿ ۳ ﴾(ابو داؤد ص ۴ جلد ۱ باب الخاتم یکون فیه ذکر الله تعالی یدخل به الخلاء)

(۸) کیا مروان اور شمر بھی صحابی ہیں؟ (۹) آج کل جو گروہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف سرگرم ہے اسکی حقیقت کیا ہے؟ کیا انکی اقتداء میں نماز جائز ہے؟ (۱۰) کیا امام حسین رضی اللہ عنہ کے حق میں زبان درازی جائز ہے قرآن وحدیث کے رو سے وہ خارجی تو نہیں؟

المستفتی: محمد عثمان الوری توحید نگر کراچی......۱۹۷۵ء/۹/۳

الجواب :(۱) قرآن وحدیث میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعض مناقب مذکور ہیں۔ قال الله تعالی لیذهب عنکم الرجس اهل البیت الایة﴿۱﴾ و قال رسو ل الله ﷺ هما ریحانی من الدنیا .الحدیث ﴿۲﴾ (۲) امام حسین رضی اللہ عنہ نے نہ یزید کیساتھ بیعت کی تھی اور نہ بغاوت کی تھی۔ (۳) شہید ہوئے ہیں (۴) نہیں (۵) نالائق بادشاہ تھا۔ البتہ موجودہ بادشاہوں سے بہتر تھا۔ (۶) درست ہے۔ (۷) تفصیل طلب ہے۔ (۸) نہیں۔ (۹) صحابہ کی توہین حرام ہے اس کی اقتداء مکروہ تحریمی ہے ﴿۳﴾ (۱۰) عام صحابہ کے خلاف زبان درازی کے متعلق جو روایات آئی ہیں تو وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی ہیں۔ وهو الموفق

صحابہ کرام عادل ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کچھ خطائیں سرزد ہوئی ہیں اور خدا تعالی نے ان کو معاف فرمایا ہے اور ان کے خطاؤں کا تذکرہ درست نہیں جبکہ دوسرا قائل کہتا ہے۔ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خطائیں سرزد ہوئی ہیں اواس پر ان کو سزا بھی ہوگی تو اس میں کونسا صحیح کہتا ہے۔ بینو و اتو جروا

المستفتی: مولوی محمد صادق کوٹ کشمیر لکی مروت

﴿۱﴾ (پارہ :۲۲ سورۃ الاحزاب آیت : ۳۳)

﴿۲﴾ (مشکواۃ المصابیح ص ۵۶۹ جلد ۲ باب مناقب اهل البیت)

﴿۳﴾ قال ابن عابدین و سب احد من الصحابة و بغضه لا یکون کفرا لکن یضلل ...... و ترد شهادة من یظهر سب السلف لانه یکون ظاهر الفسق ...... و قال الزیلعی او یظهر سب السلف یعنی الصالحین منهم و هم الصحابة والتابعون الخ . (ردالمختار ص ۳۲۱ جلد ۳ مطلب مهم فی حکم سب الشیخین)

الجواب: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کوموضوع بنانے میں بے ادبی کا خطرہ ہے۔لہٰذا ان کوموضوع بنانے سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔باقی رہا ان کے متعلق عقیدہ رکھنا تو تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگر چہ معصوم نہیں ہیں لیکن عادل ضرور ہیں عادل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اول توان سے گناہ کا صدور نہ ہوتا تھا اور جب ہو جاتا تو بلا تاخیر توبہ کرتے تھے اور یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ خطاء فی الاجتهاد کا سرزد ہونا عدالت سے منافی نہیں ہے۔والتفصيل فى كتب الكلام ﴿ ١ ﴾ .وهو الموفق

صحابہ (رضی اللہ عنہم) کے علاوہ کسی اور کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہنا

سوال : صحابہ کرام کے علاوہ کسی اور ولی یا امام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہنا کیسا ہے۔کیا اس میں کوئی گناہ ہے۔یا نہیں؟بینوا وتوجروا

المستفتی :عبدالماجد طیب دواخانہ ٹیکسلا......۱۹۷۶ء/۳/۱۷

الجواب :رضی اللہ عنہ کا جملہ صحابہ کرام کے ساتھ مخصوص نہیں ہے كما فى الدر المختار على هامش ردالمحتار ص ۲۵۹ جلد ۵ وكذا يجوز عكسه وهو الترحم للصحابة والترضى للتابعين ومن بعد هم .وهو الموفق

یزید کے خلافت کی تحقیق

سوال :یزید کی خلافت کوجن صحابہ رضی اللہ عنہم نے مانا ہے اس لئے اگر ان کے نام لکھ دیئے جائیں تو مہربانی ہوگی۔نیز یزید کی حیثیت کیا ہے؟بینوا وتوجروا

المستفتی :رضی بخاری جناح سٹریٹ سرگودھا

﴿ ١ ﴾ قال العلامه ملا على قارى و لا نذكر احدا من اصحاب رسول الله ﷺ الا بخير يعنى و ان صدر من بعضهم بعض ما هو فى الصورة شر فانه اما كان عن اجتهاد ولم يكن على وجه فساد من اصرار و عناد بل كان رجوعهم عنه الى خير ميعاد بناء على حسن الظن بهم و لقوله عليه الصلاة والسلام خير القرون قرنى،ولقوله عليه الصلاة والسلام اذا ذكر اصحابى فامسكوا . و لذلک ذهب جمهور العلماء الى ان الصحابةرضى الله عنهم كلهم عدول قبل فتنة عثمان و على وكذا بعد ها و لقوله عليه الصلاة ولسلام اصحابى كا لنجوم با يهم اقتديتم اهتد يتم . رواه الدارمى وابن عدى و غيرهما الخ
(شرح فقه الاكبر ص ۱۷ قبيل الكبيرة لا تخرج المؤمن عن الايمان)

الجواب: کتب خانہ میں صرف بدایه و النهایه موجود ہے جس میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کا تسلیم کرنا نظر آ تا ہے اور خلیفۃ الرسول کسی نے بھی نہیں مانا ہے اور یزید بن معاویہ ایک متغلب امیر تھے۔ اور اس کی خلافت علی منہاج النبوت نہ تھی. وهو الموفق

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اپنے بیٹے پر حد جاری کرنے کے واقعہ کی حقیقت

سوال :السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،!بعد از سلام یہ کہ ایک شخص نے مجھے کہا کہ حضرت عمر رضی للہ عنہ نے اپنے دور حکومت میں اپنے لخت جگر یعنی بیٹے کو زنا کے جرم میں کوڑے کیوں مارے اور جب وہ تاب نہ لا سکتا تھا۔ تو کیوں ان کو ہلاک کیا۔ کیا یہ اس کا اپنا قانون تھا۔ یا اسلام میں ہے؟ تو میں نے جواب میں کہا ہے کہ زنا کے بدلے کوڑے مار کر تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہوا لیکن وہ یہ نہیں مانتا ہے۔ پس اس واقعہ کی حقیقت کیا ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی : قاضی ارشد صاحب لندن......۲۶/۲/۱۹۷۳ء

الجواب: محترم المقام وعلیکم السلام کے بعد واضح رہے کہ یہ قصہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے پر باوجود موت کے حد جاری کیا موضوعی اور باطل ہے، بے شک ایک روایت سے ثابت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے پر حد شراب یعنی شراب پینے کا حد جاری کیا تھا اور اس کے بعد اتفاقاً وہ بیمار ہوا اور بیماری کے وجہ سے وفات ہوا۔ فی الفوائد المجموعة ص ۲۰۳ حديث ان عمر اقام الحد على ولد له يكنىٰ ابا شحمة بعد موته فی قصة طويلة موضوع وقدروی ان عبد الرحمن الاوسط من اولاد عمرو يكنى ابا شحمة كان تمار بالمقر فشرب نبيذاً فجاء الىٰ عمرو بن العاص وقال اقم على الحد فامتنع فقال الى اخبر ابى اذا قرمت عليه فضير به الحد فی داره فكتب اليه عمر بلومه فقال اذا فعلت به ما تفعل بالمسلمين فلما جزم على عرض به فاتفق انه مرض فمات. وهوا لموفق

حق چار یار کا مطلب اور خلفاء راشدین

سوال: کیا حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلافت راشدہ میں داخل ہیں یا نہیں۔ اگر داخل ہیں تو پھر حق چار یار کے نعرہ لگانے کا کیا مطلب ہے۔ کیونکہ یہ تو پانچ ہو گئے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: شیر محمد تلہ گنگ ۱۰/۱۰/۱۹۷۸ء

الجواب: حق چار یار کا مطلب یہ نہیں ہے۔ کہ دیگر ارباب حقوق سے ان کا حق چھین لیا جائے۔ پس اس سے اہل بیت کا خلافت راشدہ سے خارج ہونا مراد نہیں ہے۔ قال علامہ القاری فی شرح الفقہ الاکبر ص ۵۴ و خلافة الحسن ابنہ (علی رضی اللہ عنہ)ستة اشهر واول ملوک المسلیمین معاویة رضی الله عنه وهو افضلهم .﴿۱﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے پر مرنے کے بعد حد شرب کی واقعہ کی مزید تحقیق

سوال: بعض لوگ حضرت ابوشحمہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے شراب پی لی۔ اور پھر اس حالت میں زنا کا صدور بھی ہوا۔ عورت کے دعوی پر آپ اقبال جرم کر گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بلا کر بہتر درے لگائے۔ لیکن اتمام حد سے قبل ہی وفات ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وفات کے بعد بھی درے لگائے۔ تو کیا یہ واقعہ درست اور حقیقت ہے؟ حضرت شبلی نعمانی رحمہ اللہ نے اس واقعہ کو غلط قرار دیا ہے. بینوا وتوجروا

المستفتی: شفیق الرحمٰن مدرس وامام مسجد ماڑی خیل بھیر کنڈ......۸ر رمضان ۱۴۰۲ھ

الجواب: اس اثر میں متناً اضطراب ہونے کے وجہ سے ضعف پیدا ہوا ہے۔ اور کوڑوں سے مرنے والے واقعہ کو صاحب استیعاب نے غلط قرار دیا ہے۔ اور بعد الموت اقامت حد دروں کے واقعہ کو ابن الجوزی نے فوائد مجموعہ میں موضوع قرار دیا ہے. وهو الموفق

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں عقیدہ اہل سنت والجماعت

سوال: اہل سنت والجماعت کے بعض لوگ فرقہ باطلہ کے صحبت میں رہ کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہتے ہیں۔ کہ وہ لالچی شخص تھا۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آل رسول ﷺ سے لڑ کر خلافت لے لی۔ صحابہ کو شہید کیا۔ اور فریق ثانی کہتے ہیں۔ کہ ہم ان کو خطاء پر سمجھتے ہیں۔ ان کو امیر نہ کہنا چاہیے۔

﴿۱﴾ (شرح فقه الاکبر لملا علی قاری ص ۶۸ افضل الناس بعده علیه السلام الخلفاء الاربعه)

فریق ثالث کہتے ہیں کہ وہ اجلّہ صحابہ میں سے ہیں ۔ان کی توہین کرنا گمراہی ہے ۔ایک اور فریق چہارم کہتے ہیں کہ تمام صحابہ اور خصوصاً ابوبکر صدیق، فاروق اعظم اور عثمان غنی (رضوان اللّٰہ تعالیٰ علیهم اجمعین) لالچی تھے ۔کیونکہ خلافت کی لالچ میں حضور ﷺ کا جنازہ بھی مؤخر کیا گیا تھا ۔ان چاروں فریقوں کے متعلق کیا حکم ہے ۔ مدلل اور عام فہم جواب ارقام فرمائیے ۔

المستفتی :غریب اللہ صاحب صوابی مردان ۱۹۸۵ء/۱۲/۱۰

الجواب :اللہ تعالیٰ نے سورۃ حدید میں صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں ۔ایک وہ جو کہ قبل فتح مکہ مسلمان ہو چکے تھے ۔اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا ۔جہاد کیا ۔دوسرے وہ جو کہ بعد میں مسلمان ہوئے ۔پھر فرمایا ۔و کلاً وعدالله الحسنیٰ .﴿۱﴾ دونوں فریقوں سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ کیا ۔ اور فرماتے ہیں اولٰئک عنها مبعدون ۔﴿۲﴾ وہ جہنم سے دور کئے گئے ہیں ۔ لا یسمعون حسیسها . ﴿۳﴾ اسکی بھنک تک نہ سنیں گے م ۔ وهم فی مااشتهت انفسهم خالدون .لا یحزنهم الفزع الاکبر . ﴿۴﴾ قیامت کی وہ سخت گھبراہٹ انہیں غمگین نہیں کریگی ۔ وتتلقهم الملائكة . ﴿۵﴾ فرشتے ان کا استقبال کرینگے ۔ هذا یو مکم الذی کنتم توعدون ﴿۶﴾ کہ یہ ہی تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا ۔رسول اللہ ﷺ کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتلاتا ہے ۔تو جو کسی صحابی پر لعن طعن کرے ۔وہ اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے ۔اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کاذبہ ہیں ارشاد الٰہی کے مقابل پیش کرنا اسلام کا کام نہیں ہے ۔اللہ عزوجل نے اسی آیت میں اس کا منہ بھی بند فرمادیا ۔والله بما تعملون خبیر . اور اللہ کو خوب معلوم ہے جو تم کرتے ہو ۔بانهمہ میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا ۔اس کے بعد جو کوئی بکے ۔اپنا سر کھائے خود جہنم جائے ۔

علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفأ للقاضی عیاض میں فرماتے ہیں ۔ ومن یکون یطعن فی معاوية فذالک کلب من کلاب الهاویة . جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں سے ایک کتا ہے ۔ان فریقوں میں فریق ثالث کا قول سچا ہے ۔فریق اول ودوم جھوٹے ہیں ۔اور چوتھا

﴿۱﴾ (پارہ : ۲۷ سورة الحديد آیت : ۱۰)
﴿۲﴾ (پارہ:۱۷ سورة الانبياء آیت : ۱۰۱)
﴿۳﴾ (پارہ : ۱۷ سورة الانبياء آیت: ۱۰۲)
﴿۴﴾ (پارہ:۱۷ سورة الانبياء آیت : ۱۰۳)
﴿۵﴾ ایضاً
﴿۶﴾ ایضاً

فریق سب سے بدتر خبیث رافضی تبرائی ہے۔امام کا مقرر کرنا ہر مہم سے زیادہ اہم ہے۔﴿۱﴾ تمام انتظام دین ودنیا اس سے متعلق ہیں۔اور حضور اقدس علیہ کا جنازہ انور اگر قیامت تک رہتا۔اصلاً کوئی خلل محتمل نہ تھا۔انبیاء علیہم السلام کے اجسام بگڑتے نہیں۔سیدنا سلیمان علیہ السلام بعد از انتقال ایک سال کھڑے رہے۔سال بعد دفن ہوئے۔جنازہ مبارکہ حجرہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں تھا۔جہاں اب مزار ہے۔اس سے باہر لیجانا نہ تھا۔چھوٹا سا حجرہ اور تمام صحابہ کرام کو اس نماز اقدس سے مشرف ہونا ایک ایک جماعت آتی۔اور پڑھتی۔اور باہر جاتی۔دوسری جماعت آتی الخ تین روز تک یہی سلسلہ جاری تھا ابلیس کے نزدیک یہ اگر لالچ کے سبب تھا تو سب سے سخت تر الزام امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ پر یہ تو لالچی نہ تھے۔یہ اعتراض ملعون ہے۔اور جنازہ انور کا دفن نہ کرنا ہی مصلحت تھی۔

ایام صحابہ رضی اللہ عنہم منانے کا مطالبہ وغیرہ کا حکم

سوال:(۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایام سرکاری طور پر منائے جائیں اور حکومت انکی سیرت نشر کرے تا کہ لوگ صحابہ کی عظمت سے واقف ہو جائیں۔(۲) دشمنان صحابہ کے جواب میں صحابہ کرام کے ایام منائے جائیں۔تا کہ مسلمان عقائد باطلہ سے بچ جائیں۔(۳) اہل تشیع کے تعزیہ بردار جلوس کے مقابلے میں ایام صحابہ منا کر جلوس نکالا جائیں۔تا کہ تعزیہ بردار جلوسوں کا زور کم ہو جائے۔شریعت کے رو سے یہ اقدامات کرنا کیسے ہیں؟

المستفتی: محمد عبدالقادر ڈیروی درسگاہ نیازیہ بلاک سی ڈیرہ غازی خان......۱۳/رمضان ۱۴۰۹ھ

الجواب:(۱) کا موقف نہ مطلوب شرعی ہے اور نہ ممنوع شرعی ہے۔البتہ مصلحت سے خالی نہیں ہے۔(۲)،(۳) لنا العزیٰ ولا عزیٰ لکم کے جواب میں لنا مولیٰ ولا مولیٰ لکم ﴿۲﴾ اور سوداللہ وجہہ کے مقابلے میں کرم اللہ وجہہ کا نعرہ لگانا وغیرہ بیدار مناظرین کا نعم الاقدام ہے۔وهو الموفق

﴿۱﴾قال العلامه عبدالعزیز الفرهاری ثم الاجماع علی ان نصب الامام واجب ارادا جماع اهل السنة و الشيعة و المعتزلة لا اهل السنة فقط ...... و انما الخلاف فی انه یجب علی الله تعالی ...... او علی الخلق ...... انه یجب لقوله علیه الصلاة والسلام من مات و لم یعرف امام زمانه فقد مات میتة جاهلية . (النبراس شرح شرح العقائد ص ۳۱۰ نصب الامام واجب)

﴿۲﴾رواه صحيح البخاری ص ۵۷۹ جلد ۲ باب غزوة احد)

يــا يهــا الــذين آمـنوا اطيعوا اللّٰه وا طيعوا الــرسول واولى الامر مـــنـــكـــم ـ ﴿الاية﴾



ما يتعلق بالائمة



باب مايتعلق بالائمة والعلماء

شاہ اسماعیل شہید کا ولی برحق، عالم دین اور مجاہد فی سبیل اللہ ہونا نا قابل انکار ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس سوال کے بارے میں کہ مولوی محمد اسماعیل شہید جو کہ بالاکوٹ کے مقام پر سکھوں کے ساتھ جنگ میں شہید ہو گئے تھے کیا واقعی عالم دین اور اللہ تعالیٰ کے برحق ولی تھے اور آپ کی لکھی ہوئی کتاب تقویۃ الایمان کیسی کتاب ہے براہ کرم جواب دیکر صحیح حالات سے آگاہ کریں؟

المستفتی: رضوان اللہ بنک سکوائر روڈ باڑہ بازار راولپنڈی......۴؍محرم ۱۴۰۵ھ

الجواب: حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید کا عالم باعمل اور ولی کامل ہونا اور مجاہد فی سبیل اللہ ہونا نا قابل انکار ہے اور ان امور کی تحقیق کیلئے حنفیت یا شافعیت ہونا شرط نہیں ہے اور چونکہ میں نے بہت عرصہ قبل تقویۃ الایمان مطالعہ کی تھی لہٰذا میں اس کتاب کی اجمالی صحت اور صواب ہونے کے علاوہ دیگر تفصیلات کے بیان سے قاصر ہوں۔﴿۱﴾ و هو الموفق

ابن تیمیہ کے بارے میں ابن بطوطہ کا تاریخی واقعہ

سوال: ایک کتاب سفر نامہ ابن بطوطہ (حنبلی) میں ابن بطوطہ اپنے سفر نامے میں لکھتا ہے کہ ایک عالم تقی الدین ابن تیمیہ دمشق میں تھے لیکن ان کے دماغ میں کوئی بل تھا انہوں نے ایک دن ایسی تقریر کی کہ اسے دوسرے فقہ کے لوگوں نے رد کیا سلطان کے پاس گئے ابن تیمیہ کو کچھ سال کیلئے قید کیا قید کے دوران انہوں نے قرآن پاک کی تفسیر ساٹھ جلدوں میں لکھی۔ پھر رہا ہو کر ایسا بیان دوبارہ دیا ابن بطوطہ نے دمشق میں ابن تیمیہ کا بیان سنا ''اللہ تعالیٰ آسمان سے ہماری دنیا میں اسی طرح اترتے ہیں جس طرح میں جسمانی طور پر نیچے اترتا ہوں یہ

﴿۱﴾ قال العلامہ رشید احمد الگنگوہی۔ اسماعیل شہید کی تالیف ''تقویۃ الایمان'' نہایت عمدہ اور سچی کتاب ہے اور موجب قوت و اصلاح ایمان کی ہے۔ اور قرآن و حدیث کا پورا مطلب اس میں ہے۔ اس کا مؤلف شاہ اسماعیل شہید ایک مقبول بندہ تھا۔ ان کو جو کافر جانتا ہے۔ وہ خود شیطان ملعون حق تعالیٰ کا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ کتاب الایمان والکفر)

کہہ کرمنبر سے ایک سیڑھی نیچے اترا۔ایک مالکی عالم نے اس پر اعتراض کیا۔لوگوں نے مالکی عالم کو زدوکوب کیا۔ لوگ انہیں پکڑے حنبلی قاضی کے پاس لے گئے تو ان کو قید کیا دوسرے نے مسلمان قاضی کو رپورٹ بھیج دی سلطان نے ابن تیمیہ کو مرنے تک نظر بند کیا''

تو کیا ابن تیمیہ جیسے عالم اپنی تقریر میں ایسی باتیں کر سکتے تھے جو ان سے منسوب کی گئی ہیں کیا اسی طرح کی باتیں کہیں اور جگہ پر بھی منقول ہیں۔ابن تیمیہ کی اس تقریر کی صداقت یا بہتان پر کیسے علم ہو؟ بینوا و توجروا

المستفتی: محمد اختر G973 اسلام آباد......۱۴ رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: تاریخ میں تحریر شدہ واقعات زیرغور ہوتے ہیں بسا اوقات ان کے ساتھ اسانید مذکور نہیں ہوتے اور کبھی ان کی اسانید معلول اور ضعیف ہوتے ہیں اور کبھی یہ حکومت کی تملق یا سیاسی اغراض پر مشتمل ہوتے ہیں پس کتب تاریخ کی وجہ سے کسی پر بدظن ہونا یا نیک ظن ہونا جزم اور یقین کے مرتبہ میں قابل اعتراض ہے۔ حال ابن تیمیہ کو مجسمہ سے دیگر علماء نے بھی شمار کیا ہے فلیراجع الی شروح شرح العقائد النسفیہ دیگر اس واقعہ کی وجہ سے اس کو مجسمہ سے شمار کرنا درست نہیں۔ **اما اولا فلعدم ثبوتها بسند صالح و اما ثانيا فلانه قائل بعدم تشبيه اى الله تعالىٰ جسم لا كسائر الاجسام فلعله اراد انه ينزل لا كنزول الاجسام و بالجملة انه اراد النزول معلول و معهود و عرض على من قال ان المراد منه نزول الملک و الرحمة .**

نوٹ:......ابن تیمیہ سے بہت سے اصول وفروع مروی ہیں جو کہ مردود ہیں۔

پیدائش آدم علیہ السلام کی مدت اور انسانی ڈھانچوں کے تخمینے

سوال: حضرت آدم علیہ السلام آج سے کتنا عرصہ پہلے گزرے ہیں جو ماہرین آثار قدیمہ انسانی ڈھانچوں اور ہڈیوں سے ثابت کرتے ہیں کہ تخلیق انسانی کئی لاکھ سال پہلے ہوئی ہے کیا یہ درست ہے؟ اگر حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے کو دس ہزار سال ہوئے ہیں تو یہ ہڈیاں کس زمانے تک درست ہو سکتے ہیں؟ کیا بقول مرزا غلام احمد قادیانی حضرت آدم علیہ السلام کے علاوہ بھی کئی اور آدم گزرے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: قاری احمد سعید جامع مسجد سٹی بنک مری......۱۴ رمضان المبارک ۱۴۰۵ ہجری

الجواب: نہ حضرت آدم علیہ السلام جو کہ اول انسان اور اول پیغمبر ہیں کے متعلق کوئی نص موجود ہے کہ وہ کتنی مدت قبل گذرے ہیں اور نہ موجودہ محققین کے اندازہ کو یقینی ماننا اصولی بات ہے اور نہ دشمنان اسلام کے پروپیگنڈے سے متاثر ہونا اہل اسلام کی شان ہے پس بہر حال نہ ہمیں قادیانی اور پرویزی وغیرہ کے متعدد آدم کی رائے کی ضرورت ہے اور نہ ان محققین کی خیال پر سکوت سے کوئی نقصان ہے۔ وهو الموفق

قصیدہ امام ابوحنیفہ کا ماخذ اور امام ابوحنیفہ کی جانب انتساب

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس کے بارے میں کہ نور الایمان مؤلفہ مولانا عبدالحکیم ولد مولانا عبدالحیٔ لکھنوی کے اخیر میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے شان نبی علیہ السلام میں ایک مفصل قصیدہ لکھا ہے جس کے اشعار تعداد میں ۵۳ ہیں اول شعر...... ياسيد السادات جئتك قاصدا ارجو رضاك و احتمى بحماك

آخری شعر......... وهى صحابتك الكرام جميعهم و التابعين و كل من والاك

اور السيف المبير على اتباع ملا بنج بير لحمدالله الداجوى کے اخیر میں بھی یہ قصیدہ مکتوب ہے مگر انہوں نے یہ حوالہ نہیں دیا ہے کہ اس قصیدہ کا ماخذ کیا ہے برائے مہربانی یہ بتایا جائے کہ یقیناً یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قصیدہ ہے اور کس کتاب سے نقل کیا گیا ہے؟

المستفتی: سید غلام قیس نعمانی مرہٹی رسالپور نوشہرہ...... ۱۹۶۹ء/۵/۱۰

الجواب: اس قصیدہ کا ماخذ مجھے معلوم نہیں ہے اور ماخذ معلوم کرنا ضروری بھی نہیں ہے کیونکہ یہ قصیدہ کسی پر حجت نہیں ہے اور چونکہ اس قصیدہ میں حنفیت سے کوئی چیز مخالف نہیں ہے نجدیت سے مخالف چیزیں اس میں موجود ہیں لہٰذا امام الائمہ کی طرف اس کا انتساب کوئی امر مستبعد نہیں ہے۔ فقط

علماء دیوبند اور ابن تیمیہ کے تفردات

سوال: کیا ابن تیمیہ واقعی جسمیت باری تعالیٰ اور قدم عرش کے قائل ہیں؟ اگر نہیں تو فیض الباری ج ۴ میں نسبت جہۃ باری تعالیٰ اور قدم عرش ابن تیمیہ کا کیا مفہوم ہوگا حالانکہ اکثر علماء دیوبند اور ملا علی قاری رحمہ اللہ جمع الوسائل میں ان کی تعریف کرتے ہیں؟

المستفتی:عبدالباری حقانی بلوچستان شریک دورہ حدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک......۱۹۸۵ء/۱۱/۱۲

الجواب:ملا علی قاری اوراکابرین دیوبند تمام کے تمام ابن تیمیه کے تفردات پر رد کرتے ہیں اوراس کے عالم اور حافظ ہونے میں کسی کو تردد نہیں ہے ابن تیمیه نے اللہ تعالیٰ پر جسم کا اطلاق جائز قرار دیا ہے البتہ لا کسائر الاجسام کی تعبیر سے کچھ سہارا لیا ہے اور عرش کے متعلق یہ کہا ہے کہ ''کان الله و لم یکن شئ و کان عرشه علی الماء '' لم یکن شئ میں عرش داخل نہیں ہے ورنہ وہ بھی مخلوق ہے. و التفصیل فی فتاواه فلیراجع الیها۔ و هو الموفق

امام ابوحنیفہ سے مروی احادیث اور مسند امام اعظم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بارہ تیرہ سے زیادہ احادیث نہیں جانتے تھے۔کیا واقعتاً ایسا ہی ہے؟ امام مذکور کی یہ توہین کن لوگوں کا شیوہ ہے؟ ایسے آدمی کے پیچھے حنفی مسلمان کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟

المستفتی:فضل الرحمٰن جے بلاک رسالپور نوشہرہ......۱۹۷۲ء/۶/۲۳

الجواب:امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے صرف ظاہر الروایۃ میں سینکڑوں مسائل مروی ہیں جن میں حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اور مخالف کے حدیث کا جواب دیا ہے نیز امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسند بھی موجود ہے﴿۱﴾تو

﴿۱﴾ و اما تالیفاته فکثیرة کما یشیر الیه ما رواه الحافظ الذهبی عن عبدالعزیز الدر اوردی . کان مالک ینظر فی کتب ابی حنیفة و ینتفع بها منها کتاب الآثار . قال السیوطی فی تبیض الصحیفة انه اول کتاب دون علی الابواب الفقهیة و هکذا ذکر الموفق المکی فی منا قب ابی حنیفة و ذکر ایضا انتخب ابو حنیفة الآثار من اربعین الف حدیث انتهی و له نسخ نسخةالامام ابی یو سف و نسخةالامام محمد و نسخة الامام زفر و فی مقدمة عمدة الرعایة و اما تصانیف ابی حنیفة فذکروامنها الفقه الاکبر و کتاب الوصیة و کتاب العالم و المتعلم و غیر ذلک انتهی و اما مسند ابی حنیفة فلیس من تالیفاته بل هو مرویاته التی جمعها المحدثون مثل ابی نعیم الاصفهانی و الحافظ ابن عساکر والحافظ ابن منده و غیرهم . بلغ عدده الی عشرین مسندا ثم جمع العلامة الخوارزمی کلها فی تالیف واحد سماه جامع مسانید الامام الاعظم ...... وما نقله ابن خلدون عن بعض الناس ان ابا حنیفة لم یحفظ الا سبعة عشر حدیثا . قلنا هذا افتراء بلا امتراء کیف و انه مجتهد و فاقا و تلمذ علی اربعة الاف شیوخ و الف کتاب الآثار و انتخبه من اربعین الف حدیث و جمعت مرویاته فی المسانید و تمسک بالاحادیث و اجاب عن احادیث الخصم فا فهم و حقیقة الامر انه کان الغالب علیه الاستنباط و فقه القرآن و الحدیث و لا یسرد الاحادیث کسر د اهل الحدیث فلم یرو عنه من کان طالب الا لفاظ دون الفقه . (البشری لارباب الفتوی ص ۲۸ ، ۳۱)

اس کے باوجود زید کا قول کس طرح درست ہوسکتا ہے یہ شخص (غالبًا) اہل حدیث معلوم ہوتا ہے اگر غالی نہ ہوتو اس کے پیچھے اقتداء درست ہے۔ **هو الموفق**

سیدعلی ترمذی پیر بابا رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کا حرکت کرنا فریب نظر ہے

سوال: سنا ہے کہ پیر بابا سید علی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر حرکت کرتی ہے عین اسی طرح جس طرح کہ سانس لیتے وقت پیٹ اوپر نیچے جاتا ہے کوئی کہتا ہے کہ یہاں زنا کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے کسی کا خیال ہے کہ اس میں بارود وغیرہ ہے کوئی کہتا ہے کہ قیامت کی نشانی ہے شرعی حکم سے مطلع فرماویں۔

المستفتی: سیف الرحمٰن ہائی سکول ڈگر سوات......۲۳/۸/۱۹۷۲ء

الجواب: میں کہتا ہوں کہ یہ قبر کوئی حرکت نہیں کرتی ہے شاید کسی نے فریب نظر کی وجہ سے یہ حرکت محسوس کی ہو۔ فقط

سطیح کا واقعہ بدایہ والنہایہ میں موجود ہے

سوال: سطیح کا کیا مطلب ہے۔ ایک عالم نے کہا ہے کہ سطیح ایک ساحر اور نجومی آدمی تھا اور تمام نجومیوں کا استاد تھا یا وہ محض ایک لوتھڑا تھا۔ اس میں بالکل ہڈی کا نام نہ تھا اس لئے کہ وہ دو عورتوں کے ملنے سے پیدا ہوا تھا تو کیا دو عورتوں کے ملنے سے بچہ پیدا ہوسکتا ہے؟ اس قصہ کی حقیقت کیا ہے۔

المستفتی: بشیر احمد کمال پار ہوتی مردان......۲۴/۸/۱۹۷۵ء

الجواب: محترم المقام السلام علیکم کے بعد واضح رہے کہ سطیح کا واقعہ ابن کثیر نے بدایہ والنہایہ میں لکھا ہے لیکن کتاب کی عدم موجودگی کی وجہ سے میں وضاحت سے قاصر ہوں۔ **واللہ اعلم**

امام ابوحنیفہ کا رمضان میں ۶۲ بار ختم قرآن کرنا

سوال: کیا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ واقعی رمضان میں اکسٹھ (۶۱) دفعہ قرآن پاک ختم کرتے تھے اگر یہ بات درست ہے تو دلیل سے نوازیں؟

المستفتی: حافظ عبدالمؤمن جا تک قاضی آباد صوابی مردان......۲/ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

الجواب:ابن حجر مکی نے الخیرات الحسان میں امام ابوحنیفہ کی عبادت کے باب میں ۶۲ دفعہ ختم قرآن پاک کرنے کا ذکر کیا ہے۔﴿۱﴾ فليراجع

امام ابوحنیفہ اوراحادیث کی روایت وغیرہ

سوال : (۱)صحاح ستہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث کیوں منقول نہیں ہیں حالانکہ دوسرے ائمہ سے احادیث منقول ہیں؟(۲)امام ابوحنیفہ کی کسی صحابی سے ملاقات ہوئی ہے یا نہیں اس کی وضاحت فرمائیں؟

المستفتی: حافظ نوراحمد الدین ٹوپی مردان......۱۹۸۶ء/۱/۲۸

الجواب:امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سرد حدیث یعنی صرف الفاظ حدیث پہنچانا کم کرتے تھے اکثر استنباط اور استخراج کیا کرتے تھے﴿۲﴾اسی وجہ سے الفاظ حدیث کے روایت کنندگان کم ہیں سرد کی مثال ایسی ہے کہ ایک سیر سونا یکے بعد دیگرے ہدیہ میں دیا جائے اوراستنباط کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص ایک سیر سونے سے گھڑیاں بنا کر ہدیہ میں دیوے۔(۲)امام ابوحنیفہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بہت دفعہ دیکھا ہے۔﴿۳﴾وهو الموفق

ابن تیمیہ اورابن قیم کے متعلق رویہ اعتدال

سوال:بعض کتب مثلا صاوی وغیرہ نے ابن تیمیہ اورابن قیم پر شدید رد کیا ہے اور بعض کتب مثلاً فیض الباری وغیرہ نے ان کی مدح کی ہے تو ان کے متعلق کیا رویہ اختیار کرنا چاہیئے۔تفصیل بیان کیا جائے؟

المستفتی :محمد علی نتھیا سنگھ سٹریٹ مسجد روڈ کوئٹہ.....۱۹۸۴ء/۵/۲۱

الجواب : ابن تیمیہ کے متعلق اعدل الاقوال وہ قول ہے جس کو امام ذہبی رحمہ اللہ نے تذکرہ میں ذکر کیا ہے ملخصه انه حافظ عالم بارع ماهر فی علم القرآن والحديث بلغ رتبة الاجتهاد لاكن لا اصولا و لا فروعا تفرد بها و خالفناه فيها۔ وهو الموفق

﴿۱﴾علامہ ذہبی نے فرمایا۔کہ رات کو تہجد کیلئے کھڑا ہونا اورعبادت کرنا آپ سے بتواتر ثابت ہے.....ایک ایک رکعت میں ایک ختم قرآن شریف کرتے.......جس جگہ آپ نے وفات فرمائی سات ہزار مرتبہ قرآن شریف ختم فرمایا تھا......امام ابی یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا۔کہ ہر رات دن میں ایک ختم قرآن کرتے۔اوررمضان شریف سے یوم عید تک باسٹھ ختم فرماتے۔
(جواهر البيان ترجمه الخيرات الحسان لابن حجر مكی ص ۸۱ ، ۸۲ الفصل الرابع عشر)

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مولانا نصیر الدین غورغشتوی ایک صالح عالم دین تھے

سوال : ایک امام مسجد جس نے شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین صاحب مرحوم غورغشتوی کی وفات کی خبر سن کر کہا کہ اچھا ہو گیا کہ ایک بدعتی فوت ہو گیا کیا واقعی مولوی مرحوم بدعتی تھے اگر نہیں تو ایسے عالم دین کو بدعتی کہنے والے مولوی جو کہ دیو بندیت کا دعویٰ کرتا ہے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: حکیم عبدلرزاق ہری پور ہزارہ......۱۹/۳/۶۹ء

الجواب : یہ امام سبّ صالحین کی وجہ سے فاسق ہے ﴿۱﴾ اس کے پیچھے اقتداء مکروہ تحریمی ہے۔

مولانا غلام اللہ خان صاحب دیوبندی تھے اور مبتدعین کیلئے سیف صارم تھے

سوال : ہمارے گاؤں میں ایک مولانا تقریر کرنے آئے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ اس گاؤں کے کچھ لوگ راولپنڈی کے مولانا غلام اللہ خان کو تقریر کیلئے بلا رہے ہیں حالانکہ مولانا غلام اللہ خان کا عقیدہ باطل ہے وہ ایک طاغوتی آدمی ہے وہ واجب القتل ہے اگر وہ یہاں تقریر کیلئے آئے تو اسے گولی مار دینی چاہیئے اس کو صحیح قرآن مجید پڑھنا بھی نہیں آتا وہ تو گدھے کی آواز جیسا قرآن پڑھتا ہے؟ اس واعظ کے بیان کے متعلق وضاحت مطلوب ہے۔

المستفتی: مولانا غلام یحییٰ پنڈی گھیپ......۲۲/جولائی ۱۹۷۵

الجواب : مولانا غلام اللہ خان صاحب کے عقائد علماء دیوبند (اہل سنت والجماعت) کے موافق ہیں

(بقیہ حاشیہ) ﴿۲﴾ قال ابن عابدين و الظاهر ان سبب عدم سماعه ممن ادركه من الصحابة انه اول امره اشتغل با لاكتساب حتى ارشده الشعبي لما رأى من با هر نجا بته الى الاشتغال با لعلم و لا يسع من له ادنى الـمام بعلم الحديث خلاف ما ذكرته . (ردالمحتار ص ۴۷ جلد ۱ مقدمه مطلب فى ما اختلف فيه من رواية الامام عن بعض الصحابه)

﴿۳﴾ قال الحافظ ابن كثير انه ادرك عصر الصحابة و راى انس بن مالك قيل وغيره و ذكر بعضهم انه روى عن سبعة من الصحابة .(البداية و النهاية ص ۱۳۷ جلد ۱۰ الامام ابو حنيفه)

(حاشیہ صفحہ ھذا) ﴿۱﴾ مولانا نصیر الدین غورغشتوی پکے حنفی اور دیوبندی عالم دین تھے۔ صوبہ سرحد میں علم حدیث کے پہلے استاد تھے۔ اسلئے اسے صوبہ سرحد اور پشتون قوم کا شاہ ولی اللہ کہا جاتا ہے۔ نہایت متقی، صالح، خدارسیدہ بزرگ اور سنت کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ علوم ظاہرہ اور باطنہ کے بحر بے کراں تھے۔ مولانا قمر الدین اور مولانا حسین علی میانوالی کے ممتاز شاگردوں میں سے تھے۔ (از مرتب)

اور بہر حال وہ مبتدعین کی سرکوبی کیلئے سیف صارم ہیں ان کو گدھا کہنے والا یا واجب القتل قرار دینے والا واجب التعزیر ہے پس یہ مقرر اور واعظ کوئی مبتدع ہے اس کی تقریر سننا حرام ہے۔ فقط

مولانا حمد اللہ ڈاگئی اہل سنت والجماعت میں سے ہے

سوال: بعض لوگ مولانا حمد اللہ ڈاگئی کو شرک وبدعت کی نسبت کرتے ہیں کیا واقعی وہ مشرک ہے وضاحت فرمائیے؟

المستفتی: عبدالرحمٰن جامع مسجد مکیہ فقیر آباد پشاور...... ۱۹؍ ربیع الثانی ۱۴۰۲

الجواب: مولانا حمد اللہ فرقہ سلفیہ اور مخالفین کے نزدیک مشرک ہے اور دیوبندیوں کے نزدیک مسلمان اہل سنت والجماعت میں سے ہے۔

مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا غلام اللہ خان صاحب سے دورہ تفسیر پڑھنا

سوال: مولانا حسین علی اور مولانا غلام اللہ خان صاحب دیوبندی ہیں یا نہیں اور ان سے دورہ تفسیر پڑھنا چاہیئے یا نہیں؟ بینوا و توجروا

المستفتی: قائم دین ڈھوک زمان میانوالی...... ۲۳؍۷؍۱۹۷۸ء

الجواب: مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا غلام اللہ خان صاحب حنفی دیوبندی مسلک والے علماء ہیں اگر پنجاب میں یہ حضرات نہ ہوتے تو عوام شرک اور بدعات کو اسلام اور حنفیت قرار دے دیتے۔ وھو الموفق

مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد الیاس، مولانا تھانوی رحمہم اللہ پکے مسلمان اور اہل سنت والجماعت ہیں

سوال: ایک کتاب ''تبلیغی جماعت زلزلہ اور مناظرہ بریلی''، جن کے مصنف راشد القادری ہیں میں لکھا ہے کہ تبلیغی جماعت کے اکابر مولانا الیاس، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا تھانوی نے حضور علیہ السلام کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کئے ہیں اس لئے بدعقیدہ ہیں اور ان پر کفر کا فتویٰ ہے اس کے متعلق آپ لوگوں کا کیا خیال ہے؟

المستفتی: اہالیان اسنڑ دیر...... ۱۱؍۱۰؍۱۹۷۵ء

الجواب: مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا الیاس،، مولانا تھانوی پکے مسلمان، دین کا درد رکھنے والے

اہل سنت والجماعت ہیں ان دعاۃ اسلام پر کفر کا فتویٰ دینے والا جاہل اور متجاہل ہے۔

مفتی محمود، غلام غوث ہزاروی وغیرہ علماء کو گالیاں دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک گاؤں میں بعض لوگ مولانا مفتی محمود صاحب اور مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب اور دیگر اکابرین جمعیت علماء کے پیچھے گالی گلوچ اور فحش باتیں کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کا شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: رحمان الدین مہمندی......۱۲/صفر ۱۳۹۲ھ

الجواب: مسلمان کی گستاخی کرنا فسق ہے لحدیث رواہ مسلم "سباب المسلم فسوق" ﴿۱﴾ اور علماء کی گستاخی میں کفر کا خطرہ ہے جبکہ ذاتیات پر مبنی نہ ہو فی الهندية و يخاف عليه الكفر اذا شتم عالما او فقيها من غير سبب. ﴿۲﴾ و هو الموفق

مولانا محمد طاہر پنج پیری کا سیاسی مسلک

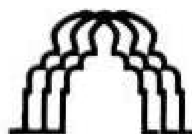
سوال: مولانا شیخ القرآن محمد طاہر پنج پیر ضلع مردان صوبہ سرحد کا کیا عقیدہ ہے اور وہ کون سے مذہب سے تعلق رکھتا ہے اور مولوی مذکور کا مسلک علماء دیوبند سے مختلف ہے یا موافق اور جمعیت علماء اسلام سے اس کا اتحاد ہے یا نہیں ہے اگر نہیں تو پھر کس جمعیت سے تعلق رکھتا ہے؟

المستفتی: محمد عبدالغفور نزول دروازہ ڈی آئی خان......۱۹۷۲ء/۷/۱

الجواب: مولوی محمد طاہر صاحب حنفیت کے لباس میں نجدیت کی اشاعت کرتا ہے۔ جمعیت کے ساتھ اس کا مودودیوں کی طرح مکمل افتراق ہے۔ و هو الموفق

﴿۱﴾ (صحيح البخاری ص ۱۲ جلد ۲ كتاب الايمان باب خوف المؤمن من ان يحبط عمله و هو لا يشعر)

﴿۲﴾ (فتاوی عالمگيری ص ۲۷۰ جلد ۲ و منها ما يتعلق با لعلم والعلماء مطلب فی مو جبات الكفر)





باب

ما یتعلق بالافلاک



قال اللّٰه تعالیٰ: اللّٰه الذی خلق السمٰوٰت والارض وانزل من السماء ماء فاخرج به من الثمرات رزقا لكم ج وسخر لكم الفلك لتجری فی البحر بامره وسخر لكم الانهٰره وسخر لكم الشمس والقمر دائبين ج وسخر لكم الليل والنهاره - ﴿ الاية ﴾

باب ما یتعلق بالافلاک

چاند پراترنا قرآنی نصوص سے مخالف نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مندرجہ ذیل مسئلہ میں

حامداً و مصلیاًو مسلماً۔ازمتعددآیات قرآن حکیم صراحۃً معلوم است کہ قمر درآسمان دنیا است چنانچہ اللہ تعالیٰ درسورۃ فرقان میفر ماید .تبارک الذی جعل فی السماء بروجاً و جعل فیها سراجاً و قمراً منیراً. وسورۃ یٰس. وکل فی فلکٍ یسبحون.

وسورۃ نوح وجعل القمرفیهن نوراً . در سورۃ یونس. والقمر نوراً ۔وایں قسم متعددآیات قرآنی دلالت صریح میکنند کہ قمر درآسمان مرکوز است۔درتفسیر صاوی نوشتہ۔کہ اعلم ان القمر فی سماء الدنیا اتفاقاً والشمس فی الرابعة ووجهها مما یلی السماء وقفامهما مما یلی الارض.

(تفسیر صاوی بر جلالین) مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ درتفسیر خویش نوشتہ کہ ازتمام نصوص قرآن معلوم است کہ قمر درآسمان دنیا است چراکہ حرف ''فی'' نزداہل لغت عربی ونزداہل اصول ومعانی برائے ظرفیت مقرراست۔پس تاوقتیکہ دلیل قطعی ازقرآن وحدیث صحیح پیدانشود کہ قمر زیرآسمان است مایاں رابریں ایمان وعمل است۔کہ قمر درآسمان است نہ کہ زیرآسمان۔درتفسیر مدارک ازعبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ وازعبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مروی است کہ قمر درآسمان دنیا است وترجمہ فلک عام مفسرین برآسمان میکنند۔ایں دلائل مشتے نمونہ از خروارے نوشتم۔شاید کہ ازالہ شکوک راکافی باشد۔دیگر اینکہ شیاطین انس وجن ازصعود آسمان بندوممنوع اند۔قرآن شاہداست۔پس ازوضوح دلائل قرآن حکیم واقوال مفسرین واقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگر کسے میگوید۔کہ نصاریٰ امریکن بہ قمر رفتہ اند۔ومیتواندرفتن آن کس محض جاہل وگمراہ میباشد بلکہ ازظاہر نصوص قرآن حکیم منکر معلوم میشود وانکارازآیات قرآن حکیم شقاوت وباعث عذاب دائم میباشد۔والسلام

المستفتی: ماسٹرعبدالکریم شبقدرفورٹ چارسدہ پشاور......۱۹۶۹ء/۸/۱۹

الجواب: واضح رہے۔کہ قرآن اور حدیث میں لفظ ''فی'' کا استعمال ہوا ہے۔جو کہ ظرفیت کیلئے استعمال ہوتا ہے۔خواہ یہ ظرفیت واقعی ہو یا بادی اور ظاہری نظر میں ہو۔جیسا کہ'' وجدھا تغرب فی عین حمئة﴿۱﴾ '' میں وارد ہے۔اور یہ بات کہ قمر مثلاً سماء اول کے ثخن میں مرکوز ہے۔قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہے۔اور نہ اس پر کوئی دلیل قائم ہے۔ صرح به العلامة الالوسی فی تفسیر ہ (ص ۱۴۵ جلد ۲۸) بلکہ یہ فلاسفہ یونان کا نظریہ ہے۔جو کہ کتب تفسیر میں اس پر اعتماد کیا گیا ہے۔اور اس پر علماء کا اتفاق بھی نہیں ہے۔کیونکہ اکثر مفسرین کے نزدیک چاند تارے آسمان سے نیچے ہیں۔ (صرح به العلامة الألوسی فی تفسیر سور ۃ انبیاء و سورۃ یٰس) اور یہ حقیقت بھی قرآن وحدیث سے روشن ہے۔کہ کفار آسمان میں داخل نہیں ہو سکتے ہیں قال الله تعالیٰ لا تفتح لهم ابواب السماء. ﴿۲﴾ لہٰذا اگر چاند آسمان میں مرکوز ہوتو کفار اس کو نہیں چڑھ سکتے ہیں۔اور اگر آسمان سے نیچے ہو۔تو چڑھ سکتے ہیں۔اور اگر معتمد ذرائع سے معلوم ہوا۔کہ امریکہ کے کفار قمر کو چڑھ گئے ہیں۔تو اس کے تسلیم میں حکمت ایمانی کو کوئی نقصان نہیں بلکہ حکمت یونانی کا غلط ہونا (آسمان کے ثخن میں مرکوز ہونے کا نظریہ) ثابت ہوا۔فقط

سورج کا حرکت اور عرش کے نیچے سجدہ

سوال: عن ابی ذر قال قال رسول الله ﷺ حین غربت الشمس اتدری این تذهب هذه قلت الله و رسو له اعلم قال فانها تذهب حتی تسجد تحت العرش فتستأذن فیؤذن لها و یو شک ان تسجد ولا تقبل منها و تستأذن ولا یؤذن لهاویقال لها ارجعی من حیث فتطلع من مغربهاوذلک قوله تعالیٰ والشمس تجری لمستقرلها قا ل مستقرها تحت العرش. متفق علیه (باب علامات الساعة مشکواة شریف) جدید نظریات کے مطابق سورج باضافت زمین ساکن ہے۔اور سورج کا طلوع اور غروب ہونا زمین کی کروی گردش کی وجہ سے ہے نہ کہ سورج کے گردش۔ سورج نصف کرہ زمین پر ہر وقت چمکتا رہتا ہے۔جبکہ باقی نصف کرہ پر رات ہوتی ہے۔یعنی سورج تمام روئے

﴿۱﴾ (پارہ :۱۶ سورہ کهف رکوع :۲ آیت :۸۶)
﴿۲﴾(پارہ: ۸ سورۃالاعراف رکوع :۱۲ آیت:۴۰)

زمین سے بیک وقت کبھی بھی غائب نہیں ہوتا۔یعنی سورج لگا تار زمین کے کچھ حصوں پر طلوع ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ تو سورج اپنے مستقر تحت العرش پر کب جاتا ہے۔اور قبل از قیامت مغرب سے طلوع ہونے کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟ جواب سے نواز کر دارین کی ثواب حاصل فرماویں۔

المستفتی: نامعلوم

الجواب: صحیح سائنس سے قرآن اور حدیث کبھی بھی متضاد نہیں ہوسکتا ہے۔

(الف) اور اس حدیث کا بالخصوص جدید نظریات سے کوئی تصادم نہیں ہے۔حدیث شریف میں سورج کی جریان اور گردش سے ممکن ہے کہ حقیقی گردش مراد ہو اور ممکن ہے کہ مراد ظاہری اور بادی نظر میں گردش ہو جو کہ عوام کے سمجھ میں آسانی سے آسکتا ہے، پس سورج کے طلوع اور غروب میں دونوں احتمال موجود ہیں۔ایک سورج کی گردش کے وجہ سے جو کہ زمین کے ساکن ہونے والے ارباب نظر کا مسلک ہے اور دوسری زمین کے محوری گردش کی وجہ سے جو کہ زمین کے متحرک ہونے کے قائلوں کا مذہب ہے۔کیونکہ جانبین سے امارات اور دلائل موجود ہیں۔﴿۱﴾ (جزم ویقین نہیں)

(ب) اور سجدہ سے مراد انقیاد اور تابعداری ہے۔اور بعض محققین علماء نے لکھا ہے کہ سورج میں روح موجود ہے۔تو روح سجدہ کیلئے اوپر چڑھتا ہے۔اور جرم باقاعدہ اپنے کام میں مشغول ہوتا ہے۔تو جس وطن کے نصف غروب متحقق ہو۔ان کے نسبت کہا جائے گا۔کہ سورج کا روح سجدہ کرتا ہے۔اگر چہ وہ ہر وقت ہو۔﴿۲﴾

﴿۱﴾ سائنسدانوں نے پہلے یہ نظریہ پیش کر دیا تھا۔کہ سورج چاند وغیرہ سیارے گردش کرتے ہیں۔اور زمین ساکن ہے۔پھر یہ نظریہ پیش کیا۔کہ سورج ساکن ہے۔اور زمین گردش کرتی ہے۔اور اب جدید سائنسدانوں کا نظریہ یہ ہے۔کہ زمین اپنے محور میں گردش کرتی ہے۔اور سورج اپنے محور میں۔پس قرآن وحدیث نے جو کچھ کہا ہے۔وہ علام الغیوب کی طرف سے ہے۔اور انسانی عقول روز اپنے نظریات کو بدلتے رہتے ہیں۔پس اس پر جزم ویقین نہیں کیا جا سکتا۔اور جو باتیں قرآن وحدیث سے مخالف اور متصادم ہونگے۔غلط ہونگے۔(مرتب)

﴿۲﴾ قال العلامه بدرالدین العینی الارضون السبع فی ضرب المثال کقطب الرحی والعرش لعظم ذاتی کالرحی فاینما سجدت الشمس سجدت تحت العرش و ذلک مستقرها ...... السموات و الارضون و غیرهما من جمیع العالم تحت العرش فاذاسجدت الشمس فی ای مو ضع یصح ان یقال سجدت تحت العرش ...... لا ینکر ان یکون لها استقرار تحت العرش من حیث لا ندرکه و لا نشاهده و انما اخبر عن غیب فلا نکذبه و لا نکفره ان علمنا لا یحیط به . (عمدة القاری شرح صحیح البخاری ص ۱۱۹ جلد ۱۵ باب صفة الشمس و القمر بحسبان کتاب بدء الخلق)

(ج) اس کی صورت یہ بھی ہے۔ کہ زمین کچھ وقت کیلئے ساکن ہو جائے۔ (قدیم حکماء کے نزدیک) اور یہ بھی صورت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ زمین کے وقت میں انقلاب پیدا کرے۔ اور شرقی حرکت کے بدلے کچھ وقت کیلئے غربی ہو جائے اور جو اللہ تعالیٰ زمین کو شرقی حرکت دے سکتا ہے۔ وہ کچھ وقت کیلئے غربی بھی دے سکتا ہے۔ فقط

مضمون ''چاند تک انسان کی رسائی اور اسلام'' پر چند اشکالات کے جوابات

سوال: محترم جناب عالی! رسالہ الحق شمارہ جمادی الاولیٰ میں آپ صاحب کا مضمون ''چاند تک انسان کی رسائی اور اسلام'' پڑھ کر کچھ شبہات دل میں پیدا ہو گئے ہیں امید ہے۔ کہ آپ صاحبان تسلی بخش جواب سے مشکور فرماوینگے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کسی آیت کے تحت یہ فرمایا ہے۔ کہ النجوم قناديل بين السماء والارض الخ۔ اور کس صاحب تفسیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ پر یہ حوالہ دیا ہے؟ تمام ستارے آسمان کے نیچے ہیں۔ جناب کا یہ فرمانا کہ ستاروں سے ان شیاطین کا رجم تب ہی ہو سکتا ہے۔ کہ یہ ستارے آسمانی دنیا سے باہر ہوں نیچے ہوں۔ اور دنیا کی زینت بھی ان ستاروں سے تب ہی ہو سکتی ہے کہ یہ ستارے آسمان کے نیچے ہوں۔ اور اس سے پہلے لامحدود پرواز کے تحت اس شان والا نے سورۃ جن کی آیت بیان فرمائی ہے۔ انا لمسنا السماء فوجدنا ها ملئت حرساً شديداً و شبها الخ تو گو آسمان تک پہنچنا پہلے اور پہرہ داروں کا اور ستاروں کا معلوم ہونا بعد میں ہوا۔ یعنی آسمان کے ساتھ مس کر کے انکو معلوم ہوا کہ یہ آسمان پہرہ داروں اور ستاروں سے بھرا ہوا ہے۔ جیسا کہ آیت کی ترکیب سے اور ''وجدناها'' کی ضمیر اور ''ملئت'' کی ضمیر سے واضح ہے۔ تو اگر ستارے آسمان کے نیچے لٹکے ہوئے ہیں۔ تو پھر ایسا ہوگا۔ کہ ستاروں پر سے گزر کر اور پہرہ داروں سے گزر کر مس سماء کیا۔ اور بعد میں پھر پہرہ داروں اور ستاروں کا وجدان ہوا۔ حالانکہ یہ معنی کسی طرح بھی آیت سے جوڑ و مطابقت نہیں رکھتا۔ بلکہ آیت کی ترکیب بدل جاتی ہے۔ كل في فلك يسبحون . يعنى الیل والنهار والشمس والقمر كلهم و يسبحون۔ اى يدرون فى فلك السماء قاله ابن عباس وعكرمه والضحاك والحسن و قتاده و عطاء الخراسانى و قال عبد الرحمن بن زيد بن اسلم فى فلك بين السماء والارض رواه ابى حاتم وهو غريب جداً بل منكر (ابن كثير) تبارک الذى جعل فى السماء

بـروجاً الخ فيها في السماء قاله ابن عباس رضى الله عنه تنوير المقياس من تفسير ابن عباس رضى اللـه عنـه . فيهـا سے ظاہراًان کواکب کاآسمان کے اندرمرکوز ہونامعلوم ہوتا ہے۔بیان القرآن اشرف علی تھانوی صاحب کاراجح قول بھی یہی ہےامید ہے۔آپ صاحبان بالااشکالات کاشافی جواب ارقام فرمائینگے۔

المستفتی :میاں انوارالدین مسجد دربارزیارت کاکاصاحب......۱۹۶۹ء/۹/۲

الجواب :(۱)ابن عباس رضی اللہ عنہ کاقول تفسیر روح المعانی ص۵۰جلد۳۰میں مسطور ہے۔

(۲)ستاروں پر جنات وغیرہ کا گزرنااورآسمان مس کرنا کوئی امر مستحیل نہیں ہے۔کیونکہ جنات پر شہاب ثاقب اس وقت مسلط کیا جاتا ہے۔جبکہ استماع کرتے ہیں۔اوراستماع کیلئے زیروبالا یکساں ہیں۔بے شک اشکال اس وقت لازم ہوتا جبکہ صرف بالا جانے سے شہب مسلط ہوتے۔والامـر ليـس كـذلـك كـما لا يخفىٰ علىٰ من تفكر في آيات القرآن حيث قال تعالىٰ فمن يستمع الآن يجد له شهابًا رصداً ﴿۱﴾ و قال تعالىٰ لا يسمعون الى الملأ الا علىٰ و يقذ فون من كل جانب .﴿۲﴾

(۳) فلک اور سماء ایک چیز کانام ہے۔یایہ الگ الگ چیزیں ہیں اس میں مفسرین مختلف ہیں۔اکثرمفسرین اختلاف پرقائل ہیں۔(صرح به الآ لوسی في تفسير روح المعاني ص ۴۰ جلد ۱۷)

(۴)کلمہ ''فی''ظرفیت کیلئے موضوع ہےنہ کہ رکزیت کیلئے۔﴿۳﴾یعنی لغت اورعرف میں کلمہ'فی'' کامراد یہ ہوتا ہے۔کہ اس کامدخول کسی چیز کاظرف ہے۔اور یہ مرادنہیں ہوتا ہے۔کہ کوئی چیزاس کے مدخول کے تخن میں مرکوز ہے۔اورظرفیت بھی کبھی بادی اورسرسری نظرمیں مرادہوتا ہے۔ كـمـا فـي و جـدهـا تغرب في عين حـمـئة. ﴿۴﴾ نیزجس زمین اورآسمان کوکروی شکل میں تسلیم کیاجائے۔تواس تقدیر پرزمین اورشمس وقمر کے فی السماء ہونے میں کوئی دقت نہیں ہے۔(۵) راجح اورمرجوح کا یہ ضابطہ نا قابل تسلیم ہے۔فقط

﴿۱﴾(پارہ :۲۹ سورۃ جن آیت:۹)

﴿۲﴾ (پارہ :۲۳ سورۃ صافات آیت:۸)

﴿۳﴾ قال عبدالرحمان الجامي و في للظر فية اى لظرفية مدخولها لشئ حقيقة نحوالماء في الكوز او مجاز ا نحو النجاة في الصدق وبمعنى على قليلاً . (شرح جامي ص ۲۸ ۳بيان الحروف الجر)

﴿۴﴾(پارہ :۱۶ سورۃ الکھف رکوع :۲ آیت :۸۶)

چاند تک انسان کی رسائی چند شبہات کا ازالہ

سائنس کی دنیا میں خلائی فتوحات کے غلغلہ نے عوامی اذہان میں جو تہلکہ مچادیا۔اور روسی دعویٰ کہ روس کے محکمہ ''خلائی تحقیقات'' نے لونا نہم کو چاند کی سطح پر اتار دیا۔اسی طرح امریکی خلائی جہاز اپالو دہم وغیرہ کے تجربے سامنے آئے۔تو مذہب اور سائنس کے دائرہ کار اور حدود سے لاعلمی،طبیعاتی علوم میں ناپختگی اور مذہب سے دوری یا کم علمی کی وجہ سے عام مسلمان شکوک وشبہات میں مبتلا ہوئے۔اسی وجہ سے چاند تک انسان کی رسائی کے بارہ میں دارالافتاء میں بے شمار استفتاءات اور خطوط موصول ہوئے۔حضرت مفتی اعظم دامت برکاتہم نے اس قسم کے توہمات اور شکوک وشبہات کا رد کرتے ہوئے شریعت غراء کی روشنی میں ایک تفصیلی مضمون ماہنامہ الحق جولائی،اگست ۱۹۶۹ء کے شماروں میں شائع کیا چونکہ بعض استفتاءات میں اس مضمون کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔اس لئے برائے افادہ عام پیش کیا جارہا ہے۔(از مرتب)

.........(الف)اولاً چند بنیادی باتیں عرض ہیں۔واضح رہے کہ تمام اہل اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے کہ اس سارے عالم کا بنانے والا صرف اللہ ہی ہے۔اور وہ اس عالم کے تمام ذرّات اور تمام ان قوتوں سے جو کہ عالم میں ودیعت کی گئی ہیں بخوبی عالم اور واقف ہے۔پس جو حقائق اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ بیان کئے ہیں ان میں غلطی ناممکن ہے۔یہی وجہ ہے کہ سائنس اور وحی میں اگر تصادم محسوس ہو تو یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ سائنسدانوں نے پوری تحقیق نہیں کی ہے ورنہ ان کی صحیح تحقیقات وحی سے کبھی متصادم نہ ہوتیں کیونکہ وحی اور سائنس (جو واقعات پر مبنی ہو) میں مخالفت اور تصادم ناممکن ہے۔

.........(ب)اللہ تعالیٰ نے وحی اس مقصد کیلئے نازل کی ہے کہ انسان کو تعلق مع اللہ کے حصول کے طریقے معلوم ہوں اور مرضیات الٰہی غیر مرضیات سے ممتاز ہوں،وحی الٰہی کا مقصد اسلحہ سازی اور کارخانہ سازی نہیں ہے اور نہ قران کریم تاریخ یا جغرافیہ کا صحیفہ ہے،ان مقاصد کی تحصیل کیلئے نعمت خداداد یعنی عقل کا استعمال ضرورت کے وقت کافی ہے۔یہی وجہ ہے کہ وحی میں ایسے حقائق کی طرف کوئی تعرض نہیں کیا جاتا ہے جن کا نزول وحی کے مقصد کے ساتھ کوئی خاص تعلق نہ ہو۔

.........(ج)عقلیات اور اسرائیلیات کے ساتھ اسلامی رویہ یہی چلا آیا ہے کہ ان میں سے جو امور وحی سے مخالف ہوں ان کی تکذیب کی جائیگی،اور جو مخالف نہ ہوں تو وہ دو قسم کے ہیں،ایک یہ کہ مشاہدہ یا دلیل سے ان کا ثبوت ہوا ہو تو ان کی تصدیق کی جائے گی۔دوسرا یہ کہ مشاہدہ یا دلیل سے ان کا ثبوت نہ ہوا ہو تو ان کی نہ تصدیق کی جائے گی اور نہ تکذیب۔

.........(د)قرآن اور حدیث سے یہ حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ کفار آسمان میں داخل نہیں ہوسکتے ہیں،اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،لا تفتح لهم ابواب السماء،مکذبین اور کفار کیلئے (ان کے اعمال اور ارواح اور اجساد کیلئے)

آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے(سورۃ الاعراف رکوع ۵) لیکن آسمان تک جانے سے ممنوع نہیں ہیں، اور نہ آسمان تک جانا مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہے(ومن ادعیٰ فعلیه البیان) بلکہ شیاطین اور جنات کا آسمان تک چڑھنا اور آسمان کو چھونا نص قرآن سے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وانا لمسنا السمآء فوجدناها ملئت حرساً شدیداًو شهباً (سورۃ جن) لہٰذا جو اشیاء آسمان سے نیچے ہیں کفار کیلئے ان پر چڑھنا ممنوع نہیں ہے اور مسلمانوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔

..........(ھ) چاند کے متعلق حکماء یونان (سائنس دانوں) کا خیال اور عقیدہ تھا کہ چاند پہلے آسمان کے ثخن میں مرکوز ہے اور بہت سے اہل اسلام بھی ان سے موافقت کرتے تھے۔ اس بناء پر کہ یہ عقیدہ نصوص سے متعارض نہیں تھا۔ اس لئے کہ قرآن وحدیث میں چاند کے متعلق صاف طور پر نہیں کہا گیا تھا، کہ چاند آسمان کے ثخن میں مرکوز ہے اور نہ یہ کہا گیا ہے کہ کہ چاند آسمان وزمین کے درمیان فضاء میں ہے کیونکہ قرآن کے مقصد نزول کا اس سے کوئی تعلق نہیں تھا، بیشک قرآن مجید میں چاند کے متعلق ''فی'' کا لفظ استعمال ہوا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وجعل فیها سراجاً وقمراً منیراً، وقال الله تعالیٰ جعل القمر فیهن نوراً، وقال الله تعالیٰ کل فی فلک یسبحون ۔ مگر کلمہ ''فی'' کا مدلول ظرفیت ہے نہ کہ مرکوزیت، یعنی ''فی'' کا مدلول یہ ہے کہ اس کا مدخول کسی چیز کیلئے زمان یا مکان ہوگا، اور یہ معنی نہیں ہے کہ اس کے مدخول میں کوئی چیز مرکوز ہوگی۔ زید فی الدار، فی المسجد، فی السوق، فی الجنة سے یہ مراد نہیں ہے کہ زید، ان اشیاء میں مرکوز ہے۔(وهذا مما لا یخفیٰ علی من تفکر فی الاستعمال) نہ یہ لغت کا تقاضا ہے نہ یہ عرف کا۔ اور مزید برآں یہ کہ ظرفیت سے ہمیشہ کیلئے یہ مراد نہیں ہوتا ہے کہ کلمہ ''فی'' کا مدخول نفس الامر اور حقیقت میں ظرف ہوگا۔ بلکہ بسا اوقات اس سے مراد بادی اور ظاہری نظر میں ظرفیت ہوتی ہے، خصوصاً ایسے مقام میں جبکہ عام اذہان کے لئے حقیقت کے سمجھنے میں مشکلات پیش ہونے کا خطرہ ہو۔ اور یہ معنی بھی فصیح اور بلیغ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وجدها تغرب فی عین حمئة (ذوالقرنین نے سورج کو ایک گدلے تالاب میں ڈوبتے پایا) اس کا مقصد بھی یہی ظاہری نظر میں آنا ہے نہ کہ حقیقت میں ایسا تھا۔ تو اس تحقیق کی بناء پر یہ گنجائش بھی نکلی کہ چاند کا فی السماء ہونا بادی اور ظاہری نظر میں ہو۔

..........(و) یہاں یہ بھی ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ فلک اور سماء بعض مفسرین کے نزدیک ایک ہی چیز کے نام ہیں، لیکن تحقیق یہ ہے کہ فلک مدار کو کہا جاتا ہے نہ کہ آسمان کو۔(قال العلامة الآلوسی فی تفسیرہ جلد ۱۷ ص ۴۰) والفلک فی الاصل کل شیٔ دائر ومنه فلكة المغزل والمراد به هنا علی ماروی عن ابن عباس

والسدی رضی الله تعالیٰ عنهم السماء وقال اکثر المفسرین هو موج مکفوف تحت السماء یجری فیه الشمس والقمر وقال الضحاک هو لیس بجسم وانما هو مدار هذه النجوم. انتهیٰ

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ ''بیان القرآن'' میں فرماتے ہیں، فلک گول چیز کو کہتے ہیں، چونکہ شمس وقمر کی حرکت مستدیر ہے اس لئے اس کے مدار کو فلک فرمادیا، خواہ وہ آسمان ہو یا فضاء بین السمائین ہو یا فضاء بین الارض والسماء ہو یا ثخن سماء ہو، کوئی نص سے اس میں قطعی نہیں اور سلف سے تفسیریں مختلف منقول ہیں، کما فی الدر المنثور. اس لئے اس کو مبہم ہی رکھنا اقرب الی الاحتیاط ہے۔ (سورۃ الانبیاء رکوع ۳) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ فلک اور سماء الگ الگ چیزیں ہیں، نیز اس کی بھی تائید ہوئی کہ شمس وقمر آسمان کے ثخن میں یقینی طور پر مرکوز نہیں ہیں۔

............(ز) نجوم (تاروں) کے متعلق علامہ آلوسی رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرماتے ہیں، ان النجوم قنادیل معلقة بین السماء والارض بسلاسل من نور بایدی ملئکة من نور (روح المعانی جلد ۳۰ ص ۵۰) یعنی ستارے آسمان اور زمین کے درمیان ہیں اور آسمان کے ثخن میں مرکوز نہیں ہیں۔ مزید فرماتے ہیں، لم یقم دلیل علیٰ ان شیئًا من الکواکب مغروز فی شئ من السمٰوٰت کالفص فی الخاتم (روح المعانی جلد ۲۸ ص ۴۵) حالانکہ ان کے متعلق اللہ فرماتا ہے، تبارک الذی جعل فی السّماء بروجاً (سورۃ الفرقان) اور بروج سے مراد نجوم اور تارے ہیں۔ (فی التحقیق وهو منقول عن السلف) اور فرماتے ہیں، وزینا السماء الدنیا بمصابیح (سورۃ الملک : ۵) تو جس طرح نجوم کے متعلق کلمہ ''فـــی'' استعمال ہوا اور ان کو زینت سماء کہا گیا ہے، اور باوجود اس کے کہ یہ آسمان میں مرکوز نہیں بلکہ بادی اور ظاہری نظر پر ہی اکتفاء کیا گیا ہے۔ اسی طرح چاند کے متعلق بھی کہا جائے گا بلکہ جب یہ تسلیم کیا جائے کہ زمین اور آسمان دونوں گول ہیں تو اسی تقدیر پر چاند اور سورج بلکہ زمین تمام کے تمام پر یہ اطلاق بلا ریب صحیح ہے کہ یہ چیزیں آسمان اور آسمانوں میں ہیں۔

اس تمہید کے بعد یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ مسلمانوں کیلئے چاند اور سورج بلکہ آسمان پر اترنا ممکن ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت خاتم النبیین ﷺ کا آسمانوں کی طرف مافوق الاسباب چڑھنا اس امکان کی واضح دلیل ہے کیونکہ اس حکم کا انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہونے پر کوئی دلیل قائم نہیں۔ بیشک امریکہ وغیرہ کے کفار کیلئے ناممکن ہے کہ وہ آسمان میں داخل ہو جائیں لیکن جو چیزیں آسمان سے نیچے ہیں ان پر اترنا کفار کیلئے ناممکن اور ممنوع نہیں ہے۔ پس اگر چاند آسمان سے نیچے ہو جیسا کہ یہ اکثر مفسرین کی رائے ہے تو

کفار کیلئے اس پر اترنے میں کوئی استحالہ نہیں ہے۔ باقی رہا امریکہ کا یہ دعویٰ کہ

(۱) اس نے چاند پر انسان اتارا ہے، تو اس کے تسلیم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ ایسے دعوؤں کا وحی کے ساتھ کوئی تصادم نہیں ہے۔

(۲) آلات اور رصد گاہوں کے ذریعہ سے اس کا مشاہدہ ہوا ہے۔

(۳) روس وغیرہ جو کہ امریکہ کے مخالف ہیں انہوں نے بھی اسے تسلیم کیا ہے۔

(۴) نیز شریعت میں کفار کے دنیوی اخبارات پر اعتماد کرنا جائز ہے بلکہ اس میں دینی مصالح بھی موجود ہیں۔ خصوصاً رفع عیسیٰ علیہ السلام اور واقعہ معراج کا ذہن نشین ہونا اور کفار پر اتمام حجت ہونا اور انکار کی صورت میں قرآن مجید کی تکذیب کا خطرہ ہے، خصوصاً جبکہ عام سروس شروع ہو جائے لہٰذا اس کو تسلیم کرنے میں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ البتہ اس سے حکمت یونانی کو سخت صدمہ پہنچا کیونکہ اس کا یہ اعتقاد کہ چاند آسمان کے ثخن میں مرکوز ہے غلط ثابت ہو گیا۔

چند شبہات کا ازلہ

(۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا، **ولکم فی الارض مستقر** (تمہارے لیے زمین میں ٹھکانا ہے) اس سے یہ مراد نہیں کہ انسان علویات پر نہیں اتر سکتا ہے ورنہ عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ کس طرح آسمان پر ٹھکانا رکھتے ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ عام طور پر انسان زمین پر ٹھکانا رکھے گا کیونکہ دنیوی زندگی کی ضروریات کا یہاں انتظام ہوا ہے۔ لہٰذا یہ ممکن ہے کہ بعض افراد (مافوق الاسباب یا ماتحت الاسباب) خلاف عادت علویات پر اتر جائیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، **وفیھا نعیدکم** (اس زمین میں تم کو لوٹا دیں گے) اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا ہے کہ انسان خلائی پرواز نہیں کر سکتا بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کسی نہ کسی وقت ضرور زمین میں لوٹایا جائیگا۔ خواہ موت کیساتھ متصل ہو یا حشر سے پہلے ہو۔

(۳) **وحفظناھا من کل شیطان رجیم** (محفوظ رکھا ہم نے اس کو ہر شیطان مردود سے) تو اس سے مراد لمس اور آسمان تک چڑھنے سے حفاظت نہیں ہے بلکہ اس سے مراد آسمان کے حالات سے خبرداری سے حفاظت ہے یا آسمان کے باشندوں کے اختلاط سے۔ (صرح به الآلوسی فی تفسیر ہ ص ۲۳ جلد ۱۴).

(۴) شہاب ثاقب کا حملہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ شیاطین استماع کرنے لگتے ہیں، **قال اللہ تعالیٰ فمن یستمع الآن یجد له شهاباً رصداً** ۔ اور قرآن حکیم سے یہ معلوم نہیں کہ صرف چڑھنے سے یہ حملہ شروع ہوتا ہے۔ لہٰذا کفار کی آسمان تک رسائی میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

سورج اور چاند کس آسمان پر ہیں

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام شرح متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سورج کس آسمان پر ہے۔اور چاند کونسی آسمان پر ہے۔بینوا و توجروا

المستفتی :شفیق احمد ڈیلوری ایجنٹ کسروال ضلع ساہیوال......۱۹۶۹ء

الجواب :حکماء یونان (یونانی سائنسدانوں) کے نزدیک سورج آسمان چہارم میں ہے۔لیکن قرآن و حدیث میں اس غیر ضروری امر کے متعلق کوئی ذکر نہیں ہے۔لہذا ممکن ہے۔کہ آسمان چہارم میں ہو یا پہلے آسمان میں ہو۔اور ممکن ہے کہ فضا میں ہو (وھو المتبادر) وجمیع الاقوال فی الدر المنثور فلیراجع الیه . فقط

قرآن وحدیث از رکزیت یا تعلیق شمس وقمر ساکت است

سوال :چہ میفر مایند مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ در قرآن مجید است۔ رب السمٰوٰت والارض و ما بینهما و رب المشارق ' انا زینا السماء الدنیا بزینت ن الکوا کب الخ۔ ہرگاہ ثابت شدہ کہ شیطان دشمن اللہ پاک است۔ بداں سبب بطرف آسمان طاقت رفتن ندارد۔ غیرہ کسان کافران چوگرنہ دوستان اللہ پاک است۔ کہ بآسمان میروند و بر ماہ سکونت گیرند وحال آنکہ ماہ درفلک داخل آسمان است لقوله تعالیٰ ۔ و جعل ا لقمر منهن نوراً و جعل الشمس سراجاً ۔(نوح) القصہ حضرت ﷺ فرمودہ کہ من در بیت ام ہانی بنت ابی طالب موجود بودم کہ جبرئیل علیہ السلام براق روانہ کردہ بر براق سوار شدم بہ بیت المقدس رسیدم۔ آنجا انبیاء علیہم السلام راامامت کردہ باز بطرف آسمان روان شدم۔ چونکہ بآسمان رسیدم۔ جبرئیل علیہ السلام در پیش آمدہ۔فصاح جبرائیل یا اسمٰعیل افتح الباب فقال اسمٰعیل من علی الباب فقال انا جبرئیل الخ اندرون آسمان شدیم چوں بالا شدیم بمقام ماہ رسیدیم مہتاب را بگردوں نشانید وگردون راسہ صد وشست (۳۶۰) گوشہ ہست۔ و بر ہر گوشہ فرشتہ مقرر است وگردوں ماہ رامیکشد ۔ چوں ماہ فروشود باز بطرف عرش مجید میکند ۔ چوں بزیر عرش مجید رسید شود۔ آنجا اللہ تعالیٰ راسجدہ کند۔ واپس بحکم اللہ پاک بمطلع خود بیاید چنیں آفتاب بزیر عرش مجید سجدہ کند۔

المستفتی : قاضی شہزادہ کنڈیر بلامبٹ دیراسٹیٹ......۱۹۶۹ء/۹/۸

الجواب :شمس وقمر وغیرہ درآسمان مرکوز اندیا درفضا معلق اند قرآن وحدیث ازیں ساکت اند۔ وآثار درروے مختلف اند۔لہٰذا ممکن است ارتقاء کفار بہ قمر بہ تقدیر ثانی۔وہمیں قول اکثر مفسرین است(وصرح به الآلوسي في روح المعاني)وبرائے مزید وضاحت رسالہ الحق اکتوبر ونومبر ۱۹۶۹ء ملاحظہ کنید۔فقط

چاند پراترنا حکمت یونانی کیلئے خطرہ ہے حکمت ایمانی کیلئے نہیں

سوال :کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں کہتا ہوں کہ انسان چاند پرنہیں چڑھ سکتے۔اور ہمارے امام صاحب اوردوسرے لوگ کہتے ہیں کہ انسان چاند پراترسکتا ہے۔یہ ممکن ہے۔تو کیا یہ بات صحیح ہے یانہیں؟

المستفتی :نامعلوم

الجواب :قرآن وحدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ کافر کی روح خواہ بلا جسد ہو یا مع الجسد ہوآسمان تک جاسکتا ہے۔اوراوپرنہیں جاسکتا ہے(لاتفتح لهم ابواب السماء)﴿۱﴾اورقرآن وحدیث میں یہ تصریح نہیں ہے کہ چاندوغیرہ آسمان سے نیچے ہیں یااوپر ہیں اتنا ذکر ہے کہ کل في فلك يسبحون۔﴿۲﴾لیکن فلک سے مراد مدار ہے۔نہ آسمان۔لہٰذا اگر چاندآسمان سے نیچے ہوتو اس کوکافر چڑھ سکتے ہیں اوراگراوپر ہوتونہیں چڑھ سکتے ہیں۔آپ بھی انتظار کریں ہم بھی انتظار میں ہیں کہ اگر چڑھ گئے تو پتہ چل جائیگا کہ یہ آسمان سے نیچے ہیں اور بالفرض اگر چڑھ جائیں تو حکمت یونانی کوخطرہ لاحق ہوگا۔حکمت ایمانی کوکسی وقت خطرہ لاحق نہیں ہوسکتا ہے۔فقط

چاندستارے وغیرہ آسمان کے نیچے ہیں

سوال :محترم جناب مفتی صاحب!ہمارے پیش امام صاحب کہتے ہیں کہ امریکہ والے اسلئے چاند پر چڑھ گئے ہیں کہ چاندتارے اورسورج آسمان کے نیچے ہیں۔جبکہ مقتدی حضرات کہتے ہیں کہ مولوی صاحب غلط کہتے ہیں۔چاندآسمان میں ہے کیونکہ آیت کا یہی ترجمہ ہوسکتا ہے۔وجعل القمر فيهن نوراً وجعل الشمس سراجاً (نوح) اورچاندہم نے آسمانوں میں نورپیدا کیا۔اورسورج کواس میں چراغ ٹھہرایا۔مقتدی قرآنی آیت دلیل میں پیش کرتے ہیں اورمولوی صاحب کہتے ہیں کہ نہیں یہ آسمان سے کوئی چھ ہزارمیل دورفاصلے پر

﴿۱﴾(پارہ: ۸سورۃاعراف رکوع :۱۲ آیت :۴۰) ﴿۲﴾(پارہ:۲۳ سورۃیٰس رکوع :۲ آیت :۴۰)

ہیں آپ مہربانی فرما کر ہمیں قرآن وحدیث سے کوئی ثبوت فراہم کریں۔ ورنہ یہاں کوئی اور بغاوت پیدا ہوگی۔
لہٰذا تصفیہ کیلئے ہمارے لئے کوئی دلیل پیش کریں۔

المستفتی: شیخ سلطان حسن کلاتھ مرچنٹ پاڑہ چنار...... جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ

الجواب: قرآن وحدیث سے یہ حقیقت معلوم ہے۔ کہ کفار آسمان کو داخل نہیں ہو سکتے۔ باقی آسمان سے جو چیزیں نیچے ہیں ان پر اترنے سے کفار ممنوع نہیں ہیں۔ اور لفظ ''فی'' یہ تقاضا نہیں کرتا ہے۔ کہ چاند وغیرہ آسمان کے ثخن میں ہوں۔ اور نہ اس پر کوئی دلیل قائم ہے۔ (روح المعانی ص ۱۴۵ جلد ۲۸) بلکہ جب ظاہری نظر میں ظرفیت ثابت ہو تو بھی لفظ ''فی'' کے استعمال کیلئے کافی ہے۔ کما فی وجدھا تغرب فی عین حمئة۔ ﴿۱﴾ یہی وجہ ہے۔ کہ مفسرین اس میں مختلف ہیں۔ لیکن اکثر یہ فرماتے ہیں کہ چاند اور تارے آسمان سے نیچے ہیں (صرح بہ فی روح المعانی تفسیر سورۃ انبیاء ویونس) اور جب دلیل سے یہ ثابت ہو جائے کہ کفار چاند پر اترے ہیں تو یہ متعین ہوگا کہ چاند آسمان سے نیچے ہے۔ فقط

چاند تاروں کے آسمان سے نیچے ہونے پر دوبارہ استفسار

سوال: السلام علیکم! بعد عرض آنکہ ہم خیریت سے نہیں۔ جوابی خط میں ہماری دلی بات نہیں تھی۔ ہم کچھ اور کہہ رہے تھے اور آپ نے کچھ اور لکھا تھا۔ یہاں تک کہ آپ نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ امریکہ والے چاند پر گئے ہیں کیونکہ چاند نیچے ہے۔ آپ نے جو حدیث شریف لکھا ہے وہ ابھی منسوخ ہے۔ جس بات کا آپ ثبوت نہیں دے سکتے۔ تو غلط جواب بھی نہیں چاہیے۔ کیونکہ قرآن کریم کے بہت سے آیات سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ چاند آسمان میں ہے اور آپ نے کچھ اور جواب دیا ہے کل امریکہ والے یہ کہیں گے کہ ہم عرش معلیٰ پر گئے ہیں یا آسمان پر گئے ہیں تو پھر بھی آپ یہی لکھو گے کہ ٹھیک ہے چڑھ سکتے ہیں۔ آپ مہربانی کریں اور رسالہ وغیرہ لوگوں کو مت ارسال کریں۔ کیونکہ یہ رسالے ہم تم جیسے لوگ لکھتے اور مانتے ہیں اور قرآن وحدیث اللہ اور رسول علیہ وسلم ﷺ کے فرمان ہیں اگر آپ لوگوں کو کچھ معلوم نہیں تو یہ حدیث دیکھیں۔ بخاری شریف میں حدیث ہے۔ کہ

﴿۱﴾ (پارہ:۱۶ سورۃ کہف رکوع: ۲ آیت: ۸۶)

چانداورسورج اللہ کی نشانیاں ہیں۔ان میں کوئی بھی دخل نہیں کرسکتا۔اسکے علاوہ تفاسیر ابن کثیر،حقانی،عزیزی،ابوسعودان سب میں یہ واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔کہ کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے نظام میں خلل نہیں ڈال سکتا اسی طرح جواب دیا کریں۔اللہ تعالیٰ جھوٹ نہیں بولتا۔و حفظناها من کل شیطان رجیم . برائے مہربانی صحیح جواب لکھ دیں۔

المستفتی: شیخ سلطان حسن کلاتھ مرچنٹ پاڑہ چنار......۱۷جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ

الجواب: قرآن مجید اوراحادیث سے یہ حقیقت ثابت ہے۔کہ کفارآسمان کوداخل نہیں ہوسکتے ہیں۔**لا تفتح لهم ابواب السماء**﴿۱﴾ (**وهكذا فی حدیث رواه احمد**)توجب آسمان میں کفار داخل نہیں ہوسکتے ہیں تو عرش معلیٰ کوکبھی نہیں چڑھ سکتے ہیں۔اورآسمان تک پرواز کرنا نہ مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہےاورنہ کفار پرممنوع ہے۔(**ومن ادعی فعلیه البیان**) بےشک آسمان کے باتوں کے سننے سے شیاطین ممنوع ہیں اورآسمان ان سے محفوظ رکھے گئے ہیں۔نہ کہ مس اور چڑھنے سے ممنوع ہیں **کما لا یخفیٰ علی من تفکر فی القرآن . قال الله تعالیٰ لا یسمعون الی الملأ الاعلے و یقذفون من کل جانب** ﴿۲﴾**وقال وانالمسنا السماء فوجد نا ها ملئت حرسا شدیداً و شبها وانا کنا نقعد منها مقاعدللسمع فمن یستمع الآن یجد له شهابًا رصداً.** ﴿۳﴾ **فقط**

چاندتک انسان کی رسائی ممکن ہے

سوال :امریکہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ان کا اپالوراکٹ اورروس کا کاسموس نامی راکٹ چاند پراترا ہے۔ اوراس مہینہ کے پہلے ہفتے میں ریڈیو پاکستان باربارنشرکرتا ہے۔کہ اپالو۱۲ کے لائے ہوئے پتھروں کی نمائش پاکستان میں بھی ہوئی ہے۔تو کیا چاند پراترنا انسانی بس کی بات ہے؟اگر یہ کام انسانی بس کی بات نہ ہواورخلاف شریعت ہو۔توامریکہ اورروس اوردوسرے ممالک جو یہ دعویٰ کرتے ہیں تو پاکستان جوایک اسلامی ملک ہےاس کی تردید کیوں نہیں کرتا اور بڑے بڑے علماء کرام اس کے خلاف آواز کیوں نہیں اٹھاتے۔اب ہم اپنے بات پرڈٹ

﴿۱﴾(پارہ :۸ سورۃ اعراف آیت : ۴۰ رکوع :۱۲)
﴿۲﴾(پارہ :۲۳ سورۃ صافات آیت:۸)
﴿۳﴾(پارہ :۲۹ سورۃ جن رکوع :۱۱ آیت ۹،۸)

جائیں یا امریکہ کا مانیں۔ نیز چاند آسمان میں ہے یا آسمان سے نیچے ہے؟ ہمیں تفصیلی معلومات ارسال فرمائیں۔

المستفتی: کرامت اللہ امازئی چرہ وڑی چملہ سوات......۱۹۶۹ء

الجواب: قرآن اور حدیث سے یہ امر معلوم ہے۔ کہ چاند آسمان میں مظروف ہے۔ اور یہ معلوم نہیں کہ چاند آسمان میں مرکوز ہے۔ لان کلمة ''فی'' معناها الظرفیة لاالرکزیة ۔لہٰذا ممکن ہے۔ کہ آسمان کے ثخن میں ہو۔ کما قال بہ حکماء الیونان ۔اور ممکن ہے کہ فضاء میں ہو۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے آثار میں اختلاف موجود ہے (کما لا یخفیٰ علی من راجع الی روح المعانی) لہٰذا اس مسئلہ میں تشدد نہیں کرنا چاہیے۔ بے شک قرآن مجید سے یہ امر معلوم ہے کہ کفار کے ارواح خواہ بلا جسد ہوں یا با جسد ہوں آسمان میں داخل نہیں ہو سکتے۔ قال اللہ تعالیٰ لا تفتح لهم ابواب السماء ﴿۱﴾ پس اگر چاند آسمان سے نیچے فضاء میں ہو تو اس پر کفار کا اترنا کوئی امر مستبعد نہیں ہے۔ جیسا کہ شیاطین الجن کا آسمان پر چڑھنا ممکن اور واقع ہے اور بہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ چاند تارے بلکہ سورج آسمان سے نیچے فضاء میں ہیں۔ مزید معلومات کیلئے رسالہ الحق ماہ اکتوبر ۱۹۶۹ء ملاحظہ کریں۔ فقط

چاند سورج کا آسمانوں میں ہونا حکماء یونان کا نظریہ ہے

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ صاحبان کا ایک رسالہ ہمارے علاقے میں آتا ہے جس میں تحریر تھا کہ چاند آسمان میں نہیں ہے اور قرآن مجید میں بھی چاند کے آسمان میں ہونے کا ثبوت نہیں ہے۔ بلکہ آسمانوں سے نیچے ہے۔ میری تعلیم چونکہ کم ہے مگر صرف ایک قرآن مجید تفسیر ابن کثیر اردو پ ۲۵ ہمارے ساتھ ہے۔ جس میں تحریر ہے کہ سات آسمان دنیا میں موجود ہیں (پ : ۲۹ ع: ۹ ص ۴۳) (پ: ۴ ع: ۴) سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ چاند آسمان میں موجود ہے۔ برائے مہربانی مکمل مسئلہ تحریر کر کے ارسال فرماویں۔ تاکہ میری اور قوم کی صحیح تسلی ہو جائے۔

المستفتی: تراب گل کوٹ ملاکنڈ ایجنسی......۱۹۶۹ء/۲۹/۹

الجواب: قرآن وحدیث میں یہ تصریح نہیں ہے۔ کہ چاند اور تارے آسمان میں مرکوز ہیں۔ اور نہ یہ تصریح ہے۔ کہ چاند اول آسمان میں ہے۔ اور سورج چھارم آسمان میں ہے۔ درحقیقت یہ حکماء یونان کا عقیدہ ہے۔ جو کہ علماء نے کتب میں (نصوص سے عدم متعارض ہونے کی وجہ سے) نقل کیا ہے بے شک قرآن وحدیث

﴿۱﴾(پارہ:۸ سورۃ الاعراف رکوع :۱۲ آیت :۴۰)

سے یہ ثابت ہے کہ چاند تارے آسمان میں مظروف ہیں تو ممکن ہے کہ مرکوز ہوں اور ممکن ہے کہ غیر مرکوز ہوں۔ لیکن بادی نظر پر اکتفا کیا گیا ہو۔ کما فی تغرب فی عین حمئة . ﴿۱﴾ اور ممکن ہے کہ آسمانوں کے کرہ ہونے کی وجہ سے ظرفیت کا اطلاق ہوا ہو۔ کیونکہ اس تقدیر پر زمین بھی آسمان میں ہے۔ اور چاند تارے بھی۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے آثار متعارض ہیں۔ لہٰذا ان کا آسمان سے نیچے ہونا اور فضاء میں معلق ہونا بھی ممکن ہوا اور کفار کا اس پر اترنا ممکن ہوگا کیونکہ کفار کیلئے آسمان میں داخل ہونا ممنوع ہے۔ باقی آسمان تک جانا نہ مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہے اور نہ کفار پر ممنوع۔ فقط

چاند تاروں کے آسمان میں ہونے یا نہ ہونے میں سلف صالحین کا اختلاف ہے

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ سورج اور چاند آسمان کے اوپر یا اس کے ساتھ پیوست نہیں ہیں۔ بلکہ آسمان سے بہت نیچے خلا اور فضاء میں ہیں اسی طرح دوسرے تمام سیارے آسمان سے نیچے ہیں۔ چنانچہ روح المعانی میں آیت کل فی فلک یسبحون کے تحت لکھا ہے۔ قال اکثر المفسرین هو موج مکفوف تحت السماء یجری فیه الشمس و القمر قال الضحاک هو لیس بجسم لان هو مدار و هل النجوم (روح المعانی ص ۴۰ جلد ۱۷) اور دوسرا شخص عمر کہتا ہے۔ کہ چاند اور سورج آسمان کے اوپر ہیں خداتعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ ای کل فی خلاء او فضاء یسبحون. یعنی تمام سورج چاند ستارے ہر ایک خلا اور فضاء میں تیرتے ہیں بلکہ فرمایا۔ کل فی فلک یسبحون اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں الفلک السماء ۔ اور حاشیہ جلالین ص ۲۷۰ تفسیر قادری ص ۵۲۵ میں ہے کہ چاند کا جرم آسمان میں ہے۔ اور اس کا نور سب آسمانوں میں پھیلتا ہے۔ جیسے زمین پر پھیلتا ہے۔ اور چاند اور سورج کی تفسیر اٹھائیس پارہ میں ہے ہر برج کا حصہ دائرہ میں اور کہتائی ہوتی ہے۔ اور ہر روز اسی منزل کے قریب قطع کرتا ہے اور سارے آسمان میں اس کا نور پڑتا ہے۔ الخ۔ اور تفسیر جلالین ص ۱۶۸ تحت آیت هو الذی جعل الشمس ضیاء و القمر نوراً و قدر منازل ثما نية و عشرين منزلاً فی ثمان و عشرين منزل ليلة و فی كل شهر ستر ليلتين ان كان شهر ثلاثين يوماً و ليلة ان كان تسعة و عشرين يوماً .

﴿۱﴾ (پارہ: ۱۶ سورة كهف رکوع: ۲ آیت: ۸۶)

(جلالین ص ۱۶۱) اور برج آسمانوں میں ہیں، جوکہ آیت مبارکہ تبارک الذی جعل فی السماء بروجاً اثنیٰ عشر الحمل والثور الخ (جلالین ص ۳۰۵) بہت برکت والا ہے جس نے کئے بیچ آسمان کے برج۔ و جعل فیھا سراجاً وقمراً منیراً۔ کیا بیچ اس کے یعنی آسمان کے چراغ یعنی سورج اور چاند روشن۔ معلوم ہوا کہ سورج اور چاند نیچے ہیں بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کا ذکر کیا ہے کہ چاند اور سورج آسمانوں میں ہیں۔ الم تر کیف خلق سبع سمٰوٰت طباقا و جعل فیھن نوراً و جعل الشمس سراجاً۔ کیا نہیں دیکھا تم نے کیونکر پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کو اوپر تلے اور کیا چاند کو بیچ اس کے روشن اور کیا سورج کو چراغ۔ معلوم ہوا چاند اور سورج اور ستارے آسمانوں میں تیرتے ہیں انه فیه ذلک الکوکب و کل کوکب یجری فی السماء الذی قدر فیه و فی الذی اختلف العلماء فیه فقال بعضهم الفلک لیس بجسم وهو استدارة هذا لنجوم . وقال الکثیرون الفلک اجسام تدار النجوم علیها وهذا اقرب الیٰ ظاهر القرآن . (جلالین حاشیه ص ۲۷۰) اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں۔ کہ آسمان کی حقیقت کیا ہے؟ الجواب: آسمان کے سات طبقے ہیں جدا جدا ہیں۔ ایک آسمان میں شباب دوسرے میں عطارد الخ (فتاوی عزیزی ص ۷۷ جلد ا) تو اب ان شخصوں میں کس کا قول صحیح ہے۔

المستفتی: شفیق احمد کسوال ضلع ساہیوال ...... ۲۷ رشوال ۱۳۸۹ھ

الجواب: قرآن وحدیث میں علی وجہ التصریح نہ فوقیت کا ذکر ہے اور نہ تحتیت کا اور نہ رکوزیت کا۔ اور سلف صالحین کے آثار اس میں مختلف ہیں۔ لہٰذا جن اشیاء میں کافر داخل ہو جائیں وہ آسمان سے نیچے ہونگے۔ اور جن اشیاء کو داخل نہیں ہوئے تو ان میں تمام احتمالات موجود ہیں۔ فقط

آسمان اور فلکیات کے بارے میں فلاسفہ یونان کی نظریات اور شریعت

سوال: (۱) کیا آسمان ٹھوس ہے۔ (۲) ...... آسمان کی تعریف کیا ہے۔ (۳) ...... طبقہ ناری چاند سے اوپر واقع ہے یا نیچے؟ (۴) ...... قرآن مجید میں ہے کہ انسان زمین پر مرے گا اگر وہ چاند پر مر گیا۔ تو اس کی کیا تاویل ہوگی ؟ (۵) ...... سات آسمان کیسے واقع ہیں ؟ (۶) ...... چاند آسمان دنیا کے نیچے ہے یا اوپر؟

(۷)...... کل فی فلک یسبحون ۔کی تفصیل کیا ہے؟ (۸)...... بعض لوگ کہتے ہیں کہ آسمان زمین سے اوپر والے حصے کو کہتے ہیں قرآن کا اس بارے میں کیا نظریہ ہے؟

المستفتی: نامعلوم

الجواب: (۱)(۲) آسمان ایک ٹھوس جسم ہے جس میں دروازے بھی ہیں اور رنگدار بھی ہے۔ دلائل سے سرخ رنگ والا معلوم ہوتا ہے۔

(۳) طبقہ ناری یونانی فلاسفہ کے نزدیک چاند سے نیچے ہے۔ اور ایمانی فلاسفہ کے نزدیک یہ کوئی مصدقہ چیز نہیں ہے ممکن ہے کہ یہ طبقہ موجود ہو اور ممکن ہے کہ موجود نہ ہو کیونکہ وحی میں اس کے طرف کوئی تعرض نہیں ہوا ہے۔

(۴) یہ مضمون قرآن مجید میں نہیں ہے۔ بیشک یہ مضمون موجود ہے، کہ زمین میں انسان کو معاد کیا جائے گا۔ اور یہ کہ تمھارے لئے زمین پر ٹھکانا ہے۔ لیکن اس سے چاند کو نہ چڑھنا لازم نہیں آتا ہے۔ کیونکہ یہ تو یا غالب پر محمول ہے اور یا یہ کہا جائے گا کہ چاند وغیرہ پر مرنے والا قبل الحشر زمین کو معاد کیا جائے گا۔ اور یا یہ کہا جائے گا کہ انسان کے ضروریات زندگی اور بقا کا سامان صرف زمین میں ہے۔

(۵) ایک دوسرے سے بہت بعید ہے۔ متصل نہیں ہے اور شکل بظاہر کرہ معلوم ہوتا ہے۔

(۶) وحی میں تصریح نہیں ہے۔ لہٰذا ممکن ہے کہ ثخن میں ہو اور ممکن ہے کہ فضاء میں ہو۔ اور یہ اکثر کا قول ہے لیکن اگر چہ یہ یقینی طور سے ثابت ہوا کہ کفار چاند پر چڑھ گئے ہیں تو یہ فیصلہ کیا جائیگا کہ چاند فضاء میں ہے ثخن میں نہیں ہے۔

(۷) حضرت تھانوی اور مولانا عثمانی اور روح المعانی میں تصریح ہے۔ کہ فلک سے مدار مراد ہے نہ آسمان یعنی ہر ایک اپنے اپنے مدار پر چکر لگاتا ہے۔

(۸) سماء آسمان کو بھی کہا جاتا ہے۔ اور ہر ایک اوپر والی چیز پر بھی سماء کا اطلاق درست ہے۔ فقط

چاند تاروں کے بارے میں سائنسی تحقیقات کی شرعی حیثیت

سوال: (۱)...... کیا یہ درست ہے کہ انسان چاند پر اتر گیا ہے اور اپنے ساتھ کچھ نمونے بھی لایا ہے؟ (۲) چاند آسمان سے اوپر ہے یا نیچے۔ اگر اوپر ہے تو کونسے آسمان میں ہے؟ (۳)...... چاند زمین سے بڑا ہے یا

چھوٹا۔اور کتنی بڑا یا چھوٹا ہے؟ (۴)...... کیا چاند کا حجم گھٹتا یا بڑھتا ہے یا نہیں؟ (۵)...... کیا چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے یا خود روشن ہے؟ (۶)...... کیا یہ سورج کی طرح ڈوبتا ہے یا نہیں؟ (۷)...... چاند زمین سے کتنا دور ہے؟ (۸)...... اگر ان کا دعویٰ غلط ہے تو اس کے ناممکن ہونے کا سبب از روئے قرآن وحدیث کیا ہے؟ (۹)...... مولانا شمس الحق صاحب اس کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ (۱۰)...... لوگ کہتے ہیں کہ چاند تک درویش لوگ پانچ سو سال میں پہنچ سکتے ہیں۔کیا یہ درست ہے؟ (۱۱)...... علماء کرام اس کے بارے میں کیوں خاموش ہیں؟ (۱۲)...... میرا خیال یہ ہے۔کہ انسان چاند پر اتر سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ لیس للانسان الاما سعیٰ۔یعنی انسان کو کچھ نہیں ملے گا لیکن جس کی وہ کوشش کرے۔اگر یہ خیال غلط ہو تو مطلع فرماویں؟

المستفتی: صدیق الرحمٰن خوبی......۱۹۶۹ء

الجواب :(۱) بظاہر درست ہے (۲)...... اکثر مفسرین کے نزدیک آسمان سے نیچے ہے (روح المعانی)
(۳)(۴) قرآن وحدیث میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔لہٰذا ان غیر ضروری امور میں سائنسدانوں کی تصدیق کرنا کوئی گناہ نہیں۔(۵)...... بظاہر سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے۔

(۶) ہمارے نظر میں ڈوبتا ہے۔اور حقیقت کوئی اور چیز ہے۔

(۷)(۸) قرآن وحدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے۔لہٰذا ایسے غیر ضروری امور میں سائنس والوں کا ماننا گناہ نہیں ہے۔

(۹) مولانا شمس الحق صاحب اور ہماری ایک رائے ہے۔

(۱۰) غلط ہے (۱۱)...... شاید آپ نے رسالہ الحق کا مطالعہ نہ کیا ہوگا اور نہ مولانا عبدالحق صاحب کا خطبہ سنا ہوگا۔

(۱۲) چونکہ اس کا تعلق مع اللہ کے حصول میں کوئی دخل نہیں یہ جغرافیائی اور طبعی مسئلہ ہے۔لہٰذا وحی اس سے ساکت ہے اور آپ کا خیال صحیح ہے۔لیکن آیات سے استدلال غلط ہے مزید تفصیل کیلئے رسالہ الحق شمارہ اگست اور ستمبر ۱۹۷۹ء دیکھئے۔

آسمان کا وجود اور تاروں کا متحرک یا ساکن ہونا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل کے بارے میں کہ (۱)...... آسمان موجود ہے یا نہیں؟
(۲) ایک دوسرے کے اوپر ہیں یا نہیں؟ (۳)...... حرکت کرتے ہیں یا نہیں؟ (۴)...... ستارے متحرک ہیں یا نہیں؟

(۵)......آسمان کے اوپر ہیں یا نیچے؟ (۶)......امریکہ والے چاند پر اترے ہیں یا نہیں؟ (۷)...... چاند یا آسمان تک امریکہ اور روس کی رسائی شریعت کی رو سے ہوسکتی ہے یا نہیں؟ شریعت اور حکمت وحقیقت کی رو سے جواب دیکر ثواب دارین حاصل کریں؟

المستفتی: محمد اسرار ساکن گڑھی

الجواب :(۱)یقیناً موجود ہے۔(۲)......ایک دوسرے کے اوپر ہیں لیکن متلاحق نہیں ہیں۔
(۳)وحی میں اس کا ذکر نہیں ہے۔(۴)......بعض متحرک اور بعض ساکن ہیں۔
(۵)اکثر مفسرین کے نزدیک نیچے ہیں۔ (کمافی روح المعانی)
(۶)ہوسکتا ہے۔(۷)......کفار آسمان میں داخل نہیں ہوسکتے ہیں۔ باقی آسمان سے نیچے چیزوں پر اتر سکتے ہیں۔ نہ یہ ممنوع ہے اور نہ کسی سے مخصوص۔ فقط مزید وضاحت کیلئے رسالہ الحق شمارہ اگست وستمبر ۱۹۶۹ء مطالعہ کریں۔

چاند پر اترنے کا دعویٰ تسلیم کرنے میں کوئی حرج نہیں

سوال :آج کل ریڈیو اور اخبارات میں یہ عام بات ہے کہ امریکی خلاباز چاند پر اتر چکے ہیں۔ آپ صاحبان مہربانی فرما کر فتویٰ صادر فرمائیں۔ کہ چاند پر جانا منع ہے یا نہیں۔ نیز امریکی خلاباز چاند پر ٹھیک پہنچ چکے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: نامعلوم

الجواب :(الف)مختصراً عرض ہے کہ قرآن وحدیث سے اتنا معلوم ہے کہ کفار آسمان میں داخل نہیں ہو سکتے ہیں باقی آسمان کے نیچے جتنے چیزیں ہیں چاند ہو یا سورج ہو ان کو چڑھ سکتے ہیں۔ اور قرآن وحدیث میں یہ تصریح نہیں ہے۔ کہ چاند آسمان کے ثخن میں ہے یا آسمان سے نیچے ہے۔ ہاں حکماء یونان کہتے ہیں کہ چاند آسمان کے ثخن میں ہے۔ اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ آسمان سے نیچے ہے(کما فی روح المعانی)لہٰذا اگر ثابت ہوجائے کہ کفار چاند کو چڑھ گئے ہیں تو ہم اس نتیجے پر پہنچیں گے۔ کہ آسمان سے نیچے ہے۔ اور حکماء یونان غلط ہوئے ہیں۔
(ب)امریکہ کا دعویٰ تسلیم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ۔کیونکہ ماسوائے دعویٰ کے آلات کے ذریعہ مشاہدہ بھی ہو۔ اور روس نے تکذیب بھی نہیں کی ہے لیکن تواتر عام سروس سے پہلے جزم اور یقین کفار کے اخبارات پر نہ کرنا چاہیے۔

سات زمینوں کی طبقات

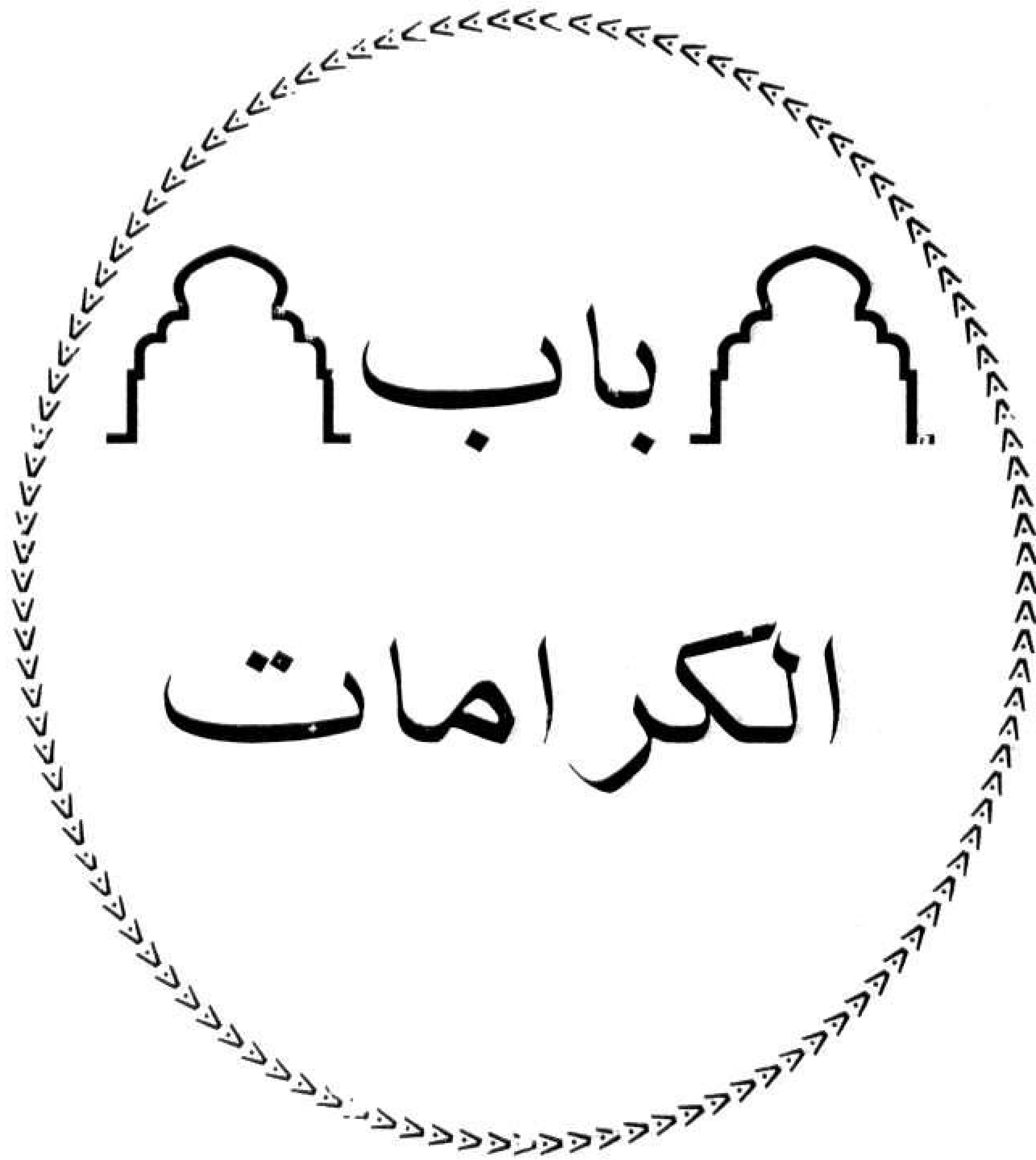
سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس بارے میں کہ زمین جو سات طبقات ہیں تو یہ آسمانوں کے طرح ایک دوسرے کے اوپر ہیں یا صرف ایک سطح سات حصوں میں تقسیم ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: محمد عارف اسماعیلہ مردان.......۱۹۷۷ء/۸/۱۹

الجواب: اسمیں کئی احتمالات ہیں (۱) آسمانوں کی طرح (۲)......سات مستقل بغیر اشتمال کے۔ (۳) سات اقالیم۔ ﴿۱﴾ لیکن دوسرا اور تیسرا قول حدیث غضب سے مخالف ہے۔ البتہ دوسرے قول کی تطبیق ممکن ہے بخلاف ثالث کے. و ھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامه آلوسی والمثلية تصدق بالاشتراک فی بعض الاوصاف فقال الجمهور هی هاهنا فی کونها سبعاً وکونها طباقا بعضها فوق بعض وبين کل ارض وارض مسافة کما بين السماء والارض.........وقال الضحاک هی فی کونها سبعاً بعضها فوق بعض لافی کونها کذلک مع وجود مسافة بين ارض وارضٍ. واختاره بعضهم زاعماً ان المرادبها تیک السبع طبقة التراب الصرفة الجاورة للمرکز، والطبقه،الطنية والطبقة المعدنيه ....وقيل من القائم السبعة وهی مختلفة الحرارة والبرودة والليل والنهار .الخ (روح المعانی ص ۲۱۱،۲۱۲ جلد ۱۵ سورة الطلاق پاره:۲۸)




باب
الکرامات

قال اللّٰہ تعالیٰ ’’الآان اولیآء اللّٰـہ لا خوف علیہم ولا ہم یــحــزنـون ہ الـذیـن آمـنـوا وکانوا یتقون ہ لـہم الـبشریٰ فــی الــحیوٰۃ الـدنیا وفـی الاخــــــــــرۃ ط‘‘(الا یۃ)

باب الکرامات

کرامت کی تعریف اور شہداء کی برزخی زندگی

سوال : کرامت کی تعریف کیا ہے، نیز ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات الآ یۃ کا مطلب اور تشریح کیا ہے؟

المستفتی : غلام رحمانی یوسف خیل مہمند ایجنسی......۲۰ محرم ۱۳۹۶ھ

الجواب: کرامت اس امر خارق العادت کو کہا جاتا ہے جو کہ ایک کامل تابع شریعت سے ظاہر ہو۔ ﴿۱﴾ خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ ہو زیارت القبور سنت ﴿۲﴾ اور توسل بالصالحین جائز ہے۔ ﴿۳﴾ اس آیت کا صاف مطلب یہ ہے کہ جو شخص اعلاء کلمۃ اللہ کے سلسلہ میں قتل ہو جائے تو اس کو عام اموات کی طرح ایک مردہ نہ سمجھو کیونکہ وہ راحت روحانی اور حفاظت بدن اور حیات برزخی سے نوازا گیا ہے۔ ﴿۴﴾ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال الملا علی القاری الکرامة خارق للعادة الا انها غر مقرونة بالتحدی وهی کرامة للولی وعلامة لصدق النبی فان کرامة التابع کرامة المتبوع والولی هو العارف بالله وصفاته بقدر ما یمکن له، المواظب علی الطاعات المجتنب عن السیئات المعرض عن الا نهماک فی اللذات والشهوات والغفلات واللهوات .(شرح فقه الاکبر للقاری ص ۷۹ الکرامات للاولیاء حق)

وقال ابن عابدین وکرامات الاولیاء حق فتظهر الکرامة علی طریق نقض العادة للولی من قطع المسافة البعیدة فی المدة القلیلة وظهور الطعام والشراب واللباس عند الحاجة والمشی علی الماء والهواء وکلام الجماد والعجماء واند فاع المتوجه من البلاء وکفایة المهم من الاعداء وغیر ذلک .

(ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۲۸۴ جلد۲ مطلب فی ثبوت کرامات الاولیاء والاستخدامات)

﴿۲﴾ قال الحصکفی وبزیارة القبور وللنساء لحدیث کنت نهیتکم عن زیارة القبور الا فزوروها الخ

(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ص ۶۲۵ جلد ۱ مطلب فی زیارة القبور)

﴿۳﴾ قال ابن عابدین وقد قال تعالیٰ وابتغوا الیه الوسیلة وقد عد من اداب الدعاء التوسل علی ما فی الحصن وجاء فی روایة اللهم انی اسألک بحق السائلین علیک وبحق ممشای الیک فانی لم اخرج اشرا ولا بطراً الحدیث.(رد المحتار هامش الدر المختار ص ۲۸۱ جلد۵ فصل فی البیع کتاب الخطر والاباحة)

﴿۴﴾ قال العلامه آلوسی "ولکن لا تشعرون "ای لا تحسون ولا تدرکون ما حالهم بالمشاعر لانها من احوال البرزخ التی لا یطلع علیها ولا طریق للعلم بها الا بالوحی واختلف فی هذه الحیاة فذهب کثیر من السلف الیٰ انها حقیقیة بالروح والجسد ولکنا لا ندرکها فی هذه النشأة واستدلوا بسیاق قوله تعالیٰ عندربهم یرزقون وبان الحیاة الروحانیة التی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اولیاء اللہ کا قبل الموت یا بعد الموت نفع ونقصان پہنچانا

سوال: اولیاء اللہ زندہ ہوں یا وفات، کوئی نفع یا نقصان پہنچا سکتے ہیں یا نہیں؟ وضاحت فرمائیے۔

المستفتی: اہالیان اسبنڑ دیرسٹیٹ......۵/شوال ۱۳۹۵ھ

الجواب: اولیاء اللہ خواہ زندہ ہوں یا وفات پا چکے ہوں، مافوق الاسباب ضرر اور نفع نہیں پہنچا سکتے ہیں۔ البتہ اولیاء اللہ کی کرامت حق ہے حیات میں بھی اور بعد الممات بھی۔ ﴿۱﴾ **وھو الموفق**

اولیاء کرام کو نیند کے علاوہ اور ذرائع سے معلومات کا فراہم ہونا

سوال: کیا اولیاء کرام کو نیند کے بغیر اور ذرائع سے معلومات موصول ہو سکتی ہیں یا نہیں اگر موصول ہو سکتی ہیں تو تحریر فرماویں۔

المستفتی: مولوی حیات اللہ اشکر کوٹ جنوبی وزیرستان......۷/ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

(بقیہ حاشیہ) لیست بالجسد لیست من خواصهم فلا یکون لهم امتیاز بذلک علی من عداهم وذهب البعض الیٰ انها روحانیة وکونهم یرزقون لا ینا فی ذلک فقد روی عن الحسن ان الشهداء احیاء عند الله تعالیٰ تعرض ارزاقهم علی ارواحهم فیصل الیهم الروح والفرح کما تعرض النار علی ارواح آل فرعون غدوًّ وعشیا فیصل الیهم الوجع فوصول هذالروح الی الروح هو الرزق والامتیاز لیس بمجرد الحیاة بل مع ما ینضم الیها من اختصا صهم بمزید القرب من الله عز شانه ومزید البهجة والکرامة الخ .
(تفسیر روح المعانی ص ۳۰ جلد ۲ سورة البقرة آیت : ۱۵۴)

﴿۱﴾ قال الحافظ ابن کثیر الکرامة لولی من هذه الامة وهی معدودة من المعجزات لان کل مایثبت لولی فهو معجزة لنبیه .... عن ابی سبرة النخعی قال اقبل رجل من الیمن فلما کان ببعض الطریق نفق حماره فقام فتوضأ ثم صلی رکعتین ثم قال اللهم انی جئت من الدفینة مجاهداً فی سبیلک وابتغاء مرضاتک وانا اشهد انک تحی الموتی وتبعث من فی القبور لا تجعل علی الیوم منه اطلب الیک الیوم ان تبعث حماری ،فقام الحمار ینفض اذنیه الخ وایضاً فی باب کلام الاموات وعجائبهم عن ربعی بن خراش العبسی قال مرض اخی الربیع بن خراش فمرضته ثم مات فذهبنا نجهزه فلما جئنا رفع الثوب عن وجهه ثم قال السلام علیکم قلنا وعلیک السلام قدمت ،قال بلی ولکن لقیت بعد کم ربی ولقینی بروح وریحان ورب غیر غضبان ثم کسانی ثیابا من سندس اخضر وان سألته ان یأذن لی ان ابشر کم فاذن لی وان الامر کما ترون فسددوا وقاربوا وبشروا ولا تنفروا فلما قالهاکانت کحصاة وقعت فی ماء ثم اورد باسانید کثیرة فی هذاالباب .(البدایه والنهایه ص ۱۹۱، ۱۹۲ جلد ۶ کرامة لولی من هذه الامة)

الجواب: کشف، الہام، منام تمام کے تمام سے اولیاء پر حقائق منکشف ہوتے ہیں۔ ﴿۱﴾ فقط

کرامت بعد الممات اور اولیاء کا تصرف

سوال: کیا بعد الممات اولیاء کا تصرف ثابت ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: بتسلیم ہیڈ کوارٹر شبقدر مہمند ایجنسی ......۳؍ جمادی الثانیہ ۱۳۹۷ھ

الجواب: قرآن، احادیث اور آثار سے ثابت ہے کہ کرامت بعد الممات ﴿۲﴾ اور توسل بالصالحین ثابت ہیں۔ ﴿۳﴾ تمام دیوبندی اکابر کا یہی مسلک ہے البتہ غیر اللہ سے غائبانہ حاجات مانگنا یا ان کے تسلط غیبی کا اعتقاد رکھنا یا ان کا حاجت روائی کیلئے مقرر ہونے کا قول کرنا یا ان کے دعا کی مقبولیت میں تخلف نہ ہونے کی بات کرنا شرکیات ہیں۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال الملا علی قاری وبالجملة فالعلم بالغیب امر تفرد به سبحانه ولا سبیل للعباد الیه الا باعلام منه والهام بطریق المعجزة اوالکرامة اوالارشاد الی الاستدلال بالامارات فیما یمکن فیه ذلک ،الخ
(شرح فقه الاکبر لملا علی قاری ص ۱۵۱ حکم تصدیق الکاهن بما یخبر به من الغیب)

﴿۲﴾ عن عائشة قالت لما مات النجاشی کنا نتحدث انه لا یزال یری علی قبره نور رواه ابوداؤد .
(مشکواة المصابیح ص ۵۴۵ جلد۲ باب الکرامات)

عن اسماعیل بن طلحة بن عبید الله عن ابیه قال اردت مالی بالغابة فادرکنی اللیل فأویت الی قبر عبد الله بن عمرو بن حرام فسمعت قرأة من القبر ما سمعت احسن منها .الخ
(کتاب الروح لابن القیم الجوزیه ص ۱۳۴ این مستقر الارواح الخ)

﴿۳﴾ قال الشیخ المفتی اعظم محمد فرید دامت برکاتهم التوسل بالصالحین وهو قد یکون باعمالهم ودعائهم کما روی البخاری عن مصعب بن سعد مرفوعا هل تنصرون وترزقون الا بضعفاء کم وکما روی صاحب شرح السنة فی شرح السنة ان النبی ﷺ کان یستفتح بصعا لیک المهاجرین وقد یکون بشر کتهم کما فی قوله تعالیٰ وما کان الله لیعذبهم وانت فیهم وما کان معذبهم وهم یستغفرون (الانفال)...... وقد یکون بمحبة المتوسل الصالحین وقد یکون بمحبة الله ایاهم و قد یکون بجاههم عند الله ،وتوسل العوام بالصالحین یرجع غالبا الی هذه الاقسام الثلاثة وبالجمله ان التوسل بالذوات الفاضلة لا یرادبه التوسل بالذوات الفاضله من حیث انها ذوات لعدم تفاوت الصالحین من غیر الصالحین فی الذات لکون کلهم من قبیل الحیوان الناطق والانسان ،ولو تفکرت لعلمت انه قد یجتمع من اقسام التوسل بالصالحین قسمان بل اکثر فی مادة واحدة.
(رسالة التوسل فی آخر منهاج السنن شرح جامع السنن ص ۳۲۵ جلد ۴)

کرامات اور معجزات کے بارے میں بہار شریعت نامی کتاب کی تحقیق پر نظر

سوال: بہار شریعت نامی کتاب میں ص۶۳ پر ولایت کے بیان میں لکھا ہے کہ مردہ زندہ کرنا، مادرزاد اندھے کو شفا دینا، مشرق سے مغرب تک تمام زمین ایک قدم میں طے کرنا غرض تمام خوارق عادات اولیاء سے ممکن ہیں، سوائے اس معجزہ کے جس کی بابت دوسروں کیلئے ممانعت ثابت ہو چکی ہے۔ جیسے قرآن مجید کے مثل کوئی سورۃ کالانا یا دنیا میں بیداری کے حالت میں دیدار الٰہی کا کرنا یا کلام حقیقی سے مشرف ہونا اس کا جواپنے لئے یا کسی ولی کیلئے دعویٰ کرے۔ وہ کافر ہے۔ اس عبارت کے بارے میں اپنا نکتہ نظر بیان کریں؟

المستفتی: مولانا مسلم شاہ خطیب جامع مسجد جڑوبہ پشاور......۲۱رجولائی ۱۹۷۰ء

الجواب: اس قائل کا اول الذکر کلام حق ہے۔ البتہ آخر میں کفر کا فتویٰ علی الاطلاق غیر حق ہے، **ولعل هـذا القائل اخذ هذا من ردالمحتار ص ۵۵۲ جلد ۳ ﴿۱﴾ والحاصل انه لا خلاف عندنا فی ثبوت الکرامة وان الخلاف فی ما کان من جنس المعجزات الکبار والمعتمد الجواز مطلقا ولا فیما ثبت بالدلیل عدم امکانه کالا تیان بسورة وتمام الکلام علی ذالک فی حاشیة ردالمحتار. وهو الموفق**

کرامت بعد الوفات، تبرک بآثار الصالحین اور دم تعویذ

سوال: (۱) بعض لوگ کرامت بعد الوفات کے قائل ہو کر کہتے ہیں کہ یا پیر بابا ہمارا یہ کام کر، ہمارا یہ اپریشن کر، اس کا کیا حکم ہے؟ (۲) بعض لوگ تعویذ گلے میں ڈالتے ہیں ہر وقت ساتھ رکھتے ہیں، بعض لوگ تعویذ میں لکھتے ہیں یا جبرائیل، یا میکائیل، یا بدوح وغیرہ اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: مولوی اللہ داد گلستان ضلع پشین بلوچستان......۱۱رمحرم ۱۴۱۰ھ

﴿۱﴾ قال ابن عابدين وقد ذكر علماؤنا ان ماهو من المعجزات الكبار كاحياء الموتى وقلب العصا حية وانشقاق القمر واشباع الجمع من الطعام وخروج الماء من بين الاصابع لا يمكن اجراؤه كرامة للولي وطي المسافة منه لقوله عليه الصلاة والسلام زويت لي الارض فلو جاز لغيره لم يبق فائدة للتخصيص لكن في كلام القاضي ابي زيد ما يدل على انه ليس بكفر ....وان امام الحرمين قال المرضي عندنا تجويز جمله خوارق العادات في معرض الكرامات ثم قال نعم قد يرد في بعض المعجزات نص قاطع على ان احداً لايأتي بمثله اصلا كالقرآن الخ.
(رد المحتار هامش الدر المختار ص۳۴۷ جلد ۳ قبيل باب البغاة مطلب في كرامات الاولياء)

الجواب: (۱) کرامت بعد الوفات ﴿۱﴾ اور تبرک بآ ثار الصالحین حق ہیں۔ ﴿۲﴾ لیکن عوام کے خودساختہ کرامات اور تبرکات زیر غور بلکہ نا قابل التفات ہیں۔

(۲) تعویذ اور دم اور معالجہ میں یہ ضروری ہے کہ قرآن وحدیث سے معارض نہ ہو۔ لحدیث اعرضوا علی رقاکم الحدیث. ﴿۳﴾ اور یہ ضروری نہیں کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہو۔ وھو الموفق

بطور کرامت سوئی کی سوراخ سے اونٹ نکالنا ناممکن نہیں

سوال: صرف یہ جواب نقل کیا گیا ہے۔ اور سوال موجود نہیں ہے۔

المستفتی: غلام سرور سنگا پور......۱۹۸۳ء/۸/۱۰

الجواب: محترم المقام غلام سرور قادری صاحب السلام علیکم! کرامت سے احیاء الاموات ممکن بلکہ واقع ہے البتہ اس واقعہ مسطورہ کا ثبوت صحیح سند سے نہیں ہوا ہے۔ لہٰذا اس خاص واقعہ کا نہ ماننا ضرر رساں نہیں۔ نیز بطور کرامت کے سوئی کی سوراخ سے اونٹ نکالنا ناممکن نہیں ہے۔ ﴿۴﴾ وھو الموفق

قبر کی مٹی پھوڑے پر لگانا اور کرامت سے مردوں کا زندہ ہونا

سوال: (۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ مزاروں اور زیارتوں پر جو نمک پڑا رہتا ہے جس کو زائرین

﴿۱﴾ عن عائشة قالت لما مات النجاشی کنا نتحدث انه لا یزال یریٰ علی قبره نور ،رواه ابو داؤد .
(مشکواة المصابیح ص۵۴۵ جلد ۲ باب الکرامات)

﴿۲﴾ عن عثمان بن عبد الله بن موهب قال ارسلنی اهلی الی ام سلمة بقدح من ماء و کان اذا اصاب الانسان عین او شیٔ بعث الیها مخضبه فاخرجت من شعر رسول الله ﷺ و کانت تمسکه فی جلجل من فضة فخضخضة له فشرب منه قال فاطلعت فی الجلجل فرأیت شعرات حمراء رواه البخاری.
(مشکواة المصابیح ص ۳۹۱ جلد ۲ باب الطب والرقیٰ)

﴿۳﴾ عن عوف بن مالک الا شجعی قال کنا نرقی فی الجاهلیة فقلنا یا رسول الله کیف تری فی ذلک فقال اعرضوا علی رقاکم لا بأس بالرقیٰ مالم یکن فیه شرک . رواه مسلم
(مشکواة المصابیح ص۳۸۸ جلد ۲ کتاب الطب والرقیٰ)

﴿۴﴾ عدم ایلاج الجمل فی سم الخیاط من العادة العامة فایلاجه غیر ممکن للعامه واما بالکرامة فممکن وجائز لان الکرامة فهی نقض العادة قال العلامه ملا علی قاری الکرامة خارق للعادة کما فی شرح فقه الاکبر وقال ابن عابدین وکرامات الاولیاء حق فتظهر الکرامة علی نقض العادة للولی الخ .
(فلیراجع الی رد المحتار ص ۲۸۴ جلد ۲)(از مرتب)

بطور تبرک لے جاتے ہیں ،اور قبر سے مٹی اٹھا کر زخمی جگہوں یا پھوڑوں پر لگاتے ہیں کیا یہ جائز ہے یا نہیں ؟
(۲) بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بارہ سال پہلے غرق شدہ کشتی کو بمعہ کشتی میں سوار افراد کے دریا سے نکالا تھا۔اور جو لوگ غرق ہوئے تھے وہ زندہ نکلے تھے۔کیا یہ صحیح ہے؟

المستفتی :عبدالوہاب زڑہ میانہ نوشہرہ......۱۹۷۲ء

الجواب: (۱) تبرک اگرچہ ثابت ہے لیکن عوام کا خودساختہ تبرک تسلیم کرنا علماء کی شان سے بعید ہے۔(۲) کرامت سے مردوں کا زندہ ہونا اگرچہ ممکن بلکہ واقع ہے۔﴿۱﴾ لیکن بے سند امر کو تسلیم کرنا اصول اور تعامل سے مخالف ہے۔ وھو الموفق

کرامت پیران پیر اور عوام کی غلو

سوال: میرے یاداشت سے یہ بات ہوئی ہے اور ہوتی ہے۔کہ پیران پیر عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے گیارہ سال کی غرق کشتی کو بمع بارات دریا سے نکالا تھا۔جو اس کی کرامت تھی تو لوگ اس لئے اس کے نام پر گیارویں مناتے ہیں ۔لیکن اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ کشتی نہیں تھی۔بلکہ انہوں نے گیارہ سال دین کی سخت محنت اور خدمت کی تھی،اسلئے یہ بات مشہور ہوئی ہے۔اس میں کونسی بات صحیح اور کونسی غلط ہے۔بینوا و توجروا

المستفتی :عبدالمقتدس جلبئ صوابی مردان......۱۹۷۳ء/۴/۱۰

الجواب: واضح رہے کہ احیاء الموتی بطور کرامت ممکن اور واقع ہے﴿۲﴾ ۔ کما فصله فی ترجمان السنة فلیراجع الیه ، لیکن یہ مخصوص حادثہ سند صحیح سے ثابت نہیں ہے۔نیز اس کا ثبوت نذر لغیر اللہ کے جواز کیلئے مستلزم نہیں. وھو الموفق

﴿۱﴾ عن ابی سبرة النخعی قال اقبل رجل من الیمن فلما کان ببعض الطریق نفق حماره فقام فتوضأ ثم صلی رکعتین ثم قال اللهم انی جئت من الدفینة مجاهداً فی سبیلک وابتغاء مرضاتک وانا اشهد انک تحی الموتی وتبعث من فی القبور لا تجعل علی الیوم منه اطلب الیک الیوم ان تبعث حماری فقام الحمار ینفض اذنیه الخ. (البدایة والنهایه لابن الکثیر ص ۱۹۱ جلد ۶ کرامة لولی من هذه الامة)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین ان امام الحرمین قال المرضی عندنا تجویز جملة خوارق العادات فی معرض الکرامات ثم قال نعم یرد فی بعض المعجزات نص قاطع علی ان احد الا یأتی بمثله اصلا کالقرآن ......ونقض العادة علی سبیل الکرامة لا هل الولایة جائز عند اهل السنة.
(رد المحتار هامش الدر المختار ص۳۳۷ جلد۳ مطلب فی کرامات الاولیاء قبیل باب البغاة)

کرامات الاولیاء کا منکر معتزلی اور ماثبت بالقرآن کا منکر کافر ہے

سوال: کرامات الاولیاء ثابت ہیں یا نہیں؟ اور اس کے منکر کا کیا حکم ہے؟ شرعی حکم واضح فرمائیں۔

المستفتی: ماسٹر امین الحق سرائے نورنگ بنوں......۱۳ رشعبان ۱۴۰۲ھ

الجواب: کرامات اولیاء حق ہیں حالت حیات اور بعد الممات دونوں میں اور ان سے منکر معتزلی ہے۔ ﴿۱﴾ الا اذا انکر ماثبت بنص القرآن فهو کافر .وهو الموفق

کرامات الاولیاء اور اس کے منکر کا شرعی حکم

سوال: کرامات الاولیاء کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے۔ اور اس کے منکر کا کیا حکم ہے اور اس منکر کے خلاف تحریک چلانا کیسا ہے۔ وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: مولوی لطف الرحمٰن سرائے نورنگ بنوں......۲۳ ررمضان ۱۴۰۲ھ

الجواب: کرامات اولیاء اللہ حق ہیں حالت حیات اور بعد الممات دونوں میں۔ قرآن واحادیث اور علم کلام سے یہی عموم ثابت ہیں، ان سے منکر مبتدع ہے۔ ﴿۲﴾ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے ﴿۳﴾۔ اس پر باقاعدہ رد کرنا علماء حق کا فریضہ اور ذمہ داری ہے۔ جیسا کہ غیر اللہ کو غائبانہ پکارنے والے مشرک پر رد کرنا علماء حق کا فریضہ ہے۔ وهو الموفق

کرامت بعد الممات، روح، حیات اور علیین میں روح کا جانا وغیرہ

سوال: انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور اولیاء کرام کے کرامات فی الحیات اور بعد الممات دونوں حق

﴿۱﴾ قال العلامه ملا علی قاری والكرامات للاولياء حق ای ثابت بالكتاب والسنة ولا عبرة لمخالفة المعتزلة واهل البدعة فی انكار الكرامة......وخالفهم المعتزله حيث لم يشاهدوا فيما بينهم هذه المنزلة.
(شرح فقه الاكبر لملا علی قاری ص ۷۹ المعجزات للانبياء والكرامات للاولياء حق)

﴿۲﴾ الكرامات للاولياء حق ای ثابت بالكتاب والسنة ولا عبرة بمخالفة المعتزله واهل البدعة فی انكار الكرامة .
(شرح فقه الاكبر لملا علی قاری ص ۷۹ المعجزات للانبياء والكرامات للاولياء حق)

﴿۳﴾ قال العلامه طحطاوی وكره امامة العبد ......والاعمى...... والاعرابی ......و الفاسق ......والمبتدع بارتكابه ما احدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله ﷺ الخ.
(حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۶۵ جلد ۱ فصل فی بيان الاحق بالامامة)

ہیں یا صرف فی الحیات میں۔ اور مردوں میں موت کے بعد قرآن وحدیث کی رو سے کوئی حیات اور حس موجود ہوتی ہے یا نہ۔ انسان میں تو اصل چیز روح ہوتی ہے اور روح مرنے کے بعد علیین یا سجین میں جاتی ہے۔ تو پھر منکر نکیر سے سوال وجواب اور حیات وغیرہ کا کیا بنے گا؟ جواب سے مشکور فرماویں۔

المستفتی: حضرت خان پشاور......۱۰؍رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: جو امر قرآن اور احادیث سے با قاعدہ ثابت ہو۔ اور وہ امر ممکنات سے ہو اور اسکی تحقق سے محال ذاتی لازم نہیں آتا ہو۔ تو اس امر کو بلا تاویل مانا جائے گا۔ پس اس قاعدہ کے بنا پر معجزات اور کرامات بعد الممات ﴿۱﴾ اور سوال وجواب وغیرہ امور حق میں عدم مشاہدہ اور عدم وجود میں فرق نہ کرنا اور روح اور حیات میں فرق نہ کرنا غلط فہمی ہے۔ ﴿۲﴾ وھو الموفق

کرامت بعد الوفات کا ثبوت

سوال: کرامات بعد الوفات للاولیاء کس دلیل سے ثابت ہیں اور کس شکل میں ہوئے ہیں؟

المستفتی: الحاج نیاز ولی خان حسن خیل شمالی وزیرستان......۲؍رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

الجواب: کرامت بعد الموت حق ہے. یدل علیہ حدیث رویة النور علی قبر النجاشی ﴿۳﴾، والکتابة علی باب الکفل وحدیث بلیغ الارض وغیر ذلک. وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامہ ملا علی قاری الایات ای خوارق العادات المسماة بالمعجزات للانبیاء علیھم الصلاة والسلام والکرامات للاولیاء حق ای ثابت بالکتاب والسنة ولا عبرة بمخالفة المعتزلة واھل البدعة فی انکار الکرامة. (شرح فقه الاکبر للقاری ص ۷۹ المعجزات والکرامات حق)

﴿۲﴾ قال الحافظ ابن القیم ومما ینبغی ان یعلم ان ما ذکرنا من شان الروح یختلف بحسب حال الارواح من القوة والضعف والکبر والصغر ......وانت تری احکام الارواح فی الدنیا کیف تتفاوت اعظم تفاوت بحسب تفارق الاورواح وکیفیاتها وقواها وابطائها فللروح المطلقة من اسر البدن وعلائقه وعوائقه من التصرف والقوة والنفاذ والهمة وسرعة الصعود الی الله والتعلق بالله ......فیکف اذا تجردت وفارقته واجتمعت فیها قواها ......فهذه لها بعد مفارقة البدن شان اخر وفعل اخر...... وکان بمنزلة شعاع الشمس الذی هو ساقط بالارض فاصله متصل بالشمس ......وکما ان السراج لو فرق بینه وبین الفتیلة الاتری ان مرکب النار فی الفتیلة وضوء وها وشعاعها یملأ البیت فکذالک الروح (الی اخره)
(کتاب الروح لابن القیم ص ۱۳۶ فصل فی ان شان الروح یختلف بحسب حال الارواح)

﴿۳﴾ عن عائشة قالت لما مات النجاشی کنا نتحدث انه لا یزال یری علی قبره نور. ابو داؤد.
(مشکواة المصابیح ص ۵۴۵ جلد ۲ باب الکرامات)


كتاب السياسة

قال اللّٰه تعالىٰ "والذين جاهدوا
فينا لنهدينهم سبلنا ط وان اللّٰه
لمع المحسنين ۵" ﴿ الاية ﴾

کتاب السیاسة

سیاست کا اصل معنی ومطلب

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سیاست کا معنی کیا ہے اور آج کل کے سیاستدان سیاست سے کیا معنی لیتے ہیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی : مولانا عجب خان صدر اتحاد قبائل درہ آدم خیل.....۱۹۷۲ء/۱۰/۲۵

الجواب: سیاست لغت میں ''پاس داشتن ملک وحکم دادن بررعیت'' کو کہا جاتا ہے (شمس اللغات ص۴۱۴) یعنی تدبر اور حکومت۔ اور اس میں کوئی خاص اصطلاح نہیں ہے البتہ موجودہ لوگوں کے اصطلاح میں سیاست اپنے آپ کو نیک نام کرنا اور اٹھانا اور مقابل کو بدنام کرنا اور گرانا اگرچہ جھوٹ اور فریب سے ہو اور اگرچہ مقابل بجانب حق ہو۔ وهو الموفق

سیاست اور اصول اقتدار کا کامیاب طریقہ

سوال : جو لوگ کہتے ہیں کہ شریعت بل اسلام اور عوام کے خلاف سازش ہے نیز ۱۹۷۳ء کے آئین کی موجودگی میں شریعت بل کی کوئی ضرورت نہیں۔ حالانکہ ۷۳ء کے آئین میں سینکڑوں دفعات اسلامی قانون کے خلاف ہیں۔ لہٰذا ان بعض علماء کا یہ کہنا درست ہے یا نہیں اور ان کی کیا سزا ہے کہ بلاوجہ شور شرابہ برپا کرتے ہیں؟

المستفتی : حافظ حزب اللہ ولد امان اللہ خان ٹانک ڈی آئی خان.....۱۹۸۸ء/۴/۱۰

الجواب : میں تو سیاست سے ناواقف ہوں بہر حال کامیاب سیاست یہ ہے جو مجاہدین اور مہاجرین افغانستان کے زیر عمل ہے صرف شور بلا شر والی سیاست سے حصول اقتدار ناممکن ہے البتہ اس سے اہل اقتدار کے حملوں سے حفاظت کا فائدہ عظمیٰ ہے یہ بھی شیخ الہند اور مفتی محمود رحمہم اللہ والی سیاست کا ثمرہ ہے نہ کہ دیگر سیاست کا۔ وهو الموفق

موجودہ غیر شرعی قوانین میں فیصلے، وکالت، مقدمات وغیرہ کرنا

سوال: پاکستان میں سرکاری قانون کا اکثر و بیشتر حصہ تعزیرات ہند، جو انگریز کا فرسودہ قانون تھا یعنی غیر اسلامی ہے۔ اسی طرح دوسرے قوانین بھی بیشتر شریعت سے متصادم ہیں ان قوانین کا علم چند وکلاء یعنی قانون دانوں کو ہوتا ہے جو عام لوگوں سے اجرت لیکر عدالتوں میں مقدمات کی پیروی کرتے ہیں چونکہ قانون غیر اسلامی ہے لیکن کسی ملک کے باشندوں کیلئے کسی نہ کسی قانون کی موجودگی ناگزیر ہوتی ہے تو اس صورت میں کہ شریعت کا قانون نہیں ہے اس کافرانہ قانون میں وکالت مقدمات کی پیروی فیصلے وغیرہ کرنا اور عدالتوں کو جانا جائز ہے یا نہیں تفصیلی جواب سے نوازیں؟

المستفتی: محمد عالم کیدام بحرین سوات...... ۲۲ محرم ۱۴۰۱ھ

الجواب: واضح رہے کہ ان موجودہ مروجہ قوانین میں جو قوانین، قوانین شریعت سے متصادم ہیں تو ان پر فیصلہ کرنا اور ان کے تحت مقدمات کی پیروی کرنا اور ان کے معاوضات لینا تمام کے تمام غیر اسلامی امور ہیں۔ البتہ ان قوانین کے ذریعہ سے جائز حق اپنانا اور ظالم سے نجات پانا ممنوع نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی کو دیگر برادران کے ظلم متوقعہ سے بچانے کیلئے دین الملک اور قانون مروج کو زیر کار لایا تھا ﴿۱﴾ یعنی قانون مروج کے زد میں آنے سے بچاؤ کی تدبیر استعمال کی تھی لیکن چونکہ جج یا وکیل مجبور نہیں ہوتا ہے رزق کے بہت سے ذرائع ہیں لہٰذا غالب یہی ہے کہ ان کا گناہ سے بچنا مشکل ہے۔ و هو الموفق

ووٹ کی شرعی حیثیت

سوال: محترمی و مکرمی حضرت الاستاذ المحترم مفتی اعظم محمد فرید صاحب دامت برکاتہم العالیہ چند ماہ میں پاکستان کے اندر الیکشن ہونے والا ہے جس میں تمام سیاسی پارٹیاں حصہ لے رہی ہیں ان میں ایک پارٹی جس کا مقصد صرف شرعی قانون کا نفاذ اور قرآن وسنت کا بول بالا کرنا ہے تو اس پارٹی کے مقابلے میں کسی سیکولر سیاسی پارٹی کو

﴿۱﴾ قال الله تعالیٰ ما كان ليأخذ اخاه في دين الملك ..الآية (پاره: ۱۳ سورة يوسف ركوع :۳ آيت :۷۶)

ووٹ دینا کیسا ہے اور ووٹ دینے کے بعد اس شخص کے عبادات کا کیا بنے گا برائے مہربانی ہماری رہنمائی فرماویں؟

المستفتی: خاکپائے بزرگان دیوبند احمد نواز کوئیہ جنوبی بھکر میانوالی......۸/ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ

الجواب: (۱) کسی کو ووٹ دینے کا مطلب اس پر اظہار اعتماد ہے۔

(۲) اور حکومت یا پبلک کو اس کے اہلیت کی شفاعت اور سفارش کرنا ہے۔

(۳) اور حکومت اور پبلک کو اس کی اہلیت کا مشورہ دینا ہے پس جو شخص ایسی پارٹی کو ووٹ دیوے جو شرعی قانون نہیں چاہتے ہو تو یہ شخص غدار، خائن اور شفیع سیئ ہے۔ **قال اللہ تعالیٰ من یشفع شفاعة حسنة یکن له نصیب منها و من یشفع شفاعة سیئة یکن له کفل منها ﴿۱﴾ و قال علیه الصلاة و السلام المستشار مؤتمن ﴿۲﴾ و قال رسول اللہ ﷺ الدین النصیحة ثلثا قلنا لمن قال لله و لکتابه و لرسوله و لائمة المسلمین و عامتهم رواه مسلم ﴿۳﴾. فقط**

فاسق کی امارت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین ان مسائل کے بارے میں کہ (۱) جس شخص نے دو دفعہ جھوٹ پر قسم کھا کر دھوکہ دیا ہو تو ایسے شخص کو کسی پارٹی یا جماعت کا امیر یا نائب امیر مقرر کرنا کہاں تک صحیح ہے؟

(۲) جو شخص سمگلر ہو، چور بازاری اور سمگلنگ کا کاروبار کرتا ہو تو ایسے شخص کو امیر مقرر کرنا کیسا ہے؟

المستفتی: محمد اکرم مین بازار مینگورہ سوات......۱۶/جون ۱۹۷۰ء

الجواب: واضح رہے کہ یہ شخص فسق کی وجہ سے امارت کے لائق نہیں ہے بشرطیکہ قوم اس سے فسق و فجور میں زیادہ نہ ہو" ورنہ اندھوں میں کانا راجہ" اور بشرطیکہ یہ شخص بنسبت قوم کے ذی رائے اور مدبر نہ ہو ورنہ یہ کوئی ایسی امامت نہیں ہے کہ اس کی امارت مثل امامت مکروہ ہو جائیگی۔

(۲) اور سمگلنگ ایک سیاسی گناہ ہے اسلامی گناہ نہیں ہے جبکہ خیانت اور عہد شکنی سے خالی ہو۔ **وهو الموفق**

﴿۱﴾ (پارہ: ۵ سورة النساء رکوع: ۸ آیت: ۸۵)

﴿۲﴾ (جامع الترمذی ص ۱۰۵ جلد ۲ ابواب الاداب باب ما جاء ان المشار مؤتمن)

﴿۳﴾ (صحیح المسلم ص ۵۴ جلد ۱ کتاب الایمان باب بیان الدین النصیحة)

شریعت کے نام پر عالم دین کوامیر منتخب کرنا

سوال : کیافرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک قوم متفقہ طور سے شریعت کے نام پر ایک عالم دین کوامیر منتخب کرے تو یہ امیر شرعی ہوگا یانہیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: محمد سردار وزیرستانی متعلم دار العلوم حقانیہ......۲۹/ذی قعدہ۱۴۰۲ھ

الجواب : یہ شخص امیر شرعی ہے اس کا حکم جائز ماننا ضروری ہے البتہ یہ شخص حدود اور قصاص جاری نہیں کرسکتا ہے اور اس سے مخالفت کرنے والے کو باغی نہیں کہا جاسکتا ہے۔ لعدم تحقق شرائط الامامت الکبریٰ فافهم۔﴿۱﴾وهو الموفق

موجودہ عام انتخابات میں حصہ لینے کی شرعی حیثیت

سوال : کیافرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اسلام میں عام انتخابات کی کیا حیثیت ہے اور کیا اس میں حصہ لینا جائز ہے یانہیں؟ بینوا وجروا

المستفتی: عبدالصبور افغانی متعلم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک......۱۹۸۹ء/۳/۸

الجواب : خیر القرون میں ذی رائے لوگ (خواص) ووٹ استعمال کرتے تھے نہ کہ ہر شخص اور چونکہ موجودہ دور میں اعجاب کل ذی رائ برأیه﴿۲﴾ رائج ہے اور اس کا انسداد ناممکن ہے لہٰذا آیت ما کان له ان یاخذ اخاہ فی دین الملک...... الایة﴿۳﴾ کی رو سے اقتدار اسلامی کا اس حیلہ سے حصول ممنوع نہیں ہے۔ وهو الموفق

افغانستان میں کمیونسٹوں کے زیر اقتدار زیر اثر لوگوں کا حکم

سوال : درج نہیں ہے اور تفصیلی جواب کا نقل موجود ہے۔......۱۹۸۹ء/۱۵/۸

الجواب : مدعیان اسلام کہ در افغانستان سکونت پذیر اند، برسہ گونہ اند(۱) اول آں کساں اند کہ

﴿۱﴾قال العلامه حصكفى فالكبرىٰ استحقاق تصرف عام على الانام وتحقيقة فى علم الكلام ونصبه اهم الواجبات...... ويشترط كونه مسلماً حراً ذكراً عاقلاً بالغاً قادراً .الخ

﴿۲﴾(مشكواة المصابيح ص۴۳۷ ج ۲ باب الامر بالمعروف الفصل الثانى)

﴿۳﴾(پارہ :۱۳ سورۃ یوسف رکوع : ۳ آیت: ۷۶)

کمیونزم واشتراکیت راموجب ترقی واسلام راموجب تنزل مے دانند۔ وایں فرقہ بلاشک وشبہ کافراست وامامت واقتداءبایشاں باطل است۔

(۲) دوم آں کساں اند کہ کمیونزم واشتراکیت راباطل مے دانند ولیکن از وجہ خوف وتجبر درظاہر موافقت کمیونسٹان مے کنندوایں فرقہ مسلمان است وامامت واقتداءایشاں درست است البتہ برایشاں ہجرت کردن ضروری است۔

(۳) فرقہ سوم آنکہ صرف از وجہ مفاددنیوی دریں جماعت خبیثہ داخل شدہ باشندورنہ اعتقاداواعتقادارتدادنہ باشدایں کساں بلاشک وشبہ فساق وفجاراند۔ وھو الموفق

مجاہدین افغانستان کا اتحاد ضروری ہے

سوال: کیاافغان مجاہدین کی وحدت فرض ہے یانہیں۔جواب فرقہ واریت کے شکار ہو چکے ہیں اور کیاعلماء ہندوپاک اور مسلم ممالک کے علماء پرافغان مجاہدین کی وحدت کی خدمت فرض ہے یانہیں جواب سے ممنوں فرماویں؟

المستفتی :محمد حارث علاقہ جندول ضلع دیر......۱۹۸۶ء/۳/۲۳

الجواب :یہ اتحادنہایت ضروری ہے لیکن عملی طور پر یہ اتحادحکومت وقت کرسکتا ہے نہ کہ دیگران۔ دیگراں کے اس اقدام سے ایک اور جماعت قلیلہ وجود پذیر ہوگی۔وھو الموفق

مغربی طرزانتخابات اوراسلامی طریقہ انتخابات

سوال: درج نہیں اور تفصیلی جواب نقل ہے۔

الجواب : الحمد لله و کفٰی وسلام علی عباده الذین اصطفٰی اما بعد!پس واضح بادکہ انتخابات عامہ کہ مروج غرب وامریکہ اندخلاف تعامل خیرالقرون وقرون ماضیہ اند۔نیز برمقاصدومصالح امامت سازگارنہ اند۔و ھو واضح۔

البتہ دربلادیکہ حصول اقتداروامامت بغیرازیں رویہ مغربی حاصل نہ مے شودمباح وجائزباشدلعدم ورود النہی عنہ ولان اللہ تعالیٰ حسن کید یوسف علیه السلام لاخذ اخیه کما قال تعالیٰ کذالک کدنا لیوسف ماکان لیاخذ اخاه فی دین الملک ای فی قانونه و طاعته الحمدللہ کہ علماءافغانستان مہاجرین ومجاہدین اعزہم اللہ تعالیٰ برعدم مطالبہ ایں انتخابات عامہ متفق اند۔اختلاف صرف درطریقہ انتخاب

شوریٰ دارند۔بعض ایں انتخاب شوریٰ را بانتخاب عامہ جائز مے گویند لعدم ورود النہی عنہ و لان عمر رضی الله عنه جعل امرا لامارة شوریٰ بین الاشخاص البتة و کان عمر قائما مقام الرعية والامة ۔و بعض دیگر ایں را نا جائز قرار مے دہند لکونه مخالفا عن التعامل . و لان العوام ینتخبون من لایکون اهلا لها و من یعطیهم المال الکثیر و یعنیهم فی االامور الدنیویه فشاور عمر فانه کان ممن یعتمد علیه الامة و کان اهل الشوریٰ منه اهلا لها و لائقا لها .

پس مناسب نزدفقیر ایں ست کہ از انکہ اساس ہجرت و جہاد نہادہ اند و ہر قسم قربانی کردہ اند و حق اقتدار حاصل کردہ اند ایں شوریٰ را منتخب کنند یعنی از ہر صوبہ و منطقہ۔تا کہ حق قربانی ایشاں ضائع نہ شود البتہ تکالیف غیر مہاجرین مناسب است البتہ برائے ازمنہ آئندہ یقین اوصاف اہلیت شوریٰ ضروری باشد۔

تنبیہ:......مراد از مہاجرین ومجاہدین اہل حل وعقد از ایشاں اند۔

بھوک ہڑتال کا حکم اور سینیٹ کا شریعت بل

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بھوک ہڑتال کا کیا حکم ہے جائز ہے یا نا جائز اگر اس میں اس وجہ سے آدمی مر گیا تو یہ شخص جنت جائے گا یا دوزخ؟

(۲) سینیٹ نے آج کل جو شریعت بل منظور کیا ہے جبکہ یہ کچھ سال قبل غیر آئینی اسمبلی نے تیار کروایا تھا تو اس کی کیا حیثیت ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی :عزیز الرحمٰن جنرل سٹور نریاب کوہاٹ......۱۹۹۰ء/۹/۴

الجواب :(۱) بھوک ہڑتال ایک سیاسی حربہ ہے اور مباح ہے لیکن بھوک سے خودکشی کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

(۲) اس بل کے متعلق تمام علماء متحد ہو چکے تھے لیکن ارباب حکومت کا نفاق دیگر ذرائع سے ظاہر ہوا۔وهو الموفق

کفار سے امداد لینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین دریں مسئلہ کہ بعض لوگ افغان (کمیونسٹ) حکومت سے

اسلحہ اور روپے حاصل کر کے لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں آیا اس سے آدمی کافر بن جاتا ہے یا نہیں یعنی کفار سے اس امداد لینے کا کیا حکم ہے؟ بینو وتوجروا

المستفتی: محمد شریف گیا خیل بنوں......۱۰رشوال ۱۴۰۸ھ

الجواب: امداد خواستن از کافر (مثلاً روس وامریکہ) جائز ست لیکن اگر ایں امداد باعث وسبب ترک جہاد یا کمزور شدن جہاد باشد حرام است نہ کہ کفر است ونہ شعار کفر۔ وهو الموفق

سیاست اور مذہب

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی سیاست کو فضول سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ سیاست مذہب کا حصہ نہیں ہے علماء نے دولت اور اقتدار حاصل کرنے کا ایک ذریعہ بنایا ہے تو ایسے شخص کا یہ قول کہاں تک درست ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: حافظ صدیق الرحمٰن لنڈ پورہ بنوں......۱۰رربیع الثانی ۱۴۰۹ھ

الجواب: لغت عربی میں سیاست حکومت اور تدبیر کو کہا جاتا ہے اور انبیاء علیہم السلام تمام کے تمام مدبر تھے ﴿۱﴾ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے ان میں حکومت بھی آ گئی تو بہر حال سیاست کو عبث ماننے والا غلطی پر ہے البتہ اگر اس شخص کی مراد یہ موجودہ (سیکولر) سیاست ہو تو ماسوائے علماء کے دیگراں کی سیاست اقتدار برائے اقتدار کیلئے ہے اور علماء کی سیاست اقتدار برائے حفاظت دین کیلئے ہے۔ وهو الموفق

ووٹ کی خرید وفروخت

سوال: علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ ووٹ کی خرید وفروخت جائز ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: بادشاہ میر شیر گڑھ ضلع مردان......۱۵رربیع الثانی ۱۴۰۹ھ

الجواب: ووٹ نام ہے شفاعت اور شہادت کا اور ان میں سے کسی ایک پر معاوضہ لینا جائز نہیں ہے و هو الموفق

﴿۱﴾ عن ابی هريره رضى الله عنه عن النبی ﷺ قال كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلک نبی خلفه نبی (صحیح البخاری ص ۴۹۱ ج ۱ كتاب الانبياء باب ماذكر عن بنی اسرائيل)

دہری حکومت سے اپنے اغراض کیلئے تعلقات کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دہری حکومت کے ساتھ تعلق رکھنا ان سے تنخواہ کھانا کس طرح ہے جبکہ یہ لوگ وطن آ کر کہتے ہیں کہ ہم تو اپنے غرض پر گئے تھے اور ان سے ہتھیار لینے تھے تو اس قسم کے روپئے کا کیا حکم ہے جیسا کہ آج کل افغانستان میں اسی طرح ہوتا ہے. بینوا و توجروا

المستفتی: مولا سید جمعدار سلارزو......۱۴۰۱ھ/۴/۲۹

الجواب: اس رویہ سے یہ مسلمان فاسق اور بے وقار ہوجاتا ہے دہریوں کی نظر میں ضمیر فروش اور اسلام فروش ہوجاتا ہے اور اہل اسلام کے نزدیک مداہن ہوجاتا ہے۔ وھو الموفق

موجودہ عوامی طرز انتخابات کی شرعی حیثیت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) میراث میں دوبہنیں ایک بھائی کے اور دوعورتوں کی شہادت ایک مرد کے مساوی قرار دی گئی ہے اس صریح اور قطعی حکم کے باوجود عورت کو ووٹ دینے میں مرد کے مساوی حق دینا کیا قرآنی حکم کی نفی نہیں ہے؟

(۲) ایسی دستور ساز اسمبلی کے انتخابات جس کا طریقہ انتخاب نصوص قرآنی کے خلاف ہو کیا اسلامی اسمبلی کہلانے کی مستحق ہے اور کیا اس کا مرتب کردہ دستور مسلمانوں کیلئے قابل عمل ہوگا؟

(۳) پاکستان کی بیشتر سیاسی جماعتوں بشمول جمعیت علماء اسلام وغیرہ کیلئے ایسی دستور ساز اسمبلی کے انتخابات میں حصہ لینا از روئے شریعت کیا جائز ہے؟

(۴) یہ انتخابات جو غیر اسلامی ہیں، مسلمانوں کیلئے ان انتخابات کا مقاطعہ واجب یا مستحسن نہیں ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: حکیم شرین گل ساول ڈھیر مردان......۱۵/ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ

الجواب: و یثبت عقد الامامة باحد الامرین باستخلاف الخلیفة ایاه و اما بیعة من تعتبر بیعته من اہل الحل و العقد و لا یشترط بیعة جمیعہم الخ (المسامرة و المسایرة ص ۳۲۶) اس

عبارت سے معلوم ہوا کہ بادشاہ اور امیر، شوریٰ اور کثرت رائے سے بھی مقرر کیا جا سکتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مشورہ اور رائے دینا ہر شخص کا حق نہیں ہے بلکہ اہل حل وعقد کا حق ہے کیونکہ ان پر باقی لوگوں کا اعتماد ہوتا ہے لیکن جب لوگوں کا اعتماد نا معلوم ہو تو مجبوراً عوام کی طرف مراجعت کی جائے گی کیونکہ اہل حل وعقد پر اکتفاء عوامی اعتماد کی وجہ سے تھا تو ووٹ دینا درحقیقت ایک شفاعت اور اظہار اعتماد ہے جس میں مذکر اور مونث کا کوئی فرق نہیں ہے ﴿۱﴾ لہٰذا یہ طرز انتخابات قابل اعتراض نہیں ہے بے شک نا اہل اور بے دین کو ووٹ دینا اور اس پر اعتماد کرنا قابل اعتراض اور شریعت سے متصادم ہے۔ فقط

دستور ساز اسمبلی میں قطعی محرمات کے بارے میں رائے شماری کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دین اسلام کے واضح، منصوص، قطعی اور حتمی قرآنی محرمات کے بارے میں قانون ساز اداروں اور اسمبلی میں رائے شماری ہو سکتی ہے یا نہیں؟ مثلاً سود جیسے قطعی ربانی فیصلے کے بارے میں اسمبلی کے ممبران کی رائے شماری شریعت مصطفوی میں کیا حیثیت رکھتی ہے اس تجویز کا پیش کرنے والا اور اس کے ہمنوا کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد عبداللہ عفی عنہ لاہور......۱۹۷۳ء

الجواب: بلا مصلحت ایسی تجویز پیش کرنا نا جائز ہے البتہ منافق اور غیر منافق کے ممتاز ہونے یا قانونی طور پر بند ہونے وغیرہ مصالح کے پیش نظر جائز ہے۔ وھو الموفق

اسلامی بلاد کو روس یا امریکہ کا اسٹیٹ بنانا ظلم عظیم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ امیر گروپ شمالی وزیرستان جو پشتونستان بنانے کا دعویٰ کرتا ہے افغانستان میں بھی سرجوش پشتونستان کا نعرہ لگاتا ہے تو پشتونستان مانگنا اور آزاد

﴿۱﴾ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے انتخاب کیلئے جو عوام سے رائے لی گئی تھی مورخ ابن کثیر کے الفاظ میں حتی خلص الی النساء المخدرات فی حجابھن و حتیٰ سأل الولدان فی المکاتب و حتی سأل من یرد من الرکبان والاعراب الی المدینة فی مدة ثلاثة ایام بلیالیھا (البدایة والنھایة ص ۱۴۶ ج۷ خلافت عثمان رضی اللہ عنہ)

قبائل کوحکومت پاکستان سے جدا کرنے کا دعویٰ امیر گروپ کیلئے شریعت کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا
المستفتی: مولوی گل منیر خیسور شریف شمالی وزیرستان......۱۵؍ جنوری ۱۹۸۴ء

الجواب: پشتونستان کا نعرہ بظاہر ایک سیاسی نعرہ ہے نہ مطلوب شرعی ہے اور نہ ممنوع شرعی ہے البتہ اسلامی بلاد کو روس اور روس نواز اقوام کا اسٹیٹ بنانا ظلم عظیم ہے، جیسا کہ ان کو امریکہ اور امریکہ نواز لوگوں کا اسٹیٹ بنانا ظلم عظیم ہے۔ وھو الموفق

عورتوں کو ووٹ دینا

سوال: محترم المقام زید مجدکم بعد سلام مسنون اور دعوات صالحہ پیش خدمت ہے کہ از روئے شریعت عورت کو ووٹ دینا کیسا ہے قطع نظر اس واقعہ کے جو کہ صوبائی اسمبلی کے ممبروں نے عورت کو ووٹ دیئے تو کیا عورت کو ووٹ دینا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا
المستفتی: مولوی علی اکبر صاحب مدرسہ عربیہ انوار العلوم میراخیل ضلع بنوں......۲۰ محرم ۱۳۹۲ھ

الجواب: محترم المقام السلام علیکم کے بعد واضح رہے کہ چونکہ ووٹ کا مقصد اظہار اعتماد اور شفاعت اہلیت ہے لہٰذا شریعت مقدسہ میں جن فرائض کی ادائیگی کی عورت مجاز ہے تو ان میں عورت کو ووٹ دینا جائز ہے اور جن فرائض کی مجاز نہیں ہے (مثلاً امامت کبریٰ، صغریٰ، خطابت وغیرہا) تو ان میں ووٹ دینا حرام ہے۔ **قال الله تعالیٰ و من یشفع شفاعة سیئة یکن کفل منها﴿۱﴾ و قال الله تعالیٰ ان الله یأ مرکم ان تؤدوا الامانات الیٰ اهلها﴿۲﴾** فقط

اسلامی آئین نافذ نہ کرنے والوں کے ساتھ جہاد کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ۲۵ سال سے مسلسل پاکستان کے لیڈر اسلامی آئین کے نفاذ کا وعدہ کرتے ہیں مگر ابھی تک کسی ایک نے بھی یہ وعدہ پورا نہیں کیا۔ اب آئندہ سال مارچ میں جو آئین نافذ ہوگا اس کے متعلق یہ وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اسلامی آئین نافذ کریں گے۔

﴿۱﴾(پارہ: ۵ سورة النساء رکوع: ۸ آیت: ۸۵) ﴿۲﴾(پارہ: ۵ سورة النساء رکوع: ۵ آیت: ۵۸)

خدانخواستہ اگراس دفعہ بھی آئین نہ بنا تو ان لیڈروں کے ساتھ اسلام کے اصولوں کے مطابق جہاد کرنا جائز ہے یا نہیں؟بینوا وتوجروا

المستفتی :مولوی ملک عجب خان صدر اتحاد قبائل درہ آدم خیل......۲۵/۱۰/۱۹۷۲ء

الجواب: حقیقت یہ ہے کہ اکثریت اسلامی نظام نہیں چاہتی جیسا کہ انتخابات سے معلوم ہوا اور اسمبلی میں بھی ظاہر ہوتا جاتا ہے اگر اس دفعہ ان اسمبلی والوں نے اسلامی نظام قائم نہیں کیا تو ان منافقین کے ساتھ حسب استطاعت جہاد فرض ہوگا اور طریق کار کا تعین ابھی نہیں ہوسکتا۔فقط

سیاست شرعیہ اسلام کا حصہ ہے

سوال: ایک بریلوی مولانا صاحب نے تقریر میں کہا ہے کہ مرزائیت کے خلاف دیوبندیوں نے جو تحریک چلائی تھی اس کا مذہب اسلامیہ سے کوئی تعلق نہ تھا بلکہ یہ ایک سیاسی تحریک تھی۔کیا یہ درست ہے؟بینوا وتوجروا

المستفتی :مولوی غلام یحیٰ پنڈی گھیپ......۲۶/جولائی ۱۹۷۵ء

الجواب :سیاست اور اسلام میں کوئی تصادم نہیں ہے سیاست شرعیہ اسلام کا حصہ ہے۔﴿۱﴾فقط

قوانین الٰہی تا قیامت امن وترقی اور خوشحالی کے کفیل ہیں

سوال: ایک مقتدر شخص شرعی حکم پردہ کو قید وجیل سے تشبیہ دیکر عملاً خلاف کررہا ہے ایک موقع پر خواتین کو پردہ ہٹانے کا حکم دیا اور وہ بے پردہ بیٹھ گئیں یہ شخص ملک کے سیاہ وسفید کا مالک ہے اگر وہ چاہے تو پردہ کی حفاظت بھی کرسکتا ہے آئندہ یہ خدشہ بھی ہے کہ وہ اپنی جرأت مندانہ بدعملیوں کی وجہ سے قرآن حکیم کو منسوخ قرار نہ دے ایسے شخص کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟بینوا وتوجروا

المستفتی :سعدالدین کان اللہ لہ......۱۴/ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

﴿۱﴾عن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال كانت بنوا سرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبيی خلفه نبی وانه لا نبيی بعدی وسيكون خلفاء فيكثرون قالوا فما تأمرنا يا رسول الله قال فوابيعة الاول فالاول اعطوهم حقهم فان الله سآئلهم عما استرعاهم .
(صحيح البخاری ص ۴۹۱ جلد ۱ كتاب الانبياء باب ماذكر عن بنی اسرائيل)

الجواب :اللہ تعالیٰ حکیم مطلق نے جوقوانین اوراحکام خاتم النبیین ﷺ کی وساطت سے بھیجے ہیں تو اس کالازم بین یہ ہے کہ یہ قوانین اوراحکام تاقیامت امن وترقی اور خوشحالی کے کفیل ہیں پس ان کو خارجی تاثر کی وجہ سے ترقی کی راہ میں رکاوٹ جان کرختم کرنا اللہ کے علم اور حکمت پر بے اعتمادی بلکہ الحاداوزندقہ ہے۔وھو الموفق

بے دین اور کافروں سے سیاسی اتحاد

سوال :کیافرماتے ہیں علماءدین اس شخص کے بارے میں جوسوشلسٹ یاکمیونسٹ یاکسی ایسی تحریک یا جماعت سے منسلک ہوجوسراسر یاضمناً اسلام کے اصولوں کے خلاف ہواورقطعی احکام کے منکر ہوتو اس قسم کے لوگوں سے اتحاد کرنے کا کیاحکم ہے؟

المستفتی :عبدالکریم اکوڑہ خٹک......۱۹۸۵ء/۱۱/۲۱

الجواب :کمیونزم اورسوشلزم کافرانہ نظام ہیں ان کی تحسین اورتائید کافرانہ امور ہیں البتہ اسلام کے مفاد کی خاطر کسی کافر کے ساتھ اتحاد ممنوع نہیں ہے۔﴿۱﴾ وھو الموفق

حکومتی زکواۃ سسٹم میں جمعیت علماءاسلام کی پالیسی کی تائید

سوال: ایک اجلاس میں یہ قرارداد منظور ہوئی کہ موجودہ زکواۃ سسٹم خالص سود کی ایک شکل ہے لہٰذا مدارس عربیہ کواس سے انکار کرنا چاہئے لیکن تاحال مدارس یہ زکواۃ وصول کرتے ہیں لیکن آپ صاحبان نے فرمایا ہے کہ یہ زکواۃ لینادرست ہے تو آپ کے حوالے سے اجلاس میں یہ جو بات ہوئی ہے کہاں تک درست ہے دلائل سے وضاحت فرمائیں؟

المستفتی :محمد داؤد خان افغانی چارسدہ......۱۹۸۴ء/۶/۱۴

الجواب :موجودہ زکواۃ سسٹم میں قابل اعتراض دوامور ہیں اول اس کاسودی رقم سے لینااورسود

﴿۱﴾ قال العلامہ ابن عابدین قوله و قد استعان علیه الصلاة و السلام .... انه علیه الصلاة و السلام استعان فی غزوة خیبر بیهود من بنی قینقاع و فی غزوة حنین بصفوان بن امیه و هو مشرک .الخ (رد المحتار ص۲۵۷ ج۳ مطلب فی الاستعانة بمشرک فصل فی کیفیة القسمة)

سے لینا۔ دوم اس کا کالج کے طالب علموں اور فوجی لوگوں کے بچوں پر صرف ہونے کا بالعاقبت مخصوص ہونا۔ باقی اس میں قابل اعتراض امور ظاہراً معلوم نہیں ہوتے۔

نوٹ: اگر جمعیت علماء اسلام کے نزدیک اس کا لینا خلاف مصلحت ہو تو میری ان سے کوئی مخالفت نہیں ہے۔ وهو الموفق

مرزائیوں کے اتحادی جماعت کو ووٹ دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی ایسی جماعت کو ووٹ دینا یا اس میں شامل ہونا اور اس کی تشہیر کرنا جس کا اتحاد مرزائیوں (قادیانیوں) سے ہو جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: سید محمد صغیر شاہ مینا بازار کیمل پور شہر اٹک ۲۰/۹/۱۹۷۰ء

الجواب: اگر اس جماعت کے ساتھ مرزائیوں کا اتحاد نظام اسلام کی تحصیل میں ہو تو اس جماعت کو ووٹ دینا جائز ہے اور اگر یہ اتحاد اس ارادہ سے نہ ہو تو ان کو ووٹ دینا حرام ہے خواہ مرزائی لوگ معاون اور تابع ہوں یا جماعت کے ساتھ مساوی ہوں۔ وهو الموفق

مسئلہ ختم نبوت میں دعویٰ خدمت کی الفاظ کا صحیح مطلب

سوال: جناب مفتی صاحب دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور السلام علیکم!

پاکستان کی مختلف مذہبی جماعتوں میں سے ایک جماعت کے مولانا صاحب نے یہ دعویٰ کیا ہے (تحریراً) کہ ''اس آخری دور میں مسئلہ ختم نبوت کی جو خدمت ہماری جماعت نے کی ہے اس کی نظیر گذشتہ تیرہ صدیوں میں بھی ملنی دشوار ہے'' کیا عبارت مذکورہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد والوں کی توہین نہیں ہوئی ہے۔ انہوں نے تو مرتدین سے جنگیں لڑیں اور داخل فی النار کیا۔ پھر ان کے بعد والوں نے بھی مرتدین کو داخل فی النار کیا۔ لیکن آج کے علماء نے نہ تو کسی مرتد کو داخل فی النار کیا ہے اور نہ ہی جنگ لڑی ہے اور نبی ﷺ فرماتے ہیں۔

خير القرون قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم الخ . بينوا و توجروا

المستفتی: محمد یعقوب بورے والا شہر ملتان ریل بازار......۴/۵/۱۹۶۹ء

الجواب: شاید اس مولانا کی مراد علمی خدمت اور محاجۃ باللسان ہے جوکہ گذشتہ قرون میں عدم ضرورت کی وجہ سے نہیں ہوئی ہے اور یا اس کی مراد یہ ہے کہ حکومت اور اہل اقتدار کی امداد کے بغیر جو خدمت ہماری جماعت نے کی ہے، الخ لہٰذا یہ الفاظ قابل مواخذہ نہیں ہیں۔ (لظهور مراده) فقط

عورت کا اقتدار اور حکمرانی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ میں بارے میں کہ عورت حکمرانی اور اقتدار میں کس حد تک داخل ہوسکتی ہے شرعی حکم واضح کریں؟ تو عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد ارشاد اینڈ برادرز پشاور شہر......۲ر شعبان ۱۴۰۵ھ

الجواب: عورت تغلب سے حکمران ہوسکتی ہے ﴿۱﴾ لیکن بلاتغلب اس کو حکمران بنانا ناجائز اور موجب بے برکتی ہے۔ ﴿۲﴾ وهو الموفق

مصلحت کے وقت مودودیوں سے اتحاد جائز ہے

سوال: جمعیت علماء اسلام کا مودودی لوگوں سے اتحاد کا کیا حکم ہے کیا یہ جائز ہے؟ بينوا وتوجروا

المستفتی: محمد زرین ٹل کوہاٹ......۲۷ر ذی الحجہ ۱۴۰۶ھ

﴿۱﴾ قال ابن عابدين اذا تغلب آخر على المتغلب وقعد مكانه انعزل الاول و صار الثانى اماما .... فقد علم انه يصير اماما بثلاثة امور لكن الثالث فى الامام المتغلب و ان لم تكن فيه شروط الامامة و قد يكون بالتغلب مع المبايعة و هو الواقع فى سلاطين الزمان نصرهم الرحمن .

(ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۳۳۹ ج ۳ مطلب الامام يصير اماما بالمبايعة او بالاستخلاف باب البغاة)

﴿۲﴾ عن ابى بكرة رضى الله تعالىٰ عنه قال لقد نفعنى الله بكلمة .... لن يفلح قوم و لوامرهم امرأة

(صحيح البخارى ص ۶۳۷ ج ۲ كتاب المغازى كتاب النبى الىٰ كسرىٰ و قيصر)

وقال العلامة عبدالعزيز الفرهارى (والنساء ناقصات عقل و دين .... وايضا هى مامورة بالتستر و ترك الخروج الىٰ مجامع الرجال و ايضا قد اجمع الامة علىٰ عدم نصبها حتى فى الامامة الصغرىٰ

(النبراس شرح شرح العقائد ص ۳۲۱ و يشترط ان يكون الامام من اهل الولاية)

الجواب :جب مصلحت کے وقت ہندوؤں سے اتحاد جائز ہے ﴿۱﴾ تو بدنام مسلمانوں کے ساتھ کس طرح ناجائز ہوگا۔فقط

الیکشن یعنی انتخابات کا حکم

سوال :کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ الیکشن از روئے شریعت جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا و توجروا

المستفتی :ماسٹر روز مین خان واڑئی ضلع دیر......۲۵ر صفر ۱۳۹۷ھ

الجواب :الیکشن (ووٹ) اظہار رائے کا نام ہے اور اپنے نمائندے کا انتخاب ہے۔اسلام اس کی اجازت دیتا ہے ﴿۲﴾ اور اس وقت ملک بھر کے چیدہ چیدہ اکابر اس میں حصہ لے رہے ہیں جو مولوی صاحب اس کی مخالفت کرتا ہے وہ غلط کہتا ہے۔

آزاد امیدوار کو ووٹ دینے کا فتویٰ دینا سیاست سے عدم واقفیت ہے

سوال :ایک مولوی صاحب نے ۷ر مارچ کے انتخابات کیلئے قومی اتحاد کے امیدوار کو ووٹ دینے کا فتویٰ دیا اور ۱۰ مارچ کیلئے اپنے گاؤں کے آزاد امیدوار کے حق میں فتویٰ دیا کہ پڑوسی کا حق زیادہ ہے تو ایسے مولوی صاحب کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی :الطاف حسین، عبدالمجید اینڈ کمپنی گندم منڈی راولپنڈی......۱۹۷۰ء

﴿۱﴾ قال الحصكفي و مفاده جواز الاستعانة بالكافر عند الحاجة و قد استعان عليه الصلاة والسلام باليهود على اليهود و رضخ لهم . قال ابن عابدين انه عليه الصلاة والسلام استعان في غزوة خيبر بيهود من بني قينقاع و في غزوة حنين بصفوان ابن اميه و هو مشرك. (الدر المختار مع رد المحتار ص۲۵۷ ج۳ مطلب في الاستعانة بمشرک)

﴿۲﴾ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے انتخاب کیلئے جو رائے لی گئی تھی وہ عوامی رائے تھی اور جب الیکشن اغیار کے ہاتھوں میں ہوں اور نتائج عوامی رائے کے مطابق نہ ہوں بلکہ اوپر سے آتے ہوں تو پھر یہ الیکشن ہی نہیں بلکہ سلیکشن ہیں اسے انتخابات کہنا ہی برعکس نہد نام زنگی را کافور لہٰذا آزاد انتخابات میں عوامی رائے شریعت کی رو سے جائز ہے كما يدل عليه كلام ابن كثير حتى خلص الى النساء المخدرات في حجابهن و حتى سأل الولدان في المكاتب و حتى سأل من يرد من الركبان والاعراب الى المدينة في مدة ثلاثة ايام و بلياليها (البداية والنهاية ص۱۴۶ ج۷ خلافت عثمان رضی الله عنه)(مرتب)

الجواب: اس تضاد سے نماز پر تو کوئی اثر نہیں پڑتا لیکن یہ مولوی صاحب سیاست سے بالکل ناواقف ہے۔ وھو الموفق

شاہراہ ریشم کو تحریک نظام مصطفیٰ کیلئے اکابر کی ہدایات کے مطابق بند کرنا چاہئیے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ چین کو (جانے والی شاہراہ) (شاہراہ ریشم) کو بھٹو صاحب کی مخالفت میں اور تحریک نظام مصطفیٰ کے حصول کیلئے بند کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: عالمگیر پٹن کوہستان......۱۹۷۷ء

الجواب: سوشلزم کے دبانے اور اسلامی نظام کے لانے کیلئے جو اقدام بھی کیا جائے مشروع ہے البتہ مصلحت اس میں ہے کہ اکابر کی ہدایات کے موافق تحریک چلائی جائے۔ (تاکہ افراتفری تحریک کے ناکامی کا سبب نہ بن جائے) وھو الموفق

عورتوں کا جلوس میں نکلنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورتوں کا جلوس میں نکلنا جائز ہے یا نہیں، یعنی شریعت میں عورتوں کے جلوس کا کیا حکم ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: عبداللہ جامع مرکزی مسجد اسلام آباد

الجواب: فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ جس وقت جہاد فرض کفایہ ہو تو عورت خاوند کے اذن کے بغیر نہ جائیگی اور فرض عین کے وقت بلا اجازت بھی جاسکتی ہے تو اسی طرح مظاہروں کیلئے نکلنا بھی ہوگا۔ البتہ بے پردگی ہر وقت ممنوع ہے۔ وھو الموفق

حقوق شرعیہ کو ملحوظ رکھ کر عورتوں کے جلسے جلوس کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا عورتوں کے جلسے جلوس جائز ہیں یا نہیں؟ جبکہ پردے کا لحاظ رکھا جائے۔ بینوا وتوجروا

المستفتی: نامعلوم......۲۶/جمادی الاول ۱۳۹۷ھ

الجواب: بے پردگی حرام ہے حقوق شرعیہ کا لحاظ رکھتے ہوئے ﴿۱﴾ اسلامی قوانین کے نفاذ کیلئے یہ کوششیں اورعورتوں کی چیخ وپکار جائز ہیں۔ وھو الموفق

اسلامی نظام کے لانے کیلئے جلسے جلوس وغیرہ بغاوت نہیں جہاد ہے

سوال: آج کل قومی اتحاد کے لوگ جو جلسے اور جلوس اور بادشاہ وقت سے بغاوت کرر ہے ہیں تو ایسے فسادی اور باغی لوگوں کی شرعی سزا کیا ہے جواب سے ممنوں ومشکور فرماویں۔

المستفتی: میاں کریم الدین کا کاخیل سرڈھیری مردان......۱۹۷۷ء/۸/۳

الجواب: غیر مسلح قوم جبکہ جلسے اور جلوس کو زیر عمل لائیں تو ان کو باغی کہنا ہی دین سے بغاوت ہے ﴿۲﴾ جبکہ یہ قوم سوشلزم کے دبانے اور اسلامی نظام کے لانے کیلئے جہاد اور جدوجد کرنے والے ہوں۔

نوٹ:......شرعی باغی مباح الدم ہوتا ہے کذا فی جمیع کتب الفقه۔وھو الموفق

مروجہ طریقہ سیاست میں اسلامی نظام کیلئے جدوجہد کرنا

سوال: موجودہ سیاست یقینی جہاد ہے یا نہیں جواب سے نوازیں۔

المستفتی: سمیع الرحمٰن مردان گمبت

الجواب: نظام اسلامی کے قیام کیلئے جدوجہد کرنا یقینی جہاد ہے والطریقة المروجة وسیلة له کما ان یوسف علیه السلام توسل بدین الملک. ﴿۳﴾ فافهم

﴿۱﴾ یجوز لهن الخروج اذا کان باذن الزوج تفلات مجتنبات عن لباس الزینة والتعطر واختلاط الرجال فما دامت النساء راعت هذه الشرائط فلا ضیر فیه. (منهاج السنن شرح جامع السنن ص ۱۲۹ ج۵) باب ماجاء فی خروج النساء فی الحرب)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین ان المسلمین اذا اجتمعوا علی امام و صارو آمنین به فخرج علیه طائفة من المؤمنین فان فعلوا ذالک لظلم ظلمهم به فهم لیسوا من اهل البغی و علیه ان یترک الظلم و ینصفهم و لا ینبغی للناس ان یعینوا الامام علیهم لان فیه اعانة علی الظلم
(رد المحتار هامش الدر المختار ص ۳۳۸ ج۳ باب البغاة)

﴿۳﴾ قال الله تعالیٰ ماکان لیأ خذ آخاه فی دین الملک...... الآیة (پ:۱۳ سورة یوسف ع:۳ آیت: ۷۶)

علماء کیلئے اسلامی نظام لانا بغیر اقتدار اور کرسی کے ناممکن ہے

سوال: الیکشن میں جب علماء کرام مقابلہ میں کھڑے ہوتے ہیں مثلاً مولانا مفتی محمود صاحب وغیرہ امیدوار ہو تو اگر کوئی شخص ان علماء کو ووٹ نہ دے تو شرعاً مجرم ہے یا نہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ علماء کرام انتخابات میں صرف کرسی حاصل کرنے کیلئے حصہ لیتے ہیں نظام مصطفیٰ کیلئے انتخابات نہیں لڑتے اور جن لوگوں نے گذشتہ انتخابات میں پیپلز پارٹی اور سوشلزم کی حمایت کی ہے ان لوگوں کا شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: حافظ عبدالخالق ڈی آئی خان......۱۹۷۷ء/۹/۱۹

الجواب: واضح رہے کہ ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ اسلامی نظام لانے کی حمایت اور اعانت کرے اور غیر اسلامی نظاموں، سوشلزم، کمیونزم، کیپٹلزم، فاشزم کا مقابلہ کرے پس جو شخص اس سے منحرف ہو تو وہ منافق ہوگا اور بعض صورتوں میں کافر ہوگا مثلاً جب ان غیر اسلامی نظاموں کو موجب ترقی مانے اور اسلامی نظام کو موجب تنزل مانے۔ نیز واضح رہے کہ اس زمانے میں کوئی نظام لانا بغیر اقتدار اور کرسی کے ناممکن ہے پس ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ علماء کے حصول اقتدار و کرسی میں ہر ممکن امداد کرے علماء کرام سے یہ توقع ہوسکتی ہے کہ وہ نظام اسلامی رائج کریں۔ دیگر پارٹیوں سے یہ امید رکھنا غلط اور خلاف تجربہ ہے۔ وھو الموفق

جمعیت علماء اسلام کی حمایت اور جماعتی فیصلہ کے مطابق ووٹ استعمال کرنا

سوال: اس دور میں ہر پارٹی اسلام کا نعرہ لگاتی ہے تو ہمیں کس پارٹی میں شمولیت اور حمایت کرنی چاہیئے تاکہ اللہ اور رسول ہم سے راضی ہوں نیز پیپلز پارٹی اسلام کے ساتھ سوشلزم کا نعرہ بھی لگاتی ہے تو کیا سوشلزم اسلامی نظام ہے اور ایسی جماعت میں جانا اور حمایت کرنا کیسا ہے نیز ان کو ووٹ دینا کیسا ہے جبکہ کوئی مذہبی امیدوار نہ ہو؟

المستفتی: سید محمد بلوچستانی......۶/ شعبان ۱۳۹۴ھ

الجواب: موجودہ دور میں جمعیت علماء اسلام کی حمایت کرنا ضروری ہے ان سے نظام اسلام کی توقع ہوسکتی ہے دیگر پارٹیاں خود غرضی کیلئے اسلام کا نام لیتی ہیں واضح رہے کہ جہاں جمعیت کا نمائندہ نہ ہو تو وہاں جمعیت کے جماعتی فیصلہ کے مطابق ووٹ استعمال کرنا چاہیئے۔ فقط

علماء کیلئے اتحاد نہایت اہم اورضروری ہے

سوال: بخدمت جناب محترمی ومکرمی شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم السلام علیکم بعد از خیریت عرض یہ ہے کہ موجودہ سیاسی کشمکش عموماً اور علماء دیوبند کی کشمکش خصوصاً ہمارے لئے وبال جان بنی ہوئی ہے کیونکہ نہ تو مدرسوں میں طلباء پڑھائی کرتے ہیں اور نہ ہی سکون سے ایک مدرسے میں ٹھہرتے ہیں خاص کر علماء دیوبند میں جمعیت علماء اسلام ہزاروی گروپ اور تھانوی گروپ کا اختلاف طلباء کیلئے وبال جان بنا ہوا ہے۔ کیونکہ جس جگہ ہزاروی گروپ کا مدرسہ ہے وہاں تھانوی گروپ کے ساتھ تعلق رکھنے والے طلباء سکون میں نہیں ہیں۔ اور جس جگہ تھانوی گروپ کا مدرسہ ہے وہاں ہزاروی گروپ کے ساتھ تعلق رکھنے والے طلباء سکون میں نہیں ہیں۔ الخ

منجانب: محمد تاج اشرف العلوم گوجرانوالہ......۱۹۷۰ء/۹/۱۴

الجواب: محترم المقام وعلیکم السلام کے بعد واضح رہے کہ علماء کیلئے اتحاد نہایت اہم اور ضروری ہے خصوصاً جبکہ دنیادار پارٹیاں اتحاد اور ارتفاع اختلاف کیلئے کوشاں ہیں تو علماء کرام کیلئے اتحاد سے اعراض کرنے کا نتیجہ سراسر وبال ہوگا ۔ ہماری طرف سے کوئی انکار نہیں ہے لیکن صرف ہماری کوشش سے یہ اتحاد ناممکن ہے۔ فقط

جمعیت علماء سواد اعظم سے مخالفت کرنا غلطی ہے

سوال: محترم جناب مفتی صاحب آج کل جمعیت کے نام سے ایک پارٹی جمعیت علماء اسلام ہے اور دوسرا گروپ مرکزی جمعیت کے نام سے کام کررہی ہے اور ایک دوسرے کے مخالف ہیں تو ان میں کونسا گروپ غلطی پر ہے؟

المستفتی: عبداللہ کانگڑہ چارسدہ......۲۶/ربیع الاول......۱۳۹۰ھ

الجواب: مرکزی جمعیت کے افراد کم ہیں اور سواد اعظم سے مخالفت کرنے میں غلطی پر ہیں ان کیلئے ضروری ہے کہ اس نازک وقت میں اس رویہ سے واپس ہوجائیں ۔ جمعیت علماء اسلام ایک منظم، کارکن، سرفروش اور ہر فتنہ اور زندقہ کا مقابلہ کرنے والی جماعت ہے اور ان کا ارادہ ہے کہ کسی (جماعت) میں مدغم نہ ہوں گے بیشک دیگر جماعتیں ان کے ساتھ ان کے منشور پر الحاق کرسکتی ہیں۔ فقط

جمعیت علماء کے ساتھ تعاون اور الحاق ضروری ہے

سوال: بتسلیم وآداب کے بعد عرض یہ ہے کہ آج کل بے دین پارٹیوں کے مقابلہ میں دو مذہبی پارٹیاں جمعیت علماء اسلام اور جماعت اسلامی ہیں لیکن یہ دونوں پارٹیاں ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگاتی ہیں مثلاً حال ہی میں ہمارے علاقے میں مودودی جماعت میں شامل علماء نے جماعت اسلامی کے سوا تمام پارٹیوں پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ آپ صاحبان کی خدمت عالیہ میں عرض ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں ہمیں لکھ دیں کہ ہم کس پارٹی میں شامل ہو جائیں جو خالص اسلام کی سربلندی کیلئے جدوجہد کر رہی ہو اور مکمل اسلامی نظام اور شریعت محمدی کا نفاذ چاہتی ہو اور جس پارٹی پر آپ اعتراض کرتے ہیں اس پر قرآن وحدیث کے مطابق فتویٰ صادر فرماویں ہم لوگ آپ صاحبان کے فتوے پہنچنے تک کسی پارٹی میں الحاق نہیں کریں گے۔

المستفتی: محمد رسول کمبڑ لعل قلعہ علاقہ میدان ضلع دیر......۱۰/ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ

الجواب: جمعیت العلماء کے نزدیک مودودی جماعت کافر نہیں ہے بے شک مودودی صاحب اور اس کے ہمنوا افراد پر کفر کا خطرہ موجود ہے اور جماعت اسلامی کے نزدیک سوشلزم کفر ہے لیکن جمعیت علماء کے نزدیک بھی سوشلزم خلاف اسلام ہے (لہٰذا جمعیت العلماء کو سوشلسٹ اور کمیونسٹ قرار دیکر) ان کی تکفیر غلط ہے۔

اس میں شک نہیں کہ جمعیت العلماء مکمل نظام اسلام کے نفاذ میں کوشاں ہیں اور یہ لوگ بدنام نہیں ہیں بخلاف جماعت اسلامی کے کہ وہ حدود جاری کرنا نہیں چاہتے ہیں۔ ان کے منشور میں حدود کا کوئی ذکر نہیں ہے نیز انہوں نے تمام لاہوری گروپ اور اکثر قادیانیوں کو اکثریت میں شامل کرنے کا کہا ہے نیز یہ لوگ بدنام ہیں لہٰذا ہر دیندار مسلمان پر ضروری ہے کہ جمعیت العلماء کے ساتھ الحاق اور تعاون کرے۔ فقط

جمعیت علماء اسلام کو ووٹ دینا چاہیئے

سوال: آج کل ووٹ کونسی پارٹی کو دینا چاہیئے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: فضل احد، غلام احد بازار بٹ خیلہ ملاکنڈ ایجنسی......۶/جون ۱۹۷۰ء

الجواب: ماسوائے جمعیت علماء اسلام، جماعت اسلامی و مرکزی جمعیت کے تمام جماعتیں قانون اسلامی کے نفاذ کا مطالبہ نہیں کرتیں لہٰذا ان فرق سے بچنا اشد ضروری ہے اور ان تین میں سے جماعت اسلامی بدنام ہے۔ یہ لوگ ٹیڈی اسلام اور ماڈرن اسلام چاہتے ہیں جس میں نہ حدود ہیں اور مرزائیوں کی بھی اس میں گنجائش ہے لہٰذا ان سے بھی پرہیز ضروری ہے اور مرکزی جمعیت والے بہت کم ہیں اور ان کا سواد اعظم سے جدا کام کرنا بھی غلطی ہے لہٰذا ان کو ووٹ دینے سے مقصد حاصل نہیں ہوسکتا پس آپ کو ضروری ہے کہ جمعیت علماء اسلام کو ووٹ دیدیں یہ اہل حق ہیں اور ہر باطل کے مقابلہ کیلئے ہر وقت تیار ہیں ان سے بہت توقع اور امید کی جاتی ہے۔ فقط

جمعیت العلماء ہر زندقہ اور فتنہ کا مقابلہ کرنے والی جماعت ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع کہ علماء کے دو گروہ ہیں۔ مودودی صاحب کی جماعت اور جمعیت علماء اسلام ان دونوں گروہوں کے متعلق علاقہ دوآبہ اور خاص کر موضع کانگڑہ میں بہت اختلاف ہے لہٰذا ہمیں اطلاع دیں کہ ان دونوں گروہوں میں کون بہتر ہے نیز موضع کانگڑہ میں جمعیت العلماء کا ایک جلسہ منعقد ہوا تھا جس میں مولانا گل بادشاہ صاحب امیر صوبہ سرحد اور دوسرے علماء نے تقریر میں یہاں تک کہہ دیا تھا کہ مودودیوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی پس حقیقت حال سے ہمیں آگاہ کریں؟

المستفتی: روح اللہ موضع کانگڑہ چارسدہ ...... یکم رجون ۱۹۷۰ء

الجواب: مودودی صاحب نے اسلام میں ترمیم اور تجدید کی ہے بالفاظ دیگر یہودیوں کی طرح تحریف معنوی کا ارتکاب کر رہا ہے اور اپنے منشور میں حدود جاری کرنے کا تذکرہ نہیں کیا ہے اور اکثر بلکہ تمام مرزائیوں کو اقلیت میں داخل ہونے سے بچایا ہے اور تحدید ملک جو کہ سوشلزم کا سنگ بنیاد ہے اس کو جائز قرار دیا ہے لہٰذا تمام مسلمانوں کیلئے ضروری ہے کہ اس جماعت سے تعاون نہ کریں۔ اس ماڈرن اور ٹیڈی اسلام کے نفاذ کے بدلے مکمل نظام اسلام کے نفاذ میں جدوجہد کرنا ضروری ہے اور جمعیت علماء اسلام ایک منظّم، کارکن، سرفروش اور ہر فتنہ اور زندقہ کا مقابلہ کرنے والی جماعت ہے اور ان کا ارادہ ہے کہ کسی میں مدغم نہ ہوں گے بے شک دیگر جماعتیں ان کے ساتھ الحاق کرسکتی ہیں ان کے منشور پر لہٰذا آپ لوگ ان کے ساتھ بلاتردد شامل ہوسکتے ہیں اور جہاد میں حصہ لے سکتے ہیں۔ فقط

جمعیت العلماء اور جماعت اسلامی کا دعویٰ اسلام

سوال: محترمی ومکرمی مفتی صاحب عرض یہ ہے کہ ضلع دیر کا پاکستان میں مدغم ہونے کے ساتھ اس ملک میں مختلف پارٹیاں معرض وجود میں آئی ہیں ہر پارٹی کے مقررین قرآن واحادیث کی رو سے اپنا مدعیٰ ثابت کرنے پر دلائل دیتے ہیں چونکہ ریاست ہٰذا میں قبل ازیں کوئی پارٹی نہیں تھی اب ہم محیر وافسردہ حال ہیں کہ کس پارٹی میں شرکت کریں جو کہ عروج اسلام اور ترقی اسلام کا باعث بن جائے ہم جمعیت علماء اسلام کے ساتھ موافقت کریں یا جماعت مودودی صاحب کے ساتھ ۔کون دعویٰ اسلام میں صحیح ہے؟

المستفتی : سلطان ادریس باغدوشخیل تالاش ریاست دیر......۱۳۸۹ھ

الجواب: جمعیت علماء اسلام قانون شرعی کے نفاذ کیلئے کوشاں ہے لہٰذا ان کے ساتھ الحاق ضروری ہے اور باقی پارٹیاں یا تو اسلام کا نام دھوکے کیلئے لیتی ہیں اور یا دھوکہ کیلئے تو نہیں لیتی ہیں لیکن ان سے خطرہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ ماڈرن اسلام ان کی مراد ہو جیسا کہ جماعت اسلامی لہٰذا ان سے الحاق نہ کرنا ضروری ہے ۔فقط

جماعت اسلامی کے غیر اسلامی خیالات سے بچنا چاہیئے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ جماعت اسلامی کو اسلامی جماعت کہنا درست ہے یا نہیں، کیونکہ اکثر اکابر اور بڑے بڑے علماء نے ان کے خیالات اور بعض غلط نظریات پر گرفت کی ہے ۔بینوا وتوجروا

المستفتی : مولوی فضل الرحمٰن کوٹھہ صوابی مردان......۱۹۶۹ء/۹/۸

الجواب :مسلم لیگ، نظام اسلام پارٹی اور جماعت اسلامی کے غیر اسلامی خیالات سے بچنا ضروری ہے نام جو بھی ہو اس پر اعتراض بے سود ہے ۔فقط

جماعت اسلامی اور جمعیت العلماء میں فرق

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اس وقت پاکستان میں منظم طور پر دو جماعتیں اسلامی نظام کی داعی ہیں ۔جمعیت علماء اسلام اور جماعت اسلامی ۔ان دونوں کا آپس میں شدید

اختلاف ہے تو اب ان دونوں جماعتوں میں کس جماعت کے ساتھ تعاون اور اشتراک کرنا چاہیئے اور کس جماعت کے عقائد اور نظریات اسلام اور سلف صالحین کے تعبیرات کے مطابق ہیں؟ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی :............نا معلوم

الجواب :ان دونوں جماعتوں میں جمعیت علماء کے عقائد اور نظریات اسلام اور سلف صالحین کے تعبیر کردہ دین کے موافق ہیں پس جمعیت العلماء کے ساتھ تعاون اور اشتراک کرنا ضروری ہے تاوقتیکہ یہ کسی خود غرض لوگوں کا آلہ کار نہ ہو اور جماعت اسلامی بدنام ہے ان کا اسلام ماڈرن اسلام ہے۔ فقط

مودودی جماعت، تبلیغی جماعت اور جمعیت علماء میں کس جماعت میں کام کیا جائے

سوال :محترمی ومکرمی جناب حضرت مفتی محمد فرید صاحب دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ مولانا مودودی کی جماعت اسلامی، تبلیغی جماعت اور جمعیت علماء اسلام کے بارے میں آپ لوگوں کی رائے کیا ہے کونسی جماعت میں کام کرنا ثواب کا کام ہے۔ بعض لوگ جماعت اسلامی کو ادخلوا فی السلم کافة کا مصداق بتاتے ہیں۔ ہماری رہنمائی فرمائی جائے؟

المستفتی :مولوی محمد افضل خان شاہ پور کانا سوات......۱۹۶۹ء/۹/۲۹

الجواب :مودودی صاحب اور اس کے (تفردات میں) ہم خیال افراد پر کفر کا شدید خطرہ ہے کیونکہ ان کے نزدیک قادیانی (لاہوری) لوگ کافر نہیں ہیں حالانکہ یہ لوگ معجزات سے منکر ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کے باپ (یوسف نجار) پر قائل ہیں اور تبلیغی جماعت نیک اور باثر جماعت ہے ان میں سے بعض افراد (جو کہ معلمین اور متعلمین کو ایام شغل میں دعوت دیتے ہیں یا عیالدار محتاج کو اپنے ساتھ لینے پر مجبور کرتے ہیں) غلطی پر ہیں۔ جمعیت العلماء میں کام کرنا کار ثواب ہے (یہ علماء کا سواد اعظم ہے) اگر چہ جماعت اسلامی منظم اور مالدار تنظیم ہے۔ ورہما از جہاں شود معدوم پس نیاید بزیر سایہء بوم............ و هو الموفق

موجودہ وقت میں اہل حق جمعیت علماء اسلام کو ووٹ دینا جہاد ہے

سوال :ووٹ دینا جائز ہے یا نہیں اور ووٹ کی حقدار کونسی پارٹی ہے جواب دیکر ممنوں فرماویں؟

المستفتی :شاہ نواز ضلع دیر......۱۹۷۶ء/۳/۱۷

الجواب: حق اور باطل کے مقابلہ کے وقت اہل حق کو ووٹ دینا جہاد ہے موجودہ وقت میں اہل حق میں جمعیت علماء اسلام ہے البتہ جہاں جمعیت العلماء کا امیدوار نہ ہوتو وہاں جماعتی فیصلے کے مطابق عمل کرنا چاہیئے ۔ وھو الموفق

جمعیت علماء اسلام قابل اعتماد اور قابل الحاق وتعاون پارٹی ہے

سوال: آج کل پاکستان میں مختلف نظریات رکھنے والی پارٹیاں ہیں ہم لوگ اس میں حق جماعت کی تمیز نہیں کر سکتے آپ صاحب فکر اور صاحب علم لوگ ہیں لہٰذا آپ صاحبان کے نزدیک قابل اعتماد اور قابل الحاق کونسی پارٹی ہے تاکہ ہم لوگ اس میں شامل ہوجائیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: رحمٰن الدین ضلع دیر ملاکنڈ ڈویژن

الجواب: جمعیت علماء اسلام اکابر علماء دیوبند کی نمائندہ مذہبی وسیاسی جماعت ہے جس کا منشور قرآن وسنت کو نظام مملکت بنانا ہے اور ان کا ماضی اور تاریخی تسلسل بے داغ ہے پس جمعیت علماء اسلام جو علماء کا سواد اعظم ہے میں شمولیت، الحاق اور تعاون کرنا چاہیئے ۔ فقط

جمعیت علماء اسلام کا مقصد اور نصب العین

سوال: جو شخص جمعیت علماء اسلام کو قومی اسمبلی کا ووٹ نہ دیں تو اس شخص کا کیا حکم ہے اور دیگر پارٹیوں کو ووٹ دینے یا نہ دینے کا کیا حکم ہے. بینوا وتوجروا

المستفتی: رحیم اللہ اضاخیل بالا نوشہرہ......۱۹۸۸ء/۱۱/۳

الجواب: سوائے جمعیت علماء اسلام کے دیگر پارٹیوں کا نصب العین اسلام سے متضاد ہے تو ان کا نصب العین حق ماننا اور جمعیت علماء اسلام کا نظام اور نصب العین غلط یا موجب تنزل ماننا کفر بواح ہے ۔ اور ان دیگر پارٹیوں کو ووٹ دینا دین دشمنی ہے اور جب جمعیت کا امیدوار نامزد نہ ہو تو کسی کو ووٹ نہ دی جائے ۔ بہرحال جمعیت علماء اسلام مکمل نظام اسلام لانا چاہتی ہے اور جماعت اسلامی پر خطرہ ہے کہ وہ ٹیڈی نظام اسلام نہ لائیں اور مسلم لیگ والے صرف اسلام کا نام باقی رکھنا چاہتے ہیں اور نیشنل اور پیپلز پارٹی اسلام کا نام بھی ختم کرنا چاہتی ہیں. وھو الموفق

پیپلز پارٹی، مسلم لیگ نیشنل وغیرہ کے ساتھ اتحاد اور ان کو ووٹ دینا

سوال: پاکستان میں مختلف سیاسی پارٹیاں مثلاً پیپلز پارٹی، مسلم لیگ نیشنل پارٹی وغیرہ ہیں کسی مذہبی پارٹی کیلئے ان میں سے کسی ایک کے ساتھ اتحاد کرنا کیسا ہے اور ان کو ووٹ دینا کیسا ہے؟ جواب سے نوازیں؟

المستفتی: سید رحیم اللہ باچا اضاخیل بالا نوشہرہ......۱۳/رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: پیپلز پارٹی نیشنل پارٹی اور مسلم لیگ کو ووٹ دینا ناجائز ہے یہ تمام کافرانہ نظام کی حامی ہیں یہ چین، روس، امریکہ کے اشاروں پر چلتی ہیں البتہ جب اسلام کے مفاد کے خاطر نصاریٰ سے اتحاد جائز ہے کما ورد فی الحدیث ﴿۱﴾ دانشور علماء (حضرت مدنی رحمہ اللہ مفتی محمود مدظلہ وغیرہ) نے اسلام کے مفاد کی خاطر ایسے اتحاد کو جائز قرار رکھا ہے ہاں ان میں ادغام بہر حال ناجائز ہے چونکہ پیپلز پارٹی نیشنل پارٹی اور مسلم لیگ کا نصب العین اور منشور اسلام سے متصادم ہے یہ لوگ سوشلزم کمیونزم (کیپٹلزم) اور سیکولرازم کے حامی ہیں جو کہ اسلام کے مخالف ہیں پس ان کو ووٹ دینا حرام اور اسلام دشمنی ہے البتہ اسلام کے مفاد کی خاطر ان سے اتحاد جائز ہے دانشور علماء مثلاً حضرت مدنی، حضرت عثمانی، مفتی محمود نے ان سے اتحاد کیا ہے اور ادغام سے اجتناب کیا ہے چونکہ موجودہ دور میں تجربہ سے ثابت ہے کہ یہ پارٹیاں اہل حق کو دھوکہ دیتی ہیں خصوصاً مسلم لیگ کا دھوکہ اظہر من الشمس ہے لہذا حدیث لا یلدغ المؤمن من جحر واحد مرتین ﴿۲﴾ کی بنا پر ان کے ساتھ اتحاد سے انفراد اسلم ہے۔ فقط

سوشلزم کے خلاف تحریک چلانا موجب ثواب ہے

سوال: آج کل سوشلزم اور بھٹو کے خلاف جو تحریک چل رہی ہے اور مفتی محمود صاحب اس کی قیادت کر رہے ہیں تو شرعاً اس تحریک کا کیا حکم ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: مولوی عبدالحکیم جنڈا میانوالی......۱۹۷۷ء

﴿۱﴾ عن ابن عمر رضی اللہ عنهما قال حاربت النضیر و قریضة فاجلی بنی النضیر و اقر قریظة و من علیهم حتی حاربت قریضة فقتل رجالهم و قسم نساء هم و اولادهم و اموالهم بین المسلین الا بعضهم لحقوا بالنبی ﷺ الخ (صحیح البخاری ص ۵۷۴، ج ۲ کتاب المغازی باب حدیث بنی النضیر)

﴿۲﴾ (صحیح البخاری ص ۹۰۵ ج ۲ کتاب الادب باب لایلدغ المؤمن جحر مرتین)

الجواب: سوشلزم اسلامی نظام سے متصادم ہے اس کے خلاف تحریک موجب ثواب ہوگا۔ وھو الموفق

اسلام میں سیاسی اور معاشی زندگی کی مکمل رہنمائی موجود ہے

سوال: کیا سیاسی معاملات کے بارے میں قرآن خاموش ہے ان امور کے متعلق کیا اسلام میں ہدایات واحکام موجود ہیں نیز سوشلزم اور جمہوریت کہ ہر شخص کے واسطے ضروریات زندگی روٹی کپڑا امکان مفت، کیا اسلام میں ان امور کے متعلق کوئی پروگرام نہیں ہے۔ نیز سیاسی حالات کے متعلق سوشلزم کا نظریہ اختیار کرنا کہ عقیدہ صحیح ہوتو کیا اس میں کوئی قباحت ہے؟ اسلام اس کے بارے میں کیا فرماتا ہے؟ **بینوا بالدلیل و توجروا عندالجلیل**

المستفتی: میاں محمد دین جامعہ حنفیہ ضلع لائل پور......۱۰/ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ

الجواب: (۱) چونکہ قرآن وحدیث ایک مکمل ضابطہ حیات ہے لہٰذا سیاسی معاملات کے بارے میں اس کا خاموش ہونا خلاف عقل اور خلاف واقعہ ہے اس میں سیاسی معاملات کے اصول، شاہی طرز بیان سے مذکور ہیں اگر اس میں سیاست نہ ہوتی تو غیر اسلامی سیاسی جماعتوں کو شکست فاش نہ دیتا۔

(۲) اسلام میں بے کاری، فضول خرچی، حسد، حرام کاری، تعصب وغیرہ ممنوع ہیں زکواۃ، عشر، تصدق، رحم، ہمدردی وغیرہ کا حکم دیا گیا ہے جس پر عمل کرنے سے اغنیاء اور فقراء دونوں اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

(۳) یہ عملاً ناممکن ہے کیونکہ جاگیرداروں سے جاگیریں لینا اس وقت جائز ہے جبکہ یہ جاگیریں قدیم املاک سے غاصبانہ طور سے لئے گئے ہوں اور انگریزوں نے (مثلاً) ان جاگیرداروں کو انعامات میں دی ہوں تو اس وقت یہ جائز ہے کہ ان جاگیرداروں سے یہ جاگیریں لی جائیں اور قدیم املاک یا ان کے ورثہ کو واپس کی جائیں۔ اور یہ جائز نہیں کہ سب جاگیرداروں سے جاگیریں چھین لی جائیں اور اجانب پر تقسیم کی جائیں اسی طرح سرمایہ دار زکواۃ اور عشر وغیرہ سے زائد مال کی جمع کرنے میں مجرم نہیں ہے تو یہ شرعاً جائز نہیں ہے کہ ان کے طیب خاطر کے بغیر ان سے غاصبانہ طور سے کوئی مال لیا جائے اسی طرح کارخانوں کے املاک کا حکم ہے۔ ﴿۱﴾ فقط

﴿۱﴾ عن ابی حرۃ الرقاشی عن عمه قال قال رسول الله ﷺ الا لا تظلموا الا لا یحل مال امرئ الا بطیب نفس منه. رواہ البیهقی فی شعب الایمان والدار قطنی فی المجتبیٰ.
(مشکواۃ المصابیح ص ۲۵۵ جلد ۱ باب الغصب والعاریة)

اسلام کے اقتصادی نظام اور سوشلزم میں عملی مطابقت ممکن نہیں

سوال :محترم جناب مفتی صاحب مدظلہ معرفت حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ آج کل ملک میں سوشلزم اور اسلامی سوشلزم کا نعرہ لگایا جا رہا ہے۔(۱) کیا اسلام کا اپنا کوئی مستقل اقتصادی نظام ہے؟ (۲) کیا اسلام اور سوشلزم میں مطابقت ممکن ہے؟ ان دو سوالات کے جوابات ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

المستفتی :اکرام اللہ زید گنج لائل پور......۱۹۷۹ء/۱/۲۶

الجواب (۱) زکواۃ وغیرہا کا نظام اسلام کا مستقل اقتصادی نظام ہے۔﴿۱﴾

(۲) عملی طور سے ناممکن ہے فقط

اسلامی سوشلزم، اسلامی جمہوریت، اور پاکستان صرف جاذب الفاظ ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ کیا اسلام میں اسلامی سوشلزم کی گنجائش موجود ہے یہاں جو لوگ سوشلزم کے نعرے لگا رہے ہیں تو اسے اسلامی سوشلزم قرار دیتے ہیں اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی ذات انبیاء، فرشتوں اور قیامت کے منکر بھی نہیں بلکہ صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ بعض اشیاء کو قومی ملکیت میں لینا ہے بڑی صنعتیں، سرمایہ اور جاگیروں کو تو کیا یہ چیزیں قومی ملکیت میں لینا ناجائز ہیں اور جب اسے اسلامی سوشلزم کہا جاتا ہے تو پھر عدم جواز کی کیا وجہ ہے وضاحت سے نوازیں؟

المستفتی :امیر مقام شیر گڑھ مردان

الجواب :ابتداء سے اسلامی سوشلزم، اسلامی جمہوریت اور پاکستان وغیرہ جاذب الفاظ سے علماء کو

﴿۱﴾ عشر، خراج، جزیہ، زکواۃ، صدقات، فی خمس، ضرائب، کراء الارض، عشور، وقف، اموال فاضلہ وغیرہ اسی طرح ممنوعیۃ قمار، سٹہ، سود، ذخیرہ اندوزی وغیرہ اسطرح مضاربت، شرکت، بیوع، وغیرہ۔ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی فرماتے ہیں۔،،اسلام کا معاشی نظام،، ایک ایسے ہمہ گیر فلسفہ پر قائم ہے۔ جس کا نام اسلام ہے۔ جو عالمگیر دعوت اور ہمہ گیر انقلاب کا داعی ہے۔ اور دنیائے انسانی کی ،،صرف معاشی صلاح وفلاح،، کا ہی خواہشمند نہیں ہے۔ بلکہ روحانی، مذہبی، اخلاقی، سیاسی، معاشرتی اور معاشی غرض ہر قسم کی دینی و دنیوی فلاح و بہبود اور رشد وہدایت کا علمبردار ہے............ اسلئے وہ ہر شعبہ زندگی کیلئے ایک ،،صالح نظام اجتماعی'' کا طالب ہے۔ اور ان ہی شعبہ ہائے زندگی کا ایک شعبہ ''صالح نظام معاشی'' بھی ہے۔ (اسلام کا اقتصادی نظام ص ۲۶ مص حفظ الرحمٰن سیوہاروی)

آلہ کار بنایا جاتا ہے بعد میں علماء کو بے کار ثابت کیا جاتا ہے نیز تمام سرمایہ داروں سے سرمایہ لینا اور تمام جاگیرداروں سے جاگیر لینا اسلام میں غیر مشروع ہے اور جائز اور ناجائز میں ثبوت شرعی سے امتیاز کرنا ناممکن ہے اور یہ اہل غرض کا نصب العین بھی نہیں ہے یہ میری رائے ہے اس بارے میں آپ دوسرے سیاسی علماء (جمعیت علماء اسلام) کی طرف بھی مراجعت کریں۔فقط

سوشلزم کے حامیوں کو ووٹ دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سوشلزم کے داعی پارٹی کو ووٹ دینے والے کا کیا حکم ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: فیض الرحمٰن درہ ایبٹ آباد

الجواب: اگر سوشلزم کو موجب ترقی سمجھتا ہے اور اسلام کو فرسودہ نظام تصور کرتا ہے تو اس شخص نے اپنے آپ کو خارج از اسلام کر دیا ہے اگر ڈر،قومیت اور عصبیت کی بناء پر سوشلزم کو ووٹ دیتا ہے تو منافق ہے کافر نہیں۔وھو الموفق

سوشلزم کا پرچار کرنے والوں سے قتال کا مسئلہ

سوال: جب سوشلزم کفر ہے تو اس کے پرچار کرنے والوں کے ساتھ قتال کیوں ناجائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی عبداللہ لورالائی بلوچستان

الجواب: ہر جائز کام کیلئے جدا جدا وقت ہوتا ہے۔مصلحت اکابر کی ہدایات کی موافقت میں ہے۔وھو الموفق

سوشلزم والوں کے ساتھ قتال کے مسئلہ پر دوبارہ استفسار

سوال: آپ کے فتویٰ کی عبارت کہ ہر کام کیلئے جدا جدا وقت ہوتا ہے اور مصلحت اکابر کی ہدایات میں ہے توضیح طلب ہے؟

المستفتی: مولوی عبداللہ مدرسہ عربیہ لورالائی بلوچستان

الجواب: ان سوالات کے تفصیلی جوابات سے حسب مصالح ہم ممنوع اور معذور ہیں۔

مرزائی فرقہ سے سیاسی اتحاد، سوشلزم اور اہل حق علماء کی پہچان

سوال :(۱) ایک شخص مرزائیوں کے قادیانی گروہ کو تو کافر کہتا ہے مگر لاہوری گروپ کو کافر نہیں کہتا ہے اس قسم کے لوگوں سے سیاسی اتحاد کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۲) ایک شخص علماء حق کی نظر میں ضال اور مضل ہے۔ ان کی ایک سیاسی تنظیم ہے ملک میں اسلام نافذ کرنے کیلئے ان سے اتحاد کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ گمراہ اور گمراہ کن شخص اپنی گمراہی سے رجوع بھی نہیں کرتا تو کیا ان سے اتحاد کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) ایک شخص گمراہ مذکور نہیں اسلام کو کامل و اکمل ضابطہ حیات سمجھتا ہے مگر غلطی سے اسلامی سوشلزم کی اصطلاح کو اسلامی مساوات کے ہم معنی قرار دیتا ہے تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے۔

(۴) مذکورہ بالا (۲) اور (۳) میں سے ایک کے ساتھ الحاق یا اتحاد کرنا ہے تو اہون البلیتین کون ہوگا؟ بینوا و توجروا

المستفتی: محمد حمزہ نعیم ایم اے پاکستان قومی عجائب گھر محمد بن قاسم باغ کراچی نمبرا

الجواب :(۱) اس شخص پر کفر کا شدید خطرہ ہے۔ ایسا سیاسی اتحاد کرنا جس میں مرزائیوں کے اکثریت میں داخل کرنے کا حیلہ موجود ہو الحاد اور زندقہ ہے۔

(۲) ایسے فرقہ کے ساتھ علماء کا اتحاد اور ایسے فرقہ پر اعتماد کرنا خدا ترس علماء کے ساتھ مناسب نہیں ہے۔

(۳) اسلامی مساوات ایک مبہم لفظ ہے اگر اس کی ایسی تشریح کی جائے جو کہ اصول اسلام سے متصادم نہ ہو تو یہ مساوات قابل اعتراض نہیں ہے ورنہ قابل اعتراض ہے۔

(۴) یہاں اہون البلیتین کی صورت موجود نہیں ہے کیونکہ جمعیت علماء اسلام اہل حق ہیں اور مکمل نظام اسلام کے چاہنے والے ہیں اور ان کا کسی کے ساتھ اتحاد یا الحاق کرنا میرے خیال میں مضر ہے اور ان کے ساتھ ان (علماء) کے منشور پر اتحاد کرنا صحیح ہے۔ فقط

اسلام کو سوشلزم اور نبی کریم ﷺ کو سوشلزم کا علمبردار کہنا

سوال :چند عبارات پیش خدمت ہیں ان میں نبی کریم ﷺ کو بزرگ شخصیت اور آپ ﷺ کے لائے

ہوئے دین کو مکمل سوشلزم قرار دیا ہے مزید یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اسلام اور سوشلزم کی تکمیل فرمائی ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر تجرد کی زندگی نہ گذارتے تو ان کی زندگی موجودہ اشتراکیت کیلئے بنیادی اصول بن سکتی تھی ...... حج کو بھی اسلامی سوشلزم کا مظاہرہ قرار دیا ہے من وعن الفاظ درجہ ذیل ہیں ۔

(۱) افسوس ہے کہ مسلمانوں نے آنحضرت ﷺ کے اس عظیم الشان کارنامے اور ان کے بلند ترین سوشلزم کی قدر نہ کی ۔ عرب کے بزرگ سوشلسٹ نے رنگ وملت کے تفرقہ کو مٹا دیا ۔

(۲) '' خدا تعالیٰ نے رحمۃ اللعالمین کو بھیجا ۔ انہوں نے اپنے اسلامی اصولوں سے عرب دنیا کی تمام سوسائٹیوں میں ایک حیرت انگریز انقلاب پیدا کر دیا ..... اگر عرب کی نئی اور پرشکوہ زندگی سوشلزم کے ذریعہ ہوتی تو تمام دنیا کی زندگی اسلام کے ذریعہ ، اور سوشلزم اور اسلام کی جس نے تکمیل کی ۔ وہ اس کی مسیحائی نتیجہ تھا الخ '' اس عبارت کے متعلق شریعت کا حکم کیا ہے ۔

نوٹ :...... آپ صاحبان کا پہلے سے بھی فتویٰ موجود ہے کہ یہ انقلاب کمیونسٹوں کی ہے اور کمیونسٹوں کی حمایت کرنے والے بھی ان کے حکم میں ہیں ۔

المستفتی : عبدالحئی مندوخیل ناظم مدرسہ ریاض العلوم ژوب بلوچستان ...... ۲۷ / اگست ۱۹۸۴ء

الجواب : اگر ان سوشلسٹوں کے نزدیک رسول اللہ ﷺ بزرگ سوشلسٹ ہیں اور اسلام بلند ترین سوشلزم ہے تو وہ اسلام اور مسلمانوں کا مقابلہ کیوں کرتے ہیں اور جن ممالک میں اسلام کیلئے جدو جہد کی جاتی ہو تو وہاں سوشلسٹوں کی رکاوٹوں کی کیا ضرورت ہے؟ اگر ایک آدم خور قوم محتاج انسانوں کو کہے کہ ذرو مت! ہمارے پاس آ جاؤ تمہارے تمام مسائل اور حوائج کا حل ہمارے پاس ہے تو کیا یہ قابل تسلیم ہوگا ؟

نوٹ :...... ہم سابقہ فتویٰ کی حمایت اور تائید کرتے ہیں ۔ وهو الموفق

سوشلسٹوں کو ووٹ دینا اور علماء کو گالیاں دینے کا حکم

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں (۱) کہ ایک آدمی کہتا ہے کہ اسلام ہمارا

دین ہے، سوشلزم ہماری معیشت ہے، طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں۔
(۲) ایک آدمی سوچ سمجھ کر اس عقیدے کے پارٹی پیپلز پارٹی کو ووٹ دیتا ہے۔
(۳) وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم نے اتحاد کو ووٹ دیا ہے اس کے علاوہ ہم پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی اور بائیکاٹ کے موقع پر ان لوگوں نے بائیکاٹ نہیں کیا۔
(۴) وہ لوگ جو سوشلزم کو ووٹ دیتے ہیں اور علماء کرام کو گالیاں دیتے ہیں ان کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔
(۵) وہ لوگ جنہوں نے ملک میں الیکشن کے موقع پر کسی پارٹی کو ووٹ نہیں دیا انکے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔
المستفتی: ...... کس شاہ ضلع دیر ۱۹۷۸ء/۸/۱

الجواب: (۱) واضح رہے کہ سوشلزم اسلام سے متصادم نظام ہے پس جو شخص سوشلزم کو موجب ترقی مانے اور نظام اسلام کو موجب تنزل اور ناسازگار زمانہ مانے تو وہ مسلمان نہیں ہے اس شخص کا اللہ تعالیٰ کے علم اور حکمت پر اعتماد نہیں ہے۔
(۲) جس شخص نے اعتقاد سابق کی بنا پر ووٹ دیا ہو تو وہ مسلمان نہیں ہے اور جس شخص نے طمع یا خوف یا قومیت کی بنا پر ووٹ دیا ہو تو وہ منافق ہے کافر نہیں ہے۔
(۳) بائیکاٹ نہ کرنا جہاد نہ کرنے کے حکم میں ہے۔
(۴) کسی عالم کو گالی دینا فسق ہے لیکن عام علماء کو گالی دینا کفر ہے درحقیقت یہ شخص علم اور دین کی اہانت کرتا ہے۔
(۵) ناواقف معذور ہے اور واقف ماخوذ ہے۔ وھو الموفق

حکومت کے ساتھ تعاون کے بارے میں استفسار

سوال: موجودہ حکومت کا نظریہ نفاذ اسلام میں مخلصانہ ہے یا غیر مخلصانہ ہم قبائل کے لوگ فکر میں ہیں کہ اس کے ساتھ تعاون کر لیا جائے یا نہیں؟
المستفتی: ملک عجب خان آفریدی درہ آدم خیل ...... ۱۴۰۱/۷/۲۲ھ ...... مطابق ۱۹۸۱ء

الجواب: مجھے اس میں تردد ہے کہ یہ شخص مخلص نہیں ہے یا نڈر نہیں ہے۔ فقط

قال اللّٰہ تعالیٰ ’’فلولا نفر من کل فرقۃٍ منھم طآئفۃ لیتفقھوا فی الدین ‘‘(الآیۃ)


مسائل شتّی

مســـــــائـــــل شتّــــــی

اس باب میں وہ مختلف النوع مہم مسائل جمع کئے گئے ہیں جو حسب ضرورت حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم نے لکھے اور پھر یہ وقتاً فوقتاً سہ ماہی الفرید میں ''دارالافتاء'' کے عنوان سے شائع ہوتے رہے۔ اگرچہ ان مسائل میں بعض کا ابواب مذکورہ سے تعلق ہوگا۔ لیکن زیادہ تر غیر متعلق الابواب مسائل ہیں۔ اس لئے سہ ماہی الفرید جلد ۱ شمارہ ۱ سے لیکر جلد ۳ شمارہ ۴ تک کے مسائل کو یکجا جمع کر کے "مسائل شتیٰ" کے عنوان سے شامل فتاویٰ کیا گیا ہے۔ (از مرتب)

ختنہ میں دعوت وضیافت

سوال: ختنہ میں دعوت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: ختنہ میں دعوت کرنا جائز ہے لیکن معمول نہ تھا کما فی الهندية ص ۳۴۳ جلد ۵ لا ینبغی التخلف عن اجابة الدعوة العامة کدعوة العرس والختان و نحو هما و اذا اجاب فقد فعل ما علیه یدل علیه ما فی ادب المفرد قال سالم ختنی ابن عمر رضی الله عنه و نصیحا فذبح علینا کبشا فلقد رایتنا و انالنجذل به علی الصبیان ان ذبح عنا کبشا (رقم حدیث: ۱۲۴۲) اور معمول نہ ہونے پر حدیث مسند امام احمد دال ہے ولیمة الختان لم یکن یدعی لها

مردہ کا چہرہ دیکھنا جائز ہے

سوال: مردہ کا دیکھنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: مردہ کا دیکھنا جائز ہے کما فی الهندية ص ۱۵۳ جلد ۵ . لاباس بان یرفع ستر المیت لیری وجهه . وان یکره ذالک بعد الدفن وقد ورد فی الحدیث ان النبی ﷺ رای وجه عثمان بن مظعون و رأی ابو بکر رضی الله عنه وجه النبی ﷺ و قبله (رواه البخاری)

دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا بہتر ہے

سوال: مصافحہ دونوں ہاتھوں سے ثابت ہے یا ایک ہاتھ سے؟

الجواب: مصافحہ دونوں ہاتھوں سے بہتر ہے کما فی الهندية صفحه ۳۶۹ جلد۵ وتجوز المصافحة والسنة فيها ان يضع يديه على يديه من غير حائل من ثوب وغيره. (كذا فی خزانة الفتاویٰ) و صافح حماد بن زيد ابن المبارک بيديه بخاری جلد ۲ ص ۹۲۶

دعوت کھانے کے بعد دعا کرنا

سوال: دعوت کھانے کے بعد دعا کرنا جائز ہے یا نا جائز ہے؟

الجواب: جائز ہے کما فی الهندية ص ۳۴۳ جلد ۵ فان کان صائما اجاب و دعا وان لم يكن صائما اكل و دعا و فی سنن الدارمی جلد ۲ ص ۲۱ فلما طعموا دعا ﷺ لهم فقال اللهم اغفر لهم وارحمهم و بارک لهم فی رزقهم.

روزہ کی حالت میں قے کرنے کا مسئلہ

سوال: اگر روزے کی حالت میں منہ بھر کر قے آجائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں اور اگر قصداً کرے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب: خود بخود قے آنا مفسد صوم نہیں اگرچہ منہ بھر کر ہو اور استقاء یعنی زور سے قے لانا مفسد صوم ہے جبکہ منہ بھر کر ہو۔ قال رسول الله ﷺ من ذرعه القی و هو صائم فليس عليه القضاء. ومن استقاء عمدا فليقض. رواه الترمذی و ابو داؤد و ابن ماجه و فی الدر المختار علی ردالمحتار جلد ۲۲ ص ۴۱۴ طبع الحلبی و ان ذرعه القی و خرج ولم يعد لا يفطر مطلقا ملا اولا وان استقاء عامدا ای متذكرا الصومه ان كان ملا الفم مفسدا بالاجماع.

نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا

سوال: نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا ممنوع ہے یا مشروع؟

الجواب: صفوف میں کھڑے ہوکر دعا کرنا ممنوع ہے اور صفوف شکستہ کرنے کے بعد مشروع ہے اکثر فقہاء اور مفسرین نے دلیل ذکر نہیں کیا ہے **لا یدعوا قائما** اور **لا یقوم بالدعا** کہا ہے۔ اور بعض نے تکرار جنازہ سے تعبیر کیا ہے۔ اور بعض نے زیادت علی الجنازۃ سے تعلیل کیا ہے۔ اور یہ منکرات اس وقت لازم ہوتے ہیں جبکہ قیام کی حالت میں دعا کی جائے اور جب شکستگی صفوف کے بعد ہو یا بیٹھنے کے بعد ہوتو کوئی منکر لازم نہیں آتا ہے۔ البتہ اس سے حدیث میں نہی وارد نہیں ہے۔ تو یہ مباح ہوگا نہ کہ مسنون۔

شادی کرنے کے بعد ولیمہ سنت اور قبل مباح ہے

سوال: اگر شادی کرنے سے قبل ولیمہ کیا جائے تو یہ جائز ہے یا ناجائز ہے؟

الجواب: شادی کے بعد ولیمہ کرنا سنت اور عبادت ہے اور شادی سے قبل نہ سنت ہے اور نہ عبادت ہے بلکہ مباح اور جائز ہے صرف دعوت کی اجابت ہے لفوات الوقت۔ و نظیرہ ذبح الاضاحی قبل صلاۃ العید کما فی البخاری باب الاکل یوم النحر . ص ۱۳۱ فذبحت شاتی و تغدیت قبل ان آتی الصلاۃ قال شاتک شاۃ لحم . یعنی یہ عبادت نہ رہی گوشت رہا۔

چرم قربانی کی قیمت مساجد پر خرچ کرنا

سوال: قربانی کے چمڑوں کی قیمت مساجد پر صرف کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: ہندی مشائخ کے نزدیک ناجائز ہے کما فی الھندیۃ ص ۳۰۱ جلد۵ ولایبیعہ بالدراھم لینفق الدراھم علی نفسہ و عیالہ . لو باعھا بالدراھم یتصدق بھا لانہ قربۃ کالتصدق کذا فی التبین قالوا و التصدق ھو التملیک . اور افغانی مشائخ کے نزدیک یہ صرف جائز ہے و ھو المختار بدلیل التعلیل الزیلعی لانہ قربۃ ای التصدق بالدراھم کالتصدق

بـالـجلود . یعنی مقصود قربت ہے وہ دراہم دینے میں موجود ہے جیسا کہ چمڑوں کے دینے میں موجود ہے۔قربت تملیک اور اباحت سب میں موجود ہے و نـظـیـره جـلـود الهـدایا و الضحا یا فیها الاباحة العامة دون التملیک سلفا و خلفا.

جائز کلمات والے تعویذات حدیث سے ثابت ہیں

سوال: دردسر ونظر بد سے حفاظت کی تعویذات جائز ہیں یا نہیں؟

الــجــواب: جائز کلمات کے لکھے ہوئے تعویذات جائز ہیں سلفاً اور خلفاً لکھے جاتے ہیں۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے تعویذ لکھنا ثابت ہے کـمـا فی ابی داؤد با ب کیف الرقیٰ کان عبدالله بن عمر یـعـلـمهـن مـن عـقل من بنیه و من لم یعقل کتبه فاعلقه علیه اور شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب اور شاہ انور شاہ صاحب وغیرہم نے اپنے تصنیفات میں شائع کئے ہیں اور حدیث میں جو(ان الـرقـیٰ و الـتـمائم و التولة شرک)وارد ہے تو تمائم سے مراد(دانے)(مشـکـنـی در زبان پشتو)قـالوا رید بها الـخزرات اللتی تعلق النساء فی اعناق الاولاد علی ظن انها توثرة و تدفع العین اورنا جائز کلمات سے لکھے ہوئے تعویذات خزرات کے حکم میں ہیں جیسا کہ رقی سے مراد نا جائز رقی ہے۔

نکاح بغیر خطبہ کے بھی صحیح ہے

سوال: نکاح بغیر خطبہ کے صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب : نکاح میں خطبہ مسنون ہے واجب نہیں ہے لـمـا روی ابو داؤد خطبت الی النبی ﷺ امـامة بنت عبد المطلب فانکحنی من غیر ان یتشهد. ابوداود ص ۲۹۲ جلد ا و رواه البخاری فی تاریخه الکبیر .

نکاح میں خطبہ مقدم پڑھا جائیگا

سوال: خطبہ مقدم پڑھے گا یا مؤخر؟

الجواب: مقدم پڑھا جائے گا لماروی الدارمی ثم یتکلم لحاجته وفی شرح التنویر و یندب اعلانه و تقدیم خطبة فی اول النکاح .

نکاح میں ایجاب وقبول ایک دفعہ کافی ہے

سوال: عقد نکاح کے وقت ایجاب وقبول تین دفعہ مکرر کہے جائیں گے یاایک دفعہ کافی ہے؟

الجواب: تین دفعہ تکرار منصوص نہیں ہے۔ بلکہ موہم ہے جبکہ ایک دفعہ ایجاب، وقبول کے بعد عارض پیش آئے تو عوام کہتے ہیں کہ یہ نکاح پختہ نہیں ہے جیسا کہ ایک یا دو سے طلاق پختہ نہیں ہوتا ہے۔

مہر مقرر کرنے اور ایجاب وقبول کا تلازم

سوال: بعض بلاد میں صرف مہر طے کیا جاتا ہے ایجاب وقبول سے نکاح کی مجلس خالی ہوتی ہے؟ کیا یہ صحیح ہوسکتا ہے؟

الجواب: جب خاطبین اور اولیاء بولیں کہ لڑکی فلاں لڑکے کیلئے ایک لاکھ پر کیا گواہوں کے روبرو تو نکاح صحیح ہے کما فی الهندية ص ۲۷۱ جلد ۱ فینعقد بلفظ الهبة و کذا بلفظ الجعل علی الصحیح کذا فی العینی .

حافظ کا تراویح میں ختم قرآن پر رقم لینا

سوال: حافظ کو تراویح میں ختم قرآن کے بعد جو رقم دی جاتی ہے۔اس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: رقم لینا دینا جائز ہے کیونکہ اگر کوئی حافظ کسی مسجد میں نماز سے خارج رمضان میں ختم قرآن کرے تو وہ کسی رقم کا مستحق شمار نہیں ہوتا ہے نیز اگر فرائض میں ختم کرے تو اس رقم کا مستحق نہیں ہوتا ہے بلکہ جب تراویح میں امام بنے اور تمام قرآن کا ختم کرے تو مستحق شمار ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ رقم امامت مخصوصہ کا معاوضہ ہے جب رکن قراءۃ تمام قرآن ہو مثلاً جو شخص جب صرف جمعہ کے دن کا امام بنے کہ فجر میں الم اور سورۃ دھر پڑھے اور نماز جمعہ میں سورۃ اعلیٰ اور سورۃ غاشیہ پڑھے ولا حرج فیه .

مقبرہ میں دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانا

سوال: مقبرہ میں دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: مقبرہ میں دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانا جائز ہے لحدیث مسلم جاء النبی ﷺ البقیع فقام فاطال القیام ثم رفع یدیہ ثلاث مرات ثم انحرف ص ۳۱۲ جلد ۱ پس ہاتھ اٹھانا جائز ہے البتہ اگر غیر اللہ سے طلب کا موہم ہو تو ہاتھ نہ اٹھائے جائیں گے۔

دعا بعد السنّت کو بدعت کہنا غباوت یا غوایت ہے

سوال: بعض لوگ سنت کے بعد دعا کو بدعت کہتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: احناف کے نزدیک دعا سنت کے بعد افضل ہے قال صاحب البحر لاکن عندنا السنة مقدمة علی الدعاء الذی ھو عقب الفراغ ص ۳۰۴ جلد ۱ قال صاحب الخلاصة بعد الفریضة الاشتغال با لسنة اولی من الاشتغال بالدعا ص ۹۵ جلد ۱ وفی الاشباہ و النظائر ص ۱۲۷ الاشتغال بالسنة عقیب الفرض افضل من الدعا و فی البزازیة علی ھامش الھندیة ص ۳۸۰ والاشتغال باداء السنة اولیٰ من الدعا و فی شرح شرعة الاسلام و یغتنم الدعا بعد المکتوبة قبل السنة علی ما روی البقالی من ان الا فضل ان یشتغل بالدعاء ثم بالسنة و بعد السنن والا وراد علی ما روی عن غیرہ و ھو المشھور المعمول بہ فی زماننا . و اشار الیہ علامہ شامی و ابن الھمام۔ تو دعا بعد السنۃ کو بدعت کہنا غباوت یا غوایت ہے۔

مسافر کے مقیم کی اقتداء میں نیت رکعات کا مسئلہ

سوال: مسافر مقیم کے پیچھے رباعی نماز میں کتنے رکعات کی اقتداء کی نیت کرے گا؟

الجواب: برجندی کے نزدیک فرض مطلق کی نیت بلاتعین رکعات کے کرے گا۔ اور جامع الرموز کے نزدیک دو رکعت کی نیت کرے گا اور ہمارے شیخ غورغشتوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ چار رکعت کی نیت کرے۔

کیونکہ امامت کی نیت تکبیر تحریمہ سے قبل صحیح ہے لانہ بشرف ان یکون اماما تو چار کی نیت بھی صحیح لانہ بشرف ان تکون صلاتہ اربعا۔

دوران سفر سنتوں کے ترک یا ادا کرنے کا مسئلہ

سوال: حالت سفر میں سنت ترک کریں یا ادا کریں؟

الجواب: مختار یہ ہے کہ خوف کے وقت سنت ترک کرے اور امن وقرار کے وقت ادا کرے والمختار ان لایاتی بھا فی حال الخوف و یاتی بھا حالۃ القرار والا من ھکذا فی الوجیز للکردی ہندیہ ص ۱۳۹ جلد ۱ .

سنت فجر طلوع شمس کے بعد ادا کئے جائینگے

سوال: اگر سنت فجر رہ جائیں تو فرض کے بعد ادا کئے جائیں گے یا طلوع شمس کے بعد؟

الجواب: انکا فرض کے بعد ادا کرنا منع ہے اور طلوع شمس کے بعد ادا کرنا امام محمد نے مختار کیا ہے کیونکہ روایات میں صبح اور عصر کے بعد نماز ممنوع اور محرم ہے اور جس حدیث سے قضاء فرض کے بعد ثابت کیا جاتا ہے وہ منقطع ہے محمد بن ابراہیم نے قیس بن عمر سے سماع نہیں کیا ہے اور یہ حدیث محلی میں مروی ہے اس کے سند میں حسن بن ذکوان ہے جو کہ ضعیف ہونے کے علاوہ قدری بھی ہے اور جو حدیث ابن مندہ وغیرہ نے متصل ذکر کیا ہے تو حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غریب و تفرد بہ اسد موصولا .

نماز جمعہ سے قبل چار رکعت سنت حدیث سے ثابت ہیں

سوال: بعض علماء فرماتے ہیں کہ نماز جمعہ سے قبل سنن نہیں ہیں پیغمبر علیہ السلام اور صحابہ کرام نے یہ سنن نہیں پڑھے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: نبی علیہ السلام زوال کے بعد چار رکعت پڑھتے تھے (ترمذی) حضور علیہ السلام نماز جمعہ سے قبل اور بعد چار چار رکعت پڑھتے تھے (طبرانی فی معجم الوسط مصنف عبد الرزاق وروی

الترمذی عن عبدالله بن مسعود موقوفا) اور بعض علماء کی دلیل ان کے علم پر موقوف ہے۔

مستدل حدیث ثابتہ ہے نہ کہ حدیث بخاری شریف

سوال: اہل حدیث کہتے ہیں کہ ہمارے حدیث بخاری شریف کے ہیں جو اصح الکتب ہے اور تمہارے دلائل ابن ابی شیبہ وغیرہ کے ہیں جو ضعاف وغیرہا پر مشتمل ہیں؟

الجواب: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بڑے پائے کے محدث ہیں اور صحیح بخاری اصح الکتب ہے امام بخاری خیر القرون سے خارج ہیں اتباع تابعین کے شاگرد ہیں اور صحیح بخاری کو اصح کہنے والا کوئی شر القرون کا امام ہے نہ صحابی ہے نہ تابعی ہے تو یہ کلام کسی پر حجت نہیں ہے نیز دلیل حدیث ثابتہ ہے نہ کہ حدیث بخاری جب بخاری کے احادیث کے درمیان تعارض ہو مثلاً جلسہ استراحت ص ۱۱۳ میں مسنون ہونا وارد ہے اور کتاب الایمان والنذور ص ۹۸۶ میں جلسہ استراحت کا عدم ہونا مروی ہے حیث قال ثم ارفع حتی تستوی قائما اول حدیث فعل رسول ہے اور دوسرا مقام تعلیم میں مذکور ہے اور مقام تعلیم راجح ہے تو اس میں راجح مرجوح موجود ہیں اور قرآن مجید اصح الکتب ہے اس میں ناسخ منسوخ ہوتے ہیں تو اگر ایک حدیث اصح سنداً ہو اور اس کا معارض اصح سنداً نہ ہو اور ناسخ ہو مثلاً احادیث رفع الیدین، احادیث قراءت خلف الامام تو اس میں استبعاد کیا ہے۔

برہنہ سر نماز پڑھنا مکروہ اور خلاف سنت ہے

سوال: برہنہ سر نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: بغیر احرام کے مرد کیلئے برہنہ سر نماز پڑھنا مکروہ اور خلاف سنت ہے۔ خواہ تکاسل (سستی) کی وجہ سے ہو یا بالوں کی زینت کیلئے ہو یا بے اہتمامی کی وجہ سے ہو کہ یہ کوئی فرض واجب نہیں ہے یا ٹوپیوں کے میل کچیل اور کٹے پھٹے ہونے کی وجہ سے ہو کما فی شرح التنویر و صلاته حاسرا رأسه للتکاسل۔ جیسا کہ میلے کچیلے اور کٹے پھٹے کپڑوں میں نماز مکروہ تنزیہی ہے کما فی شرح التنویر صلاته فی ثیاب بذلة و مهنة ۔ای بما یلبسه فی بیته ولا یذهب به الی الاکابر والظاهر ان الکراهیة تنزیهیة .

جیسا کہ دیگر عمدہ کپڑوں کی عدم موجودگی میں برہنہ تن نماز نہ پڑھے گا تو دیگر عمدہ ٹوپیوں کی عدم موجودگی میں برہنہ سر نماز نہ پڑھے گا۔

ڈرائیور کی اپنی سواری کو غیر عمدی طور سے ہلاک کرنا قتل سببی ہے

سوال: جب ڈرائیور اپنی سواریوں کو غیر عمدی طور سے ہلاک کرے تو اس میں دیت واجب ہے یا نہیں؟

الجواب: چونکہ یہ قتل سببی ہے لہٰذا اسمیں دیت واجب ہے اور کفارہ واجب نہیں ہے۔

ڈرائیور کی اپنی سواری کے علاوہ اور کسی کو ہلاک کرنا قتل جار مجرائے خطاء ہے

سوال: جب ڈرائیور سے اپنے سواریوں کے علاوہ دیگر اشخاص ہلاک ہوں تو اس میں دیت اور کفارہ واجب ہے یا نہیں؟

الجواب: چونکہ یہ قتل جاری مجرائے خطا ہے لہٰذا اس میں دیت اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

دو گاڑیوں کا ایکسیڈنٹ جانبین سے قتل سببی ہے

سوال: جب ڈرائیور دوسرے ڈرائیور کے ساتھ ایکسیڈنٹ کرے تو اس کے ہلاک شدگان کا کیا حکم ہے؟

الجواب: یہ جانبین سے قتل سببی ہے اسمیں دیت واجب ہے کفارہ واجب نہیں ہے۔

تعزیت کیلئے جانا اور تین دن تک تعزیت کیلئے بیٹھنا

سوال: تعزیت جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: جائز ہے بنابر حدیث ابن ماجه و الترمذی اور تین دن تک بیٹھنا جائز ہے لیکن بہتر نہیں ہے۔

میت کا قبر میں روبقبلہ دفنانا

سوال: مردہ کو ایسا دفنانا کہ اس کا سر شمال کی طرف ہو اور پاؤں جنوب کی طرف اور سینہ قبلہ کی طرف اس

پر کیا دلیل ہے؟

الجواب: اس پر دلیل تعامل امت ہے روی المحدثون عن ابن مسعود موقوفا ما رأی المؤمنون حسنا فهو عندالله حسن . جعله الامام محمد مرفوعا فی بلاغاته اوراہل حدیث کیلئے اس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

مسجد میں میت کا اعلان

سوال: مسجد میں کسی کے موت کا اعلان کرنا ممنوع ہے یا مشروع ہے؟

الجواب: مسجد میں یہ اعلان جائز ہے پیغمبر ﷺ نے نجاشی کے موت کا اعلان مسجد میں کیا تھا خرج به العینی فی شرح البخاری ص ۲۲ جلد ۴ اورواقدی سے ص۲۵ پر مروی ہے انه علیه السلام علی المنبرو اخبر عن موت امراء موتة.

مطلقہ مغلظہ غیر مدخول بہا کی بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کا مسئلہ

سوال: جب عورت غیر مدخول بہا کو تین طلاق ایک لفظ سے دیئے جائیں تو کیا اسمیں حلالہ ضروری ہے؟

الجواب: یہ عورت بغیر حلالہ کے منکوحہ ہوسکتی ہے کما فی معین الحکام ص ۳۲۹ و فی المشکلات من طلق امرته الغیر المدخول بها ثلاثا فله ان یتزوج بها بلا تحلیل و اما قوله تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیره فی حق المدخول بها .انتهیٰ قلت المذکور سابقا طلاق المدخول بها لان الامساک والرجوع یکون فی المدخول بها بخلاف الغیر المدخول بها لعدم صحة الا مساک والرجوع فیها .ابن الہمام وغیرہ کا اس مسئلہ میں کلام ہے۔

حائضہ، نابالغ اورنومسلم کا عجیب مسئلہ

سوال: جو حائضہ چارمنزل جانے کی نیت سے چلی لیکن پہلی دومنزلیں حیض کی حالت میں گزاردیں تب بھی وہ مسافرنہیں ہے۔ابھی نہا کر پوری چاررکعات پڑھے۔اور جب نابالغ مسافر دومنزل قطع کرنے کے بعد بالغ

ہو جائے وہ بھی اتمام کرے اور جب کافر دو منزل کے بعد مسلمان ہو جائے وہ قصر کریگا. فما وجه الفرق بينهما .

الجواب: چونکہ حائضہ سے نماز ساقط ہے تو گویا کہ یہ مسافرہ نہیں ہے۔ اور جس وقت سے ادا کی اہل ہوئی اسی وقت سے اعتبار ہوگا اور جس وقت نابالغ بالغ ہوا تو اسی وقت سے مکلّف ہوا۔ بخلاف کافر کے کہ اسکی نیت معتبر ہے. فليراجع الى شرح التنوير والدرر قبيل باب الجمعة .

"ض" کا لہجہ مشابہ "با لظاء" یا "با لدال"

سوال: "ض" کونسے لہجہ میں پڑھا جائیگا۔ ظواد سے یا دواد سے؟

الجواب: اس حرف کے مخرج اور صفات میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ البتہ صوت اور لہجہ میں اختلاف ہے بعض قراء ظواد پڑھتے ہیں کہ یہ حرف ظاء کو بہت قریب ہے صرف مخرج اور استطالہ میں فرق ہے۔ لیکن امام سیرافی ظاء اوربین الضاد والظاء کو ضاد ضعیفہ بولتے ہیں كما فى الرضى شرح الشافيه صفحه ۳۷۸ قوله الضاد ضعيفة قال السيرافى انها فى لغت قوم ليس فى لغتهم ضاد فاذا احتاجوا الى التكلم بها فى العربية اعتاصت عليهم فربما اخرجوها ظا اخراجهم ايا ها من طرف اللسان و اطراف الثنايا و ربما تكلفوا اخراجها من مخرج الضاد فلم ينأت لهم فخرجت بين الضاد و الظاء. پس اس حرف کا لہجہ نہ ظاء ہے اور نہ مابین الظاء و الضاد ہے۔

اصلی صوت ان سے علاوہ ہے علماء مصریین اور دیہات عرب کا لہجہ درست ہے جو نہ ظاء ہے اور نہ مشابہ با لظاء ہے۔ البتہ اسکا ظاء سے صرف استطالہ میں فرق ہے لیکن اس سے تشابه فى الصوت لازم نہیں ہوتی۔ جیسا کہ طاء اور دال میں صرف اطباق میں فرق ہے . كما فى منح الفكريه . شرح مقدمة الجزريه . صفحه ۲۹ . قال الرمانى وغيره لو لا الاطباق لصارت الطاء دالاً لانه ليس بينهما فرق الا الاطباق۔ اس سے یہ لازم نہیں کہ دال طاء سے مشابه فى الصوت ہو۔

انگلینڈ میں سود سے مکان کرایہ پر لینا یا خریدنا

سوال: انگلینڈ میں کبھی مکان خریدا جاتا ہے اور کبھی کرایہ پر لیا جاتا ہے تو مسلمان سے اصل زر مع سود کے وصول کیا جاتا ہے۔ کیا یہ جائز ہے؟

الجواب: یہ جائز ہے ولا بین حربی ومسلم مستأمن ولو بعقد فاسد او قمار .شرح التنویر صفحه ۱۸٦ .

جہاد اور دہشت گردی میں فرق

سوال: کیا دہشت گردی اور جہاد ایک چیز ہے؟

الجواب: جہاد ایک مقدس عبادت ہے جو کہ فساد کے انسداد کیلئے شرعاً مفروض کیا گیا ہے۔ اور امریکہ اور اس کے ہم خیال لوگ جہاد، مدارس اور طالبان کو بدنام کرنے کیلئے اس کو غلط نام سے ذکر کرتے ہیں۔ لیکن ان کے ناکامی انکی اپنی دہشت گردی سے معلوم ہے۔

تعزیت کے وقت دعا میں ہاتھ اٹھانا

سوال: کیا تعزیت کے وقت ہاتھ اٹھانا مباح ہے یا مکروہ ہے؟

الجواب: افغانی بلاد میں تعزیت کے وقت ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں اور یہ ایک مباح امر ہے۔ مکروہ نہیں ہے۔ کیونکہ جس امر کے متعلق پیغمبر علیہ السلام سے نہی وارد نہ ہو وہ بدعت اور مکروہ نہیں ہوتا ہے البتہ وہ محبوب نہیں ہوتا ہے . کما فی الاحیاء ص ۱۳۳ اذا لم یرد فیه نهی فلا ینبغی ان یسمیٰ بدعة و مکروها ولکنه ترک الاحب وقال الشافعی رحمه الله ماخالف الکتاب و السنة والاثر والاجماع فهو ضلالة . وما احدث من الخیر مما لایخالف شیئاً من ذلک فلیس بمذموم .

تحریم حلال قسم ہے

سوال: حلال کی تحریم قسم ہے یا نہیں اس میں کفارہ واجب ہے یا نہیں؟

الجواب: تحریم حلال قسم ہےاوراس میں کفارہ واجب ہے. تحریم الحلال یمین کذا فی الخلاصة فمن حرم علی نفسه شیئا مما یملکه لم یصر محرماً ثم اذا فعل مما حرمه قلیلا او کثیرا حنث ووجبت الکفارة کذا فی الهدایة .

جبر واکراہ سے طلاق کا وقوع

سوال: اگر دشمن کسی شخص پر جبر واکراہ سے طلاق دلوائے تو وہ منظور ہے یا نامنظور ہے؟

الجواب: احناف کے نزدیک یہ طلاق منظور ہے۔(۱) جس طرح ہزل سے سبب ارادۃ موجود ہوتا ہےاور مسبب کے ترتب پر راضی نہیں ہوتا ہے۔اسی طرح اکراہ سے سبب ارادہ موجود ہوتا ہے۔اور مسبب کے ترتب پر راضی نہیں ہوتا ہے. کما فی الحدیث ثلاثة . جدهن جد و هزلهن جد . النکاح والطلاق والرجعة پس طلاق واقع ہوگا۔(۲) نیز امام عقیلی نے صفوان بن عمران الطائی رضی اللہ عنہ سے اخراج کیا ہے۔کہ پیغمبر ﷺ نے طلاق زوج مکروہ کو نافذ کیا جس پر زوج نے اکراہ کیا تھا۔(۳) نیز عبدالرزاق نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اخراج کیا ہے۔کہ اس نے طلاق مکروہ کو نافذ کیا ہے۔(۴) نیز اس میں زوج کا قتل سے بچاؤ ہے۔ اگر دشمن کو یہ معلوم ہو کہ طلاق نافذ نہیں ہوتا ہے تو زوج کو قتل کریگا۔ کیونکہ زوجہ کی آزادی صرف اسی میں ہے۔اور جس حدیث میں وارد ہے لاطلاق و لا اعتاق فی اغلاق ۔تو مراد اس سے غضب ہے نہ اکراہ . کما فی ابی داؤد اور محتمل ہے نہ کہ صریح۔

درخت کے جڑوں سے پیدا ہونے والے درخت بونے والے کے ہونگے

سوال: درختوں کے کاٹنے کے بعد ان کے جڑوں سے جب دیگر درخت پیدا ہونگے وہ کس کے ہونگے؟

الجواب: یہ دیگر درخت غارس (بونے والے) کے ہونگے کما فی الهندیه ص ۴۷۴ جلد ۲ .

ولو قطعها فنبتت من عروقها اشجار فهی للغارس کذا فی فتح القدیر .

مسجد ومدرسہ مال کے مالک ہیں لیکن اس پر زکواۃ نہیں

سوال: جب مسجد کو یا مدرسہ کو اموال دیئے جائیں وہ مالک ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ اور ان اموال میں زکواۃ واجب ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب: قیم اور مہتمم کو دینے سے مسجد اور مدرسہ مالک ہو جاتے ہیں . کما فی الهندیه ص ۴۶۰ جلد ۲ . ولو قال وهبت داری للمسجد واعطیتها له صح . و یکون تملیکا فیشترط التسلیم کما لوقال وقفت هذه المأة للمسجد یصح بطریق التملیک اذا سلمه للقیم کذا فی الفتاویٰ العتابیة ۔ اور چونکہ ان میں شرط موجود نہیں ہے لہذا ان میں زکواۃ واجب نہیں ہے۔ کما فی شرح التنویر و شرط افتراضها عقل و بلوغ واسلام وحریة والعلم به .

تین طلاق دینے کی لاعلمی میں بچہ پیدا ہو کر ثابت النسب ہوگا

سوال : اگر کوئی اپنی بیوی کو تین طلاق دیوے اور زوجین کی لاعلمی کی وجہ سے حلالہ کے بغیر ان کا بچہ پیدا ہوتو یہ بچہ ثابت النسب ہوگا یا نہیں؟

الجواب : یہ بچہ ثابت النسب ہوگا کما فی الهندیة ص ۵۴۰ جلد ۱ و لو طلقها ثلاثا ثم تزوجها قبل ان تنکح زوجا غیره فجاء ت منه بولد و لا یعلمان بفساد النکاح فالنسب ثابت و ان کانا یعلمان بفساد النکاح یثبت النسب ایضا عند ابی حنیفة رحمه الله کذا فی التتارخانیه.

طلاق رجعی میں عدت کے دوران زوج فوت ہو کر عدت وفات شروع ہوگا

سوال: زوج نے زوجہ کو طلاق رجعی دیا اور ایک دن کم تین حیض گذرنے کے بعد زوج مر گیا تو یہ عورت عدت وفات شروع کریگی یا عدت طلاق پوری کرے گی؟

الجواب : یہ عورت عدت وفات شروع کریگی فی الهندیة رجل طلق امرئته طلاقا رجعیا فاعتدت بثلاث حیض الایوما فمات الزوج یلزمها اربعة اشهر و عشر کذا فی غایة البیان۔

اسفار فجر میں رمضان کا استثناء نہیں ہیں

سوال: بعض بلاد میں نماز فجر ماہ رمضان میں اسفار سے قبل اول وقت میں ادا کرتے ہیں کیا یہ بہتر ہے؟

الجواب: امام ابوحنیفہ کے نزدیک سوائے مزدلفہ کے ہر زمان میں اسفار بہتر ہے فقہاء کرام نے رمضان کا استثناء نہیں کیا ہے و ماروا ہ البخاری ان الفضل بین السحور و قیام الصلاۃ قدر خمسین او ستین آیۃ و ایضا روی ان بین الفراغ من السحور و بین الدخول فی الصلاۃ قدر ان یقرء الرجل خمسین آیۃ فھو اشارۃ الی تعجیل اقامۃ الصلاۃ علی ان الآیۃ فی الحدیث المذکور تحتمل الطویلۃ والقصیرۃ و تحتمل القراءۃ بالترتیل و بالاسراع ۔

زندہ جانور یا قیمت کو صدقہ کرنے سے ذمہ قربانی سے فارغ نہیں ہوتا

سوال: اگر ایک شخص قربانی کے دن زندہ جانور کو یا اس کی قیمت کو تصدق کرے اس سے ذمہ فارغ ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب: اس سے ذمہ فارغ نہیں ہوتا ہے کما فی البدائع ص ۶۶ جلد ۵ و منھا ان لا یقوم غیرھا مقامھا حتی لو تصدق بعین الشاۃ او قیمتھا فی الوقت لا یجزیہ عن الاضحیۃ لان الوجوب تعلق بالاراقۃ۔

دودھ کیلئے بھینس یا گائے کی قیمت نصاب تک پہنچتی ہو تو قربانی واجب ہے

سوال: ایک شخص کے پاس ایک گائے یا ایک بھینس ہے اور عوامل سے نہیں ہے مثلا دودھ کیلئے ہے اور اس کی قیمت نصاب تک پہنچتی ہے یعنی ساڑھے باون تولے چاندی کو یا چھ ہزار تین سو روپے کو تو اس پر قربانی واجب ہے یا نہیں؟

الجواب: اس پر قربانی واجب ہے یہ شخص صاحب نصاب ہے کما فی الھندیۃ جلد ۵ ص ۲۹۳ والزارع بثورین و آلۃ الفدان لیس بغنی و ببقرۃ واحدۃ غنی۔

فلاں کے گھر جانے سے معلق طلاق موت کے بعد معلق نہیں رہتی

سوال : زوج نے بیوی سے کہا کہ تم فلاں کے گھر گئی تو تم کو طلاق ہوگی۔ اب یہ عورت فلاں کے گھر موت کے بعد داخل ہوئی۔ کیا طلاق واقع ہوگی؟

الجواب: عورت پر طلاق واقع نہ ہوگی اس فلاں پر دین مستغرق ہو یا نہ ہو کما فی البزازیه علی هامش الهنديه (ص ۳۲۱ ج ۴)ان دخلت دار فلان فا نت كذا فمات فد خلت الدار ان لم يكن على دين مستغرق لا يحنث لانتقال ملكه.وان كان فا لفتوى على انه لا يحنث ايضا.

مردار گوشت کے پاس بلی لائی جائیگی نہ بالعکس

سوال: مردار جانور کا گوشت بلی وغیرہ کے لیے گھر لایا جائیگا یا بلی وغیرہ مردار کے پاس لائی جائیگی؟

الجواب: بلی اس مردار کے پاس لائی جائیگی نہ بالعکس۔ کما فی البزازیه علی هامش الهند یه (ص ۸۲ ج ۴)ولايحمل الجيفة الى الهرة ويحمل الهرة الى ا لجيفة .

اجیر مستأجر مالک کو اجارے پر نہیں دے سکتا

سوال: کیا اجیر مالک کو مستاجر اجارے پر دے سکتا ہے؟

الجواب : اجیر یہ چیز مالک کو اجارہ پر نہیں دے سکتا ہے خواہ ثالث متوسط ہو یا نہ ہو۔ کما فی الهنديه (ص ۴۶۵ ج ۴)ان المستاجر لو اجره من المواجر لا يصح تخلل الثالث اولا.وبه عامة المشائخ .وهو الصحيح و عليه الفتوى كذافي الوجيز للكرد ی .

زراعت پر آفت کی صورت میں اجرت کا مسئلہ

سوال: اگر زراعت کے بعد آفت آجائے تو مستاجر سے بدل اجارہ ساقط ہوگا یا نہ؟

الجواب: ماضی کی اجرت ثابت ہوگی اور ماقی کی اجرت ساقط ہوگی کما فی الهند یه اذا استاجر ارضا للزراعة فا صطلمه آفة كان عليه اجرما مضى وسقط عنه اجر مابقى لمدته بعد الا صطلاح .

آیت طویلہ نصف ایک رکعت میں نصف دوسری رکعت میں پڑھنا

سوال:ایک رکعت میں نصف آیت پڑھے اور نصف دوسری رکعت میں پڑھے تو کیا یہ نماز درست ہوگی؟

الجواب:یہ نماز درست ہوگی کما فی الدر المختار ص ۳۹۷ جلد ۱ ولو قرء آیة طویلة فی الرکعتین فالا صح الصحة اتفاقا لانه یزید علی ثلاث آیا ت قصار قاله الحلبی.

قصیدہ "بدء الامالی" کے ایک شعر کی وضاحت

سوال:قصیدة بدء الامالی کے اس بیت کا کیا مطلب ہے؟

و رب العرش فوق العرش لاکن .... بلاوصد التمکن واتصالی

الجواب:یہی جمہور کا مذہب ہے۔اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے متعلق دو آیات ہمیشہ کے لئے متحضر رکھے جائیں گے۔"اللہ الصمد" اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے کسی قسم کی احتیاج نہیں رکھتا ہے" لیس کمثله شئی "اس کی طرح کوئی چیز نہیں ہے۔پس اللہ تعالیٰ کی عرش پر فوقیت نصوص کی بنا پر حاصل ہے یہی امام ابوحنیفہ امام مالک،امام شافعی امام احمد کا قول ہے اور یہی مروی ہے امام مزنی،امام ابوحاتم،امام ذہبی،امام قتیبہ،امام سراج الدین حنفی اور امام ابن الہمام اور امام عبدالعزیز وغیرہم سے اور جس حدیث میں وارد ہے کہ "کان الله و لم یکن شئ "وہ ظاہر پر محمول ہے اور جن نصوص میں" علی العرش استویٰ "ثابت ہے تو استواء معلوم ہے مجہول نہیں ہے اور اس کی کیفیت نامعلوم ہے متشابہات سے ہے۔"ای استواء منزه عن التمکن والاستقرار . و انه فوق العرش و مع ذالک هو قریب من کل موجود و هو اقرب من حبل الورید و لا یماثل قربا قرب الاجسام "اور جس حدیث میں"نزول الی السماء"وارد ہے تو ایک توجیہ کی بناء پر یہ تجلی ہے اور جہاں یہ وارد ہے"وهو معکم این ماکنتم "تو یا مراد اس سے معیت علماً و قدرةً وعوناً اور یا مراد معیت ذاتی ہے کما یلیق به تعالیٰ لا من حیث التمکن و المماسة والمحاذاة . و یشیر الیها کلام اهل الفن.

دیوار سے گولی ٹکرا کر کسی کا قتل ہونا قتل خطاء ہے

سوال: اگر کوئی شخص دوسرے شخص کو گولی سے مارے لیکن گولی دیوار وغیرہ پر لگے اور واپس ہو کر اس دوسرے شخص کو قتل کرے تو اس میں قصاص واجب ہے یا نہیں؟

الجواب: چونکہ یہ قتل خطاً ہے اس لئے اس میں قصاص واجب نہیں ہے کما فی الهندیه ص ۳ جلد ۲ . رجل رمی انساناً بسهم فاخطأ فاصاب السهم حائطا ثم عاد السهم فاصاب ذالک الانسان و قتله قال هذا خطأ .

کبیرہ عورت کا جماع سے مرنے پر ضمان نہیں

سوال: ایک شخص جب کبیرہ عورت سے جماع کرے اور اس جماع سے وہ عورت مر جائے تو کیا اس میں ضمان ہے؟

الجواب: اس میں کوئی ضمان نہیں . کما فی الهندیه ص ۲۸ جلد ۲ رجل جامع امراته ومثلها یجامع فماتت من ذالک فلاشئ علیه .

حنفیہ کے نزدیک دعا سنن کے بعد افضل ہے

سوال: بعض بلاد میں دعا فرض کے بعد کرتے ہیں نہ کہ سنت کے بعد۔ اور بڑے بڑے علماء اور مفتیوں کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ افضل سنت کے بعد ہے یا فرض کے بعد؟

الجواب: حنفیہ کے نزدیک دعا سنن کے بعد افضل ہے . کما فی البحر ص ۳۰۴ جلد ۱ .لکن عندنا السنة مقدمة علی الدعاء الذی عقب هو الفراغ و کما فی الخلاصة الفتاویٰ ص ۹۵ جلد ۱ بعد الفریضة الاشتغال بالسنة اولیٰ من الاشتغال بالدعاء و کما فی الاشباہ و النظائر ص ۱۲۷ .الاشتغال فی السنة عقیب الفرض افضل من الدعاء . و کما فی البزازیه علی هامش الهندیة ص ۳۸۰ جلد ۲ . والاشتغال بعد الفرض باداء السنة اولیٰ من الدعاء

و کما فی شرح شرعة الاسلام و یغتنم الدعاء بعد المکتو بة قبل السنة علی ما روی البقالی . من ان الافضل ان یشتغل بالدعاء ثم بالسنة و بعد السنن والاوراد علی ما روی عن غیره وهو المشهور المعمول به فی زماننا .

(۱) جوعلماء سنن کے بعد دعا نہیں کرتے ہیں وہ احناف کے ثابت قول سے بلاوجہ اعراض کرتے ہیں۔ (۲) عوام ان پر اعتماد کرتے ہیں کہ یہ ہم کو امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول بتاتے ہیں۔ حالانکہ وہ شوافع اور اہل حدیث کا قول ذکر کرتے ہیں (۳) اور حدیث شریف میں دبر مکتوبات اور دبر المکتوبہ جو وارد ہے۔ عوام کا یہ ذہن بناتے ہیں۔ کہ اس سے مابعد متصل مراد ہیں۔ حالانکہ سنن کے بعد دعا بھی دبر المکتوبات ہے۔ مقدم علی المکتوبات نہیں ہے۔ (۴) اور جو احادیث مخالفین ذکر کرتے ہیں وہ تمام ہمارے نزدیک بلا تاویل معمول ہیں۔

"لا تشدوا الرحال الا ثلاثة مساجد" (الحدیث) کی وضاحت

سوال: حدیث شریف میں وارد ہے۔ لا تشدوا الرحال الاالی ثلاثة مسا جداور ابن تیمیہ وغیرہ اس سے استنباط کرتے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام کی زیارت کیلئے وفات کے بعد سفر ناجائز ہے۔ وضاحت کی جائے؟

الجواب: اگر اس حدیث کو ظاہر پر محمول کیا جائے اور ماسوائے مساجد ثلاثہ کے دیگر مقامات کو مسافرت ناجائز ہو تو پیغمبر علیہ السلام کی زندگی میں ملاقات کیلئے تبوک وغیرہ کو مسافرت بھی ناجائز ہوگی. ولم یقل به احد .

"ایک، دو، تین تم مجھ پر مطلقہ ہو" کا حکم

سوال: اگر خاوند بیوی کو کہے کہ (یو ، دوه ،درے تهٔ په ما طلاقه یې) ایک، دو، تین تم مجھ پر مطلقہ ہو تو عوام اس کو تغلیظ کی ارادہ سے استعمال کرتے ہیں۔ کیا یہ ارادہ صحیح ہے؟

الجواب: تغلیظ کے ارادہ سے یہ استعمال غلط ہے۔ اس سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے۔ کیونکہ (یو ، دوه ، درے) ایک، دو، تین کسی چیز کا شمارہ ہوتا ہے نہ کہ انشاء۔ اور یہ مراد ہو کہ ایک طلاق، دو طلاق، تین

طلاق تو یہ طلاق کا شمارہ ہوالیکن اس میں حکم نہیں ہے۔نہ ہست اور نہ نیست۔اور اگر آئندہ جملہ (پـه مـا طلاقـه ے) تم مجھ پر طلاق ہو کا خیال کیا جائے تو اس جملہ سے کوئی ربط نہیں ہے۔نہ مفعول مطلق کا اور نہ تمیز وغیرہ کا۔یہ اپنے زعم فاسد کا شمارہ ہے۔فالیراجع الی محاورةالسلیمانین .

”ضاد“ کا تفصیلی مسئلہ

سوال: ”ضاد ”مشابہ“ بالظاء“ ہے یا مشابہ“ بالدال“؟

الجواب: ضـاد ، ظـاء اور دال جدا جدا حروف ہیں اور ہر ایک کا مخرج جدا جدا ہے۔ قـال فی الشـافیـه و لـلـضاد اول احدی حافتیة و ما یلیها من الاضراس و للظاء طرف اللسان و طرف الثـنـایـا و لـلـدال طـرف الـلسـان و اصول الثنایا العلیا انتهی مختصرا مع تقدیم و تا خیر فی العبار ة . و هـكـذا فی كتب التجوید . نیز صفات کے اعتبار سے بھی یہ حروف متمایز ہیں۔اگر چہ ضاداور ظاء صرف صفت استطالہ میں متمایز ہیں اور ضاداور دال تقریباً سات صفات میں متمایز ہیں (كـمـا لا یخفی عـلـی مـن راجـع الـی كتب التجوید) نیز واضح رہے کہ علماءفن سے منقول ہے کہ ضاد باعتبار صفات ظاء کو قریب ہے۔اور باعتبار مخرج دال کو قریب ہے۔اور یہ بھی منقول ہے کہ اگر ضــاد میں اطباق نہ ہوتو دال ہو جائیگا جیسا کہ ضاد میں استطالہ نہ ہوتو ظاء ہو جائیگا۔ كما صرح به فی المفتاح الر حمانی فی علم القراء ة .لو لا الا طباق فیها لكان الصاد سینا و الظاء ذالا و الضاد دالا . انتهی . اس سے ثابت ہوا کہ ضاد کو دال کے ساتھ قرب تام ہے کہ فقط اطباق ممیّز ہے۔ بلکہ باعتبار مخرج کے ضاد کو دال کے ساتھ زیادہ قربت ہے . صـرح بـه فـی امـداد الفتاویٰ ص ١٧٧ جلد ١ و فی شرح الشاطبی ان هذا الثلث (الضاد ، والـظـاء ، والـذال) متشـابهة فی السمع . والضاد لا تفرق من الظاء الا باختلاف المخرج و زیادة الاستـطـالة فـی الـضـاد ولـو لاهما لكانت احدی هماالاخریٰ . مجموعة الفتاویٰ ص ٢٦٩ جـلـد ١ ۔ اس تمہید کے بعد واضح رہے کہ ضاد اگر چہ ظاء اور دال دونوں کو قریب ہے لیکن اس کے ادا کرنے میں السنة الناس مختلف ہیں۔

قال فی المنح الفکریة ص ۳۸ ولیس فی الحروف ما یفسر علی اللسان مثله والسنة الناس فیه مختلف فمنهم من یخرجه دالا مهملا او معجمة و منهم من یخرجه طاء مهملة کاالمصریین ومنهم من یشمه ذالا و منهم یشیر بها باالظاء المعجمة ۔فقہاءاوراکثر مجودین مشابہ بالظاء کے طرف مائل ہیں ۔

کما لا یخفیٰ علی من راجع الی باب ذلة القاری و الی کتب التجوید ۔اوربعض ائمہ مشابہ بالظاءکوقبیح اور مستہجن بولتے ہیں قال الرضی فی شرح الشافیه ص ۳۷۸ والضاد الضعیفة.قال السیرافی انها فی لغة قوم لیس فی لغتهم ضاد فاذا احتاجوا الی التکلم بها فی العربیة اعتاصت علیه فربمااخرجوها ظاء لاخراجهم ایاها من طرف اللسان والطرف الثنایا و ربما تکلفوا اخراجها من مخرج الفساد فلم یتات لهم فخرجت بین الضاد والظاء انتهی . و فی کتب اللغة ان هذا الحرف لم یو جد فی غیر العربیة .ان اختلافات کے باوجوداس حرف میں تشدد نہ کرنا چاہیے بلکہ جوشخص اس حرف کے ادا کرنے کے وقت اس کے مخرج اورصفت کوملحوظ رکھے ۔تو جوآواز بھی نکل جائے ۔اس کو غلط نہیں کہا جائیگا ۔اوراس کے پیچھے اقتداءصحیح ہے ۔اوریہی رائے ہے محققین علماءکی ۔مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔اصل حرف ضاد ہے ۔اس کواصل مخرج سےادا کرنا واجب ہے ۔اگرنہ ہو سکیں ۔تو بسبب معذوری دال پُر کی صورت سے بھی نماز ہوجائیگی ۔(فتاویٰ رشیدیه ص ۲۷۲) اورفرماتے ہیں جوشخص دال یاظاء خالص عمداًپڑھےاس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں ۔مگر جوشخص دال پُر کی آواز میں پڑھتا ہے آپ اس کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں ۔ص ۲۷۴ و فی فتاویٰ دارالعلوم دیو بند ص ۷۴ جلد ۱ . و آنچه از قراء وعلماء عرب و علماء حرمین شریفین مسموع میشود . ضاد را شبه صوت بالدال المهمله المعجمه می خوانند تغلیط آن همه علماء و قراء هم سهل نیست .

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ضاد کی جگہ دال پڑھنا بھی غلط ،ظاء پڑھنا بھی غلط ،قصداً پڑھنا گناہ ہے ۔مگر بوجہ عمومی بلوی کے نماز دونوں کی فاسدنہیں ہوتی ہے ۔ماہر تجوید سے مشق کرکے صحیح پڑھنے کی

کوشش کریں۔اس پر بھی اگر غلط نکل جائے۔تو معذوری ہے۔(امداد الفتاویٰ ص ۱۸۰ جلد ۱) پس ان تصریحات کی بناء پراس میں تشدد زیبا نہیں ہے۔کیونکہ حقیقت یہ ہے۔کہ مشاقین کا صوت بھی مختلف ہوتا ہے۔فقط

سجدہ سہو کی صورت میں درود اور دعا

سوال :درود اور دعا سجدہ سھو کی صورت میں کونسی قعدہ میں ادا کئے جائینگے؟

الجواب :احتیاط اس میں ہے کہ دونوں قعدوں میں (یعنی سجدہ سہو کرنے سے پہلے اور بعد میں)ادا کئے جائیں۔کما فی شرح التنویر و قیل فیھما احتیاط .

سجدہ سہو میں ایک طرف سلام پھیرنا

سوال:بعض لوگ کہتے ہیں کہ امام ایک طرف سلام پھیرے اور منفرد دونوں طرف کو سلام پھیرے؟

الجواب :صواب یہ ہے کہ صرف یمین کی طرف سلام پھیرے۔ کما فی الهندية ص ۱۶۵ جلد ۱ "والصواب ان یسلم تسلیمة واحدة وعلیه الجمهور الیه اشار فی الاصل کذا فی الکافی" ویسلم عن یمینه کذا فی الزاهدی .

تمام واجبات کے ترک کی صورت میں صرف دوسجدے کرینگے

سوال:اگر کوئی بہت سے واجبات ترک کرے تو اس پر کتنے سجدے واجب ہونگے؟

الجواب :تمام واجبات ترک کرنے سے دوسجدے واجب ہوتے ہیں۔ کما فی ردالمحتار " حتیٰ لو ترک جمیع واجبات الصلوة سهوا لا یلزمه الا سجدتان "بحر .ص ۴۹۷جلد ۱ .

قیام میں تشہد پڑھنے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا

سوال :اگر کوئی قیام میں تشہد پڑھے تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے یا نہ؟

الجواب :اس پر سجدہ سھو واجب نہیں ہے خواہ اول رکعت میں یا دوسری رکعت میں ہو۔

(هندیه ص ۱۲۷ جلد ۱)

فاتحہ کے بعد تشہد پڑھنے سے سجدہ سہو کرنا واجب ہے

سوال: اگر تشہد فاتحہ سے قبل پڑھے یا فاتحہ کے بعد پڑھے تو اس میں سجدہ سہو واجب ہے یا نہ؟

الجواب : قبل پڑھنے میں واجب نہیں ہے اور بعد میں واجب ہے لتاخیر الواجب . هندیه ص ۱۲۷ جلد ۱ .

تشہد کی جگہ فاتحہ پڑھنے یا فاتحہ کے بعد تشہد پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہے

سوال : اگر تشہد کی جگہ فاتحہ پڑھے یا فاتحہ کے بعد تشہد بھی پڑھے تو اس میں سجدہ سہو واجب ہے یا نہ؟

الجواب: ان دونوں صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے۔(هندیه ص ۱۲۷ جلد ۱)

اول رکعت والی سورت سے قبل سورت دوسرے رکعت میں پڑھنے سے سہو واجب نہیں

سوال : اگر دوسری رکعت میں اول رکعت سے قبل سورۃ پڑھے تو اس میں سجدہ سہو واجب ہے یا نہ؟

الجواب: اس میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ کذا فی المحیط . هندیه ص ۱۲۶ جلد ۱ .

نماز عید اور نماز جمعہ میں سجدہ سہو

سوال: نماز عید اور نماز جمعہ میں سجدہ سہو کیا جائیگا یا نہ؟

الجواب: ان میں سہو سے سجدہ سہو ترک کرنا بہتر ہے ناجائز نہیں ہے۔ شامی ص ۵۰۵ جلد ۱ .

مسبوق امام کے ساتھ سلام پھیریں تو سہو واجب ہے یا نہیں ؛

سوال : اگر مسبوق امام کے ساتھ سہواً سلام پھیرے تو اس میں سجدہ سہو واجب ہے یا نہ؟

الجواب: اگر مسبوق امام کے اول سلام کے ساتھ یا اول سلام سے مقارن سلام پھیرے تو اس پر سجدہ سہو

نہیں ہے اور اگر امام کے اول سلام سے بعد ہو۔ تو اس پر سجدہ سھو واجب ہے۔(کبیری ص ۴۶۵)

کفارہ ظہار یا قتل میں رمضان آئے تو کیا کریں

سوال: اگر ظہار یا قتل کے کفارہ کے درمیان رمضان آئے تو کیا یہ کفارہ از سر نو ادا کیا جائیگا؟

الجواب: اس کو از سر نو ادا کیا جائیگا اسلئے کہ اس کفارہ میں تتابع ضروری ہے۔ ''کما فی الھندیہ ص ۵۱۲ ج ۱ فکفارته صوم شهرين متتابعين ليس فيها شهر رمضان ولا يوم الفطر ولا يوم النحر ولا ايا م التشريق كذا في غاية البيان .''

تعدد یمین کی صورت میں توحد کفارہ

سوال: یمین کی تعدد کے وقت کفارہ کی توحد جائز ہے یا نہ؟

الجواب: امام محمد کے ایک قول کے بنا پر توحد کافی ہے۔ كما فى رد المحتار ص ۷۱۴ ج۳ وفى البغيه كفا رات الايمان اذا كثرت تداخلت و يخرج بالكفارة الواحد عن عهدة الجميع .وقال شهاب الائمه هذا قول محمد . وقال صاحب الاصل هو المختار عندى .

شادی شدہ کا بیوی کی اجازت کے بغیر چار ماہ یا زائد سفر کرنا

سوال: شادی شدہ شخص حصول علم یا عرفی تبلیغ کیلئے چار مہینہ یا اس سے زائد سفر کرسکتا ہے یا نہ؟

الجواب: بیوی کی رضا اور اجازت کے بغیر یہ سفر ناجائز ہے۔ فى شرح التنوير ولا يبلغ مدة الايلاء الا برضاها .وفى ردالمحتار ص۲۰۳ ج۳ ويؤيد ذالك قول عمر لما سمع فى الليل امرء ةتقول . فسئل بنته حفصة كم تصبر المرء ةعن الرجل فقا لت اربعة اشهر فامر امراء الاجناد ان لا يتخلف المتزوج عن اهله اكثر منها .

موجودہ عرفی تبلیغ کا درجہ

سوال :اگر کوئی کہے کہ یہ عرفی تبلیغ فرض ہے اس کے لئے توقیت نہیں ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب :تمام دین کی تبلیغ ہوئی ہے اس میں کوئی کمی باقی نہیں رہی ہے حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ نے شر القرون میں ایک اصلاحی پروگرام بنایا ہے وہ ایک بدعت حسنہ سے زائد نہیں ہے اس کو فرض کہنا جاہل متجاہل کا رویہ ہے۔

قنوت نازلہ اور امام طحاوی

سوال : قنوت نازلہ پڑھنا جائز ہے یا نا جائز ہے حالانکہ امام طحاوی شرح معانی الآثار میں فرماتے ہیں۔ فثبت لما ذکرنا انه لا ينبغي القنوت في الفجر في حال الحرب ولا في غيره وهذا قول ابي حنيفه و ابي يوسف ومحمد رحمهم الله تعالى.

الجواب : شاید امام طحاوی نے قنوت نازلہ کا جواز دیگر تصانیف مختصر وغیرہ میں ذکر کیا ہے۔ اور شاید امام طحاوی نے محاربہ میں اس کا نفی کیا ہے اور شدت محاربہ میں مشروع کیا ہے اور یہی جواب باصواب ہے۔

گردن یا بازو پر تعویذ لٹکانا

سوال : گردن اور بازو پر تعویذ باندھنا جائز ہے یا ناجائز؟ بعض لوگ اس کو ناجائز بولتے ہیں؟

الجواب : جائز کلمات سے لکھا ہوا جائز ہے۔ لما رواه ابو داؤد عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يعلمهم من الفزع كلمات اعوذ بكلمات الله التامة من غضبه و شر عباده ومن همزات الشياطين وان يحضرون .وكان عبدالله بن عمر يعلمهن من عقل من بنيه من لم يعقل كتبه فاعلقه عليه .

اور جس حدیث میں وارد ہے کہ ''ان الرقی و التمائم و التولة شرک''۔ تو تمائم سے مراد الخرزات اللتي تعلقها النساء في اعناق الاولاد على ظن انها تؤثر و تدفع العين.

(مشکنے او مرئ) ہیں جن میں تبرک کی کوئی بو نہیں ہے جس طرح رقی سے مراد اسماء الاصنام و الشیاطین والے ہیں نہ کہ جائز کلمات والے۔

رمضان کے نماز فجر میں تغلیس مذہب حنفی نہیں

سوال: بعض بلاد میں رمضان میں ہمیشہ نماز فجر میں تغلیس کیا جاتا ہے۔ کیا یہ مذہب احناف کے مطابق ہے؟

الجواب: امام ابوحنیفہ کے نزدیک حدیث کے بنا پر صرف حجاج کے لئے مزدلفہ میں تغلیس بہتر ہے نہ دیگر مقامات میں۔ کما فی شرح التنویر والمستحب الابتداء باسفار والختم به الا لحاج بمزدلفة۔ اور بخاری شریف میں جو وارد ہے کہ تسحر اور قیام صلوٰۃ میں پچاس ساٹھ آیات مقدار فرق ہوتا تھا۔ اور یا گھر میں تسحر کرنے کے بعد سرعت سے فجر کی نماز ادا کرتے تھے۔ تو یہ محتمل ہے کہ یہ پڑھنا ترتیل سے تھا یا بغیر ترتیل کے تھا اور سحری کا یہ گھر بعید تھا یا قریب تھا۔ تو ایسے محتمل روایات سے مذہب چھوڑنا بے باکی ہے۔

حافظ کا ختم تراویح میں رقم اور اجرت لینا اجرت علی الامامت ہے علی التلاوت نہیں

سوال: حفاظ تراویح میں ختم کرنے کے بعد جو رقم وغیرہ لیتے ہیں۔ وہ جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: فقہاء کرام نے تلاوت پر اجرت لینے کو ناجائز کہا ہے۔ لیکن ہمارے بلاد میں حفاظ تلاوت بھی کرتے ہیں اور امامت بھی کرتے ہیں۔ تو ان کی رقوم کو صرف تلاوت کا معاوضہ ٹھہرانا اور امامت سے خاموش رہنا بلاوجہ ہے اور اگر صرف تلاوت کو ملحوظ کیا جائے تو تلاوت سے کوئی تراویح خالی نہیں تو مطلق تراویح پر اجرت لینا ناجائز ہوگا۔ بہرحال حافظ کی اس رقم پر انکار کرنا ہندی مسئلہ ہے حنفی نہیں ہے۔ یہ اجرت علی الامامت ہے نہ علی محض التلاوت۔

جہاد اصغر اور جہاد اکبر کی وضاحت

سوال: حدیث ''رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر'' مرفوع ہے۔ یا کسی راوی کا کلام ہے؟

الجواب: ملا علی قاری موضوعات کبیر ص ۴۰ میں فرماتے ہیں کہ عسقلانی فرماتے ہیں کہ یہ السنة

پر مشہور ہے لیکن یہ ابراہیم بن عبلہ کا کلام ہے .کما فی الکنی للنسائی ذکر الحدیث فی الاحیاء ونسبه العراقی الی البیهقی من حدیث جابر .قال السیوطی روی الخطیب فی تاریخه من حدیث جابر ،اوراس حدیث میں وارد ہے .الجهاد الاکبر قال جهاد القلب ، وفی روایة هو مجاهدة العبد هواه ، یعنی جہاد اصغر کفر اور باطل سے مقابلہ ہے اور مجاہدہ اکبر ہوئی اور خواہشات سے مقابلہ ہے۔

حدیث ''سور المؤمن شفاء'' کی وضاحت

سوال: حدیث ''سور المؤمن شفاء'' صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: ملاعلی قاری المصنوع فی احادیث الموضوع ص ۱۴، میں فرماتے ہیں .قال العراقی هکذا اشتهر علی الالسنة ولا اصل له بهذا اللفظ.

ذوی الارحام میں مفتیٰ بہ قول

سوال: ذوی الارحام کے متعلق علماء احناف کے درمیان بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ان میں راجح قول کونسا ہے؟

الجواب: امام محمد رحمہ اللہ کا قول اشهر الروایتین ہے۔اور وہ مفتیٰ بہ ہے .کما فی السراجیه ص ۴۰ وقول محمد رحمه الله اشهر الروایتین عن ابی حنیفة رحمه الله تعالیٰ فی جمیع ذوی الارحام وعلیه الفتویٰ.

بیت المال کے نہ ہونے کی صورت میں لاوارث کے مال کا حکم

سوال: جس میت کے ورثاء ذوی الفروض،عصبات،ذوی الارحام نہ ہوں۔اور بیت المال بھی نہ ہوتو اس کا میراث کس کو دیا جائے گا؟

الجواب: جب بیت المال نہ ہو،تو دیگر اقارب کو دینا جائز ہے۔(فلیراجع الی

رد المحتار ص ۷۸۸ جلد ۲)

''اگر میں نے یہ کام کیا تو میں زانی اور سارق ہوں گا'' کے الفاظ کہنے میں قسم اور کفارے کا مسئلہ

سوال :اگر کسی نے یہ الفاظ کہے کہ ''اگر میں نے فلاں کام کیا تو میں زانی اور سارق ہوں گا'' اس میں کفارہ قسم ہے یا نہیں؟

الجواب:اس میں کفارہ نہیں ہے۔ کما فی الهنديه ص ۵۵ جلد ۲ ولو قال ان فعلت كذا فانازانٍ اوسارق فليس بحالفٍ.

''میں نے یہ کام کیا تو یہودی یا نصرانی ہوں گا'' کے الفاظ کہنے میں قسم اور کفارے کا حکم

سوال:اگر کسی نے یہ الفاظ کہے''اگر میں نے فلاں کام کیا،تو میں یہودی یا نصرانی ہوں گا''۔ اس میں کفارہ ہے یا نہیں؟

الجواب :یہ قسم ہے،اس میں کفارہ واجب ہے۔ كمافي الهنديه ص ۵۴ جلد ۲ ولو قال فهو يهودى او نصرانى اونحو ذلک مما اعتقاده كفر فهو يمين استحساناً كذا فى البدائع.

حانث ہونے سے پہلے کفارہ دیکر واپس نہیں کیا جائے گا

سوال:اگر کسی نے حانث ہونے سے پہلے کفارہ دیا۔تو یہ واپس کیا جائے گا یا نہ؟

الجواب: یہ واپس نہ کیا جائے گا۔ كمافي الهنديه ص ۶۴ جلد ۲ ان قدم الكفارة على الحنث لم يجزئه ثم لا يسترد من المسكين لو قوعه صدقة كذا فى الهداية.

سرکاری رویت ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت

سوال :ہمارے ضلع میں ایک غیر سرکاری رؤیت ہلال کمیٹی مقرر ہے تو سرکاری رؤیت ہلال کمیٹی کا اعلان بعض وجوہات کی وجہ سے نہیں سنتے ہیں۔کیا یہ جائز ہے؟

الجواب :واضح رہے کہ رؤیت ہلال کمیٹی ایک انتظامی اور ضروری کاروائی ہے اور قرآن وحدیث میں نہ

مطلوب ہے اور نہ ممنوع ہے بلکہ مباح ہے۔حدیث مسلم شریف اور ترمذی شریف میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تصریح ہے۔کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاکم وقت نے شام میں عید منانے کا فیصلہ کیا تھا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ میں دیدہ دانستہ دوسرے دن عید کا فیصلہ کیا تھا۔تو اس سے معلوم ہوا کہ اس معاملے میں بادشاہ وقت سے موافقت ضروری نہیں ہے۔خصوصاً جس وطن میں اسلامی نظام نہ ہو۔اور کمیٹی میں وطن کے تمام اطراف کی رعایت ضروری ہوتی ہے۔اور ہمارے وطن میں سرحد کی رعایت نہیں ہے۔لاتعداد حجاج اور ثقات ہلال دیکھتے ہیں اور شہادت دیتے ہیں۔اور کمیٹی اعلان کرتی ہے کہ چاند نظر نہیں آیا۔حالانکہ سرحد میں تمام لوگ چاند دیکھتے ہیں۔پس ایک علاقہ کی رؤیت کو تمام وطن پر شرعاً حاوی کیا جائے۔نہ کہ پنجاب وسندھ کی عدم رویت تمام وطن پر حاوی کی جائے اور کمپیوٹر پر بنا کرنا حدیث **انا امة امية لا نكتب ولا نحسب** کے بناء پر علم ہیئت اور علم حساب کے دقائق پر بنا کرنا غیر شرعی امر ہے۔اور انسانی ساخت ہے۔

''ایک،دو،تین طلاق'' میں پٹھانوں کا مخصوص محاورہ

سوال: پٹھانوں میں یہ دستور ہے کہ جب کوئی بیوی کو بولے۔ (تہ طلاقه ئے یو ، دوه ، درے) تجھ پر طلاق ہے ایک،دو،تین۔تو یہ مغلظہ ہو جاتی ہے۔کیا یہ تغلیظ کا دستور صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: یہ دستور صحیح نہیں ہے(۱) کیونکہ ان الفاظ سے مراد عدّ یعنی شمارہ ہوتا ہے نہ انشاء طلاق۔ (۲) نیز یہ اسماء معدودہ ہیں ان میں حکم'' ہے یا نہیں'' نہیں ہوتا ہے۔(۳) اگر ان میں حکم مانا جائے کہ ان کا معنی ایک طلاق ہے دو طلاق ہے تین طلاق ہے تو محاورہ کے بنا پر'' په''کا لفظ ضروری ہے تہ پہ یو طلاق طلاقه ئے تہ پہ دوه تہ پہ درے ۔ حالانکہ'' په'' کا لفظ نہیں ہوتا ہے۔(۴) اور اگر یہ شخص تین طلاق کی نیت کرے اور یہ الفاظ یو ، دوه ، درے (ایک،دو،تین) اس منوی کی تفصیل ہو تو صریح میں تین کی نیت غیر صحیح ہے۔

عصبات میں علاتی بھائی اعیانی بھتیجے پر مقدم ہے

سوال: علاتی بھائی اعیانی بھتیجے پر مقدم ہے یا مؤخر؟

الجواب: علاتی بھائی اعیانی بھتیجے پر مقدم ہے۔ کما فی الهندية ص ۴۵۱ جلد ٦ فی العصبات ثم الاب ثم الجد اب الاب وان علا . ثم الاخ لاب وام . ثم الاخ لاب . ثم ابن الاخ لاب وام .

دومختلف رمضانوں میں روزہ توڑنے پر علیحدہ علیحدہ کفارہ کا مسئلہ

سوال: اگر صائم دو رمضانوں میں جماع کرے تو یہ کفارہ میں تداخل کرسکتا ہے یا ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ کفارہ ادا کرے گا؟

الجواب: ظاہرالروایت کی بنا پر ہر ایک کیلئے جدا جدا کفارہ دیگا کمافی البدائع ص ۱۰۱ جلد ۲ ولو جامع فی رمضانین ولم یکفر للاول فعلیه لکل جماع کفارة فی ظاهر الرواية .

اقارب نہ ہونے کی صورت میں اجانب کیلئے میتہ عورت کا دفن کرنا جائز ہے

سوال: اگر عورت کے اقارب نہ ہوں تو اجانب اس کو دفن کرسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: اجانب اس کو دفن کرسکتے ہیں کما فی البدائع ص ۳۲۰ جلد ۱ ولو لم یکن فیهم ذو رحم فلابأس للاجانب وضعها فی قبرها .

باغ اور میوہ جات کے متعلق مسائل

مسئلہ:...... (۱) اگر کوئی مالک باغ سے میوہ جات عشر میں لیوے۔ تو یہ آسان عمل ہے تو عاشر اس زکواۃ کو اپنی ٹرک میں یا کرایہ کے ٹرک میں یا باغبان کے ٹرک میں تبرعاً لے جاوے۔ اور مالک زکواۃ سے علاوہ میوہ جات میں مختار ہے کہ کسی منڈی کو لے جائے بہرحال یہ کرایہ وغیرہ اس مالک کے ذمہ ہونگے۔

مسئلہ:...... (۲) اگر مالک باغ تمام میوہ جات کو منڈی قریب یا بعید کو لے جائے۔ تو اخراجات تمام اس کے ذمہ ہونگے اور تمام قیمت سے عشر دیگا۔ اگر چہ مقامی عشر کے حساب سے چند گنا ہو۔

مسئلہ:.....(۳) اگر کوئی تمام میوہ جات خریدے تو کرایہ وغیرہ خریدار پر ہونگے اور مالک باغ کو مقامی نرخ کے حساب سے قیمت زکواۃ دیگا۔

ریال اور روپے کے درمیان بیع کا انوکھا مسئلہ

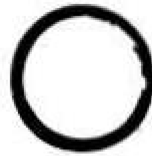
سوال :اگر کسی شخص کے پاس ایک ہزار ریال ہوں۔ وہ سوداگر کے پاس جائے اور یہ کہے کہ اس ایک ہزار کے بدلے پاکستان میں سولہ ہزار پاکستانی روپیہ میرے بیٹے کو دیدو۔ یہ جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: بہ ظاہر اس معاملہ میں یہ سوداگر مشتری بھی ہے اور بائع بھی ہے جو کہ ناجائز ہے۔ لیکن اس موکل کے امر سے ایک رائے کے بنا پر یہ معاملہ جائز ہے کما فی البزازیة علی هامش الهندية ص ۳۷۵ جلد ۵ وان امره الموكل ان يبيعه من نفسه او اولاده الصغار او ممن لايقبل له شهادة فباع منهم جازوهو قول الطحاوى. نیز عربی نوٹ اور پاکستانی نوٹ دونوں متغائر ہیں کتغائر الثوب الهروى والمروى کہ ان میں تفاضل اور نسأ دونوں جائز ہیں قلت نظير هذه الوكالة كارسال الرقم بالبريد.

دعا بعد السنّت میں اختلاف اولویت میں ہے نہ کہ بدعت وسنت ہونے میں

سوال :جس نماز میں فرائض کے بعد سنن ہوں تو ہندی علماء دعا سنن سے پہلے پڑھتے ہیں اور سلیمانی علماء دعا سنن کے بعد کرتے ہیں۔ ما القول الراجح ؟

الجواب :پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے نہ قبل السنن دعا کی ہے اور نہ بعد السنن کی ہے یہ فعل رسول ہے اور قول رسول میں دبر المکتوبات کا لفظ وارد ہے اور دبر کے معنی میں اختلاف ہے ہندی علماء اس سے مابعد متصل مراد کرتے ہیں اور ہمارے سلیمانی علماء مثلا ابن الہمام، ابن عابدین، ابن نجیم، صاحب خلاصۃ الفتاویٰ، صاحب بزازیہ وغیرہ دبر سے مابعد مراد کرتے ہیں متصل ہو یا منفصل ہو۔ اور فقہی دلائل کی وجہ سے سلیمانی علماء اس قول ثانی کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور اختلاف اولویت میں ہے نہ کہ بدعت اور سنت ہونے میں۔



حدیث کی جلیل القدر کتاب جامع ترمذی کی مبسوط اور مدلل عربی شرح

منهاج السنن

شرح

جامع السنن للامام الترمذی



لفضیلة الشیخ محدث کبیر فقیه العصر مفتی اعظم عارف بالله

مولانا مفتی محمد فرید الزروبوی المجددی النقشبندی

المفتی والشیخ بدار العلوم حقانیه اکوڑہ خٹک

کل صفحات/ ۱۴۸۰

ناشر

مولانا حافظ حسین احمد صدیقی نقشبندی مہتمم دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی

صحیح البخاری کے کتاب الایمان کتاب العلم کا جامع عربی شرح

هداية القاری

علیٰ

صحيح البخاری

للعلامہ فضیلۃ الشیخ مولانا الحاج محمد فرید المجددی النقشبندی الزروبوی

بخاری شریف کے مطول اور ضخیم شروح کا ملخص، اکابر محدثین کے امالی کا نچوڑ

کل صفحات/۲۵۲

ناشر: دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی

صحیح مسلم کے مقدمہ کی محققانہ شرح (عربی)

فتح المنعم

شرح

مقدمة المسلم

لفضیلۃ الشیخ مولانا مفتی محمد فرید مجددی الشیخ والمفتی بدارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

کل صفحات/۵۲

یہ شرح دس مباحث پر مشتمل ہے، طلباء حدیث کیلئے مشعل راہ ہے۔

ناشر: مولانا حافظ حسین احمد صدیقی نقشبندی مہتمم دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی

العقائد الاسلامیه باللغة السلیمانیه

چالیس عقائد اور چالیس مہم احکام پر پشتو زبان میں شائع کی گئی ہیں۔
اردو زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے، بہت جلد شائع کیا جائے گا۔

مسائل حج

حج کے اہم مسائل واحکام اور جدید دور میں پیش آنے والے
واقعات کو قدیم کتب کے حوالوں سے مزین کر کے لکھا گیا ہے۔

رسالہ قبریہ

میت کے موت سے کفن دفن تک تمام اہم مسائل اس میں جمع کیے گئے ہیں۔
بہت سے اختلافی مسائل واضح اور مدلل انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔

مولفات حضرت مفتی اعظم محدث کبیر مولانا مفتی محمد فرید دامت برکاتہم